سُنَنِ نسائی

تالیف

امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

ترجمہ وفوائد: فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

تحقیق وتخریج: حافظ ابوطاہر زبیر علی زئی حفظہ اللہ

دارالعلم ممبئی

قرآن لرننگ اینڈ ریسرچ فاونڈیشن

حافظ بابانگر، حیدرآباد، دکن۔

QLRF Islamic Library

گلشن اقبال کالونی، حیدرآباد، دکن۔

QURAN LEARNING & RESEARCH FOUNDATION • HYD. INDIA •

مترجم

سنن نسائی

جلد چہارم

سلسلہ اشاعت نمبر 138

نام کتاب : مترجم سنن نسائی

نام مولف : امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی رحمہ اللہ

نام مترجم : فضیلۃ الشیخ حافظ محمد امین حفظہ اللہ

جلد : چہارم

طبع اول : اپریل ۲۰۱۲ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار

طابع : محمد اکرم مختار

ناشر : دارالعلم، ممبئی

QURAN LEARNING & RESEARCH FOUNDATION • HYD. INDIA •

دار العلم ممبئی

DARUL ILM

PUBLISHERS & DISTRIBUTORS

242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel.: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

سنن نسائی

مترجم

جلد چہارم

كتاب الصيام ـــ كتاب مناسك الحج أحاديث: 2092 ـــ 3086

تالیف

امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی

ترجمہ

شیخ الحدیث حافظ محمد امین

تحقیق و تخریج

حافظ ابو طاہر زبیر علی زئی

نظر ثانی و تہذیب و تنقیح

حافظ صلاح الدین یوسف

دار السلام

QURAN LEARNING & RESEARCH FOUNDATION • HYD. INDIA •

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست مضامین (جلد چہارم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٢٢) - كِتَابُ الصِّيَامِ (التحفة ٤)

روزوں سے متعلق احکام ومسائل

الصیام کے لغوی معنی ہیں اَلْإِمْسَاك، یعنی رک جانا' جیسے کہا جاتا ہے: [فُلَانٌ صَامَ عَنِ الْكَلَامِ] فلاں شخص گفتگو سے رک گیا ہے۔ شرعی طور پر اس کے معنی ہیں طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے' پینے اور جماع سے شرعی طریقے کے مطابق رک جانا' نیز لغویات' بے ہودہ گوئی اور مکروہ وحرام کلام سے رک جانا بھی اس میں شامل ہے۔

(المعجم ١) - بَابُ وُجُوبِ الصِّيَامِ (التحفة ١)

باب:١- روزے کی فرضیت

٢٠٩٢- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - : حَدَّثَنَا أَبُو سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثَائِرَ الرَّأْسِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِي مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ؟ قَالَ: «اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا» قَالَ: أَخْبِرْنِي بِمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ؟ قَالَ: «صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا». قَالَ: أَخْبِرْنِي بِمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ؟ فَأَخْبَرَهُ

٢٠٩٢- حضرت طلحہ بن عبیداللہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک بکھرے بالوں والا اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتایئے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''پانچ نمازیں الا یہ کہ تو خوشی سے مزید پڑھے۔'' اس نے کہا: مجھے بتایئے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر روزے کتنے فرض کیے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ماہ رمضان کے روزے' مگر یہ کہ تو خوشی سے زائد رکھے۔'' اس نے کہا: مجھے بتایئے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی زکاۃ فرض کی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اسلام (اور زکاۃ) کے (تفصیلی) احکام بتائے۔ وہ کہنے لگا: قسم اس ذات کی جس نے آپ

٢٠٩٢- [صحيح] تقدم، ح: ٤٥٩، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٠٠.

رَسُولُ اللهِ ﷺ بِشَرَائِعِ، الْإِسْلَامِ فَقَالَ: وَالَّذِي أَكْرَمَكَ! لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللهُ عَلَيَّ شَيْئًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ» أَوْ «دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ».

کو عزت بخشی! میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض سے نہ زائد کچھ کروں گا اور نہ ان میں کمی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ اپنی بات پر پکا رہا تو کامیاب ہو جائے گا یا جنت میں داخل ہو جائے گا۔“

فوائد و مسائل: ① روزے شعبان ۲ ہجری کو فرض ہوئے۔ روزوں کی فرضیت قرآن و سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ ② ”نہ کمی کروں گا“ یعنی ظاہر گنتی وغیرہ کے لحاظ سے ورنہ ادائیگی میں نقص نہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا۔ ③ ”اگر یہ اپنی بات پر پکا رہا“ یعنی وہ فرائض میں کمی نہ کرے گا۔ (نہ یہ کہ ان سے زیادتی نہ کرے گا کیونکہ نوافل کی ادائیگی تو مطلوب ہے اور بیان میں مذکور بھی ہے۔ اور یہی مشکل چیز ہے۔) یا مطلب یہ ہے کہ وہ فرائض میں اپنی طرف سے اضافہ نہ کرے گا۔

٢٠٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نُهِينَا فِي الْقُرْآنِ أَنْ نَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ، فَكَانَ يُعْجِبُنَا أَنْ يَجِيءَ الرَّجُلُ الْعَاقِلُ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَيَسْأَلَهُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَتَانَا رَسُولُكَ فَأَخْبَرَنَا أَنَّكَ تَزْعُمُ أَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ أَرْسَلَكَ، قَالَ: «صَدَقَ»، قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ؟ قَالَ: «اَللّٰهُ»، قَالَ: فَمَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ؟ قَالَ: «اَللّٰهُ»، قَالَ: فَمَنْ نَصَبَ فِيهَا الْجِبَالَ؟ قَالَ: «اَللّٰهُ»، قَالَ: فَمَنْ جَعَلَ فِيهَا الْمَنَافِعَ؟ قَالَ:

۲۰۹۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں قرآن مجید میں اس بات سے روک دیا گیا تھا کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے زیادہ سوالات کریں تو ہماری یہ خواہش ہوتی تھی کہ بدوی لوگوں میں سے کوئی سمجھ دار شخص آئے اور آپ سے سوالات کرے۔ اتفاقاً (ایک دن) ایک بدوی آیا اور کہنے لگا: اے محمد! آپ کا قاصد ہمارے پاس آیا اور اس نے بتایا کہ آپ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنایا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اس نے سچ کہا۔“ اس (بدوی) نے کہا: تو آسمانوں کو کس نے پیدا کیا؟ فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے۔“ اس نے کہا: زمین کو کس نے بنایا؟ فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے۔“ اس نے کہا: زمین میں پہاڑ کس نے نصب کیے؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے۔“ اس نے کہا: زمین میں منافع کس

٢٠٩٣- أخرجه البخاري، العلم، باب ماجاء في العلم، ح: ٦٣ تعليقًا، ومسلم، الإيمان، باب السؤال عن أركان الإسلام، ح: ١٢ من حديث سليمان بن المغيرة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٠١.

«اَللّٰهُ»، قَالَ: فَبِالَّذِي خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَنَصَبَ فِيهَا الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيهَا الْمَنَافِعَ! آللّٰهُ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، قَالَ: «صَدَقَ»، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا زَكَاةَ أَمْوَالِنَا، قَالَ: «صَدَقَ»، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِي كُلِّ سَنَةٍ، قَالَ: «صَدَقَ»، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: وَزَعَمَ رَسُولُكَ أَنَّ عَلَيْنَا الْحَجَّ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، قَالَ: «صَدَقَ»، قَالَ: فَبِالَّذِي أَرْسَلَكَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ بِهٰذَا؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قَالَ: فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لَا أَزِيدَنَّ عَلَيْهِنَّ شَيْئًا وَلَا أَنْقُصُ، فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ».

نے رکھے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے۔" اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان و زمین پیدا کیے اور زمین میں پہاڑ نصب کیے اور دوسرے منافع رکھے! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو (رسول بنا کر) بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں۔" اس نے کہا: اور آپ کے قاصد نے کہا ہے کہ ہم پر ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں؟ آپ نے فرمایا: "اس نے سچ کہا۔" اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنایا! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کا حکم دیا ہے؟ فرمایا: "ہاں۔" اس نے کہا: "اور آپ کے قاصد نے کہا ہے کہ ہم پر ہمارے مالوں کی زکاۃ بھی واجب ہے۔ فرمایا: "اس نے سچ کہا۔" اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنایا! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں۔" اس نے کہا: اور آپ کے قاصد نے کہا ہے کہ ہم پر ہر سال ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں؟ فرمایا: "اس نے سچ کہا۔" اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنایا! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں۔" اس نے کہا: اور آپ کے قاصد نے کہا ہے کہ جس شخص کو بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت ہو اس پر حج بھی فرض ہے۔ آپ نے فرمایا: "اس نے سچ کہا۔" اس نے کہا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنایا! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں۔" اس نے کہا: تو پھر اس ذات کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنایا! میں نہ ان پر اضافہ کروں گا اور

نہ ان میں کمی کروں گا۔ جب وہ واپس مڑا تو آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! اگر یہ اپنی بات پر پکا رہا تو لازماً جنت میں داخل ہوگا۔"

٢٠٩٤- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: بَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ جَاءَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ، فَأَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ فَقَالَ لَهُمْ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مُتَّكِيءٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، قُلْنَا لَهُ: هٰذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِيءُ، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ أَجَبْتُكَ». فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي سَائِلُكَ يَا مُحَمَّدُ! فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ، فَلَا تَجِدَنَّ فِي نَفْسِكَ قَالَ: «سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ». فَقَالَ الرَّجُلُ: أَنْشُدُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ! آللّٰهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ اللهَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ اللهَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ؟ قَالَ رَسُولُ

٢٠٩٤- حضرت انس بن مالک ؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی اونٹ پر سوار ہو کر آیا۔ اس نے اونٹ کو مسجد میں بٹھا دیا' پھر اس کا گھٹنا باندھ دیا اور کہنے لگا: تم میں سے محمد (ﷺ) کون ہیں؟ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان بیٹھے تھے۔ ہم نے کہا: یہ سفید چہرے والے شخص جو ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں۔ تو وہ شخص (آپ سے مخاطب ہو کر) کہنے لگا: اے ابن عبدالمطلب! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بات کریں تجھے جواب دوں گا۔" (یعنی میں تیری باتیں سن رہا ہوں۔) اس آدمی نے کہا: اے محمد! میں آپ سے کچھ باتیں پوچھنے لگا ہوں اور میں سخت الفاظ میں پوچھوں گا تو آپ ناراضی محسوس نہ فرمایئے گا۔ آپ نے فرمایا: "جو دل چاہے پوچھو۔" اس نے کہا: میں آپ سے آپ کے اور پہلے تمام لوگوں کے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنایا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! ہاں۔" اس نے کہا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم دن رات میں پانچ نمازیں پڑھا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! ہاں۔" اس نے کہا: تو میں آپ کو

٢٠٩٤- أخرجه البخاري، ح:٦٣ (انظر الحديث السابق) من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح:٢٤٠٢.

اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ اللهَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلٰى فُقَرَائِنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» فَقَالَ الرَّجُلُ: آمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ، وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَّرَائِي مِنْ قَوْمِي، وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدِ ابْنِ بَكْرٍ.

اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو سال میں سے اس مہینے (رمضان المبارک) کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے؟ فرمایا: ”اللہ کی قسم! ہاں۔“ اس نے کہا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے مال دار لوگوں سے زکاۃ لے کر ہمارے غریب لوگوں میں بانٹ دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! ہاں۔“ اس آدمی نے کہا: میں ان تمام چیزوں پر ایمان لاتا ہوں جو آپ لائے ہیں اور میں اپنی قوم کی طرف سے قاصد و نمائندہ ہوں۔ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور میں قبیلہ سعد بن بکر سے تعلق رکھتا ہوں۔

خَالَفَهُ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ.

یعقوب بن ابراہیم نے عیسیٰ بن حماد کی مخالفت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ دونوں حضرت لیث کے شاگرد ہیں۔ یعقوب بن ابراہیم نے حضرت لیث اور سعید کے درمیان ابن عجلان وغیرہ کا واسطہ ذکر کیا ہے جبکہ عیسیٰ بن حماد نے کوئی ایسا واسطہ ذکر نہیں کیا۔ اور یہی روایت درست ہے۔ واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ضمام بن ثعلبہ ؓ بہت سمجھ دار شخص تھے کہ آپ کے پاس حاضری اور اظہار ایمان میں جلد بازی نہیں کی۔ تسلی سے اونٹ کو بٹھایا، گھٹنا باندھا، پوری تحقیق و تفتیش کی اور اس میں کسی قسم کی رعایت نہیں کی۔ جب یقین ہو گیا تو پھر اپنے ایمان کا اعلان کیا اور پھر اپنا تعارف کروایا۔ یہ اپنی قوم کے سردار تھے...... ② ”ابن عبدالمطلب“ عرب میں اسی نسبت سے مشہور تھے کیونکہ آپ کے دادا عبدالمطلب مشہور شخصیت تھے جبکہ آپ کے والد شہرت یاب ہونے سے پہلے اور آپ کی پیدائش سے بھی پہلے فوت ہو چکے تھے۔ اس وقت وہ بالکل نوجوان تھے، لہٰذا وہ زیادہ معروف نہ تھے، نیز آپ کی ابتدائی پرورش بھی آپ کے دادا جی نے کی تھی۔ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی غزوۂ حنین میں یوں ہی کہا تھا: [أَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ] (صحيح البخاري، الجهاد والسير، حديث: ۲۸۶۴ وصحيح مسلم، الجهاد، حديث: ۱۷۷۶) ③ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کو دین اسلام کا پیغام پہنچ چکا تھا۔ حضرت ضمام بن ثعلبہ ؓ مزید تصدیق اور اعلان کے لیے حاضر ہوئے تھے۔ ④ مندرجہ بالا تینوں روایات کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں الگ الگ واقعات ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ دوسرا اور تیسرا ایک ہی واقعہ ہے اور ان میں جو اختلاف ہے یہ

رواۃ کے بیان کا اختلاف ہے۔

۲۰۹۵- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ وَغَيْرُهُ مِنْ إِخْوَانِنَا عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ جُلُوسٌ فِي الْمَسْجِدِ، دَخَلَ رَجُلٌ عَلَى جَمَلٍ، فَأَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ ثُمَّ قَالَ: أَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ؟ وَهُوَ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، فَقُلْنَا لَهُ: هٰذَا الرَّجُلُ الْأَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ: يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ أَجَبْتُكَ»، قَالَ الرَّجُلُ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي سَائِلُكَ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ، قَالَ: «سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ»، قَالَ: أَنْشُدُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ! آللّٰهُ أَرْسَلَكَ إِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ اللهَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ؟ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ اللهَ! آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ

۲۰۹۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مسجد میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی اونٹ پر سوار ہو کر آیا۔ اس نے اسے مسجد میں بٹھا دیا، پھر اس کا گھٹنا باندھا، پھر کہنے لگا: تم میں سے محمد (ﷺ) کون ہیں؟ اس وقت آپ لوگوں کے درمیان ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ تو ہم نے اس سے کہا: یہ روشن چہرے والے شخص جو ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں۔ وہ آپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: اے ابن عبدالمطلب! آپ نے فرمایا: ''میں نے تجھے جواب دیا ہے۔'' (میں تیری بات سن رہا ہوں۔) اس نے کہا: اے محمد! میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں اور وہ سوالات میں سخت الفاظ میں کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ''جو جی چاہے پوچھ۔'' اس نے کہا: میں آپ کو آپ کے اور آپ سے پہلے لوگوں کے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے رسول بنایا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! ہاں۔'' اس نے کہا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ سال کے اس مہینے کے روزے رکھیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! ہاں۔'' اس نے کہا: میں آپ سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ ہمارے مال دار لوگوں سے زکاۃ لے کر ہمارے

۲۰۹۵- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۰۲.

أَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلٰى فُقَرَائِنَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنِّي آمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ، وَأَنَا رَسُولُ مَنْ وَّرَائِي مِنْ قَوْمِي، وَأَنَا ضِمَامُ ابْنُ ثَعْلَبَةَ أَخُو بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ.

غریب لوگوں میں بانٹ دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! ہاں۔" وہ آدمی کہنے لگا: میں ان احکام پر ایمان لاتا ہوں جو آپ لائے ہیں۔ اور میں اپنی قوم کا قاصد و نمائندہ ہوں۔ اور میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے۔ میں قبیلہ سعد بن بکر سے تعلق رکھتا ہوں۔

خَالَفَهُ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ.

عبیداللہ بن عمر نے لیث بن سعد کی مخالفت کی ہے۔

فائدہ: یہ مخالفت بھی سند میں ہے۔ اس میں عبیداللہ بن عمر لیث بن سعد کی مخالفت یوں کرتے ہیں کہ لیث اسے بواسطہ سعید المقبري شریک بن عبداللہ سے اور وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، یہی روایت راجح ہے، ابوحاتم اور امام دارقطنی نے اسے ہی ترجیح دی ہے۔ جبکہ عبیداللہ بن عمر نے سعید المقبري عن أبي هريرة کی سند سے روایت کیا ہے۔ بہرکیف اس اختلاف سے متن پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ صحیحین وغیرہ میں یہ روایت اسی طرح آتی ہے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبى: ٢٠/٢٣٥)

٢٠٩٦- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُمَارَةَ حَمْزَةُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَذْكُرُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ مَعَ أَصْحَابِهِ جَاءَهُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، قَالَ: أَيُّكُمُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ قَالُوا: هٰذَا الْأَمْغَرُ الْمُرْتَفِقُ، قَالَ حَمْزَةُ: اَلْأَمْغَرُ: اَلْأَبْيَضُ مُشْرَبٌ حُمْرَةً، فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ فَمُشْتَدٌّ عَلَيْكَ فِي الْمَسْأَلَةِ قَالَ: «سَلْ عَمَّا بَدَا

٢٠٩٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی ﷺ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھے کہ ایک بدوی شخص آیا اور کہنے لگا: تم میں ابن عبدالمطلب کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ سرخ و سفید (گورے) چہرے والے جو ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔ تو اس نے (آپ سے مخاطب ہو کر) کہا کہ میں آپ سے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں اور میں یہ سوالات سخت الفاظ میں کروں گا۔ آپ نے فرمایا: "جو جی چاہتا ہے پوچھ۔" اس نے کہا: میں آپ سے آپ کے اور آپ سے پہلے اور بعد والے لوگوں کے رب کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنایا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم!

٢٠٩٦- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٤٠٤. * إسحاق هو ابن أبي إسرائيل، واسمُهُ إبراهيم بن كامجرا، وتلميذه أبوبكر أحمد بن علي بن سعيد المروزي القاضي.

لَكَ»، قَالَ: أَسْأَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ وَرَبِّ مَنْ بَعْدَكَ! آللّٰهُ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِهِ، آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تُصَلِّيَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ؟ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِهِ! آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَأْخُذَ مِنْ أَمْوَالِ أَغْنِيَائِنَا فَتَرُدَّهُ عَلَى فُقَرَائِنَا؟ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِهِ! آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ تَصُومَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا؟ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَأَنْشُدُكَ بِهِ! آللّٰهُ أَمَرَكَ أَنْ يَحُجَّ هٰذَا الْبَيْتَ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا؟ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! نَعَمْ» قَالَ: فَإِنِّي آمَنْتُ وَصَدَّقْتُ، وَأَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ.

ہاں۔" اس نے کہا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ ہر دن' رات میں پانچ نمازیں پڑھا کریں؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! ہاں۔" اس نے کہا: میں آپ کو اسی ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہمارے مال دار لوگوں سے زکاۃ لے کر غریب لوگوں میں تقسیم کر دیا کریں؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! ہاں۔" اس نے کہا: میں آپ کو اسی ذات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ بارہ مہینوں میں سے اس مہینے (رمضان المبارک) کے روزے رکھا کریں؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! ہاں۔" اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ جو شخص بیت اللہ تک پہنچ سکتا ہو وہ اس کا حج کرے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! ہاں۔" اس نے کہا: میں ایمان لاتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں اور میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے۔

فائدہ: یہ دونوں روایات سابقہ حدیث: ۲۰۹۴ ہی کا بیان ہیں۔ ان کو ذکر کرنے سے مصنف رحمہ اللہ کا مقصد راویوں کا اختلاف بیان کرنا ہے جو سند دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے' مثلاً: تیسری حدیث بجائے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے' وغیرہ۔

(المعجم ٢) - بَابُ الْفَضْلِ وَالْجُودِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ٢)

باب:۲- رمضان المبارک میں احسان اور سخاوت کرنے کا بیان

٢٠٩٧- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ

۲۰۹۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے

٢٠٩٧_ أخرجه البخاري، بدء الوحي، باب: كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ ... الخ، ح:٦، ومسلم، الفضائل، باب كان النبي ﷺ أجود الناس بالخير من الريح المرسلة، ح:٢٣٠٨ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وهو في الكبرى، ح:٢٤٠٥.

ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ جِبْرِيلُ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ.

تھے کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ رمضان المبارک میں زیادہ سخاوت کرتے تھے جب جبریل ؑ آپ سے ملتے تھے۔ اور رمضان المبارک کے مہینے میں جبریل ؑ ہر رات آپ سے ملتے اور آپ سے قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ سے جبریل ؑ ملتے تو آپ چھوڑی ہوئی (تیز) ہوا سے بھی بڑھ کر سخاوت فرماتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① "زیادہ سخاوت" رمضان المبارک میں ہر کام کا ثواب بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے اس لیے آپ اس مہینے میں زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ حضرت جبریل ؑ کی ملاقات کے وقت اس میں اور اضافہ ہوتا تھا کیونکہ ان کے ساتھ نازل شدہ قرآن کا دور ہوتا تھا۔ قرآن کا نزول اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان تھا، پھر دور کے ذریعے سے اس کی حفاظت اس سے بھی بڑھ کر احسان ہے لہٰذا شکرانے کے طور پر آپ سخاوت فرماتے تھے نیز یہ بھی قرآن مجید پر عمل کرنے کی ایک صورت ہے۔ ② "چھوڑی ہوئی (تیز) ہوا" یعنی خیر و برکت اور بارش والی ہوا سے بھی زیادہ صاحب خیر و سخاوت ہوتے تھے۔ ظاہر ہے مذکورہ ہوا قریب و بعید کے تمام لوگوں کے لیے بہت مفید ہے۔

٢٠٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ وَالنُّعْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا لَعَنَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ لَعْنَةٍ تُذْكَرُ، وَكَانَ إِذَا كَانَ قَرِيبَ عَهْدٍ بِجِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُدَارِسُهُ كَانَ

۲۰۹۸- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی لعنت ایسی نہیں کی جو قابل ذکر ہو۔ اور جب حضرت جبریل ؑ سے دور کرنے کا وقت قریب ہوتا تو آپ (تیز) چھوڑی ہوئی ہوا سے بڑھ کر سخاوت فرمایا کرتے تھے۔

٢٠٩٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٣٠ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٠٦، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.

أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ حَدِيثُ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ وَأَدْخَلَ هٰذَا حَدِيثًا فِي حَدِيثٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت غلط ہے' صحیح روایت یونس بن یزید کی ہے۔ اس حدیث کے راوی نے دو حدیثوں کو گڈمڈ کر دیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام صاحب کا مقصود یہ ہے کہ اس حدیث میں لعنت کا ذکر غلطی ہے بلکہ وہ ایک اور روایت ہے۔ راوی نے غلطی سے اس حدیث میں بھی لعنت والے الفاظ ذکر کر دیے' یونس بن یزید کی روایت میں لعنت کا ذکر نہیں اور یہی درست ہے۔ ② "قابل ذکر ہو" مطلب یہ ہے کہ لعنت کرنا نبی ﷺ کی عادت نہ تھی۔ حقیقت یہی ہے کہ آپ نے شخصی طور پر کبھی کسی پر لعنت کی ہی نہیں۔ بعض انتہائی ناقابل برداشت لوگوں پر ان کی بری صفت ذکر کر کے لعنت کی ہے' مثلاً: [لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ] (صحيح البخاري' الحدود' حديث:٦٧٨٣' و صحيح مسلم' الحدود' حديث:١٦٨٧)

(المعجم ٣) - بَابُ فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ٣)

باب:٣- ماہ رمضان المبارک کی فضیلت

٢٠٩٩- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوسُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ».

٢٠٩٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب ماہ رمضان المبارک شروع ہو جاتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔"

٢١٠٠- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجُوزَجَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ

٢١٠٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب رمضان المبارک شروع ہوتا ہے

٢٠٩٩_ أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل شهر رمضان، ح:١٠٧٩ عن علي بن حجر، والبخاري، الصوم، باب: هل يقال رمضان أو شهر رمضان؟، ومن رأى كله واسعًا، ح:١٨٩٨ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وهو في الكبرى، ح:٢٤٠٧. * أبوسهيل هو نافع بن مالك بن أبي عامر الأصبحي.

٢١٠٠_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٢٤٠٨.

قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ».

تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔"

فوائد ومسائل: ① "جنت کے دروازے" یعنی آسمانی جنت کے حقیقی دروازے کھول دیے جاتے ہیں' بطور استقبال کے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مراد وہ کام ہوں جو جنت میں جانے کا سبب ہیں' یعنی ان کاموں کا کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ واقعتاً رمضان المبارک میں ہر شخص کے لیے نیکی کے کام بہت آسان ہو جاتے ہیں۔ پہلے معنی حقیقت کے زیادہ قریب ہیں۔ ② آگ کے دروازوں سے مراد بھی وہ دونوں معانی ہو سکتے ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔ ③ "شیطان" حقیقی شیطان یا گمراہی کے اسباب تقریباً ختم ہو جاتے ہیں۔ رمضان المبارک میں عموماً ہر طرف نیکی کا دور دورہ ہوتا ہے اور برائی کرنا مشکل مگر یہ سب کچھ ایمان والوں کے لیے ہے۔ ایمان نہ ہو تو رمضان اور غیر رمضان برابر ہیں۔ ④ جنت اور جہنم کوئی خیالی چیزیں نہیں بلکہ ان کا وجود حقیقی ہے۔ ان کے دروازے بھی ہیں جو کھولے اور بند کیے جاتے ہیں۔

(المعجم ٤) - بَابُ ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيهِ (التحفة ٣) - أ

باب:۴- اس روایت میں حضرت زہری کے شاگردوں کے اختلاف کا بیان

٢١٠١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ،

۲۱۰۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب رمضان المبارک شروع ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔"

٢١٠١- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٠٩.

وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ».

٢١٠٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي أَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّينَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ».

۲۱۰۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان المبارک آتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیر بند کر دیے جاتے ہیں۔''

فائدہ: ''رحمت کے دروازے'' لفظ رحمت سے اس تاویل کی گنجائش نکلتی ہے کہ جنت کے دروازوں سے مراد نیکی کے کام ہیں' اگرچہ اس لفظ سے حقیقی دروازوں کی نفی بھی نہیں ہوتی نہ کرنے کی ضرورت ہی ہے۔ ممکن ہے دونوں معانی مراد ہوں۔

٢١٠٣- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ فِي حَدِيثِهِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا كَانَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ». رَوَاهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۲۱۰۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رمضان المبارک آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔'' اس روایت کو زہری سے ابن اسحاق نے بھی بیان کیا ہے (جو آگے آرہی ہے)۔

٢١٠٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ

۲۱۰۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب ماہ رمضان المبارک آتا ہے تو

٢١٠٢- [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٩٩، وهو في الكبرى، ح: ٢٤١٣.
٢١٠٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٩٩، وهو في الكبرى، ح: ٢٤١٠.
٢١٠٤- [صحيح] تقدم، ح: ٢٠٩٩، وهو في الكبرى، ح: ٢٤١١.

إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ».

جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیریں لگا دی جاتی ہیں۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا - يَعْنِي حَدِيثَ ابْنِ إِسْحَاقَ - خَطَأٌ وَلَمْ يَسْمَعْهُ ابْنُ إِسْحَاقَ مِنَ الزُّهْرِيِّ، وَالصَّوَابُ مَا تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهُ.

امام ابو عبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ یعنی ابن اسحاق کی حدیث خطا ہے کیونکہ ابن اسحاق نے یہ حدیث زہری سے نہیں سنی۔ درست وہی ہے جو ہم پیچھے ذکر کر چکے ہیں۔

فائدہ: ابن اسحاق کے عدم سماع پر آئندہ الفاظ دلالت کرتے ہیں جس میں ابن اسحاق نے صرف یہ کہا ہے کہ محمد بن مسلم زہری نے یہ روایت ذکر کی۔ گویا اپنے سماع کی صراحت نہیں کی۔ یاد رہے ابن اسحاق مدلس راوی ہے۔ ایسا راوی جب تک سماع کی صراحت نہ کرے اس کی روایت درست نہیں ہوتی۔ ابن اسحاق نے زہری کا استاد انس بن ابو انس بتایا ہے جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ زہری کے استاد نافع بن ابو انس ہیں نہ کہ انس بن ابو انس۔ اس لیے امام نسائی نے ابن اسحاق کی روایت کو خطا اور دوسروں کی روایت کو صحیح بتلایا ہے۔ واللہ أعلم.

۲۱۰۵- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أُوَيْسِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ عَدِيدِ بَنِي تَيْمٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «هٰذَا رَمَضَانُ قَدْ جَاءَكُمْ تُفَتَّحُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغَلَّقُ فِيهِ أَبْوَابُ النَّارِ، وَتُسَلْسَلُ فِيهِ الشَّيَاطِينُ».

۲۱۰۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ رمضان المبارک تمھارے پاس تشریف لا چکا ہے۔ اس میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔"

۲۱۰۵- [صحيح] تقدم، ح:۲۰۹۹، وهو في الكبرى، ح:۲٤۱۲. * عمه يعقوب بن إبراهيم، ومن طريقه رواه أحمد: ۳/ ۲۳٦.

قَالَ أَبُوعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا الْحَدِيثُ خَطَأٌ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "یہ حدیث صحیح نہیں۔" (یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ذکر صحیح نہیں۔)

فائدہ: ابن اسحاق نے یہاں محمد بن مسلم زہری سے بیان کیا اور کہا: [وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أُوَيْسِ بْنِ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ] اور باقی تمام حفاظ کی مخالفت کی ہے' حالانکہ باقی تمام حفاظ [عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ] کہتے ہیں۔ ان میں عُقیل بن خالد' صالح بن کیسان' شعیب بن ابی حمزہ اور یونس بن یزید ایلی ہیں۔ ان سب نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بتائی ہے۔ ابن اسحاق مدلس ہیں' یہی وجہ ہے کہ انھوں نے سند میں وذكر محمد بن مسلم کہہ کر روایت بیان کی ہے جو کسی تدلیس کی غماز ہے اور اسی وجہ سے مذکورہ خطا کا صدور ہوا۔ مزید دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٢٠/٢٩٠)

(المعجم ٥) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مَعْمَرٍ فِيهِ (التحفة ٣) - ب

باب: ٥- اس روایت میں معمر کے شاگردوں کے اختلاف کا بیان

٢١٠٦- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عَزِيمَةٍ وَقَالَ: «إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ، وَسُلْسِلَتْ فِيهِ الشَّيَاطِينُ».

٢١٠٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ قیام رمضان (تراویح) کی ترغیب دیتے تھے لیکن ضروری قرار نہ دیتے تھے' نیز آپ نے فرمایا: "جب رمضان المبارک آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ بھڑکتی آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں۔"

أَرْسَلَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ.

(معمر کے شاگرد) ابن مبارک نے اس روایت کو مرسل (منقطع) بیان کیا ہے۔ (یعنی ابوسلمہ کا واسطہ ذکر نہیں کیا۔)

٢١٠٦- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان، وهو التراويح، ح: ٧٥٩/ ١٧٤ من حديث معمر بن راشد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤١٤.

٢١٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى خُرَاسَانِيٌّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ».

۲۱۰۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جب رمضان المبارک شروع ہوتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں' جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں۔"

٢١٠٨- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ، فَرَضَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ، تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَحِيمِ، وَتُغَلُّ فِيهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِينِ، لِلّٰهِ فِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ».

۲۱۰۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمھارے پاس ایک بابرکت مہینہ رمضان آ چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر اس مہینے کے روزے فرض قرار دیے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں' جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیاطین کو طوق پہنا دیے جاتے ہیں۔ اس میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ جو اس رات کی نیکی (عبادت) سے محروم رہا' وہ حقیقتاً محروم محض ہے۔"

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہ روایت دیگر شواہد کی روشنی میں اصولی طور پر صحیح ہے' نیز دیگر محققین نے بھی شواہد کی بنا پر اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (صحيح الترغيب للألباني' رقم الحديث: ٩٩٩' والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٥٩/٢) ② "آسمان کے دروازے۔" ماہ رمضان کے استقبال کے لیے' یا اہل ایمان کے اعمال صالحہ کی وصولی کے لیے' یا اس سے اعمال صالحہ کی کثرت مراد ہے کہ سب دروازے کھولنے پڑتے ہیں کیونکہ کمزور سے کمزور

٢١٠٧- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٤١٥، والحديث السابق شاهد له. ● عبدالله هو ابن المبارك.

٢١٠٨- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٣٠، ٣٨٥، ٤٢٥ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤١٦، وقال العلائي في رواية أبي قلابة عن أبي هريرة "والظاهر في ذلك كله الإرسال" (جامع التحصيل، ص: ٢١١).

ایمان والا شخص بھی اس میں کچھ نہ کچھ اعمال صالحہ کرتا ہے۔ ③ ''جہنم یا آگ کے دروازے'' رمضان کے استقبال کے لیے احتراماً' جیسے کسی معزز شخصیت کے آنے پر ناپسندیدہ چیزوں کو ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ یا مراد ہے کہ عذاب قبر موقوف ہو جاتا ہے لیکن یہ سب کچھ مومنین کے لیے ہے' کفار کے لیے سب کچھ کھلا رہتا ہے۔ ④ ''سرکش جن'' یعنی بڑے بڑے شیطان جکڑ دیے جاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے شتونگڑے کھلے رہتے ہیں' تبھی کچھ نہ کچھ گناہ ہوتے رہتے ہیں۔ ویسے سب گناہ شیاطین ہی کی وجہ سے نہیں ہوتے' انسان کا اپنا نفس بھی تو شیطان بن جاتا ہے' لہٰذا باوجود شیاطین کے جکڑے جانے کے گناہوں کا عادی نفس گناہ میں جاری رہتا ہے۔ ⑤ ''ہزار مہینے سے بہتر ہے۔'' یعنی اس رات میں عبادت عام دنوں کے ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے' اور یہ مومنین کے لیے اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت ہے۔ اور یہ رات ہمیشہ کے لیے ایک مقررہ رات نہیں بلکہ یہ آخری عشرے کی طاق راتوں میں بدل بدل کر آتی ہے تاکہ لوگوں میں عبادت کا ذوق بڑھے اور وہ متعدد راتوں میں قیام کریں۔

۲۱۰۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ: عُدْنَا عُتْبَةَ بْنَ فَرْقَدٍ فَتَذَاكَرْنَا شَهْرَ رَمَضَانَ، فَقَالَ: مَا تَذْكُرُونَ؟ قُلْنَا: شَهْرَ رَمَضَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ النَّارِ، وَتُغَلُّ فِيهِ الشَّيَاطِينُ، وَيُنَادِي مُنَادٍ كُلَّ لَيْلَةٍ: يَابَاغِيَ الْخَيْرِ! هَلُمَّ، وَيَا بَاغِيَ الشَّرِّ! أَقْصِرْ».
قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ.

۲۱۰۹- حضرت عرفجہ سے منقول ہے کہ ہم حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے گئے۔ وہاں ہم رمضان المبارک کا تذکرہ کرنے لگے۔ انھوں نے کہا: تم کیا ذکر کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا: ماہ رمضان کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''اس ماہ مبارک میں جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں اور ہر رات ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: اے نیکی کے طلب گار! ادھر آ۔ اور اے گناہ کے طلب گار! رک جا۔''
ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ حدیث غلط ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ مذکورہ روایت کی سند میں خطا ہے۔ سفیان بن عیینہ کا

۲۱۰۹۔ [حسن] أخرجه عبدالرزاق في المصنف، ح: ۷۳۸٦ عن سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۲٤۱۷، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي.

اسے عطاء بن سائب، عن عرفجة، عن عتبة بن فرقد کے طریق سے بیان کرنا درست نہیں کیونکہ اس طرح یہ روایت عتبہ بن فرقد کی سند سے شمار ہوگی' جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ وہ اس طرح کہ یہ روایت عرفجة عن عتبة کے بجائے عرفجة عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ چاہیے کہ عرفجہ ایک صحابیٔ رسول سے روایت کرتا ہے۔ ② "اعلان کرتا ہے۔" اللہ تعالیٰ کی اس کائنات کا انتظام اللہ تعالیٰ کے حسب ہدایت ہوتا ہے اور فرشتے اس پر عمل درآمد کرتے ہیں' لہٰذا ہمارے سننے نہ سننے سے اس اعلان پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جب سچے نبی ﷺ نے بتلا دیا تو ہر مومن کو یہ اعلان اپنے دل کے کانوں سے سننا چاہیے۔

٢١١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ: كُنْتُ فِي بَيْتٍ فِيهِ عُتْبَةُ بْنُ فَرْقَدٍ، فَأَرَدْتُ أَنْ أُحَدِّثَ بِحَدِيثٍ وَكَانَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ كَأَنَّهُ أَوْلَى بِالْحَدِيثِ مِنِّي، فَحَدَّثَ الرَّجُلُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي رَمَضَانَ: «تُفْتَحُ فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ النَّارِ، وَيُصَفَّدُ فِيهِ كُلُّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ، وَيُنَادِي مُنَادٍ كُلَّ لَيْلَةٍ: يَا طَالِبَ الْخَيْرِ! هَلُمَّ، وَيَا طَالِبَ الشَّرِّ! أَمْسِكْ».

۲۱۱۰- حضرت عرفجہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک گھر میں تھا جس میں حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو میں نے ایک حدیث بیان کرنے کا ارادہ کیا۔ (وہاں) نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صاحب تھے' لہٰذا وہ میری بجائے حدیث بیان کرنے کے زیادہ حق دار تھے۔ انھوں نے نبی ﷺ سے حدیث بیان فرمائی کہ آپ نے رمضان المبارک کے بارے میں بیان فرمایا: "اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں' آگ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں' ہر سرکش شیطان کو بیڑیوں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور ہر رات ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: اے نیکی کے طلب گار! آگے آ اور اے شر کے طلب گار رک جا۔"

فائدہ: "آگے آ" یعنی نیکی کر کیونکہ یہ نیکی کا موسم ہے اور اس میں بکثرت نیکیاں کمائی جا سکتی ہیں۔

(المعجم ٦) - اَلرُّخْصَةُ فِي أَنْ يُقَالَ لِشَهْرِ رَمَضَانَ: رَمَضَانُ (التحفة ٤)

باب:٦- ماہ رمضان کو (صرف) رمضان کہا جا سکتا ہے

٢١١١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۲۱۱۱- حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ

٢١١٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤/ ٣١٢، ٣١٣ من محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤١٨، وقال النسائي: "حديث شعبة هذا أولى بالصواب". ● والرجل هو صحابي بدليل رواية أحمد: ٤/ ٣١٢.

٢١١١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب من يقول صمت رمضان كله، ح: ٢٤١٥ من حديث يحيى ◀◀

قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُهَلَّبُ بْنُ أَبِي حَبِيبَةَ، ح: وَأَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ صُمْتُ رَمَضَانَ وَلَا قُمْتُهُ كُلَّهُ» وَلَا أَدْرِي كَرِهَ التَّزْكِيَةَ أَوْ قَالَ: «لَا بُدَّ مِنْ غَفْلَةٍ وَرَقْدَةٍ» اَللَّفْظُ لِعُبَيْدِ اللهِ.

نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میں نے پورے رمضان کے روزے رکھے یا میں نے تمام راتوں کا قیام کیا۔“ (راوی کہتا ہے) میں نہیں جانتا کہ آپ نے اپنے منہ تعریف کو برا سمجھا یا اس لیے کہ انسان سے غفلت اور نیند کا ہو جانا لازمی امر ہے۔ یہ الفاظ عبیداللہ (بن سعید) کے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے۔ ایک دوسری ضعیف روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان مت کہو کیونکہ رمضان اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے' ہاں: رمضان کا مہینہ کہہ سکتے ہو۔“ دیکھیے: (ذخيرة العقبى:۲۰/۲۶۹، ۲۷۰) ② معلوم ہوا اس قسم کے الفاظ بولنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ حدیث: ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲ اور مابعد کی صحیح حدیث سے اس کی تصدیق ہوتی ہے اور جو روایات اس کی ممانعت کے متعلق منقول ہیں' ضعیف ہیں' تاہم یہ بات صحیح ہے کہ نیکی کی نسبت اپنی طرف کرنا مناسب نہیں بلکہ نسبت اللہ تعالیٰ کی توفیق کی طرف کرے' نیز بلاوجہ نیکی کا اعلان نہیں کرنا چاہیے۔ قبولیت کے بغیر نیکی کی کوئی حیثیت نہیں اور قبولیت کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں' لہٰذا تزکیہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہو سکتا ہے۔

۲۱۱۲- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخْبِرُنَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ: «إِذَا كَانَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِي فِيهِ فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ

۲۱۱۲- حضرت ابن عباس ؓ بتاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی ایک عورت کو فرمایا: ”جب رمضان المبارک شروع ہو جائے تو اس میں عمرہ کر لینا کیونکہ رمضان المبارک میں عمرہ حج کے برابر ہے۔“

ابن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲٤۱۹، وصححه ابن حبان، ح: ۹۱۵، وابن خزيمة، ح: ۲۰۷٥. ● الحسن البصري عنعن.

۲۱۱۲- أخرجه البخاري، العمرة، باب عمرة في رمضان، ح: ۱۷۸۲، ومسلم، الحج، باب فضل العمرة في رمضان، ح: ۱۲٥٦ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲٤۲۰. ● شعيب هو ابن إسحاق، وعمران بن يزيد بن خالد هو عمران بن خالد بن يزيد.

تَعْدِلُ حَجَّةً».

فوائد و مسائل: ① ”حج کے برابر ہے۔“ یعنی حج کے ثواب کے نہ کہ حاجی کے ثواب کے کیونکہ حاجی کے ثواب میں تو اس کے خلوص، مشقت اور نفقہ وغیرہ کا ثواب بھی شامل ہے جو ہر حاجی کے لحاظ سے مختلف ہو سکتا ہے، نیز اس بات پر اتفاق ہے کہ ایسا عمرہ فرض حج سے کفایت نہیں کر سکتا بلکہ فرض حج کرنے کے ساتھ ہی ساقط ہوگا۔ ② اجنبی عورت سے مخاطب ہونا جائز ہے کیونکہ عورت کی آواز کا پردہ نہیں۔ لیکن گفتگو ضرورت کے تحت اور اخلاق کے دائرے میں رہ کر ہونی چاہیے۔ نرم و نازک انداز سے اجتناب ضروری ہے۔

(المعجم ٧) - إِخْتِلَافُ أَهْلِ الْآفَاقِ فِي الرُّؤْيَةِ (التحفة ٥)

باب: ۷- مختلف علاقوں کے لوگوں کا چاند دیکھنے میں اختلاف

٢١١٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ - قَالَ: أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بَعَثَتْهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ قَالَ: فَقَدِمْتُ الشَّامَ، فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا، وَاسْتَهَلَّ عَلَيَّ هِلَالُ رَمَضَانَ وَأَنَا بِالشَّامِ، فَرَأَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ، ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ الشَّهْرِ، فَسَأَلَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ، فَقَالَ: مَتَى رَأَيْتُمْ؟ فَقُلْتُ: رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ قَالَ: أَنْتَ رَأَيْتَهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، وَرَآهُ النَّاسُ فَصَامُوا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ قَالَ: لٰكِنْ رَأَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُومُ حَتَّى نُكْمِلَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا أَوْ نَرَاهُ،

۲۱۱۳- حضرت کریب بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت ام فضل ؓ نے (کسی کام کے لیے) علاقۂ شام میں حضرت معاویہ ؓ (امیر المومنین) کے پاس بھیجا۔ میں شام گیا اور ان کا کام پورا کیا۔ میں ابھی شام ہی میں تھا کہ رمضان المبارک کا چاند طلوع ہو گیا۔ میں نے بذات خود جمعے کی رات چاند دیکھا، پھر میں ماہ رمضان المبارک کے آخر میں مدینہ منورہ واپس آیا تو حضرت ابن عباس ؓ نے چاند کا ذکر کرتے ہوئے مجھ سے پوچھا کہ تم نے (رمضان المبارک کا) چاند کب دیکھا تھا؟ میں نے کہا: ہم نے جمعۃ المبارک کی رات دیکھا تھا۔ وہ فرمانے لگے: تو نے خود جمعے کی رات دیکھا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا تھا، پھر لوگوں نے اور حضرت معاویہ ؓ نے روزہ رکھا۔ آپ نے فرمایا: ہم نے تو ہفتے کی رات دیکھا تھا۔ ہم تو روزے رکھتے

٢١١٣- أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن لكل بلد رؤيتهم . . . الخ، ح: ١٠٨٧ عن علي بن حجر به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٢١.

فَقُلْتُ: أَوَ لَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَأَصْحَابِهِ؟ قَالَ: لَا، هٰكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.

رہیں گے حتی کہ تیس پورے ہو جائیں یا چاند دیکھ لیں۔ میں نے کہا: کیا آپ حضرت معاویہ ؓ اور ان کے ساتھیوں کے چاند دیکھ لینے کو کافی نہیں سمجھتے؟ انھوں نے کہا: نہیں، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہی حکم دیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① ”یہی حکم دیا ہے“ کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہر شخص چاند دیکھے بلکہ کوئی ایک معتبر آدمی بھی چاند دیکھ لے یا کسی اور جگہ چاند نظر آنے کی خبر پہنچ جائے تو اس علاقے کے تمام لوگ روزہ رکھیں گے یا عید کریں گے اور نیا مہینہ شروع ہو جائے گا، البتہ یہ تحقیق ضروری ہے کہ دونوں جگہوں میں اتنا فاصلہ نہ ہو جتنے فاصلے سے چاند دیکھنے میں ایک یا دو دن کا فرق پڑ سکتا ہے۔ جس جگہ چاند نظر آیا ہو، اس کے ارد گرد جتنے علاقے میں وہ چاند نظر آ سکتا ہو، اتنے علاقے کے لیے وہ رؤیت معتبر ہوگی۔ اس سلسلے میں علمائے رصد سے رہنمائی حاصل کی جائے۔ آج کل ہر اسلامی ملک اتنا چھوٹا ہے کہ اس ملک میں کسی جگہ بھی چاند نظر آ جائے تو وہ پورے ملک میں نظر آ سکتا ہے، لہٰذا ایک ملک میں کسی جگہ چاند نظر آنے پر سارے ملک میں روزہ یا عید ہو سکتے ہیں، البتہ مختلف ممالک میں چاند مختلف ہو سکتا ہے، مثلاً: سعودی عرب اور پاکستان ایک دوسرے سے خاصے فاصلے پر ہیں۔ اس سلسلے میں علمائے ہیئت ورصد ہی صحیح فیصلہ کر سکتے ہیں، لہٰذا رؤیت ہلال کمیٹی میں ان کی شرکت انتہائی ضروری ہے۔ اس سلسلے میں چند اصول مسلمہ ہیں: ❀ جب ایک شہر میں چاند نظر آئے تو اس سے ملتے جلتے طول بلد پر واقع تمام شہروں میں چاند ہو گا، خواہ ان کا درمیانی فاصلہ ہزاروں میل ہی میں ہو۔ ❀ کسی شہر میں چاند نظر آئے تو اس سے مغرب میں واقع تمام علاقوں میں خواہ مخواہ چاند نظر آ جائے گا، دیکھنے کی ضرورت نہیں، خواہ فاصلہ ہزاروں میل ہو، البتہ اس کے الٹ ضروری نہیں، یعنی مغرب کا چاند مشرق کے لیے معتبر نہیں، الگ دیکھنا ہو گا۔ ❀ بالائی علاقے میں چاند نظر آئے تو نشیبی علاقے میں چاند کا نظر آنا ضروری نہیں، البتہ اس کے الٹ ضروری ہے، یعنی نشیبی علاقے میں چاند نظر آیا تو بالائی علاقے میں لازماً چاند ہو گا اور یہ اصول بدیہی ہیں، ان میں اختلاف ممکن نہیں۔ ② مدینہ منورہ اور دمشق کے درمیان ویسے تو کافی فاصلہ ہے مگر طول بلد کے لحاظ سے صرف چودہ درجے کا فرق ہے۔ گویا طلوع اور غروب میں ۲۴ منٹ کا فرق ہے، اتنے فرق سے چاند کی رؤیت میں فرق نہیں پڑتا۔ دونوں جگہ ایک ہی دن چاند ہونا چاہیے، مگر اس دور میں پیغام رسانی کے تیز ذرائع نہ ہونے کی وجہ سے اتنے فاصلے سے بروقت خبر پہنچانا ناممکن تھا، لہٰذا حضرت ابن عباس ؓ نے مدینہ منورہ کے لیے شام (یعنی دمشق جو اس وقت دار الخلافہ تھا) کی رؤیت کو کافی نہ سمجھا۔

(المعجم ٨) - بَابُ قُبُولِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ الْوَاحِدِ عَلٰى هِلَالِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ فِيهِ عَلٰى سُفْيَانَ فِي حَدِيثِ سِمَاكٍ (التحفة ٦)

باب:٨-رمضان المبارک کے چاند کے لیے ایک آدمی کی گواہی کے قبول ہونے کا بیان اور سماک کی حدیث میں سفیان کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

٢١١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي رِزْمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: رَأَيْتُ الْهِلَالَ، فَقَالَ: «أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ؟» قَالَ: نَعَمْ. فَنَادَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ: «صُومُوا».

٢١١٤-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں نے چاند دیکھا ہے۔ فرمایا: ''تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ تو نبی ﷺ نے اعلان کر دیا: ''روزہ رکھو۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوتا ہے چاند کا دیکھنا اور خبر مل جانا برابر ہیں بشرطیکہ مطلع ایک ہو جیسا کہ پچھلی حدیث کے فوائد میں بیان ہوا۔ ② ماہ رمضان المبارک کے چاند کے بارے میں جمہور اہل علم کا قول یہی ہے کہ ایک مسلمان کی گواہی کافی ہے جیسا کہ حدیث میں واضح ہے اور یہی صحیح ہے' البتہ بعض فقہاء گواہی کے مدنظر دو مسلمانوں کا ہونا ضروری سمجھتے ہیں' لیکن عید کے بارے میں ائمہ اربعہ میں اتفاق ہے کہ دو مسلمانوں کی گواہی ضروری ہے کیونکہ عید میں لوگوں کا اپنا مفاد بھی ہوتا ہے' لہٰذا حقوق العباد کی طرح اس میں بھی دو گواہ ہونے چاہئیں جبکہ روزے میں لوگوں کا ذاتی مفاد نہیں' لہٰذا وہاں ایک مسلمان کی خبر کافی ہے کیونکہ یہ خبر ہے شہادت (گواہی) نہیں اور خبر کے لیے ایک معتبر شخص کافی ہے۔ ③ ''تو گواہی دیتا ہے؟'' گویا مسلمان ہونا ضروری ہے' نیز وہ قابل اعتبار بھی ہو' یعنی جھوٹ بولنے میں معروف نہ ہو اور فرائض شرع کا پابند ہو' دین کو مذاق نہ بناتا ہو۔ ④ یہ اور آئندہ تینوں روایات ضعیف ہیں لیکن ابوداود (حدیث: ٢٣٤٢) میں ابن عمر ؓ سے اسی مفہوم کی صحیح حدیث

٢١١٤-[إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان، ح: ٢٣٤٠، والترمذي، ح: ٦٩١، وابن ماجه، ح: ١٦٥٢ من حديث سماك به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٢٣، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم. ✽ سماك عن عكرمة ضعيف، وتقدم، ح: ٣٢٦ كما حققته في نيل المقصود، ح: ٦٨ يسر الله لنا طبعه.

موجود ہے'اس لیے حدیث میں بیان کردہ مسئلہ اور دیگر مستنبط مسائل درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

٢١١٥- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: أَبْصَرْتُ الْهِلَالَ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: «أَتَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»، قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: «يَا بِلَالُ! أَذِّنْ فِي النَّاسِ: فَلْيَصُومُوا غَدًا».

٢١١٥- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں نے آج رات چاند دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اے بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کل روزہ رکھیں۔''

٢١١٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ. مُرْسَلٌ.

٢١١٦- ابوداود (عمر بن سعد حفری) نے حضرت سفیان سے'انھوں نے سماک سے'انھوں نے حضرت عکرمہ سے یہ روایت مرسل بیان کی ہے۔

٢١١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ مِصِّيصِيٌّ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ. مُرْسَلٌ.

٢١١٧- عبداللہ نے حضرت سفیان سے'انھوں نے سماک سے'انھوں نے حضرت عکرمہ ؒ سے یہ روایت مرسل بیان کی ہے۔

٢١١٨- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شَبِيبٍ، أَبُو عُثْمَانَ - وَكَانَ شَيْخًا صَالِحًا بِطَرَسُوسَ - قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ

٢١١٨- حضرت حسین بن حارث جدلی سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب نے اس دن لوگوں کو خطاب کیا جس دن رمضان المبارک ہونا مشکوک تھا۔ انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے

٢١١٥_[ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٢٢.

٢١١٦_[ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٢٤.

٢١١٧_[ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٢٥.

٢١١٨_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٢٦، وله علة قادحة عند أحمد: ٤/ ٣٢١، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

● يحيى بن زكريا بن أبي زائدة رواه عن الحجاج (بن أرطاة) عن الحسين بن الحارث به.

الْحَارِثِ الْجَدَلِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ: أَنَّهُ خَطَبَ النَّاسَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ، فَقَالَ: أَلَا إِنِّي جَالَسْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَسَاءَلْتُهُمْ، وَأَنَّهُمْ حَدَّثُونِي: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَانْسُكُوا لَهَا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَتِمُّوا ثَلَاثِينَ، وَإِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ فَصُومُوا وَأَفْطِرُوا».

صحابۂ کرام ؓ کے پاس بیٹھتا رہا ہوں اور ان سے مسائل بھی پوچھتا رہا ہوں۔ انھوں نے مجھے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاند دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر روزے رکھنا بند کرو۔ اور چاند دیکھ کر ہی حج اور قربانی کرو۔ اگر چاند نظر نہ آئے تو (مہینے کے) تیس دن پورے کر لو۔ اور اگر دو شخص چاند دیکھنے کی گواہی دیں تو بھی روزے رکھنا شروع یا بند کر دو۔“

فوائد ومسائل: ① ”مشکوک دن“ سے مراد شعبان کا تیسواں دن ہے کیونکہ اس کے بارے میں دونوں امکان ہوتے ہیں‘ شعبان کی تیسویں ہو یا رمضان المبارک کی یکم‘ خصوصاً جب چاند کا امکان تھا لیکن مطلع ابر آلود تھا۔ چاند نظر نہ آ سکا۔ ② ”چاند نظر نہ آئے“ بادل‘ غبار یا دھواں وغیرہ کی وجہ سے۔ ③ ”دو شخص گواہی دیں۔“ دو شخص تب ضروری ہیں جب مطلع بالکل صاف ہو کیونکہ ایسی صورت میں زیادہ اشخاص کے دیکھنے کا امکان ہوتا ہے‘ البتہ اگر مطلع ابر آلود ہو تو ایک شخص کی گواہی بھی کافی ہے جیسا کہ پیچھے حدیث میں بیان ہوا‘ کیونکہ ایسی صورت میں عموماً نظر آنے کا امکان نہیں ہوتا‘ ایک آدھ کو نظر آنا بھی غنیمت ہوتا ہے‘ اس طرح احادیث میں تطبیق ہو جائے گی اور تطبیق ہی بہتر ہوتی ہے‘ البتہ عید کے لیے دو گواہ ضروری ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ۹) - إِكْمَالُ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ إِذَا كَانَ غَيْمٌ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (التحفة ۷)

باب:۹- بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو شعبان کے تیس دن پورے کرنا اور حضرت ابوہریرہ ؓ سے نقل کرنے والوں کے اختلاف کا ذکر

۲۱۱۹- أَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

۲۱۱۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزوں کا آغاز چاند دیکھ کر

۲۱۱۹- أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ "إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا"، ح:۱۹۰۹، ومسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية هلال . . . الخ، ح:۱۰۸۱/۱۹ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح:۲٤۲۷. * إسماعيل هو ابن علية.

زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمُ الشَّهْرُ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ».

کرو اور اختتام بھی چاند دیکھ کر کرو۔ اگر بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو تیس دن پورے کرو۔''

فوائد ومسائل: ① ان میں اختلاف کی صورت یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نیچے کے رواۃ میں شعبہ کے تلامذہ میں اختلاف ہے۔ جب اسماعیل ابن علیہ امام شعبہ سے بیان کرتے ہیں تو فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔ لیکن جب ان سے ورقاء بن عمر یشکری بیان کرتے ہیں تو فَاقْدُرُوا ثَلَاثِينَ بنتے ہیں لیکن اس سے حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مزید تفصیل وتحقیق کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ۱۲۱/۴، رقم الحديث: ۱۹۰۹) ② مہینہ کوئی بھی ہو حکم یہی ہے۔ بعض روایات میں شعبان کا لفظ صرف اس لیے ہے کہ روزوں کا تعلق شعبان کے اختتام سے ہے ورنہ خود رمضان بھی اس صورت حال میں (یعنی جب شوال کا چاند نظر نہ آئے) تیس دن ہی کا شمار کیا جائے گا۔

۲۱۲۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا ثَلَاثِينَ».

۲۱۲۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاند دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر ہی روزے رکھنا بند کرو اور اگر بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو مہینہ تیس کا سمجھو۔''

(المعجم ١٠) - ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٧) - أ

باب: ۱۰- درج ذیل حدیث میں حضرت زہری کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: آئندہ احادیث کو دیکھنے سے اختلاف واضح ہے کہ پہلی روایت (۲۱۲۱) میں اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا اور دوسری روایت (۲۱۲۲) میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف لیکن اس سے حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

۲۱۲۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ

۲۱۲۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، رسول اللہ

۲۱۲۰- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۲۸.

۲۱۲۱- أخرجه مسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال ... الخ، ح: ۱۰۸۱ من حديث إبراهيم ابن سعد عن محمد بن مسلم الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۲۹.

عَبْدِ اللهِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ ابْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلَاثِينَ يَوْمًا».

ﷺ نے فرمایا: ”جب تم (رمضان المبارک کا) چاند دیکھ لو تب روزے رکھنا شروع کرو اور جب تم (شوال کا) چاند دیکھ لو تو روزے رکھنا بند کر دو۔ اگر بادل ہوں (اور تمھیں شوال کا چاند نظر نہ آئے) تو تیس روزے پورے کرو۔“

۲۱۲۲- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ».

۲۱۲۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھنا شروع کر دو اور جب تم (شوال کا) چاند دیکھو تو روزے رکھنا بند کر دو۔ اگر بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو اس مہینے کو تیس کا سمجھو۔“

۲۱۲۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ: «لَا

۲۱۲۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا تو فرمانے لگے: ”جب تک چاند نہ دیکھ لو روزے رکھنا شروع نہ کرو۔ اسی طرح روزے رکھنا بند نہ کرو جب تک (شوال کا) چاند نہ دیکھ لو۔ اگر بادل ہوں (اور چاند نظر

۲۱۲۲ـ أخرجه مسلم، ح: ۸/۱۰۸۰ (انظر الحديث السابق) من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، الصوم، باب: هل يقال رمضان أو شهر رمضان؟ ومن رأى كله واسعًا، ح: ۱۹۰۰ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۲٤۳۰.

۲۱۲۳ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ: "إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا"، ح: ۱۹۰٦، ومسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال . . . الخ، ح: ۳/۱۰۸۰ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ۱/۸٦، والكبرى، ح: ۲٤۳۱.

تَصُومُوا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوا حَتّٰى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ».

نہ آئے) تو اس مہینے کو تیس دن کا فرض کرو۔“

(المعجم ١١) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٧) - ب

باب:۱۱- اس حدیث میں عبیداللہ بن عمر کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: آئندہ دو احادیث سے یہ اختلاف واضح ہو رہا ہے کہ ان کے شاگرد یحییٰ نے (۲۱۲۳) روایت کو حضرت ابن عمر ؓ کی طرف منسوب کیا ہے جبکہ ان کے دوسرے شاگرد محمد بن بشر نے حضرت ابو ہریرہ ؓ کی طرف، تاہم دونوں سندیں صحیح ہیں۔

٢١٢٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَصُومُوا حَتّٰى تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوا حَتّٰى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ».

۲۱۲۴- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم روزے رکھنا شروع نہ کرو حتی کہ (رمضان المبارک کا) چاند دیکھ لو اور روزے رکھنا بند نہ کرو حتی کہ (شوال کا) چاند دیکھ لو۔ اگر چاند نظر نہ آئے تو مہینہ تیس کا جانو۔“

٢١٢٥- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ صَاحِبُ حِمْصَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْهِلَالَ فَقَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ

۲۱۲۵- حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چاند کا ذکر کیا تو فرمایا: ”جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھنا شروع کر دو اور جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھنا بند کر دو اور اگر بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو تیس دن پورے کرو۔“

٢١٢٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/١٣ عن يحيى القطان به، ومسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال ... الخ، ح: ١٠٨٠ من حديث عبيدالله بن عمر به، بألفاظ أخرى نحو المعنى، والبخاري، ح: ١٩٠٦ (انظر الحديث السابق) من طريق آخر عن نافع به.

٢١٢٥- أخرجه مسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال ... الخ، ح: ١٠٨١/ ٢٠ عن أبي بكر بن أبي شيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٣٣.

عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِينَ».

(المعجم ١٢) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ فِي حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ (التحفة ٧) - ج

باب:۱۲-حضرت ابن عباس کی حدیث میں عمرو بن دینار کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: روایت:۲۱۲۶ میں حضرت عمرو بن دینار کے شاگرد حماد بن سلمہ نے عمرو بن دینار اور ابن عباس کے درمیان کوئی واسطہ ذکر نہیں کیا جبکہ روایت:۲۱۲۷ میں حضرت سفیان نے محمد بن حنین کا واسطہ بیان کیا ہے تاہم احادیث صحیح ہیں۔

٢١٢٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو الْجَوْزَاءِ، وَهُوَ ثِقَةٌ بَصْرِيٌّ أَخُو أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ، وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ».

۲۱۲۶-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو۔ اگر چاند چھپ جائے (نظر نہ آئے) تو اس مہینے کی گنتی تیس دن مکمل کرو۔“

٢١٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: عَجِبْتُ مِمَّنْ يَتَقَدَّمُ الشَّهْرَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمْ

۲۱۲۷-حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو ماہ رمضان شروع ہونے سے پہلے روزہ رکھتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جب تم چاند دیکھو تو پھر روزہ رکھو اور جب اگلا چاند دیکھو تو روزے رکھنا چھوڑ دو۔ اگر چاند چھپ جائے

٢١٢٦ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٤٣٤.

٢١٢٧ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٢١، والحميدي، ح: ٥١٤ عن سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٣٥، وفي المسند: ١/ ٣٦٧ وغيره. * محمد بن جبير، يعني ابن مطعم، وهو المرجوح، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

الْهِلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ».

(نظر نہ آئے) تو مہینے کی گنتی تیس دن پوری کرو۔"

فائدہ: "تعجب ہے" یعنی رمضان المبارک کا چاند نظر آنے سے پہلے مشکوک (شعبان کے تیسویں) دن کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے کہ یہ تکلف اور تشدد ہے۔ صحیح روایات میں اس دن کا روزہ رکھنا رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی بتلایا گیا ہے۔ جن اہل علم نے احتیاطاً نفل روزہ رکھنے کی اجازت دی ہے شاید انھوں نے ان الفاظ کی سختی پر غور نہیں فرمایا۔ باقی رہی فرض اور نفل کی تفریق (کہ فرض منع ہے نفل جائز ہے) تو یہ بات حدیث سے ثابت نہیں ہوتی۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاند دکھانے میں احتیاط نہیں فرمائی تو ہمیں خواہ مخواہ اس احتیاط کی کیا ضرورت ہے؟ رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا.

(المعجم ۱۳) - ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلٰى مَنْصُورٍ فِي حَدِيثِ رِبْعِيٍّ فِيهِ (التحفة ۷) - د

باب:۱۳- اس بارے میں ربعی کی حدیث میں منصور کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: یہ اختلاف صرف اس قدر ہے کہ روایت:۲۱۲۹ میں حضرت حذیفہ ؓ کا نام ذکر کرنے کی بجائے "کسی صحابی" کے الفاظ ہیں جبکہ روایت:۲۱۲۸ میں ان کے نام کی صراحت ہے۔

۲۱۲۸- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ ابْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ قَبْلَهُ أَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ، ثُمَّ صُومُوا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ أَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ قَبْلَهُ».

۲۱۲۸- حضرت حذیفہ بن یمان ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ماہ رمضان سے پہلے روزہ نہ رکھو حتی کہ روزہ رکھنے سے پہلے (رمضان المبارک کا) چاند دیکھ لو ورنہ (شعبان کے) تیس دن پورے کر کے روزہ رکھو پھر تم روزے رکھتے رہو حتی کہ (شوال کا) چاند دیکھ لو یا چاند دیکھنے سے پہلے تیس دن پورے کرلو۔"

فائدہ: اس روایت میں صراحتاً چاند نظر آنے سے پہلے روزہ رکھنے سے روکا گیا ہے۔ اور اسی پر عمل چاہیے۔

۲۱۲۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

۲۱۲۹- نبی ﷺ کے ایک صحابی ؓ سے منقول ہے

۲۱۲۸ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب إذا أغمي الشهر، ح:۲۳۲۶ من حديث جرير بن عبدالحميد الضبي به، وهو في الكبرٰى، ح:۲٤۳٦، وصححه ابن خزيمة، ح:۱۹۱۱، وابن حبان، ح:۸۷٥.

۲۱۲۹ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:۲٤۳۷. * سفيان هو الثوري، وعبدالرحمٰن هو ابن ◄◄

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ حَتّٰى تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ أَوْ تَرَوُا الْهِلَالَ، ثُمَّ صُومُوا وَلَا تُفْطِرُوا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ أَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِينَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ماہ رمضان المبارک سے پہلے روزے رکھنا شروع نہ کرو حتی کہ (شعبان) کے تیس دن پورے کر دو یا (رمضان کا) چاند دیکھ لو پھر روزے رکھتے رہو اور روزے رکھنے بند نہ کرو حتی کہ (شوال کا) چاند دیکھ لو یا (رمضان المبارک کے) تیس روزے پورے کر لو۔“

أَرْسَلَهُ الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ.

حجاج بن ارطاۃ نے اس روایت کو مرسل ذکر کیا ہے (کہ انھوں نے صحابی کا واسطہ ہی ختم کر دیا اور اسے ربعی کی روایت بنا دیا حالانکہ وہ صحابی نہیں۔)

فائدہ: چونکہ قمری مہینہ تیس دن سے زائد ہوتا ہی نہیں، لہٰذا تیس دن پورے ہونے کے بعد چاند دیکھنا ضروری نہیں۔

٢١٣٠ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَتِمُّوا شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ إِلَّا أَنْ تَرَوُا الْهِلَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ صُومُوا رَمَضَانَ ثَلَاثِينَ إِلَّا أَنْ تَرَوُا الْهِلَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ».

٢١٣٠ - حضرت ربعی سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم (رمضان المبارک کا) چاند دیکھ لو تو روزے شروع کر دو اور جب تم (شوال کا) چاند دیکھ لو تو روزے رکھنا بند کر دو۔ اگر بادل ہوں (اور تمھیں چاند نظر نہ آئے) تو شعبان کے تیس دن پورے کرو الا یہ کہ تم اس سے پہلے چاند دیکھ لو پھر تیس دن روزے رکھو الا یہ کہ اس سے پہلے چاند دیکھ لو۔“

٢١٣١ - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:

٢١٣١ - حضرت ابن عباس ؓ بیان فرماتے ہیں،

◀◀ مهدي.

٢١٣٠ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٣٨. * عبدالله هو ابن المبارك، وحبان هو ابن موسى، ومحمد بن حاتم هو ابن نعيم المروزي.

٢١٣١ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، باب من قال: فإن غم عليكم فصوموا ثلاثين، ح: ٢٣٢٧ من ◀◀

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِي صَغِيرَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سَحَابٌ، فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلَا تَسْتَقْبِلُوا الشَّهْرَ اسْتِقْبَالًا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چاند دیکھ کر روزے رکھو اور چاند دیکھ کر روزے ختم کرو۔ اگر تمھارے اور چاند کے درمیان بادل حائل ہو جائیں (اور چاند نظر نہ آئے) تو معروف گنتی (تیس دن) پوری کرو اور ماہ رمضان المبارک کے شروع ہونے سے پہلے روزہ نہ رکھو۔“

فائدہ: اگرچہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن کثیر شواہد ومتابعات کی وجہ سے متن حدیث صحیح ہے۔

۲۱۳۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَصُومُوا قَبْلَ رَمَضَانَ، صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ حَالَتْ دُونَهُ غَيَايَةٌ فَأَكْمِلُوا ثَلَاثِينَ».

۲۱۳۲- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے روزہ نہ رکھو بلکہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی روزے رکھنے بند کرو۔ اگر چاند نظر آنے میں بادل رکاوٹ بن جائیں تو تیس دن پورے کرو۔“

فائدہ: اس مفہوم کی روایات کی اس قدر تکرار بعض اسنادی اختلافات ظاہر کرنے کے لیے ہے جن کا علم مذکورہ روایات کی سندوں کے گہرے جائزے سے ہوگا' البتہ اس اختلاف کا حدیث کے متن پر کوئی منفی اثر نہیں پڑتا کیونکہ متن متفق علیہ ہے' بلکہ اس تکرار سے متن کو تقویت حاصل ہوتی ہے کہ وہ کثیر صحابہ اور بہت زیادہ راویوں سے مروی ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اختلاف سے مراد ہر جگہ غلطی نہیں ہوتی بلکہ بہت سے مقامات پر اختلاف کا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ یہ حدیث ان تمام صحابہ اور تابعین وغیرہ سے آتی ہے اور یہ سب سندیں صحیح ہیں۔

حديث سماك به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲٤۳۹، وصححه الترمذي، انظر، ح: ۳۲٦.

۲۱۳۲_[صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء أن الصوم لرؤية الهلال والإفطار له، ح: ٦٨٨ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ۲٤٤۰، وسنده ضعيف، وللحديث شواهد صحيحة.

(المعجم ١٤) - كَمِ الشَّهْرُ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي الْخَبَرِ عَنْ عَائِشَةَ (التحفة ٨)

باب:۱۴-(قمری اور اسلامی) مہینہ کتنے دن کا ہوتا ہے؟ اور حضرت عائشہ کی اس حدیث میں زہری کے شاگردوں کا اختلاف

٢١٣٣- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَقْسَمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَى نِسَائِهِ شَهْرًا، فَلَبِثَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ، فَقُلْتُ: أَلَيْسَ قَدْ كُنْتَ آلَيْتَ شَهْرًا فَعَدَدْتُ الْأَيَّامَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ».

۲۱۳۳- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ نے (ناراضی کی بنا پر) قسم کھائی کہ اپنی بیویوں کے پاس ایک مہینہ تک نہیں جاؤں گا۔ آپ انتیس دن تک اسی حال میں رہے۔ (پھر میرے پاس تشریف لائے۔) میں نے (یاددہانی کے طور پر) عرض کیا کہ آپ نے ایک ماہ کی قسم نہیں کھائی تھی؟ میں نے تو انتیس دن شمار کیے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① اختلاف یہ ہے کہ زہری کے بعض شاگردوں نے اس حدیث کو حضرت عائشہ ؓ کی طرف منسوب کیا ہے اور بعض نے حضرت ابن عباس ؓ کی طرف، تاہم یہ اختلاف ضرر رساں نہیں، حدیث دونوں سے صحیح طور پر ثابت ہے۔ ② ”قسم کھائی۔“ اس طرح کی قسم کو شرعی زبان میں ”ایلاء“ کہتے ہیں۔ خاوند بیوی میں اگر کوئی ناچاقی ہو جائے تو خاوند اپنی بیوی سے وقتی طور پر تعلقات منقطع کر سکتا ہے مگر گھر میں رہنا ضروری ہے تاکہ عورت کوئی غلط قدم نہ اٹھائے۔ یہ کیفیت زیادہ سے زیادہ چار ماہ تک رہ سکتی ہے۔ اگر قسم اس سے زیادہ کی ہو تو قسم توڑنا فرض ہے اور چار ماہ کے بعد فوراً تعلقات قائم کرنا ضروری ہے ورنہ اسے طلاق دینا پڑے گی۔ وہ دونوں میں سے کوئی بھی کام نہ کرے تو قاضی یا حاکم اپنی طرف سے اسے مصالحت پر مجبور کرے گا یا طلاق نافذ کر دے گا اور وہ عورت اس سے مستقل طور پر جدا ہو جائے گی۔ اگر مدت کم ہو تو قسم پوری کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک ماہ کی قسم کھائی تھی، لہٰذا آپ نے قسم پوری کی۔ اس واقعے کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔ ③ ”مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔“ یعنی قمری مہینہ جو احکام اسلامی میں معتبر ہے، تیس دن کا بھی ہوتا ہے اور انتیس کا بھی، لہٰذا انتیس دن کو بھی کامل مہینہ شمار کیا جائے گا۔ ایک مہینے کی قسم شرعاً انتیس

٢١٣٣- أخرجه مسلم، الصيام، باب الشهر يكون تسعًا وعشرين، ح: ١٠٨٣ من حديث معمر بن راشد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٤١.

دن کے لیے ہوگی۔ یہ اس جملے کا صحیح مفہوم ہے۔ بعض اہل علم نے یوں معنی کیا ہے کہ ''یہ مہینہ انتیس کا ہے۔'' گویا آپ نے پہلی تاریخ کا چاند دیکھ کر قسم کھائی اور اگلا چاند دیکھ کر داخل ہوئے مگر یہ بہت بعید بات ہے کہ آپ نے ناراضی کے باوجود چاند دیکھنے تک انتظار کیا اور پھر قسم کھائی اور پھر اگلا چاند دیکھتے ہی آپ داخل ہوئے۔ کیا جھگڑا عین چاند والے دن ہوا تھا؟ کسی حدیث میں اس کی صراحت نہیں۔ نہ یہ معنی دل کو لگتا ہے جبکہ پہلا معنی بالکل واضح ہے۔ والله أعلم.

٢١٣٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَاللهِ ابْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ حَدَّثَهُ، ح: وَأَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِاللهِ ابْنِ أَبِي ثَوْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ أَزَلْ حَرِيصًا أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ مِنْ أَزْوَاجِ رَسُولِ اللهِ ﷺ اللَّتَيْنِ قَالَ اللهُ لَهُمَا: ﴿إِن تَتُوبَآ إِلَى ٱللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ [التحريم: ٤] وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ فِيهِ: فَاعْتَزَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ نِسَاءَهُ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حِينَ أَفْشَتْهُ حَفْصَةُ إِلَى عَائِشَةَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ قَدْ قَالَ: «مَا أَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا» مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ

۲۱۳۴- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ میں عرصۂ دراز سے خواہش مند تھا کہ میں حضرت عمر بن خطاب ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے ان دو عورتوں کے بارے میں پوچھوں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِن تَتُوبَآ إِلَى ٱللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ ''اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو تو یہ نہایت مناسب ہے کیونکہ تمھارے دل کج (ٹیڑھے) ہو گئے ہیں۔'' پھر حضرت ابن عباس ؓ نے پوری حدیث بیان فرمائی۔ اس تفصیلی حدیث میں حضرت عمر ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس بات کی وجہ سے جسے حضرت حفصہ ؓ نے حضرت عائشہ ؓ کے سامنے فاش (ظاہر) کر دیا تھا انتیس دن تک اپنی بیویوں سے جدا رہے۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: آپ نے (قسم کھا کر) فرمایا تھا: ''میں اپنی بیویوں کے پاس ایک مہینے تک نہیں آؤں گا۔'' جس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیویوں کی بات بتائی تو آپ ان پر سخت ناراض ہو گئے تھے جب انتیس دن گزر گئے تو سب سے

٢١٣٤- أخرجه البخاري، العلم، باب التناوب في العلم، ح: ٨٩ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، الطلاق، باب في الإيلاء واعتزال النساء وتخييرهن ... الخ، ح: ١٤٧٩/ ٣٤ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٤٢.

عَلَيْهِنَّ حِينَ حَدَّثَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ حَدِيثَهُنَّ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَبَدَأَ بِهَا، فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: إِنَّكَ قَدْ كُنْتَ آلَيْتَ يَا رَسُولَ اللهِ! أَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَإِنَّا أَصْبَحْنَا مِنْ تِسْعٍ وَّعِشْرِينَ لَيْلَةً نَعُدُّهَا عَدَدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ لَيْلَةً».

پہلے آپ حضرت عائشہ ؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ ؓ کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! آپ نے تو قسم کھائی تھی کہ ایک ماہ تک ہمارے پاس تشریف نہ لائیں گے اور آج تو انتیسویں دن کی صبح ہے۔ ہم نے یہ دن گن گن کر گزارے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینا انتیس کا بھی ہوتا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① ناراضی کے واقعے کی پوری تفصیل تو ان شاء اللہ اپنے مقام پر آئے گی لیکن اتنا جان لینا کافی ہے کہ آپ نے ایک راز حضرت حفصہ ؓ کے حوالے کیا تھا اور تاکید فرمائی تھی کہ کسی تک یہ راز نہ پہنچے مگر وہ اپنی فطری کمزوری کی بنا پر راز کو راز نہ رکھ سکیں۔ حضرت عائشہ ؓ کو بتا بیٹھیں اور ہوتے ہوتے یہ بات سب ازواج مطہرات ؓ تک پہنچ گئی جس سے آپ ﷺ کو دکھ اٹھانا پڑا۔ ایک دو واقعات اور بھی ہوئے' ان تمام وجوہ سے آپ کی ناراضی شدید ہوگئی۔ ② جب محسوس ہو کہ آدمی قسم توڑ رہا ہے تو اسے یاد کرایا جا سکتا ہے۔

(المعجم ١٥) - ذِكْرُ خَبَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ (التحفة ٨) - أ

باب: ۱۵- اس باب میں ابن عباس ؓ کی حدیث کا بیان

٢١٣٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ - هُوَ أَبُو بُرَيْدٍ الْجَرْمِيُّ بَصْرِيٌّ - عَنْ بَهْزٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ يَوْمًا».

۲۱۳۵- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس حضرت جبریل ؑ آئے اور بتایا کہ مہینا انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔“

٢١٣٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ

۲۱۳۶- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے'

٢١٣٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢١٨، ٢٤٠ من حديث شعبة عن سلمة بن كهيل عن أبي الحكم عمران ابن الحارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٤٣، وهو حديث مختصر.

٢١٣٦ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٤٤. * محمد هو ابن جعفر غندر.

مُحَمَّدٍ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ، قَالَ [سَلَمَةُ]: سَمِعْتُ أَبَا الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ يَوْمًا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔“

(المعجم ١٦) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى إِسْمَاعِيلَ فِي خَبَرِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فِيهِ (التحفة ٨) - ب

باب:۱۶- اس بارے میں حضرت سعد بن مالک کی حدیث میں اسماعیل کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: حدیث: ۲۱۳۷، ۲۱۳۸ میں یہ حدیث سعد ؓ کی طرف منسوب ہے جبکہ حدیث: ۲۱۳۹ میں حضرت سعد بن مالک ؓ کا ذکر نہیں صرف ان کے بیٹے کا ذکر ہے جو صحابی نہیں جیسا کہ فائدے میں ذکر ہے۔

٢١٣٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى الْأُخْرٰى وَقَالَ: «اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» وَنَقَصَ فِي الثَّالِثَةِ إِصْبَعًا.

۲۱۳۷- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک دست مبارک کو دوسرے پر مارا اور فرمایا: ”کبھی مہینہ اتنا‘ اتنا اور اتنا بھی ہوتا ہے اور تیسری دفعہ آپ نے ایک انگلی کم کر لی۔“ (یعنی انتیس۔)

٢١٣٨- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» يَعْنِي تِسْعَةً وَعِشْرِينَ.

۲۱۳۸- حضرت سعد ؓ سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ کبھی اتنا‘ اتنا اور اتنا بھی ہوتا ہے۔“ (یعنی انتیس دن کا۔)

رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَغَيْرُهُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ،

یحییٰ بن سعید وغیرہ نے اس روایت کو بواسطہ اسماعیل

٢١٣٧_ أخرجه مسلم، الصيام، باب الشهر يكون تسعًا وعشرين، ح: ١٠٨٩ من حديث محمد بن بشر به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٤٥.

٢١٣٨_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٤٦.

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

محمد بن سعد سے (صحابیٔ رسول سعد بن ابی وقاص ؓ کے واسطے کے بغیر) نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا ہے یعنی مرسلاً۔

٢١٣٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» وَصَفَّقَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ بِيَدَيْهِ يَنْعَتُهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَبَضَ فِي الثَّالِثَةِ الْإِبْهَامَ فِي الْيُسْرٰى.

٢١٣٩- حضرت محمد بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا بھی ہوتا ہے۔" (حدیث کے راوی) محمد بن عبید نے اپنے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں کھول کر سامنے کیں۔ تین دفعہ ایسے کیا اور تیسری دفعہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو بند کر لیا۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: قُلْتُ لِإِسْمَاعِيلَ: عَنْ أَبِيهِ؟ قَالَ: لَا.

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: میں نے اسماعیل سے پوچھا: کیا محمد بن سعد نے اس روایت کو اپنے باپ (سعد بن ابی وقاص) سے بیان کیا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں (بلکہ مرسلاً بیان کیا ہے۔)

فائدہ: اس روایت میں تابعی حضرت محمد بن سعد کہہ رہے ہیں: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ــــ الخ' صحابی کا واسطہ نہیں' لہٰذا یہ روایت مرسل ہے۔

(المعجم ١٧) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِي خَبَرِ أَبِي سَلَمَةَ فِيهِ (التحفة ٨)-ج

باب: ١٧- اس بارے میں حضرت ابو سلمہ کی حدیث میں یحییٰ بن ابی کثیر کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: بعض شاگردوں نے حضرت ابو سلمہ کا استاد حضرت ابو ہریرہ ؓ کو بتایا ہے اور بعض نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کو۔ حدیث دونوں طریقوں سے صحیح ہے۔

٢١٤٠- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا

٢١٤٠- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے

٢١٣٩ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٤٧.

٢١٤٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء لا تقدموا الشهر بصوم، ح: ٦٨٤ من حديث أبي ◄◄

هَارُونُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ - هُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلشَّهْرُ يَكُونُ تِسْعَةً وَّعِشْرِينَ، وَيَكُونُ ثَلَاثِينَ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہینہ کبھی انتیس دن کا اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے۔ جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھنا شروع کرو اور جب تم چاند دیکھو تو روزے رکھنا بند کر دو اور اگر بادل ہوں (اور چاند نظر نہ آئے) تو (تیس دن کی) گنتی پوری کرو۔“

٢١٤١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ، ح: وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ - يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ».

٢١٤١- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”مہینہ انتیس کا (بھی ہوتا) ہے۔“

٢١٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو،

٢١٤٢- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہم امی لوگ ہیں۔ ہم حساب کتاب نہیں جانتے۔ مہینہ اتنا اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔“ تین دفعہ

◄ سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٤٨، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٩٠٨. * هارون هو ابن إسماعيل الخزاز البصري، وأبوداود هو سليمان بن سيف الحراني، ويحيى هو ابن أبي كثير.

٢١٤١ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال ... الخ، ح: ١٠٨٠/١١ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٤٩.

٢١٤٢ـ أخرجه مسلم، ح: ١٠٨٠/١٥ب (انظر الحديث السابق) من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي عن سفيان الثوري، والبخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ: "لا نكتب ولا نحسب"، ح: ١٩١٣ من حديث الأسود بن قيس به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٥٠.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ، اَلشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا»، ثَلَاثًا حَتّٰى ذَكَرَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ.

ہاتھوں سے اشارہ فرمایا حتی کہ انتیس ہو گئے۔

فائدہ: "امی لوگ" یعنی ہم تو فطری علم سے آشنا ہیں جس میں غلطی کا امکان نہیں۔ ہم نے حساب کتاب نہیں پڑھا' لہٰذا ہم علم ریاضی' علم نجوم و ہیئت وغیرہ سے واقف نہیں۔ نہ ہمارے ماہ وسال ہی کا حساب ان علوم سے ہے بلکہ ہم چاند کو دیکھ کر مہینے کا حساب لگاتے ہیں جو کبھی تیس کا ہوتا ہے' کبھی انتیس کا' اور یہی حقیقی مہینہ ہے۔ بخلاف شمسی مہینے کے کہ وہ فرضی ہے۔ اس میں کوئی ظاہری علامت نہیں۔

۲۱۴۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ ابْنَ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ لَا نَحْسِبُ وَلَا نَكْتُبُ، وَالشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» وَعَقَدَ الْإِبْهَامَ فِي الثَّالِثَةِ «وَالشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» تَمَامَ الثَّلَاثِينَ.

۲۱۴۳- حضرت ابن عمر ؓ بیان فرماتے ہیں' نبی ﷺ نے فرمایا: "ہم امی لوگ ہیں' ہم حساب کتاب نہیں جانتے۔ کبھی مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔" تیسری دفعہ آپ نے انگوٹھا بند فرما لیا (یعنی انتیس دن کا۔) "اور کبھی مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔" یعنی پورے تیس دن کا۔

فائدہ: مہینہ انتیس کا ہو یا تیس کا' بہر صورت وہ کامل ہوتا ہے' احکام میں بھی اور ثواب میں بھی۔

۲۱۴۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ

۲۱۴۴- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "مہینہ کبھی اتنا ہوتا ہے۔" شعبہ نے جبلہ بن سحیم کی نقل کی اور انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کی کہ

۲۱۴۳- [صحیح] انظر الحدیث السابق، وھو فی الکبرٰی، ح: ۲۴۵۱. * محمد ھو ابن جعفر غندر.

۲۱۴۴- أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ "إذا رأيتم الهلال فصوموا وإذا رأيتموه فأفطروا"، ح: ۱۹۰۸، ومسلم، الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال ... الخ، ح: ۱۰۸۰/۱۳ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۵۲.

ﷺ قَالَ: «اَلشَّهْرُ هٰكَذَا» وَوَصَفَ شُعْبَةُ عَنْ صِفَةِ جَبَلَةَ عَنْ صِفَةِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ فِيمَا حَكَى مِنْ صَنِيعِهِ مَرَّتَيْنِ بِأَصَابِعِ يَدَيْهِ وَنَقَصَ فِي الثَّالِثَةِ إِصْبَعًا مِنْ أَصَابِعِ يَدَيْهِ.

مہینہ انتیس دن کا (بھی) ہوتا ہے۔ انھوں نے اس طرح سے بیان کیا کہ دو دفعہ آپ نے دونوں ہاتھوں کی پوری انگلیاں کھولیں اور تیسری دفعہ ایک انگلی کم (بند) کر لی۔

٢١٤٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُقْبَةَ - يَعْنِي ابْنَ حُرَيْثٍ - قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اَلشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ».

۲۱۴۵- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مہینہ انتیس کا بھی ہوتا ہے۔"

فائدہ: لہٰذا ایک مہینے کی قسم انتیس دن میں پوری ہو جاتی ہے۔ (اس قدر تکرار کا فائدہ کیا ہے؟ دیکھیے حدیث: ۲۱۴۳)

(المعجم ١٨) - اَلْحَثُّ عَلَى السُّحُورِ (التحفة ٩)

باب:۱۸- سحری کھانے کی ترغیب

٢١٤٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ ابْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَةً».

وَقَفَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ.

۲۱۴۶- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سحری کھایا کرو، بلاشبہ سحری کھانے میں برکت ہے۔"

عبیداللہ بن سعید نے اس روایت کو موقوف بیان کیا ہے۔

٢١٤٥ـ أخرجه مسلم، ح:١٠٨٠/١٤ عن محمد بن المثنى به، (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرى، ح:٢٤٥٣.

٢١٤٦ـ [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير:١٠/ ١٧٠، ح:١٠٢٣٥ من حديث أبي بكر بن عياش به، وهو في الكبرى، ح:٢٤٥٤، وصححه ابن خزيمة، ح:١٩٣٦ عن محمد بن بشار به، وله شواهد، منها الحديث الآتي:٢١٤٨.

فوائد و مسائل: ① سحری کھانا مستحب ہے کیونکہ اس سے روزہ نبھانا آسان ہوگا' جسمانی قوت برقرار رہے گی اور پھر روزے کی نیت سے کھانے کی وجہ سے ثواب بھی ہوگا' گویا کہ ہم خرما و ہم ثواب۔ لیکن یہ روزے کے لیے واجب ہے نہ شرط' البتہ افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے' نیز اہل کتاب کے روزے سے ہمارے روزے کا امتیاز سحری ہی سے ہے۔ سحری کی وجہ سے نیت بروقت ہوگی اور صبح کے وقت جاگنے کا موقع ملے گا جو دعا و تہجد کا وقت ہے۔ غرض بہت سے دنیوی اور اخروی فوائد ہیں۔ برکت سے مراد یہ سب کچھ ہے۔ ② برکت کے لفظ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سحری واجب نہیں' مستحب ہے۔

٢١٤٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: «تَسَحَّرُوا». قَالَ عُبَيْدُاللهِ: لَا أَدْرِي كَيْفَ لَفْظُهُ.

۲۱۴۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سحری کھاؤ۔ (راوی حدیث) عبیداللہ نے کہا: میں نہیں جانتا اس کے (صحیح) الفاظ کیا ہیں؟

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ یہ روایت موقوف بھی آئی ہے' یعنی صحابی کا اپنا قول' رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیے بغیر۔

٢١٤٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً».

۲۱۴۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سحری کھایا کرو' یقیناً اس میں برکت ہے۔"

(المعجم ١٩) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٩) - أ

باب:۱۹- اس حدیث میں عبدالملک بن ابی سلیمان کے شاگردوں کا اختلاف (کہ یہ روایت موقوف ہے یا مرفوع)

٢١٤٩- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدِ بْنِ

۲۱۴۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

٢١٤٧ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٥٥. ● عبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

٢١٤٨ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل السحور ... الخ، ح: ١٠٩٥ عن قتيبة، والبخاري، الصوم، باب بركة السحور من غير إيجاب، ح: ١٩٢٣ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٥٦.

٢١٤٩ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٧٧، ٤٧٧ من حديث عطاء بن أبي رباح به، وهو في الكبرٰى ◄◄

جَرِيرٍ نَسَائِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سحری کھایا کرو! بلاشبہ سحری کھانے میں برکت ہے۔"

٢١٥٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً» رَفَعَهُ ابْنُ أَبِي لَيْلٰى.

٢١٥٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سحری کھاؤ! بلاشبہ سحری کھانے میں برکت ہے۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ نے اس روایت کو مرفوع بیان کیا ہے۔

فائدہ: گو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت موقوف بھی آتی ہے مگر اس سے اس کے مرفوع ہونے میں کوئی نقص نہ آئے گا۔ نبی ﷺ کے فرمان کو صحابی خود بھی دہرا سکتے ہیں، یہ کوئی بعید نہیں۔

٢١٥١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلٰى عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً».

٢١٥١- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "سحری کھاؤ! بلاشبہ سحری کھانے میں برکت ہے۔"

٢١٥٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ وَاصِلِ ابْنِ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ

٢١٥٢- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سحری کھاؤ! بلاشبہ سحری کھانے میں برکت ہے۔"

◄◄ ح: ٢٤٥٧. ● أبوالربيع هو الزهراني.

٢١٥٠ـ [إسناده صحيح، موقوف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٥٨. ● يزيد هو ابن هارون.

٢١٥١ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٧٧ من حديث محمد بن عبدالرحمن بن أبي ليلى به، ولم ينفرد به، انظر، ح: ٢١٤٩، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٥٩.

٢١٥٢ـ [حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٧٧ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٦٠، وانظر الحديث السابق.

عَطَاءٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً».

٢١٥٣- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً».

۲۱۵۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سحری کھاؤ‘ یقیناً سحری کھانے میں برکت ہے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدِيثُ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ هٰذَا، إِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَهُوَ مُنْكَرٌ، وَأَخَافُ أَنْ يَكُونَ الْغَلَطُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید کی اس حدیث کی سند حسن ہے لیکن یہ روایت منکر (غلط) ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ یہ غلطی محمد بن فضیل سے ہوئی ہوگی۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصود یہ ہے کہ اس روایت میں ابوسلمہ کے بجائے عطاء ہی درست ہے۔

(المعجم ٢٠) - تَأْخِيرُ السَّحُورِ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى زِرٍّ فِيهِ (التحفة ١٠)

باب:۲۰- سحری تاخیر سے (آخر وقت میں) کھانے کا بیان‘ نیز اس حدیث میں زرّ کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: پہلی روایت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھانے کا ذکر ہے جبکہ دوسری روایت میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ گویا مرفوع اور موقوف کا اختلاف ہے لیکن مرفوعاً یہ روایت ضعیف ہے۔

٢١٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۱۵۴- حضرت زرّ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ

٢١٥٣- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٤٦١، وقول النسائي هو المرجوح. * أبوبكر بن خلاد اسمه محمد، وهو الباهلي البصري.

٢١٥٤- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٢٤٦٢. * عاصم هو ابن أبي النجود، سفيان الثوري عنعن، تقدم، ح: ١٠٢٧، وتابعه أبوبكر بن عياش عند ابن ماجه، ح: ١٦٩٥، وتقدم حاله، ح: ٧٨٠.

شُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ قَالَ: قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ أَيَّ سَاعَةٍ تَسَحَّرْتَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: هُوَ النَّهَارُ إِلَّا أَنَّ الشَّمْسَ لَمْ تَطْلُعْ.

ﷺ کے ساتھ سحری کس وقت کھائی؟ انھوں نے فرمایا: دن شروع ہونے ہی کو تھا بس سورج طلوع نہ ہوا تھا۔

٢١٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ قَالَ: تَسَحَّرْتُ مَعَ حُذَيْفَةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمَسْجِدَ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا إِلَّا هُنَيْهَةٌ.

۲۱۵۵- حضرت زرّ بن حُبیش بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ ؓ کے ساتھ سحری کھائی' پھر ہم نماز کے لیے نکلے۔ جب ہم مسجد میں آئے تو دو رکعتیں پڑھیں۔ اتنے میں جماعت کھڑی ہو گئی۔ سنتوں اور اقامت کے درمیان بالکل معمولی فاصلہ تھا۔

فوائد ومسائل: ① یہ روایت ضعیف ہے' بشرط صحت اس حدیث میں "دن" سے "شرعی دن" مراد ہوگا جو طلوع فجر سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت حذیفہ ؓ کا مقصود یہ ہے کہ سحری طلوع فجر کے بالکل قریب کھانی چاہیے تاکہ سحری کے مقاصد مکمل طور پر حاصل ہوں۔ بہت پہلے سحری کھانے سے روزہ نبھانا مشکل ہو جاتا ہے اور اگر سحری کے بعد نیند آ گئی تو تہجد تو ایک طرف' فرض نماز بھی رہ جائے گی۔ ② سَحُورِي، سَحَر سے ہے جس کے معنی ہیں: رات کا آخری حصہ' لہٰذا سحری ہے ہی وہ جو رات کے آخری حصے' یعنی طلوع فجر سے عین پہلے ہو' زیادہ دیر پہلے کھانا عام کھانا ہوگا' سحری نہ ہوگا۔

٢١٥٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يَعْفُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ قَالَ: تَسَحَّرْتُ مَعَ حُذَيْفَةَ، ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْنَا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّيْنَا.

۲۱۵۶- حضرت صلہ بن زفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ ؓ کے ساتھ سحری کھائی۔ پھر ہم مسجد کو چلے۔ ہم نے فجر کی دو سنتیں پڑھیں' اتنے میں نماز فجر کی اقامت ہو گئی تو ہم نے فرض نماز پڑھی۔

٢١٥٥- [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرى، ح: ٢٤٦٣ . * محمد هو ابن جعفر غندر، وعدي هو ابن ثابت.

٢١٥٦- [صحيح موقوف] وهو في الكبرى، ح: ٢٤٦٤، وانظر الحديث السابق.

(المعجم ٢١) - قَدْرُ مَا بَيْنَ السُّحُورِ وَبَيْنَ صَلَاةِ الصُّبْحِ (التحفة ١١)

باب:٢١-سحری اور فجر کی نماز میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟

٢١٥٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ، قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: قَدْرَ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً.

٢١٥٧-حضرت زید بن ثابت ؓ سے منقول ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز کے لیے اٹھے۔ حضرت انس ؓ نے فرمایا: میں نے پوچھا کہ درمیان میں کتنا فاصلہ تھا؟ انھوں نے فرمایا: اتنا کہ آدمی پچاس آیتیں پڑھ سکے۔

فوائد ومسائل: ① سکون کے ساتھ پچاس آیات پڑھنے کے لیے بھی کم سے کم دس منٹ ضروری ہیں۔ ② حسن ادب ہر وقت انسان کے پیش نظر رہنا چاہیے۔ صحابہ ؓ نے یوں نہیں کہا ہم نے اور رسول اللہ ﷺ نے سحری کھائی بلکہ کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی کیونکہ اس میں تبعیت کی طرف اشارہ ہے۔

(المعجم ٢٢) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ هِشَامٍ وَسَعِيدٍ عَلَى قَتَادَةَ فِيهِ (التحفة ١١) - أَلِف

باب:٢٢-اس روایت میں قتادہ کے شاگردوں ہشام اور سعید کے اختلاف کا ذکر (کہ ہشام نے اسے حضرت زید بن ثابت ؓ کی روایت بتایا ہے جبکہ سعید نے حضرت انس ؓ کی)

٢١٥٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ، قُلْتُ: زُعِمَ أَنَّ أَنَسًا الْقَائِلُ: مَا كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: قَدْرَ مَا

٢١٥٨-حضرت زید بن ثابت ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز کے لیے اٹھے۔ میں نے کہا...... خیال کیا جاتا ہے کہ کہنے والے حضرت انس ؓ ہیں...... درمیان میں کتنا فاصلہ تھا؟ انھوں (زید ؓ) نے فرمایا: اتنا کہ آدمی پچاس آیات پڑھ سکے۔

٢١٥٧_ أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه . . . . الخ، ح: ١٠٩٧ من حديث وكيع بن الجراح، والبخاري، الصوم، باب قدر كم بين السحور وصلاة الفجر؟، ح: ١٩٢١ من حديث هشام الدستوائي به.

٢١٥٨_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٦٦. ● خالد هو ابن الحارث.

يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً.

٢١٥٩- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: تَسَحَّرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَزَيْدُ ابْنُ ثَابِتٍ ثُمَّ قَامَا فَدَخَلَا فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ، فَقُلْنَا لِأَنَسٍ: كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا وَدُخُولِهِمَا فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: قَدْرَ مَا يَقْرَأُ الْإِنْسَانُ خَمْسِينَ آيَةً.

٢١٥٩-حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے (اکٹھے) سحری کھائی، پھر وہ دونوں کھڑے ہوئے اور صبح کی نماز پڑھنے لگے۔ (قتادہ نے کہا:) میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: سحری سے فارغ ہونے اور نماز شروع کرنے کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ انھوں نے فرمایا: اتنا کہ انسان پچاس آیات پڑھ سکے۔

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل حضرت قتادہ ہیں اور جواب دینے والے حضرت انس رضی اللہ عنہ جبکہ پہلی دو روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں اور جواب دینے والے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، مگر بعید نہیں کہ دونوں درست ہوں، یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کے شاگرد حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے۔ دونوں واقعات میں کوئی منافات نہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٣) - ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ فِي تَأْخِيرِ السُّحُورِ وَاخْتِلَافِ أَلْفَاظِهِمْ (التحفة ١١) - ب

باب:٢٣- تاخیر سحری کی بابت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں سلیمان بن مہران کے شاگردوں کا اختلاف اور ان کے لفظی اختلاف کا ذکر

٢١٦٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: فِينَا رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ

٢١٦٠-حضرت ابو عطیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: ہم میں نبی ﷺ کے دو صحابی موجود ہیں۔ ان میں سے ایک روزہ جلدی (آفتاب غروب ہوتے ہی) کھولتے ہیں اور سحری تاخیر

٢١٥٩_أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب وقت الفجر، ح:٥٧٦ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وهو في الكبرى، ح:٢٤٦٧، وانظر الحديثين السابقين.

٢١٦٠_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد:٦/٤٨ من حديث شعبة عن سليمان الأعمش، ومسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه، ... الخ، ح:١٠٩٩ من حديث أبي عطية الوادعي الهمداني به، واسمه مالك بن عامر، وهو في الكبرى، ح:٢٤٦٨. ٭ وخيثمة هو ابن عبدالرحمن.

النَّبِيِّ ﷺ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السُّحُورَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ السُّحُورَ، قَالَتْ: أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السُّحُورَ؟ قُلْتُ: عَبْدُ اللهِ ابْنُ مَسْعُودٍ، قَالَتْ: هٰكَذَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ.

سے (آخر وقت میں) کھاتے ہیں اور دوسرے صحابی (احتیاطاً) افطار دیر سے کرتے ہیں اور سحری جلدی کھا لیتے ہیں۔ وہ فرمانے لگیں: ان میں سے افطار اول وقت اور سحری آخر وقت کرنے والا کون ہے؟ میں نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا معمول بھی یہی تھا۔

فائدہ: دوسرے صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ احتیاطاً افطار میں دیر اور سحری میں جلدی فرماتے تھے مگر احتیاط اتنی لمبی نہیں چاہیے کہ مسنون عمل میں تبدیلی آ جائے' احتیاط تو چند منٹ کی ہوتی ہے' البتہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ سورج غروب ہونے کا یقین کیے بغیر جلدی روزہ کھول لیا جائے یا صبح کی اذان کے دوران میں بھی سحری کھانے کی عادت ڈال لی جائے کیونکہ اس طرح روزہ ضائع ہو سکتا ہے۔ بعض جلد باز حضرات غلط سلط کیلنڈروں کو دیکھ کر کیلنڈروں کے حساب سے روزہ کھولتے ہیں' حالانکہ ضروری ہے کہ کیلنڈر محکمۂ موسمیات اور رصدگاہوں کے ماہرین کا تصدیق شدہ ہو یا پھر کیلنڈر کو سورج دیکھ کر مصدقہ بنا لیا جائے۔ کیلنڈروں میں دوسرے شہروں کے اوقات میں فرق یکساں نہیں ہوتا' مثلاً: لاہور سے فیصل آباد کا فرق کسی کیلنڈر میں دس منٹ' کسی میں نو' کسی میں آٹھ' کسی میں چھ' کسی میں پانچ منٹ لکھا ہوتا ہے' لہٰذا کیلنڈر کی رو سے روزہ افطار کرنے والے حضرات غیر معیاری کیلنڈروں سے اپنا روزہ ضائع نہ کریں۔ جب تک غروب کا یقین نہ ہو روزہ نہیں کھولنا چاہیے۔ یقین سے مراد آنکھوں سے سورج عین افق میں غروب ہوتا دیکھنا ہے' جبکہ مطلع صاف ہو۔ یا پھر سب سے آخری کیلنڈر پر عمل کرنا ہے۔ اس طرح تین چار منٹ کی تاخیر سے اول وقت افطار گزر نہیں جائے گا۔ تاخیر (جو مکروہ ہے) سے مراد ستارے نظر آنے کا انتظار ہے جو یہودی کرتے ہیں نہ کہ غروب کے یقین کا انتظار۔ افسوس! کہ آج کل تو مقابلے میں اذانیں کہی جاتی ہیں کہ جلدی اذان کہو' کہیں فلاں مسجد کی اذان ہم سے پہلے یا ہمارے برابر نہ ہو جائے۔ اس طرح لوگوں کے روزے خراب کیے جاتے ہیں۔ جو یقیناً گناہ ہے اور جلدی کے شوق میں کیا جاتا ہے۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.

٢١٦١ - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۲۱۶۱- حضرت ابوعطیہ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: ہم میں دو حضرات

٢١٦١ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٢٤٦٩. * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي، وسفيان هو الثوري.

عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: فِينَا رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السُّحُورَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ السُّحُورَ، قَالَتْ: أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السُّحُورَ؟ قُلْتُ: عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَتْ: هٰكَذَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصْنَعُ.

ہیں۔ ان میں سے ایک افطاری اول وقت اور سحری آخر وقت کرتے ہیں اور دوسرے صاحب افطاری دیر سے اور سحری جلدی کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ان میں سے افطاری اول وقت اور سحری آخر وقت میں کون کرتا ہے؟ میں نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔

٢١٦٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ عَلَى عَائِشَةَ، فَقَالَ لَهَا مَسْرُوقٌ: رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ كِلَاهُمَا لَا يَأْلُو عَنِ الْخَيْرِ أَحَدُهُمَا يُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ وَالْفِطْرَ وَالْآخَرُ يُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْفِطْرَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْفِطْرَ؟ قَالَ مَسْرُوقٌ: عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: هٰكَذَا كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

٢١٦٢- حضرت ابوعطیہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت مسروق دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت مسروق نے ان سے عرض کیا: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے دو آدمی ہیں ان میں سے کوئی بھی نیکی میں کوتاہی نہیں کرتا مگر ان میں سے ایک افطاری اور نماز مغرب میں تاخیر کرتے ہیں اور دوسرے صاحب افطاری اور نماز مغرب میں جلدی کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ان میں سے کون نماز مغرب اور افطاری میں جلدی کرتے ہیں؟ حضرت مسروق نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔

٢١٦٣- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ

٢١٦٣- حضرت ابوعطیہ سے مروی ہے کہ میں اور حضرت مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور ہم نے ان سے کہا: اے ام المومنین! اصحاب محمد ﷺ

٢١٦٢- [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٧٠. ۞ وحسين هو ابن علي الجعفي.

٢١٦٣- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢١٦٠، وأخرجه مسلم، ح: ١٠٩٩ من حديث أبي معاوية محمد بن خازم الضرير به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٧١.

عَلٰى عَائِشَةَ، فَقُلْنَا لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ، أَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ، فَقَالَتْ: أَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ؟ قُلْنَا: عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ، قَالَتْ: هٰكَذَا كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَالْآخَرُ أَبُو مُوسٰى.

میں سے دو آدمی ہیں۔ ان میں سے ایک افطاری اور نماز مغرب جلدی ادا کرتے ہیں اور دوسرے افطاری اور نماز مغرب میں تاخیر کرتے ہیں۔ فرمانے لگیں: ان میں سے کون افطاری اور نماز مغرب میں جلدی کرتے ہیں؟ ہم نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل یہی تھا۔ اور دوسرے صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔

(المعجم ٢٤) - فَضْلُ السُّحُورِ (التحفة ١٢)

باب:٢٤- سحری کھانے کی فضیلت

٢١٦٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالْحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَتَسَحَّرُ، فَقَالَ: «إِنَّهَا بَرَكَةٌ أَعْطَاكُمُ اللهُ إِيَّاهَا فَلَا تَدَعُوهُ».

٢١٦٤- ایک صحابیٔ رسول رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ سحری تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ سحری برکت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمھیں عطا فرمائی ہے، لہٰذا تم اسے نہ چھوڑو۔''

فائدہ: ''تمھیں عطا فرمائی ہے۔'' یعنی خاص تمھارے لیے رعایت ہے ورنہ یہودی اور عیسائی اس نعمت سے محروم ہیں، لہٰذا اسے امتیاز سمجھ کر اختیار کرو۔ امتیازات چھوڑے نہیں جاتے، اس لیے اسے نہ چھوڑو۔ سحری کھائی جائے تاکہ یہودیوں اور عیسائیوں کے روزے سے مشابہت نہ ہو۔ مجبوراً سحری چھوٹ جائے تو کوئی حرج نہیں، مثلاً: بیدار نہ ہو سکے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٢١٤٦)

(المعجم ٢٥) - دَعْوَةُ السُّحُورِ (التحفة ١٣)

باب:٢٥- سحری کے لیے دعوت دینا

٢١٦٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٣٦٧، ٣٧٠ من حديث شعبة عن عبدالحميد بن دينار الزيادي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٧٢. ● عبدالله بن الحارث هو أبوالوليد الأنصاري البصري، وعبدالرحمٰن هو ابن مهدي.

٢١٦٥- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ بَصْرِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ سَيْفٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي رُهْمٍ، عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَدْعُو إِلَى السُّحُورِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ: «هَلُمُّوا إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ».

٢١٦٥-حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان المبارک میں سحری کی دعوت دیتے سنا۔ آپ فرما رہے تھے: "آؤ! اس مبارک کھانے کی طرف۔"

(المعجم ٢٦) - تَسْمِيَةُ السُّحُورِ غَدَاءً (التحفة ١٤)

باب:٢٦-سحری کو غدا (صبح کا کھانا) کہنا

٢١٦٦- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ بَقِيَّةَ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ: أَخْبَرَنِي بَحِيرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عَلَيْكُمْ بِغَدَاءِ السُّحُورِ فَإِنَّهُ هُوَ الْغَدَاءُ الْمُبَارَكُ».

٢١٦٦-حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "سحری کا کھانا کھایا کرو کیونکہ یہ بابرکت کھانا ہے۔"

فائدہ: غدا اس کھانے کو کہا جاتا ہے جو دن کے آغاز میں کھایا جاتا ہے۔ روزے دار کے لیے چونکہ سحری ہی دن کے کھانے کے قائم مقام ہے لہٰذا اسے حدیث مبارکہ میں غدا بھی کہا گیا ہے جیسے ہم اپنی زبان میں سحری کو ناشتہ کہہ لیں۔ (مزید دیکھیے، حدیث: ٢١٣٦)

٢١٦٥ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصيام، باب من سمى السحور الغداء، ح: ٢٣٤٤ من حديث معاوية به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٧٣، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ٢١٤، ح: ١٩٣٨، وابن حبان، ح: ٨٨٢، وللحديث شواهد عند ابن حبان، ح: ٨٨١ وغيره. * عبدالرحمٰن هو ابن مهدي، والحارث بن زياد حسن الحديث، مختلف في صحبته، وتجهيله مرجوح.

٢١٦٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ١٣٢ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٧٤، والحديث السابق شاهد له.

٢١٦٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِرَجُلٍ: «هَلُمَّ إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ - يَعْنِي - السَّحُورَ».

۲۱۶۷-حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''اس بابرکت کھانے' یعنی سحری کے لیے آؤ۔''

(المعجم ٢٧) - فَضْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ (التحفة ١٥)

باب:۲۷-ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق؟

٢١٦٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُلَيٍّ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ فَصْلَ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحُورِ».

۲۱۶۸-حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان فرق' سحری کھانا ہے۔''

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے' حدیث:۲۱۶۴.

(المعجم ٢٨) - اَلسَّحُورُ بِالسَّوِيقِ وَالتَّمْرِ (التحفة ١٦)

باب:۲۸-ستو اور کھجوروں کے ساتھ سحری کرنا

٢١٦٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ

۲۱۶۹-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے سحری کے وقت فرمایا: ''اے انس! میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں' مجھے کچھ کھلاؤ۔'' میں آپ کے پاس کچھ

٢١٦٧ــ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٧٥.

٢١٦٨ــ أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل السحور وتأكيد استحبابه ... الخ، ح: ١٠٩٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٧٦. ● الليث هو ابن سعد، وموسى بن عُلَي بن رباح ثقة، وأبوقيس هو مولى عمرو بن العاص وهو أيضا ثقة.

٢١٦٩ــ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/ ١٩٧ عن عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٧٧. ● قتادة عنعن، تقدم، ح: ٣٤.

رَسُولُ اللهِ ﷺ وَذٰلِكَ عِنْدَ السُّحُورِ: «يَا أَنَسُ! إِنِّي أُرِيدُ الصِّيَامَ أَطْعِمْنِي شَيْئًا» فَأَتَيْتُهُ بِتَمْرٍ وَإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ، وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا أَذَّنَ بِلَالٌ، فَقَالَ: «يَا أَنَسُ! انْظُرْ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعِي» فَدَعَوْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، فَجَاءَ، فَقَالَ: إِنِّي قَدْ شَرِبْتُ شَرْبَةَ سَوِيقٍ وَأَنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَأَنَا أُرِيدُ الصِّيَامَ» فَتَسَحَّرَ مَعَهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

کھجوریں اور ایک پانی کا برتن لے کر آیا اور یہ حضرت بلال ؓ کے اذان (اذان اول) کہنے کے بعد کی بات ہے۔ پھر آپ فرمانے لگے: ”اے انس! کوئی آدمی دیکھو جو میرے ساتھ سحری کھائے۔“ میں حضرت زید بن ثابت ؓ کو بلا لایا‘ وہ آئے اور کہنے لگے: میں نے کچھ ستو پی لیے ہیں اور میرا ارادہ روزہ رکھنے کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا ارادہ بھی روزہ رکھنے کا ہے۔“ تو انھوں نے آپ کے ساتھ سحری کھائی‘ پھر آپ ﷺ اٹھے‘ دو رکعتیں پڑھیں اور پھر نماز کے لیے نکل گئے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دوسرے محققین کے نزدیک بعض شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٣٣٣/٢٠‘ وذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٣٤٦/٢٠‘ ٣٤٧‘ و صحيح سنن النسائي للألباني: ١٠٨/٢‘ ١٠٩‘ رقم: ٢١٦٦) ② حضرت بلال ؓ طلوع فجر سے چند منٹ پہلے اذان کہا کرتے تھے۔ فجر کی اذان حضرت عبداللہ بن ام مکتوم ؓ کہتے تھے جیسا کہ دیگر احادیث میں صراحت ہے‘ لہٰذا یہ وہم نہ کیا جائے کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے فجر کی اذان کے بعد سحری کھائی۔ اس حدیث میں دوسری اذان کا ذکر نہیں۔

(المعجم ٢٩) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰى: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾ [البقرة: ١٨٧] (التحفة ١٧)

باب: ٢٩- اللہ تعالیٰ کے فرمان: کھاؤ اور پیو حتی کہ تمھارے لیے فجر کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے واضح (روشن) ہو جائے۔“ کا مطلب

٢١٧٠- أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ

٢١٧٠- حضرت براء بن عازب ؓ سے منقول ہے کہ (شروع شروع میں) مسلمانوں میں سے کوئی شخص جب رات کو کھانا کھانے سے پہلے سو جاتا تھا تو

٢١٧٠- أخرجه البخاري، الصوم، باب قول الله تعالى: ﴿أحل لكم ليلة الصيام الرفث إلى نسائكم...﴾، ح: ١٩١٥ من حديث أبي إسحاق به، وصرح بالسماع عنده، ح: ٤٥٠٨، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٧٨. ● زهير هو ابن معاوية.

عَازِبٍ: أَنَّ أَحَدَهُمْ كَانَ إِذَا نَامَ قَبْلَ أَنْ يَتَعَشّٰى، لَمْ يَحِلَّ لَهُ أَنْ يَأْكُلَ شَيْئًا وَلَا يَشْرَبَ لَيْلَتَهُ وَيَوْمَهُ مِنَ الْغَدِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا﴾ إِلٰى ﴿الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ قَالَ: وَنَزَلَتْ فِي أَبِي قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو أَتٰى أَهْلَهُ وَهُوَ صَائِمٌ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، فَقَالَ: هَلْ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ وَلٰكِنْ أَخْرُجُ أَلْتَمِسُ لَكَ عَشَاءً، فَخَرَجَتْ، وَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ، فَرَجَعَتْ إِلَيْهِ فَوَجَدَتْهُ نَائِمًا، وَأَيْقَظَتْهُ، فَلَمْ يَطْعَمْ شَيْئًا، وَبَاتَ وَأَصْبَحَ صَائِمًا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ، فَغُشِيَ عَلَيْهِ، وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ هٰذِهِ الْآيَةُ، فَأَنْزَلَ اللهُ فِيهِ.

اس کے لیے کچھ بھی کھانا پینا جائز نہ ہوتا تھا' نہ اس رات اور نہ اگلے دن حتی کہ سورج غروب ہو جائے۔ (یہی صورت حال رہی) حتی کہ یہ آیت اتری: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا ...... مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ "کھاؤ اور پیو حتی کہ تمھارے لیے صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے واضح (روشن) ہو جائے۔" یہ آیت حضرت ابوقیس بن عمرو رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری۔ وہ مغرب کی نماز کے بعد گھر والوں کے پاس آئے' ان کا روزہ تھا۔ کہنے لگے: کوئی کھانے کی چیز ہے؟ ان کی بیوی نے کہا: کھانے کی کوئی چیز بھی نہیں لیکن میں جا کر کھانا تلاش کرتی ہوں۔ وہ باہر چلی گئیں اور وہ لیٹ گئے' انھیں نیند آ گئی۔ وہ واپس آئیں تو انھیں سوتے ہوئے پایا۔ انھیں جگایا لیکن وہ کچھ نہ کھا سکے' اسی طرح رات گزاری۔ اگلی صبح پھر روزہ تھا حتی کہ دوپہر ہوئی تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ اور یہ اس آیت کے اترنے سے پہلے کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ان کے بارے میں اتاری۔

فائدہ: شروع میں مسلمان بھی اہل کتاب کی طرح شام سے شام تک روزہ رکھتے تھے' یا تو ان کی نقل کرتے ہوئے یا شاید رسول اللہ ﷺ نے ایسا حکم دیا ہو۔ جب چند لوگوں کو مندرجہ بالا یا اس سے ملتی جلتی صورت حال پیش آئی تو رعایت کر دی گئی اور روزہ صبح سے شام تک ہو گیا۔ رات کو کھانا پینا اور بیوی سے حق زوجیت ادا کرنا جائز ہو گیا۔

٢١٧١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ،

۲۱۷۱- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

٢١٧١_أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿كلوا واشربوا حتى يتبين لكم ...﴾، ح: ٤٥١٠ من حديث جرير بن عبدالحميد، ومسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر ... الخ، ح: ١٠٩٠ من حديث الشعبي به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٧٩.

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ قَالَ: «هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ».

﴿حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمْ ...... الْأَسْوَدِ﴾ "حتی کہ تمھارے لیے سفید دھاری سیاہ دھاری سے واضح ہو جائے۔" کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "اس سے رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی مراد ہے۔"

فائدہ: لفظ خَیط کے معنی دھاگا یا دھاری کے ہیں مگر یہاں ظاہر معنی مراد نہیں جیسا کہ حضرت عدی ؓ سمجھے جب انھوں نے پوچھا تو آپ نے وضاحت فرما دی کہ مطلب یہ ہے کہ رات کے اندھیرے سے صبح کی روشنی نظر آنے لگے اور پھیل جائے۔ اسے طلوع فجر کہا جاتا ہے۔

(المعجم ۳۰) - كَيْفَ الْفَجْرُ (التحفة ۱۸)

باب:۳۰-طلوع فجر کیسے ہوگا؟

۲۱۷۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِاللَّيْلِ لِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ وَيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ، وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هٰكَذَا» - وَأَشَارَ بِكَفِّهِ - «وَلٰكِنِ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هٰكَذَا» وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَتَيْنِ.

۲۱۷۲- حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "بلال رات کو اذان کہتے ہیں تاکہ سوئے ہوؤں کو جگائیں اور جاگے ہوؤں کو لوٹائیں اور فجر اس طرح نہیں ہوتی۔" اور آپ نے اپنی ہتھیلی سے (اوپر نیچے) اشارہ کیا۔ "بلکہ فجر اس طرح ہوتی ہے۔" اور آپ نے اپنی دونوں انگشت شہادت سے دائیں بائیں اشارہ فرمایا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت بلال ؓ کی اذان فجر سے کچھ پہلے ہوتی تھی تاکہ لوگ جلدی اٹھ کھڑے ہوں اور بروقت ضروریات سے فارغ ہو کر جماعت میں مل سکیں کیونکہ یہ قضائے حاجت اور غسل وغیرہ کا وقت ہوتا ہے۔ اگر عین طلوع فجر پر اٹھیں تو جماعت سے رہ جائیں گے۔ دوسری اذان عین طلوع فجر کے بعد ہوتی تھی۔ (بعد میں حضرت عثمان ؓ نے غالباً اسی پر قیاس کرتے ہوئے جمعۃ المبارک کی بھی دو اذانیں جاری فرمائیں۔) ② "جاگے ہوؤں کو لوٹائیں۔" یعنی وہ نماز تہجد کو مختصر کر کے کچھ آرام کر لیں تاکہ فجر کی نماز میں سستی لاحق نہ ہو۔ ③ "فجر ایسے نہیں ہوتی۔" یعنی جب صرف چند شعاعیں نیچے سے اوپر کو اٹھتی ہوئی محسوس ہوں تو وہ فجر نہیں ہے۔ اسے فجر کاذب کہا جاتا ہے۔ ④ "فجر ایسے ہوتی ہے" یعنی جب شعاعیں زیادہ ہو جائیں اور افق پر پھیل

۲۱۷۲_[صحيح] تقدم، ح: ٦٤٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٨٠ * يحيى هو القطان، والتيمي هو سليمان بن طرخان، وأبو عثمان هو النهدي.

جائیں اور افق واضح طور پر روشن نظر آنے لگے۔ اسے صبح صادق کہتے ہیں۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ اذان کہتے تھے اور اسی اذان سے نماز فجر اور روزے کا آغاز ہوتا تھا۔

٢١٧٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَخْبَرَنَا سَوَادَةُ بْنُ حَنْظَلَةَ قَالَ: سَمِعْتُ سَمُرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَغُرَّنَّكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ وَلَا هٰذَا الْبَيَاضُ، حَتّٰى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا» - يَعْنِي مُعْتَرِضًا - قَالَ أَبُودَاوُدَ: وَبَسَطَ بِيَدَيْهِ يَمِينًا وَشِمَالًا مَادًّا يَدَيْهِ.

٢١٧٣- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلال کی اذان اور اس سفیدی (فجر کاذب) سے تمھیں دھوکا نہ لگے حتی کہ فجر اس طرح دائیں بائیں پھیل جائے۔" ابوداود (راوی) نے کہا: اور اس (استاد شعبہ) نے اپنے دونوں ہاتھ کھول کر دائیں بائیں کھینچ کر پھیلائے۔

فائدہ: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان نہ تو تہجد کے لیے تھی کیونکہ نفل نماز کے لیے اذان نہیں اور نہ سحری کے لیے کیونکہ اذان نماز کے لیے ہوتی ہے کھانے پینے کے لیے نہیں بلکہ فجر کی نماز کے لیے ہی ہوتی ہے لیکن وقت سے کچھ پہلے البتہ اس اذان سے کوئی شخص تہجد یا سحری کا فائدہ اٹھا سکتا ہے جیسے مغرب کی اذان سے افطاری کا فائدہ اٹھا لیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دور میں اگرچہ ان دو اذانوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہوتا تھا مگر چونکہ یہ فاصلہ مقرر نہیں لہٰذا یہ زیادہ بھی ہو سکتا ہے۔

(المعجم ٣١) - اَلتَّقَدُّمُ قَبْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ (التحفة ١٩)

باب:٣١- ماہ رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے روزہ رکھنا

٢١٧٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

٢١٧٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ماہ رمضان المبارک شروع ہونے سے پہلے کوئی روزہ نہ رکھو الا یہ کہ کوئی شخص پہلے

٢١٧٣_ أخرجه مسلم، الصيام، باب بيان أن الدخول في الصوم . . . الخ، ح: ١٠٩٤/ ٤٢ من حديث أبي داود الطيالسي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٨١، ومسند الطيالسي، ح: ٨٩٧.

٢١٧٤_ أخرجه البخاري، الصوم، باب: لا يتقدم رمضان بصوم يوم ولا يومين، ح: ١٩١٤، ومسلم، الصيام، باب: "لا تقدموا رمضان بصوم يوم ولا يومين"، ح: ١٠٨٢ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٨٢، وانظر الحديث الآتي. * الوليد هو ابن مسلم.

عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَقَدَّمُوا قَبْلَ الشَّهْرِ بِصِيَامٍ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صِيَامًا أَتَى ذٰلِكَ الْيَوْمُ عَلٰى صِيَامِهِ».

خاص دن کا روزہ رکھتا ہو اور وہ دن ایسے موقع پر آجائے۔“

فائدہ: یہ ہدایت شعبان کے آخری دنوں کے لیے ہے تاکہ نفل روزے فرض روزوں سے متصل نہ ہو جائیں؛ امتیاز رہے اور رمضان المبارک کی اہمیت اجاگر ہو نیز شک والے دن (۳۰ شعبان) کا روزہ نہ رکھا جا سکے۔ ”خاص دن کا روزہ رکھتا رہا ہو“ اس کے ممانعت کے دن میں آجانے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً: کوئی شخص ہر سوموار کو روزہ رکھتا ہو اور سوموار آخر شعبان کو آجائے جو مشکوک ہو کہ ۳۰ شعبان ہے یا یکم رمضان، تو اپنی سابقہ عادت کے مطابق اس دن روزہ رکھ سکتا ہے۔

(المعجم ٣٢) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَلٰى أَبِي سَلَمَةَ فِيهِ (التحفة ١٩) - أ

باب: ۳۲- اس حدیث میں حضرت ابو سلمہ کے دو شاگردوں یحییٰ بن ابی کثیر اور محمد بن عمرو کا اختلاف

٢١٧٥- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَتَقَدَّمَنَّ أَحَدٌ الشَّهْرَ بِيَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا أَحَدٌ كَانَ يَصُومُ صِيَامًا قَبْلَهُ، فَلْيَصُمْهُ».

۲۱۷۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص رمضان المبارک سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھے مگر جو شخص پہلے سے کسی خاص دن کا روزہ رکھتا ہے وہ رکھ سکتا ہے۔“

فائدہ: ابو سلمہ کے شاگردوں کا اختلاف یہ ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر نے تو اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بتلایا ہے جبکہ محمد بن عمرو نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی۔ محمد بن عمرو کو غلطی لگی ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ محمد بن عمرو نے یحییٰ بن ابی کثیر کی روایت کے موافق بھی روایت کی ہے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبى: ۲۱/۵)

٢١٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ:

۲۱۷۶- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

٢١٧٥- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٨٣، وأخرجه ابن ماجه، ح: ١٦٥٠ من حديث الأوزاعي به.

٢١٧٦- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٤٨٤، والحديث السابق شاهد له. * أبوخالد هو سليمان بن حيان

حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِصِيَامِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ ذٰلِكَ يَوْمًا كَانَ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ماہ رمضان المبارک سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھو مگر یہ کہ اتفاقاً وہ دن آ جائے جس کا کوئی شخص پہلے سے روزہ رکھنے کا عادی ہو۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ غلطی ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ذکر راوی کی غلطی ہے۔ اور یہ بات درست ہے۔

(المعجم ٣٣) - ذِكْرُ حَدِيثِ أَبِي سَلَمَةَ فِي ذٰلِكَ (التحفة ١٩) - ب

باب:۳۳- اس بارے میں ابوسلمہ کی حدیث کا بیان

٢١٧٧- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ.

۲۱۷۷- ابوسلمہ کہتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو پے در پے دو ماہ کے روزے رکھتے نہیں دیکھا، البتہ آپ شعبان (کے روزوں) کو رمضان المبارک (کے روزوں) سے ملا لیتے تھے۔

فائدہ: ظاہراً اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکمل شعبان کے روزے رکھتے تھے مگر یہ درست نہیں بلکہ آپ آخر سے چند دن ناغہ فرما لیتے تھے۔ اس بات کی صراحت آگے حدیث نمبر ۲۱۷۹ اور ۲۱۸۰ میں آ رہی ہے۔ چونکہ اکثر دنوں کے روزے رکھتے تھے لہٰذا کہہ دیا گیا کہ سارا مہینہ روزے رکھتے تھے۔ لِلْأَكْثَرِ حُكْمُ الْكُلِّ. عرفاً کلام میں ایسے عام ہو جاتا ہے۔

◀◀ الأحمر.

٢١٧٧- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في وصال شعبان برمضان، ح: ٧٣٦ عن محمد بن بشار عن عبدالرحمٰن بن مهدي عن سفيان الثوري به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٨٥، وله شواهد صحيحة، انظر الحديث الآتي.

(المعجم ٣٤) - اَلْاِخْتِلَافُ عَلٰى مُحَمَّدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ فِيهِ (التحفة ١٩) -ج

باب:۳۴-اس روایت میں محمد بن ابراہیم کے شاگردوں کا اختلاف (کہ بعض نے اسے حضرت ام سلمہ ؓ کی طرف منسوب کیا ہے اور بعض نے حضرت عائشہ ؓ کی طرف)

٢١٧٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ.

۲۱۷۸-حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان (کے روزوں) کو رمضان المبارک (کے روزوں) کے ساتھ ملا لیتے تھے۔

٢١٧٩- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ: لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ: لَا يَصُومُ، وَكَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ أَوْ عَامَّةَ شَعْبَانَ.

۲۱۷۹-حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کے (نفل) روزوں کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کبھی (نفل) روزے رکھتے حتی کہ ہم کہتے تھے: آپ ناغہ نہیں کریں گے۔ اور کبھی چھوڑے رہتے حتی کہ ہم کہتے: آپ روزے نہیں رکھیں گے۔ آپ سارا شعبان یا اکثر شعبان روزے رکھتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① نفل روزوں کے لیے کوئی ضابطہ مقرر نہیں بلکہ یہ انسان کے نشاط پر موقوف ہے جب جی چاہے رکھے اور جتنے چاہے رکھے اور جب سستی محسوس کرے تو نہ رکھے اور جب تک چاہے ناغہ کرے۔ (مزید دیکھیے، حدیث:۲۳۵۹) ② شعبان میں زیادہ روزے رکھنے کی وجہ رمضان المبارک کی قربت ہو سکتی ہے۔

٢١٧٨_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب فيمن يصل شعبان برمضان، ح:٢٣٣٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٤٨٦. ☼ النضر هو ابن شميل.

٢١٧٩_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٢٤٨٧، وسنده حسن، وصححه ابن خزيمة، ح:٢١٣٣ عن الربيع بن سليمان به، أخرجه أحمد:٦/٢٦٨ من حديث محمد بن إبراهيم التيمي به، وأخرجه البخاري، ح:١٩٦٩، ومسلم، ح:١١٥٦ من حديث أبي سلمة به.

گویا رمضان المبارک کا پڑوسی ہونے کے لحاظ سے شعبان کو بھی خصوصی فضیلت حاصل ہوگئی۔ انبیاء وصلحاء کا جوار بھی عظیم فضیلت کا سبب ہے دنیا میں ہو آخرت میں یا قبر میں۔ ④ ''سارا شعبان'' اس کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (حدیث: ۲۱۷۷)

۲۱۸۰- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، أَنَّ ابْنَ الْهَادِ حَدَّثَهُ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تُفْطِرُ فِي رَمَضَانَ، فَمَا تَقْدِرُ عَلَى أَنْ تَقْضِيَ حَتَّى يَدْخُلَ شَعْبَانُ، وَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ فِي شَهْرٍ مَا يَصُومُ فِي شَعْبَانَ، كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ إِلَّا قَلِيلًا، بَلْ كَانَ يَصُومُهُ كُلَّهُ.

۲۱۸۰- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ہم ازواج مطہرات میں سے کسی ایک کو رمضان المبارک کے کچھ روزے (حیض کی بنا پر) چھوڑنے پڑتے تھے تو وہ ان کی قضا نہیں دے سکتی تھی حتی کہ ماہ شعبان آ جاتا۔ رسول اللہ ﷺ کسی مہینے میں اتنے روزے نہ رکھتے تھے جتنے شعبان میں رکھتے تھے، صرف چند دن چھوڑ کر باقی روزے رکھتے تھے بلکہ (یہی کہہ لیجیے کہ) سارا مہینہ ہی روزے رکھتے تھے۔

فائدہ: ''قضا نہیں دے سکتی تھی۔'' اس خطرے کی بنا پر کہ ایسا نہ ہو رسول اللہ ﷺ کو ہماری ضرورت محسوس ہو اور ہم روزے سے ہوں کیونکہ آپ ہر روز عصر کے بعد یا کسی اور وقت میں سب ازواج مطہرات ؓ کے گھروں میں جاتے تھے۔ باری کا تعلق تو صرف رات کی حد تک تھا دن کو آپ کسی گھر میں بھی جا سکتے تھے۔

(المعجم ۳۵) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عَائِشَةَ فِيهِ (التحفة ۱۹) - د

باب: ۳۵- حضرت عائشہ ؓ کی حدیث میں راویوں کے اختلاف کا بیان

۲۱۸۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي لَبِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ

۲۱۸۱- حضرت ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے (نفل) روزوں کے بارے میں بتایئے۔ فرمانے لگیں:

۲۱۸۰۔ أخرجه مسلم، الصيام، باب جواز تأخير قضاء رمضان ... الخ، ح: ۱۱۴۶/ ۱۵۲ من حديث يزيد بن عبدالله بن الهاد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۸۸. * عمه سعيد بن الحكم بن أبي مريم.

۲۱۸۱۔ أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان ... الخ، ح: ۱۱۵۶/ ۱۷۶ من حديث سفيان ابن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۴۸۹.

عَائِشَةَ فَقُلْتُ: أَخْبِرِينِي عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ صَامَ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ أَفْطَرَ، وَلَمْ يَكُنْ يَصُومُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ، كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا، كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ.

آپ (کبھی تو اس قدر) روزے رکھتے تھے کہ ہم کہتے تھے: اب روزے ہی رکھتے رہیں گے۔ کبھی اتنے ناغے فرماتے کہ ہم کہتے کہ اب چھوڑ ہی دیے ہیں۔ اور آپ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں (نفلی) روزے نہ رکھتے تھے۔ صرف چند دن چھوڑ کر پورا شعبان روزے رکھتے تھے' (یوں کہہ لیجیے کہ) سارا شعبان ہی روزے رکھتے تھے۔

٢١٨٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي شَهْرٍ مِنَ السَّنَةِ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ، كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ.

٢١٨٢- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ سال کے کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ (نفل) روزے نہ رکھتے تھے۔ (یوں سمجھیے کہ) پورا شعبان ہی روزے رکھتے تھے۔

٢١٨٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ شَعْبَانَ.

٢١٨٣- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ شعبان میں (بہت زیادہ) روزے رکھتے تھے۔

٢١٨٤- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ ابْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ

٢١٨٤- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ میں تو نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی ایک رات میں مکمل قرآن مجید پڑھا ہو یا کسی رات (شروع سے آخر

٢١٨٢ـ أخرجه مسلم، ح: ٧٨٢ بعد، ح: ١١٥٦ عن إسحاق بن إبراهيم (انظر الحديث السابق)، والبخاري، الصوم، باب صوم شعبان، ح: ١٩٧٠ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٩٠.

٢١٨٣ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٤٩١. ﷺ أبوداود هو الطيالسي، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

٢١٨٤ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٦٤٢، وهو في الكبرٰى: ٢٤٩٢.

عَائِشَةَ قَالَتْ: لَا أَعْلَمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ، وَلَا قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ، وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ.

تک) مسلسل نماز پڑھتے رہے ہوں یا رمضان المبارک کے علاوہ کسی مہینے کے مکمل روزے رکھے ہوں۔

فائدہ: صحیح طریقہ اور سنت بھی یہی ہے کیونکہ عبادت کے ساتھ ساتھ اپنے جسم اور دیگر متعلقات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ فرائض کی مکمل پابندی اور نوافل میں سہولت اور نشاط اور دوسرے فرائض کا لحاظ رکھنا ہی صحیح دین ہے۔ نفلی عبادت میں اعتدال انتہائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرائض میں بھی اعتدال رکھا ہے۔ انتہا پسندی نقصان دہ ہے۔

٢١٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي يُوسُفَ الصَّيْدَلَانِيُّ حَرَّانِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ شَقِيقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَ: سَأَلْتُهَا عَنْ صِيَامِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ صَامَ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ أَفْطَرَ، وَلَمْ يَصُمْ شَهْرًا تَامًّا مُنْذُ أَتَى الْمَدِينَةَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَمَضَانُ.

٢١٨٥- حضرت عبداللہ بن شقیق سے منقول ہے کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کے (نفل) روزوں کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ روزے رکھنے لگتے تو ہم کہتے کہ رکھتے ہی رہیں گے اور چھوڑتے تو ہم کہتے: چھوڑے ہی رہیں گے۔ اور آپ نے مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد رمضان المبارک کے علاوہ کبھی مسلسل ایک مہینہ روزے نہیں رکھے۔

فائدہ: "مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد" کیونکہ حضرت عائشہ ؓ کو اس کے بعد کے بارے میں ہی علم ہے ورنہ یہ مطلب نہیں کہ مدینہ منورہ آنے سے پہلے آپ مسلسل روزے رکھتے تھے بلکہ پہلے بھی آپ کی عادت مبارکہ یہی تھی۔

٢١٨٦- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ

٢١٨٦- حضرت عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ

٢١٨٥_ أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان ... الخ، ح: ١١٥٦/ ١٧٤ من حديث هشام ابن حسان به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٩٣.

٢١٨٦_ أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى ... الخ، ح: ٧١٧، والصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان ... الخ، ح: ١١٥٦/ ١٧٣ من حديث كهمس به، وهو في الكبرى، ح: ٢٤٩٤.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - عَنْ كَهْمَسٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةَ الضُّحٰى؟ قَالَتْ: لَا، إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبِهِ، قُلْتُ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ شَهْرًا كُلَّهُ؟ قَالَتْ: لَا، مَا عَلِمْتُ صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ إِلَّا رَمَضَانَ، وَلَا أَفْطَرَ حَتّٰى يَصُومَ مِنْهُ، حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيلِهِ.

میں نے حضرت عائشہ ؓ سے عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ ضحیٰ کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: نہیں، مگر یہ کہ آپ سفر سے واپس تشریف لائیں۔ میں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کسی مہینے کے مکمل روزے رکھتے تھے؟ فرمایا: نہیں۔ میرے علم کے مطابق آپ نے کسی مہینے کے مکمل روزے نہیں رکھے علاوہ رمضان المبارک کے اور نہ کسی مہینے کے تمام دنوں کا ناغہ کیا بلکہ کچھ نہ کچھ ضرور روزے رکھتے تھے حتی کہ فوت ہو گئے۔

٢١٨٧- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ عَنْ يَزِيدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةَ الضُّحٰى؟ قَالَتْ: لَا، إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبِهِ، قُلْتُ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَهُ صَوْمٌ مَعْلُومٌ سِوٰى رَمَضَانَ؟ قَالَتْ: وَاللهِ إِنْ صَامَ شَهْرًا مَعْلُومًا سِوٰى رَمَضَانَ، حَتّٰى مَضٰى لِوَجْهِهِ، وَلَا أَفْطَرَ حَتّٰى يَصُومَ مِنْهُ.

۲۱۸۷- حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ضحیٰ کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: نہیں مگر یہ کہ آپ کسی سفر سے واپس تشریف لائیں۔ میں نے عرض کیا: کیا رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کے علاوہ کسی معین مہینے کے روزے رکھتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! آپ نے رمضان المبارک کے علاوہ کسی معین مہینے کے روزے نہیں رکھے حتی کہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے اور نہ آپ نے کسی مہینے کے مکمل روزے چھوڑے بلکہ کچھ نہ کچھ روزے رکھتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① "سفر سے واپس تشریف لائیں۔" رسول اللہ ﷺ عموماً دن چڑھے مدینہ منورہ میں داخل ہوتے تھے اور سب سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے اور دو رکعت پڑھتے تھے چاہے اسے نماز ضحیٰ کہہ لیں (وقت کی رعایت سے) یا تحیۃ المسجد (موقع کی مناسبت سے)۔ ② حضرت عائشہ ؓ کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نماز ضحیٰ نہیں پڑھتے تھے لیکن یہ جواب ان کے اپنے علم کے مطابق ہے۔ جن لوگوں نے آپ کو نماز ضحیٰ پڑھتے دیکھا، انھوں نے اس کو ثابت کیا ہے، لہٰذا ان کی بات کا اعتبار کیا جائے گا۔ ویسے بھی نماز ضحیٰ کی

٢١٨٧ـ أخرجه مسلم، ح:١١٥٦/١٧٢ من حديث يزيد بن زريع به، انظر الحديث السابق وهو في الكبرٰى، ح:٢٤٩٥.

فضیلت متعدد قولی احادیث سے ثابت ہے اس لیے نماز ضحیٰ کے استحباب میں کوئی شک نہیں۔(صحیح البخاري' التهجد' حديث:١١٧٨ وصحيح مسلم' صلاة المسافرين' حديث:٧٢٠-٧٢١) نہ پڑھنے سے استحباب کی نفی نہیں ہوتی۔اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے:(ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي:٢١/٢٣-٢٦)

(المعجم ٣٦) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ١٩) - ﻫ

باب:٣٦-اس حدیث میں خالد بن معدان کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت:اس حدیث میں خالد بن معدان کے شاگرد بحیر نے ان کے استاد کا نام جبیر بن نفیر بتایا ہے جبکہ ان کے دوسرے شاگرد ثور نے ان کے استاد کا نام ربیعہ جرشی کہا ہے۔

٢١٨٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَائِشَةَ عَنِ الصِّيَامِ، فَقَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ، وَيَتَحَرّٰى صِيَامَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

٢١٨٨-حضرت جبیر بن نفیر سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عائشہ ؓ سے (نفل) روزوں کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا:رسول اللہ ﷺ شعبان کے (تقریباً) سبھی روزے رکھتے تھے اور سوموار اور جمعرات کا روزہ قصداً رکھا کرتے تھے۔

فائدہ:ایک اور روایت میں سوموار اور جمعرات کے روزے کی وجہ نبی ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ ان دو دنوں میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں۔دیکھیے:(جامع الترمذي' الصوم' حديث:٧٤٧)

٢١٨٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَوْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ

٢١٨٩-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان اور رمضان المبارک کے مکمل روزے رکھتے تھے اور سوموار اور جمعرات کا روزہ قصداً رکھتے تھے۔

٢١٨٨ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٨٩ من حديث بقية به، وهو في الكبرى، ح:٢٤٩٦، والحديث الآتي شاهد له.

٢١٨٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الاثنين والخميس، ح:٧٤٥ من حديث عبدالله بن داود به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح:٢٤٩٧، * ثور هو ابن يزيد.

اللهِ ﷺ يَصُومُ شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ وَيَتَحَرَّى الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ.

(المعجم ٣٧) - صِيَامُ يَوْمِ الشَّكِّ (التحفة ٢٠)

باب:۳۷-شک والے دن کا روزہ رکھنا

٢١٩٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشَجُّ عَنْ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ فَأُتِيَ بِشَاةٍ مَصْلِيَّةٍ، فَقَالَ: كُلُوا، فَتَنَحَّى بَعْضُ الْقَوْمِ، قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ عَمَّارٌ: مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ.

۲۱۹۰-حضرت صلہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے پاس تھے تو ان کے پاس بھنی ہوئی (سالم) بکری لائی گئی۔ انھوں نے (حاضرین سے) فرمایا: کھاؤ۔ لیکن کچھ لوگ ایک طرف ہو گئے اور کہنے لگے: ہمارا روزہ ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے شک والے دن کا روزہ رکھا اس نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد کی بنا پر صحیح قرار دیا ہے۔ محققین کی بحث سے راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابل عمل ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۲۱/۲۱-۲۸) ② ''شک والے دن'' سے مراد شعبان کی تیس تاریخ ہے کیونکہ اس دن امکان ہوتا ہے کہ شاید رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ہو۔ بعض لوگ اس دن چاند نظر آئے بغیر احتیاطاً روزہ رکھ لیتے ہیں کہ شاید چاند طلوع ہو گیا ہو مگر یہ احتیاط شریعت حقہ کی نافرمانی ہے۔ (مزید دیکھیے، حدیث: ۲۱۱۸-۲۱۲۷) ③ ''ابوالقاسم'' رسول اللہ ﷺ کی کنیت ہے۔ کبھی کبھار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو نام کے بجائے اس کنیت سے پکارتے تھے۔ عموماً رسول اللہ اور نبی اللہ ﷺ وغیرہ جلیل القدر الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ ④ ''اس نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی۔'' جس روایت میں صحابی اس قسم کے الفاظ کہے وہ حکماً مرفوع ہوتی ہے۔

٢١٩١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ

۲۱۹۱-حضرت سماک سے روایت ہے کہ میں حضرت

٢١٩٠_[إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ما جاء في كراهية صوم يوم الشك، ح:٦٨٦ من الأشج به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح:٢٤٩٨، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما، وعلقه البخاري في صحيحه قبل حديث: ١٩٠٦، وللحديث شواهد ضعيفة.

٢١٩١_[صحيح] تقدم، ح:٢١٣١، وهو في الكبرى، ح:٢٤٩٩.

أَبِي عَدِيٍّ عَنْ أَبِي يُونُسَ، عَنْ سِمَاكٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عِكْرِمَةَ فِي يَوْمٍ - يَعْنِي قَدْ أُشْكِلَ مِنْ رَمَضَانَ هُوَ أَمْ مِنْ شَعْبَانَ؟ - وَهُوَ يَأْكُلُ خُبْزًا وَبَقْلًا وَلَبَنًا، فَقَالَ لِي: هَلُمَّ، فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ وَحَلَفَ بِاللّٰهِ: لَتُفْطِرَنَّ، قُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَرَّتَيْنِ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُ يَحْلِفُ لَا يَسْتَثْنِي، تَقَدَّمْتُ قُلْتُ: هَاتِ الْآنَ مَا عِنْدَكَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سَحَابَةٌ أَوْ ظُلْمَةٌ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ عِدَّةَ شَعْبَانَ، وَلَا تَسْتَقْبِلُوا الشَّهْرَ اسْتِقْبَالًا، وَلَا تَصِلُوا رَمَضَانَ بِيَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ».

عکرمہ کے پاس ایسے دن گیا جس کے بارے میں شک تھا کہ یہ شعبان کا دن ہے یا رمضان المبارک کا؟ آپ روٹی' سبزی اور دودھ تناول فرما رہے تھے۔ مجھے کہنے لگے: آؤ (کھانا کھاؤ)۔ میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ انھوں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ تجھے ضرور روزہ چھوڑنا پڑے گا۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! دو دفعہ (میں نے ایسا کہا۔) جب میں نے دیکھا کہ وہ ان شاء اللہ پڑھے بغیر قسم کھا رہے ہیں تو میں آگے بڑھا اور عرض کیا: لایئے! جو آپ کے پاس ہے۔ (کھانا یا دلیل۔) انھوں نے کہا: میں نے ابن عباس ؓ سے سنا' وہ بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور چاند دیکھ کر روزے رکھنے بند کرو۔ اگر بادل رکاوٹ بن جائے یا اندھیرا چھا جائے (اور چاند نظر نہ آئے) تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔ اور رمضان المبارک کے شروع ہونے سے پہلے روزہ نہ رکھو اور رمضان المبارک کو شعبان کے دن سے (روزہ رکھ کر) نہ ملاؤ۔"

فوائد ومسائل: ① "لایئے جو آپ کے پاس ہے۔" زیادہ درست یہ ہے کہ جب انھوں نے حضرت عکرمہ کو اتنے جزم ویقین سے قسم کھاتے دیکھا تو وہ کھانا کھانے پر آمادہ ہو گئے کیونکہ انھیں یقین ہو گیا کہ آج واقعتاً روزہ رکھنا درست نہیں' اس لیے کہا: لایئے کھانا۔ دوسرے معنی بھی مراد ہو سکتے ہیں کہ آپ جو اس قدر پختہ اور تاکیدی قسم کھا رہے ہیں' کوئی دلیل بھی دیجیے۔ واللہ اعلم۔ ② شعبان کی تیس تاریخ کو شک نہ بھی ہو تب بھی روزہ رکھنا منع ہے۔ اسی طرح انتیس تاریخ کو بھی منع ہے کیونکہ اس طرح رمضان اور شعبان کے روزے مل جائیں گے جبکہ آپ نے منع فرمایا ہے۔ الا یہ کہ کسی شخص کو کسی مخصوص دن' مثلاً: سوموار یا جمعرات کو روزہ رکھنے کی عادت ہو اور وہ دن اس تاریخ کو آ جائے جیسا کہ پیچھے گزرا ہے۔

(المعجم ٣٨) - اَلتَّسْهِيلُ فِي صِيَامِ يَوْمِ الشَّكِّ (التحفة ٢١)

باب: ٣٨- شک والے دن (ایک خاص حالت میں) روزہ رکھنے کی رخصت

٢١٩٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ وَابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «أَلَا لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِيَوْمٍ أَوِ اثْنَيْنِ إِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُومُ صِيَامًا فَلْيَصُمْهُ».

۲۱۹۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "خبردار! رمضان المبارک کے شروع ہونے سے ایک دو دن پہلے روزہ نہ رکھو، ہاں وہ شخص جو پہلے سے اس دن کا روزہ رکھتا تھا وہ رکھ لے۔"

(المعجم ٣٩) - ثَوَابُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ وَصَامَهُ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَالْاِخْتِلَافُ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي الْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٢٢)

باب:۳۹- جو شخص رمضان المبارک میں ایمان اور ثواب کے مدنظر صیام و قیام کرے اسے کیا ثواب ملے گا؟ اور اس کی بابت وارد حدیث میں زہری کے شاگردوں کا اختلاف

٢١٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۱۹۳- حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک (کی راتوں) میں نفل عبادت کرے (تراویح پڑھے) اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

٢١٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ قَالَ:

۲۱۹۴- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

٢١٩٢_[صحيح] تقدم، ح: ٢١٧٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٠٠.

٢١٩٣_[صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٠١، وللحديث شواهد كثيرة جدًا (انظر الحديث الآتي). ● شعيب هو ابن الليث بن سعد، وخالد هو ابن يزيد، وابن أبي هلال هو سعيد.

٢١٩٤_أخرجه البخاري، ح: ٩٢٤، ومسلم، ح: ٧٦١ من حديث الزهري به بغير هذا اللفظ، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٠٢، وللحديث شواهد. ● موسٰى هو ابن أعين.

حَدَّثَنَا الْمُعَافَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسٰى عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُرَغِّبُ النَّاسَ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةِ أَمْرٍ فِيهِ، فَيَقُولُ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

بیان کرتی ہیں کہ: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو رمضان المبارک (کی راتوں) میں نفل نماز (تراویح) کی ترغیب دیا کرتے تھے بغیر اس کے کہ انھیں قطعی حکم دیں۔ آپ فرماتے تھے: ''جو شخص ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک (کی راتوں) میں نفل نماز (تراویح) پڑھے گا' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

فوائد ومسائل: ① ''ایمان اور ثواب۔'' یعنی روزہ رکھنے کی بنیاد ایمان ہو نہ کہ لوگوں کی دیکھا دیکھی یا ایک رسم کی پابندی یا صحت کا حصول۔ اور نیت ثواب حاصل کرنے کی ہو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت مقصود ہو' تعریف کا حصول اور لوگوں کی مذمت سے بچاؤ مقصود نہ ہو۔ ② ''پہلے سب گناہ۔'' بشرطیکہ وہ قابل معافی ہوں' یعنی حقوق العباد سے متعلق نہ ہوں اور شرک وغیرہ نہ ہو۔ واللہ أعلم۔ ③ امام زہری ؒ کے شاگردوں کا اختلاف یہ ہے کہ آیا یہ حدیث مرسل ہے یا متصل؟ حضرت عائشہ ؓ کی روایت سے ہے یا حضرت ابوہریرہ ؓ کی روایت سے؟ پھر زہری کے استاد کون ہیں؟ سعید بن مسیب یا عروہ یا ابوسلمہ؟ ممکن ہے تینوں ہوں۔ بہر کیف اس سے صحت حدیث متاثر نہیں ہوتی۔

٢١٩٥- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يُونُسَ الْأَيْلِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ يُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ.

۲۱۹۵- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ: (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ آدھی رات کو گھر سے نکل کر مسجد میں نماز پڑھنے لگے اور لوگوں کو (نفل) نماز پڑھائی۔ اور راوی نے پوری حدیث بیان کی۔ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو قیام رمضان کی ترغیب دلایا کرتے تھے بغیر اس کے کہ ان کو اس کا قطعی

٢١٩٥- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان، وهو التراويح، ح: ٧٦١/ ١٧٨ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٠٣ . ● إسحاق هو ابن راهويه عن المخزومي، وتلميذه زكريا السنة. ● قوله "فتوفي . . . الخ"، مدرج من قول الزهري كما في المدرج إلى المدرج للسيوطي، ص: ٢٢، ح: ٨، وغيره.

وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَفِيهِ قَالَتْ: فَكَانَ يُرَغِّبُهُمْ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ، وَيَقُولُ: «مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» قَالَ: فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَالْأَمْرُ عَلَى ذٰلِكَ.

حکم دیں۔ اور فرماتے تھے: ''جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کی بنیاد پر اور ثواب کی نیت سے نفل عبادت کرے گا' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔'' راوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو صورت حال یہی تھی (کہ لوگ عموماً نفل نماز اکیلے اکیلے پڑھتے تھے۔ کوئی امام مقرر نہ تھا)۔

٢١٩٦- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي رَمَضَانَ: «مَنْ قَامَهُ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٢١٩٦- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان المبارک کے بارے میں فرماتے سنا: ''جو شخص ایمان کی بنا پر اور ثواب کے حصول کی نیت سے اس (رمضان المبارک) کا قیام کرے گا' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

٢١٩٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ: وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَقَالَ فِيهِ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُرَغِّبُهُمْ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةِ أَمْرٍ

٢١٩٧- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (رمضان المبارک کے دوران میں) آدھی رات کو گھر سے نکل کر مسجد میں نماز پڑھنے لگے۔ اور (راوی نے) پوری حدیث بیان کی' اس میں یہ بھی کہا: رسول اللہ ﷺ لوگوں کو قیام رمضان کی ترغیب دلایا کرتے تھے' بغیر اس کے کہ آپ ان کو اس کا قطعی حکم دیں۔ آپ فرماتے تھے: ''جو شخص ایمان کی بنیاد پر اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کی راتوں میں نفل

٢١٩٦- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٥٠٤، وأخرجه البخاري، ح: ٢٠٠٨، ٢٠١٤، ومسلم، ح: ٧٥٩/ ١٧٤ من حديث الزهري به.

٢١٩٧- [صحيح] تقدم، ح: ٢١٩٥، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٠٥.

فِيهِ، فَيَقُولُ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

نماز پڑھے گا' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

٢١٩٨- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لِرَمَضَانَ: «مَنْ قَامَهُ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۱۹۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان المبارک کے بارے میں فرماتے سنا: "جو شخص ایمان کی بنا پر اور ثواب کی نیت سے اس کی راتوں کا قیام کرے گا (یعنی تراویح پڑھے گا) اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

٢١٩٩- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۱۹۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایمان کے ساتھ اور ثواب حاصل کرنے کے لیے قیام رمضان کرے گا' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

٢٢٠٠- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ

۲۲۰۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قیام رمضان میں رغبت دلایا کرتے تھے بغیر اس کے کہ ان کو اس کا قطعی حکم دیں۔ آپ نے فرمایا: "جو شخص ایمان کی حالت میں اور ثواب حاصل کرنے کے لیے رمضان المبارک (کی راتوں) میں قیام کرے گا' اس کے سب پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔"

٢١٩٨- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢١٩٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٠٦.

٢١٩٩- [صحيح] تقدم، ح: ٢١٩٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٠٧.

٢٢٠٠- [صحيح] تقدم، ح: ٢١٩٦، وأخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ح: ٧٥٩/ ١٧٤ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٠٨.

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٢٢٠١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۲۰۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایمان کے جذبے سے اور حصول ثواب کی نیت سے رمضان المبارک (کی راتوں) میں نفل نماز (تراویح) پڑھی' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

٢٢٠٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۲۰۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ایمان کی حالت میں اور ثواب حاصل کرنے کی غرض سے رمضان المبارک کا قیام کرے گا' اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

٢٢٠٣- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۲۰۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے ایمان کی وجہ سے اور ثواب کی خاطر قیام رمضان کیا' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔''

٢٢٠٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ

۲۲۰۴- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی

٢٢٠١- [صحيح] تقدم، ح: ١٦٠٣، وهو في الكبرى، ح: ١٢٩٥، ٢٥٠٩.

٢٢٠٢- [صحيح] انظر الحديث السابق وهو في الكبرى، ح: ٢٥١٠.

٢٢٠٣- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٥١١.

٢٢٠٤- أخرجه البخاري، فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر، ح: ٢٠١٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥١٢، وزاد: "وما تأخر".

عَبْدِاللهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ»، وَفِي حَدِيثِ قُتَيْبَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور قیام کیا' ایمان کی بنا پر اور ثواب کی نیت سے' تو اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اور جس شخص نے ایمان و احتساب کے ساتھ لیلۃ القدر کا قیام کیا' اس کے بھی سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

٢٢٠٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٢٢٠٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایمان کی وجہ سے اور ثواب حاصل کرنے کے لیے رمضان المبارک کے روزے رکھے' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

٢٢٠٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٢٢٠٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور حصول ثواب کی خاطر رمضان المبارک کے روزے رکھے' اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔“

٢٢٠٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

٢٢٠٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو آدمی ایمان و احتساب کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے رکھے گا تو اس کے

٢٢٠٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥١٣.

٢٢٠٦ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥١٤.

٢٢٠٧ـ أخرجه البخاري، الإيمان، باب صوم رمضان احتسابًا من الإيمان، ح: ٣٨ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥١٥.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

(المعجم ٤٠) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَالنَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ فِيهِ (التحفة ٢٢) - أ

باب:۴۰- اس روایت میں یحییٰ بن ابی کثیر اور نضر بن شیبان کے اختلاف کا ذکر

٢٢٠٨- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَمُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الْأَشْعَثِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالُوا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

۲۲۰۸- حضرت ابوسلمہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایمان کے جذبے سے اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک (کی راتوں) کا قیام کرے، اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اور جو شخص ایمان کے جذبے سے اور ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر کا قیام کرے اس کے بھی سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

٢٢٠٩- أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَرْوَانَ: أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ

۲۲۰۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایمان و احتساب کے ساتھ رمضان المبارک کا قیام کرے گا، اس کے سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ اور جو شخص ایمان و احتساب کے ساتھ لیلۃ القدر کا قیام کرے گا، اس کے بھی سب پہلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔"

٢٢٠٨ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب من صام رمضان إيمانًا واحتسابًا ونية، ح:١٩٠١، ومسلم، صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، ح:٧٦٠ من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح:٢٥١٦.

٢٢٠٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٢٥١٧.

إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ».

٢٢١٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَيْبَانَ: أَنَّهُ لَقِيَ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَهُ: حَدِّثْنِي بِأَفْضَلِ شَيْءٍ سَمِعْتَهُ يُذْكَرُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَفَضَّلَهُ عَلَى الشُّهُورِ، وَقَالَ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

قَالَ أَبُوعَبْدِالرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

٢٢١٠- حضرت نضر بن شیبان حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو ملے اور عرض کیا: مجھے سب سے افضل حدیث بیان کیجیے جو آپ نے اپنے والد محترم سے رمضان المبارک کی فضیلت کے بارے میں سنی ہو۔ انھوں نے فرمایا: مجھ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کا ذکر فرمایا اور اسے دوسرے تمام مہینوں پر فضیلت دی اور فرمایا: ”جو شخص ایمان کی بنا پر اور ثواب کی نیت سے رمضان المبارک (کی راتوں) میں قیام کرے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح صاف ہو جاتا ہے جس طرح وہ اس دن تھا جس دن اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔“

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ غلط ہے۔ (یعنی عبدالرحمٰن بن عوف کا ذکر) درست أبو سلمة عن أبي هريرة ہے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا ذکر صحیح نہیں ہے۔ ان کے بجائے حضرت ابوہریرہ کا ذکر درست ہے۔ باب کا بھی یہی مقصد تھا کہ یحییٰ بن ابی کثیر اور نضر بن شیبان کا اختلاف واضح ہو۔ یحییٰ بن ابی کثیر نے تو اس روایت کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بتلایا ہے جبکہ نضر نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے نضر کی بات کو غلط جبکہ یحییٰ بن ابی کثیر کی بات کو درست قرار دیا ہے۔ واللہ أعلم.

٢٢١١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٢٢١١- حضرت ابوسلمہ سے اسی طرح کی روایت آتی

٢٢١٠- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، إقامة الصلوات، باب ماجاء في قيام شهر رمضان، ح:١٣٢٨ من حديث نصر بن علي الجهضمي به، وهو في الكبرى، ح:٢٥١٨. * النضر بن شيبان لين الحديث (تقريب)، وقال ابن معين: "ليس حديثه بشيء".

٢٢١١- [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٢٥١٩.

قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ وَقَالَ: «مَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا».

ہے جس میں یہ لفظ ہیں: "جس شخص نے ایمان واحتساب کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے رکھے اور (راتوں کا) قیام کیا...... الخ۔"

٢٢١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَيْبَانَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدِّثْنِي بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِيكَ سَمِعَهُ أَبُوكَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْسَ بَيْنَ أَبِيكَ وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحَدٌ، فِي شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ: نَعَمْ، حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ عَلَيْكُمْ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ، فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

٢٢١٢- حضرت نضر بن شیبان نے کہا: میں نے حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے کہا: مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کیجیے جو آپ نے اپنے والد محترم سے سنی ہو اور آپ کے باپ نے رسول اللہ ﷺ سے رمضان المبارک کے بارے میں بلا واسطہ سنی ہو۔ انھوں نے کہا: ہاں مجھے والد محترم نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان المبارک کے روزے رکھنا فرض کیا ہے اور میں نے تمھارے لیے اس (کی راتوں) کا قیام مسنون کیا ہے، لہٰذا جو شخص ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی نیت سے اس ماہ مقدس میں صیام و قیام کرے گا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح اسے اس کی ماں نے گناہوں سے پاک جنا تھا۔"

فوائد ومسائل: ① مذکورہ تینوں روایات (٢٢١٠-٢٢١٢) ضعیف ہیں، اس لیے کہ رمضان کے روزوں اور قیام کی فضیلت تو صحیح روایات سے ثابت ہے لیکن آخری حصہ "پاک جننے والا" صحیح نہیں ہے۔ ② رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت تو متفقہ مسئلہ ہے، البتہ راتوں کا قیام نفل ہے، لیکن یہ نفل مؤکد ہیں۔ چونکہ یہ نوافل رمضان المبارک کی خصوصیت ہیں، لہٰذا انھیں ترک نہیں کرنا چاہیے کیونکہ امتیازات کی پابندی مؤکد ہوتی ہے البتہ آپ کے دور میں رمضان کے نفلوں میں فرضیت کے ڈر سے مستقل جماعت سے اجتناب کیا گیا، صرف تین دن آپ نے جماعت کروائی۔ ویسے لوگ ٹولیوں کی صورت میں آپ کے دور میں بھی پڑھا کرتے تھے۔

٢٢١٢- [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٢٠.

جب فرضیت کا خطرہ نہ رہا تو حضرت عمر ؓ نے باقاعدہ جماعت کا دوبارہ آغاز فرما دیا، لہٰذا اب بھی سنت ہے کیونکہ خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا بھی ضروری ہے، نیز اس پر صحابہ اور مابعد ادوار کا اجماع ہے، لہٰذا کسی مسجد کو تراویح کی جماعت سے محروم نہیں رکھنا چاہیے، البتہ اگر کوئی حافظ قاری جماعت سے الگ پڑھنا چاہے تو وہ الگ بھی پڑھ سکتا ہے۔ عشاء کے فوراً بعد پڑھے یا تہجد کے وقت۔ ہاں! جماعت عشاء کے بعد ہی ہوگی۔ مسنون نماز تراویح گیارہ رکعات ہے کیونکہ جن دنوں آپ نے جماعت کروائی تھی، گیارہ رکعت ہی پڑھائی تھیں، نیز رمضان اور غیر رمضان آپ ﷺ اتنی نماز ہی پڑھتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ یا کسی صحابی سے نماز تراویح کسی صحیح حدیث یا اثر سے گیارہ رکعات سے زائد ثابت نہیں، اس لیے اسی پر اکتفا مسنون و مشروع ہے۔ جن صحابۂ کرام ؓ کے آثار کی روشنی میں گیارہ سے زائد نوافل (نماز تراویح) کا دعویٰ کیا جاتا ہے، وہ سب ضعیف اور محدثین کے ہاں ناقابل اعتبار ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (صلاة التراويح للألباني)

(المعجم ٤١) - فَضْلُ الصِّيَامِ وَالِاخْتِلَافُ عَلَى أَبِي إِسْحَاقَ فِي حَدِيثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٢٣)

باب:۴۱- روزے کی فضیلت اور حضرت علی بن ابی طالب کی حدیث میں ابواسحاق کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: آئندہ دو احادیث کی اسانید دیکھنے سے اختلاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت ابواسحاق کے ایک شاگرد نے اسے حضرت علی ؓ کی روایت قرار دیا ہے جبکہ دوسرے شاگرد شعبہ نے اسے حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی طرف منسوب کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ امام نسائی ؒ اسے حضرت علی ؓ کی روایت صحیح سمجھتے ہیں۔ واللہ أعلم۔

٢٢١٣- أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ زَيْدٍ - عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

۲۲۱۳- حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بلاشبہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزے دار کے لیے دو وقت خوشی کے ہیں: جب وہ روزہ کھولتا ہے اور جب اپنے رب کو ملے گا۔ قسم اس

٢٢١٣- [صحيح] أخرجه البزار في البحر الزخار: ٣/ ١٢٩، ح: ٩١٥ عن هلال بن العلاء بن هلال بن عمر به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٢١، وللحديث شواهد كثيرة، انظر، ح: ٢٢١٥، ٢٢١٦ وغيرهما. ● زيد هو ابن أبي أنيسة، وعبيدالله هو ابن عمرو الرقي، وتكلم النسائي في هذا الحديث وكلامه مرجوح.

يَقُولُ: اَلصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: حِينَ يُفْطِرُ وَحِينَ يَلْقَى رَبَّهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ اچھی ہے۔"

فوائد و مسائل: ① "روزہ میرے لیے ہے۔" سب عبادات ہی اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہیں مگر روزے کی تخصیص کی وجہ غالباً یہ ہے کہ روزے میں ریاکاری ممکن نہیں کیونکہ اس کی کوئی ظاہر علامت نہیں جسے کوئی دیکھ سکے روزے کے علاوہ باقی تمام عبادات میں لوگوں کی طرف سے تعریف ممکن ہے' مثلاً: نماز اور حج وغیرہ کیونکہ یہ عبادات لوگوں کو نظر آتی ہیں جبکہ روزہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہوتا ہے۔ ② "میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔" یعنی کوئی دوسرا اس کا بدلہ نہیں دے سکتا کیونکہ وہ اس کا ثواب جانتا ہی نہیں' صرف میں ہی جانتا ہوں' لہٰذا میں ہی اس کا بدلہ دوں گا جیسا کہ حدیث (نمبر ۲۲۱۷) میں ہے کہ ہر نیکی کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک ہے سوائے روزے کے کہ وہ بے حساب ہے' نیز روزے کا بدلہ جنت ہے اور جنت کوئی اور نہیں دے سکتا۔ ③ "جب روزہ کھولتا ہے۔" اس وقت خوشی اللہ تعالیٰ کے فریضے کی تکمیل کی وجہ سے ہوتی ہے یا طبعی خوشی مراد ہے جو ہر انسان کو کھانے سے حاصل ہوتی ہے۔ ④ "جب اپنے رب کو ملے گا۔" اس وقت خوشی ہوگی' اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور روزے کا ثواب دیکھ کر اور یہی حقیقی خوشی ہے۔ ⑤ "روزے دار کے منہ کی بو" جو معدہ خالی ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ دنیا میں انسان خوشبو والے شخص کو اپنے قریب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی روزے دار کو اپنے قریب فرمائے گا اور اس سے محبت فرمائے گا گویا یہ بو جو روزے کی حالت میں منہ سے آتی ہے' قیامت کے دن کستوری کی خوشبو کا تمثل اختیار کرے گی۔ ممکن ہے دنیا ہی میں روزے کی حالت کی بو اللہ تعالیٰ یا فرشتوں کو کستوری سے بڑھ کر خوشبودار معلوم ہوتی ہو۔ ﴿إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (الأنفال ۸:۷۵) ⑥ اللہ کی صفت کلام کا اثبات ہوتا ہے' نیز پتا چلتا ہے کہ اللہ کا کلام صرف قرآن مجید ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے کلام فرماتا ہے۔ مذکورہ بالا حدیث' حدیث قدسی ہے۔ حدیث قدسی دراصل اللہ ہی کا کلام ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس کی بطور عبادت تلاوت نہیں کی جاتی۔

۲۲۱۴- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ: قَالَ عَبْدُاللهِ

۲۲۱۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: "روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزے دار کو دو خوشیاں

۲۲۱۴_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۵۲۲، وأخرجه الطبراني في الكبير: ۱۰/ ۱۲۰، ح: ۱۰۰۷۸ بإسناد صحيح عن شعبة به مرفوعًا، فالحديث صحيح مرفوعًا وموقوفًا، وانظر الحديث السابق.

: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: اَلصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

نصیب ہیں: ایک خوشی جب وہ اپنے رب تعالیٰ سے ملے گا اور دوسری خوشی افطار کے وقت۔ اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی بڑھ کر خوشبودار ہے۔"

(المعجم ٤٢) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى أَبِي صَالِحٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٢٣) - أ

باب:۴۲- اس حدیث میں ابوصالح کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: ابوسنان ابوصالح کا استاد حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں جبکہ ابوصالح کے باقی تمام شاگرد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو۔ جیسا کہ آئندہ احادیث سے صاف ظاہر ہے۔ لیکن اس قسم کا اختلاف صحت حدیث کے لیے نقصان دہ نہیں ہوتا کیونکہ اس کا حل ممکن ہے کہ ابوصالح نے دونوں سے سنا ہو اور یہی بات درست ہے کیونکہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ابوسعید خدری اور ابوہریرہ دونوں سے یہ حدیث بواسطہ ابوصالح تخریج کی ہے۔ (صحیح مسلم، الصیام، حدیث:۱۱۵۱/۱۶۵)

٢٢١٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سِنَانٍ ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ: اَلصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ اللهَ فَجَزَاهُ فَرِحَ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

۲۲۱۵- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی حقیقی جزا دوں گا۔ روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں: ایک جب وہ روزہ کھولتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔ دوسرا جب وہ اللہ تعالیٰ کو ملے گا، پھر اللہ اسے روزے کا بدلہ دے گا تو وہ خوش ہوگا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی پاکیزہ تر ہے۔"

٢٢١٦- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ

۲۲۱۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٢٢١٥_ أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل الصيام، ح:١١٥١/ ١٦٥ من حديث محمد بن فضيل بن غزوان به، وهو في الكبرى، ح:٢٥٢٣.

٢٢١٦_ [صحيح] وهو في الكبرى، ح:٢٥٢٤ . ● عمرو هو ابن الحارث، وللحديث طرق كثيرة، انظر الحديث السابق والآتي.

ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ الْمُنْذِرَ ابْنَ عُبَيْدٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالصَّائِمُ يَفْرَحُ مَرَّتَيْنِ: عِنْدَ فِطْرِهِ وَيَوْمَ يَلْقَى اللهَ، وَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

رسول اللہ ﷺ نے (اللہ تعالیٰ سے حکایت کرتے ہوئے) فرمایا: "روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزے دار دو دفعہ خوش ہوگا: افطار کے وقت اور جب اللہ تعالیٰ کو ملے گا۔ اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی مہک سے بھی زیادہ اچھی ہے۔"

٢٢١٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ حَسَنَةٍ عَمِلَهَا ابْنُ آدَمَ إِلَّا كُتِبَ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي، اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

٢٢١٧- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انسان جو نیکی کرتا ہے' وہ اس کے لیے دس گنا سے سات سو گنا تک لکھی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور اس کا بدلہ میں ہی دوں گا۔ وہ میری وجہ سے اپنی شہوت اور کھانے پینے سے دست کش ہوتا ہے۔ روزہ ڈھال ہے۔ روزے دار کے حصے میں دو خوشیاں ہیں' ایک تو افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔ اور روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے۔"

فوائد و مسائل: ① "دس گنا سے سات سو گنا تک۔" کم از کم دس گنا تو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ وعدے کی بنا پر ہے: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ (الأنعام ٦:١٦٠) "جو شخص ایک نیکی لائے گا اس کے لیے اس کا دس گنا (ثواب) ہے۔" اور زائد اپنے اپنے خلوص کی کمی بیشی کے لحاظ سے۔ ② "ڈھال ہے۔" یعنی گناہوں سے اور قیامت کے دن آگ سے ڈھال ہوگا۔ گناہوں سے مضبوط ڈھال بنا رہا تو آگ سے بھی

٢٢١٧- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل الصيام، ح:١١٥١/ ١٦٤ من حديث جرير بن عبدالحميد، والبخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿يريدون أن يبدلوا كلام الله﴾ ح:٧٤٩٢ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح:٢٥٢٥.

مضبوط ڈھال ہوگا۔ یہاں کمزور ڈھال ثابت ہوا تو آخرت میں بھی کمزور ڈھال ہوگا' لہٰذا روزے کو ہر قسم کی کمزوری سے محفوظ رکھنا چاہیے۔

٢٢١٨- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ، إِذَا كَانَ يَوْمُ صِيَامِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ شَاتَمَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا: إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهِ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَرِحَ بِصَوْمِهِ».

٢٢١٨- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے (اللہ تعالیٰ سے حکایت کرتے ہوئے) فرمایا: ''انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ اور روزہ ڈھال ہے۔ جب کسی دن تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ کوئی شہوانی بات کرے نہ شوروغل مچائے۔ اگر کوئی شخص اس سے گالی گلوچ یا لڑائی کرے تو وہ کہہ دے: میں روزے دار ہوں۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی پاکیزہ تر ہوگی۔ روزے دار کے نصیب میں دو خوشیاں ہیں: جب روزہ کھولتا ہے تو افطار سے خوش ہوتا ہے اور جب اپنے رب تعالیٰ کو ملے گا تو اپنے روزے (کی جزا) سے خوش ہوگا۔''

فوائد و مسائل: ① ''ہر عمل اس کے لیے ہے۔'' یعنی ہر عمل میں چاہے تو وہ مخلص ہو' چاہے تو اخلاص کو ختم کردے' اس کا مدار اسی پر ہے اور اس کا اس کو مفاد ہو سکتا ہے' مثلاً: لوگ اس کی تعریف کریں یا اس کو کچھ بدلہ و عوض دیں کیونکہ وہ اعمال لوگوں کو نظر آتے ہیں مگر روزہ تو صرف اللہ تعالیٰ کو نظر آتا ہے' لہٰذا اس کا مکمل اجر تو اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔ ② ''نہ شہوانی بات کرے۔'' گویا یہ چیزیں روزے کی ڈھال میں سوراخ کرنے والی ہیں جس سے ڈھال ناکارہ ہو جائے گی۔ ③ ''وہ کہہ دے۔'' یعنی لڑائی کرنے والے سے کہے تا کہ اسے شرم آئے۔ یا اپنے دل میں کہے' اپنے آپ کو سمجھانے کے لیے' پہلا مفہوم الفاظ حدیث کے زیادہ قریب ہے۔

٢٢١٨_ أخرجه البخاري، الصوم، باب: هل يقول: إني صائم إذا شتم، ح: ١٩٠٤، ومسلم، ح: ١١٥١/ ١٦٣ (انظر الحديث السابق) من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٢٦.

٢٢١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَطَاءٌ الزَّيَّاتُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ، فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ، فَإِنْ شَاتَمَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

٢٢١٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ عزوجل نے فرمایا: انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے سوائے روزے کے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ روزہ ڈھال ہے۔ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ کوئی شہوانی بات کرے اور نہ شوروغل کرے۔ اگر کوئی شخص اس سے گالی گلوچ یا لڑائی کرے تو وہ کہہ دے: میں روزے دار ہوں۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ اچھی ہے۔"

وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سعید بن مسیب نے بھی یہ روایت بیان کی ہے۔

٢٢٢٠- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ

٢٢٢٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "اللہ عزوجل فرماتا ہے: انسان کا ہر عمل اس کے لیے ہے مگر روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی مہک سے بھی پاکیزہ تر ہے۔"

٢٢١٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٢٧.

٢٢٢٠- أخرجه مسلم، ح: ١١٥١/١٦١ (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٢١٧) من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، اللباس، باب ما يذكر في المسك، ح: ٥٩٢٧ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٢٨.

بِيَدِهِ! لَخِلْفَةُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

٢٢٢١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «كُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا ابْنُ آدَمَ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلَّا الصِّيَامَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ».

۲۲۲۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے بیان فرمایا: ”ہر نیکی جو انسان کرتا ہے وہ اسے (ثواب کے لحاظ سے کم از کم) دس گنا ہو کر ملے گی مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔“

(المعجم ٤٣) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ فِي حَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ فِي فَضْلِ الصَّائِمِ (التحفة ٢٣) - ب

باب: ۴۳- روزے دار کی فضیلت کے بارے میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں محمد بن یعقوب کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: اختلاف اس بات میں ہے کہ محمد بن عبداللہ بن ابی یعقوب یہ روایت رجاء بن حَیْوَۃ سے بلاواسطہ بیان فرماتے ہیں یا درمیان میں ابونصر ہلالی کا واسطہ ہے؟ یہ اختلاف بھی صحت حدیث میں قدح کا باعث نہیں۔ ممکن ہے محمد بن عبداللہ نے پہلے ابونصر کے واسطے سے سنا ہو پھر براہ راست ان کے شیخ سے بھی سماع کیا ہو۔ واللہ أعلم.

٢٢٢٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ قَالَ: أَخْبَرَنَا رَجَاءُ بْنُ حَيْوَةَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

۲۲۲۲- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: مجھے ایسی چیز کا حکم دیجیے جو میں آپ سے خصوصی طور پر حاصل کروں (اس پر عمل کروں۔) آپ نے فرمایا: ”روزہ رکھا کرو کیونکہ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔“

٢٢٢١ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٥٢٩، وللحديث طرق أخرى (انظر الحديث السابق). * أحمد ابن عيسى هو المصري، وعمرو هو ابن الحارث، وبكير هو ابن عبدالله بن الأشج.

٢٢٢٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٤٩، ٢٥٥، ٢٥٨ من حديث مهدي به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٣٠، وصححه ابن حبان، ح: ٩٢٩، والحافظ ابن حجر في الفتح: ٤/ ١٠٤.

فَقُلْتُ: مُرْنِي بِأَمْرٍ آخُذُهُ عَنْكَ، قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ».

فائدہ: ''اس جیسی کوئی چیز نہیں۔'' ثواب واجر کے لحاظ سے یا گناہ سے بچنے کے لیے؟ بعض نے اس روایت میں صوم سے مراد ہی تقویٰ لیا ہے کیونکہ صوم کے معنی ہیں 'رک جانا' اور تقویٰ کے معنی بھی تقریباً یہی ہیں لیکن پہلے معنی ہی صحیح ہیں جو کہ مشہور ہیں لیکن یاد رہے کہ روزوں کا مقصد بھی تقویٰ کا حصول ہے۔

٢٢٢٣- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ الضَّبِّيَّ حَدَّثَهُ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مُرْنِي بِأَمْرٍ يَنْفَعُنِي اللهُ بِهِ، قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصِّيَامِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ».

٢٢٢٣- حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی ایسی چیز کا حکم دیجیے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ مجھے بہت فائدہ عطا فرمائے۔ آپ نے فرمایا: ''روزے کو معمول بنا کیونکہ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔''

٢٢٢٤- أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الضَّعِيفُ - شَيْخٌ صَالِحٌ، وَالضَّعِيفُ لَقَبٌ لِكَثْرَةِ عِبَادَتِهِ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ، عَنْ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ».

٢٢٢٤- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''روزے کی عادت ڈال کیونکہ کوئی اور کام اس کے برابر نہیں۔''

٢٢٢٣- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٣١.

٢٢٢٤- [صحيح] أخرجه ابن حبان، ح: ٩٣٠، وابن خزيمة، ح: ١٨٩٣ في صحيحيهما من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٣٢، وصححه الحاكم: ١/ ٤٢١، والذهبي، وقال: "أبونصر الهلالي هو حميد بن هلال العدوي"، وسنده حسن فقط. * أبونصر ليس بالمجهول، وثقه ابن خزيمة، والحاكم وغيرهما، ولم ينفرد به، ولحديثه شواهد.

فائدہ: اس روایت کے راوی کا لقب ضعیف ہے۔ روایت کے اعتبار سے ضعیف نہیں کیونکہ وہ کثرت عبادت سے کمزور ہو گئے تھے۔

٢٢٢٥- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ - هُوَ ابْنُ السَّكَنِ أَبُو عُبَيْدِ اللهِ -: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ الضَّبِّيِّ، عَنْ أَبِي نَصْرٍ الْهِلَالِيِّ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مُرْنِي بِعَمَلٍ، قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مُرْنِي بِعَمَلٍ، قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ».

۲۲۲۵- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی کام کا حکم دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”روزے رکھا کر کیونکہ اس جیسا کوئی کام نہیں۔“ میں نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی اور کام کا حکم دیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”روزے ہی رکھا کر‘ کوئی اور کام اس کے برابر نہیں۔“

٢٢٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ فِطْرٍ: أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ عَنِ الْحَكَمِ ابْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ».

۲۲۲۶- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ ڈھال ہے۔“

فائدہ: دیکھیے فوائد حدیث: ۲۲۱۷۔

٢٢٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي

۲۲۲۷- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ ڈھال کی طرح بچاؤ کا ذریعہ ہے۔“

٢٢٢٥- انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٣٣.

٢٢٢٦- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٥٣٤، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث المتقدم، ح: ٢٢١٨.

٢٢٢٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٣٥.

ثَابِتٍ وَالْحَكَمِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ».

۲۲۲۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ النَّزَّالِ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ».

۲۲۲۸- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ ڈھال ہے۔“

۲۲۲۹- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ لِيَ الْحَكَمُ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ مُنْذُ أَرْبَعِينَ سَنَةً، ثُمَّ قَالَ الْحَكَمُ: وَحَدَّثَنِي بِهِ مَيْمُونُ بْنُ أَبِي شَبِيبٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

۲۲۲۹- حضرت حکم نے کہا کہ مجھے اس (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی) روایت کو اپنے استاد سے سنے چالیس سال ہوگئے ہیں' پھر کہتے ہیں: مجھے یہ روایت معاذ بن جبل سے (عروہ کے علاوہ) میمون بن ابی شبیب نے بھی بیان کی ہے۔

۲۲۳۰- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ أَبِي صَالِحٍ الزَّيَّاتِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ».

۲۲۳۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ بچاؤ کا سامان ہے۔“

۲۲۳۱- وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ: أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ

۲۲۳۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”روزہ ڈھال ہے۔“

۲۲۲۸ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٣٧ عن محمد بن جعفر غندر به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٣٦، وللحديث شواهد كثيرة.

۲۲۲۹ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٣٧.

۲۲۳۰ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢١٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٣٧.

۲۲۳۱ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٢١٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٣٨.

جُرَيْجٍ قِرَاءَةً، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ الزَّيَّاتُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ».

٢٢٣٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي هِنْدٍ: أَنَّ مُطَرِّفًا - رَجُلًا مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ - حَدَّثَهُ: أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ أَبِي الْعَاصِ دَعَا لَهُ بِلَبَنٍ لِيَسْقِيَهُ، فَقَالَ مُطَرِّفٌ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ عُثْمَانُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ».

۲۲۳۲-حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ نے حضرت مطرف کے لیے دودھ منگوایا تا کہ وہ اسے پی لیں تو انھوں نے کہا: میں روزے سے ہوں۔ تو حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ کہنے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”روزہ ڈھال ہے جیسے تمھارے پاس جنگ میں ڈھال ہوتی ہے۔“

٢٢٣٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، فَدَعَا بِلَبَنٍ، فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ».

۲۲۳۳-حضرت مطرف کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ کے پاس حاضر ہوا تو انھوں نے میرے لیے دودھ منگوایا۔ میں نے عرض کیا: بلاشبہ میں روزے سے ہوں۔ فرمانے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”روزہ (جہنم کی) آگ سے (بچاؤ کے لیے) ڈھال ہے جیسے تمھارے پاس جنگ میں (بچاؤ کے لیے) ڈھال ہوتی ہے۔“

٢٢٣٤- أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ:

۲۲۳۴-حضرت سعید بن ابی ہند سے بھی یہی واقعہ

٢٢٣٢ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في فضل الصيام، ح: ١٦٣٩ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٣٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢١٢٥، وابن حبان، ح: ٩٣١.

٢٢٣٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢١ من حديث محمد بن إسحاق بن يسار به، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٨٩١، وابن إسحاق صرح بالسماع عنده، والحديث في الكبرٰى، ح: ٢٥٤٠، وانظر الحديث السابق.

٢٢٣٤ـ انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٤١.

حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ قَالَ: دَخَلَ مُطَرِّفٌ عَلَى عُثْمَانَ، نَحْوَهُ مُرْسَلٌ.

منقول ہے مگر وہ روایت مرسل ہے۔

فائدہ: مرسل سے مراد یہاں منقطع بھی ہو سکتی ہے اور موقوف بھی۔ منقطع اس اعتبار سے کہ سعید بن ابی ہند جو کہ واقعہ بیان کر رہے ہیں اس واقعے کے وقت حاضر نہ تھے۔ اور موقوف اس اعتبار سے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کا حوالہ نہیں۔ واللہ أعلم.

۲۲۳۵- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ بَشَّارِ بْنِ أَبِي سَيْفٍ عَنِ الْوَلِيدِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ غُطَيْفٍ، قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَا».

۲۲۳۵- حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”روزہ ڈھال ہے جب تک وہ (روزے دار) اسے پھاڑ نہ لے۔“

فائدہ: ایک دوسری روایت میں غیبت کا لفظ ہے یعنی غیبت اور اس قسم کے دوسرے گناہ روزے کو اتنا زخمی کر دیتے ہیں کہ وہ آگ سے بچاؤ کے کام نہ آ سکے گا جیسے ڈھال میں سوراخ ہوں تو وہ جنگ میں کام نہیں آتی۔ گویا روزہ جہنم کی آگ سے تبھی ڈھال بنے گا جب روزے دار نے اپنے روزے کے درمیان گناہوں سے اجتناب کیا ہو ورنہ وہ ضائع ہو سکتا ہے۔

۲۲۳۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْآدَمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ

۲۲۳۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”روزہ آگ سے ڈھال ہے۔ جو شخص روزے سے ہو اس دن وہ جہالت (بدتہذیبی) کا کوئی

۲۲۳۵- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ١٩٥ من حديث واصل مولى أبي عيينة به، ولم يذكر الوليد بن عبدالرحمٰن، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٤٢، وصححه ابن خزيمة، وحسنه المنذري في الترغيب والترهيب: ٢/ ١٤٧، وزاد الدارمي: "بالغيبة"، وفي رواية ضعيفة: "بكذب أو بغيبة" مجمع الزوائد للهيثمي: ٣/ ١٧١. ● أبوعبيدة هو ابن الجراح، وبشار هو الجرمي، وحماد هو ابن زيد.

۲۲۳۶- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٣٢٥٨، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ، فَمَنْ أَصْبَحَ صَائِمًا فَلَا يَجْهَلْ يَوْمَئِذٍ، وَإِنِ امْرُؤٌ جَهِلَ عَلَيْهِ فَلَا يَشْتِمْهُ وَلَا يَسُبَّهُ وَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ».

کام نہ کرے۔ اور اگر کوئی دوسرا شخص اس سے جہالت سے پیش آئے تو وہ اس سے گالی گلوچ نہ کرے بلکہ کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! روزے دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی مہک سے پاکیزہ تر ہے۔"

٢٢٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَصْحَابُنَا عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: «اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَا».

٢٢٣٧- حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: روزہ ڈھال ہے بشرطیکہ روزے دار اس کو پھاڑ نہ دے۔

٢٢٣٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لِلصَّائِمِينَ بَابٌ فِي الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ: اَلرَّيَّانُ، لَا يَدْخُلُ فِيهِ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلَ آخِرُهُمْ أُغْلِقَ، مَنْ دَخَلَ فِيهِ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا».

٢٢٣٨- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "جنت میں روزے داروں کے لیے ایک دروازہ مخصوص ہے جسے "ریان" کہا جاتا ہے۔ اس میں ان کے علاوہ کوئی اور داخل نہ ہوگا۔ جب آخری روزے دار داخل ہو جائے گا تو دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ جو شخص اس میں داخل ہوگا پیے گا اور جس نے ایک دفعہ پی لیا' کبھی پیاسا نہ ہوگا۔"

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں روزے داروں سے مراد نفلی روزے کے عادی لوگ ہیں کیونکہ فرض روزے دار تو سب مسلمان ہی ہیں۔ ② مخصوص دروازہ روزے داروں کو امتیاز عطا کرنے کے لیے ہے جیسے مہمان خصوصی کے داخلے کے لیے دروازہ مخصوص کر دیا جاتا ہے۔ ③ "ریان" معنی ہیں: سیرابی والا دروازہ۔

٢٢٣٧- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ٢٥٤٣، وتقدم من طريق آخر، ح: ٢٢٣٥.

٢٢٣٨- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/٣٣٥ من حديث سعيد بن عبدالرحمن به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٤٤، وأخرجه البخاري، ح: ١٨٩٦، ومسلم، ح: ١١٥٢ من حديث أبي حازم به.

گویا اس دروازے سے داخل ہوتے ہی سیرابی حاصل ہو گی' چاہے دخول سے یا پینے سے۔ جبکہ باقی دروازوں کے ذریعے داخل ہونے والوں کو جنت کے اندر پانی ملے گا۔ ⓶ "کبھی پیاسا نہ ہو گا۔" بعد میں پانی پینا لذت کے لیے ہو گا نہ کہ پیاس دور کرنے کے لیے۔ ان کی یہ فضیلت' اس لیے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پیاسے رہے۔ روزے میں پیاس ہی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔

٢٢٣٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَهْلٌ: أَنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ: اَلرَّيَّانُ، يُقَالُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ هَلْ لَكُمْ إِلَى الرَّيَّانِ مَنْ دَخَلَهُ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ عَلَيْهِمْ فَلَمْ يَدْخُلْ فِيهِ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ.

٢٢٣٩- حضرت سہل ﷜ بیان کرتے ہیں کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے۔ قیامت کے دن اعلان کیا جائے گا: کہاں ہیں روزے دار؟ کیا تمھیں ریان (سیرابی) دروازے کی خواہش ہے؟ جو اس سے جنت میں داخل ہو گا' کبھی پیاس محسوس نہ کرے گا۔ جب روزے دار داخل ہو جائیں گے' وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ ان کے علاوہ کوئی اور اس سے داخل نہ ہو گا۔

٢٢٤٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَيُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللهِ! هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ يُدْعٰى مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ يُدْعٰى مِنْ بَابِ الْجِهَادِ،

٢٢٤٠- حضرت ابوہریرہ ﷜ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک جوڑا (دو دو چیزیں) خرچ کرے گا' اسے جنت میں آواز دی جائے گی: اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ بہت اچھا ہے (اس سے داخل ہو۔) جو شخص نماز سے رغبت رکھنے والا ہو گا' اسے نماز والے دروازے سے آواز دی جائے گی۔ اور جو جہاد کا شائق (جہاد کرنے والا) ہو گا اسے جہاد والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اور جو صدقہ کرنے کا عادی (صدقہ دینے والا) ہو گا اسے صدقے والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اور جو

٢٢٣٩- انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٤٥.

٢٢٤٠- أخرجه مسلم، الزكاة، باب فضل من ضم إلى الصدقة غيرها من أنواع البر، ح: ١٠٢٧ من حديث ابن وهب عن يونس به، والبخاري، الصوم، باب: الريان للصائمين، ح: ١٨٩٧ من حديث مالك عن ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٤٦.

وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ يُدْعٰى مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ» قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا عَلٰى أَحَدٍ يُدْعٰى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعٰى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ».

روزے کا رسیا ہوگا' اسے باب ریان سے دعوت دی جائے گی۔" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کسی شخص کو ضرورت نہیں کہ اسے ہر دروازے سے آوازیں دی جائیں' مگر کیا کسی کو ان سب دروازوں سے بھی بلایا جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہاں اور مجھے امید ہے کہ تم بھی انھی (لوگوں) میں سے ہوگے۔"

فوائد و مسائل: ① "یہ دروازہ بہت اچھا ہے" گویا اس نیکی کے لیے ایک مخصوص دروازہ ہے جہاں سے اس کے حاملین کو عزت کے ساتھ داخل کیا جائے گا۔ "فی سبیل اللہ" سے مراد ہر اچھی جگہ بھی ہو سکتی ہے اور خاص جہاد بھی کیونکہ قرآن مجید میں فی سبیل اللہ عام طور پر جہاد کے لیے استعمال ہوا ہے۔ ② اس حدیث میں جن نیکیوں (نماز' جہاد' صدقہ اور روزے) کا ذکر ہے' یہاں نفل مراد ہیں اور نفل بھی کثرت سے حتی کہ وہ شخص اس نیکی میں معروف اور ممتاز ہو ورنہ کچھ حد تک تو یہ نیکیاں ہر مسلمان میں پائی جاتی ہیں۔ ③ "ہاں" ظاہر ہے جو شخص مجسم نیکی ہے اور نیکی میں ممتاز ہے' اس کا حق ہے کہ اسے ہر طرف سے عزت افزائی کے لیے بلایا جائے لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ. اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر امت میں کون اس اعزاز کا مستحق ہوگا؟ آخر وہ ثَانِيَ اثْنَيْنِ ہیں۔ ④ نیکی کے تمام اعمال ایک آدمی میں یکساں نہیں ہوتے کسی کی طرف رغبت اور رجحان زیادہ ہوتا ہے اور کسی میں کم۔

٢٢٤١- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَنَحْنُ شَبَابٌ لَا نَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ، قَالَ: «يَا مَعْشَرَ

۲۲۴۱- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مکہ مکرمہ سے) نکلے تو ہم نوجوان تھے اور ہم شادی وغیرہ کی وسعت نہیں رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا: "اے نوجوان لوگو! نکاح کرو کیونکہ نکاح نظر کو نیچا اور شرم گاہ کو محفوظ کرنے والی چیز ہے۔ جو شخص (فقر کی وجہ سے) نکاح کی طاقت نہ رکھے

٢٢٤١_أخرجه البخاري، النكاح، باب من لم يستطع الباءة فليصم، ح: ٥٠٦٦، ومسلم، النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه ... الخ، ح: ١٤٠٠/٣ من حديث الأعمش، والترمذي، ح: ١٠٨١ عن محمود بن غيلان به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٤٧.

الشَّبَابِ! عَلَيْكُمْ بِالْبَاءَةِ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ».

وہ روزے رکھا کرے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو کچل دے گا۔"

فائدہ: "کچل دے گا" وافر اور اچھا کھانا پینا شہوت میں اضافہ کرتا ہے۔ روزہ نام ہے بھوک و پیاس کا۔ خوراک کی کمی شہوت کو توڑتی ہے اس لیے غیر شادی شدہ نوجوانوں کے لیے روزہ مفید ہے۔ ویسے بھی روزہ گناہ سے بچاتا ہے۔ گویا روزے دار شخص خصی انسان کی طرح پر سکون رہتا ہے۔ گناہ سے بچنا مطلوب ہے۔ اور بعض صحابہ نے اس (گناہ) سے بچنے کے لیے خصی بننے کی اجازت بھی طلب کی تھی' لہٰذا صحیح اور فطری طریق کی رہنمائی کی گئی' یعنی اسلام نے انسانوں کو خصی کرنے سے منع فرمایا مگر ساتھ متبادل بھی مہیا فرمایا۔

٢٢٤٢ - أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ: أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ لَقِيَ عُثْمَانَ بِعَرَفَاتٍ، فَخَلَا بِهِ، فَحَدَّثَهُ، وَأَنَّ عُثْمَانَ قَالَ لِابْنِ مَسْعُودٍ: هَلْ لَكَ فِي فَتَاةٍ أُزَوِّجُكَهَا؟ فَدَعَا عَبْدُ اللهِ عَلْقَمَةَ، فَحَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَصُمْ، فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ».

٢٢٤٢- حضرت علقمہ سے منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عرفات میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ملے۔ حضرت عثمان انھیں علیحدہ لے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ کو خواہش ہے کہ میں کسی نوجوان لڑکی سے آپ کی شادی کر دوں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ کو بھی بلا لیا اور ان سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو شخص نکاح (کے اخراجات) کی طاقت رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح نظر کو نیچا اور شرم گاہ کو محفوظ رکھنے کی چیز ہے۔ اور جو طاقت نہ رکھے' وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کے لیے ڈھال ہے۔"

فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا ہے۔ چونکہ اس وقت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو نکاح کی ضرورت نہ تھی' لہٰذا پیش کش قبول نہ فرمائی بلکہ علقمہ کو بلا لیا کیونکہ یہ کوئی راز کی بات نہ تھی اور حدیث بیان فرمائی۔ ② نکاح اس شخص کے لیے ضروری ہے جو اس کی ضرورت محسوس کرتا ہے' جو ضرورت محسوس نہ کرتا

٢٢٤٢_ أخرجه البخاري، الصوم، باب الصوم لمن خاف على نفسه العزبة، ح:١٩٠٥، ومسلم، ح:١٤٠٠/١، انظر الحديث السابق، من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرى، ح:٢٥٤٨.

ہو اس کے لیے نکاح ضروری نہیں جیسے بوڑھا شخص۔

٢٢٤٣- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ».

۲۲۴۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو شخص نکاح (کے اخراجات) کی طاقت رکھے وہ شادی کرے اور جو اتنی وسعت نہ پائے' وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو کچل دے گا۔"

٢٢٤٤- أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ هَاشِمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِ اللهِ وَمَعَنَا عَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ وَجَمَاعَةٌ، فَحَدَّثَنَا بِحَدِيثٍ مَا رَأَيْتُهُ حَدَّثَ بِهِ الْقَوْمَ إِلَّا مِنْ أَجْلِي لِأَنِّي كُنْتُ أَحْدَثَهُمْ سِنًّا، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ».

۲۲۴۴- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ ہمارے ساتھ علقمہ' اسود اور کچھ دوسرے لوگ بھی تھے۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں حدیث بیان کی۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے ان (ہمارے ساتھ والے) لوگوں کو یہ حدیث میری ہی وجہ سے بیان فرمائی کیونکہ میں ہی ان سب سے کم عمر نوجوان تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے نوجوان لوگو! تم میں سے جو شخص نکاح کرنے کی طاقت رکھے وہ ضرور نکاح کرے کیونکہ نکاح نظر کو زیادہ نیچا اور شرم گاہ کو زیادہ محفوظ کرتا ہے۔"

قَالَ عَلِيٌّ: وَسُئِلَ الْأَعْمَشُ عَنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِاللهِ مِثْلَهُ قَالَ: نَعَمْ.

راوی علی بن ہاشم کہتے ہیں کہ اعمش سے "ابراہیم عن علقمہ عن عبداللہ" کی روایت کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا یہ اس (عمارہ عن عبدالرحمٰن) جیسی ہی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں۔

٢٢٤٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٤٩.

٢٢٤٤- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤١، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٥٠.

٢٢٤٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَهُوَ عِنْدَ عُثْمَانَ، فَقَالَ عُثْمَانُ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى - يَعْنِي - فِتْيَةٍ، فَقَالَ: «مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا طَوْلٍ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَا فَالصَّوْمُ لَهُ وِجَاءٌ».

۲۲۴۵- حضرت علقمہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جبکہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ کچھ نوجوانوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”تم میں سے جو مالدار ہو وہ شادی کرے کیونکہ یہ چیز اس کی نظر کو زیادہ نیچا اور شرم گاہ کو زیادہ محفوظ کر دے گی۔ اور جو مالدار نہ ہو تو اس کی شہوت کا علاج روزہ ہے۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُو مَعْشَرٍ هٰذَا اِسْمُهُ زِيَادُ بْنُ كُلَيْبٍ وَهُوَ ثِقَةٌ، وَهُوَ صَاحِبُ إِبْرَاهِيمَ رَوَى عَنْهُ مَنْصُورٌ وَمُغِيرَةُ وَشُعْبَةُ، وَأَبُو مَعْشَرٍ الْمَدِينِيُّ اسْمُهُ نَجِيحٌ وَهُوَ ضَعِيفٌ وَمَعَ ضَعْفِهِ أَيْضًا كَانَ قَدِ اخْتَلَطَ، عِنْدَهُ أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ، مِنْهَا: مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ» وَمِنْهَا: هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّينِ وَلٰكِنِ انْهَسُوا نَهْسًا».

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو ابو معشر راوی ہے اس کا نام زیاد بن کلیب ہے وہ ثقہ ہے اور ابراہیم نخعی کا مصاحب (ساتھی) ہے۔ اس سے منصور، مغیرہ اور شعبہ نے روایت کیا ہے۔ ایک ابو معشر مدنی ہے اس کا نام نجیح ہے اور وہ ضعیف ہے۔ ضعیف ہونے کے ساتھ وہ اختلاط کا بھی شکار ہو گیا تھا۔ وہ منکر حدیثیں بھی بیان کرتا تھا۔ اس کی (بیان کردہ) منکر حدیثوں میں سے ایک وہ ہے جو اس نے محمد بن عمرو سے بیان کی انھوں نے ابوسلمہ سے اور انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔“ اور ایک وہ ہے جو اس نے ہشام بن عروہ سے روایت کی انھوں نے اپنے باپ (عروہ) سے اور انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”گوشت کو چھری سے مت کاٹو (بلکہ) اسے دانتوں سے نوچ کر کھاؤ۔“

٢٢٤٥- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤٢، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٥١، وأخرجه أحمد: ١/ ٥٨ عن إسماعيل ابن علية به. ● يونس هو ابن عبيد.

(المعجم ٤٤) - بَابُ ثَوَابِ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَذِكْرِ الْاخْتِلَافِ عَلَى سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ -فِي الْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٢٤)

باب:۴۴- جو شخص اللہ کی راہ میں ایک روزہ رکھے اس کا ثواب اور اس بارے میں وارد حدیث کے بیان میں سہیل بن ابی صالح کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: اختلاف اس بات میں ہے کہ یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے یا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے؟ نیز سہیل بن ابی صالح اور صحابی کے درمیان واسطہ کون سا ہے؟ اس اختلاف کا یہ مطلب نہیں کہ دونوں میں سے ایک کا ذکر غلط ہے بلکہ زیادہ امکان یہی ہے کہ دونوں کا ذکر صحیح ہے۔ کیونکہ سب راوی ثقہ ہیں۔ اس روایت میں سہیل کے استاد ایک سے زائد ہیں۔

٢٢٤٦- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ زَحْزَحَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۲۲۴۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے' اللہ تعالیٰ اس ایک دن کی بدولت اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال کے فاصلے تک دور کر دے گا۔''

فائدہ: حدیث میں [في سبيل الله] کے الفاظ ہیں ہر اس نیک عمل پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے کیا جائے' چونکہ قرآن مجید میں ﴿في سبيل الله﴾ سے مراد عموماً جہاد ہوتا ہے' لہٰذا ترجمہ اس طرح بھی ہو سکتا ہے: ''جو شخص جہاد کے دوران میں روزہ رکھے۔'' نیز (في سبيل الله) ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں'' کے تحت طلب علم یا حج وعمرہ وغیرہ کے سفر میں روزہ رکھنا بھی آ جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

٢٢٤٧- أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ

۲۲۴۷- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ایک دن روزہ رکھے' اللہ تعالیٰ اس

٢٢٤٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٠٠ من أنس بن عياض به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٥٢.

٢٢٤٧ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٥٥٤، وقال النسائي: "لا نعلم أحدا تابع أبا معاوية (الضرير) على هذا الإسناد"، والحديث السابق شاهد له.

الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ بَاعَدَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

دن کی وجہ سے اس کے اور آگ کے درمیان ستر سال کا فاصلہ فرما دے گا۔"

٢٧٤٨- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ بَاعَدَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۲۷۴۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے' اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال کے فاصلے تک دور فرما دے گا۔"

٢٧٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بَاعَدَ اللهُ وَجْهَهُ مِنْ جَهَنَّمَ سَبْعِينَ عَامًا».

۲۷۴۹- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے' اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کے فاصلے تک دور فرما دے گا۔"

٢٧٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنِ ابْنِ

۲۷۵۰- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جو شخص اللہ عزوجل کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے' اللہ تعالیٰ

٢٧٤٨- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٥٣.

٢٧٤٩- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٤٥ عن محمد بن جعفر غندر به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٥٥.

٢٧٥٠- أخرجه مسلم، الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله لمن يطيقه ... الخ، ح: ١١٥٣ من حديث الليث ابن سعد، والبخاري، الجهاد والسير، باب فضل الصوم في سبيل الله، ح: ٢٨٤٠ من حديث سهيل بن أبي صالح به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٥٦، وانظر الحديث الآتي.

أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُومُ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا بَعَّدَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

اس ایک دن (کے روزے) کی وجہ سے اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال کے فاصلے تک دور فرما دے گا۔"

٢٢٥١- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بَاعَدَهُ اللهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۲۲۵۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کو آگ سے ستر سال کے فاصلے تک دور فرما دے گا۔"

٢٢٥٢- أَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ إِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَسُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى بَاعَدَ اللهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۲۲۵۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو آگ سے ستر سال کے فاصلے تک دور کر دے گا۔"

(المعجم ٤٥) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ فِيهِ (التحفة ٧٤) - أ

باب: ۴۵- اس روایت میں سفیان ثوری کے شاگردوں کے اختلاف کا بیان

٢٢٥١- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرىٰ، ح: ٢٥٥٧.

٢٢٥٢- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٥٠، وهو في الكبرىٰ، ح: ٢٥٥٨، وأخرجه البخاري، ح: ٢٨٤٠، ومسلم، ح: ١١٥٣ من حديث عبدالرزاق به.

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ اس روایت میں حضرت سفیان ثوری کے استاد سہیل ہیں یا حضرت سُمَیّ؟ دونوں ہی ہو سکتے ہیں، لہٰذا صحت حدیث متاثر نہیں ہوتی۔

٢٢٥٣- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُنِيرٍ نَيْسَابُورِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْعَدَنِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَصُومُ عَبْدٌ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ إِلَّا بَاعَدَ اللهُ تَعَالَى بِذٰلِكَ الْيَوْمِ النَّارَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۲۲۵۳- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو بندہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے' اللہ تعالیٰ اس ایک دن کی وجہ سے آگ کو اس کے چہرے سے ستر سال کے فاصلے تک دور فرما دے گا۔"

٢٢٥٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ بَاعَدَ اللهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ حَرَّ جَهَنَّمَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

۲۲۵۴- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ایک دن اللہ تعالیٰ کے راستے میں روزہ رکھے گا' اللہ تعالیٰ اس دن کی برکت سے جہنم کی تپش کو اس کے چہرے سے ستر سال کے فاصلے تک دور کر دے گا۔"

٢٢٥٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى أَبِي: حَدَّثَكُمُ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُمَيٍّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ، عَنْ

۲۲۵۵- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک دن روزہ رکھا' اللہ تعالیٰ اس دن کی بنا پر آگ کو اس کے چہرے سے ستر سال کے فاصلے

٢٢٥٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٥٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٥٩.
٢٢٥٤- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٥٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٦٠.
٢٢٥٥- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٥٠، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٦١.

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ بَاعَدَ اللهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ النَّارَ عَنْ وَجْهِهِ سَبْعِينَ خَرِيفًا».

تک دور رکھے گا۔"

٢٢٥٦- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ بَاعَدَ اللهُ مِنْهُ جَهَنَّمَ مَسِيرَةَ مِائَةِ عَامٍ».

٢٢٥٦- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ عز و جل کے راستے میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ جہنم کو اس سے سو سال کی مسافت تک دور فرما دے گا۔"

فوائد و مسائل: ① "سو سال" اس سے ماقبل تمام روایات میں ستر سال کا ذکر ہے۔ معلوم ہوتا ہے دونوں اعداد سے معین عدد مراد نہیں بلکہ کثرت مراد ہے یعنی بہت دور فرما دے گا۔ ستر اور سو کا عدد عرف میں کثرت کے لیے عام بولا جاتا ہے۔ ان دو عددوں کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ انسانی عمر عموماً ستر کے قریب ہوتی ہے بہت کم ہیں جو سو سال تک پہنچیں یا اس سے تجاوز کریں۔ بعض اہل علم نے یہ بھی کہا ہے کہ ممکن ہے پہلے اجر کم تھا' پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اضافہ فرما دیا' یہ بھی کوئی بعید بات نہیں۔ ② اوپر والی روایات میں سال کو "خریف" کہا گیا ہے کیونکہ سال میں موسم خریف ایک ہی ہے' لہٰذا کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس موسم کو خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عرب میں فصلوں اور پھلوں کے پکنے' کاٹنے اور توڑنے کا موسم تھا اس لیے عرب لوگ سن ہجری کے رواج سے پہلے تاریخ میں خریف ہی کے حوالے دیا کرتے تھے۔

(المعجم ٤٦) - مَا يُكْرَهُ مِنَ الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ (التحفة ٢٥)

باب:٤٦- سفر میں روزہ رکھنا مکروہ ہے؟

٢٢٥٦- [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٧/ ٣٣٥، ح: ٩٢٧ من حديث محمد بن شعيب به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٦٢، وللحديث شواهد. ● القاسم أبوعبدالرحمٰن ثبت سماعه من عقبة كما في السنن الكبرى للنسائي، ح: ١٠٧٢٥.

٢٢٥٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۲۲۵۷- حضرت کعب بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔“

٢٢٥٨- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۲۲۵۸- حضرت سعید بن مسیب سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ، وَالصَّوَابُ الَّذِي قَبْلَهُ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا تَابَعَ ابْنَ كَثِيرٍ عَلَيْهِ.

امام ابو عبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ غلط ہے' درست اس سے پہلی (سند) ہے۔ ہمارے علم میں نہیں ہے کہ اس پر کسی نے ابن کثیر کی متابعت کی ہو۔

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں سند کی غلطی ہے' یعنی روایت کا سعید بن مسیب سے مرسلاً مروی ہونا خطا ہے۔ درست صحابی کے ذکر کے ساتھ ہے۔ ② یہ روایت مختصر ہے' لہٰذا غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ شاید سفر میں روزہ رکھنا اچھا نہیں' حالانکہ رسول اللہ ﷺ خود سفر میں روزے رکھتے رہے ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کے سامنے سفر میں روزے رکھتے تھے۔ دراصل اس روایت کا ایک خاص محل ہے اور وہ یہ کہ جب روزہ مسافر کے لیے انتہائی مشقت کا باعث ہو اور روزے دار دوسرے کے لیے بوجھ اور مصیبت بن جائے' وہ اسے اور اس کے کام کاج کو سنبھالتے پھریں تو ایسا روزہ واقعتاً نیکی نہیں۔ لیکن اگر مسافر آسانی محسوس کرتا ہو اور روزہ برداشت کر سکے' اپنا کام خود کرے' دوسرے کے لیے پریشانی اور بوجھ کا سبب نہ بنے تو ایسے شخص کے لیے سفر میں روزہ

٢٢٥٧ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الإفطار في السفر، ح: ١٦٦٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٦٣، وصححه الحاكم: ١/ ٤٣٣، والذهبي، وله شواهد كثيرة، انظر الحديث الآتي: ٢٢٥٩.

٢٢٥٨ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٦٤.

رکھنا نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے۔ آئندہ باب وحدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ غرض جو صورت بھی انسان کے لیے باعث سہولت اور آرام دہ ہو اسے ہی اپنانا افضل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ۲۱/۱۳۲-۱۴۱)

(المعجم ٤٧) - اَلْعِلَّةُ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا قِيلَ ذٰلِكَ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ فِي حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٢٦)

باب: ۴۷- وہ سبب جس کی بنا پر یہ الفاظ کہے گئے' نیز اس بارے میں وارد حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کی حدیث کے بیان میں محمد بن عبدالرحمٰن کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: محمد بن عبدالرحمٰن کے بعض شاگرد اس روایت میں ان کے اور حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کے درمیان واسطہ ذکر نہیں کرتے' بعض ذکر کرتے ہیں۔ دیکھیے احادیث: ۲۲۶۱ اور ۲۲۶۲۔

٢٢٥٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى نَاسًا مُجْتَمِعِينَ عَلٰى رَجُلٍ فَسَأَلَ، فَقَالُوا: رَجُلٌ أَجْهَدَهُ الصَّوْمُ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۲۲۵۹- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ایک شخص کے اردگرد جمع دیکھا تو پوچھا (کیا بات ہے؟) لوگوں نے کہا: ایک آدمی ہے جسے روزے کی وجہ سے سخت تکلیف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفر کے دوران میں (اس حد تک پہنچانے والا) روزہ رکھنا نیکی نہیں۔''

٢٢٦٠- أَخْبَرَنِي شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي

۲۲۶۰- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جسے ایک درخت کے سائے تلے لٹایا گیا تھا اور اس (کے منہ) پر پانی کے چھینٹے مارے جا رہے تھے۔ آپ نے

٢٢٥٩ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥٢ من حديث بكر بن مضر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٦٥، وأصله متفق عليه كما يأتي، ح: ٢٢٦٤ . * محمد بن عبدالرحمٰن هو ابن أسعد بن زرارة.

٢٢٦٠ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٦٦، وأعله النسائي بعلة غير قادحة. * محمد بن عبدالرحمٰن هو ابن ثوبان.

كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ فِي ظِلِّ شَجَرَةٍ يُرَشُّ عَلَيْهِ الْمَاءُ قَالَ: «مَا بَالُ صَاحِبِكُمْ هٰذَا»؟ قَالُوا: يَارَسُولَ اللهِ! صَائِمٌ، قَالَ: «إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ أَنْ تَصُومُوا فِي السَّفَرِ، وَعَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللهِ الَّتِي رَخَّصَ لَكُمْ فَاقْبَلُوهَا».

فرمایا: ”تمھارے اس ساتھی کو کیا ہوا ہے؟“ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس نے روزہ رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ نیکی نہیں کہ تم سفر کے دوران میں (اس طرح کے) روزے رکھو بلکہ جو اللہ تعالیٰ نے تمھیں رخصت دی ہے اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اسے قبول کرو۔“

٢٢٦١- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيٰى قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرًا نَحْوَهُ.

۲۲۶۱- محمد بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایک شخص نے ایسی ہی حدیث سنائی جس نے یہ حدیث حضرت جابر ؓ سے سنی تھی۔

(المعجم ٤٨) - ذِكْرُ الْإِخْتِلَافِ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ (التحفة ٢٦) - أ

باب:۴۸- علی بن مبارک کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: یعنی مندرجہ بالا اختلاف مراد ہے بعض شاگرد واسطہ ذکر کرتے ہیں، بعض نہیں کرتے۔

٢٢٦٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ، عَلَيْكُمْ

۲۲۶۲- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفر کے دوران میں (اس قسم کا) روزہ رکھنا نیکی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رخصت سے فائدہ اٹھاؤ اور اسے قبول کرو۔“

٢٢٦١- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٦٧. * محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان سمعه من جابر، وسمع من رجل وهو محمد بن عمرو بن الحسن عن جابر، فالطريقان محفوظان.

٢٢٦٢- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٢٥٩، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٦٨.

بِرُخْصَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاقْبَلُوهَا».

٢٢٦٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۲۲۶۳-حضرت جابر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفر کے دوران میں (مشقت والا) روزہ رکھنا نیکی نہیں۔“

(المعجم ٤٩) - ذِكْرُ اسْمِ الرَّجُلِ (التحفة ٢٧)

باب:۴۹-اس شخص کے نام کا ذکر (جو محمد بن عبدالرحمن اور حضرت جابر ؓ کے درمیان ہے)

وضاحت: آئندہ روایت سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس کا نام محمد بن عمرو بن حسن ہے۔

٢٢٦٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَسَنٍ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِاللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ: «لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ».

۲۲۶۴-حضرت جابر ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جس پر سفر کے دوران میں سایہ کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”سفر کے دوران (اس قسم کا) روزہ رکھنا نیکی نہیں۔“

فائدہ: ”اس قسم کا“ روزہ جس سے دوسرے لوگ بھی مصیبت میں پڑے رہیں۔ کوئی کپڑا اتارے کوئی چھینٹے مارے وغیرہ۔

٢٢٦٣ـ انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٦٩.

٢٢٦٤ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب قول النبي ﷺ لمن ظلل عليه ... الخ، ح: ١٩٤٦، ومسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية ... الخ، ح: ١١١٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٧٠، وقال النسائي: "حديث شعبة هذا هو الصحيح".

٢٢٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيمِ، فَصَامَ النَّاسُ، فَبَلَغَهُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ فَدَعَا بِقَدَحٍ مَاءٍ بَعْدَ الْعَصْرِ، فَشَرِبَ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ، فَأَفْطَرَ بَعْضُ النَّاسِ وَصَامَ بَعْضٌ، فَبَلَغَهُ أَنَّ نَاسًا صَامُوا، فَقَالَ: «أُولٰئِكَ الْعُصَاةُ».

۲۲۶۵- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال رمضان المبارک میں مکے کی طرف چلے اور روزے رکھتے رہے حتی کہ کراع غمیم پہنچے۔ لوگوں نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ آپ کو یہ بات پہنچی کہ لوگوں کے لیے روزہ نبھانا مشکل ہو گیا ہے۔ یہ عصر کے بعد کی بات ہے۔ آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور پیا۔ لوگ دیکھ رہے تھے۔ کچھ لوگوں نے تو روزہ کھول لیا لیکن کچھ لوگوں نے روزہ قائم رکھا۔ آپ کو یہ بات پہنچی کہ کچھ لوگ ابھی تک روزے سے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: ”یہ لوگ نافرمان ہیں۔“

فوائد ومسائل: ① ”یہ لوگ نافرمان ہیں۔“ اللہ کے رسول ﷺ نے محسوس فرمایا کہ آج روزہ مشقت والا ہے اور مشقت والا روزہ سفر میں جائز نہیں، لہٰذا آپ نے افطار فرما لیا۔ اگرچہ آپ کو مشقت نہ تھی، تاکہ آپ کی وجہ سے کسی کو مشقت برداشت نہ کرنی پڑے۔ اسی علت کے پیش نظر ان لوگوں کو بھی افطار کر لینا چاہیے تھا جنھیں زیادہ مشقت نہ تھی، تاکہ ان کی وجہ سے دوسروں کو افطار میں جھجک محسوس نہ ہو۔ جس طرح اپنی مشقت کا لحاظ ضروری ہے، اسی طرح دوسروں کی مشقت کا لحاظ بھی ضروری ہے۔ اس بنا پر آپ نے افطار فرمایا۔ جن حضرات نے اس اصول کا لحاظ نہ رکھا بلکہ آپ کے علانیہ افطار کے باوجود افطار نہ کیا، انھوں نے نافرمانی کی۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح آپ کا فرمان واجب الاتباع ہے، اسی طرح آپ کا وہ فعل جو آپ اس لیے کریں کہ لوگ بھی اس کی اقتدا کریں، بعینہٖ واجب الاتباع ہے ورنہ یہ نافرمانی ہوگی۔ ③ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر نیک اور متقی بننا زبردست غلطی ہے۔

٢٢٦٦- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

۲۲۶۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ

٢٢٦٥- أخرجه مسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان، ح: ١١١٤ من حديث جعفر به.

٢٢٦٦- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ٣٣٦ عن أبي داود عمر بن سعد الحفري به، وتفرد به كما قال البيهقي: ٤/ ٢٤٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٧٢، وصححه ابن حبان، ح: ٩١١، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٣٣، ووافقه الذهبي، والصحيح أنه مرسل، انظر الحديث الآتي. * سفيان هو الثوري، تقدم، ح: ١٠٢٧، ولم أجد تصريح سماعه.

وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِطَعَامٍ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ، فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ: «أَدْنِيَا فَكُلَا» فَقَالَا: إِنَّا صَائِمَانِ فَقَالَ: «ارْحَلُوا لِصَاحِبَيْكُمْ، اعْمَلُوا لِصَاحِبَيْكُمْ».

نبی ﷺ کے پاس مَرُّالظَّہران مقام میں کھانا لایا گیا۔ آپ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ سے فرمایا: ”قریب آؤ اور کھاؤ۔“ ان دونوں نے کہا: ہم روزے سے ہیں۔ آپ نے دیگر صحابہ سے فرمایا: ”اپنے ان دو محترم ساتھیوں کے لیے سواریاں تم تیار کرنا اور ان کے دوسرے کام بھی تم کرنا۔“

فائدہ: مذکورہ حدیث کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی ؒ نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے جس سے صحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم۔ نیز شیخ البانی ؒ نے اگلی دونوں روایتوں کو بھی صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبی شرح سنن النسائي:۲۰/۱۹۱-۱۹۳، و سلسلة الأحاديث الصحيحة:۱/۱۶۸-۱۷۰، رقم:۸۵، و صحيح سنن النسائي:۲/۱۳۲، ۱۳۳، رقم:۲۲۶۳-۲۲۶۵)

۲۲۶۷- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى، أَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَغَدّٰى بِمَرِّ الظَّهْرَانِ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَ: «الْغَدَاءَ»، مُرْسَلٌ.

۲۲۶۷- حضرت ابوسلمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ مَرُّالظَّہران مقام پر کھانا کھا رہے تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر ؓ تھے۔ آپ نے فرمایا: ”تم بھی کھانا کھاؤ۔“ یہ روایت مرسل ہے۔

۲۲۶۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عَنْ يَحْيٰى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ: أَنَّ

۲۲۶۸- حضرت ابوسلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر ؓ مَرُّالظَّہران مقام پر تھے۔ یہ روایت بھی مرسل ہے۔

۲۲۶۷- [إسناده ضعيف لإرساله] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۷۳.
۲۲۶۸- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ۲۵۷۵.

رَسُولَ اللهِ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ. مُرْسَلٌ.

(المعجم ٥٠) - ذِكْرُ وَضْعِ الصِّيَامِ عَنِ الْمُسَافِرِ وَالْاخْتِلَافُ عَلَى الْأَوْزَاعِيِّ فِي خَبَرِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ فِيهِ (التحفة ٢٨)

باب:٥٠-مسافر کو (وقتی طور پر) روزہ معاف ہونے کا ذکر اور اس بارے میں حضرت عمرو بن امیہ ضمری ڈاٹٹ کی حدیث (کے بیان) میں اوزاعی کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: اوزاعی کے استاد یحییٰ بن ابی کثیر اور حضرت عمرو بن امیہ ضمری کے درمیان واسطہ ابوسلمہ ہیں یا ابوقلابہ؟ نیز ابوقلابہ کے استاد جعفر بن عمرو ہیں یا ابوالمہاجر؟ یاد رہے عمرو بن امیہ ضمری اور ابوامیہ ضمری ایک ہی شخصیت ہیں۔

٢٢٦٩- أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ، فَقَالَ: «إِنْتَظِرِ الْغَدَاءَ يَا أَبَا أُمَيَّةَ!» فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ: «تَعَالَ! أُدْنُ مِنِّي حَتَّى أُخْبِرَكَ عَنِ الْمُسَافِرِ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ».

٢٢٦٩-حضرت عمرو بن امیہ ضمری ڈاٹٹ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر سے واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: ''اے ابوامیہ! کھانا آ رہا ہے۔ ذرا ٹھہرو۔'' میں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ادھر آؤ۔ میرے قریب ہوتا کہ میں تمھیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور نصف نماز معاف کر دی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے فرض روزہ بھی وقتی طور پر معاف فرما دیا ہے' نفل روزے کی تو بات ہی کیا ہے' لہٰذا تو کھانا کھا سکتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ سفر میں نفل روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ ② ''روزہ اور نصف نماز'' مگر دونوں میں فرق ہے۔ فرض روزہ تو بعد میں رکھنا پڑے گا' اور یہ متفقہ مسئلہ ہے۔ مگر نصف نماز جو معاف ہے' وہ مستقل معاف ہے' یعنی اس کی قضا ادا نہیں کرنی پڑے گی۔ ③ ''معاف ہے۔'' لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسافر روزہ رکھ نہیں سکتا یا نماز پوری نہیں پڑھ سکتا بلکہ یہ اس کی

٢٢٦٩_[صحيح] وهو في الكبرى، ح:٢٥٧٦، وسنده حسن، وله شواهد عند أبي داود، ح:٢٤٠٨ وغيره.

مرضی پر موقوف ہے۔ یہ معاف رخصت کے معنی میں ہے۔ ④ ہر نماز نصف معاف نہیں بلکہ صرف وہ نماز جو چار رکعت والی ہے۔ ظہر، عصر اور عشاء۔ باقی دو نمازیں پوری پڑھنی ہوں گی۔

۲۲۷۰- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا تَنْتَظِرُ الْغَدَاءَ يَا أَبَا أُمَيَّةَ!؟» قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ: «تَعَالَ! أُخْبِرْكَ عَنِ الْمُسَافِرِ إِنَّ اللهَ وَضَعَ عَنْهُ - يَعْنِي - الصِّيَامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ».

۲۲۷۰- حضرت عمرو بن امیہ ضمری ؓ فرماتے ہیں کہ میں (سفر سے واپسی پر) رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو امیہ! کیا تو کھانا آنے کا انتظار نہیں کرے گا؟“ میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ادھر آؤ! میں تمھیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور نصف نماز معاف کر دی ہے۔“

۲۲۷۱- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوالْمُغِيرَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَاجِرِ، عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ فَسَلَّمْتُ، عَلَيْهِ فَلَمَّا ذَهَبْتُ لِأَخْرُجَ، قَالَ: «اِنْتَظِرِ الْغَدَاءَ يَا أَبَا أُمَيَّةَ!» قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ يَا نَبِيَّ اللهِ! قَالَ: «تَعَالَ! أُخْبِرْكَ

۲۲۷۱- حضرت ابو امیہ ضمری سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک سفر سے رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا۔ میں نے آپ کو سلام عرض کیا۔ جب میں اٹھنے لگا تو آپ نے فرمایا: ”اے ابو امیہ! کھانا آنے تک ٹھہرو۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں تو روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”ادھر آؤ! میں تمھیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور نصف نماز معاف کر دی ہے۔“

۲۲۷۰- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۵۷۷، وفيه عمرو بن قتيبة بدل عمرو بن عثمان، وهو الصواب كما في تحفة الأشراف، وتهذيب الكمال، وانظر الحديث السابق. * الوليد هو ابن مسلم، وصرح بالسماع المسلسل عند النسائي في الكبرى.

۲۲۷۱- [صحيح] أخرجه الدارمي: ۲/ ۱۰، ح: ۱۷۱۹ من حديث الأوزاعي به، وهو في الكبرى، ح: ۲۵۷۸، وانظر الحديث المتقدم، ح: ۲۲۶۹.

عَنِ الْمُسَافِرِ، إِنَّ اللهَ تَعَالَى وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَ نِصْفَ الصَّلَاةِ».

٢٢٧٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مَرْوَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْمُهَاجِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أُمَيَّةَ يَعْنِي الضَّمْرِيَّ: أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۲۲۷۲- حضرت ابوامیہ ضمری سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ اور مذکورہ بالا کی مانند حدیث بیان کی۔

٢٢٧٣- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ الْجَرْمِيُّ أَنَّ أَبَا أُمَيَّةَ الضَّمْرِيَّ حَدَّثَهُمْ: أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ، فَقَالَ: «انْتَظِرِ الْغَدَاءَ يَا أَبَا أُمَيَّةَ!» قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: «ادْنُ! أُخْبِرْكَ عَنِ الْمُسَافِرِ إِنَّ اللهَ تَعَالَى وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَ نِصْفَ الصَّلَاةِ».

۲۲۷۳- حضرت ابوامیہ ضمری ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سفر سے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: ''اے ابوامیہ! ٹھہرو کھانا آ رہا ہے۔'' میں نے عرض کیا: میرا تو روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ادھر آؤ' میں تمھیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور نصف نماز معاف کر دی ہے۔''

(المعجم ٥١) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ وَعَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ (التحفة ٢٨) - ألف

باب:۵۱- اس حدیث کے بیان میں معاویہ بن سلام اور علی بن مبارک کا اختلاف

٢٢٧٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، هو في الكبرى، ح: ٢٥٧٩.

٢٢٧٣- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في مسند الشاميين: ٤/ ٩٢، ح: ٢٨١٩ من حديث يحيى بن أبي كثير به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٨٠.

وضاحت: یہ دونوں بزرگ حضرت یحییٰ بن ابی کثیر کے شاگرد ہی ہیں۔ ان میں اختلاف یہ ہے کہ معاویہ بن سلام تو ابوقلابہ اور ابوامیہ ضمری ﷺ کے درمیان کوئی واسطہ ذکر نہیں کرتے جبکہ علی بن مبارک واسطہ ذکر کرتے ہیں جیسے کہ سابقہ وضاحت میں بیان ہو چکا ہے۔

٢٢٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْحَرَّانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّ أَبَا أُمَيَّةَ الضَّمْرِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَهُوَ صَائِمٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَا تَنْتَظِرُ الْغَدَاءَ؟» قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَعَالَ! أُخْبِرْكَ عَنِ الصِّيَامِ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصِّيَامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ».

٢٢٧٤- حضرت ابوامیہ ضمری ﷺ نے بتایا کہ میں ایک سفر سے (واپسی پر) رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ میں روزے سے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "تم کھانے تک نہیں ٹھہرو گے؟" میں نے عرض کیا: میں تو روزے سے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ادھر آؤ! میں تمھیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور آدھی نماز معاف کر دی ہے۔"

٢٢٧٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيٌّ عَنْ يَحْيَى، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ رَجُلٍ: أَنَّ أَبَا أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ مِنْ سَفَرٍ نَحْوَهُ.

٢٢٧٥- حضرت ابوامیہ ﷺ نے خبر دی کہ میں سفر سے واپس نبی ﷺ کے پاس آیا۔ مذکورہ بالا روایت کی مانند۔

٢٢٧٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ التَّلِّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ:

٢٢٧٦- حضرت انس ﷺ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مسافر کو آدھی نماز اور روزہ

٢٢٧٤_[إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٨١.

٢٢٧٥_[إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٨٢.

٢٢٧٦_[حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٨٣، وأخرجه أبوداود، ح: ٢٤٠٨، والترمذي، ح: ٧١٥، وابن ماجه، ح: ١٦٦٧، ٣٢٩٩ من طرق عن أنس بن مالك به، وحسنه الترمذي، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٠٤٤، وله شاهد حسن يأتي، ح: ٢٣١٧.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ - يَعْنِي - نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ وَعَنِ الْحُبْلَى وَالْمُرْضِعِ».

معاف کر دیا ہے۔ اور (اسی طرح) حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو بھی۔"

فوائد ومسائل: ① امام نسائی ؒ نے مذکورہ حدیث انس کو بھی مذکورہ باب کے تحت ہی ذکر فرما دیا' حالانکہ اس پر الگ سے عنوان قائم کرنا زیادہ مناسب تھا جیسا کہ دیگر صحابۂ کرام ؓ سے مروی احادیث کے اسنادی اختلافات کے بیان میں کرتے ہیں۔ دیکھیے: (ذخیرة العقبی شرح سنن النسائي: ١٧٢/٢١، ١٧٣) ② حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر بچے کے نقصان کا اندیشہ ہو تو وہ روزہ چھوڑ سکتی ہے' بعد میں قضا ادا کرے یا بعض نے کہا ہے کہ فدیہ دے دے' یہی کافی ہے۔ بعض کہتے ہیں قضا کی ضرورت ہے نہ فدیہ کی' گویا کہ حقیقتاً معافی ہے' مگر جمہور اہل علم کے نزدیک پہلی بات ہی صحیح ہے کہ بعد میں قضا ادا کرنی ہوگی۔

٢٢٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ شَيْخٍ مِنْ قُشَيْرٍ، عَنْ عَمِّهِ، حَدَّثَنَا، ثُمَّ أَلْفَيْنَاهُ فِي إِبِلٍ لَهُ، فَقَالَ لَهُ أَبُو قِلَابَةَ: حَدِّثْهُ، فَقَالَ الشَّيْخُ: حَدَّثَنِي عَمِّي: أَنَّهُ ذَهَبَ فِي إِبِلٍ لَهُ، فَانْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَأْكُلُ أَوْ قَالَ: يَطْعَمُ، فَقَالَ: «اُدْنُ فَكُلْ» أَوْ قَالَ: «اُدْنُ فَاطْعَمْ» فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامَ وَعَنِ الْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ».

٢٢٧٧- حضرت ایوب سے منقول ہے کہ ہمیں بتایا گیا کہ قشیر قبیلے کا ایک بزرگ اپنے صحابی چچا سے حدیث بیان کرتا ہے۔ (ہم گئے تو) ہم نے اس بزرگ کو اس کے اونٹوں میں پایا۔ (میرے ساتھ استاد محترم ابوقلابہ بھی تھے۔) تو حضرت ابوقلابہ نے اس (بزرگ) سے کہا کہ اسے وہ حدیث بیان کیجیے: تو اس بزرگ نے فرمایا کہ مجھے میرے چچا (انس بن مالک قشیری ؓ) نے بیان فرمایا کہ میں اپنے اونٹوں (کے مطالبے) کے سلسلے میں نبی ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "آؤ اور کھانا کھاؤ۔" میں نے عرض کیا: میرا روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مسافر کو نصف نماز اور روزہ معاف کر دیا ہے۔ اسی طرح حاملہ اور مرضعہ (بچے کو دودھ پلانے والی) کو بھی۔"

٢٢٧٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٨٤.

۲۲۷۸- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ هٰذَا الْحَدِيثَ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ لَكَ فِي صَاحِبِ الْحَدِيثِ؟ فَدَلَّنِي عَلَيْهِ، فَلَقِيتُهُ، فَقَالَ: حَدَّثَنِي قَرِيبٌ لِي يُقَالُ لَهُ: أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي إِبِلٍ كَانَتْ لِي أُخِذَتْ، فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ يَأْكُلُ، فَدَعَانِي إِلَى طَعَامِهِ، فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ: «اُدْنُ! أُخْبِرْكَ عَنْ ذٰلِكَ إِنَّ اللهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ».

۲۲۷۸- حضرت ایوب بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث حضرت ابوقلابہ نے بیان فرمائی' پھر فرمانے لگے: کیا تم اس حدیث کے راوی سے ملنا چاہتے ہو؟ اور مجھے ان کا پتا بتایا۔ میں جا کر انھیں ملا تو انھوں نے فرمایا: مجھ سے میرے ایک رشتے دار' جنھیں انس بن مالک ؓ کہا جاتا ہے' نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے اونٹوں کے مطالبے کے لیے حاضر ہوا جو (غلط فہمی کی بنا پر) پکڑ لیے گئے تھے۔ میں نے آپ کو کھانا کھاتے پایا۔ آپ ﷺ نے مجھے کھانے کی دعوت دی۔ میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ادھر آؤ' میں تمھیں اس بارے میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور نصف نماز معاف کر دی ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ انس بن مالک قشیری ہیں۔ مشہور انس بن مالک خادم رسول اور ہیں...... ؓ
② ''پکڑ لیے گئے تھے'' رسول اللہ ﷺ کے لشکر نے یہ اونٹ پکڑے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ کفار کے ہیں' حالانکہ یہ اونٹ صحابیٔ رسول حضرت انس بن مالک قشیری ؓ کے تھے۔ تو حضرت انس ؓ اپنے اونٹوں کے مطالبے کے لیے خدمت نبوی میں حاضر ہوئے تھے۔

۲۲۷۹- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ رَجُلٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ لِحَاجَةٍ فَإِذَا هُوَ يَتَغَدّٰى قَالَ: «هَلُمَّ! إِلَى الْغَدَاءِ» فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: «هَلُمَّ! أُخْبِرْكَ عَنِ الصَّوْمِ، إِنَّ اللهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ،

۲۲۷۹- حضرت ابوقلابہ ایک صحابی سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس کسی کام کے سلسلے میں حاضر ہوا۔ آپ صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''آؤ کھانا کھاؤ۔'' میں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''ادھر آؤ' میں تمھیں روزے کے بارے میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو نصف نماز اور روزہ معاف کر دیا ہے۔ اور حاملہ

۲۲۷۸_[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح:۲۵۸۵.
۲۲۷۹_[صحيح] تقدم، ح:۲۲۷٦، وهو في الكبرٰى، ح:۲۵۸٦.

وَرَخَّصَ لِلْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ».

اور دودھ پلانے والی عورت کو بھی رخصت دی ہے۔"

٢٢٨٠- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ رَجُلٍ نَحْوَهُ.

۲۲۸۰-حضرت ابوالعلاء بن شخیر نے بھی ایک شخص سے ایسی ہی روایت بیان کی ہے۔

٢٢٨١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ هَانِيءِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَلْحَرِيشِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مُسَافِرًا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَأَنَا صَائِمٌ وَهُوَ يَأْكُلُ قَالَ: «هَلُمَّ!» قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ قَالَ: «تَعَالَ! أَلَمْ تَعْلَمْ مَا وَضَعَ اللهُ عَنِ الْمُسَافِرِ؟» قُلْتُ: وَمَا وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ؟ قَالَ: «الصَّوْمَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ».

۲۲۸۱-بَلْحَرِیش (بنوالحریش) قبیلے کے ایک شخص نے اپنے والد سے بیان کیا' انھوں نے فرمایا: میں مسافر تھا۔ میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ میں اس وقت روزے سے تھا اور آپ کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "تم بھی آؤ۔" میں نے عرض کیا: میرا تو روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: "ادھر آؤ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو معافی دی ہے؟" میں نے کہا: کس چیز کی؟ فرمایا: "روزے اور نصف نماز کی۔"

٢٢٨٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُودَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ هَانِيءِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَلْحَرِيشِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا نُسَافِرُ مَا شَاءَ اللهُ فَأَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَطْعَمُ فَقَالَ: «هَلُمَّ! فَاطْعَمْ» فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: أُحَدِّثُكُمْ عَنِ الصِّيَامِ «إِنَّ اللهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ

۲۲۸۲-بَلْحَرِیش (بنوالحریش) قبیلے کے ایک شخص نے اپنے والد محترم سے بیان کیا کہ ہم سفر کیا کرتے تھے جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ کھانا کھا رہے تھے۔ فرمایا: "آؤ کھانا کھاؤ۔" میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تمھیں روزے کے بارے میں بیان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور آدھی نماز معاف کر دی ہے۔"

٢٢٨٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٨٧.

٢٢٨١ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٨٨، وللحديث شواهد كثيرة.

٢٢٨٢ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٨٩.

الصَّلَاةِ».

٢٢٨٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ هَانِىءِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مُسَافِرًا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَأْكُلُ، وَأَنَا صَائِمٌ، فَقَالَ: «هَلُمَّ!» قُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ قَالَ: «أَتَدْرِي مَا وَضَعَ اللهُ عَنِ الْمُسَافِرِ؟» قُلْتُ: وَمَا وَضَعَ اللهُ عَنِ الْمُسَافِرِ؟ قَالَ: «الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ».

۲۲۸۳-حضرت ہانی بن عبداللہ بن شخیر اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میں مسافر تھا۔ نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے اور میرا روزہ تھا۔ آپ نے فرمایا: ”آؤ۔“ میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو کیا معاف کیا ہے؟“ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مسافر کو کیا معاف کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”روزہ اور نصف نماز۔“

٢٢٨٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مُوسَى - هُوَ ابْنُ أَبِي عَائِشَةَ - عَنْ غَيْلَانَ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي قِلَابَةَ فِي سَفَرٍ فَقَرَّبَ طَعَامًا، فَقُلْتُ: إِنِّي صَائِمٌ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ فِي سَفَرٍ، فَقَرَّبَ طَعَامًا، فَقَالَ لِرَجُلٍ: «أُدْنُ! فَاطْعَمْ» قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: «إِنَّ اللهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ، نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامَ فِي السَّفَرِ، فَادْنُ فَاطْعَمْ» فَدَنَوْتُ فَطَعِمْتُ.

۲۲۸۴-حضرت غیلان بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوقلابہ کے ساتھ ایک سفر میں گیا۔ انھوں نے کھانا میرے قریب کیا۔ میں نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ وہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ (ایک دفعہ) سفر میں نکلے۔ آپ نے کھانا قریب کیا اور ایک آدمی سے فرمایا: ”آؤ! کھانا کھاؤ۔“ اس نے کہا: میں تو روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مسافر کو نصف نماز اور روزہ سفر میں معاف کر دیا ہے لہٰذا تم قریب آؤ اور کھاؤ۔“ (غیلان نے کہا:) (یہ حدیث سن کر) میں قریب ہوا اور میں نے کھانا کھایا۔

فوائد ومسائل: ① ایک حدیث کی اس قدر تکرار کی وجوہات اس سے قبل مختلف مقامات پر ذکر ہو چکی ہیں' مثلاً: حدیث: ۲۱۳۳ کے فوائد دیکھیے۔ ② روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا واقعہ ایک سے زائد صحابہ

٢٢٨٣_[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٩٠.

٢٢٨٤_[صحيح] تقدم، ح: ٢٢٧٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٥٩١.

کے ساتھ پیش آیا۔ اور یہ کوئی بعید بات نہیں۔

(المعجم ٥٢) - فَضْلُ الْإِفْطَارِ فِي السَّفَرِ عَلَى الصَّوْمِ (التحفة ٢٩)

باب:۵۲-سفر میں (بصورت مشقت) روزہ رکھنے سے نہ رکھنا افضل ہے

٢٢٨٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ، فَنَزَلْنَا فِي يَوْمٍ حَارٍّ وَاتَّخَذْنَا ظِلَالًا، فَسَقَطَ الصُّوَّامُ وَقَامَ الْمُفْطِرُونَ فَسَقَوُا الرِّكَابَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ».

۲۲۸۵- حضرت انس بن مالک ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ کسی نے روزہ رکھا ہوا تھا' کسی نے نہیں رکھا تھا۔ یہ سخت گرم دن تھے۔ ہم اترے اور سایہ حاصل کیا۔ روزے دار تو لیٹ گئے لیکن روزہ نہ رکھنے والے اٹھے اور انھوں نے ہماری سواریوں کے جانوروں کو پانی پلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج تو روزہ نہ رکھنے والے ثواب لے گئے۔''

فوائد و مسائل: ① اتنی مشقت کے ساتھ نفل روزے سفر میں رکھنا کہ روزے دار اپنا کام بھی خود نہ کر سکے بلکہ دوسروں کو اس کا کام کرنا پڑے' بہتر نہیں۔ روزہ رکھنا سفر میں اس وقت بہتر ہے جب انسان عاجز نہ آئے اور لوگوں پر بوجھ نہ بنے۔ ② ''ثواب لے گئے۔'' یعنی خدمت کا ثواب۔ ویسے یہ جملہ ترجیح کے موقع پر بولا جاتا ہے' گویا اس دن روزہ نہ رکھنے والے روزہ رکھنے والوں سے بڑھ گئے۔ واللہ أعلم۔ ③ جہاد میں ایک دوسرے کا تعاون کرنا بہت اجر والا کام ہے۔

(المعجم ٥٣) - ذِكْرُ قَوْلِهِ: اَلصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ (التحفة ٣٠)

باب:۵۳-اس بات کا بیان کہ سفر میں روزہ رکھنے والا گھر میں رہ کر روزہ نہ رکھنے والے کی طرح ہے

٢٢٨٥_ أخرجه مسلم، الصيام، باب أجر المفطر في السفر إذا تولى العمل، ح:١١١٩ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الجهاد، باب فضل الخدمة في الغزو، ح:٢٨٩٠ من حديث عاصم الأحول به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٥٩٢.

۲۲۸۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: يُقَالُ: اَلصِّيَامُ فِي السَّفَرِ كَالْإِفْطَارِ فِي الْحَضَرِ.

۲۲۸۶- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا گھر میں رہ کر روزہ نہ رکھنے کے برابر ہے۔

۲۲۸۷- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ الْخَيَّاطِ وَأَبُو عَامِرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ قَالَ: اَلصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْإِفْطَارِ فِي الْحَضَرِ.

۲۲۸۷- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنے والا گھر رہ کر روزہ نہ رکھنے والے کی طرح ہے۔

۲۲۸۸- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: اَلصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ.

۲۲۸۸- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سفر میں روزہ رکھنے والا گھر رہ کر روزہ نہ رکھنے والے کی طرح ہے۔

فائدہ: یہ روایت زیادہ سے زیادہ موقوف (یعنی صحابی کا قول) ہے علاوہ ازیں تینوں روایات سنداً ضعیف ہیں نیز روایت:۲۲۸۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قول کے قائل کا بھی علم نہیں کہ کون ہے۔ ویسے بھی اس قول کا مطلب مندرجہ بالا مرفوع احادیث کے مخالف نہیں لیا جا سکتا' یعنی اگر سفر میں روزہ انتہائی مشقت کا سبب ہو جس سے روزے دار عاجز آ جائے اور دوسروں کے لیے مصیبت کا سبب بنے تب سفر میں روزہ رکھنا مناسب

۲۲۸٦ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الإفطار في السفر، ح:١٦٦٦ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٥٩٣. * أبوسلمة لم يسمع من أبيه كما قال أحمد، وابن معين وغيرهما، وفي الحديث علة أخرى.

۲۲۸۷ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٢٥٩٤.

۲۲۸۸ـ [إسناده ضعيف] وهو في الكبرٰى، ح:٢٥٩٥. * الزهري عنعن تقدم، ح:١٢٠٧.

نہیں ورنہ جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ کے فعل سے ثابت ہے۔ کسی قول کا ایسا مطلب نہیں لیا جاسکتا جو صریح حدیث کے خلاف ہو۔

(المعجم ٥٤) - اَلصِّيَامُ فِي السَّفَرِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ خَبَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيهِ (التحفة ٣١)

باب:۵۴- سفر میں روزہ رکھنا' نیز اس بارے میں حضرت ابن عباس ؓ کی حدیث میں ناقلین کا اختلاف

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ سے اس حدیث کو بیان کرنے والے مقسم ہیں یا مجاہد یا طاؤس؟ درست یہ ہے کہ یہ روایت بواسطہ مقسم معلول ہے' طاؤس اور مجاہد کے واسطے سے صحیح ہے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي:۲۱/۱۸۸)

٢٢٨٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى أَتَى قُدَيْدًا، ثُمَّ أُتِيَ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَ، وَأَفْطَرَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ.

۲۲۸۹- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ رمضان المبارک میں (فتح مکہ کے لیے) نکلے۔ آپ روزے رکھتے رہے حتی کہ قُدَیْد مقام پر آئے تو آپ کے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ آپ نے پیا اور صحابہ سمیت روزہ کھول لیا۔

٢٢٩٠- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ الْحَكَمِ ابْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى أَتَى قُدَيْدًا، ثُمَّ أَفْطَرَ حَتَّى أَتَى مَكَّةَ.

۲۲۹۰- حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے چلے تو روزے رکھتے رہے حتی کہ قدید کے مقام پر آگئے' پھر آپ نے روزے رکھنے بند کر دیے حتی کہ مکہ مکرمہ آگئے۔"

٢٢٨٩ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٤، ٣٤١، ٣٤٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٩٦، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث الآتي: ٢٣١٥.

٢٢٩٠ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الصوم في السفر، ح: ١٦٦١ من حديث مجاهد به، انظر الحديث الآتي: ٢٢٩٢، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٩٧.

٢٢٩١- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَامَ فِي السَّفَرِ حَتّٰى أَتٰى قُدَيْدًا، ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَ، فَأَفْطَرَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ.

۲۲۹۱- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (فتح مکہ کے) سفر میں روزے رکھتے رہے حتی کہ قدید مقام پر آئے تو دودھ کا پیالہ منگوایا اور پی لیا۔ اس طرح آپ نے اور آپ کے صحابہ نے روزہ کھول لیا۔

فائدہ: یہ روایت تفصیل سے پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے روایت: ۲۲۶۵) جس میں روزے کے افطار کی وجہ مشقت بیان کی گئی ہے۔ اس باب میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے بعد مکہ مکرمہ تشریف لانے تک روزہ نہیں رکھا۔ اس کی وجہ مشقت کے علاوہ یہ بھی تھی کہ مکہ مکرمہ میں جنگ کا امکان تھا' لہٰذا آپ نے مناسب سمجھا کہ لوگ کچھ جسمانی قوت حاصل کر لیں' اس لیے عملاً روزے رکھنے سے روک دیا۔ گویا مخصوص حالت میں سفر کے دوران میں روزہ رکھنے سے روکا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٥٥) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مَنْصُورٍ (التحفة ٣١) - أ

باب:۵۵- منصور کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: یعنی مجاہد حضرت ابن عباس ؓ سے براہ راست بیان کرتے ہیں یا بواسطۂ طاؤس؟ دونوں طرح ممکن ہے۔ پہلے پہل واسطے کے ساتھ بیان کیا ہو' پھر مزید تحقیق کے لیے براہ راست حضرت ابن عباس ؓ سے بھی سماع کر لیا ہو' غرض اس قسم کا اختلاف صحت حدیث کے لیے مضر نہیں۔ واللہ أعلم.

٢٢٩٢- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلٰى مَكَّةَ فَصَامَ

۲۲۹۲- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (فتح مکہ کے وقت) مکہ مکرمہ کو چلے تو روزے رکھتے رہے حتی کہ عسفان مقام پر پہنچے تو پیالہ منگوایا اور پی لیا۔ اور یہ رمضان المبارک کی بات ہے۔

٢٢٩١- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٨٩.

٢٢٩٢- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في الصوم في السفر، ح: ١٦٦١ من حديث منصور به، وهو في الكبرى، ح: ٢٥٩٨، وانظر الحديث الآتي وهو المحفوظ.

حَتّٰى أَتٰى عُسْفَانَ، فَدَعَا بِقَدَحٍ فَشَرِبَ، قَالَ شُعْبَةُ: فِي رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: مَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

حضرت ابن عباس ؓ (اس بنا پر) فرمایا کرتے تھے: (سفر میں) جو شخص چاہے روزہ رکھے جو چاہے نہ رکھے۔

فائدہ: سابقہ روایات میں قُدَید کا ذکر ہے اور یہاں عُسفان کا' اس میں کوئی تضاد نہیں۔ یہ دونوں مقام قریب قریب ہیں۔ ممکن ہے کہ افطار کی تعمیم (لوگوں کی اطلاع) کے لیے دونوں جگہ نبی ﷺ نے پیا ہو۔

۲۲۹۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَافَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا يَرَاهُ النَّاسُ، ثُمَّ أَفْطَرَ.

۲۲۹۳- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک میں (فتح مکہ کا) سفر کیا۔ روزے رکھتے رہے حتی کہ مقام عسفان میں پہنچے تو برتن منگوایا اور ابھی دن ہی تھا کہ آپ نے پی کر روزہ کھول لیا۔ سب لوگ آپ کو دیکھ رہے تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا دورانِ سفر میں شدید مشقت ہو تو روزہ کھولا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی کفارہ نہیں' ہاں قضا ادا کرنی ہوگی۔

۲۲۹٤- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ: قُلْتُ لِمُجَاهِدٍ: اَلصَّوْمُ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُ وَيُفْطِرُ.

۲۲۹۴- حضرت عوام بن حوشب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت مجاہد سے سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (سفر کے دوران میں) روزہ رکھ بھی لیتے تھے اور چھوڑ بھی دیتے تھے۔

۲۲۹٥- أَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ

۲۲۹۵- حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ رسول اللہ

۲۲۹۳_ أخرجه البخاري، المغازي، باب غزوة الفتح في رمضان، ح:٤٢٧٩، ومسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر . . . الخ، ح:١١١٣ من حديث جرير بن عبد الحميد به، وهو في الكبرى، ح:٢٥٩٩.

۲۲۹٤_[صحيح] انظر الحديث السابق والآتي، وهو في الكبرى، ح:٢٦٠٢.

۲۲۹٥_[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح:٢٦٠١. * زهير هو ابن معاوية، ولم ينفرد به، وحسين هو ابن علي الجعفي، وأبو إسحاق هو السبيعي.

قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُجَاهِدٌ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَامَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَأَفْطَرَ فِي السَّفَرِ.

ﷺ نے سفر کے دوران میں ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھے بھی ہیں اور چھوڑے بھی۔

(المعجم ٥٦) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ فِي حَدِيثِ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ (التحفة ٣١) - ب

باب:۵۶- اس بارے میں حضرت حمزہ بن عمرو ؓ کی حدیث میں سلیمان بن یسار کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: اکثر شاگردوں نے یہ روایت عن سلیمان عن حمزہ بیان کی ہے۔ گویا سلیمان یہ روایت حضرت حمزہ ؓ کے واسطے سے بیان کر رہے ہیں جبکہ روایت:۲۲۹۷ کی سند کے سیاق سے یوں سمجھ میں آتا ہے کہ سلیمان بن یسار حضرت حمزہ کا واقعہ بیان کر رہے ہیں، حالانکہ وہ واقعہ کے وقت موجود نہ تھے۔ انھوں نے صراحت نہیں کی کہ انھوں نے یہ واقعہ حضرت حمزہ سے سنا ہے یا کسی اور سے، اسی لیے امام نسائی ؒ نے اس روایت:۲۲۹۷ کو منقطع قرار دیا ہے، یہاں مرسل منقطع کے معنی میں ہے۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ روایت:۲۳۰۳ میں سلیمان بن یسار کے شاگرد عمران بن ابی انس نے ان کے اور حضرت حمزہ کے درمیان ابومراوح کا واسطہ ذکر کیا ہے جبکہ باقی روایات بلاواسطہ ہیں۔

٢٢٩٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ، قَالَ: «إِنْ»، ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

۲۲۹۶- حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سفر کے دوران میں روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "اگر تو چاہے تو رکھ لے اور چاہے تو نہ رکھ۔"

٢٢٩٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۲۹۷- حضرت سلیمان بن یسار سے روایت ہے

٢٢٩٦_ أخرجه مسلم، الصيام، باب التخيير في الصوم والفطر في السفر، ح: ١١٢١/ ١٠٤ من طريق آخر عن حمزة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٠٢.

٢٢٩٧_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٠٤.

اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مِثْلَهُ. مُرْسَلٌ.

کہ حضرت حمزہ بن عمرو نے کہا: اے اللہ کے رسول! پھر اسی کے مثل بیان کیا۔ یہ روایت مرسل (منقطع) ہے۔

۲۲۹۸- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ حَمْزَةَ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ أَنْ تَصُومَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُفْطِرَ فَأَفْطِرْ».

۲۲۹۸- حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دوران سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”اگر تو روزہ رکھنا چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر نہ رکھنا چاہے تو نہ رکھ۔“

۲۲۹۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ أَنْ تَصُومَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُفْطِرَ فَأَفْطِرْ».

۲۲۹۹- حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سفر کی حالت میں روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”تو روزہ رکھنا چاہے تو روزہ رکھ سکتا ہے۔ نہ رکھنا چاہے تو چھوڑ بھی سکتا ہے۔“

۲۳۰۰- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ فَذَكَرَ آخَرَ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ حَمْزَةَ

۲۳۰۰- حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یقیناً میں سفر کی حالت میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں (تو کیا میں روزہ رکھ لیا کروں۔) آپ نے فرمایا: ”اگر چاہے تو رکھ لے چاہے

۲۲۹۸ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

۲۲۹۹ـ [صحيح] تقدم، ح: ۲۲۹۶، وهو في الكبرى، ح: ۲٦٠٦.

۲۳۰۰ـ [صحيح] تقدم، ح: ۲۲۹٦، وهو في الكبرى، ح: ۲٦٠٣.

ابْنِ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

تو نہ رکھ۔"

۲۳۰۱- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ أَنْ تَصُومَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تُفْطِرَ فَأَفْطِرْ».

۲۳۰۱- حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دوران سفر میں روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "اگر روزہ رکھنا چاہے تو رکھ لے اور اگر نہ رکھنا چاہے تو نہ رکھ۔"

۲۳۰۲- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَحَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَانِي جَمِيعًا عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كُنْتُ أَسْرُدُ الصِّيَامَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَسْرُدُ الصِّيَامَ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

۲۳۰۲- حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دور میں لگاتار نفل روزے رکھا کرتا تھا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں سفر میں بھی لگاتار روزے رکھ لیتا ہوں (کوئی حرج تو نہیں؟) آپ نے فرمایا: "چاہے تو روزہ رکھ چاہے تو نہ رکھ۔"

۲۳۰۳- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ

۲۳۰۳- حضرت حمزہ (اسلمی) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

۲۳۰۱_[صحیح] تقدم، ح: ۲۲۹٦، وهو في الكبرى، ح: ۲٦١٠.
۲۳۰۲_[صحیح] تقدم، ح: ۲۲۹٦، وهو في الكبرى، ح: ۲٦٠٧.
۲۳۰۳_[صحیح] تقدم، ح: ۲۲۹٦، وهو في الكبرى، ح: ۲٦٠٨.

إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ حَمْزَةَ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصِّيَامَ، أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ، قَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں مسلسل نفل روزے رکھتا ہوں تو کیا سفر میں بھی روزہ رکھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: "جی چاہے تو رکھ لے' جی چاہے تو نہ رکھ۔"

٢٣٠٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي عِمْرَانُ بْنُ أَبِي أَنَسٍ أَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا مُرَاوِحٍ حَدَّثَهُ أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَكَانَ رَجُلًا يَصُومُ فِي السَّفَرِ، فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

٢٣٠٤- حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے جو کہ سفر میں روزے رکھا کرتے تھے' رسول اللہ ﷺ سے (اس بارے میں) پوچھا تو آپ نے فرمایا: "چاہے تو روزہ رکھ' چاہے تو نہ رکھ۔"

(المعجم ٥٧) - ذِكْرُ الْاخْتِلَافِ عَلَى عُرْوَةَ فِي حَدِيثِ حَمْزَةَ فِيهِ (التحفة ٣١)

باب:٥٧- حضرت حمزہ بن عمرو کی حدیث میں عروہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: حضرت عروہ کے شاگرد ابوالاسود نے ان کے اور حضرت حمزہ کے درمیان ابومراوح کا واسطہ ذکر کیا ہے' جبکہ ان کے بیٹے ہشام نے ان کے درمیان واسطہ ذکر نہیں کیا۔

٢٣٠٥- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو

٢٣٠٥- حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میں اپنے آپ

٢٣٠٤- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٩٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٠٩.

٢٣٠٥- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٩٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٦١١، وأخرجه مسلم، الصيام، باب التخيير في الصوم والفطر في السفر، ح: ١١٢١/ ١٠٧ من حديث عبدالله بن وهب به.

وَذَكَرَ آخَرَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِي مُرَاوِحٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَجِدُ فِيَّ قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ؟ قَالَ: «هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَنْ أَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصُومَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ».

میں دوران سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت پاتا ہوں تو کیا روزہ رکھنے میں مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا: "روزہ نہ رکھنا اللہ عزوجل کی طرف سے رخصت ہے۔ جو رخصت پر عمل کرے تو اچھی بات ہے اور جو روزہ رکھنا چاہے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔"

فائدہ: مندرجہ بالا روایت میں رسول اللہ ﷺ سے صراحتاً ثابت ہے کہ سفر میں روزہ رکھنا' نہ رکھنا برابر ہے۔ ہر مسافر اپنے حالات کے لحاظ سے دونوں میں سے کسی پر بھی عمل کر سکتا ہے۔ اگر مشقت نہ ہو تو فرض روزہ رکھ لینا بہتر اور افضل ہے کیونکہ بعد میں قضا میں رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے۔ (اگرچہ نہ رکھنا بھی جائز ہے۔) اور اگر مشقت ہو تو روزہ نہ رکھنا بہتر ہے تاکہ روزہ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لیے مصیبت نہ بن جائے۔ نفلی روزے میں دونوں باتیں برابر ہیں۔ یہ مندرجہ بالا روایات کا خلاصہ ہے۔ اس طریقے سے تمام روایات پر عمل ہو جائے گا۔

(المعجم ٥٨) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِيهِ (التحفة ٣١) - د

باب:۵۸- اس روایت میں ہشام بن عروہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: ہشام بن عروہ کے شاگرد محمد بن بشیر نے عروہ اور حضرت حمزہ کے درمیان کوئی واسطہ ذکر نہیں کیا جبکہ دوسرے شاگرد دونوں کے درمیان حضرت عائشہ ؓ کا واسطہ ذکر کرتے ہیں۔ بعض شاگردوں نے اس روایت کو حضرت عائشہ ؓ کی روایت بیان کیا ہے کہ وہ حضرت حمزہ کا واقعہ بیان کر رہی ہیں' نہ کہ ان سے بیان کر رہی ہیں۔

٢٣٠٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو

۲۳۰۶- حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی ؓ سے مروی ہے کہ میں سفر میں روزے رکھا کرتا تھا۔ (اس لیے) میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں دوران سفر

٢٣٠٦- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٩٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٦١٢.

الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

میں روزہ رکھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: "اگر تو چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو نہ رکھ۔"

٢٣٠٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ اللَّاٰنِيُّ بِالْكُوفَةِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ الرَّازِيُّ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي رَجُلٌ أَصُومُ، أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

٢٣٠٧- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اکثر نفل روزے رکھتا ہوں تو کیا سفر میں بھی رکھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: "اگر چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو نہ رکھ۔"

٢٣٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ حَمْزَةَ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ وَكَانَ كَثِيرَ الصِّيَامِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

٢٣٠٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ (اسلمی) ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں سفر میں روزہ رکھ لیا کروں؟ اور وہ اکثر (نفل) روزے رکھا کرتے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: "اگر چاہے تو روزہ رکھ لے اور چاہے تو نہ رکھ۔"

٢٣٠٩- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ

٢٣٠٩- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضرت حمزہ (اسلمی) ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں سفر میں روزہ رکھ لیا کروں؟

٢٣٠٧- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٩٦، وهو في الكبرى، ح: ٢٦١٣.

٢٣٠٨- أخرجه البخاري، الصوم، باب الصوم في السفر والإفطار، ح: ١٩٤٣ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦١٤، والموطأ (رواية عبدالرحمن بن القاسم، ح: ٤٦٥)، وللحديث لون آخر في الموطأ (رواية يحيى بن يحيى: ١/ ٢٩٥) رواه عن هشام عن أبيه عن حمزة به.

٢٣٠٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٦١٥.

قَالَتْ: إِنَّ حَمْزَةَ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

آپ نے فرمایا: "اگر جی چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر جی چاہے تو نہ رکھ۔"

٢٣١٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ حَمْزَةَ الْأَسْلَمِيَّ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ، وَكَانَ رَجُلًا يَسْرُدُ الصَّوْمَ فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ فَصُمْ، وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ».

۲۳۱۰- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ حضرت حمزہ اسلمی ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دوران سفر روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا اور یہ (اللہ کے بندے) لگاتار نفل روزے رکھا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: "اگر تو چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔"

فائدہ: روایات کی یہ تکرار بعض اسنادی باریکیوں کی وضاحت کے لیے ہوتی ہے اور محدثین کے نزدیک یہ بہت مفید اور دلچسپ چیز ہے۔ اس کی طرف کئی مقامات پر اشارہ ہو چکا ہے۔ (مثلاً: دیکھیے حدیث: ۲۳۰۲)

(المعجم ٥٩) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى أَبِي نَضْرَةَ الْمُنْذِرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ قِطْعَةَ فِيهِ (التحفة ٣١) - هـ

باب: ۵۹- اس حدیث میں ابونضرہ منذر بن مالک بن قطعہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: پہلی دو روایات: ۲۳۱۱، ۲۳۱۲ میں ابونضرہ کے استاد حضرت ابوسعید خدری ؓ ہیں جبکہ روایت: ۲۳۱۳ میں ان کے استاد جابر ؓ بیان کیے گئے ہیں۔ اور روایت: ۲۳۱۴ میں دونوں کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ یہ تو ہے اختلاف البتہ واضح رہے کہ دونوں قسم کی روایات صحیح ہیں اور دونوں صحابہ ان کے استاد ہیں جیسا کہ آخری روایت میں صراحت ہے۔

٢٣١١- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَعِيدٍ

۲۳۱۱- حضرت ابوسعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رمضان المبارک میں سفر کیا کرتے تھے کوئی ہم میں

٢٣١٠- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٦١٦، وأخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في الرخصة في الصوم في السفر، ح: ٧١١ من حديث عبدة به، وقال: "حسن صحيح".

٢٣١١- أخرجه مسلم، الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر . . . الخ، ح: ١١١٦/ ٩٦ من حديث سعيد الجريري به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦١٨. • حماد هو ابن زيد.

الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ قَالَ: كُنَّا نُسَافِرُ فِي رَمَضَانَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ، لَا يَعِيبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا يَعِيبُ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

سے روزے دار ہوتا تھا اور کسی کا روزہ نہیں ہوتا تھا۔ نہ روزے دار روزہ چھوڑنے والے پر اعتراض کرتا تھا اور نہ روزہ چھوڑنے والا روزے دار پر۔

٢٣١٢- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللهِ الْوَاسِطِيُّ - عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ، وَلَا يَعِيبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا يَعِيبُ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

٢٣١٢- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے۔ ہم میں سے کوئی روزہ رکھتا تھا' کوئی نہیں رکھتا تھا۔ نہ تو روزہ رکھنے والا' نہ رکھنے والے پر اعتراض کرتا تھا اور نہ روزہ نہ رکھنے والا' روزہ رکھنے والے پر کوئی اعتراض کرتا تھا۔

٢٣١٣- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَصَامَ بَعْضُنَا وَأَفْطَرَ بَعْضُنَا.

٢٣١٣- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا۔ ہم میں سے کسی نے روزہ رکھا تھا' کسی نے نہیں۔

٢٣١٤- أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ

٢٣١٤- حضرت ابوسعید اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیے۔

٢٣١٢_ أخرجه مسلم، ح:١١١٦/٩٥ من حديث أبي مسلمة به، وهو في الكبرى، ح:٢٦١٩، انظر الحديث السابق.

٢٣١٣_ أخرجه مسلم، ح:١١١٧ من حديث عاصم الأحول به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح:٢٦٢٠.

٢٣١٤_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٢٦٢١.

عَنْ أَبِي نَضْرَةَ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ: أَنَّهُمَا سَافَرَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَيَصُومُ الصَّائِمُ وَيُفْطِرُ الْمُفْطِرُ، وَلَا يَعِيبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ.

کوئی روزہ رکھتا تھا' کوئی نہیں رکھتا تھا۔ نہ روزے دار روزہ چھوڑنے والے پر اعتراض کرتا تھا اور نہ روزہ چھوڑنے والا روزے دار پر۔

(المعجم ٦٠) - اَلرُّخْصَةُ لِلْمُسَافِرِ أَنْ يَصُومَ بَعْضًا وَيُفْطِرَ بَعْضًا (التحفة ٣٢)

باب:۶۰- مسافر کو اجازت ہے کہ کچھ روزے رکھ لے کچھ چھوڑ دے

٢٣١٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ صَائِمًا فِي رَمَضَانَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْكَدِيدِ أَفْطَرَ.

۲۳۱۵- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال رمضان المبارک میں روزے رکھتے ہوئے گئے' حتی کہ جب مقام کدید میں پہنچے تو (اس دن کا) روزہ کھول لیا۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت مع فائدہ پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے' حدیث:۲۲۹۱۔ ② اس روایت میں افطار کی جگہ کَدِید بتلائی گئی ہے جو کہ عُسفان اور قُدَید کے درمیان ہے' لہٰذا یہ روایت دوسری روایات سے مختلف نہیں۔ (دیکھیے' حدیث:۲۲۹۲) ③ باب کا مقصد یہ ہے کہ اگر مسافر سفر میں روزہ رکھنے کو ترجیح دے تو ضروری نہیں کہ وہ سب روزے رکھے بلکہ کچھ رکھ لے' کچھ نہ رکھے۔ بعد میں بھی رکھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٦١) - اَلرُّخْصَةُ فِي الْإِفْطَارِ لِمَنْ حَضَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَصَامَ ثُمَّ سَافَرَ (التحفة ٣٣)

باب:۶۱: جو شخص رمضان المبارک میں گھر میں موجود تھا' اس نے روزہ رکھ لیا' پھر سفر شروع کیا تو سفر میں وہ روزہ کھول سکتا ہے

٢٣١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ:

۲۳۱۶- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ

٢٣١٥- أخرجه مسلم، ح:١١١٣ (انظر الحديث المتقدم، ح:٢٣١١) عن قتيبة، والبخاري، الجهاد، باب الخروج في رمضان، ح:٢٩٥٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٢٦٢٢.

٢٣١٦- [صحيح] تقدم، ح:٢٢٩٣، وهو في الكبرى، ح:٢٦٢٣.

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَافَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ، فَشَرِبَ نَهَارًا لِيَرَاهُ النَّاسُ، ثُمَّ أَفْطَرَ حَتَّى دَخَلَ مَكَّةَ فَافْتَتَحَ مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَصَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

رسول اللہ ﷺ نے (فتح مکہ کا) سفر کیا تو روزے رکھتے گئے حتی کہ عُسفان مقام پر پہنچے تو برتن منگوایا اور دن کھڑے پیا تاکہ لوگ بھی آپ کو دیکھ لیں (اور روزہ کھول لیں)۔ پھر آپ نے روزے نہیں رکھے حتی کہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور مکہ فتح کر لیا۔ یہ رمضان المبارک کی بات ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سفر میں روزہ رکھا بھی ہے اور کبھی نہیں بھی رکھا‘ لہٰذا جو شخص چاہے روزہ رکھے‘ جو چاہے نہ رکھے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد اس شخص کی تردید کرنا ہے جو اس مسافر کے لیے افطار کی رخصت کا قائل ہے جسے رمضان المبارک سفر کی حالت میں طلوع ہو‘ یعنی جس شخص کو رمضان المبارک کا آغاز گھر میں ہو جائے‘ وہ سفر میں روزہ چھوڑنے کا مجاز نہیں‘ نیز سفر شروع ہونے سے پہلے رکھا جانے والا روزہ سفر کے دوران میں افطار کرنا جائز نہیں۔ مذکورہ حدیث میں دونوں باتوں کا رد ہے۔

(المعجم ٦٢) - وَضْعُ الصِّيَامِ عَنِ الْحُبْلَى وَالْمُرْضِعِ (التحفة ٣٤)

باب:٦٢- حاملہ اور مرضعہ (بچے کو دودھ پلانے والی) کو روزہ معاف ہے

٢٣١٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ وُهَيْبِ ابْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ - رَجُلٍ مِنْهُمْ - : أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَغَدَّى، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلُمَّ! إِلَى الْغَدَاءِ» فَقَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنِ

٢٣١٧- حضرت انس بن مالک قشیری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس مدینہ منورہ آیا۔ آپ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: ”آؤ کھانا کھاؤ۔“ میں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور نصف نماز معاف فرما دی ہے۔ اور حاملہ اور بچے کو دودھ پلانے والی کو بھی۔“

٢٣١٧- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٧٦، وسنده حسن، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٢٤.

الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ وَعَنِ الْحُبْلَى وَالْمُرْضِعِ».

فائدہ: حاملہ اور مرضعہ کو اگر مشقت محسوس ہو یا اپنے بچے کا خطرہ ہو تو انھیں روزہ چھوڑنے اور اس کی جگہ کفارہ دینے کی رخصت ہے۔ اگرچہ اس مسئلے میں اختلاف ہے لیکن یہ موقف راجح ہے۔ ابن عباس اور ابن عمر دونوں صحابۂ کرام ؓ کا یہی فتویٰ ہے اور سند بھی صحیح ہے۔ دیکھیے: (سنن الدارقطني: ۲/۲۰۷، مع التعليق المغني، مزید دیکھیے: سبل السلام مع تعليق الألباني: ۲/۲۵۳) روایت کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لیے دیکھیے احادیث: ۲۲۶۹، ۲۳۲۷۔

(المعجم ٦٣) - تَأْوِيلُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ (التحفة ٣٥)

باب: ۶۳- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ کی تفسیر

٢٣١٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا بَكْرٌ - وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ - عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ يَزِيدَ - مَوْلَى سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ -، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ [البقرة: ١٨٤] كَانَ مَنْ أَرَادَ مِنَّا أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا.

۲۳۱۸- حضرت سلمہ بن اکوع ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت اتری: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ ...... طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ "جو لوگ روزے کی طاقت رکھتے ہیں وہ فدیہ دیں ایک مسکین کا کھانا۔" تو ہم میں سے جو شخص روزے نہ رکھنا چاہتا' وہ فدیہ دے دیتا حتی کہ اس کے بعد والی آیت اتری اور اس نے اسے منسوخ کر دیا۔

فوائد و مسائل: ① فرضیت روزہ کے ابتدائی دور میں روزہ فرض تو تھا مگر کوئی شخص بلا عذر روزہ چھوڑنا چاہتا تو اسے اجازت تھی کہ روزہ نہ رکھے مگر اسے فدیہ دینا پڑتا تھا' پھر بعد میں دوسری آیت اتری: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ "تم میں سے جو شخص اس مہینے میں موجود ہو وہ لازماً روزہ رکھے۔" تو اس سے فدیہ والی رخصت ختم ہو گئی اور ہر تندرست اور گھر میں موجود شخص کے لیے روزہ رکھنا لازم ہو گیا' البتہ یہ رخصت اس

۲۳۱۸- أخرجه البخاري، التفسير، باب: ﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾ ح: ٤٥٠٧، ومسلم، الصيام، باب بيان نسخ قول الله تعالى: ﴿وعلى الذين يطيقونه فدية ...﴾، ح: ١١٤٥ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٢٥.

شخص کے لیے باقی ہے جو انتہائی ضعیف ہونے کی وجہ سے روزہ نبھا نہیں سکتا اور اس کی قوت وصحت کی بھی کوئی امید نہیں۔ ② قرآن میں نسخ ثابت ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ ③ فرضیت روزہ کا تدریجی حکم امت مسلمہ کی آسانی کے لیے تھا۔

۲۳۱۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ يُطِيقُونَهُ: يُكَلَّفُونَهُ، فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ وَاحِدٍ، فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا طَعَامَ مِسْكِينٍ آخَرَ لَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ، وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ، لَا يُرَخَّصُ فِي هٰذَا إِلَّا لِلَّذِي لَا يُطِيقُ الصِّيَامَ أَوْ مَرِيضٌ لَا يُشْفٰى.

۲۳۱۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ﴾ کے بارے میں منقول ہے کہ اس آیت میں ﴿يُطِيقُونَهُ﴾ سے مراد ہے کہ جو لوگ انتہائی مشقت محسوس کریں (یعنی انتہائی بوڑھے جن کی صحت کی امید نہیں) وہ (روزہ رکھنے کے بجائے) ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دیں۔ اور اس سے اگلے الفاظ ﴿فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ﴾ ”جو شخص خوشی سے نیکی کرے تو اچھی بات ہے۔“ سے مراد ہے کہ جو شخص ایک سے زائد مسکین کا کھانا فدیہ میں دے دے تو یہ بہت اچھا ہے۔ تو (اس معنی کے لحاظ سے) یہ آیت منسوخ نہیں۔ اور (انتہائی مشقت کے باوجود) کوئی شخص روزہ رکھے تو بہتر ہے لہٰذا روزہ چھوڑنے اور فدیہ دینے کی رخصت صرف اس شخص کو ہے جو (انتہائی بڑھاپے کی وجہ سے) روزہ برداشت نہیں کر سکتا۔ یا وہ مریض جس کی صحت کی کوئی امید نہیں۔

فوائد ومسائل: ① آیت کا اصل مفہوم تو وہی ہے جو حدیث: ۲۳۱۸ کے تحت بیان ہوا مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما چونکہ ذہین شخص تھے نیز انھیں رسول اللہ ﷺ کی خصوصی دعا بھی تھی لہٰذا انھوں نے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ﴿يُطِيقُونَ﴾ سے مراد وہ انتہائی بوڑھے یا دائمی بیمار ہیں جو روزہ برداشت نہیں کر سکتے اور اس کے بعد بھی ان کے لیے قوت اور صحت کی کوئی امید نہیں تو وہ روزہ نہ رکھیں اور فدیہ دے دیں۔ چونکہ یہ مسئلہ شریعت اسلامیہ میں

۲۳۱۹- أخرجه البخاري، ح: ٤٥٠٥ من حديث عمرو بن دينار به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٢٦.

الگ طور پر ثابت ہے اور لغت کی مدد سے یہ معنی اس آیت کے بھی بن سکتے ہیں' لہٰذا یہ معنی مراد لینے میں کوئی حرج نہیں۔ قرآن مجید کی بلاغت کا ایک اعجاز یہ بھی ہے کہ بعض آیات میں ایک جملے کے دو ایسے معنی مراد لیے جا سکتے ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں (لیکن دونوں شرعاً صحیح ہیں) ایک معنی سیاق وسباق کے لحاظ سے اور دوسرے معنی لغت یا کسی اور لحاظ سے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ ایسا اس وقت ہوگا جب وہ دونوں معانی الگ طور پر شرعاً ثابت ہوں اور ان کے ثبوت کے لیے قرآن وحدیث میں دلائل موجود ہوں۔ ورنہ صرف لغت یا صرف سیاق وسباق کے لحاظ سے قرآن مجید کی تفسیر کرنا جبکہ اس تفسیر کا نصوص سے تعارض ہو' تفسیر بالرائے ہے جو انتہائی بڑا گناہ ہے اور اس پر ہمیشہ کے لیے جہنم کی وعید ہے۔ ④ بہر صورت اس آیت کے دونوں معانی کا نتیجہ متفق علیہ ہے کہ جو شخص روزے کی طاقت رکھتا ہے' اب وہ روزہ نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ اگر پہلے معنی مراد ہیں تو یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی صراحت اسی حدیث میں ہے۔ اور اگر دوسرے معنی مراد ہیں تو اس آیت کو منسوخ کہنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ اب کوئی شخص یہ نہیں کر سکتا کہ ترجمہ تو پہلی حدیث والا کرے اور دوسری حدیث کی بنا پر اسے غیر منسوخ کہے اور ہر شخص کو روزہ چھوڑنے اور فدیہ دینے کی اجازت دے دے کیونکہ یہ قرآن وحدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے اور بددیانتی ہے۔

(المعجم ٦٤) - وَضْعُ الصِّيَامِ عَنِ الْحَائِضِ (التحفة ٣٦)

باب:۶۴- حیض کی حالت میں (وقتی طور پر) روزہ معاف ہونا

٢٣٢٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيٌّ - يَعْنِي ابْنَ مُسْهِرٍ - عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ: أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ: أَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ إِذَا طَهُرَتْ، قَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ كُنَّا نَحِيضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ نَطْهُرُ، فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّوْمِ، وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ.

۲۳۲۰- حضرت معاذہ عدویہ سے منقول ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا حیض والی عورت پاک ہونے کے بعد نماز کی قضا ادا کرے گی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تو خارجی عورت ہے؟ ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ کے دور مسعود میں حیض آتا تھا' پھر ہم پاک ہوتی تھیں تو رسول اللہ ﷺ ہمیں روزوں کی قضا ادا کرنے کا حکم تو دیتے تھے مگر نماز کی قضا ادا کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے۔

٢٣٢٠- [صحيح] تقدم، ح: ٣٨٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٢٧، وأخرجه البخاري، ح: ٣٢١ من حديث قتادة، ومسلم، ح: ٣٣٥ من حديث معاذة به.

فوائد ومسائل: ① حیض کی حالت میں نماز اور روزے سے شرعاً روک دیا گیا ہے۔ نماز سے تو اس لیے کہ نماز کے لیے طہارت شرط ہے' البتہ روزے سے روکنے کی کوئی خصوصی وجہ بیان نہیں کی گئی مگر یہ مسئلہ متفق علیہ اور قطعی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔ ② حیض ختم ہونے کے بعد فرض روزے کی قضا ادا کرنا بھی قطعی مسئلہ ہے اور متفق علیہ ہے' لہٰذا معافی سے مراد وقتی معافی ہے' البتہ نماز کی قضا نہیں' شاید اس لیے کہ مدت حیض کی تمام نمازوں کی ہر مہینے قضا ادا کرنا عورت کے لیے شدید مشکلات کا سبب بن سکتی ہے جبکہ چند روزوں کی قضا ادا کرنا سارے سال کے دوران میں آسان ہے اور شریعت لوگوں کی آسانی کو مدنظر رکھتی ہے۔ ③ ”کیا تو خارجی عورت ہے؟“ کیونکہ خوارج عورت پر حیض کے دنوں کی نمازوں کی قضا ادا کرنا ضروری خیال کرتے تھے۔ ”خارجی“ فرقہ انتہائی متشدد اور دینی حکمتوں سے بے بہرہ افراد کا گروہ تھا جو صحابہ کے دور میں ظاہر ہوا۔ یہ اپنے آپ کو صحابۂ کرام ﷺ سے بڑھ کر دین اسلام کا پابند اور محافظ سمجھتا تھا حتی کہ ان بے وقوف لوگوں کے ہاتھوں کئی صحابہ شہید ہوئے اور انھوں نے کثیر صحابہ پر (جن میں حضرت عثمان اور حضرت علی ﷺ بھی شامل تھے) کفر کے فتوے لگائے۔ آخر کار امیر المومنین حضرت علی ﷺ کو ان سے جنگ کرنی پڑی' تب ان کا زور ٹوٹا۔ ④ خارجیوں کو ”حروری“ اس لیے کہا جاتا تھا کہ ان کے فتنے کی ابتدا کوفے کے قریب ایک بستی حَرُوْرَاء سے ہوئی۔ مجازاً پورے فرقے کو حروری کہہ لیا جاتا تھا۔

٢٣٢١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كَانَ لَيَكُونُ عَلَيَّ الصِّيَامُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَقْضِيهِ حَتّٰى يَجِيءَ شَعْبَانُ.

٢٣٢١- حضرت عائشہ ﷺ فرماتی ہیں کہ مجھ پر رمضان المبارک کے کچھ روزے (حیض کی وجہ سے) واجب الادا رہ جاتے تھے تو میں ان کی قضا ادا نہیں کر سکتی تھی' یہاں تک کہ شعبان آ جاتا تھا۔

فائدہ: گویا دس ماہ بعد شعبان میں سابقہ رمضان المبارک کے رہ جانے والے روزوں کی قضا ادا کرتی تھیں۔ اس حدیث سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرض روزوں کی قضا ادا کرنا فوراً ضروری نہیں' سارے سال میں کسی بھی وقت قضا ادا کرنا ممکن ہے' لیکن جلدی قضا کی ادائیگی کی کوشش کرنا ہی افضل ہے بیماری یا موت کا کوئی پتا ہے؟ وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حائضہ کو قضا ادا کرنا معاف نہیں بلکہ وہ روزے بہر صورت بعد میں رکھنے ہوں گے۔ حضرت عائشہ ﷺ سے قضا ادا کرنے کی تاخیر کا سبب بھی منقول ہے کہ ایسا نہ ہو نبی اکرم ﷺ

٢٣٢١- أخرجه البخاري، الصوم، باب: متى يقضى قضاء رمضان؟، ح: ١٩٥٠، ومسلم، الصيام، باب جواز تأخير قضاء رمضان ... الخ، ح: ١١٤٦ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٢٨. ● يحيى بن سعيد هو القطان وهو يروي عن يحيى بن الأنصاري تلميذ أبي سلمة بن عبدالرحمٰن.

کو میری ضرورت محسوس ہو اور میں روزے سے ہوں۔ شعبان میں رسول اللہ ﷺ بھی اکثر روزے سے ہوتے تھے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٢١٨٠)

(المعجم ٦٥) - إِذَا طَهُرَتِ الْحَائِضُ أَوْ قَدِمَ الْمُسَافِرُ فِي رَمَضَانَ هَلْ يَصُومُ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ (التحفة ٣٧)

باب: ٦٥- رمضان میں دن کے وقت جب عورت حیض سے پاک ہو جائے یا مسافر گھر آ جائے تو کیا باقی دن کا روزہ رکھیں؟

٢٣٢٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ أَبُو حَصِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، يَوْمَ عَاشُورَاءَ: «أَمِنْكُمْ أَحَدٌ أَكَلَ الْيَوْمَ؟» فَقَالُوا: مِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ لَمْ يَصُمْ، قَالَ: «فَأَتِمُّوا بَقِيَّةَ يَوْمِكُمْ، وَابْعَثُوا إِلَى أَهْلِ الْعَرُوضِ فَلْيُتِمُّوا بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ».

٢٣٢٢- حضرت محمد بن صیفی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء (دس محرم الحرام) کے دن فرمایا: ”کیا تم میں سے کسی نے آج کھانا کھایا ہے؟“ لوگوں نے عرض کیا: کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہے اور کچھ نے نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر باقی دن کچھ نہ کھاؤ، نیز مدینہ منورہ کے قرب وجوار بستیوں میں پیغام بھیج دو کہ وہ باقی دن کچھ نہ کھائیں پئیں۔“

فوائد ومسائل: ① یوم عاشوراء سے متعلق مجموعی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اس دن کا روزہ فرض تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے مختلف احادیث میں اس کے متعلق حکم منقول ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (فتح الباري: ٤/٣٢٢) یہ اعلان آپ نے دن چڑھے فرمایا۔ شاید فرضیت کا حکم اسی وقت آیا ہو۔ ② ”باقی دن کچھ نہ کھاؤ۔“ خواہ پہلے کھانا کھا ہی چکا ہو۔ اس صورت میں روزہ صحیح ہوگا اور شرعاً قابل اعتبار، نیز اس کی جگہ بعد میں روزہ رکھنا ضروری نہیں، یہی موقف حق ہے کیونکہ اس کی قضا ادا کرنے کا حکم نہیں، جس روایت میں قضا کا حکم ہے وہ سنداً ناقابل حجت اور ضعیف ہے۔ دیکھیے: (سنن أبي داود، حديث: ٢٤٤٧) جیسے بھول کر کھانے پینے والے کا شرعاً مؤاخذہ نہیں اور نہ اس کا روزہ ہی فاسد ہوتا ہے، یہی توجیہ زیر بحث مسئلے میں ہو سکتی ہے۔ واللہ أعلم۔ امام نسائی ؒ نے حائضہ اور مسافر کو بھی اسی پر قیاس فرمایا ہے کہ اگر دن کے دوران میں ان کا عذر ختم ہو جائے تو وہ باقی دن کچھ نہ کھائیں پئیں، خواہ پہلے کچھ کھایا پیا ہو یا نہ۔ لیکن اب رکنا لازمی ہے۔ ③ ”قرب وجوار بستیوں“ عربی میں لفظ ”عروض“ استعمال ہوا ہے جس سے مراد مکہ، مدینہ اور یمن کا تمام علاقہ

٢٣٢٢- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب صيام يوم عاشوراء، ح: ١٧٣٥ من حديث حصين به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٢٩، وصححه ابن خزيمة: ٣/ ٢٨٩، ح: ٢٠٩١، وابن حبان، ح: ٩٣٢، والبوصيري.

ہے لیکن ظاہر ہے اس وقت یہ اعلان اتنے علاقے میں تو نہیں ہو سکتا تھا' اس لیے مندرجہ بالا معنی کیے گئے کیونکہ اس وقت یہی ممکن تھا۔ ⓸ طلوع فجر صادق سے قبل روزے کی نیت اس کے لیے ضروری ہے جسے علم ہو کہ صبح کو روزہ ہے۔ جسے چاہی دن کے وقت چلے کہ آج روزہ ہے' تو اگر اس نے طلوع فجر کے بعد اس وقت تک کچھ نہیں کھایا' وہ روزے کی نیت کر سکتا ہے اور اس کی دن کی نیت معتبر ہوگی۔

(المعجم ٦٦) - إِذَا لَمْ يُجْمِعْ مِنَ اللَّيْلِ هَلْ يَصُومُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ مِنَ التَّطَوُّعِ؟ (التحفة ٣٨)

باب:٦٦- جب رات کو روزے کی نیت نہ ہو تو کیا دن کے وقت نفل روزہ رکھ سکتا ہے؟

٢٣٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: «أَذِّنْ - يَوْمَ عَاشُورَاءَ -: مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ».

٢٣٢٣- حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو عاشوراء کے دن حکم دیا کہ اعلان کرو: ''جس نے کچھ کھا لیا ہے' وہ باقی دن نہ کھائے پیے اور جس نے کچھ نہیں کھایا' وہ روزہ رکھ لے۔''

فائدہ: گویا امام نسائی رحمہ اللہ کے نزدیک عاشوراء کا روزہ مستحب ہے' تبھی تو انھوں نے اس حدیث سے ترجمۃ الباب کا مسئلہ استنباط کیا ہے کہ دن کے وقت بھی روزے کی نیت کر کے نفلی روزہ شروع کیا جا سکتا ہے (جیسا کہ حدیث: ٢٣٢٣ میں ہے) بشرطیکہ اس نے طلوع فجر کے بعد سے کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ یہ استنباط تو درست ہے لیکن اس کے لیے مندرجہ بالا حدیث کو محل استشہاد بنانا درست نہیں کیونکہ راجح موقف کے مطابق عاشوراء شروع میں فرض تھا' یہاں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ روزے کی فرضیت کا پتا نہ ہو تو جب بھی اطلاع ملے اس وقت کچھ کھایا ہو یا نہ رک جائے اور باقی دن روزے کی تکمیل کرے۔

(المعجم ٦٧) - اَلنِّيَّةُ فِي الصِّيَامِ وَالْاِخْتِلَافُ عَلٰى طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى بْنِ طَلْحَةَ فِي خَبَرِ عَائِشَةَ فِيهِ (التحفة ٣٩)

باب:٦٧- روزے کی نیت اور اس بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث (کے بیان کرنے) میں طلحہ بن یحییٰ بن طلحہ کے شاگردوں کا اختلاف

٢٣٢٣_أخرجه البخاري، أخبار الآحاد، باب ما كان يبعث النبي ﷺ من الأمراء . . . الخ، ح: ٧٢٦٥ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الصيام، باب من أكل في عاشوراء فليكف بقية يومه، ح: ١١٣٥ من حديث يزيد بن أبي عبيد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٣٠. ✽ سلمة هو ابن الأكوع رضي الله عنه.

وضاحت: طلحہ کے بعض شاگرد ان کا استاد مجاہد بتاتے ہیں اور بعض عائشہ بنت طلحہ کو معلوم ہوتا ہے کہ دونوں صحیح ہیں جیسا کہ روایت: ۲۳۳۰ میں صراحت ہے۔ غرض طلحة عن مجاهد عن عائشة ؓ اور طلحة عن عائشة بنت طلحة عن عائشة ؓ، اسی طرح عن عائشة بنت طلحة و مجاهد كلاهما عن عائشة ؓ اور طلحة عن مجاهد و أم كلثوم: أن رسول الله ﷺ مُرسلاً، یہ سب طرق صحیح ہیں ان میں اختلاف اور تضاد نہیں۔

۲۳۲٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى ابْنِ طَلْحَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ شَيْءٍ؟» فَقُلْتُ: لَا، قَالَ: «فَإِنِّي صَائِمٌ» ثُمَّ مَرَّ بِي بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَقَدْ أُهْدِيَ إِلَيَّ حَيْسٌ، فَخَبَأْتُ لَهُ مِنْهُ، وَكَانَ يُحِبُّ الْحَيْسَ، قَالَتْ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّهُ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَخَبَأْتُ لَكَ مِنْهُ، قَالَ: «أَدْنِيهِ أَمَا إِنِّي قَدْ أَصْبَحْتُ وَأَنَا صَائِمٌ» فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّمَا مَثَلُ صَوْمِ التَّطَوُّعِ مَثَلُ الرَّجُلِ يُخْرِجُ مِنْ مَالِهِ الصَّدَقَةَ، فَإِنْ شَاءَ أَمْضَاهَا، وَإِنْ شَاءَ حَبَسَهَا».

۲۳۲٤- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”کیا تمھارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟“ میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”چلو میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔“ پھر کسی اور دن میرے پاس سے گزرے۔ اتفاقاً اس وقت مجھے حیس کا تحفہ آیا ہوا تھا اور میں نے آپ کے لیے کچھ رکھ چھوڑا تھا۔ آپ حیس کو بہت پسند فرماتے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس حیس کا تحفہ آیا ہے اور میں نے آپ کے لیے کچھ محفوظ رکھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”لاؤ پیش کرو۔ میں نے تو آج روزے کی نیت کر رکھی تھی۔“ پھر آپ نے وہ حیس کھایا اور فرمایا: ”نفل روزے کی مثال ایسی ہے جیسے آدمی اپنے مال سے صدقہ نکالے پھر چاہے اسے خرچ کر دے، چاہے اپنے پاس رکھ لے۔“

فوائد و مسائل: ① حیس یہ عربوں میں ایک معروف کھانا تھا جو کھجور، پنیر اور گھی وغیرہ سے تیار کیا جاتا تھا۔ چونکہ کھانے مختلف ہوتے ہیں اور ہر قوم کے اپنے اپنے کھانے ہوتے ہیں، لہٰذا دوسری زبان میں ہر کھانے کا ترجمہ ممکن نہیں، خصوصاً جبکہ یہ کھانا ہمارے ہاں تیار ہی نہیں کیا جاتا تو اس کا نام کیسے ہوگا؟ ② نفل روزے کو بلاوجہ ختم کیا جا سکتا ہے کیونکہ نفل عبادت انسان کی اپنی مرضی پر موقوف ہوتی ہے۔ ایسے روزے کی قضا ادا کرنا واجب نہیں کیونکہ جب اصل روزہ ہی نفل ہے تو قضا ادا کرنی کیسے واجب ہو سکتی ہے؟ البتہ جواز میں کوئی شبہ نہیں،

۲۳۲٤- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ۲٦٣١، وانظر الحديث الآتي.

جیسے وتر کہ نبی اکرم ﷺ ان کی قضا ادا کیا کرتے تھے اور امت کو بھی اس کی ترغیب دی۔ ④ بعض اہل علم نے نفل روزے کی نیت کو نصف النہار سے قبل ضروری قرار دیا ہے تاکہ اکثر روزہ نیت کے ساتھ ہو اور یہ معقول بات ہے۔ ⑤ نبی اکرم ﷺ کائنات کے زاہد اور متقی ترین انسان تھے۔ آپ کی نظر دنیاوی ملذذات کے بجائے ہمیشہ اخروی نعمتوں پر ہوتی تھی ...... ﷺ ...... ⑥ صحابۂ کرام ﷺ طعام و شراب میں نبی اکرم ﷺ کو یاد رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کو تحفے تحائف بھیج کر اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ رضي الله عنهم و رضوا عنه. ⑦ اچھے واعظ کی نشانی ہے کہ وہ مثالوں سے اپنی بات سامعین کے ذہنوں میں اچھی طرح نقش کر دیتا ہے۔ مثال سے بات اچھی طرح سمجھ میں آ جاتی ہے۔ ⑧ کوئی چیز نفلی صدقے کی نیت سے علیحدہ کرنا اور پھر اسے صدقہ نہ کرنا جائز ہے۔

٢٣٢٥- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ: أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى ابْنِ طَلْحَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَارَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ دَوْرَةً قَالَ: «أَعِنْدَكِ شَيْءٌ؟» قَالَتْ: لَيْسَ عِنْدِي شَيْءٌ قَالَ: «فَأَنَا صَائِمٌ» قَالَتْ: ثُمَّ دَارَ عَلَيَّ الثَّانِيَةَ وَقَدْ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ، فَجِئْتُ بِهِ، فَأَكَلَ فَعَجِبْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! دَخَلْتَ عَلَيَّ وَأَنْتَ صَائِمٌ ثُمَّ أَكَلْتَ حَيْسًا قَالَ: «نَعَمْ يَا عَائِشَةُ! إِنَّمَا مَنْزِلَةُ مَنْ صَامَ فِي غَيْرِ رَمَضَانَ أَوْ غَيْرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ أَوْ فِي التَّطَوُّعِ بِمَنْزِلَةِ رَجُلٍ أَخْرَجَ صَدَقَةَ مَالِهِ فَجَادَ مِنْهَا بِمَا شَاءَ فَأَمْضَاهُ، وَبَخِلَ مِنْهَا بِمَا بَقِيَ فَأَمْسَكَهُ».

۲۳۲۵- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس چکر لگایا اور فرمایا: ”تمھارے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے؟“ میں نے عرض کیا: میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: ”پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔“ پھر (کسی دن) دوبارہ تشریف لائے۔ اتفاقاً ہمارے پاس حیس کا تحفہ آیا تھا۔ میں آپ کے پاس لائی تو آپ نے کھا لیا۔ مجھے اس پر تعجب ہوا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ تشریف لائے تو آپ کا روزہ تھا' پھر آپ نے حیس کھا لیا؟ آپ نے فرمایا: ”عائشہ! ہاں۔ رمضان یا قضائے رمضان کے علاوہ نفل روزے رکھنے والے کی مثال تو اس شخص کی طرح ہے جس نے اپنے مال کا صدقہ نکالا تو جس قدر چاہا خرچ کر دیا اور اس کا ثواب حاصل کر لیا اور جتنا چاہا کنجوسی کرتے ہوئے رکھ لیا۔“

٢٣٢٥_ [حسن] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في فرض الصوم من الليل ... الخ، ح:١٧٠١ من حديث شريك بن عبدالله القاضي به، وهو في الكبرى، ح:٢٦٣٢.

٢٣٢٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجِيءُ وَيَقُولُ: «هَلْ عِنْدَكُمْ غَدَاءٌ؟» فَنَقُولُ: لَا، فَيَقُولُ: «إِنِّي صَائِمٌ» فَأَتَانَا يَوْمًا وَقَدْ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ، فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟» قُلْنَا: نَعَمْ، أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ، قَالَ: «أَمَا إِنِّي قَدْ أَصْبَحْتُ أُرِيدُ الصَّوْمَ» فَأَكَلَ.

۲۳۲۶- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ کبھی رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور فرماتے: ”تمھارے پاس کھانا ہے؟“ میں عرض کرتی کہ نہیں۔ آپ فرماتے: ”میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔“ آپ ایک دن ہمارے پاس تشریف لائے۔ اتفاقاً ہمارے پاس حیس کا تحفہ آیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”کوئی کھانے کی چیز ہے؟“ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ حیس کا تحفہ آیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”آج میری نیت روزے کی تھی۔“ پھر آپ نے (حیس) کھالیا۔

خَالَفَهُ قَاسِمُ بْنُ يَزِيدَ.

قاسم بن یزید نے (اپنے ساتھی ابوبکر کی) مخالفت کی ہے۔

فائدہ: اس کا بیان پیچھے ہو چکا ہے کہ قاسم نے طلحہ کا استاد مجاہد کے بجائے عائشہ بنت طلحہ بتایا ہے۔ آگے آنے والی ایک حدیث: (۲۳۳۰) میں دونوں مذکور ہیں گویا کہ دونوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ باب: ٦٧ کے تحت مذکور وضاحت ملاحظہ فرمائیے۔

٢٣٢٧- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَلْحَةَ ابْنِ يَحْيَى، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: أَتَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا، فَقُلْنَا: أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ قَدْ جَعَلْنَا لَكَ مِنْهُ نَصِيبًا، فَقَالَ: «إِنِّي صَائِمٌ» فَأَفْطَرَ.

۲۳۲۷- حضرت عائشہ ام المومنین ؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے کہا: ہمارے پاس حیس کا تحفہ آیا ہے۔ میں نے آپ کا حصہ سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”تحقیق میں نے روزے کی نیت کی ہوئی تھی۔“ پھر آپ نے روزہ ختم کر دیا۔

٢٣٢٦ـ [حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٣٣.

٢٣٢٧ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب جواز صوم النافلة بنية من النهار قبل الزوال . . . الخ، ح: ١١٥٤ من حديث طلحة بن يحيى به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٣٤.

٢٣٢٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْتِيهَا وَهُوَ صَائِمٌ، فَقَالَ: «أَصْبَحَ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ تُطْعِمِينِيهِ؟» فَنَقُولُ: لَا، فَيَقُولُ: «إِنِّي صَائِمٌ» ثُمَّ جَاءَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: أُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ، فَقَالَ: «مَا هِيَ؟» قَالَتْ: حَيْسٌ، قَالَ: «قَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا» فَأَكَلَ.

۲۳۲۸- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ بسا اوقات رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لاتے۔ آپ کا روزہ ہوتا۔ آپ فرماتے: ”تمھارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟“ میں کہتی: نہیں۔ آپ فرماتے: ”چلو میرا روزہ ہے۔“ پھر اس کے بعد ایک دن آئے تو میں نے کہا: آج ہمارے پاس تحفہ آیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کیا؟“ میں نے کہا: حیس۔ آپ نے فرمایا: ”میں نے آج صبح روزے کی نیت کی تھی۔“ پھر آپ نے کھالیا۔

٢٣٢٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ؟» قُلْنَا: لَا، قَالَ: «فَإِنِّي صَائِمٌ».

۲۳۲۹- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ”تمھارے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟“ ہم نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔“

٢٣٣٠- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مَعْنٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ وَمُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَاهَا فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ؟» فَقُلْنَا: لَا، قَالَ:

۲۳۳۰- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے: ”تمھارے پاس کھانا ہے؟“ ہم نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر میرا روزہ ہے۔“ پھر ایک اور دن تشریف لائے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس حیس کا تحفہ بھیجا گیا ہے۔ آپ نے منگوایا،

٢٣٢٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٣٥.

٢٣٢٩- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٣٦.

٢٣٣٠- [صحيح] تقدم، ح: ٢٣٢٤ وغيره، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٣٧.

«إِنِّي صَائِمٌ» ثُمَّ جَاءَ يَوْمًا آخَرَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّا قَدْ أُهْدِيَ لَنَا هَدِيَّةُ حَيْسٍ، فَدَعَا بِهِ فَقَالَ: «أَمَا إِنِّي قَدْ أَصْبَحْتُ صَائِمًا»، فَأَكَلَ.

پھر فرمایا: "بلاشبہ میں نے آج صبح روزے کی نیت کی تھی۔" پھر آپ نے کھالیا۔

٢٣٣١- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَافَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُجَاهِدٍ وَأُمِّ كُلْثُومٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ؟». نَحْوَهُ.

٢٣٣١- حضرت مجاہد اور ام کلثوم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ ؓ کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا: "تمھارے پاس کچھ کھانا ہے؟" باقی روایت سابقہ روایت کی طرح ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَقَدْ رَوَاهُ سِمَاكُ ابْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ سماک بن حرب نے اس روایت کو عن رجل عن عائشة بنت طلحة کے طریق سے بیان کیا ہے۔ (یعنی آدمی کو مبہم رکھا ہے۔ اگلی حدیث سماک ہی کی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔)

٢٣٣٢- أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: جَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ: «هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ طَعَامٍ؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ: «إِذًا أَصُومُ»

٢٣٣٢- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن تشریف لائے اور فرمایا: "تمھارے پاس کوئی کھانا ہے؟" میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: "تو پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔" حضرت عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ پھر ایک اور دفعہ آپ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے ہاں حیس کا تحفہ آیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "تو

٢٣٣١- [صحيح] انظر الحديث السابق والآتي، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٣٨.

٢٣٣٢- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٣٩. * رجل هو طلحة بن يحيى كما في تقريب التهذيب وغيره.

قَالَتْ: وَدَخَلَ عَلَيَّ مَرَّةً أُخْرٰى، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! قَدْ أُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ، فَقَالَ: «إِذًا أُفْطِرُ الْيَوْمَ وَقَدْ فَرَضْتُ الصَّوْمَ».

پھر آج میں روزہ کھول لیتا ہوں۔ ویسے میں نے روزے کی نیت کی ہوئی تھی۔"

(المعجم ٦٨) - ذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ حَفْصَةَ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٣٩) - أ

باب:٦٨- اس بارے میں حضرت حفصہ کی حدیث میں ناقلین کا اختلاف

وضاحت: پہلی روایت میں عبداللہ بن ابی بکر اور حضرت سالم کے درمیان زہری کا واسطہ ذکر نہیں جبکہ باقی روایات میں حضرت زہری کا واسطہ ذکر ہے۔ اور یہی درست ہے کہ حضرت سالم سے بیان کرنے والے حضرت زہری ہیں' آگے ان کے شاگرد ہی ہیں۔ دوسرا اختلاف یہ ہے کہ پہلی پانچ روایات میں حضرت زہری کے استاد حضرت سالم بیان کیے گئے ہیں جبکہ بعد والی روایات میں حضرت حمزہ بن عبداللہ۔ اس میں کوئی تناقض نہیں کیونکہ سالم اور حمزہ دونوں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ دونوں ان سے بیان کرتے ہیں' البتہ روایات ٢٣٣١ اور ٢٣٣٢ میں حمزہ براہ راست حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں۔

٢٣٣٣- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلَ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللهِ، عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ».

٢٣٣٣- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص طلوع فجر سے پہلے رات کے وقت روزے کی نیت نہ کرے تو اس کا روزہ نہیں ہوتا۔"

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ اسی مفہوم کی روایت: ٢٣٣٨ کو موقوفاً صحیح قرار دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے محقق کتاب کے نزدیک یہ روایت معناً صحیح ہے' نیز دیگر محققین نے بھی مذکورہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور ان کی تحقیق سے راجح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ روایت قابل عمل ہے۔ واللہ اعلم۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن

٢٣٣٣ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ما جاء في فرض الصوم من الليل ... الخ، ح: ١٧٠٠ من حديث عبدالله بن أبي بكر به، ولم يسمعه من سالم، انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٤٠.

النسائي: ۲۱/۲۲۷-۲۳۱، و إرواء الغليل: ۲۵/۴-۳۰، رقم: ۹۱۴) ② اہل علم نے اس حدیث کو فرض یا اس کی قضا ادا کرنے اور دوسرے واجب روزوں پر محمول کیا ہے اور نفل روزے کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا کثیر روایات سے صاف واضح ہوتا ہے۔ اس طریقے سے تمام احادیث میں تطبیق دی جا سکتی ہے لہٰذا اگر دن کو پتا چلے کہ آج رمضان المبارک شروع ہو چکا ہے تو اسی وقت روزہ شروع کیا جا سکتا ہے کچھ کھایا پیا ہو یا نہ۔

٢٣٣٤- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ ابْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهُ».

۲۳۳۴- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص طلوع فجر سے قبل رات کو روزے کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں ہوتا۔“

٢٣٣٥- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ أَشْهَبَ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَذَكَرَ آخَرَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حَدَّثَهُمَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَلَا يَصُومُ».

۲۳۳۵- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کی وہ روزہ نہ رکھے۔“

٢٣٣٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ

۲۳۳۶- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان ہے کہ نبی

٢٣٣٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الصيام، النية في الصوم، ح: ٢٤٥٤ من حديث يحيى بن أيوب به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٤١. * الزهري عنعن تقدم، ح: ١٢٠٧.

٢٣٣٥ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٤٢. * آخر هو ابن لهيعة كما في سنن أبي داود، ح: ٢٤٥٤.

٢٣٣٦ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٤٣.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا صِيَامَ لَهُ».

ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات کے وقت روزے کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں۔''

٢٣٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنْ حَفْصَةَ: أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ: مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يَصُومُ.

۲۳۳۷-حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں: جو شخص رات کے وقت روزے کی نیت نہ کرے وہ روزہ نہ رکھے۔

٢٣٣٨- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعْ قَبْلَ الْفَجْرِ.

۲۳۳۸-حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جو کہ نبی ﷺ کی زوجۂ مطہرہ تھیں' انھوں نے فرمایا: اس آدمی کا روزہ نہیں ہوتا جو طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کرے۔

٢٣٣٩- أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعْ قَبْلَ الْفَجْرِ.

۲۳۳۹-حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس شخص کا روزہ نہیں ہوتا جو فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا۔

٢٣٣٧-[إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٢٣٣٤، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٤٤.

٢٣٣٨-[إسناده صحيح موقوف] هو في الكبرى، ح: ٢٦٤٥.

٢٣٣٩-[إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٤٦.

٢٣٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَمَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ.

۲۳۴۰- حضرت حفصہ ؓ فرماتی ہیں کہ جو شخص طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں۔

٢٣٤١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ.

۲۳۴۱- حضرت حفصہ ؓ سے مروی ہے کہ جو شخص فجر سے پہلے روزے کا عزم نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

٢٣٤٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ.

أَرْسَلَهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ.

۲۳۴۲- حضرت حفصہ ؓ فرماتی ہیں: اس شخص کا روزہ نہیں ہوتا جو طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا۔

امام مالک ؒ نے اس روایت کو مرسل (منقطع) بیان کیا ہے۔

فائدہ: انقطاع سے مراد یہ ہے کہ امام مالک ؒ نے یہ روایت زہری عن عائشہ وحفصہ ؓ بیان کی ہے۔ ظاہر ہے کہ امام زہری ؒ کا حضرت عائشہ ؓ سے سماع ہے' نہ حضرت حفصہ ؓ سے۔

٢٣٤٣- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ

۲۳۴۳- حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ ؓ سے

٢٣٤٠ـ [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٤٧.

٢٣٤١ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٣٣٨، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٤٨.

٢٣٤٢ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٣٣٨، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٤٩.

٢٣٤٣ـ [إسناده ضعيف لانقطاعه] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٥٠، وتقدم أصله، ح: ٢٣٣٨.

قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ مِثْلَهُ: لَا يَصُومُ إِلَّا مَنْ أَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ.

اسی کے مثل مروی ہے‘ انھوں نے فرمایا: وہ شخص روزہ نہ رکھے جس نے طلوع فجر سے قبل روزے کی نیت نہیں کی۔

٢٣٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَاللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: إِذَا لَمْ يُجْمِعِ الرَّجُلُ الصَّوْمَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يَصُمْ.

۲۳۴۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص رات کو روزے کی نیت نہ کرے تو وہ روزہ نہ رکھے۔

٢٣٤٥- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: لَا يَصُومُ إِلَّا مَنْ أَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ.

۲۳۴۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: روزے نہ رکھے مگر وہ شخص جس نے طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت کر لی۔

فوائد و مسائل: ① مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت کبھی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا اپنا قول بتایا جاتا ہے‘ کبھی رسول اللہ ﷺ کا فرمان اور کبھی ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول‘ اس لیے اس حدیث کے بارے میں محدثین مختلف ہیں۔ مشہور ائمۂ حدیث‘ مثلاً: امام بخاری‘ امام ابوداود‘ امام نسائی‘ امام ترمذی اور امام احمد رحمہم اللہ اس روایت کو موقوفاً صحیح سمجھتے ہیں‘ یعنی یہ حضرت حفصہ یا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم کا اپنا قول ہے‘ رسول اللہ ﷺ سے مروی نہیں‘ جبکہ امام ابن خزیمہ‘ امام ابن حبان‘ امام دارقطنی‘ امام ابن حزم اور امام حاکم رحمہم اللہ نے اسے مرفوع بھی صحیح قرار دیا ہے‘ یعنی یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی ہے‘ بالفرض اگر اسے مرفوعاً صحیح تسلیم نہ بھی کیا جائے تب بھی یہ حکماً مرفوع ہی بنتی ہے کیونکہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے اس فتوے کی بنیاد اپنی رائے یا قیاس نہیں‘ یقیناً اس کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کا قول ہی ہو سکتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۲۱/ ۲۲۲-۲۲۹) واللہ اعلم۔ ② نفلی روزے کی نیت دن کے وقت بھی کی جا سکتی ہے۔ ③ فرض روزے کی نیت

٢٣٤٤- [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٥٢. * عبيدالله هو ابن عمر، والمعتمر هو ابن سليمان.

٢٣٤٥- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٥١، والموطأ (يحيى): ١/ ٢٨٨، وانظر الحديث السابق.

صبح صادق سے پہلے کر لینا ضروری ہے۔ گویا غروب آفتاب کے بعد سے لیکر صبح صادق کے طلوع ہونے سے پہلے تک نیت کی جا سکتی ہے۔

(المعجم ٦٩) - صَوْمُ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (التحفة ٤٠)

باب:٦٩-اللہ کے نبی حضرت داود علیہ السلام کے روزے کا بیان

٢٣٤٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا، وَأَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَيَقُومُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ».

٢٣٤٦-حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ عز وجل کو سب سے زیادہ پسندیدہ روزے داود علیہ السلام کے روزے ہیں۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہیں رکھتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسندیدہ نفل نماز بھی داود علیہ السلام کی (رات کی) نماز ہے۔ وہ آدھی رات تک سوتے تھے پھر ایک تہائی رات نماز پڑھتے اور آخری چھٹا حصہ پھر سو جاتے تھے۔“

فائدہ: ”سب سے زیادہ پسندیدہ“ کیونکہ حضرت داود علیہ السلام کے روزے اور نماز میں اعتدال تھا۔ جس سے حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی فرق نہ آتا تھا۔ اگر کوئی شخص اعتدال سے ہٹ جائے گا مثلاً: وہ ان سے زیادہ روزے رکھے گا یا ہمیشہ ساری رات قیام کرے گا تو حقوق العباد کا مجرم ہو گا بلکہ وہ اپنے نفس کا بھی مجرم ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس اعتدال سے بڑھنے کی اجازت نہیں دی بلکہ راوی حدیث صحابی رضی اللہ عنہ کو صراحتاً فرمایا کہ اس سے افضل روزے ممکن نہیں۔

(المعجم ٧٠) - صَوْمُ النَّبِيِّ ﷺ بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذَلِكَ (التحفة ٤١)

باب:٧٠-نبی ﷺ ”آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں“ کے روزے کا بیان اور اس بارے میں وارد روایت کے ناقلین کے اختلاف کا ذکر

٢٣٤٦-[صحيح] تقدم، ح: ١٦٣١، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٥٣.

وضاحت: اس اختلاف سے مراد یہ ہے کہ کسی روایت میں صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، کسی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور کسی میں کوئی اور۔ یہ اختلاف کوئی مضر نہیں کیونکہ ایک ہی بات کئی کئی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بیان کر سکتے ہیں بلکہ اس سے روایت کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

٢٣٤٧- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَا يُفْطِرُ أَيَّامَ الْبِيضِ فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ.

۲۳۴۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایام بیض (چاندنی راتوں والے دنوں) کا روزہ نہیں چھوڑتے تھے خواہ گھر میں ہوتے یا سفر میں۔

فائدہ: ایام بیض سے مراد تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ ہیں کیونکہ ان راتوں میں چاند مکمل نظر آتا ہے اور ساری رات رہتا ہے۔

٢٣٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: مَا يُرِيدُ أَنْ يَصُومَ، وَمَا صَامَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا غَيْرَ رَمَضَانَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ.

۲۳۴۸- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (بسا اوقات نفل) روزے مسلسل رکھتے حتی کہ ہم کہتے تھے کہ آپ چھوڑیں گے نہیں اور پھر چھوڑنا شروع فرماتے حتی کہ ہم کہتے: آپ رکھیں گے نہیں۔ جب سے آپ مدینہ تشریف لائے آپ نے کبھی بھی رمضان المبارک کے علاوہ ایک ماہ مسلسل روزے نہیں رکھے۔

٢٣٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ

۲۳۴۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ

٢٣٤٧_[إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٥٤، وأورده الضياء المقدسي في المختارة له، وحسنه النووي في رياض الصالحين، ح: ١٢٦٥. * عبيدالله هو ابن موسى، ويعقوب هو ابن عبدالله القمي، وجعفر هو ابن أبي المغيرة القمي، وسعيد هو ابن جبير.

٢٣٤٨_ أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان . . . الخ، ح: ١١٥٧ عن محمد بن بشار بندار، والبخاري، الصوم، باب ما يذكر من صوم النبي ﷺ وإفطاره، ح: ١٩٧١ من حديث أبي بشر جعفر بن أبي وحشية به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٥٥.

٢٣٤٩_[إسناده حسن] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب [قراءة سورة بني إسرائيل والزمر قبل النوم . . .]، ح: ٢٩٢٠، ٣٤٠٥ من حديث حماد بن زيد به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٥٦، وصححه ابن

مُسَاوِرٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مَرْوَانَ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: مَا يُرِيدُ أَنْ يُفْطِرَ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: مَا يُرِيدُ أَنْ يَصُومَ.

ﷺ روزے رکھتے جاتے حتی کہ ہم کہتے: آپ کسی بھی دن روزہ چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اور پھر چھوڑنے لگتے حتی کہ ہم کہتے: آپ کسی بھی دن روزہ رکھنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔

۲۳۵۰- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ، وَلَا قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ، وَلَا صَامَ شَهْرًا قَطُّ كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ.

۲۳۵۰- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے علم میں نہیں کہ نبی ﷺ نے ایک رات میں سارا قرآن مجید پڑھا ہو یا ساری رات صبح تک نفل نماز پڑھتے رہے ہوں یا رمضان المبارک کے علاوہ کسی مہینے کے مکمل روزے رکھے ہوں۔

۲۳۵۱- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: سُئِلَتْ عَائِشَةُ عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ صَامَ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: قَدْ أَفْطَرَ، وَمَا صَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَهْرًا كَامِلًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ إِلَّا رَمَضَانَ.

۲۳۵۱- حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ ؓ سے نبی ﷺ کے (نفل) روزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: کبھی آپ اس قدر روزے رکھتے کہ ہم کہتے: آپ روزے رکھتے ہی رہیں گے اور کبھی اس قدر رہنے فرماتے کہ ہم کہتے: آپ نے روزے مستقلاً چھوڑ دیے ہیں۔ اور آپ جب سے مدینہ منورہ تشریف لائے آپ نے رمضان المبارک کے علاوہ کسی بھی مہینے کے مکمل روزے نہیں رکھے۔ ﷺ۔

◆◆ خزيمة، ح: ١١٦٣.

٢٣٥٠ـ [صحيح] تقدم، ح: ١٦٤٢، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٥٧.

٢٣٥١ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان . . . الخ، ح: ١١٥٦/ ١٧٤ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٥٨.

۲۳۵۲- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي قَيْسٍ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُولُ: كَانَ أَحَبَّ الشُّهُورِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنْ يَصُومَهُ شَعْبَانُ، بَلْ كَانَ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ.

۲۳۵۲- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ روزے رکھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کا سب سے زیادہ پسندیدہ مہینہ شعبان تھا۔ بلکہ آپ تقریباً اسے رمضان المبارک سے ملا دیتے تھے۔

۲۳۵۳- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَذَكَرَ آخَرَ قَبْلَهُمَا، أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُمْ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ: مَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ: مَا يَصُومُ، وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ.

۲۳۵۳- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے جاتے حتیٰ کہ ہم کہتے: آپ چھوڑیں گے نہیں۔ اور آپ روزے چھوڑنے لگتے تو ہم کہتے: رکھیں گے نہیں۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھتے نہیں دیکھا۔

۲۳۵٤- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ لَا يَصُومُ شَهْرَيْنِ

۲۳۵۴- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شعبان ورمضان کے علاوہ دو مہینے مسلسل روزے نہیں رکھتے تھے۔

۲۳۵۲_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في صوم شعبان، ح: ۲٤۳۱ من حديث معاوية به، وهو في الكبرى، ح: ۲٦٥۹.

۲۳۵۳_أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم شعبان، ح: ۱۹٦۹، ومسلم، الصيام، باب صيام النبي ﷺ في غير رمضان، ح: ۱۱٥٦/ ۱۷٥ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ۲٦٦۰، والموطأ: ۱/ ۳۰۹ . * أبوالنضر هو مولى عمر بن عبيدالله، وآخر قبلهما: "أظنه ابن لهيعة".

۲۳٥٤_[صحيح] تقدم، ح: ۲۱۷۷، وهو في الكبرى، ح: ۲٦٦۱.

مُتَتَابِعَيْنِ إِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ.

فائدہ: شعبان میں روزے رکھنے کے بارے میں پیچھے روایات گزر چکی ہیں۔ ان کو اور اس روایت کو دیکھا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں ہی باتوں کا احتمال موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عمل میں تنوع تھا' کبھی پورا شعبان روزے سے رہتے اور کسی شعبان میں مکمل روزے نہ رکھتے بلکہ اکثر رکھ لیا کرتے۔ ام سلمہ ؓ کی مذکورہ حدیث سے اس تطبیق کی تائید ہوتی ہے۔ الغرض تطبیق ترجیح سے بہتر ہے کہ دونوں قسم کی احادیث معمول بہ رہتی ہیں۔ واللہ أعلم۔

٢٣٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَصُومُ مِنَ السَّنَةِ شَهْرًا تَامًّا إِلَّا شَعْبَانَ وَيَصِلُ بِهِ رَمَضَانَ.

۲۳۵۵- حضرت ام سلمہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ شعبان کے علاوہ سال بھر کے کسی مہینے میں مکمل (نفل) روزے نہیں رکھتے تھے۔ شعبان کو تو آپ تقریباً رمضان المبارک کے ساتھ ہی ملا دیتے تھے۔

٢٣٥٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَامَ لِشَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ لِشَعْبَانَ كَانَ يَصُومُهُ أَوْ عَامَّتَهُ.

۲۳۵۶- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے نہیں رکھتے تھے۔ شعبان کے مہینے میں آپ اکثر روزے رکھا کرتے تھے۔

٢٣٥٧- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ،

۲۳۵۷- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے۔

٢٣٥٥ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢١٧٨، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٦٢.

٢٣٥٦ـ [إسناده حسن والحديث صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٦٣. * عمه يعقوب بن إبراهيم، وعنه رواه أحمد: ٦/٢٦٨ به.

٢٣٥٧ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٦٤، وانظر الحديث السابق.

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا.

صرف چند دن ناغہ فرماتے تھے۔

۲۳۵۸- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ: أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ.

۲۳۵۸- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ (تقریباً) مکمل شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے۔

۲۳۵۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ أَبُو الْغُصْنِ - شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ - قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! لَمْ أَرَكَ تَصُومُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُورِ مَا تَصُومُ مِنْ شَعْبَانَ، قَالَ: «ذٰلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ الْأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ».

۲۳۵۹- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے منقول ہے کہ میں نے (رسول اللہ ﷺ سے) عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو کسی مہینے میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا جتنے آپ شعبان میں رکھتے ہیں۔ (کیا وجہ ہے؟) آپ نے فرمایا: ”یہ وہ مہینہ ہے کہ رجب اور رمضان المبارک کے درمیان آنے کی وجہ سے لوگ اس سے غفلت کر جاتے ہیں' حالانکہ یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں رب العالمین کے ہاں انسانوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں۔“

فوائد و مسائل: ① رجب اور رمضان المبارک دونوں مہینوں کا تقدس مسلمہ تھا۔ رجب کا اس لیے کہ یہ حرمت والے مہینوں میں شامل ہے اور رمضان المبارک کا روزوں کی وجہ سے۔ لوگ ان دونوں مہینوں میں نیکی کے کام خوب کرتے تھے۔ شعبان کو خالی مہینہ خیال کیا جاتا تھا' حالانکہ اس کی اپنی فضیلت ہے جو رسول اللہ ﷺ

۲۳۵۸- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٨٩ من حديث بقية به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٦٥، وللحديث شواهد كثيرة. * بحير هو ابن سعد.

۲۳۵۹- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٠١ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٦٦.

نے بیان فرمائی۔ ② ”اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔“ اعمال تو ہر روز صبح اور عصر کے وقت بھی پیش ہوتے ہیں اور ہر ہفتے میں سوموار اور جمعرات کو بھی پیش ہوتے ہیں۔ گویا یہ سالانہ پیشی ہے اور اجمالی طور پر سارے سال کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ ان پیشیوں کی حکمت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمام اعمال سے ذاتی طور پر بخوبی واقف ہے۔ ③ ”میں روزے سے ہوں۔“ کیونکہ روزہ افضل عبادت ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ بھی رکھا کرتے تھے۔

٢٣٦٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ أَبُو الْغُصْنِ - شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوسَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّكَ تَصُومُ حَتّٰى لَا تَكَادَ تُفْطِرُ، وَتُفْطِرُ حَتّٰى لَا تَكَادَ أَنْ تَصُومَ إِلَّا يَوْمَيْنِ إِنْ دَخَلَا فِي صِيَامِكَ وَإِلَّا صُمْتَهُمَا، قَالَ: «أَيُّ يَوْمَيْنِ؟» قُلْتُ: يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ قَالَ: «ذَانِكَ يَوْمَانِ تُعْرَضُ فِيهِمَا الْأَعْمَالُ عَلٰى رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ».

۲۳۶۰- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے منقول ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کبھی اس قدر روزے رکھتے ہیں کہ لگتا ہے آپ چھوڑیں گے نہیں اور کبھی اس قدر چھوڑتے ہیں کہ لگتا ہے رکھیں گے نہیں، مگر دو دنوں کا ضرور رکھتے ہیں۔ آپ کے (عموی) روزوں میں آ جائیں تو فبہا ورنہ آپ ان کا روزہ خصوصاً رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کون سے دو دن؟“ میں نے کہا: سوموار اور جمعرات۔ آپ نے فرمایا: ”یہ دو دن ایسے ہیں کہ ان میں رب العالمین کے پاس اعمال پیش ہوتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں۔“

٢٣٦١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: أَخْبَرَنِي ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ الْغِفَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ

۲۳۶۱- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بسا اوقات لگاتار روزے رکھتے تھے حتی کہ کہا جاتا: آپ چھوڑیں گے نہیں اور کبھی چھوڑنے لگتے حتی کہ کہا جاتا: آپ رکھیں گے نہیں۔

٢٣٦٠- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٦٧.

٢٣٦١- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٦٨، وانظر الحديثين السابقين.

يَسْرُدُ الصَّوْمَ، فَيُقَالُ: لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ، فَيُقَالُ: لَا يَصُومُ.

٢٣٦٢- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ: أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَتَحَرَّى صِيَامَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

۲۳۶۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: تحقیق رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ قصداً رکھا کرتے تھے۔

٢٣٦٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ثَوْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ رَبِيعَةَ الْجُرَشِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَحَرَّى يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

۲۳۶۳- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ کوشش سے رکھا کرتے تھے۔

٢٣٦٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَحَرَّى الِاثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ.

۲۳۶۴- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ خصوصاً رکھتے تھے۔

٢٣٦٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَائِشَةَ

۲۳۶۵- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کے دن روزہ ارادتاً رکھا کرتے تھے۔

٢٣٦٢ـ [حسن] انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٣٥٨ والآتي، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٦٩.

٢٣٦٣ـ [حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٧٠، وانظر الحديث السابق. ● ثور هو ابن يزيد.

٢٣٦٤ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٨٠، ١٠٦ من حديث سفيان الثوري عن ثور بن يزيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٧١. ● خالد لم يسمع من عائشة، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

٢٣٦٥ـ [صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٧٢، وانظر الحديث السابق، واللذين قبله.

قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَتَحَرَّى يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ.

٢٣٦٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَمَانٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ ابْنِ رَافِعٍ عَنْ سَوَاءٍ الْخُزَاعِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ.

٢٣٦٦- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ سوموار اور جمعرات کے دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

٢٣٦٧- أَخْبَرَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نَصْرٍ التَّمَّارُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ سَوَاءٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ: اَلْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ مِنْ هٰذِهِ الْجُمُعَةِ وَالْاِثْنَيْنِ مِنَ الْمُقْبِلَةِ.

٢٣٦٧- حضرت ام سلمہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتے تھے: دو ایک ہفتے میں پیر اور جمعرات کو اور اگلے ہفتے کے پیر کو۔

٢٣٦٨- أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَنْبَأَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ سَوَاءٍ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَيَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَمِنَ الْجُمُعَةِ الثَّانِيَةِ يَوْمَ

٢٣٦٨- حضرت حفصہ ؓ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ ہر مہینے جمعرات اور سوموار کو اور دوسرے جمعہ (ہفتے) سے سوموار کو روزہ رکھتے تھے۔

٢٣٦٦- [صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢١١٦ عن إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٧٣.

٢٣٦٧- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٧٤، وانظر الحديث الآتي. ◆ أبونصر التمار هو عبدالملك بن عبدالعزيز.

٢٣٦٨- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصيام، باب من قال الاثنين والخميس، ح: ٢٤٥١ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٧٥. ◆ النضر هو ابن شميل.

الاِثْنَيْنِ.

۲۳۶۹- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ جَعَلَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهِ الأَيْمَنِ وَكَانَ يَصُومُ الاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ.

۲۳۶۹- حضرت حفصہ ؓ سے منقول ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب بستر پر لیٹتے تھے تو اپنا دایاں ہاتھ مبارک (ہتھیلی) اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے تھے اور سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

۲۳۷۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ: قَالَ أَبِي: أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ، وَقَلَّمَا يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

۲۳۷۰- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر مہینے کے شروع سے تین دن کا روزہ رکھتے تھے اور جمعۃ المبارک کے دن کم ہی روزہ چھوڑتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① "شروع سے" یعنی کسی مہینے میں۔ اور بعض اوقات درمیان سے تین دن روزہ رکھتے تھے اور کبھی آخر مہینے سے بھی رکھ لیتے تھے۔ ② "جمعۃ المبارک کے دن۔" یعنی جمعرات سمیت ورنہ اکیلے جمعے کے روزے سے تو آپ نے منع فرمایا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الصوم، حدیث: ۱۹۸۵، وصحیح مسلم، الصیام، حدیث: ۱۱۴۳) جمعرات کا روزہ آپ کا معمول تھا۔

۲۳۷۱- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ

۲۳۷۱- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں

۲۳۶۹_[صحیح] وهو في الكبرى، ح: ۲٦٧٦. * المسيب بن رافع سمعه من سواء الخزاعي كما في السنن الكبرى للنسائي، ح: ۱۰۵۹۹.

۲۳۷۰_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في صوم الثلاث من كل شهر، ح: ۲٤٥٠، والترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الجمعة، ح: ٧٤٢، وابن ماجه، الصيام، باب في صيام يوم الجمعة، ح: ۱۷۲٥ من حديث عاصم بن أبي النجود به، وقال الترمذي: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح: ۲٦٧٧.

۲۳۷۱_[صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲٦٧٨، ويأتي شاهده، ح: ۲٤٠٦.

عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ ابْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَأَنْ لَا أَنَامَ إِلَّا عَلٰى وِتْرٍ وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ .

ضحیٰ (چاشت) کی دو رکعتیں پڑھا کروں اور بغیر وتر پڑھے نہ سوؤں اور ہر مہینے میں تین روزے رکھوں۔

فائدہ: یہ حکم استحبابی ہے وجوبی نہیں کیونکہ مذکورہ تینوں کام بالاتفاق مستحبات میں شمار ہوتے ہیں۔

۲۳۷۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَسُئِلَ عَنْ صِيَامِ عَاشُورَاءَ، قَالَ: مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ ﷺ صَامَ يَوْمًا يَتَحَرّٰى فَضْلَهُ عَلَى الْأَيَّامِ إِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ - يَعْنِي شَهْرَ رَمَضَانَ وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ - .

۲۳۷۲- حضرت عبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا جبکہ حضرت ابن عباس ؓ سے عاشوراء کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا' آپ نے فرمایا: میں تو نہیں جانتا کہ نبی ﷺ نے کسی دن کو دوسرے دنوں سے افضل سمجھ کر اس کا روزہ رکھا ہو' سوائے اس دن کے' یعنی عاشوراء اور ماہ رمضان المبارک کے۔

فائدہ: ماہ رمضان المبارک کی فضیلت کے بارے میں تو کوئی کلام ہی نہیں' اس کے بعد یوم عاشوراء، یعنی دس محرم الحرام افضل ہے۔ اس دن بہت سے اہم کام سرانجام پائے۔

۲۳۷۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ! أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ فِي هٰذَا الْيَوْمِ: «إِنِّي صَائِمٌ، فَمَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَ فَلْيَصُمْ».

۲۳۷۳- حضرت حمید بن عبدالرحمن بن عوف بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاویہ ؓ کو عاشوراء کے دن منبر نبوی پر فرماتے سنا: اے مدینے والو! کہاں گئے تمھارے علماء؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس دن کے بارے میں فرماتے سنا: ''میں نے آج روزہ رکھا ہوا ہے' تو جو روزہ رکھنا چاہے' وہ رکھ لے۔''

۲۳۷۲ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ۲۰۰٦، ومسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ۱۱۳۲ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲٦۷۹. * عبيدالله هو ابن أبي يزيد.

۲۳۷۳ـ أخرجه مسلم، الصيام، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ۱۱۲۹ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الصوم، باب صوم يوم عاشوراء، ح: ۲۰۰۳ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲٦۸۰.

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عاشوراء کا روزہ بھی رکھا کرتے تھے' مگر عاشوراء کا اکیلا روزہ مناسب نہیں' اس کے ساتھ نویں یا نویں کا چھوٹ جائے تو مشابہت سے بچنے کی خاطر گیارہویں کا رکھنا بھی ان شاء اللہ جائز ہوگا۔

٢٣٧٤ - أَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ امْرَأَتِهِ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي بَعْضُ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَصُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَتِسْعًا مِّنْ ذِي الْحِجَّةِ وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَخَمِيسَيْنِ.

٢٣٧٤- حضرت ہنیدہ بن خالد کی زوجۂ محترمہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھ سے نبی ﷺ کی کسی زوجۂ محترمہ نے بیان فرمایا کہ نبی ﷺ عاشوراءِ محرم' ذوالحجہ کے پہلے نو دن اور ہر مہینے کے تین دن' مہینے کا پہلا سوموار اور دو ابتدائی جمعراتیں روزہ رکھا کرتے تھے۔

فائدہ: مندرجہ بالا اٹھائیس روایات میں رسول اللہ ﷺ فداہ أبي و أمي و نفسي و روحي کے نفل روزوں کی مختلف کیفیات بیان کی گئی ہیں اور ان میں کوئی تضاد نہیں۔ آپ کبھی کسی کیفیت سے روزے رکھتے تھے اور کبھی کسی کیفیت سے۔ اور یہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ نفل روزوں میں سہولت کا خیال رکھنا چاہیے۔ کسی ایک طریقے کو اختیار کر کے اس پر اس طرح جم جانا کہ اس سے نکلنا گناہ سمجھنا' تشدد اور تکلف فی الدین کے زمرے میں آتا ہے' اس لیے نفل کا معاملہ کھلا رکھنا چاہیے کیونکہ نفل کا مدار خوشی اور نشاط پر ہے' البتہ شریعت کی ہدایات ملحوظ خاطر رہیں' مثلاً: روزہ ہمیشہ نہ رکھے۔ عیدین اور ایام تشریق میں روزہ نہ رکھے۔ شک والے دن اور شعبان کی آخری تاریخوں میں نہ رکھے۔ وغیرہ وغیرہ۔

(المعجم ٧١) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى عَطَاءٍ فِي الْخَبَرِ فِيهِ (التحفة ٤١) - أ

باب:۷۱- اس کے بارے میں وارد حدیث میں حضرت عطاء کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ بعض روایات میں صحابی کا نام حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (عطاء کا ان سے سماع

٢٣٧٤_[إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الصيام، باب في صوم العشر، ح: ٢٤٣٧ من حديث أبي عوانة الوضاح به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٨١ * هنيدة صحابي، وامرأته صحابية كما في فصل المبهمات من النسوة (تقريب التهذيب).

ثابت نہیں) اور بعض میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے پھر بعض میں حضرت عطاء براہ راست حضرت ابن عمر یا ابن عمرو رضی اللہ عنہم سے بیان کرتے ہیں اور بعض روایات میں کسی مجہول شخص کا واسطہ ہے۔ حدیث: ۲۳۸۰ میں اس مجہول کی تصریح آ گئی ہے کہ وہ ابوالعباس الشاعر ہیں لہٰذا اس طرح سے یہ روایت بالکل صحیح ہے۔

۲۳۷۵- أَخْبَرَنِي حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَطِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ الْأَبَدَ فَلَا صَامَ».

۲۳۷۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے بلاناغہ روزہ رکھا اس کا کوئی روزہ نہیں۔"

فائدہ: صیام داود علیہ السلام سے زائد روزے نہیں رکھنے چاہئیں کیونکہ یہ افضل ترین ہیں۔ اگر کوئی زائد رکھے گا تو بھی زائد ثواب حاصل نہ کر سکے گا۔ ایک آدھ ماہ میں ایسے ہو تو الگ بات ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ اکثر شعبان کے روزے رکھتے تھے۔ مسلسل ایسا کرنا منع ہے۔

۲۳۷۶- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُسَاوِرٍ عَنِ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ، ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ الْأَبَدَ فَلَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

۲۳۷۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہمیشہ روزہ رکھا تو (ایسے سمجھو کہ) اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا (وہ بے روزہ رہا)۔"

فائدہ: "نہ اس نے روزہ رکھا" یعنی اسے کسی روزے کا ثواب نہ ملا۔ معلوم ہوا عبادات میں غلو کرنا اور حد سے تجاوز کرنا انھیں بے اجر بنا دیتا ہے۔ "نہ افطار کیا" یعنی وہ افطار (روزہ نہ رکھنے) کے فوائد سے بھی محروم رہا۔

۲۳۷۷- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي وَعُقْبَةُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ:

۲۳۷۷- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے ہمیشہ روزہ رکھا' اس کا

۲۳۷۵- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲٦٨٧.
۲۳۷٦- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲٦٨٨.
۲۳۷۷- [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲٦٨٩.

حَدَّثَنِي عَطَاءٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ صَامَ الْأَبَدَ فَلَا صَامَ».

روزہ نہیں۔“

۲۳۷۸- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَامَ الْأَبَدَ فَلَا صَامَ».

۲۳۷۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہمیشہ روزہ رکھا (گویا) اس نے روزہ نہیں رکھا۔“

۲۳۷۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَائِذٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ الْأَبَدَ فَلَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

۲۳۷۹- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہر روز روزہ رکھا‘ اس نے روزہ رکھا‘ نہ چھوڑا۔“

۲۳۸۰- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: سَمِعْتُ عَطَاءً أَنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ قَالَ: بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ أَنِّي أَصُومُ أَسْرُدُ الصَّوْمَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ،

۲۳۸۰- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کہا: نبی ﷺ کو یہ بات پہنچی کہ میں لگاتار روزے رکھتا ہوں۔ اور راوی حدیث نے پوری حدیث بیان کی۔ ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ عطاء فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ہمیشہ روزہ رکھنے والے الفاظ اس قصہ میں کیسے آ گئے (البتہ نبی ﷺ کا یہ فرمان مجھے یاد ہے کہ

۲۳۷۸_[صحيح] تقدم، ح: ۲۳۷۵، وهو في الكبرى، ح: ۲٦۹۰.

۲۳۷۹_[صحيح] انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرى، ح: ۲٦۹۰ * ومحدثه أبوالعباس الشاعر.

۲۳۸۰_أخرجه البخاري، الصوم، باب حق الأهل في الصوم، ح: ۱۹۷۷، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به ... الخ، ح: ۱۱۵۹/۱۸٦ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ۲٦۹۱.

قَالَ: قَالَ عَطَاءٌ: لَا أَدْرِي كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْأَبَدِ: لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ.

آپ نے فرمایا:) "جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس کا روزہ نہیں ہوتا۔"

(المعجم ٧٢) - اَلنَّهْيُ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ وَذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِاللهِ فِي الْخَبَرِ فِيهِ (التحفة ٤٢)

باب:٧٢- ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت اور اس بارے میں وارد حدیث (کے بیان) میں مطرف بن عبداللہ کے شاگردوں کا اختلاف

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ مطرف بن عبداللہ کن سے بیان کر رہے ہیں؟ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یا اپنے والد عبداللہ بن شخیر سے؟

٢٣٨١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَخِيهِ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِمْرَانَ قَالَ: قِيلَ: يَارَسُولَ اللهِ! إِنَّ فُلَانًا لَا يُفْطِرُ نَهَارًا الدَّهْرَ، قَالَ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

٢٣٨١- حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا گیا: فلاں شخص کبھی بھی روزے سے ناغہ نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا: "نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ چھوڑا۔"

فائدہ: ہمیشہ روزہ رکھنا فطرت انسانی کے خلاف ہے کیونکہ اس سے حقوق العباد کی ادائیگی میں خرابی پیدا ہوگی' جسمانی کمزوری ہوگی' معاش خراب ہوگا' وغیرہ وغیرہ' لہٰذا ہمیشہ روزہ رکھنا درست نہیں' چاہے وہ عیدین اور ایام تشریق کے روزے چھوڑ بھی دے کیونکہ مذکورہ بالا خرابیاں اس صورت میں بھی بعینہٖ موجود ہیں۔ اگرچہ فقہی طور پر اس کے جواز کی یہ کہہ کر گنجائش نکالی گئی ہے کہ پانچ ناغے ہونے سے حقیقتاً ہمیشہ کا روزہ نہ رہا۔ مگر فقہی موشگافیوں کے بجائے مصالح اور مفاسد کا لحاظ رکھنا اصل ہے۔ شریعت کے احکام میں یہ چیز صاف نظر آتی ہے' مثلاً: کتے کا جوٹھا پلید ہے' بلی کا پاک۔ تھوڑا پانی قلیل نجاست سے پلید ہو جاتا ہے' مگر کھلا پانی نہیں' وغیرہ۔

٢٣٨٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ:

٢٣٨٢- حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٢٣٨١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٤٢٦ عن إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٨٢، وصححه ابن خزيمة: ٣/ ٣١١، ح: ٢١٥١، وابن حبان، ح: ٩٣٧، والحاكم: ١/ ٤٣٥، والذهبي.

٢٣٨٢ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في صيام الدهر، ح: ١٧٠٥ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٨٣، وانظر الحديث الآتي.

حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ: أَخْبَرَنِي أَبِي: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَذُكِرَ عِنْدَهُ رَجُلٌ يَصُومُ الدَّهْرَ، قَالَ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب آپ کے پاس ایک آدمی کا ذکر ہوا جو بلاناغہ روزے رکھا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا: "اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ چھوڑا۔"

٢٣٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الشِّخِّيرِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي صَوْمِ الدَّهْرِ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

۲۳۸۳- حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ روزہ رکھنے (والے) کے بارے میں فرمایا: "اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ چھوڑا۔"

فائدہ: "نہ رکھا اور نہ چھوڑا۔" چھوڑا تو حقیقتاً نہیں، رکھا اس لیے نہیں کہ شریعت کی نافرمانی کی، ثواب نہ ملا گویا نہ رکھا۔

(المعجم ٧٣) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ فِيهِ (التحفة ٤٢) - ١

باب: ۷۳- اس روایت میں غیلان بن جریر کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: غیلان بن جریر کے بعض شاگرد اس روایت کو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت بناتے ہیں اور بعض شاگرد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی، یعنی حضرت ابوقتادہ یہ روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان فرماتے ہیں۔

٢٣٨٤- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ - وَهُوَ

۲۳۸۴- حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ ہم ایک آدمی کے پاس سے گزرے۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! یہ شخص

٢٣٨٣- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، ح: ١٧٠٥ من حديث أبي داود الطيالسي به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٨٤، ومسند الطيالسي، ح: ١١٤٧، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢١٥٠، وابن حبان، ح: ٩٣٨.

٢٣٨٤- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٦٨٥، وأخرجه أبويعلى في مسنده: ١/ ١٣٣، ١٣٤ من حديث أبي هلال به، إلا أنه سقط من السند: "عن أبي قتادة"، وانظر الحديث الآتي.

ابْنُ جَرِيرٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ - وَهُوَ ابْنُ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيُّ - عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَمَرَرْنَا بِرَجُلٍ، فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللهِ! هٰذَا لَا يُفْطِرُ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ».

اتنے عرصے سے روزے کا ناغہ نہیں کر رہا۔ آپ نے فرمایا: ”نہ اس نے روزہ رکھا اور نہ چھوڑا۔“

۲۳۸۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ غَيْلَانَ: سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيَّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِهِ فَغَضِبَ، فَقَالَ عُمَرُ: رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، وَسُئِلَ عَمَّنْ صَامَ الدَّهْرَ، فَقَالَ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ» أَوْ: «مَا صَامَ وَمَا أَفْطَرَ».

۲۳۸۵- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے آپ کے روزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ناراض ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے‘ اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہیں‘ پھر آپ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو بلاناغہ روزے رکھتا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ چھوڑا۔“

فوائد ومسائل: ① ”ناراض ہو گئے۔“ کیونکہ آپ نے اپنی نیکی کے اظہار کو مناسب نہ سمجھا اس لیے ایسے سوال پر ناراض ہوئے۔ یا آپ نے خطرہ محسوس فرمایا کہ اگر میں نے بتا دیا تو سائل یا دوسرے لوگ میری اقتدا کرنے کی کوشش کریں گے اور مشقت میں پڑیں گے۔ یا اس لیے ناراض ہوئے کہ عبادت کے مسئلے‘ خصوصاً روزے میں آپ کی مماثلت کرنا منع ہے‘ مثلاً: وصال (کئی دنوں کا روزہ) آپ کا خاصہ ہے‘ کسی اور شخص کو ایک دن سے زائد کا روزہ (وصال کی صورت میں) رکھنے کی اجازت نہیں۔ واللہ أعلم. ② ”راضی ہیں۔“ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے آپ پر نازل کردہ دین پر سختی سے کاربند ہیں‘ لہٰذا ہماری غلطی معاف فرمائیے۔

(المعجم ٧٤) - سَرْدُ الصِّيَامِ (التحفة ٤٣)

باب: ۷۴- لگاتار روزے رکھنا؟

۲۳۸٦- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ

۲۳۸۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

۲۳۸٥_ أخرجه مسلم، الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة أيام من كل شهر . . . الخ، ح: ١١٦٢/ ١٩٧ عن محمد ابن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٨٦.

۲۳۸٦_ أخرجه مسلم، ح: ١١٢١ من حديث حماد بن زيد به كما تقدم، ح: ٢٣٠٨، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٩٢.

عَرَبِيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي رَجُلٌ أَسْرُدُ الصَّوْمَ، أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: «صُمْ إِنْ شِئْتَ، أَوْ أَفْطِرْ إِنْ شِئْتَ».

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میں لگاتار روزے رکھتا ہوں تو کیا سفر میں بھی رکھ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”اگر تو چاہے تو رکھ لے اور اگر چاہے تو نہ رکھ۔“

فائدہ: یہاں پے در پے روزوں سے پورے سال کے مسلسل روزے رکھنا مراد نہیں کیونکہ احادیث میں اس کی سخت ممانعت ہے، شرعاً ایسے روزے ناقابل اعتبار ہیں۔ مجموعی دلائل کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سرد الصیام سے مراد مسلسل مہینہ دو مہینے روزے رکھنا ہے اور بس۔ واللّٰہ أعلم. اور اس کے جواز میں ان شاء اللہ کوئی تردد نہیں۔

(المعجم ٧٩) - صَوْمُ ثُلُثَيِ الدَّهْرِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ (التحفة ٤٤)

باب:٧٥- دوتہائی دنوں کے روزے اور اس بارے میں وارد حدیث کے بیان میں راویوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: اختلاف یوں ہے کہ بعض راوی اس حدیث کو متصل بیان کرتے ہیں اور بعض مرسل، یعنی صحابہ کا ذکر نہیں کرتے۔ عمرو بن شرحبیل صحابی نہیں ہیں۔ پہلی روایت متصل ہے اگرچہ صحابی نامعلوم ہے اور صحابی کا نامعلوم ہونا معتر نہیں ہوتا۔ دوسری روایت مرسل ہے۔ اس میں صحابی کا ذکر نہیں۔

٢٣٨٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: رَجُلٌ يَصُومُ الدَّهْرَ؟ قَالَ: «وَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يَطْعَمِ الدَّهْرَ» قَالُوا:

٢٣٨٧- نبی ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے کہا گیا کہ ایک آدمی ہمیشہ روزے رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کاش وہ کبھی کھانا نہ کھاتا (اور مر جاتا)۔“ لوگوں نے عرض کیا: دوتہائی دنوں کے روزے کیسے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ بھی بہت زیادہ ہیں۔“ انھوں نے کہا: نصف دنوں کے روزے؟

٢٣٨٧- [صحيح] أخرجه عبدالرزاق في المصنف: ٤/٢٩٦، ح: ٨٧٦٧ عن سفيان الثوري عن الأعمش به، وعنعنا، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث الآتي، ح: ٢٣٨٩، والحديث في الكبرى، ح: ٢٦٩٣. ☆ أبوعمار هو الهمداني.

ثُلُثَيْهِ؟ قَالَ: «أَكْثَرُ» قَالُوا: فَنِصْفَهُ؟ قَالَ: «أَكْثَرُ» ثُمَّ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا يُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ؟ صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ».

آپ نے فرمایا: ”یہ بھی زیادہ ہی ہیں۔“ پھر فرمایا: ”میں تمھیں وہ روزے نہ بتاؤں جو سینے کا کینہ (دل کے مفاسد) دور کرنے کے لیے کافی ہیں؟ ہر ماہ میں تین دن کے روزے۔“

فوائد و مسائل: ① ”کاش وہ کبھی نہ کھاتا۔“ یہ اظہار ناراضی ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟ یہ تو مرنے والی بات ہے۔ اس سے تو بہتر تھا کہ کبھی بھی کھانا نہ کھاتا اور جلدی مر جاتا۔ ظاہر الفاظ مقصود نہیں صرف ڈانٹنا مقصد ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا منع ہے۔ ② ”بہت زیادہ ہیں۔“ گویا ہر مہینے دو تہائی (یعنی بیس) دنوں کے روزے رکھنا بھی اولیٰ نہیں کہ یہ بھی صیام داود علیہ السلام سے زیادتی ہے۔ اگرچہ یہ جائز ہیں مگر افضل پھر بھی نہیں۔ ③ ”یہ بھی زیادہ ہیں۔“ کیونکہ یہ نفل روزوں کا آخری درجہ ہے، البتہ منع نہیں۔ لیکن چونکہ وہ شخص پہلے ہی زیادہ روزے رکھتا تھا، لہٰذا آپ نے اس کے لیے یہ بھی مناسب نہ سمجھے تاکہ اس کا تشدد ختم ہو۔ ④ مہینے میں تین روزے بہترین ہیں کیونکہ ان سے روزے کا مقصد بھی بخوبی پورا ہوتا ہے، یعنی دل کی اصلاح ہو جاتی ہے اور حقوق العباد کی ادائیگی میں خلل بھی واقع نہیں ہوتا اور انسان جسمانی کمزوری سے بھی محفوظ رہتا ہے، نیز تین کا ثواب تیس، یعنی پورے مہینے کے برابر ہے، لہٰذا اسی پر عمل افضل ہے۔

٢٣٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ قَالَ: أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يَطْعَمِ الدَّهْرَ شَيْئًا» قَالَ: فَثُلُثَيْهِ؟ قَالَ: «أَكْثَرُ» قَالَ: فَنِصْفَهُ؟ قَالَ: «أَكْثَرُ» قَالَ: «أَفَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا يُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ؟» قَالُوا: بَلَى، قَالَ: «صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ

٢٣٨٨- حضرت عمرو بن شرحبیل رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ اس آدمی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تو چاہتا ہوں کہ وہ کبھی کچھ نہ کھاتا۔“ اس نے کہا: دو تہائی روزے؟ آپ نے فرمایا: ”بہت زیادہ ہیں۔“ اس نے کہا: نصف دنوں کے روزے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ بھی زیادہ ہی ہیں۔“ آپ نے فرمایا: ”میں تمھیں ایسے روزوں کی خبر نہ دوں جو دل کی خرابیوں (اخلاقی کمزوریوں) کو دور کر دیتے ہیں؟“ لوگوں نے کہا:

٢٣٨٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٩٤.

كُلِّ شَهْرٍ».

کیوں نہیں (ضرور بتایئے) آپ نے فرمایا: "ہر مہینے میں تین روزے۔"

فائدہ: "دل کی خرابیوں۔" بعض اہل علم نے خرابیوں کی بجائے دل کی بے چینی مراد لی ہے یعنی اگر انسان (نیک) عبادت نہ کرے تو دل بے چین رہتا ہے۔ تین روزے ہر ماہ رکھ لینے سے دل کا اضطراب ختم ہو جائے گا اور اطمینان حاصل ہوگا۔

٢٣٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ الدَّهْرَ كُلَّهُ؟ قَالَ: «لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ» أَوْ «لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ» قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا؟ قَالَ: «أَوَ يُطِيقُ ذٰلِكَ أَحَدٌ؟» قَالَ: كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا؟ قَالَ: «ذٰلِكَ صَوْمُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ» قَالَ: كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ؟ قَالَ: «وَدِدْتُ أَنِّي أُطِيقُ ذٰلِكَ» قَالَ: ثُمَّ قَالَ: «ثَلَاثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَرَمَضَانُ إِلٰى رَمَضَانَ هٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ».

٢٣٨٩- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو ہمیشہ بلا ناغہ روزہ رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ چھوڑا۔" انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو دو دن روزہ رکھتا ہے، ایک دن ناغہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "کیا کوئی شخص (ہمیشہ) اس کی طاقت رکھ سکتا ہے؟" انھوں نے پھر عرض کیا: اس شخص کے بارے میں کیا فرمان ہے جو ایک دن روزہ رکھتا ہے، ایک دن ناغہ کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ تو حضرت داود علیہ السلام کا روزہ ہے۔" انھوں نے عرض کیا: اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے جو ایک دن کا روزہ رکھتا ہے، دو دن افطار کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "میری خواہش ہے کہ مجھے اس کی طاقت ہوتی۔" پھر فرمایا: "ہر مہینے میں تین روزے رکھ لینا اور ہر رمضان کے روزے رکھ لینا (ثواب کے لحاظ سے) زمانہ بھر کے روزے رکھ لینے کے برابر ہے۔"

فائدہ: "کیا کوئی شخص اس کی طاقت رکھ سکتا ہے؟" مقصد کراہت کا اظہار ہے کہ ساری زندگی طاقت نہ

٢٣٨٩_ أخرجه مسلم، ح: ١١٦٢ عن قتيبة بن سعيد عن حماد بن زيد به (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٣٨٥)، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٦٩٥.

رکھے گا۔ آخر اس عمل کو چھوڑنا پڑے گا لہٰذا یہ درست نہیں۔ (مزید دیکھیے حدیث: ٢٣٨٧)

(المعجم ٧٦) - صَوْمُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ فِي ذٰلِكَ لِخَبَرِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ (التحفة ٤٥)

باب:٧٦- ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن افطار کرنا اور اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کرنے والوں کے الفاظ کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: یہاں سند میں کسی اختلاف کا بیان مقصود نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ راویان حدیث میں بعض الفاظ کے بیان میں کچھ اختلاف ہے' جیسے بواسطہ' مجاہد مروی روایات میں ایک دن روزہ رکھنا اور دوسرے دن چھوڑنے کو افضل الصیام کہا گیا' ابوسلمہ کے طریق سے منقول روایت میں اس طرح کے روزے کو نصف الدھر کے روزے قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ ابن المسیب اور ابوسلمہ کی روایت میں أعدل الصیام کے الفاظ منقول ہیں۔ غرض مآل ایک ہی ہے۔ متن حدیث پر اس سے کوئی زد نہیں آتی' مزید دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ شرح سنن النسائي: ٢١/٣٠٣)

٢٣٩٠- قَالَ وَفِيمَا قَرَأَ عَلَيْنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ وَمُغِيرَةُ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصِّيَامِ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا».

٢٣٩٠- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افضل ترین روزے داود علیہ السلام کے روزے ہیں۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن ناغہ فرماتے تھے۔''

فائدہ: کہا گیا ہے کہ پابندی کے لحاظ سے یہ سخت ترین روزے ہیں مگر حضرت داود علیہ السلام بڑے طاقت والے تھے۔

٢٣٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو

٢٣٩١- حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے والد نے

٢٣٩٠- أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم يوم وإفطار يوم، ح: ١٩٧٨ من حديث مغيرة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٩٦.

٢٣٩١- أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب: في كم يقرأ القرآن؟، ح: ٥٠٥٢ من حديث أبي عوانة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٩٧.

عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو: أَنْكَحَنِي أَبِي امْرَأَةً ذَاتَ حَسَبٍ، فَكَانَ يَأْتِيهَا فَيَسْأَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا فَقَالَتْ: نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَأْ لَنَا فِرَاشًا وَلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُنْذُ أَتَيْنَاهُ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «ائْتِنِي بِهِ» فَأَتَيْتُهُ مَعَهُ، فَقَالَ: «كَيْفَ تَصُومُ؟» قُلْتُ: كُلَّ يَوْمٍ قَالَ: «صُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ يَوْمَيْنِ وَأَفْطِرْ يَوْمًا» قَالَ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ أَفْضَلَ الصِّيَامِ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: صَوْمُ يَوْمٍ وَفِطْرُ يَوْمٍ».

ایک صاحب رتبہ (عالی نسب) خاتون سے میرا نکاح کر دیا' پھر وہ (اکثر) اس کے پاس آ کر اس کے خاوند کے (یعنی میرے) بارے میں پوچھتے تو وہ خاتون کہتی: بڑے اچھے آدمی ہیں جو کبھی میرے بستر پر نہیں آئے اور جب سے میں آئی ہوں' کبھی میرا پہلو تلاش نہیں کیا۔ میرے والد نے یہ بات نبی ﷺ کے گوش گزار کی تو آپ نے فرمایا: ''اسے لے کر میرے پاس آنا۔'' میں ان کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: ''تم روزے (نفل) کیسے رکھتے ہو؟'' میں نے عرض کیا: ہر روز۔ آپ نے فرمایا: ''ہر ہفتے سے تین دن روزے رکھو۔'' میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''دو دن روزہ رکھو اور ایک دن ناغہ کرو۔'' میں نے عرض کیا: میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''داود علیہ السلام کی طرح روزے رکھو جو افضل ترین روزے ہیں۔ ایک دن روزہ' ایک دن ناغہ۔''

فوائد و مسائل: ① اس روایت میں سوال اور جواب کی ترتیب صحیح نہیں۔ کسی راوی سے غلطی ہو گئی ہے۔ اس نے یوں مخل اختصار کر دیا ہے۔ آئندہ روایات سے صحیح ترتیب معلوم ہو رہی ہے۔ ② ''پہلو تلاش نہیں کیا۔'' یعنی کبھی خاوند بیوی والا تعلق قائم نہیں کیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ انتہائی متقی اور پرہیزگار تھے' اس لیے توجہ بیوی کی طرف نہ گئی۔ والد محترم نے خود توجہ دلانے کے بجائے رسول اللہ ﷺ سے رجوع کیا۔

۲۳۹۲- أَخْبَرَنَا أَبُو حَصِينٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: زَوَّجَنِي أَبِي

۲۳۹۲- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرے والد نے ایک خاتون سے میری شادی کر دی' پھر وہ اس سے ملنے آئے تو پوچھا: تیرا خاوند کیسا ہے؟ وہ کہنے لگی: اچھا آدمی ہے جو رات کو سوتا نہیں اور

۲۳۹۲- [صحیح] انظر الحدیثین السابقین، وهو في الكبرى، ح: ۲۶۹۸.

امْرَأَةً، فَجَاءَ يَزُورُهَا فَقَالَ: كَيْفَ تَرِينَ بَعْلَكِ؟ فَقَالَتْ: نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَا يَنَامُ اللَّيْلَ، وَلَا يُفْطِرُ النَّهَارَ، فَوَقَعَ بِي وَقَالَ: زَوَّجْتُكَ امْرَأَةً مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَعَضَلْتَهَا، قَالَ: فَجَعَلْتُ لَا أَلْتَفِتُ إِلَى قَوْلِهِ مِمَّا أَرَى عِنْدِي مِنَ الْقُوَّةِ وَالِاجْتِهَادِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «لٰكِنِّي أَنَا أَقُومُ وَأَنَامُ وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ، فَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ» قَالَ: «صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ» فَقُلْتُ: أَنَا أَقْوَى مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا» فَقُلْتُ: أَنَا أَقْوَى مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ» ثُمَّ انْتَهَى إِلَى خَمْسَ عَشْرَةَ وَأَنَا أَقُولُ: أَنَا أَقْوَى مِنْ ذٰلِكَ.

دن کو روزے سے ناغہ نہیں کرتا۔ تو والد محترم نے مجھے سخت سست کہا اور فرمانے لگے کہ میں نے ایک (بہترین) مسلمان عورت سے تیری شادی کی ہے اور تو نے اسے بن بیاہی بنا رکھا ہے؟ لیکن میں ان کے کہنے کی طرف توجہ نہیں دیتا تھا کیونکہ میں اپنے اندر (عبادت کی) قوت اور شوق پاتا تھا۔ یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: ”لیکن میں تو رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ روزہ بھی رکھتا ہوں اور ناغے بھی کرتا ہوں‘ چنانچہ تو نماز بھی پڑھ اور سو بھی۔ روزے بھی رکھ اور ناغے بھی کر۔“ آپ نے فرمایا: ”ہر مہینے سے تین روزے رکھ لیا کر۔“ میں نے عرض کیا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”پھر داود علیہ السلام جیسے روزے رکھ۔ ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن ناغہ کر۔“ میں نے کہا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ (مگر آپ نے اجازت نہ دی) پھر آپ نے فرمایا: ”ایک ماہ میں (تہجد کے دوران میں) ایک دفعہ قرآن ختم کیا کر۔“ لیکن پھر (میرے بار بار کہنے پر) آپ پندرہ تک آگئے۔ میں اب بھی یہی کہہ رہا تھا: مجھے اس سے زائد کی طاقت ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں بھی راوی نے اختصار کیا ہے۔ اسی روایت کی دوسری اسانید سے مروی الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بار بار اصرار کرنے پر رسول اللہ ﷺ ایک ماہ‘ پچیس دن‘ پھر بیس‘ پندرہ‘ دس‘ سات‘ پانچ سے گزرتے ہوئے تین دن پر آ گئے تھے یعنی تین راتوں میں قرآن ختم کر لیا کر۔ اس سے زائد کی اجازت نہیں دی تاکہ صحیح تلفظ‘ توجہ اور حضور قلب سے اسے پڑھا جائے۔

۲۳۹۳- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ

۲۳۹۳- حضرت عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ

۲۳۹۳_ أخرجه البخاري، الصوم، باب حق الضيف في الصوم، ح: ۱۹۷٤، ومسلم، الصيام، باب النهي عن ◄◄

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حُجْرَتِي فَقَالَ: «أَلَمْ أُخْبَرْ: أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ، وَتَصُومُ النَّهَارَ؟» قَالَ: بَلَى، قَالَ: «فَلَا تَفْعَلَنَّ، نَمْ وَقُمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ، فَإِنَّ لِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجَتِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِصَدِيقِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَأَنَّهُ عَسَى أَنْ يَطُولَ بِكَ عُمْرٌ، وَإِنَّهُ حَسْبُكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثًا، فَذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ، وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا» قُلْتُ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ، قَالَ: «صُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ، قَالَ: «صُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ» قُلْتُ: وَمَا كَانَ صَوْمُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ قَالَ: «نِصْفُ الدَّهْرِ».

رسول اللہ ﷺ میرے حجرے میں تشریف لائے اور فرمانے لگے: ”کیا مجھے یہ بتایا نہیں گیا کہ تو ساری رات نماز پڑھتا رہتا ہے اور ہر دن روزہ رکھتا ہے؟“ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”ایسے نہ کر۔ سو بھی اور قیام بھی کر۔ روزہ بھی رکھ اور ناغہ بھی کر۔ یقیناً تیری آنکھ کا تجھ پر حق ہے‘ تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے‘ تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے‘ تیرے مہمان کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے دوست کا بھی تجھ پر حق ہے۔ امید ہے تیری عمر لمبی ہو گی‘ لہٰذا تجھے یہ کافی ہے کہ ہر مہینے سے تین روزے رکھ لیا کر۔ یہ (ثواب کے لحاظ سے) زمانے بھر کے روزوں کے برابر ہو جائیں گے کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔ میں نے عرض کیا: میں زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔ میں نے اپنے آپ پر سختی کی تو مجھ پر سختی ڈال دی گئی۔ آپ نے فرمایا: ”ہر ہفتے میں تین روزے رکھ لیا کر۔“ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ اس طرح میں نے اپنے آپ پر سختی کی تو مجھ پر سختی ڈال دی گئی۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ کے نبی حضرت داود ؑ کی طرح روزہ رکھ لیا کر۔“ میں نے کہا: حضرت داود ؑ کے روزے کیسے تھے؟ آپ نے فرمایا: ”نصف زمانہ۔ (یعنی ایک دن روزہ ایک دن ناغہ)۔“

فوائد و مسائل: ① ”تجھ پر حق ہے۔“ لہٰذا ہر حق والے کو اس کا حق دے۔ آنکھ کا حق نیند‘ جسم کا حق آرام و خوراک‘ بیوی کا حق اس کے ساتھ شب بسری‘ مہمان کا حق مہمان نوازی اور اس کے ساتھ مل کر کھانا‘ دوست کا حق اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور کھانا وغیرہ ہے۔ ② ”تیری عمر لمبی ہو گی۔“ اور بڑی عمر میں زیادہ عبادت کو قائم نہ رکھ سکے گا‘ لہٰذا اتنی عبادت شروع کر جسے قائم رکھ سکے۔ مگر حضرت عبداللہ ؓ جوانی اور عبادت کے جوش میں سمجھ نہ سکے اور آخر عمر میں تنگ ہوئے جسے وہ سختی ڈالنے سے تعبیر فرما رہے تھے۔

٢٣٩٤ - أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: ذُكِرَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ يَقُولُ: لَأَقُومَنَّ اللَّيْلَ وَلَأَصُومَنَّ النَّهَارَ مَا عِشْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَنْتَ الَّذِي تَقُولُ ذٰلِكَ»؟ فَقُلْتُ لَهُ: قَدْ قُلْتُهُ يَا رَسُولَ اللهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذٰلِكَ، فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَنَمْ وَقُمْ، وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ» قُلْتُ: فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ يَوْمًا، وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ» فَقُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «فَصُمْ يَوْمًا، وَأَفْطِرْ يَوْمًا، وَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ وَهُوَ أَعْدَلُ الصِّيَامِ» قُلْتُ: فَإِنِّي، أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ»، قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو: لَأَنْ أَكُونَ قَبِلْتُ الثَّلَاثَةَ الْأَيَّامَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ

۲۳۹۴- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے میری بات ذکر کی گئی کہ میں ساری رات عبادت کیا کروں گا اور ہر دن روزہ رکھا کروں گا جب تک بھی زندہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو یہ بات کہتا ہے؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یقیناً میں نے یہ بات کہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو اس کی طاقت نہیں رکھ سکے گا‘ لہٰذا روزہ رکھ اور ناغہ بھی کر‘ سو بھی اور عبادت بھی کر۔ اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھ لیا کر۔ چونکہ نیکی کا بدلہ دس گنا ہے‘ لہٰذا یہ (ثواب کے لحاظ سے) ہمیشہ روزے رکھنے کی طرح ہو جائیں گے۔“ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر ایک دن روزہ رکھ اور دو دن ناغہ کر۔“ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن ناغہ کر۔ اور یہ حضرت داود علیہ السلام کے روزے ہیں اور یہ افضل ترین روزے ہیں۔“ میں نے کہا: میں اس سے افضل کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اس سے افضل کوئی روزہ نہیں۔“ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں وہ تین روزے ہی قبول کر لیتا جو اللہ کے رسول ﷺ نے میرے لیے تجویز فرمائے تھے تو (اب) یہ مجھے

◀◀ صوم الدهر لمن تضرر به . . . الخ، ح: ١١٥٩ من حديث يحيى به، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٩٩. ● أبوإسماعيل هو القناد.

٢٣٩٤ـ أخرجه مسلم، ح: ١١٥٩ (انظر الحديث السابق) من حديث ابن وهب، والبخاري، ح: ١٩٧٦ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٢٧٠٠.

أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِي وَمَالِي.

میرے اہل و مال سے زیادہ پسند اور محبوب ہوتا۔

فائدہ: ”میں وہ تین روزے ہی قبول کر لیتا۔“ یہ سوچ انھیں بڑھاپے میں آئی جب اس قدر سخت عبادت کو برداشت کرنا مشکل ہو گیا مگر وہ جاری شدہ نیکی کو ختم کرنے یا کم کرنے کو بھی مناسب نہ سمجھتے تھے۔

٢٣٩٥- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ - عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قُلْتُ: أَيْ عَمِّ! حَدِّثْنِي عَمَّا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! إِنِّي قَدْ كُنْتُ أَجْمَعْتُ عَلٰى أَنْ أَجْتَهِدَ اجْتِهَادًا شَدِيدًا حَتّٰى قُلْتُ: لَأَصُومَنَّ الدَّهْرَ وَلَأَقْرَأَنَّ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَسَمِعَ بِذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَتَانِي حَتّٰى دَخَلَ عَلَيَّ فِي دَارِي، فَقَالَ: «بَلَغَنِي: أَنَّكَ قُلْتَ: لَأَصُومَنَّ الدَّهْرَ وَلَأَقْرَأَنَّ الْقُرْآنَ» فَقُلْتُ: قَدْ قُلْتُ ذٰلِكَ يَارَسُولَ اللهِ! قَالَ: «فَلَا تَفْعَلْ، صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ» قُلْتُ: إِنِّي أَقْوٰى عَلٰى أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «فَصُمْ مِنَ الْجُمُعَةِ يَوْمَيْنِ: اَلْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسَ» قُلْتُ: فَإِنِّي أَقْوٰى عَلٰى أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَإِنَّهُ أَعْدَلُ

٢٣٩٥- حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا: چچا جان! مجھے وہ بات بیان فرمائیے جو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ارشاد فرمائی تھی۔ وہ فرمانے لگے: اے بھتیجے! میں نے یہ عزم کیا تھا کہ میں عبادت میں سخت محنت کروں گا حتی کہ میں نے کہا: میں ہمیشہ روزے رکھوں گا اور ایک دن رات میں پورا قرآن مجید ختم کیا کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے (کسی سے) یہ بات سن لی تو آپ میرے پاس تشریف لائے حتی کہ میرے گھر میں داخل ہو گئے اور فرمانے لگے: ”مجھے پتا چلا ہے کہ تو نے کہا ہے: میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا اور (ہر روز) پورا قرآن (نماز میں) پڑھا کروں گا۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ میں نے یہ بات کہی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ایسے نہ کرنا۔ ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کر۔“ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر ہفتے میں دو دن، یعنی سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھ لیا کر۔“ میں نے کہا: میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر حضرت داود علیہ السلام جیسے روزے رکھا کر کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین (اور مناسب ترین)

٢٣٩٥- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ٢٧٠١، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق خير: إذا وعد لم يخلف ... الخ.

الصِّيَامِ عِنْدَ اللهِ: يَوْمًا صَائِمًا وَيَوْمًا مُفْطِرًا، وَإِنَّهُ كَانَ إِذَا وَعَدَ لَمْ يُخْلِفْ، وَإِذَا لَاقَى لَمْ يَفِرَّ».

روزے ہیں۔ ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ۔ اور حضرت داود علیہ السلام جب وعدہ فرما لیتے تھے تو خلاف ورزی نہ کرتے تھے اور جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو بھاگتے نہ تھے۔"

فائدہ: "بھاگتے نہ تھے" یہ دو اضافی صفات بیان فرمائیں جن کے ساتھ حضرت داود علیہ السلام متصف تھے۔ باوجود اس قدر روزے دار ہونے کے بہت زیادہ قوت کے مالک تھے۔ ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ﴾ (ص ۳۸: ۱۷)

(المعجم ٧٧) - ذِكْرُ الزِّيَادَةِ فِي الصِّيَامِ وَالنُّقْصَانِ وَذِكْرُ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ (التحفة ٤٦)

باب: ۷۷- اس حدیث میں اس سے کم وبیش روزوں کا ذکر اور اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی حدیث بیان کرنے والوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: پیچھے بیان ہو چکا ہے کہ کسی راوی نے اس حدیث کو مختصر بیان کیا ہے اور کسی نے تفصیل کے ساتھ۔

٢٣٩٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ فَيَّاضٍ: سَمِعْتُ أَبَا عِيَاضٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهُ: «صُمْ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قَالَ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قَالَ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قَالَ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قَالَ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ أَفْضَلَ

۲۳۹۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "ایک روزہ رکھ لیا کر، باقی دنوں کا ثواب بھی تجھے مل جائے گا۔" میں نے کہا: مجھے اس سے زائد کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: "دو دن روزہ رکھ لیا کر، باقی دنوں کا ثواب بھی تجھے مل جائے گا۔" میں نے کہا: مجھے اس سے زائد کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: "تین دن روزہ رکھ لیا کر، باقی دنوں کا ثواب بھی تجھے مل جائے گا۔" میں نے کہا: مجھے اس سے زائد کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: "چار دن روزہ رکھ لیا کر، باقی دنوں کا ثواب بھی تجھے مل جائے گا۔" میں نے عرض کیا: مجھے اس سے بھی زائد کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: "تو حضرت داود علیہ السلام کے روزے رکھا کر

٢٣٩٦- أخرجه مسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به، ... الخ، ح: ١١٥٩/ ١٩٢ عن محمد ابن المثنى به، وهو في الكبرى، ح: ٢٧٠٢. * محمد هو ابن جعفر، لقبه غندر.

الصِّيَامِ عِنْدَ اللهِ صَوْمُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا».

جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل ترین روزے ہیں۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ فرماتے تھے۔"

فائدہ: "ایک روزہ رکھ۔" اگر پورے مہینے میں ایک روزہ مراد ہے' پھر یہ کسی راوی کی غلطی ہے کیونکہ کسی دوسری روایت سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ اور اگر دس دن میں سے ایک دن کا روزہ مراد ہے جیسا کہ آئندہ حدیث میں ہے تو پھر یہ درست ہے کیونکہ ایک روزے کا ثواب دس کے برابر ہے اور یہی مفہوم صحیح ہے۔ سوال اور جواب کی ترتیب بھی اس کی تائید کرتی ہے۔

٢٣٩٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ ابْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: ذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: «صُمْ مِنْ كُلِّ عَشَرَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِلْكَ التِّسْعَةِ» فَقُلْتُ: إِنِّي أَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ مِنْ كُلِّ تِسْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِلْكَ الثَّمَانِيَةِ» قُلْتُ: إِنِّي أَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «فَصُمْ مِنْ كُلِّ ثَمَانِيَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِلْكَ السَّبْعَةِ» قُلْتُ: إِنِّي أَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَلَمْ يَزَلْ حَتّٰى قَالَ: «صُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا».

٢٣٩٧- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے سامنے روزے کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: "ہر دس دن میں ایک دن روزہ رکھ لیا کر' باقی نو دنوں کا ثواب بھی تجھے مل جائے گا۔" میں نے کہا: مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: "پھر ہر نو دن میں ایک روزہ رکھ لیا کر' تجھے باقی آٹھ دنوں کا ثواب بھی مل جائے گا۔" میں نے کہا: مجھ میں مزید طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: "ہر آٹھ دن میں ایک دن روزہ رکھ لیا کر' تجھے باقی سات دن کا ثواب بھی مل جائے گا۔" میں نے کہا: مجھ میں اس سے بھی زیادہ طاقت ہے۔ آپ مزید اضافہ فرماتے رہے حتی کہ آپ نے فرمایا: "ایک دن روزہ رکھ اور ایک دن ناغہ کر۔"

فائدہ: دس دن میں ایک دن کا روزہ بھی اتنا ہی ثواب رکھتا ہے جتنا دو دن میں ایک دن کا' مگر روزے کے اور بھی تو فوائد ہیں۔ مشقت کا اجر بھی تو روزے کے ثواب سے الگ ملتا ہے۔ ظاہر ہے تین روزوں سے پندرہ روزوں کی مشقت بہر صورت زیادہ ہے' البتہ ایک ماہ میں پندرہ سے زائد روزے رکھنے کی مستقل عادت بنا لینا درست نہیں کیونکہ اس میں نقصانات ہیں۔

٢٣٩٧- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٢٤ من حديث المعتمر بن سليمان التيمي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٠٣. ● شيخ مطرف هو الحارث بن عبدالله بن أبي ربيعة المخزومي.

٢٣٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، ح: وَأَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صُمْ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ عَشْرَةٍ» فَقُلْتُ: زِدْنِي، فَقَالَ: «صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ أَجْرُ تِسْعَةٍ» قُلْتُ: زِدْنِي قَالَ: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَكَ أَجْرُ ثَمَانِيَةٍ». قَالَ ثَابِتٌ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُطَرِّفٍ فَقَالَ: مَا أَرَاهُ إِلَّا يَزْدَادُ فِي الْعَمَلِ وَيَنْقُصُ مِنَ الْأَجْرِ. وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ.

٢٣٩٨- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے مروی ہے مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک دن روزہ رکھ۔ تجھے دس روزوں کا ثواب ملے گا۔“ میں نے کہا: اور زیادہ کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”دو دن روزہ رکھ لے‘ تجھے نو روزوں کا ثواب ملے گا۔“ میں نے کہا: مزید زیادہ کیجیے۔ آپ نے فرمایا: ”تین دن کے روزے رکھ لے‘ تجھے آٹھ روزوں کا ثواب ملے گا۔“ (راوئ حدیث) ثابت نے کہا: میں نے حضرت مطرف سے یہ حدیث بیان کی تو انھوں نے کہا: میرا خیال ہے عمل بڑھ رہا ہے‘ ثواب کم ہو رہا ہے۔ حدیث کے الفاظ محمد (بن اسماعیل) کے بیان کردہ ہیں (زکریا بن یحییٰ کے نہیں)۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں امام نسائی ؒ کے دو استاد ہیں: محمد بن اسماعیل اور زکریا بن یحییٰ- بیان کردہ الفاظ محمد بن اسماعیل کے ہیں۔ واللفظ لمحمد کا مفہوم یہ ہے۔ ② ”ثواب کم ہو رہا ہے۔“ یوں سمجھ لیجیے کہ جتنا ثواب دس دن میں ایک روزے کا ہے‘ اتنا ہی دس دن میں دو روزوں کا اور اتنا ہی دس دن میں تین روزوں کا۔ مزید تفصیل کے لیے سابقہ حدیث کے فائدے کا مطالعہ کیجیے۔

(المعجم ٧٨) - صَوْمُ عَشَرَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ وَاخْتِلَافُ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ (التحفة ٤٧)

باب: ٧٨- ایک ماہ میں دس دن کے روزے رکھنا اور اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کی حدیث بیان کرنے والوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: پہلے وضاحت ہو چکی ہے کہ اختلاف سے مراد اختصار اور تفصیل ہے۔

٢٣٩٨- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ١٦٥ عن يزيد بن هارون عن حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٠٤.

٢٣٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ أَسْبَاطَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهُ بَلَغَنِي: أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا أَرَدْتُ بِذٰلِكَ إِلَّا الْخَيْرَ، قَالَ: «لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ، وَلٰكِنْ أَدُلُّكَ عَلٰى صَوْمِ الدَّهْرِ، ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ خَمْسَةَ أَيَّامٍ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «فَصُمْ عَشْرًا» فَقُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا».

٢٣٩٩-حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تو ساری رات قیام کرتا ہے اور ہر روز روزہ رکھتا ہے۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا ارادہ تو نیکی ہی کا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”جو ہمیشہ روزہ رکھے اس کا کوئی روزہ نہیں لیکن میں تجھے ہمیشہ کے روزے کا ایک طریقہ بتاتا ہوں: مہینے میں تین روزے رکھ۔“ (ثواب پورے مہینے کے برابر ہوگا۔) میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”(مہینے میں) پانچ دن روزہ رکھ۔“ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر دس رکھ۔“ میں نے کہا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”حضرت داود ؑ کے روزے رکھا کر۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ فرماتے تھے۔“

٢٤٠٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حَبِيبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْعَبَّاسِ - وَكَانَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، وَكَانَ شَاعِرًا، وَكَانَ صَدُوقًا - عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

٢٤٠٠-حضرت ابوالعباس نے جو کہ شام کے رہنے والے شاعر تھے (باوجود شاعر ہونے کے) بہت سچے شخص تھے حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اور پھر حدیث بیان فرمائی۔

٢٣٩٩ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم داود عليه السلام، ح:١٩٧٩، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به ... الخ، ح:١١٥٩/١٨٧ من حديث حبيب بن أبي ثابت به، وهو في الكبرى، ح:٢٧٠٥.

٢٤٠٠ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٢٧٠٦.

۲۴۰۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ، هُوَ الشَّاعِرُ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو! إِنَّكَ تَصُومُ الدَّهْرَ وَتَقُومُ اللَّيْلَ، وَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتِ الْعَيْنُ وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ، لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْأَبَدَ، صَوْمُ الدَّهْرِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا، وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى».

۲۴۰۱- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے عبداللہ بن عمرو! تو ہمیشہ روزے رکھتا ہے اور ساری ساری رات عبادت کرتا ہے۔ اور جب تو ایسے کرے گا' تیری آنکھیں اندر کو دھنس جائیں گی اور طبیعت تھک جائے گی۔ اس شخص کا کوئی روزہ نہیں جس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔ ہمیشہ روزہ رکھنے کا جائز طریقہ یہ ہے کہ ہر مہینے سے تین دن روزہ رکھا جائے۔ یہ (ثواب کے لحاظ سے) زمانے بھر کا روزہ بن جائے گا۔'' میں نے کہا: میں اس سے زائد کی طاقت رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''حضرت داود ؑ کے روزے رکھ۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے۔ اور جب دشمن کا سامنا ہوتا تھا تو بھاگتے نہ تھے۔''

فائدہ: روزے سے انسانی جسم کے غیر ضروری اجزاء تحلیل ہو جاتے ہیں جس سے انسان جفاکش بن جاتا ہے۔ قوت برداشت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ بھوک' پیاس' تکلیف اور مشقت برداشت کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اخلاقی و روحانی طور پر انسان قوی ہو جاتا ہے۔ اور جنگ میں انھی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے' البتہ بلا ناغہ روزہ انسان کو کمزور اور عاجز کر دیتا ہے' لہٰذا وہ جائز نہیں۔

۲۴۰۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أَطْلُبُ إِلَيْهِ

۲۴۰۲- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے منقول ہے مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینے میں ایک دفعہ قرآن مجید ختم کیا کر۔'' میں نے کہا: میں اس سے زائد کی طاقت رکھتا ہوں۔ اس طرح میں بار بار آپ سے مزید مطالبہ کرتا رہا حتی کہ آپ نے فرمایا: ''پانچ دن میں ختم کر لیا کر۔'' آپ نے فرمایا: ''مہینے میں تین روزے

۲۴۰۱- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۰۷. * خالد هو ابن الحارث.

۲۴۰۲- [صحيح] تقدم، ح: ۲۳۹۹، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۰۸.

حَتّٰى قَالَ: «فِي خَمْسَةِ أَيَّامٍ» وَقَالَ: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، فَلَمْ أَزَلْ أَطْلُبُ إِلَيْهِ حَتّٰى قَالَ: «صُمْ، أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ صَوْمَ دَاوُدَ، كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا».

رکھا کر۔" میں نے کہا: مجھے اس سے زائد کی طاقت ہے۔ اس طرح میں آپ سے بار بار مطالبہ کرتا رہا حتی کہ آپ نے فرمایا: "داود ؑ کی طرح روزے رکھ جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔"

فائدہ: "پانچ دن میں۔" حدیث: ۲۳۹۲ کے تحت گزر چکا ہے کہ آخر کار آپ نے تین دن میں ختم قرآن کی اجازت دے دی تھی۔ تفصیل وہاں دیکھی جائے۔

٢٤٠٣- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ: إِنَّ أَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: بَلَغَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنِّي أَصُومُ أَسْرُدُ الصَّوْمَ وَأُصَلِّي اللَّيْلَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ وَإِمَّا لَقِيَهُ قَالَ: «أَلَمْ أُخْبَرْ: أَنَّكَ تَصُومُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّي اللَّيْلَ، فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنَّ لِعَيْنِكَ حَظًّا، وَلِنَفْسِكَ حَظًّا، وَلِأَهْلِكَ حَظًّا، وَصُمْ وَأَفْطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ، وَصُمْ مِنْ كُلِّ عَشَرَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا وَلَكَ أَجْرُ تِسْعَةٍ» قَالَ: إِنِّي أَقْوٰى لِذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «صُمْ صِيَامَ دَاوُدَ إِذًا» قَالَ: وَكَيْفَ كَانَ صِيَامُ دَاوُدَ يَا نَبِيَّ اللهِ؟ قَالَ: «كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا، وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقٰى» قَالَ: وَمَنْ لِي

۲۴۰۳- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی کہ میں لگاتار روزے رکھتا ہوں اور ساری ساری رات نماز پڑھتا رہتا ہوں۔ آپ نے مجھے بلا بھیجا' یا میں آپ کو ملا (یا آپ مجھے ملے)' آپ نے فرمایا: "کیا مجھے یہ نہیں بتایا گیا کہ تو مسلسل روزے رکھتا ہے' کبھی ناغہ نہیں کرتا' اور ساری ساری رات نماز پڑھتا رہتا ہے؟ ایسے نہ کر۔ تیری آنکھ کو اس کا حق (نیند) ملنا چاہیے اور تیرے جسم کو اس کا حق (آرام وخوراک) ملنا چاہیے اور تیری بیوی کو بھی اس کا حق (شب بسری) ملنا چاہیے۔ روزے بھی رکھ' ناغے بھی کر' نماز بھی پڑھ اور نیند بھی پوری کر۔ ہر دس دن میں ایک دن روزہ رکھ۔ باقی نو دن (کے روزوں) کا ثواب بھی تجھے مل جائے گا۔" میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تب حضرت داود ؑ کی طرح روزے رکھ۔" میں نے کہا: اے اللہ تعالیٰ کے

٢٤٠٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٣٩٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٠٩.

بِهٰذَا يَا نَبِيَّ اللهِ؟

نبی! حضرت داود علیہ السلام کس طرح روزے رکھتے تھے؟ آپ نے فرمایا: "وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے اور جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو بھاگتے نہ تھے۔" میں نے کہا: اے اللہ کے نبی! میرے لیے اس (آخری) بات کا کون ضامن ہوگا؟ (یعنی یہ بہت مشکل کام ہے' روزہ بھی اور جہاد بھی۔)

فائدہ: "آپ نے مجھے بلا بھیجا" روایات میں مختلف الفاظ ہیں: کسی میں ہے کہ آپ نے مجھے پیغام بھیجا' میں گیا۔ کسی میں ہے کہ آپ میرے پاس تشریف لائے۔ کسی میں ہے کہ مجھے میرے والد نبی ﷺ کے پاس لے کر گئے۔ تطبیق یوں ممکن ہے کہ ان کے والد محترم کے کہنے پر رسول اللہ ﷺ نے انھیں ساتھ لانے کو کہا' نیز کسی اور کے ذریعے سے آنے کا پیغام بھی بھیج دیا' پھر باپ بیٹا دونوں آپ کے پاس آئے۔ آپ نے مختصری بات کی' پھر ان کے گھر جا کر تفصیلی بات چیت کی کیونکہ علیحدگی میں کوئی جھجک نہیں ہوتی۔

(المعجم ٧٩) - صِيَامُ خَمْسَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ (التحفة ٤٨)

باب:٧٩- مہینے میں پانچ دن روزے رکھنا

٢٤٠٤- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ - وَهُوَ الْحَذَّاءُ - عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِيكَ زَيْدٍ عَلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، فَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِي، فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً أَدَمٍ رَبْعَةً، حَشْوُهَا لِيفٌ، فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ، قَالَ: «أَمَا

٢٤٠٤- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے میرے مسلسل روزے رکھنے کا ذکر ہوا۔ آپ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے آپ کے لیے ایک درمیانہ سا چمڑے کا گدا بچھایا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی لیکن آپ زمین ہی پر بیٹھ گئے اور وہ گدا میرے اور آپ کے درمیان رہ گیا۔ آپ نے فرمایا: "تجھے ہر مہینے سے تین روزے کافی نہیں؟" میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (مزید اجازت دیجیے)۔

٢٤٠٤ـ أخرجه البخاري، الصوم، باب صوم داود عليه السلام، ح: ١٩٨٠، ومسلم، الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به، ... الخ، ح: ١١٥٩/ ١٩١ من حديث خالد بن عبدالله عن خالد الحذاء به، وهو في الكبرى، ح: ٢٧١٠.

يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ؟» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ!، قَالَ: «خَمْسًا» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ!، قَالَ: «سَبْعًا» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ!، قَالَ: «تِسْعًا» قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ!، قَالَ: «إِحْدَى عَشْرَةَ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ!، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ، شَطْرَ الدَّهْرِ: صِيَامُ يَوْمٍ وَفِطْرُ يَوْمٍ».

آپ نے فرمایا: ''پانچ روزے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (مزید)۔ آپ نے فرمایا: ''سات روزے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! (کچھ اور)۔ آپ نے فرمایا: ''نو روزے۔'' میں پھر بولا: اے اللہ کے رسول! (کچھ اور)۔ آپ نے فرمایا: ''گیارہ روزے۔'' میں نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! (کچھ اور)۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''حضرت داود ؑ کے روزوں سے بڑھ کر کوئی روزہ نہیں' یعنی نصف زمانہ کہ ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ۔''

(المعجم ٨٠) - صِيَامُ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ (التحفة ٤٩)

باب:٨٠- مہینے میں چار دن روزے رکھنا

٢٤٠٥- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ فَيَّاضٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عِيَاضٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صُمْ مِنَ الشَّهْرِ يَوْمًا، وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: «فَصُمْ يَوْمَيْنِ، وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «فَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: «صُمْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ، وَلَكَ أَجْرُ مَا بَقِيَ» قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَكْثَرَ

٢٤٠٥- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ کا بیان ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مہینے میں ایک روزہ رکھ لے تجھے باقی دنوں کا ثواب مل جائے گا۔'' میں نے کہا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ فرمایا: ''پھر دو دن روزہ رکھ لے تجھے باقی دنوں کا ثواب مل جائے گا۔'' میں نے عرض کیا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تین دن روزہ رکھ لے تجھے باقی دنوں کا ثواب مل جائے گا۔'' میں نے عرض کیا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: ''چار دن روزہ رکھ لے۔ تجھے باقی دنوں کا ثواب مل جائے گا۔'' میں نے کہا: مجھے اس سے زیادہ کی طاقت ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افضل ترین روزہ حضرت داود ؑ کا

٢٤٠٥_[صحيح] تقدم، ح:٢٣٩٦، وهو في الكبرى، ح:٢٧١١.

مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصَّوْمِ صَوْمُ دَاوُدَ، كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا».

روزہ ہے۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے۔"

(المعجم ٨١) - صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ (التحفة ٥٠)

باب:٨١- مہینے میں تین دن روزے رکھنا

٢٤٠٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: أَوْصَانِي حَبِيبِي ﷺ بِثَلَاثَةٍ لَا أَدَعُهُنَّ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى أَبَدًا، أَوْصَانِي بِصَلَاةِ الضُّحٰى، وَبِالْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ، وَبِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ.

۲۴۰۶- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے پیارے حبیب ﷺ نے تین باتوں کی نصیحت فرمائی اور ان شاء اللہ تعالیٰ میں انھیں کبھی نہیں چھوڑوں گا: مجھے نصیحت فرمائی کہ صلاۃ الضحیٰ پڑھا کروں' وتر پڑھ کر سوؤں اور ہر مہینے سے تین روزے رکھوں۔

فوائد ومسائل: ① "صلاۃ ضحیٰ۔" چاشت کی نفل نماز تاکہ انسان کے دن کی ابتدا نماز سے ہو۔ ② "وتر پڑھ کر سوؤں۔" تاکہ وتر محفوظ ہو جائیں۔ فجر سے پہلے اٹھنا یقینی نہیں ہوتا خصوصاً نوجوان طالب علم کے لیے۔ ③ "تین روزے۔" تاکہ ہمیشہ روزہ رکھنے کا ثواب مل سکے۔ کمزوری بھی نہ ہو اور اخلاقی وروحانی اور جسمانی کمال بھی حاصل ہو۔

٢٤٠٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِثَلَاثٍ: بِنَوْمٍ عَلٰى وِتْرٍ، وَالْغُسْلِ

۲۴۰۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تین چیزوں کا حکم دیا: وتر پڑھ کر سونا۔ جمعۃ المبارک کے دن غسل کرنا اور ہر مہینے سے تین دن روزے رکھنا۔

٢٤٠٦ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ١٧٣ من حديث إسماعيل بن جعفر به، وهو في الكبرى، ح: ٢٧١٢، وصححه ابن خزيمة، ح: ١٠٨٣، ١٢٢١، ١٢٢٢.

٢٤٠٧ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٣٧١، وهو في الكبرى، ح: ٢٧١٣.

يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَصَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ.

٢٤٠٨- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ ابْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَأَنْ لَا أَنَامَ إِلَّا عَلٰى وِتْرٍ وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ.

۲۴۰۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ چاشت کی دو رکعتیں پڑھا کروں اور وتر پڑھے بغیر نہ سوؤں اور ہر مہینے سے تین دن کے روزے رکھا کروں۔

٢٤٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِنَوْمٍ عَلٰى وِتْرٍ، وَالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ.

۲۴۰۹- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے وتر پڑھ کر سونے، جمعۃ المبارک کے دن غسل کرنے اور ہر مہینے سے تین دن روزے رکھنے کا حکم دیا۔

(المعجم ٨٢) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى أَبِي عُثْمَانَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ (التحفة ٥٠) - ألف

باب:۸۲- ہر ماہ تین روزے رکھنے کے بارے میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بیان کرنے میں ابو عثمان کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: اختلاف یہ ہے کہ ابو عثمان کے شاگرد ثابت نے اس روایت کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے جبکہ ان کے دوسرے شاگرد عاصم احول نے اسے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ لیکن اس سے صحت حدیث مجروح نہیں ہوتی کیونکہ حدیث دونوں صحابہ (ابوہریرہ اور ابوذر رضی اللہ عنہما) سے مروی ہے۔

٢٤٠٨- [صحيح] تقدم، ح: ٢٣٧١، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧١٥.

٢٤٠٩- [صحيح] تقدم، ح: ٢٣٧١، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧١٤.

۲٤١٠- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «شَهْرُ الصَّبْرِ وَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ».

۲۴۱۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ صبر کا مہینہ (یعنی رمضان المبارک) اور ہر مہینے سے تین روزے (ثواب کے لحاظ سے) زمانے بھر کے روزوں کے برابر ہیں۔

فائدہ: رمضان المبارک کے روزے تو فرض ہیں۔ باقی ہر مہینے سے تین روزے ثواب کے لحاظ سے پورے مہینے کے برابر ہیں۔ رمضان المبارک کو صبر کا مہینہ فرمایا گیا ہے کیونکہ روزہ نام ہی صبر کا ہے۔ کھانے پینے سے صبر، شہوت سے صبر، جھگڑنے اور گالی گلوچ سے صبر۔

۲٤١١- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ اللَّانِيُّ بِالْكُوفَةِ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ - وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ فَقَدْ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ» ثُمَّ قَالَ: «صَدَقَ اللهُ فِي كِتَابِهِ ﴿مَن جَآءَ بِٱلْحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾» [الأنعام: ١٦٠]

۲۴۱۱- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ہر مہینے تین روزے رکھے تو یوں سمجھو اس نے زمانہ بھر کے روزے رکھ لیے۔“ پھر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں سچ فرمایا ہے: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ ”جو شخص نیکی کرے گا اسے (اس نیکی کا) دس گنا ثواب دیا جائے گا۔“

۲٤١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ:

۲۴۱۲- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے

۲٤١٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٦٣، ٢٨٤، ٥١٣ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٧١٦، وأخرجه البخاري، ح: ١١٧٨، ومسلم، ح: ٧٢١/ ٨٥ من حديث أبي عثمان النهدي عن أبي هريرة قال: أوصاني خليلي ﷺ بثلاث: بصيام ثلاثة من كل شهر، وركعتي الضحى، وأن أوتر قبل أن أرقد.

۲٤١١ـ [ضعيف] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم ثلاثة أيام من كل شهر، ح: ٧٦٢، وابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في صيام ثلاثة أيام من كل شهر، ح: ١٧٠٨ من حديث عاصم الأحول به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٢٧١٧، وانظر الحديث الآتي. ● أبوعثمان سمعه من رجل مجهول من أبي ذر به.

۲٤١٢ـ [ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٢٧١٨.

أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ رَجُلٍ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ فَقَدْ تَمَّ صَوْمُ الشَّهْرِ» أَوْ «فَلَهُ صَوْمُ الشَّهْرِ» شَكَّ عَاصِمٌ.

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو شخص ہر مہینے سے تین روزے رکھے تو گویا مہینے بھر کے روزے ہو گئے (یا اسے مہینے بھر کے روزوں کا ثواب ملے گا)۔“

فائدہ: ۲۴۱۱ اور ۲۴۱۲ دونوں روایات کو محقق کتاب نے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ سنن ابن ماجہ (۱۷۰۸) کی تحقیق میں روایت: ۲۴۱۱ کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس حدیث کا صحیح شاہد سنن نسائی (حدیث: ۲۴۰۸ اور ۲۴۰۹) میں ہے۔ محقق کتاب کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت کی محقق کتاب کے نزدیک بھی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہے نیز دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ دونوں روایات قابل عمل اور قابل حجت ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۲۱/۳۳۳، و إرواء الغليل: ۳/۱۴۰)

۲۴۱۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي هِنْدٍ أَنَّ مُطَرِّفًا حَدَّثَهُ، أَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ أَبِي الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «صِيَامٌ حَسَنٌ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ».

۲۴۱۳- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اچھے روزے ہر ماہ میں تین روزے ہیں۔“

۲۴۱٤- أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُومُصْعَبٍ عَنْ مُغِيرَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

۲۴۱۴- حضرت سعید بن ابی ہند بھی حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا روایت کی مثل بیان کرتے ہیں۔ یہ روایت مرسل (منقطع) ہے۔

۲۴۱۳- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٢١٧ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٧١٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢١٢٥.

٢٤١٤- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٧٢٠.

... بن سليمان، ... بن صبّاح، عن ابن ... رسول الله ﷺ كان يصوم ثلاثة ...

۲۴۱۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر ماہ تین دن روزہ رکھا کرتے تھے پہلے (ماہ) کی پہلی سوموار اور جمعرات کو اور پھر اگلی جمعرات کو۔

۲۴۱۰۔ [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/ ۹۰ عن حجاج بن محمد به، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۲۱، وللحديث شواهد كثيرة.

۲۴۱۱۔ [صحیح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۲۲.

أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ: يَوْمَ الاثْنَيْنِ مِنْ أَوَّلِ الشَّهْرِ، وَالْخَمِيسِ الَّذِي يَلِيهِ، ثُمَّ الْخَمِيسِ الَّذِي يَلِيهِ.

٢٤١٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ تَمِيمٍ عَنْ زُهَيْرٍ، عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ هُنَيْدَةَ الْخُزَاعِيَّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ سَمِعْتُهَا تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ: أَوَّلَ

۲۴۱۷- حضرت ہنیدہ خزاعی سے روایت ہے کہ میں ام المومنین (حضرت حفصہ ؓ) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے سنا آپ فرما رہی تھیں: رسول اللہ ﷺ ہر ماہ تین دن روزہ رکھا کرتے تھے: مہینے کی پہلی سوموار کو پھر جمعرات کو پھر اگلی جمعرات کو۔

٢٤١٩- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْحُرِّ ابْنِ الصَّيَّاحِ، عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ امْرَأَتِهِ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَصُومُ تِسْعَةً مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَيَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ: أَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ، وَخَمِيسَيْنِ.

۲۴۱۹- نبی ﷺ کی کسی زوجۂ محترمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کے نو دن، عاشوراء کے دن اور ہر مہینے سے تین دن (یعنی پہلا سوموار اور اس کے بعد والی دو جمعراتیں) روزہ رکھتے تھے۔

فائدہ: ”ذوالحجہ کے نو دن۔“ حضرت عائشہ ؓ سے صحیح مسلم میں روایت ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دنوں کبھی روزے سے نہیں دیکھا۔ (صحیح مسلم، الاعتکاف، حدیث:۱۱۷۶) مگر اسے تعارض کے بجائے عدم علم پر محمول کیا جائے گا، یعنی حضرت عائشہ ؓ نے اپنے علم کی نفی کی ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ نبی ﷺ روزے نہ رکھتے تھے۔ حضرت حفصہ ؓ نے آپ کو روزے سے دیکھا تو روزہ بیان کر دیا۔

٢٤٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ، عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنِ امْرَأَتِهِ، عَنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ الْعَشْرَ، وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ: الْاِثْنَيْنِ، وَالْخَمِيسَ.

۲۴۲۰- نبی ﷺ کی کوئی زوجۂ محترمہ بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ عشرۂ ذوالحجہ (یعنی نو دن) اور ہر مہینے سے تین دن روزہ رکھتے تھے: (پہلا) سوموار کو اور اس کے بعد جمعرات کو (یعنی دو جمعراتیں)۔

٢٤٢١- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ

۲۴۲۱- حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ

٢٤١٩- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٧٢٥.

٢٤٢٠- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٧٢٦.

٢٤٢١- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٧٢٧. ● أم هنيدة صحابية كما في التقريب.

الْجَوْهَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِاللهِ، عَنْ هُنَيْدَةَ الْخُزَاعِيِّ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ: أَوَّلِ خَمِيسٍ، وَالْاِثْنَيْنِ، وَالْاِثْنَيْنِ».

ﷺ (ہر مہینے میں) تین دن کے روزوں کا حکم دیتے تھے یعنی مہینے کی پہلی جمعرات اور دو سوموار۔

فوائد و مسائل: ① "حکم دیتے تھے۔" یعنی استحباب کے طور پر۔ ② "پہلی جمعرات" سابقہ روایات میں پہلے سوموار کا ذکر ہے۔ مقصود یہ ہے کہ پہلے جمعرات آ جاتی تو جمعرات، سوموار اور پھر اگلے سوموار کا روزہ رکھتے اور اگر مہینے کے شروع میں سوموار پہلے آ جاتا تو سوموار، جمعرات اور پھر اگلی جمعرات کا روزہ رکھ لیتے، یعنی تین روزے سوموار اور جمعرات میں محصور ہوتے تھے۔ ابتدا جمعرات سے ہو یا سوموار سے، کوئی فرق نہیں۔

٢٤٢٢- أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صِيَامُ الدَّهْرِ، وَأَيَّامُ الْبِيضِ صَبِيحَةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ».

٢٤٢٢- حضرت جریر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "ہر مہینے تین روزے رکھنا (ثواب کے لحاظ سے) زمانے بھر کے روزوں کے برابر ہے۔ اور ایام بیض (چمکتی راتوں والے دن) تیرہ، چودہ اور پندرہ ہیں۔"

فائدہ: ان تین راتوں میں چاند پورا ہوتا ہے اور ساری رات رہتا ہے، اس لیے ان کو چمکتی راتیں کہا۔ مقصد مہینے میں تین روزے رکھنا ہے۔ ان دنوں میں رکھے یا سوموار اور جمعرات کے لحاظ سے یا جیسے اتفاق ہو۔

(المعجم ٨٤) - ذِكْرُ الْاِخْتِلَافِ عَلَى مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ فِي الْخَبَرِ فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ (التحفة ٥١) - أ

باب: ٨٤- مہینے کے تین روزوں والی روایت میں موسیٰ بن طلحہ کے شاگردوں کے اختلاف کا ذکر

وضاحت: موسیٰ بن طلحہ کے بعض شاگردوں نے ان کے استاد حضرت ابوہریرہ ؓ بتائے ہیں اور اس

٢٤٢٢- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٢٧٢٨. ● أبو إسحاق السبيعي عنعن، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

حدیث میں خرگوش کا قصہ ہے۔ اور بعض نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ لیکن اس روایت میں خرگوش کا ذکر نہیں، پھر بعض شاگردوں نے ان کے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے درمیان ابن الحوتکیہ کا واسطہ بیان کیا ہے اور بعض نے واسطہ بیان نہیں کیا۔ بعض شاگردوں نے اس روایت کو مرسل بھی بیان کیا ہے، یعنی کسی صحابی کا ذکر ہی نہیں کیا، جیسے روایت: ۲۴۲۰ اور ۲۴۲۱۔ ان طرق واسانید میں سے صحیح ترین طرق (سند) یحیی بن سام عن موسی بن طلحة عن أبي ذر والا طریق ہے۔ باقی تمام طرق ضعیف ہیں۔

۲٤۲۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَرْنَبٍ قَدْ شَوَاهَا فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَمْسَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، فَلَمْ يَأْكُلْ وَأَمَرَ الْقَوْمَ أَنْ يَأْكُلُوا، وَأَمْسَكَ الْأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَأْكُلَ؟» قَالَ: إِنِّي أَصُومُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ قَالَ: «إِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَصُمِ الْغُرَّ».

۲۴۲۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی بھنا ہوا خرگوش لے کر نبی ﷺ کے پاس آیا اور اسے آپ کے سامنے رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ روک لیا اور نہ کھایا اور لوگوں سے کہا کہ وہ کھالیں۔ اعرابی نے بھی ہاتھ روکے رکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تجھے کھانے میں کیا رکاوٹ ہے؟“ اس نے کہا کہ میں ہر مہینے میں تین دن روزے رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اگر روزے رکھتے ہوں تو چاندنی راتوں (کے دنوں) کے (یعنی چاند کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تاریخ کو) روزے رکھا کر۔“

۲٤۲٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ فِطْرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَامٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ

۲۴۲۴- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ہر مہینے میں ایام بیض (روشن راتوں کے دنوں) کے تین روزے رکھا کریں، یعنی (چاند کی) تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو۔

۲٤۲۳_[صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۳٦، ۳٤٦ من حديث أبي عوانة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۷۲۹، وصححه ابن حبان، ح: ۹٤٥. ● عبدالملك بن عمير عنعن، وللحديث شواهد.

۲٤۲٤_[إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الصوم، باب ماجاء في صوم ثلاثة أيام من كل شهر، ح: ۷٦۱ من حديث يحيى بن سام به، وقال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۷۳۰، وصححه ابن خزيمة: ۳/ ۳۰۲، ۳۰۳، ح: ۲۱۲۸، وابن حبان، ح: ۹٤۳، ۹٤٤.

ﷺ: أَنْ نَصُومَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامِ الْبِيضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ.

فائدہ: ان تین دنوں میں روزے رکھنے کی حکمت شاید یہ ہو کہ چونکہ ان کی راتیں چاند سے منور ہوتی ہیں' لہٰذا مناسب ہے کہ ان کے دن روزے کے نور سے منور ہوں۔

٢٤٢٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَامٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَصُومَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامِ الْبِيضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ.

۲۴۲۵- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہر ماہ تین روشن (راتوں کے) دنوں کے روزے رکھنے کا حکم دیا' یعنی تیرہ' چودہ اور پندرہ کو۔

فائدہ: ان دنوں کی راتوں کے روشن ہونے کی وجہ سے ان دنوں کو بھی مجازاً روشن کہہ دیا ورنہ دن تو سارے ہی روشن ہوتے ہیں۔ یا ایام بیض اصل میں أيام الليالي البيض ہے' یعنی روشن راتوں والے تین دن۔

٢٤٢٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَامٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا صُمْتَ شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ، فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ».

۲۴۲۶- حضرت موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربذہ بستی میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ فرما رہے تھے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو مہینے میں کچھ دنوں کے روزے رکھے تو (چاند کی) تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کو رکھ۔“

٢٤٢٥- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق.

٢٤٢٦- [إسناده حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٧٣١.

٢٤٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ بَيَانِ بْنِ بِشْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِيَّةِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: «عَلَيْكَ بِصِيَامِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ».

۲۴۲۷- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: (چاند کی) "تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھا کر۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا خَطَأٌ لَيْسَ مِنْ حَدِيثِ بَيَانٍ، وَلَعَلَّ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا اثْنَانِ فَسَقَطَ الْأَلِفُ فَصَارَ بَيَانَ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ یہ غلطی ہے۔ یہ حدیث "بیان" کی نہیں ہے، ہوسکتا ہے کہ حضرت سفیان نے حَدَّثَنَا اِثْنَانِ کہا ہو، الف گر گیا اور کسی راوی نے غلطی سے اسے "بیان" پڑھ لیا۔

فائدہ: مذکورہ حدیث کی سند میں حضرت سفیان کا استاد "بیان" کہا گیا ہے لیکن یہ درست نہیں ہے، آئندہ حدیث میں صراحت ہے کہ سفیان نے کہا: "مجھے دو آدمیوں نے یہ روایت بیان کی۔" دو کو عربی میں اِثْنَانِ کہتے ہیں، گویا یہاں بھی اثنان تھا، غلطی سے بیان پڑھ لیا گیا۔ واللہ أعلم.

٢٤٢٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا رَجُلَانِ مُحَمَّدٌ وَحَكِيمٌ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِيَّةِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا بِصِيَامِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ.

۲۴۲۸- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔

٢٤٢٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ

۲۴۲۹- حضرت ابن حوتکیہ سے روایت ہے کہ میرے

٢٤٢٧ـ [حسن] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح:٢١٢٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٢٧٣٢، وللحديث شواهد.

٢٤٢٨ـ [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٢٧٣٣، وسيأتي مطولاً، ح:٤٣١٦.

٢٤٢٩ـ [حسن] وهو في الكبرى، ح:٢٧٣٤ . ✽ الحكم هو ابن قتيبة، ومحمد هو ابن عبدالرحمٰن بن أبي ليلى، ◄◄

حَكِيمٍ عَنْ بَكْرٍ، عَنْ عِيسٰى، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِيَّةِ قَالَ: قَالَ أَبِيٌّ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَمَعَهُ أَرْنَبٌ قَدْ شَوَاهَا وَخُبْزٌ، فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي وَجَدْتُهَا تَدْمَى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «لَا يَضُرُّ كُلُوا» وَقَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ: «كُلْ» قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: «صَوْمُ مَاذَا»؟ قَالَ: صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ، قَالَ: «إِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَعَلَيْكَ بِالْغُرِّ الْبِيضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ».

والد (ؓ) نے فرمایا کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اس کے پاس بھنا ہوا خرگوش تھا اور روٹیاں بھی تھیں۔ اس نے یہ سب کچھ نبی ﷺ کے سامنے رکھ دیا' پھر کہا: میں نے اسے اس حالت میں پایا تھا کہ یہ (اس کا گوشت) خون آلود تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں' کھاؤ۔“ اور آپ نے اعرابی سے فرمایا: ”تو بھی کھا۔“ اس نے کہا: میرا تو روزہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کیسا روزہ؟“ اس نے کہا: مہینے کے تین روزے۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تو نے یہ روزے رکھنے ہوں تو چاندنی راتوں کے دنوں کے روزے رکھا کر' یعنی تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کو۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: اَلصَّوَابُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَيُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ وَقَعَ مِنَ الْكُتَّابِ ذَرٌّ فَقِيلَ: أُبَيٌّ.

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی ؒ نے فرمایا: صحیح بات یہ ہے کہ یہ روایت ابن حوتکیہ نے حضرت ابوذر ؓ سے سنی ہے' شاید کسی کاتب سے لفظ ذر (لکھنے سے) رہ گیا ہے اور اس نے أُبی لکھ دیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① امام نسائی ؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت حضرت ابوذر ؓ سے ہے۔ غلطی سے أبی ذر کو کسی راوی نے أبي پڑھ لیا' ذر رہ گیا یا لکھنے سے ذر رہ گیا' صرف أبي لکھا گیا اور یہ غلطی آگے منتقل ہوگئی۔ ② اکثر اہل علم نے تَدمٰی کے معنی تحیض (حیض آنے) کے کیے ہیں اور اس بنا پر اس کا گوشت حلال نہیں سمجھتے۔ لیکن اولاً تو حیض یعنی خون آنا حرمت کی دلیل نہیں۔ ثانیاً: اگر اس کے معنی گوشت کے خون آلود ہونے کے کر لیے جائیں تو زیادہ صحیح ہے کیونکہ اس کا گوشت ایسا ہی ہوتا ہے۔ ③ ربذہ، یہ بستی مدینہ منورہ سے کوئی تین میل کے فاصلے پر ہے۔ حضرت ابوذر ؓ اپنی خوشی سے یہاں منتقل ہو گئے تھے اور یہیں فوت ہوئے...... ؓ یہ حضرت عثمان ؓ کے دور کی بات ہے۔

◀ وعيسى هو ابن المختار، وبكر هو ابن عبدالرحمٰن كوفي قاضي.

۲۴۳۰- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَافَى بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَعْنٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِأَرْنَبٍ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَدَّ يَدَهُ إِلَيْهَا، فَقَالَ الَّذِي جَاءَ بِهَا: إِنِّي رَأَيْتُ بِهَا دَمًا، فَكَفَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَدَهُ، وَأَمَرَ الْقَوْمَ أَنْ يَأْكُلُوا، وَكَانَ فِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مُنْتَبِذٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا لَكَ؟» قَالَ: إِنِّي صَائِمٌ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «فَهَلَّا ثَلَاثَ الْبِيضِ: ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ».

۲۴۳۰- حضرت موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس (بھنا ہوا) خرگوش لے کر آیا۔ نبی ﷺ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ لانے والے شخص نے کہا کہ میں نے اس کے ساتھ خون دیکھا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ روک لیا اور صحابہ کو کھانے کا حکم دیا۔ وہاں ایک شخص الگ بیٹھا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو کیوں نہیں کھاتا؟'' اس نے کہا: میرا روزہ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تو چاندنی راتوں: تیرہ، چودہ اور پندرہ (تاریخ) کے روزے کیوں نہیں رکھتا؟''

فائدہ: نبی ﷺ کا ہاتھ روک لینا حرمت کی بنا پر نہیں تھا' ورنہ آپ صحابہ کو کھانے کا حکم نہ دیتے۔ طبعاً آپ نے پسند نہ کیا جیسے رسول اللہ ﷺ کہا لہسن وغیرہ بھی نہیں کھاتے تھے حالانکہ وہ سب کے نزدیک حلال ہے۔

۲۴۳۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِأَرْنَبٍ قَدْ شَوَاهَا رَجُلٌ، فَلَمَّا قَدَّمَهَا إِلَيْهِ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ بِهَا دَمًا، فَتَرَكَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمْ يَأْكُلْهَا، وَقَالَ لِمَنْ عِنْدَهُ: «كُلُوا، فَإِنِّي لَوِ اشْتَهَيْتُهَا أَكَلْتُهَا» وَرَجُلٌ جَالِسٌ، فَقَالَ

۲۴۳۱- حضرت موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک خرگوش لایا گیا جسے ایک شخص نے بھونا تھا۔ جب اس نے اسے آپ کے سامنے پیش کیا تو کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے اس کے ساتھ خون دیکھا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور نہ کھایا' البتہ حاضرین سے فرمایا: ''تم کھاؤ۔ اگر مجھے خواہش ہوتی تو کھا لیتا۔'' ایک آدمی الگ بیٹھا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو بھی قریب ہو کر

۲۴۳۰- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ۲۷۳۵، وتقدم، ح: ۲۴۲۳.

۲۴۳۱- [صحيح] تقدم، ح: ۲۴۲۳، وهو في الكبرى، ح: ۲۷۳۶.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُدْنُ فَكُلْ مَعَ الْقَوْمِ» فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي صَائِمٌ، قَالَ: «فَهَلَّا صُمْتَ الْبِيضَ» قَالَ: وَمَا هُنَّ، قَالَ: «ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ».

لوگوں کے ساتھ کھا لے۔" اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں روزے سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: "تو نے چاندنی راتوں والے روزے کیوں نہ رکھ لیے۔" اس نے کہا: وہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "تیرہ، چودہ اور پندرہ (تاریخ کے)۔"

٢٤٣٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: أَنْبَأَنَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ: عَبْدُالْمَلِكِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِهٰذِهِ الْأَيَّامِ الثَّلَاثِ الْبِيضِ، وَيَقُولُ: «هِيَ صِيَامُ الشَّهْرِ».

۲۴۳۲- حضرت عبدالملک اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چاندنی راتوں والے تین دنوں کے روزے رکھنے کا حکم دیتے تھے اور فرماتے تھے: "یہ تین روزے (ثواب کے لحاظ سے) مہینے بھر کے روزوں کے برابر ہیں۔"

٢٤٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَالْمَلِكِ بْنَ أَبِي الْمِنْهَالِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُمْ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامِ الْبِيضِ قَالَ: «هِيَ صَوْمُ الشَّهْرِ».

۲۴۳۳- حضرت عبدالملک بن ابو المنہال اپنے والد سے بیان کرتے تھے کہ نبی ﷺ نے صحابۂ کرام ؓ کو چاندنی راتوں والے تین دنوں کے روزے رکھنے کا حکم دیا۔ اور فرمایا: "یہ مہینے بھر کے روزوں کے برابر ہیں۔"

٢٤٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ:

۲۴۳۴- حضرت عبدالملک بن قدامہ بن ملحان نے اپنے والد سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں

٢٤٣٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، الصيام، باب ماجاء في صيام ثلاثة أيام من كل شهر، ح: ١٧٠٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٣٧، وصححه ابن حبان، ح: ٩٤٦، وأخرجه أبوداود، ح: ٢٤٤٩ من طريق آخر عن عبدالملك به، ولم يوثقه غير ابن حبان.

٢٤٣٣ـ [ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٣٨.

٢٤٣٤ـ [ضعيف] تقدم، ح: ٢٤٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٣٩.

حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ مِلْحَانَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ أَيَّامِ اللَّيَالِي الْغُرِّ الْبِيضِ، ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ، وَخَمْسَ عَشْرَةَ.

چاندنی راتوں والے دنوں کے روزوں کا حکم دیا کرتے تھے یعنی (چاند کی) تیرہ چودہ اور پندرہ (تاریخ) کا۔

فوائد ومسائل: ① یہ تینوں روایات ایک ہی صاحب بیان فرماتے ہیں البتہ ان کے والد کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ علاوہ ازیں یہ تینوں روایات سنداً ضعیف اور معناً صحیح ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ تینوں روایات کو حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (إرواء الغليل: ۳/ ۱۰۱، ۱۰۲، رقم الحديث: ۹۴۷، و صحيح سنن النسائي: ۲/ ۱۷۰، ۱۷۱، رقم: ۲۴۲۳، ۲۴۲۴، ۲۴۲۵) ② حکم ہمیشہ وجوب کے لیے نہیں ہوتا، قرائن ساتھ دیں تو حکم استحباب یا جواز کے لیے بھی ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ارشاد ہے: ﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا﴾ (المآئدة ۵:۲) ”جب احرام کھول لو تو شکار کرو۔“ ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ﴾ (الجمعة ۶۲:۱۰) ”جب جمعے کی نماز پڑھ لی جائے تو زمین میں نکل جاؤ۔“ اہل علم میں سے کسی کے نزدیک بھی یہ دونوں کام ضروری نہیں، کوئی بے علم شخص کہہ دے تو الگ بات ہے۔

(المعجم ٨٥) - صَوْمُ يَوْمَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ (التحفة ٥٢)

باب: ۸۵- مہینے میں دو دن روزہ رکھنا

٢٤٣٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَيْفُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، مِنْ خِيَارِ الْخَلْقِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي نَوْفَلِ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ، فَقَالَ: «صُمْ يَوْمًا مِنَ الشَّهْرِ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! زِدْنِي زِدْنِي، قَالَ: يَقُولُ: يَا رَسُولَ اللهِ! زِدْنِي زِدْنِي يَوْمَيْنِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ،

۲۴۳۵- حضرت ابو عقرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نفل روزے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”مہینے میں ایک روزہ رکھ لیا کر۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بڑھائیے بڑھائیے۔ آپ نے (میری بات دہراتے ہوئے) فرمایا: ”اے اللہ کے رسول! بڑھائیے بڑھائیے۔ چلو مہینے میں دو دن روزہ رکھ لیا کر۔“ میں نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! بڑھائیے بڑھائیے، میں اپنے آپ

٢٤٣٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٣٤٧ من حديث الأسود بن شيبان به، وهو في الكبرى، ح: ٢٧٤٠.

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! زِدْنِي زِدْنِي، إِنِّي أَجِدُنِي قَوِيًّا فقال: زِدْنِي زِدْنِي أَجِدُنِي قَوِيًّا، فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ لَيَرُدُّنِي قَالَ: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ».

کو طاقت ور محسوس کرتا ہوں۔ آپ نے (میری بات دوہراتے ہوئے) فرمایا: "اے اللہ کے رسول! بڑھایئے بڑھایئے' میں اپنے آپ کو طاقت ور محسوس کرتا ہوں۔" پھر رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے حتی کہ میں نے سمجھا کہ آپ میری درخواست رد کر دیں گے۔ آخر آپ نے فرمایا: "ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کر۔"

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابوعقرب کی بات کو دوہرانا استہزا کے طور پر نہیں بلکہ اظہار کراہت کے لیے تھا' گویا آپ نے ان کے لیے زیادہ نفل روزے رکھنا پسند نہیں فرمایا۔ ممکن ہے وہ حقیقتاً کمزور ہوں یا مشقت والا کام کرتے ہوں۔

٢٤٣٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ أَبِي نَوْفَلِ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الصَّوْمِ، فَقَالَ: «صُمْ يَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ»، وَاسْتَزَادَهُ قَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَجِدُنِي قَوِيًّا، فَزَادَهُ قَالَ: «صُمْ يَوْمَيْنِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ»، فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَارَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَجِدُنِي قَوِيًّا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنِّي أَجِدُنِي قَوِيًّا، إِنِّي أَجِدُنِي قَوِيًّا» فَمَا كَادَ أَنْ يَزِيدَهُ، فَلَمَّا أَلَحَّ عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ».

٢٤٣٦- حضرت ابوعقرب ؓ سے روایت ہے' انھوں نے نبی ﷺ سے نفل روزے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: "مہینے میں ایک روزہ رکھ لیا کر۔" میں نے مزید اجازت مانگی اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! میں اپنے آپ کو طاقت ور محسوس کرتا ہوں۔ آپ نے مزید اجازت دے دی۔ اور فرمایا: "ہر مہینے دو روزے رکھ لیا کر۔" میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں اپنے آپ کو طاقت ور سمجھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے (میری بات دوہراتے ہوئے) فرمایا: "میں اپنے آپ کو طاقت ور سمجھتا ہوں۔ میں اپنے آپ کو طاقت ور سمجھتا ہوں۔" امید نہیں تھی کہ آپ مزید اجازت فرمائیں گے۔ جب میں نے اصرار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر مہینے تین روزے رکھ لیا کر۔"

٢٤٣٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/ ٦٧ عن يزيد بن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٧٤١، وانظر الحديث السابق.

فائدہ: گزشتہ تمام روایات سے معلوم ہوا نفل روزے کم سے کم رکھے جائیں تاکہ پابندی ہو سکے اور حقوق العباد اور معاش میں بھی خلل واقع نہ ہو۔ مہینے میں تین روزے کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے پورے مہینے کے روزوں کا ثواب عطا فرما دے گا۔ اس سے زیادہ روزے رکھنا مستحسن نہیں' جائز ہیں۔ نفل روزوں میں اپنی سہولت کا خیال رکھے۔ تینوں روزے اکٹھے رکھنا ضروری نہیں۔ ہر دس دن میں ایک روزہ رکھ لے۔ یا سوموار اور جمعرات کے حساب سے پورے کرے۔ مشقت نہ ہو تو چاندنی راتوں والے دنوں کے تین روزے اکٹھے رکھنا افضل ہے۔ مسلسل روزے رکھنا منع ہے۔ شعبان کے آخری ایک دو دن' عیدین اور ایام تشریق کے روزے رکھنا بھی منع ہے۔ صرف جمعے کے دن روزہ رکھنے سے روکا گیا ہے۔ اسی طرح ہفتے کے دن روزہ رکھنے سے بھی روکا گیا ہے۔ آگے یا پیچھے کوئی اور روزہ بھی رکھا جائے۔ مخصوص روزے' مثلاً: شوال کے چھ روزے اکٹھے رکھے جا سکتے ہیں' ذوالحجہ کے نو روزے اکٹھے رکھے جائیں گے' اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ سارے سال میں ایک ہی دفعہ آتے ہیں۔ سفر میں مشقت نہ ہو تو رمضان المبارک کے روزے رکھ لینا بہتر ہے اور اگر مشقت ہو یا دوسروں کے لیے بوجھ بنے تو نہ رکھنا بہتر ہے۔ جہاد کے دوران میں بھی اگر لڑائی ہو رہی ہے' یا عنقریب ہونے والی ہے تو قوت کے حصول کے لیے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھنا افضل ہے' بعد میں روزے پورے کر لے۔ اگر لڑائی دور ہے تو روزے رکھنا بہتر ہے۔ دوران سفر میں نفل روزے رکھنا یا نہ رکھنا مرضی پر موقوف ہے مگر دوسروں کے لیے بوجھ نہ بنے۔ مشقت محسوس ہونے پر یا مہمان کی آمد پر یا انتہائی پسندیدہ کھانا میسر آنے پر نفل روزہ ختم کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بعد میں نفل روزے کی قضا ادا کی جا سکتی ہے' ضروری نہیں۔ نفل روزہ زوال سے پہلے دن کے وقت بھی رکھا جا سکتا ہے بشرطیکہ پہلے کچھ کھایا نہ ہو۔ معذور شخص رمضان المبارک کے دوران میں احتراماً سامنے کھانے پینے سے اجتناب کرے۔ واللہ أعلم.

زکاۃ کا مفہوم و معنی

زکاۃ کے لغوی معنی پاکیزگی اور برکت کے ہیں۔ شریعت میں زکاۃ سے مراد نصاب کو پہنچے ہوئے مال کا مقررہ حصہ سال گزرنے پر ثواب کی نیت سے فقراء' مساکین اور دوسرے ضرورت مند افراد کو دینا ہے۔ چونکہ اس فعل سے انسان کے مال میں برکت ہوتی ہے' اللہ تعالیٰ آفات سے بچاتا ہے' دنیا میں مال اور آخرت میں ثواب کو بڑھاتا ہے' مال پاک ہو جاتا ہے اور انسان کا نفس بھی رذائل اور دنیا کی محبت سے پاک ہو جاتا ہے' اس لیے اس فعل کو زکاۃ جیسے جامع لفظ کا نام دیا گیا ہے۔ یہ اسلام کے ارکان میں سے ہے اور اس کی فرضیت قطعی ہے۔ ویسے تو زکاۃ ہر شرع میں شروع سے رہی ہے اور اسلام میں بھی شروع ہی سے اس کا حکم دیا گیا ہے' مگر اس کے نصاب اور مقدار وغیرہ کا تعین مدنی دور میں ۲ ہجری کو کیا گیا۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں زکاۃ کو صدقہ بھی کہا گیا ہے۔ اور فرض کے علاوہ نفل کو بھی اسی نام سے ذکر کیا گیا ہے جس طرح صلاۃ، فرض اور نفل دونوں کو کہا جاتا ہے۔ صلاۃ بھی زکاۃ کی طرح ہر دین میں شروع سے رہی ہے۔ اور اسلام میں بھی شروع ہی سے اس کا حکم دیا گیا ہے مگر اس کی فرض مقدار اور ضروری اوقات کا تعین ہجرت کے قریب معراج کی رات ہوا۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں ان دونوں فرائض کو عموماً اکٹھا ہی ذکر کیا گیا ہے۔ ان کا مرتبہ شہادتین کے بعد ہے' البتہ صلاۃ کا درجہ زکاۃ سے مقدم ہے کیونکہ صلاۃ خالص عبادت ہے جبکہ زکاۃ عبادت کے ساتھ ساتھ حقوق العباد میں سے بھی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٢٣) - كِتَابُ الزَّكَاةِ (التحفة ٥)

زکاۃ سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ وُجُوبِ الزَّكَاةِ (التحفة ١)

٢٤٣٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمَوْصِلِيُّ عَنِ الْمُعَافَى، عَنْ زَكَرِيَّا ابْنِ إِسْحَاقَ الْمَكِّيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِمُعَاذٍ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ: «إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ بِذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ - يَعْنِي - أَطَاعُوكَ بِذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ

باب:١-زکاۃ کی فرضیت

٢٤٣٧-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ ؓ کو یمن کی طرف (مبلغ وحاکم بنا کر) بھیجا تو ان سے فرمایا: ’’تو وہاں اہل کتاب (یہودیوں) کے پاس جا رہا ہے۔ جب تو ان کے پاس پہنچے تو ان کو اس بات کی دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول و پیغمبر ہیں۔ اگر وہ تیری اس بات کو مان لیں تو انھیں بتانا کہ اللہ عزوجل نے ان پر ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ تیری اس بات کو مان لیں تو ان کو بتانا کہ اللہ عزوجل نے ان پر زکاۃ فرض کی ہے جو ان کے مال دار لوگوں سے لے کر انھی کے محتاج لوگوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔ اگر وہ تیری یہ بات تسلیم کر لیں تو (زکاۃ کی وصولی اور دیگر انتظامی معاملات میں) مظلوم کی بد دعا سے بچنا۔‘‘

٢٤٣٧_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب وجوب الزكاة، ح: ١٣٩٥، ومسلم، الإيمان، باب الدعاء إلى الشهادتين وشرائع الإسلام، ح: ١٩ من حديث زكريا بن إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢١٥.

أَطَاعُوكَ بِذٰلِكَ فَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ».

فوائد و مسائل: ① حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یمن جانا ۹ یا ۱۰ ہجری کی بات ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور تک وہ وہیں رہے۔ ② ’’اہل کتاب۔‘‘ یمن میں یہودیوں کی بڑی تعداد بستی تھی۔ ③ ’’اگر وہ تیری اس بات کو مان لیں۔‘‘ شریعت کے تمام احکام اسلام لانے کے ساتھ ہی لاگو ہو جاتے ہیں مگر نماز دن رات میں پانچ مرتبہ فرض ہے جبکہ زکاۃ سالانہ فرض ہے‘ اس لیے یوں فرمایا۔ ورنہ یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی نماز نہ پڑھے تو اس پر زکاۃ فرض نہیں۔ ④ ’’انھی کے محتاج۔‘‘ زکاۃ کے اولین حق دار اسی علاقے کے لوگ ہیں الا یہ کہ زکاۃ زائد ہو یا دوسرے لوگ ان سے زیادہ محتاج ہوں۔ ⑤ کافر کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔ ⑥ بچے اور مجنون کے مال میں بھی زکاۃ واجب ہے کیونکہ حدیث عام ہے‘ تمام مسلمان اغنیاء کو شامل ہے۔ ⑦ ’’مظلوم کی بددعا سے بچنا۔‘‘ یعنی کسی پر ظلم نہ کرنا کیونکہ مظلوم بددعا کرے گا اور اس کی بددعا ضرور قبول ہوتی ہے‘ چاہے وہ خود گناہ گار ہی ہو۔ گویا ظلم سب سے بڑا گناہ ہے جو دوسرے گناہوں کو مات کر دیتا ہے۔ ⑧ اس روایت میں حج اور روزے کا ذکر نہیں۔ ممکن ہے کسی راوی نے مختصر کر دیا ہو یا انتہائی اہم ارکان بیان کر دیے گئے ہوں۔ نماز کے بغیر اسلام قبول نہیں۔ زکاۃ دینے سے اسلامی حکومت کی اطاعت ثابت ہوتی ہے۔ حج اور روزے کا یہ مقام نہیں کیونکہ وہ شخصی عبادات ہیں۔ قرآن مجید سے بھی تائید ہوتی ہے: ارشاد الٰہی ہے: ﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ﴾ (التوبة ۹:۵) ’’پھر اگر کافر (اپنے دین سے) توبہ کر لیں‘ نماز قائم کریں اور زکاۃ دینے لگ جائیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو (انھیں کچھ نہ کہو)۔‘‘

۲٤۳۸- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! مَا أَتَيْتُكَ حَتّٰى حَلَفْتُ أَكْثَرَ مِنْ عَدَدِهِنَّ - لِأَصَابِعِ يَدَيْهِ - أَنْ لَا آتِيَكَ وَلَا آتِيَ دِينَكَ، وَإِنِّي كُنْتُ امْرَءًا لَا أَعْقِلُ شَيْئًا إِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ بِوَحْيِ اللهِ: بِمَا

۲٤۳۸- حضرت بہز بن حکیم کے دادا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے (اسلام لاتے وقت) کہا: اے اللہ کے نبی! میں نے یہاں آپ کے پاس آنے سے پہلے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کی تعداد (یعنی دس) سے بھی زیادہ دفعہ قسم کھائی تھی کہ میں نہ آپ کے پاس آؤں گا اور نہ آپ کا دین قبول کروں گا (لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی ہے تو حاضر ہو گیا ہوں)۔ میں بے سمجھ آدمی ہوں۔ مجھے کچھ معلوم نہیں مگر جو اللہ عزوجل

۲٤۳۸_ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب المرتد عن دينه، ح: ۲۵۳٦ من حديث بهز بن حكيم بن معاوية بن حيدة القشيري به، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۲۱٦.

بَعَثَكَ رَبُّكَ إِلَيْنَا؟ قَالَ: «بِالْإِسْلَامِ». قُلْتُ: وَمَا آيَاتُ الْإِسْلَامِ؟ قَالَ: «أَنْ تَقُولَ: أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ إِلَى اللهِ، وَتَخَلَّيْتُ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ».

اور اس کا رسول مجھے سکھائیں گے۔ میں اللہ تعالیٰ کی وحی کے واسطے سے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا دے کر ہماری طرف بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اسلام دے کر۔“ میں نے عرض کیا: اسلام کی امتیازی باتیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو کہے: میں نے اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے لیے مطیع کر دیا ہے اور میں ہر قسم کے شرک سے لاتعلق ہو گیا ہوں۔ اور تو نماز (باجماعت) پڑھے اور زکاۃ کی ادائیگی کرے۔“

فوائد و مسائل: ① راویٔ حدیث صحابی کا نام معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ ہے۔ ② ”یہ کہ تو کہے۔“ اس سے مراد کلمۂ شہادتین ہے۔ یا توحید پر پختگی مراد ہے کیونکہ کلمۂ شہادتین تو وہ پہلے پڑھ چکا ہوگا۔ آپ کو اللہ کا نبی کہہ کر پکارنا اس بات کی دلیل ہے۔ ③ اسلام مخالف تمام باتوں اور اشیاء سے براءت اور بیزاری ہر مسلمان پر واجب ہے۔

٢٤٣٩- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُسَاوِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُورٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ، عَنْ أَخِيهِ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَلَّامٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ: أَنَّ أَبَا مَالِكٍ الْأَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ شَطْرُ الْإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ، وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ تَمْلَآنِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ، وَالزَّكَاةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ،

۲۴۳۹- حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اچھی طرح وضو کرنا نصف ایمان ہے۔ الحمد للہ کہنا میزان (ترازو) کو بھر دیتا ہے۔ سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہنا آسمان و زمین کو بھر دیتے ہیں۔ نماز نور ہے۔ زکاۃ (ایمان کی) دلیل ہے۔ صبر روشنی ہے اور قرآن مجید حجت ہے تیرے حق میں یا تیرے خلاف۔“

٢٤٣٩_ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الطهارة، باب: الوضوء شطر الإيمان، ح: ٢٨٠ من حديث محمد بن شعيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢١٧، وأخرجه مسلم، ح: ٢٢٣ من حديث زيد عن أبي سلام عن أبي مالك الأشعري به.

وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ».

فوائد ومسائل: ① ”نصف ایمان۔“ کیونکہ نماز ہی اصل دین ہے اور نماز وضو پر موقوف ہے‘ جس نے وضو صحیح کر لیا‘ سمجھو نصف نماز پڑھ لی۔ یا نصف کی بجائے معنی کیے جائیں: وضو ایمان کا اہم جز ہے۔ ② ”بھر دیتے ہیں۔“ دونوں یا ان میں سے ہر ایک۔ بھرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا ثواب پورا ہے‘ ناقص نہیں۔ ③ ”ترازو۔“ ہر چیز کا حساب لگانے کے لیے کوئی نہ کوئی آلہ ہوتا ہے۔ اعمال کا حساب بتلانے کے لیے بھی کوئی آلہ ہونا چاہیے‘ وہی میزان ہے‘ اس میں کوئی عقلی اشکال نہیں۔ ④ ”نور ہے۔“ یعنی نماز دل میں نور پیدا کرتی ہے اور بصیرت کو روشن کرتی ہے جس سے انسان زندگی کا صحیح راستہ جان سکتا ہے اور اس پر چل کر جنت تک پہنچ سکتا ہے یا قیامت کے دن نماز کے عوض نور نصیب ہوگا یا قبر میں نور ہوگا۔ ⑤ ”روشنی ہے۔“ یعنی صبر کے ساتھ انسان مصائب سے بحفاظت گزر جاتا ہے۔ گمراہیوں میں بھٹک نہیں جاتا یا آخرت میں روشنی نصیب ہوگی۔ ⑥ ”تیرے حق میں یا تیرے خلاف۔“ اگر قرآن مجید پر عمل کیا تو حق میں ورنہ خلاف کہ حق کا راستہ معلوم ہونے کے باوجود گمراہ رہا۔

٢٤٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ أَبِي عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي صُهَيْبٌ أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَمِنْ أَبِي سَعِيدٍ يَقُولَانِ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ!» - ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - ثُمَّ أَكَبَّ فَأَكَبَّ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا يَبْكِي لَا نَدْرِي عَلَى مَاذَا حَلَفَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فِي وَجْهِهِ الْبُشْرَى، فَكَانَتْ أَحَبَّ إِلَيْنَا مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، ثُمَّ قَالَ: «مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَيَصُومُ

۲۴۴۰- حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے تین دفعہ فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے!“ پھر آپ نے سر جھکا لیا۔ ہم میں سے ہر شخص بھی سر جھکا کر رونے لگا۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ نے کس چیز پر قسم کھائی ہے؟ پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا تو چہرے میں خوشی کے آثار تھے اور آپ کی خوشی ہمارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب تھی‘ پھر آپ نے فرمایا: ”جو شخص پانچ فرض نمازیں پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے‘ زکاۃ ادا کرے اور سات کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرے‘ اس کے لیے جنت کے سب دروازے کھول دیے جائیں

٢٤٤٠- [إسناده حسن] أخرجه البخاري في التاريخ الكبير: ٤/٣١٦ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢١٨، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣١٥، وابن حبان، ح: ١٧، والحاكم: ١/٢٠٠، ٢٠١، ٢/٢٤٠، ووافقه الذهبي. ● خالد هو ابن يزيد، وشيخه سعيد بن أبي هلال.

رَمَضَانَ، وَيُخْرِجُ الزَّكَاةَ، وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ السَّبْعَ، إِلَّا فُتِّحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ، فَقِيلَ لَهُ: أُدْخُلْ بِسَلَامٍ».

گے اور اسے کہا جائے گا: سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جا۔"

فوائد و مسائل: ① "رونے لگا۔" کیونکہ نبی ﷺ کا تین دفعہ قسم کھانا موقع کی اہمیت کو ظاہر کرتا تھا۔ اور نیک شخص کی روحانیت کو متاثر کرنے کے لیے اتنا ہی کافی تھا۔ ② "سرخ اونٹوں سے۔" اس ماحول میں عربوں کے نزدیک سرخ اونٹ سب سے زیادہ اہمیت اور قیمت رکھتے تھے، گویا مراد دنیا کی قیمتی سے قیمتی چیز ہے، یعنی نبی ﷺ کی خوشی ہمارے لیے دنیا کی ہر چیز سے اہم تھی۔ ③ "سات کبیرہ گناہ۔" شرک، جادو، ناحق قتل، سود خوری، یتیم کا مال کھا جانا، جہاد سے بھاگنا اور پاک دامن مومنہ عورتوں پر تہمت لگانا ہیں۔ ④ "جنت کے سب دروازے۔" جنت کے کل دروازے آٹھ ہیں جبکہ جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ⑤ "سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جا۔" کیونکہ کبیرہ گناہوں کے اجتناب سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ ہاں اگر کبائر سے اجتناب نہ کیا جائے تو صغائر بھی معاف نہیں ہوتے۔

٢٤٤١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِي سَبِيلِ اللهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللهِ! هٰذَا خَيْرٌ لَكَ، وَلِلْجَنَّةِ أَبْوَابٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ». قَالَ أَبُو

۲۴۴۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جو شخص کسی چیز کا جوڑا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرے، اسے جنت کے دروازوں سے پکارا جائے گا، اے اللہ کے بندے! یہ (دروازہ) تیرے لیے بہتر ہے۔ اور جنت کے بہت سے دروازے ہیں۔ جو شخص نماز کا عادی ہوگا، اسے نماز والے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو جہاد کا شائق تھا، اسے جہاد والے دروازے سے آواز دی جائے گی اور جو صدقے سے خصوصی رغبت رکھنے والا ہوگا، اسے صدقے والے دروازے سے دعوت دی جائے گی اور جو روزے کا رسیا ہوگا، اسے باب الریان سے داخل ہونے کو کہا جائے گا۔" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کسی شخص کو کوئی ضرورت تو نہیں کہ اسے ان سب

٢٤٤١- [صحيح] تقدم، ح: ٢٢٤٠، وهو في الكبرى، ح: ٢٢١٩.

بَكْرٍ: هَلْ عَلَى مَنْ يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ؟ فَهَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَا رَسُولَ اللهِ!؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَإِنِّي أَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ» - يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ.

دروازوں سے بلایا جائے مگر کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جسے ان سب دروازوں سے آوازیں دی جائیں گی؟ آپ نے فرمایا: "ہاں اور مجھے امید ہے اے ابوبکر! تم انھی میں سے ہوگے۔"

فائدہ: "کسی بھی چیز کا جوڑا" یعنی ایک جیسی دو چیزیں مثلاً: دو اونٹ دو غلام دو روٹیاں اور دو کپڑے وغیرہ۔ یا دو متقابل چیزیں مثلاً: روٹی کے ساتھ سالن بھی وغیرہ۔ گویا مکمل صدقہ کرے ناقص نہ ہو کیونکہ بالعموم جوڑے سے ہی مکمل چیز بنتی ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ۲۲۳۰)

(المعجم ٢) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي حَبْسِ الزَّكَاةِ (التحفة ٢)

باب:۲- زکاۃ روک لینے پر سخت وعید

٢٤٤٢- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَلَمَّا رَآنِي مُقْبِلًا قَالَ: «هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ»! فَقُلْتُ: مَا لِي لَعَلِّي أُنْزِلَ فِيَّ شَيْءٌ، قُلْتُ: مَنْ هُمْ؟ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي! قَالَ: «الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا، وَهٰكَذَا، وَهٰكَذَا» حَتّٰى بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَا يَمُوتُ رَجُلٌ فَيَدَعُ إِبِلًا أَوْ بَقَرًا لَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا إِلَّا جَاءَتْ

۲۴۴۲- حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ کعبے کے سائے میں بیٹھے تھے۔ جب آپ نے مجھے آتے دیکھا تو فرمانے لگے: "کعبے کے رب کی قسم! وہ بہت خسارے والے لوگ ہیں۔" میں نے اپنے دل میں کہا: کیا وجہ ہے؟ شاید میرے بارے میں کوئی وحی اتری ہے۔ میں نے عرض کیا: آپ پر میرے ماں باپ قربان! وہ کون (بدنصیب) ہیں؟ آپ نے فرمایا: "زیادہ مالدار لوگ، مگر جس نے ایسے ایسے اور ایسے کیا۔" یعنی آگے اپنے دائیں اور بائیں خرچ کیا، پھر فرمایا: "قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جو آدمی بھی مرتے وقت اونٹ اور گائیں چھوڑ جائے جن کی زکاۃ وہ نہ دیتا ہو، اس کے

٢٤٤٢- أخرجه مسلم، الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لا يؤدي الزكاة، ح: ٩٩٠ من حديث أبي معاوية الضرير، والبخاري، الزكاة، باب زكاة البقر، ح: ١٤٦٠ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٣٠.

يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ، تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا، وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا، كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا أُعِيدَتْ أُولَاهَا حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ».

جانور اس جسامت اور موٹاپے سے بڑھ کر آئیں گے جو (دنیا میں) تھی اور اسے اپنے پاؤں تلے روندیں گے اور اس کو اپنے سینگوں سے ٹکریں ماریں گے۔ جب ان میں سے آخری جانور گزر جائے گا تو پہلے کو دوبارہ اس کے اوپر سے گزارا جائے گا۔ (اس کے ساتھ یہ سلسلہ جاری رہے گا) حتی کہ لوگوں کے درمیان فیصلے کر دیے جائیں۔"

فوائد و مسائل: ① "آگے دائیں اور بائیں۔" یعنی ہر ضروری مصرف میں خرچ کیا' خواہ وہ فرض زکاۃ کے علاوہ بھی ہو۔ ② قیامت کے دن صرف انسان ہی نہیں بلکہ ہر ذی روح چیز اٹھے گی۔

٢٤٤٣- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ جَامِعِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ رَجُلٍ لَهُ مَالٌ لَا يُؤَدِّي حَقَّ مَالِهِ إِلَّا جُعِلَ لَهُ طَوْقًا فِي عُنُقِهِ شُجَاعٌ أَقْرَعُ وَهُوَ يَفِرُّ مِنْهُ وَهُوَ يَتْبَعُهُ» ثُمَّ قَرَأَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ [آل عمران: ١٨٠].

٢٤٤٣- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے مال کا حق (زکاۃ) ادا نہ کرتا ہو تو (قیامت کے دن) وہ مال اس کے گلے میں گنجے سانپ کی صورت میں طوق بنا دیا جائے گا۔ وہ اس سے بھاگے گا' مگر وہ اس کے پیچھے دوڑے گا' پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں سے اس کی تصدیق کے لیے یہ آیت پڑھی: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ...... الخ﴾ "جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال میں بخل کرتے ہیں' وہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ مال ان کے لیے بہتر ہے' بلکہ وہ ان کے لیے بدتر ہے۔ اور جس مال کے ساتھ انھوں نے بخل کیا' قیامت کے دن وہ ان کے گلے کا طوق بنایا جائے گا۔"

فائدہ: "گنجا سانپ۔" سانپ کے جسم پر تو بال ہوتے ہی نہیں' لہٰذا گنجے سے مراد یہ ہے کہ کثرت زہر یا درازی عمر کی وجہ سے اس کے سر پر سے چمڑا تک اتر چکا ہوگا۔ (النهاية لابن الأثير)

٢٤٤٣- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب: ومن سورة آل عمران، ح: ٣٠١٢ وابن ماجه، الزكاة، باب ماجاء في منع الزكاة، ح: ١٧٨٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع عند الحميدي، ح: ٩٣، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٢١، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

٢٤٤٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي عُمَرَ الْغُدَانِيِّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ إِبِلٌ لَا يُعْطِي حَقَّهَا فِي نَجْدَتِهَا وَرِسْلِهَا» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا نَجْدَتُهَا وَرِسْلُهَا؟ قَالَ: «فِي عُسْرِهَا وَيُسْرِهَا، فَإِنَّهَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغَذِّ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنِهِ وَآشَرِهِ، يُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ، فَتَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا، إِذَا جَاءَتْ أُخْرَاهَا أُعِيدَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فَيَرَى سَبِيلَهُ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ بَقَرٌ لَا يُعْطِي حَقَّهَا فِي نَجْدَتِهَا وَرِسْلِهَا، فَإِنَّهَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَغَذَّ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ وَآشَرَهُ، يُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ، فَتَنْطَحُهُ كُلُّ ذَاتِ قَرْنٍ بِقَرْنِهَا، وَتَطَؤُهُ كُلُّ ذَاتِ ظِلْفٍ بِظِلْفِهَا، إِذَا جَاوَزَتْهُ أُخْرَاهَا أُعِيدَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فَيَرَى سَبِيلَهُ، وَأَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ لَا يُعْطِي حَقَّهَا فِي نَجْدَتِهَا وَرِسْلِهَا،

۲۴۴۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ''جس آدمی کے پاس اونٹ ہوں اور وہ ان کی نَجدہ اور ان کی رِسْل میں ان کا حق (یعنی زکاۃ) ادا نہ کرتا ہو۔'' صحابہ نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! نجدہ اور رِسْل سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تنگی اور خوش حالی میں (ان کی زکاۃ ادا نہ کرتا ہو) تو (قیامت کے دن) وہ انتہائی موٹے تازے اور پوری مستی کی حالت میں آئیں گے اور اس (مالک) کو ان کے سامنے ایک کھلے ہموار میدان میں اوندھا لٹا دیا جائے گا تو وہ اپنے کھروں سے (پاؤں تلے) اسے مسلیں (روندیں) گے۔ جب آخری گزر جائے گا تو پہلے کو پھر لایا جائے گا اور یہ کام اس کے ساتھ قیامت کے پورے دن میں کیا جاتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے، حتی کہ لوگوں کے درمیان (جنت اور جہنم کا) فیصلہ کر دیا جائے۔ اور وہ اپنا (جنت یا جہنم والا) راستہ دیکھ لے۔ اور (اسی طرح) جس شخص کے پاس گائیں ہوں اور وہ تنگ حالی اور خوش حالی میں ان کی زکاۃ نہ دیتا ہو تو وہ بھی قیامت کے دن انتہائی موٹی تازی اور پوری مستی کی حالت میں آئیں گی اور اس (مالک) کو ان کے سامنے ایک کھلے ہموار میدان میں اوندھا لٹا دیا جائے گا اور ہر سینگ والی اپنے سینگوں سے اس کو ٹکریں مارے گی اور ہر کھر والی اپنے کھروں کے ساتھ اس کو کچلے گی۔ جب ان میں

٢٤٤٤- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في حقوق المال، ح: ١٦٦٠ من حديث شعبة عن قتادة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٢٢، وصححه الحاكم: ١/ ٤٠٣، ووافقه الذهبي.

فَإِنَّهَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغَذِّ مَا كَانَتْ وَأَكْثَرِهِ وَأَسْمَنِهِ وَآشَرِهِ، ثُمَّ يُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ فَتَطَؤُهُ كُلُّ ذَاتِ ظِلْفٍ بِظِلْفِهَا، وَتَنْطَحُهُ كُلُّ ذَاتِ قَرْنٍ بِقَرْنِهَا، لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ، إِذَا جَاوَزَتْهُ أُخْرَاهَا أُعِيدَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فَيَرَى سَبِيلَهُ».

سے آخری گزر جائے گی تو پہلی کو پھر لایا جائے گا۔ اور یہ کام اس کے ساتھ قیامت کے پورے دن میں کیا جاتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے' حتی کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے اور وہ اپنا (جنتی یا جہنمی) راستہ دیکھ لے گا۔ اسی طرح جس آدمی کے پاس بکریاں ہوں اور وہ تنگ حالی اور خوش حالی میں ان کی زکاۃ نہ دیتا ہو تو وہ قیامت کے دن انتہائی موٹی تازی اور پوری مستی کی حالت میں آئیں گی' پھر اس (مالک) کو ان کے سامنے ایک کھلے اور ہموار میدان میں اوندھا لٹا دیا جائے گا۔ تو ہر کھر والی اپنے کھروں کے ساتھ اس کو مسلے گی اور ہر سینگ والی اپنے سینگوں کے ساتھ اس کو ٹکریں مارے گی۔ ان میں سے کسی کا سینگ نہ مڑا ہوا ہوگا اور نہ ٹوٹا ہوا۔ جب ان میں سے آخری گزر جائے گی تو پہلی کو واپس لایا جائے گا۔ اور اس (مالک) کے ساتھ یہ کام قیامت کے پورے دن ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی' حتی کہ لوگوں کے درمیان (جنت اور جہنم کا) فیصلہ کر دیا جائے اور وہ اپنا (جنت یا جہنم والا) راستہ دیکھ لے۔"

فوائد و مسائل: ① "ایسے دن میں۔" ہمارے لحاظ سے تو دن کی مدت کا تعین سورج کے طلوع اور غروب سے ہوتا ہے مگر ظاہر ہے کہ روز محشر کا تعین سورج سے نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جس طریقے سے چاہے گا دن کا تعین ہوگا۔ ممکن ہے مطلق مدت کو دن کہہ دیا گیا ہو۔ ② "پہلی کو واپس لایا جائے گا" گویا جانور اس پر سے دائرے میں گزریں گے۔ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ.

(المعجم ۳) - بَابُ مَانِعِ الزَّكَاةِ (التحفة ۳)

باب:۳- زکاۃ سے انکار کرنے والے کا حکم

٢٤٤٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ لِأَبِي بَكْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللهِ! لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهِ. قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَوَاللهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ.

۲۴۴۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے اور بہت سے عرب لوگوں نے کفر کا ارتکاب کیا (اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنے کا اعلان فرمایا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ان لوگوں سے کیسے لڑیں گے (جو زکاۃ نہیں دیتے) جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”مجھے لوگوں کے ساتھ لڑنے کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ وہ لا إلٰه إلّا اللّٰه (کلمہ طیبہ) پڑھ لیں۔ جس شخص نے لا إلٰه إلّا اللّٰه پڑھ لیا اس نے مجھ سے اپنی جان و مال بچا لیا الا یہ کہ اس پر کوئی حق بنتا ہو۔ اور اس کا (اندرونی) حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔“ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکاۃ میں فرق کریں گے کیونکہ زکاۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے (بالفرض اونٹ کو باندھنے والی) رسی نہ دیں جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس کے نہ دینے پر بھی ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (بعد میں) فرمایا: اللہ کی قسم! میری سمجھ میں بھی یہ بات آ گئی کہ لڑائی کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ اللہ تعالیٰ نے کھول دیا ہے تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہی حق ہے۔

فوائد و مسائل: ① ”کفر کا ارتکاب کیا۔“ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کئی قسم کے فتنے اٹھے۔ کچھ لوگ اپنے آبائی دین کی طرف لوٹ گئے، کچھ لوگ نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کے پیچھے لگ گئے، کچھ لوگ زکاۃ

٢٤٤٥ـ أخرجه البخاري، الإعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، ح: ٧٢٨٤، ٧٢٨٥، ومسلم، الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله محمد رسول الله ... الخ، ح: ٢٠ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٢٣.

کی فرضیت کے منکر ہو گئے اور کچھ لوگ حکومت کو زکاۃ دینے سے رک گئے۔ پہلے تین گروہ تو قطعاً کافر تھے۔ ان سے لڑنے میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اختلاف اس آخری گروہ کے بارے میں تھا کیونکہ وہ کافر نہ تھے۔ حکومت کے باغی تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان سے لڑنے کے حق میں تھے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تردد تھا۔ ② "لا اله إلا الله پڑھ لیں۔" مراد پورا کلمۂ شہادت ہے۔ اور یہ متفق بات ہے ورنہ یہودی اور عیسائی کو بھی مسلمان کہنا پڑے گا۔ ③ "الا یہ کہ اس پر کوئی حق بنتا ہو" یعنی اس نے کسی کے جان و مال کا نقصان کیا ہو تو اس کی سزا اسے بھگتنی ہوگی۔ ④ "اندرونی حساب۔" کہ اس نے کلمہ خلوص قلب سے پڑھا ہے یا جان و مال بچانے کے لیے۔ ⑤ "زکاۃ مال کا حق ہے۔" وہ نہ دیں تو ان سے زبردستی وصول کیا جائے گا ورنہ حکومت کا نظام ٹھپ ہو جائے گا اور بغاوت راہ پکڑے گی۔ ⑥ "وہ رسی نہ دیں۔" زور کلام کے لیے مبالغے سے کام لیا گیا ہے اور کلام میں ایسا عموماً ہوتا ہے۔ ورنہ زکاۃ میں رسی دینا لازم نہیں، صرف جانور دینا لازم ہے۔ ⑦ منکرین زکاۃ سے بھی کافروں کی طرح قتال کرنے پر صحابہ کا اجماع ہے۔ ⑧ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علم و فضل اور شجاعت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ آپ نے اس نازک ترین موقع پر کمال ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک بہت بڑے فتنے کو آغاز ہی میں اس کے عبرت ناک انجام تک پہنچا دیا۔ اس وقت ابتداءً عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ سے اتفاق رائے نہ رکھتے تھے کیونکہ اپنے علمی رسوخ کی بنا پر جہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہنچے ہوئے تھے وہاں ابھی عمر رضی اللہ عنہ نہ پہنچے تھے۔ یہ بات ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علمی تفوق کی دلیل ہے۔ اس اور اس جیسے دیگر واقعات کی بنا پر اہل حق کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد امت کے افضل ترین آدمی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ⑨ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قیاس جلی کے قائل تھے۔ ⑩ بات کو مؤکد کرنے کے لیے قسم اٹھانا جائز ہے اگرچہ اس کا مطالبہ نہ کیا گیا ہو۔

(المعجم ٤) - بَابُ عُقُوبَةِ مَانِعِ الزَّكَاةِ (التحفة ٤)

باب:۴- زکاۃ نہ دینے والے کی سزا

٢٤٤٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «فِي كُلِّ إِبِلٍ سَائِمَةٍ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةُ لَبُونٍ، لَا يُفَرَّقُ إِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا، مَنْ أَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا فَلَهُ أَجْرُهَا،

۲۴۴۶- حضرت بہز بن حکیم کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: "صحرا میں چرنے والے اونٹوں میں سے ہر چالیس اونٹوں میں ایک بنت لبون (دوسالہ اونٹنی) ہے۔ (دوران وصولی) اونٹوں کے حساب و مقدار سے انھیں الگ نہ کیا جائے گا۔ جو شخص

٢٤٤٦- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح:١٥٧٥ من حديث بهز به، وهو في الكبرى، ح:٢٢٢٤، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٢٦٦، والحاكم: ١/ ٣٩٨، والذهبي.

وَمَنْ أَبَى فَإِنَّا آخِذُوهَا، وَشَطْرَ إِبِلِهِ عَزْمَةً مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا، لَا يَحِلُّ لِآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْهَا شَيْءٌ».

(خوشی سے) ثواب کی خاطر زکاۃ دے گا' اس کو اس کا ثواب ملے گا اور جو دینے سے انکار کرے گا ہم زکاۃ بھی لیں گے اور (اس کے ساتھ ساتھ) اس کے نصف اونٹ بھی لیں گے (کیونکہ) یہ زکاۃ ہمارے رب کے فرائض میں سے ایک اہم فریضہ ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے خاندان کے لیے کچھ بھی زکاۃ لینا (اپنی ذات کے لیے) جائز نہیں۔

فوائد ومسائل: ① ''چرنے والے۔'' ان جانوروں میں زکاۃ فرض ہے جو سارا سال یا سال کا اکثر حصہ جنگل وغیرہ میں چر کر گزارتے ہوں' ان کو خود چارا نہ ڈالنا پڑے الا شاذ ونادر۔ ② ''ہر چالیس اونٹوں میں۔'' یعنی ۱۲۰ اونٹوں کے بعد کیونکہ ۱۲۰ تک تو اونٹوں کی مخصوص زکاۃ ہے جس کا بیان آگے آرہا ہے۔ ③ ''بنت لبون'' اس سے مراد وہ اونٹنی ہے جس کی عمر دو سال ہو چکی ہو اور وہ تیسرے میں شروع ہو۔ ④ ''انھیں الگ نہ کیا جائے گا۔'' یعنی دو شریک زکاۃ کے ڈر سے اپنے اپنے اونٹ الگ نہیں کریں گے' مثلاً: ایک کے تین اور دوسرے کے دو اونٹ ہوں تو اس طرح ایک بکری زکاۃ واجب ہوتی ہے۔ جدا جدا کر لیے جائیں تو کچھ بھی واجب نہیں ہوتا۔ یا کچھ اونٹ کمزور یا عمر کے لحاظ سے چھوٹے ہوں تو وہ گنتی میں پورے ہی شمار ہوں گے' البتہ زکاۃ میں متعین عمر والا اور درمیانہ (موٹاپے کے لحاظ سے) جانور لیا جائے گا۔ ⑤ ''نصف اونٹ بھی لیں گے۔'' یہ اقدام بطور سزا ہے۔ اسلامی حکومت کا اہل کار زبردستی کارندوں کے ذریعے سے زکاۃ کے ساتھ ساتھ جبراً' جس مال میں زکاۃ واجب ہوئی ہو' وہ آدھا مال بھی لے سکتا ہے اور وہ بیت المال میں جمع ہوگا۔ حدیث کی روشنی میں یہی موقف راجح ہے۔ لیکن جمہور علمائے کرام مالی سزا کو غیر مشروع قرار دیتے ہیں' ان کے بقول صرف زکاۃ ہی وصول کی جائے گی' مذکورہ حدیث کو انھوں نے وقتی سزا قرار دیا ہے یا وہ اس حکم کے نسخ کے قائل ہیں لیکن یہ دونوں باتیں ہی محل نظر ہیں جبکہ مذکورہ حدیث مذکورہ سزا کی بین دلیل ہے۔ ⑥ ''جائز نہیں۔'' تا کہ کسی کے ذہن میں یہ خیال تک نہ آئے کہ نبوت کا دعویٰ مال اکٹھا کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔

(المعجم ٥) - بَابُ زَكَاةِ الْإِبِلِ (التحفة ٥)

باب:۵- اونٹوں کی زکاۃ

۲۴۴۷- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

۲۴۴۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۴٤۷_ أخرجه مسلم، الزكاة، باب: ليس فيما دون خمسة أوسق صدقة، ح: ٩٧٩ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، الزكاة، باب زكاة الورق، ح: ١٤٤٧ من حديث مالك عن عمرو بن يحيى به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٤٤، والكبرى، ح: ٢٢٢٥.

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ وَمَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ».

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانچ وسق سے کم غلے میں زکاۃ نہیں، نہ پانچ سے کم اونٹوں میں زکاۃ ہے اور نہ پانچ اوقیے سے کم رقم میں زکاۃ ہے۔"

٢٤٤٨- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ».

۲۴۴۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانچ اونٹوں سے کم میں زکاۃ نہیں اور پانچ اوقیے سے کم (چاندی یا رقم) میں زکاۃ نہیں اور پانچ وسق سے کم غلے میں زکاۃ نہیں۔"

فوائد و مسائل: ① "پانچ وسق" وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ صاع ایک پیمانہ ہے وزن نہیں۔ اس میں غلے کی ہر قسم کا وزن مختلف ہوگا مگر اوسط وزن 2 سیر 4 چھٹانک اور موجودہ وزن کے مطابق 2.099 کلوگرام ہوتا ہے۔ گویا وسق 3 من 15 سیر اور موجودہ وزن کے مطابق 125.971 کلوگرام اور پانچ وسق 629.855 کلوگرام (تقریباً 16 من) کے ہوتے ہیں۔ اگر زمین کی غلے کی پیداوار اس سے کم ہو تو اس میں زکاۃ (عشر وغیرہ) نہ ہو گی۔ ② "پانچ اوقیہ" ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ پانچ اوقیے 200 درہم ہوں گے۔ درہم سکہ بھی تھا اور وزن بھی۔ آج کل اکثر علماء کے نزدیک اس وزن کی چاندی کی قیمت نصاب ہے۔ اس سے کم میں زکاۃ نہیں۔ 200 درہم کا وزن تقریباً ساڑھے باون تولے ہے۔ اور موجودہ وزن کے مطابق 612.360 گرام ہوتا ہے۔ مروجہ کرنسی کی زکاۃ اسی حساب سے ہوگی۔

٢٤٤٨-[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٢٦.

٢٤٤٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُظَفَّرُ بْنُ مُدْرِكٍ أَبُو كَامِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخَذْتُ هٰذَا الْكِتَابَ مِنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُمْ: إِنَّ هٰذِهِ فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الَّتِي أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهَا رَسُولَهُ ﷺ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِ، وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَ ذٰلِكَ فَلَا يُعْطِ فِيمَا دُونَ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ فِي كُلِّ خَمْسٍ ذَوْدٍ شَاةٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ إِلٰى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ بِنْتُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَثَلَاثِينَ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ إِلٰى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَأَرْبَعِينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْفَحْلِ إِلٰى سِتِّينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدٰى وَسِتِّينَ فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلٰى خَمْسٍ وَسَبْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَسَبْعِينَ فَفِيهَا بِنْتَا لَبُونٍ إِلٰى تِسْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدٰى وَتِسْعِينَ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْفَحْلِ إِلٰى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ

۲۴۴۹- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر ؓ (خلیفۂ رسول ﷺ) نے ان (عاملین زکاۃ) کو یہ تحریر لکھ بھیجی: یہ وہ مقرر شدہ صدقات ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر مقرر فرمائے اور اللہ تعالیٰ نے ان کا اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا۔ جس مسلمان سے یہ صدقات مقررہ طریق کار کے مطابق طلب کیے جائیں تو وہ لازماً ادا کرے اور جس سے مقررہ مقدار سے زائد مانگے جائیں وہ نہ دے۔ (ان کی تفصیل یہ ہے:) اونٹ پچیس سے کم ہوں تو ہر پانچ اونٹوں میں ایک بکری (زکاۃ) ہے۔ جب اونٹ پچیس ہو جائیں تو ان میں ایک بنت مخاض (ایک برس کی اونٹنی) ہے۔ پینتیس تک یہی زکاۃ ہوگی۔ اگر ایک برس کی (مادہ) اونٹنی نہ ہو تو دو برس کا (نر) اونٹ (زکاۃ) ہے۔ جب وہ چھتیس ہو جائیں تو پینتالیس تک ان میں ایک بنت لبون (دو برس کی اونٹنی) ہے۔ جب وہ چھیالیس ہو جائیں تو ساٹھ تک ایک حقہ (تین برس کی اونٹنی) ہے۔ جو نر کی جفتی کے قابل ہو۔ جب اکسٹھ ہو جائیں تو پچھتر تک ایک جذعہ (چار برس کی مادہ اونٹنی زکاۃ) ہے۔ جب وہ چھہتر ہو جائیں تو نوے تک ان میں دو بنت لبون (دو دو برس کی دو اونٹنیاں) زکاۃ ہیں۔ جب وہ اکانوے ہو جائیں تو ایک سو بیس تک دو حقے (تین تین برس کی دو اونٹنیاں) ہیں جو نر کی جفتی کے قابل ہوں۔ جب ایک سو بیس سے زائد ہو جائیں تو ہر

٢٤٤٩- أخرجه البخاري، الزكاة، باب العرض في الزكاة، ح:١٤٤٨ من حديث ثمامة به، وهو في الكبرى، ح:٢٢٢٧.

بِنْتُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، فَإِذَا تَبَايَنَ أَسْنَانُ الْإِبِلِ فِي فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ، فَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ حِقَّةٌ وَعِنْدَهُ جَذَعَةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ مَخَاضٍ وَلَيْسَ عِنْدَهُ إِلَّا ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا، وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ فَفِيهَا شَاةٌ إِلَى عِشْرِينَ

چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ (زکوۃ) ہے۔ اگر اونٹوں کی عمریں مختلف ہوں (اور مقررہ عمر کے اونٹ نہ مل سکیں) تو جس آدمی کے ذمے جذعہ ہو اور اس کو جذعہ میسر نہ ہو البتہ اس کے پاس حقہ ہو تو اس سے حقہ ہی لی جائے گی اور اس کے ساتھ دو بکریاں لی جائیں گی اگر اسے میسر ہوں ورنہ بیس درہم لیے جائیں گے۔ اور جس شخص کے ذمے حقہ زکاۃ ہو مگر اس کے پاس صرف جذعہ ہے تو اس سے وہی لی جائے گی اور زکاۃ وصول کرنے والا اس کو بیس درہم یا اگر میسر ہوں تو دو بکریاں واپس کرے گا۔ اسی طرح اگر کسی آدمی کے ذمے حقہ زکاۃ بنتی ہو لیکن اس کے پاس حقہ نہ ہو بلکہ اس کے پاس بنت لبون ہو تو وہی اس سے لی جائے گی اور اس کے ساتھ مزید دو بکریاں لی جائیں گی اگر اسے میسر ہوں ورنہ بیس درہم لیے جائیں گے۔ اور جس شخص کے ذمے بنت لبون زکاۃ بنتی ہو مگر اس کے پاس صرف حقہ ہو تو اس سے وہی لی جائے گی اور صدقہ وصول کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں واپس کرے گا۔ اسی طرح جس شخص کے ذمے بنت لبون زکاۃ بنتی ہو مگر اس کے پاس بنت لبون نہ ہو بلکہ بنت مخاض ہو تو اس سے وہی لی جائے گی اور اس کے ساتھ مزید دو بکریاں دے گا اگر اسے میسر ہوں ورنہ بیس درہم دے گا۔ اور جس آدمی کے ذمے بنت مخاض زکاۃ بنتی ہو مگر اس کے پاس صرف ابن لبون ہو تو اس سے وہی لیا جائے گا اور اس کے ساتھ کوئی اور چیز نہ لی جائے گی۔ اور جس آدمی کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو ان میں کوئی زکاۃ واجب نہیں مگر مالک خوشی سے دینا

وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ - يَعْنِي وَاحِدَةً - فَفِيهَا شَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ، وَلَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ، وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ، وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ، فَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا، وَفِي الرِّقَةِ رُبُعُ الْعُشْرِ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةَ دِرْهَمٍ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا.

چاہے (تو الگ بات ہے)۔ اور جنگل میں چرنے والی بکریاں ہوں اور چالیس ہو جائیں تو ایک سو بیس تک ایک بکری زکاۃ ہے۔ جب اس سے ایک بھی زائد ہو جائے تو دو سو تک دو بکریاں زکاۃ ہے۔ جب اس سے ایک بھی بڑھ جائے تو تین سو تک تین بکریاں زکاۃ ہے۔ اور جب اس سے بڑھ جائیں تو ہر سو میں ایک بکری زکاۃ ہوگی۔ زکاۃ میں بوڑھا یا کانا (عیب والا) جانور یا نر بکرا نہیں لیا جائے گا۔ ہاں! اگر صدقہ وصول کرنے والا چاہے تو نر بکرا لے سکتا ہے۔ علیحدہ علیحدہ جانوروں کو (زکاۃ کے موقع پر) اکٹھا نہیں کیا جائے گا‘ اسی طرح اکٹھے رہنے والے جانوروں کو زکاۃ کے ڈر سے الگ الگ نہیں کیا جائے گا۔ اور جو زکاۃ دو شریک مالکوں سے وصول کی جائے‘ وہ آپس میں اپنے جانوروں کے حساب سے تقسیم کر لیں گے۔ اور اگر جنگل اور صحرا میں چرنے والی بکریاں چالیس سے کم ہوں‘ خواہ ایک ہی کم ہو‘ ان میں کوئی زکاۃ نہیں مگر مالک خوشی سے دینا چاہے (تو الگ بات ہے)۔ اور چاندی میں چالیسواں حصہ زکاۃ ہے لیکن اگر ایک سو نوے درہم ہوں (یعنی ۲۰۰ درہم سے کم ہوں) تو ان میں کوئی زکاۃ نہیں مگر یہ کہ مالک خود دینا چاہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ تحریر رسول اللہ ﷺ نے لکھوائی تھی تاکہ سرکاری حکام کو بھیجیں مگر آپ کو موقع نہ مل سکا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انھوں نے یہ تحریر نقلیں کروا کر تمام حکام کو بھیجی۔ ویسے بھی اس تحریر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا حوالہ دیا ہے‘ لہٰذا یہ تحریر مرفوع‘ یعنی رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔ ② ”وہ نہ دے۔“ یعنی زائد زکاۃ نہ دے یا بالکل زکاۃ نہ دے کیونکہ ظالم حاکم شرعاً معزول ہوتا ہے۔ ③ ”ہر پانچ میں ایک بکری۔“ یعنی پانچ اونٹوں میں ایک بکری‘ دس میں دو‘ پندرہ میں تین‘ بیس میں چار‘ چوبیس تک۔

④ "بنت مخاض" ایک سال کی اونٹنی جو دوسرے سال میں شروع ہو چکی ہو۔ "بنت لبون" جو دو سال کی ہو اور تیسرے سال میں داخل ہو۔ "حقہ" تین سال کی اونٹنی جو چوتھے سال میں شروع ہو۔ اس عمر کی اونٹنی نر کی جفتی کے قابل ہو جاتی ہے' نیز وہ سواری کے بھی قابل ہو جاتی ہے۔ "جذعہ" چار سال کی اونٹنی جو پانچویں سال میں شروع ہو۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اونٹوں کی زکاۃ میں صرف مؤنث' یعنی اونٹنی ہی لی جائے گی کیونکہ مؤنث کی قیمت زیادہ ہوتی ہے اور اس سے سواری' گوشت' دودھ اور نسل کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جبکہ مذکر' یعنی نر اونٹ سے صرف سواری اور گوشت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے' اس لیے اونٹنی میں فقراء کا فائدہ ہے' لہٰذا اگر مجبوراً نر لیا جائے تو وہ مقررہ زکاۃ سے ایک سال بڑی عمر کا لیا جائے گا تاکہ قیمت برابر ہو جائے۔ یا اصل جانور کی قیمت وصول کی جائے گی۔ ⑤ جب ایک سو بیس سے زائد ہو جائیں' یعنی ایک سو اکیس ہو جائیں تو ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ ہوگی' یعنی اس تعداد کو چالیس اور پچاس کے حصوں میں بانٹ لیا جائے' مثلاً: ۱۲۱ سے ۱۲۹ تک تین چالیس حصے بنتے ہیں' لہٰذا تین بنت لبون زکاۃ ہوگی۔ ۱۳۰ سے ۱۳۹ تک دو چالیس اور ایک پچاس بنتے ہیں لہٰذا دو بنت لبون اور ایک حقہ زکاۃ ہوگی۔ ۱۴۰ میں ایک چالیس اور دو پچاس بنتے ہیں' لہٰذا ایک بنت لبون اور دو حقے زکاۃ ہوگی۔ یہ بھی یاد رکھا جائے کہ ان صورتوں میں پچھلی دہائی کی زکاۃ اگلی دہائی تک چلے گی' یعنی ۱۲۰ والی زکاۃ ۱۲۹ تک' ۱۳۰ والی زکاۃ ۱۳۹ تک اور ۱۵۰ کی زکاۃ ۱۵۹ تک چلے گی۔ ⑥ "اگر مقررہ عمر کے اونٹ نہ مل سکیں۔" ایسی صورت میں مقررہ اونٹ کی قیمت وصول کی جائے گی یا چھوٹی یا بڑی عمر کا اونٹ لے کر اور مزید کچھ لے دے کر قیمت پوری کر لی جائے گی جس کی چند صورتیں بیان کی گئی ہیں جو اصل قیمت ہے' آپ ﷺ نے دو بکریاں یا بیس درہم قیمت کے حساب سے مقرر فرمائی ہیں۔ مذکورہ کمی پوری کرنے کے لیے دو بکریاں ہی مانی جائیں گی' پھر جہاں ان (دو بکریوں) کی جو قیمت بنتی ہو وہ قیمت مانی جائے گی۔ ⑦ "ہر سو میں ایک بکری۔" ظاہر تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ۳۰۱ سے ۴۰۰ تک چار بکریاں اور ۴۰۱ سے ۵۰۰ تک پانچ بکریاں مگر جمہور اہل علم نے یہ مفہوم مراد نہیں لیا' بلکہ ان کا خیال ہے کہ چوتھی بکری ۴۰۰ بکریوں میں پڑے گی۔ اس سے کم میں تین بکریاں ہی زکاۃ ہوں گی گویا ۲۰۱ سے ۳۹۹ تک تین بکریاں ہی رہیں گی۔ واللہ أعلم. ⑧ "بوڑھا' کانا (عیب والا) جانور۔" زکاۃ میں صحیح سالم جانور وصول کیا جائے گا اور موٹاپے کے لحاظ سے درمیانہ جانور لیا جائے گا' نہ بہت اچھا اور نہ بہت کمزور۔ اونٹوں میں تو عمر مقرر ہے' بکریوں میں جوان بکری لی جائے گی۔ ⑨ "مذکر (نر)۔" جو بکریوں کے لیے رکھا گیا ہو کیونکہ وہ قیمتی ہوتا ہے' اس سے مالک کو نقصان ہوگا۔ یا اس لیے کہ بکری فقراء کے لیے زیادہ مفید ہے' اس سے بچے حاصل ہوں گے' لہٰذا زکاۃ میں مؤنث ہی وصول کی جائے گی۔ الا یہ کہ صدقہ وصول کرنے والا مذکر کی ضرورت محسوس کرے اور مالک دینے پر راضی ہو۔ ⑩ "اکٹھا نہیں کیا جائے گا۔" ایک شخص کے پاس پچاس بکریاں ہوں اور دوسرے کے پاس بھی پچاس تو ان کی زکاۃ ایک ایک بکری دینی پڑے گی لیکن اگر وہ دونوں ایک مالک ظاہر کر کے بکریاں اکٹھی ظاہر کر دیں تو کل سو بکریوں میں

صرف ایک بکری زکاۃ ہوگی۔ یہ فائدہ حاصل کرنے کے لیے کوئی شخص یہ حیلہ کر سکتا ہے لہٰذا اس سے منع فرمایا تاکہ زکاۃ سے فرار کا رجحان پیدا نہ ہو۔ واجب سے بچنے کے لیے ایسا حیلہ کرنا حرام ہے۔ اسی طرح کبھی اکٹھی بکریوں کو متفرق ظاہر کر کے بھی زکاۃ سے بچنے کا حیلہ ہو سکتا ہے مثلاً: ایک شخص کے پاس ساٹھ بکریاں ہوں تو وہ اسے دو مالکوں کا مال ظاہر کر کے ۳۰،۳۰ کے ریوڑ بنا دے تو زکاۃ سے بچ سکتا ہے مگر اس قسم کے حیلے جو حرام کو حلال کریں یا حلال کو حرام یا اسی طرح واجب کو ساقط کر دیں شرعاً حرام ہیں اور جرم ہیں۔ اس کے برعکس زکاۃ وصول کرنے والا بھی کر سکتا ہے لہٰذا اس کے لیے بھی منع ہے مثلاً: دو شرکاء کے پاس مجموعی طور پر سو بکریاں ہیں زکاۃ وصول کرنے والا زیادہ وصول کرنے کی خاطر ان سو بکریوں کو الگ الگ کر دے گا تو دو بکریاں زکاۃ مل جائے گی جبکہ یکجا رہنے میں ایک ہی ملے گی۔ یا مثلاً: دو آدمیوں کے پاس الگ الگ ۱۱۵، ۱۱۵ بکریاں ہیں جن میں صرف ایک ایک بکری زکاۃ ہے وصول کرنے والا آ کر دونوں کو یکجا کر دے تو اس کو تین بکریاں مل جائیں گی تو اس کے لیے بھی ایسا کرنا جائز نہیں۔ غرض زکاۃ کے خوف سے جمع یا متفرق کرنے کی ممانعت مالک کو بھی ہے اور زکاۃ وصول کرنے والے (عامل) کو بھی۔ ⑪ "دو شریک مالکوں سے زکاۃ۔" اگر دو شخص مشترکہ طور پر جانوروں کے مالک ہیں وہ کسی بھی تناسب سے مالک ہوں عائد ہونے والی زکاۃ اسی تناسب سے ان کو دینی پڑے گی بشرطیکہ وہ جانور ایک ہی باڑے میں رہتے ہوں ان کا چرواہا اور دیگر اخراجات مشترکہ طور پر ہوتے ہوں۔ گویا ظاہراً ان میں کوئی امتیاز نہ ہو تو ان کی زکاۃ مشترکہ وصول کی جائے گی۔ ⑫ چاندی یا کرنسی کی زکاۃ کا مسئلہ حدیث: ۲۴۴۷ کے تحت بیان ہو چکا ہے۔

(المعجم ٦) - بَابُ مَانِعِ زَكَاةِ الْإِبِلِ (التحفة ٦)

باب:٦- اونٹوں کی زکاۃ نہ دینے والے کی سزا

٢٤٥٠ - أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ، مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ، مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَأْتِي الْإِبِلُ عَلَى رَبِّهَا عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ إِذَا هِيَ لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا تَطَؤُهُ

۲۴۵۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر اونٹوں کے مالک نے ان کا حق ادا نہیں کیا ہوگا (ان کی زکاۃ نہ دی ہوگی) تو وہ اونٹ (قیامت کے دن) بہترین موٹاپے کی حالت میں اس پر آئیں گے اور اسے اپنے پاؤں سے روندیں گے۔ اور اگر بکریوں کے مالک نے ان کا حق ادا نہیں کیا ہوگا (ان کی زکاۃ نہ دی ہوگی) تو وہ بکریاں (قیامت کے

٢٤٥٠ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، ح: ١٤٠٢ من حديث شعيب بن أبي حمزة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٢٨.

بِأَخْفَافِهَا، وَتَأْتِي الْغَنَمُ عَلَى رَبِّهَا عَلَى خَيْرِ مَا كَانَتْ إِذَا هِيَ لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا تَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا، قَالَ: وَمِنْ حَقِّهَا أَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ، أَلَا لَا يَأْتِيَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَعِيرٍ يَحْمِلُهُ عَلَى رَقَبَتِهِ لَهُ رُغَاءٌ، فَيَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ! فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ، أَلَا لَا يَأْتِيَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِشَاةٍ يَحْمِلُهَا عَلَى رَقَبَتِهِ لَهَا يُعَارٌ، فَيَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ! فَأَقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ» قَالَ: «وَيَكُونُ كَنْزُ أَحَدِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ، وَيَطْلُبُهُ: أَنَا كَنْزُكَ، فَلَا يَزَالُ حَتَّى يُلْقِمَهُ أُصْبُعَهُ».

دن) بہترین موٹاپے کی حالت میں اس پر آئیں گی‘ اسے اپنے کھروں سے مسلیں گی اور اپنے سینگوں سے اسے ٹکریں ماریں گی۔‘‘ فرمایا: ’’اور ان جانوروں میں یہ حق بھی ہے کہ جب وہ پانی پینے جائیں تو (وہاں موجود فقراء کو) ان کا دودھ دوہ کر دیا جائے۔ خبردار! ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم میں سے کوئی شخص اپنی گردن پر اونٹ اٹھائے ہوئے آئے اور وہ اونٹ بلبلا رہا ہو۔ وہ کہے: اے محمد! (میری مدد فرمایئے) اور میں کہہ دوں کہ میں تیرے بارے میں کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ میں نے تمھیں تبلیغ کر دی تھی۔ خبردار! ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی شخص قیامت کے دن اپنی گردن پر بکری اٹھا کر لائے‘ وہ بکری ممیا رہی ہو اور وہ کہے: اے محمد! (میری مدد فرمایئے) اور میں کہہ دوں کہ میں تیرے بارے میں کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ میں نے تمھیں تبلیغ کر دی تھی‘ نیز آپ نے فرمایا: ان (لوگوں) کا خزانہ (جس کی زکاۃ نہ دی گئی ہو) قیامت کے دن گنجے سانپ کی صورت اختیار کرے گا۔ اس کا مالک اس سے بھاگے گا لیکن وہ اسے تلاش کرے گا اور کہے گا: میں تیرا خزانہ ہوں۔ وہ اسی طرح اس کا پیچھا کرتا رہے گا حتی کہ وہ اپنی انگلیاں اس (سانپ) کے منہ میں ڈال دے گا۔‘‘

فوائد ومسائل: ① ’’یہ حق بھی ہے۔‘‘ اور یہ حق زکاۃ کے علاوہ ہے۔ یہ اگرچہ واجب تو نہیں مگر اس کی ادائیگی بھی اہم ہے۔ قیامت کے دن عذاب تو زکاۃ نہ دینے ہی پر ہوگا‘ مگر اس قسم کے حقوق کو ادا نہ کرنا بھی مروت اور انسانیت کے خلاف ہے جو دنیا میں قابل مذمت ہے‘ خصوصاً اگر کوئی فقیر اس قدر بھوکا ہو کہ یہ دودھ اس کی مجبوری ہو تو پھر اس کی جان بچانا فرض ہے۔ ایسے موقع پر یہ حق بھی فرض بن جائے گا۔ ② ’’خزانہ جس کی زکاۃ ادا نہ کی گئی ہو۔‘‘ اگر زکاۃ ادا کر دی جائے تو وہ خزانہ رکھا جا سکتا ہے بشرطیکہ دوسرے ضروری حقوق بھی

پورے کیے جائیں' مثلاً: والدین سے حسن سلوک' مہمان کی خدمت' فقیر کی حاجت برآری وغیرہ۔ حضرت ابوذر ؓ کا موقف ہے کہ روز مرہ کی ضروریات سے زائد جمع شدہ بھی کنز ہی ہے جس کے بارے میں مذکورہ بالا وعید نازل ہوئی ہے۔ ان کا اس سلسلے میں تشدد' نصوص اور صحابہ کے اجماعی طرز عمل سے مطابقت نہیں رکھتا' البتہ اسے ورع اور اولیٰ ہونے پر محمول کیا جائے گا۔

(المعجم ۷) - بَابُ سُقُوطِ الزَّكَاةِ عَنِ الْإِبِلِ إِذَا كَانَتْ رِسْلًا لِأَهْلِهَا وَلِحُمُولَتِهِمْ (التحفة ۷)

باب:۷- جب اونٹ گھر والوں کے دودھ اور سواری وغیرہ کے لیے ہوں تو ان پر زکاۃ نہیں

۲۴۵۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «فِي كُلِّ إِبِلٍ سَائِمَةٍ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةُ لَبُونٍ، لَا يُفَرَّقُ إِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا، مَنْ أَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا لَهُ أَجْرُهَا، وَمَنْ مَنَعَهَا فَإِنَّا آخِذُوهَا، وَشَطْرَ إِبِلِهِ عَزْمَةً مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا، لَا يَحِلُّ لِآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْهَا شَيْءٌ».

۲۴۵۱- حضرت بہز بن حکیم کے دادا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "باہر چرنے والے اونٹوں کی زکاۃ ہر چالیس اونٹوں میں ایک بنت لبون (دو برس کی اونٹنی) ہے۔ اونٹوں کو ان کے حساب و مقدار سے ادھر ادھر نہ کیا جائے۔ جو آدمی ثواب حاصل کرنے کے لیے زکاۃ دے گا' اسے اس کا ثواب ملے گا اور جو نہ دے گا' ہم اس سے زکاۃ تو (بہر صورت) وصول کریں گے اور اس کے نصف اونٹ بھی ضبط کرلیں گے۔ زکاۃ ہمارے رب کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے اور محمد ﷺ کے خاندان کے لیے ذرہ بھر زکاۃ بھی جائز نہیں۔"

فوائد و مسائل: ① امام نسائی ؒ نے باب والا مسئلہ "چرنے والے اونٹوں" سے استنباط کیا ہے کیونکہ جو اونٹ گھریلو ضروریات کے لیے ہوتے ہیں انھیں گھر میں رکھا جاتا ہے اور انھیں چارا ڈالا جاتا ہے۔ اور ان میں واقعتاً زکاۃ نہیں۔ اونٹوں کے علاوہ بھی جو چیز انسان کی ذاتی ضروریات کے لیے ہو' اس میں زکاۃ نہیں' خواہ وہ کتنی ہی قیمتی کیوں نہ ہو؟ ② "ادھر ادھر نہ کیا جائے۔" اس کا دوسرا مفہوم بھی ہوسکتا ہے جو حدیث: ۲۴۳۶ کے فائدہ: ۱۰ میں بیان ہوا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (حدیث: ۲۴۳۶)

(المعجم ۸) - بَابُ زَكَاةِ الْبَقَرِ (التحفة ۸)

باب:۸- گایوں کی زکاۃ

۲۴۵۱- [إسناده حسن] تقدم، ح: ۲۴۴۶، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۲۲۹.

٢٤٥٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ، - وَهُوَ ابْنُ مُهَلْهِلٍ - عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُعَاذٍ: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ، وَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِينَارًا أَوْ عِدْلَهُ مَعَافِرَ، وَمِنَ الْبَقَرِ مِنْ ثَلَاثِينَ تَبِيعًا أَوْ تَبِيعَةً، وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ مُسِنَّةً.

٢٤٥٢- حضرت معاذ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں (مجھے) یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور حکم دیا کہ ہر غیر مسلم بالغ سے ایک دینار (بطور جزیہ) لوں یا اس کے برابر معافری کپڑا۔ اور ہر تیس گایوں میں سے تبیعہ (دوسرے سال میں داخل بچھڑا یا بچھڑی) اور ہر چالیس گایوں میں سے دو دانت والا بچھڑا یا بچھڑی (بطور زکاۃ) وصول کروں۔

فوائد و مسائل: ① چونکہ یمن میں اہل کتاب کی ایک بڑی تعداد رہائش پذیر تھی لہٰذا ان پر جزیہ لاگو کیا گیا۔ ”جزیہ“ وہ ٹیکس ہے جو مسلمان حکومت غیر مسلم رعایا سے ان کی حفاظت اور دیگر سہولیات کے عوض وصول کرتی ہے۔ ② ”معافری کپڑا“ یہ ایک مخصوص کپڑا تھا جو یمن میں تیار ہوتا تھا۔ دھاری دار ہوتا تھا۔ پہننے کے لیے بہترین چادریں تھیں۔ اگر کوئی جزیہ رقم کی صورت میں نہ دے سکے تو اس کے عوض دینار کی قیمت کی کوئی اور چیز بھی دے سکتا تھا۔ ③ گایوں کی زکاۃ میں مذکر اور مؤنث برابر ہیں کیونکہ دونوں اپنی اپنی خصوصیات کی بنا پر مساوی قیمت رکھتے ہیں۔ مؤنث بچے دیتی ہے تو مذکر کھیتی باڑی کا اہم کام کرتے ہیں۔ مؤنث اس سے عاجز ہے۔ بخلاف اونٹوں اور بکریوں کے کہ ان میں مؤنث بچے اور دودھ دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں کام میں مذکر کے برابر ہیں لہٰذا مؤنث قیمتی ہیں۔ ④ چالیس گایوں سے اوپر ہوں تو ان کے تیس اور چالیس کے حصے بنائے جائیں گے۔ ہر تیس میں ایک سالہ اور ہر چالیس میں دو سالہ بچھڑا یا بچھڑی زکاۃ ہوگی، مثلاً: ٦٠ میں دو ایک سالہ، ٧٠ میں ایک دو سالہ اور ایک ایک سالہ، ٨٠ میں دو دو سالہ، ٩٠ میں تین ایک سالہ، ١٠٠ میں دو ایک سالہ اور ایک دو سالہ بچھڑا یا بچھڑی زکاۃ ہوگی۔

٢٤٥٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى - وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدٍ - قَالَ:

٢٤٥٣- حضرت معاذ ؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور

٢٤٥٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح:١٥٧٨، والترمذي، الزكاة، باب ماجاء في زكاة البقر، ح:٦٢٣، وابن ماجه، الزكاة، باب صدقة البقر، ح:١٨٠٣ من حديث الأعمش به، وقال أبوداود: رواه شعبة عن الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٢٣٠، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم، وللحديث شاهدان ضعيفان عند البيهقي، وأبي يعلى وغيرهما.
٢٤٥٣ـ [إسناده ضعيف] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٢٢٣١.

حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، وَالْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: قَالَ مُعَاذٌ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ، فَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ بَقَرَةً ثَنِيَّةً، وَمِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ تَبِيعًا، وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِينَارًا أَوْ عِدْلَهُ مَعَافِرَ.

مجھے حکم دیا کہ میں ہر چالیس گایوں میں سے ایک دوسالہ (دو دانتا) اور ہر تیس میں سے ایک سالہ بچھڑا یا بچھڑی زکاۃ وصول کروں، نیز ہر بالغ (یہودی وغیرہ) سے ایک دینار یا اس کے برابر یمنی کپڑا (بطور جزیہ) وصول کروں۔

٢٤٥٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ، أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ مِنَ الْبَقَرِ تَبِيعًا أَوْ تَبِيعَةً، وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ مُسِنَّةً، وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِينَارًا أَوْ عِدْلَهُ مَعَافِرَ.

٢٤٥٤- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں (مجھے) یمن کی طرف بھیجا تو حکم دیا کہ ہر تیس گایوں میں سے ایک سالہ بچھڑا یا بچھڑی اور ہر چالیس گایوں میں سے ایک دوسالہ (دو دانتا) وصول کروں اور ہر (غیر مسلم) بالغ سے ایک دینار یا اس کے برابر معافری کپڑا (بطور جزیہ) وصول کروں۔

٢٤٥٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ بَعَثَنِي إِلَى الْيَمَنِ أَنْ لَا آخُذَ مِنَ الْبَقَرِ شَيْئًا حَتَّى تَبْلُغَ ثَلَاثِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ ثَلَاثِينَ فَفِيهَا عِجْلٌ تَابِعٌ جَذَعٌ أَوْ جَذَعَةٌ حَتَّى تَبْلُغَ أَرْبَعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ فَفِيهَا بَقَرَةٌ

٢٤٥٥- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مجھے یمن بھیجا تو مجھے حکم دیا کہ میں گایوں سے زکاۃ نہ لوں حتی کہ وہ تیس ہو جائیں۔ جب تیس ہو جائیں تو چالیس تک ان میں سے جذعة (دوسرے سال میں داخل) نوجوان بچھڑا یا بچھڑی زکاۃ ہوگی۔ اور جب وہ چالیس ہو جائیں تو ان میں دوسالہ (دو دانتا) گائے (مذکر یا مؤنث) زکاۃ ہوگی۔

٢٤٥٤- [إسناده ضعيف] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٣٢.

٢٤٥٥- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ١٥٧٦ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٣٣.

مُسِنَّةً.

فائدہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ چاروں احادیث کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین میں سے بعض نے حسن اور بعض نے صحیح قرار دیا ہے اور انھوں نے اس کے شواہد بھی بیان کیے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مذکورہ روایات کی اسنادی بحث اور ان میں مذکورہ مسئلے کی تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۲۲/۱۰۸-۱۱۲، والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۱/۷-۲۳، و ۳۶/۳۳۹-۳۴۳، و إرواء الغليل: ۳/۲۶۸-۲۷۱، رقم: ۷۹۵)

(المعجم ۹) - بَابُ مَانِعِ زَكَاةِ الْبَقَرِ (التحفة ۹)

۲۴۵۶- أَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهَا إِلَّا وُقِفَ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُهُ ذَاتُ الْأَظْلَافِ بِأَظْلَافِهَا، وَتَنْطَحُهُ ذَاتُ الْقُرُونِ بِقُرُونِهَا، لَيْسَ فِيهَا يَوْمَئِذٍ جَمَّاءُ وَلَا مَكْسُورَةُ الْقَرْنِ» قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَاذَا حَقُّهَا؟ قَالَ: «إِطْرَاقُ فَحْلِهَا، وَإِعَارَةُ دَلْوِهَا، وَحَمْلٌ عَلَيْهَا فِي سَبِيلِ اللهِ، وَلَا صَاحِبِ مَالٍ لَا يُؤَدِّي حَقَّهُ إِلَّا يُخَيَّلُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعٌ أَقْرَعُ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يَتْبَعُهُ يَقُولُ لَهُ: هٰذَا كَنْزُكَ

باب:۹- گایوں کی زکاۃ نہ دینے والے کی سزا

۲۴۵۶- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی اونٹوں‘ گایوں یا بکریوں کا مالک ان کا حق (ان کی زکاۃ) نہیں دے گا‘ اسے قیامت کے دن ایک ہموار کھلے میدان میں کھڑا کیا جائے گا۔ کھروں والے جانور اسے اپنے کھروں سے کچلیں گے اور سینگوں والے جانور اسے اپنے سینگوں سے ٹکریں ماریں گے۔ ان میں سے کوئی بھی بغیر سینگوں کے نہ ہوگا اور نہ کسی کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں گے۔“ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! (زکاۃ کے علاوہ) ان میں اور کیا حق ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”نر جفتی کے لیے دینا‘ پانی نکالنے کے لیے ڈول دینا اور اللہ کے راستے میں (جہاد کے لیے اور فقیر وغیرہ ضرورت مند کو) بوجھ لادنے اور سواری کے لیے دینا۔ اسی طرح روپے پیسے والا اگر ان کی زکاۃ نہیں دے گا تو قیامت کے دن وہ

۲۴۵۶- أخرجه مسلم، الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، ح: ۹۸۸/ ۲۸ من حديث عبدالملك به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۳۴.

الَّذِي كُنْتَ تَبْخَلُ بِهِ، فَإِذَا رَأَى أَنَّهُ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي فِيهِ، فَجَعَلَ يَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ».

اس کے لیے ایک گنجا سانپ بنا دیا جائے گا' مالک اس سے بھاگے گا لیکن وہ سانپ اس کے پیچھے دوڑے گا اور کہے گا: میں تیرا وہ خزانہ ہوں جس کے ساتھ تو بخل کرتا تھا۔ جب مالک کو یقین ہو جائے گا کہ اس سے بچنے کا کوئی چارہ نہیں تو وہ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں ڈال دے گا۔ وہ اس کو اس طرح چبائے گا جس طرح اونٹ چباتا ہے۔"

(المعجم ١٠) - بَابُ زَكَاةِ الْغَنَمِ (التحفة ١٠)

باب:١٠- بکریوں کی زکاۃ

٢٤٥٧- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّسَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ: إِنَّ هٰذِهِ فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمُسْلِمِينَ الَّتِي أَمَرَ اللهُ بِهَا رَسُولَهُ ﷺ، فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا، وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِهِ فِيمَا دُونَ خَمْسٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الْإِبِلِ فِي خَمْسٍ ذَوْدٍ شَاةٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ فَفِيهَا بِنْتُ مَخَاضٍ إِلَى خَمْسٍ وَثَلَاثِينَ، فَإِنْ لَمْ تَكُنِ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ

٢٤٥٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انھیں لکھا کہ یہ وہ مقررہ صدقات ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر لاگو فرمائے ہیں اور جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے۔ جس مسلمان سے زکاۃ صحیح حساب سے طلب کی جائے تو وہ ضرور دے اور جس سے زائد مانگی جائے تو وہ نہ دے۔ پچیس سے کم اونٹوں میں زکاۃ ہر پانچ اونٹوں میں ایک بکری ہوگی۔ جب اونٹ پچیس ہو جائیں تو پینتیس تک ان میں بنت مخاض زکاۃ آئے گی۔ اگر بنت مخاض میسر نہ ہو تو مذکر ابن لبون دیا جائے۔ جب اونٹ چھتیس ہو جائیں تو پینتالیس تک بنت لبون زکاۃ آئے گی۔ جب چھیالیس ہو جائیں تو ساٹھ تک ایک حقہ زکاۃ ہوگی جو نر کے قابل ہو۔ جب اکسٹھ ہو جائیں تو پچھتر تک جذعہ زکاۃ ہوگی۔ جب چھہتر ہو

٢٤٥٧- [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٣٥.

سِتَّةً وَثَلَاثِينَ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُونٍ إِلَى خَمْسٍ وَأَرْبَعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَأَرْبَعِينَ فَفِيهَا حِقَّةٌ طَرُوقَةُ الْفَحْلِ إِلَى سِتِّينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَسِتِّينَ فَفِيهَا جَذَعَةٌ إِلَى خَمْسَةٍ وَسَبْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَسَبْعِينَ فَفِيهَا ابْنَتَا لَبُونٍ إِلَى تِسْعِينَ، فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ فَفِيهَا حِقَّتَانِ طَرُوقَتَا الْفَحْلِ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ ابْنَةُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ خَمْسِينَ حِقَّةٌ، فَإِذَا تَبَايَنَ أَسْنَانُ الْإِبِلِ فِي فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ فَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا جَذَعَةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ ابْنَةُ لَبُونٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا حِقَّةٌ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتَيْنِ، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ بِنْتُ لَبُونٍ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ، فَإِنَّهَا تُقْبَلُ

جائیں تو نوے تک دو بنت لبون زکاۃ آئے گی۔ اور جب اکانوے ہو جائیں تو ایک سو بیس تک دو حقے زکاۃ ہوگی جو نر کے قابل ہوں۔ جب اونٹ ایک سو بیس سے بڑھ جائیں تو ہر چالیس میں بنت لبون اور ہر پچاس میں حقہ زکاۃ ہوگی۔ اور جب اونٹوں کی عمریں مختلف ہوں (مقررہ عمر کے اونٹ نہ مل سکیں) تو جس شخص کے ذمے جذعہ زکاۃ بنتی ہے لیکن اس کے پاس جذعہ نہ ہو بلکہ حقہ ہو تو اس سے حقہ ہی لی جائے گی۔ اور وہ اس کے ساتھ دو بکریاں بھی دے گا' اگر اسے میسر ہوں' ورنہ بیس درہم دے گا۔ اور جس شخص کے ذمے حقہ زکاۃ بنتی ہے مگر اس کے پاس جذعہ ہی ہے تو اس سے جذعہ ہی لی جائے گی اور صدقہ وصول کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں واپس کرے گا۔ اور جس شخص کے ذمے حقہ زکاۃ بنتی ہو مگر اس کے پاس حقہ نہ ہو بلکہ بنت لبون ہو تو وہی لی جائے گی اور اس کے ساتھ وہ دو بکریاں دے گا' اگر اسے میسر ہوں' ورنہ بیس درہم دے گا۔ اور جس شخص کے ذمے بنت لبون بنتی ہو مگر اس کے پاس حقہ ہی ہو تو اس سے وہی لی جائے گی اور صدقہ وصول کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں دے گا۔ اور جس شخص کے ذمے بنت لبون زکاۃ بنتی ہو' لیکن اس کے پاس بنت لبون نہ ہو بلکہ بنت مخاض ہو تو اس سے وہی لے لی جائے گی اور اس کے ساتھ وہ دو بکریاں دے گا' اگر اسے میسر ہوں' ورنہ بیس درہم دے گا۔ اور جس شخص کے ذمے بنت مخاض زکاۃ بنتی ہو لیکن اس کے پاس مذکر ابن لبون ہی ہو تو وہی اس سے لیا جائے گا' البتہ اس کے ساتھ

مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ إِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا، وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، فَإِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ إِلَّا أَرْبَعَةٌ مِنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا، وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ فَفِيهَا شَاةٌ إِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةً فَفِيهَا شَاتَانِ إِلَى مِائَتَيْنِ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ إِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ، فَإِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ، وَلَا تُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ، وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ، وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ، وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ، وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ، وَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا، وَفِي الرِّقَةِ رُبْعُ الْعُشْرِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنِ الْمَالُ إِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةً فَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا.

اسے کچھ نہ ملے گا۔ اور جس آدمی کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو ان میں کوئی زکاۃ نہیں مگر یہ کہ مالک خود دینا چاہے۔ اور بکریوں کی زکاۃ جب وہ جنگل میں چرنے والی ہوں اور چالیس ہوں تو ایک سوبیس تک ان میں ایک بکری ہوگی۔ اگر ایک بھی زائد ہو جائے تو دوسو تک دو بکریاں ہوں گی۔ جب ایک بھی بڑھ جائے تو تین سو تک تین بکریاں ہوں گی۔ جب ایک بھی زیادہ ہو جائے تو ہر سو میں ایک بکری ہوگی۔ زکاۃ میں بوڑھا یا کانا (عیب والا) جانور نہ لیا جائے گا۔ اور نر کر بکرا بھی نہیں لیا جائے گا مگر یہ کہ صدقہ وصول کرنے والا لینا چاہے۔ علیحدہ علیحدہ رہنے والے جانوروں کو زکاۃ کے ڈر سے اکٹھا نہیں کیا جائے گا اور اکٹھے رہنے والے جانوروں کو الگ الگ نہیں کیا جائے گا۔ اور جو زکاۃ دو شریک مالکوں سے وصول کی جائے گی' وہ اپنے اپنے جانوروں کے لحاظ سے تقسیم کر لیں گے۔ اور جب چرنے والی بکریاں چالیس سے ایک بھی کم ہوں تو ان میں کوئی زکاۃ نہیں مگر یہ کہ مالک خود دینا چاہے۔ اور چاندی میں چالیسواں حصہ زکاۃ ہے۔ اگر رقم صرف ایک سو نوے درہم ہو تو اس میں کوئی زکاۃ نہیں مگر یہ کہ مالک خود دینا چاہے۔

فائدہ: تفصیلی مباحث کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ۲۴۴۹.

(المعجم ۱۱) - بَابُ مَانِعِ زَكَاةِ الْغَنَمِ (التحفة ۱۱)

باب:۱۱- بکریوں کی زکاۃ نہ دینے والے کی سزا

٢٤٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ صَاحِبِ إِبِلٍ وَلَا بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهَا، إِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَأَسْمَنَهُ، تَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا، وَتَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا، كُلَّمَا نَفِدَتْ أُخْرَاهَا عَادَتْ عَلَيْهِ أُولَاهَا، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ».

۲۴۵۸- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی اونٹوں' گایوں یا بکریوں کا مالک ان کی زکاۃ ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن وہ جانور اس جسامت اور موٹاپے سے بڑھ کر آئیں گے جو (دنیا میں) تھی۔ اپنے سینگوں سے اسے ٹکریں ماریں گے اور اپنے کھروں سے اسے روندیں گے۔ جب ان میں سے آخری گزر جائے گا تو پہلے کو دوبارہ لایا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ یہی سلوک ہوتا رہے گا حتی کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔''

(المعجم ١٢) - بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمُتَفَرِّقِ وَالتَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُجْتَمِعِ (التحفة ١٢)

باب:۱۲- علیحدہ علیحدہ جانوروں کو اکٹھا یا اکٹھے جانوروں کو علیحدہ علیحدہ کرنا (منع ہے)

٢٤٥٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ مَيْسَرَةَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: أَتَانَا مُصَدِّقُ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَتَيْتُهُ، فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: إِنَّ فِي عَهْدِي أَنْ لَا نَأْخُذَ رَاضِعَ لَبَنٍ، وَلَا نَجْمَعَ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ، وَلَا نُفَرِّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ كَوْمَاءَ فَقَالَ: خُذْهَا، فَأَبَى.

۲۴۵۹- حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے پاس نبی ﷺ کی طرف سے زکاۃ وصول کرنے والا شخص آیا۔ میں اس کے پاس آیا اور بیٹھا۔ میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے یہ عہد لیا گیا ہے کہ ہم دودھ پیتا بچہ یا دودھ والا جانور زکاۃ میں نہیں لیں گے اور علیحدہ علیحدہ جانوروں کو اکٹھا نہیں کریں گے اور اکٹھے جانوروں کو علیحدہ علیحدہ نہیں کریں گے۔ ایک شخص ان کے پاس اونچی کوہان والی (بہترین) اونٹنی لایا اور کہنے لگا: یہ زکاۃ میں لے لو۔ اس نے انکار کر دیا۔

٢٤٥٨_ أخرجه مسلم، الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لا يؤدي الزكاة، ح: ٩٩٠ من حديث وكيع، والبخاري، الزكاة، باب زكاة البقر، ح: ١٤٦٠ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٣٦.

٢٤٥٩_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ١٥٧٩ من حديث هلال به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٣٧، ورواه أبوليلى الكندي عن سويد به عند أبي داود، ح: ١٥٨٠، وللحديث شواهد.

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کے شواہد ہیں، تاہم شواہد پر صحت اور ضعف کا حکم نہیں لگایا جبکہ دیگر محققین میں سے بعض نے اس روایت کو حسن کہا ہے اور بعض نے صحیح اور اس کے متابعات اور شواہد ذکر کیے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۱۲۳/۲۲- ۱۲۷، و الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۳۱/۱۳۲، ۱۳۳، و صحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني، رقم:۱۴۰۹) ② زکاۃ میں درمیانہ جانور لیا جائے گا تاکہ مالک کا نقصان ہو نہ فقراء کا۔ دودھ پیتا بچہ فقراء کے لیے نقصان دہ ہے اور دودھ دینے والا جانور دینا مالک کے لیے نقصان دہ ہے۔ بعض اہل علم نے یہ معنی کیے ہیں کہ ہم اس جانور کی زکاۃ نہیں لیں گے جو دودھ کے لیے رکھا گیا ہو کیونکہ ایسا جانور چرنے والا نہیں ہوتا بلکہ اسے خصوصی چارا ڈالا جاتا ہے۔ ③ علیحدہ جانوروں کو اکٹھا کرنا یا اکٹھے جانوروں کو الگ الگ کرنا جس طرح مالک کے لیے جائز نہیں، اسی طرح زکاۃ وصول کرنے والے کے لیے بھی جائز نہیں، مثلاً: دو بھائیوں کی الگ الگ تیس تیس بکریوں کو ملا کر زکاۃ وصول نہیں کی جائے گی۔ ④ "اس نے انکار کر دیا۔" کیونکہ ایسی قیمتی چیز زکاۃ میں لینا جائز نہیں۔

۲۴۶۰- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ زَيْدِ بْنِ يَزِيدَ - يَعْنِي ابْنَ أَبِي الزَّرْقَاءِ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ سَاعِيًا فَأَتَى رَجُلًا فَآتَاهُ فَصِيلًا مَخْلُولًا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «بَعَثْنَا مُصَدِّقَ اللهِ وَرَسُولِهِ، وَإِنَّ فُلَانًا أَعْطَاهُ فَصِيلًا مَخْلُولًا، اَللّٰهُمَّ! لَا تُبَارِكْ فِيهِ وَلَا فِي إِبِلِهِ» فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ، فَجَاءَ بِنَاقَةٍ حَسْنَاءَ فَقَالَ: أَتُوبُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَى نَبِيِّهِ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اَللّٰهُمَّ!

۲۴۶۰- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو زکاۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ وہ ایک شخص کے پاس آیا تو اس نے اسے ایک کمزور سا اونٹ کا بچہ دیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: "ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ایک شخص کو صدقہ وصول کرنے کے لیے بھیجا لیکن فلاں شخص نے اسے یہ کمزور سا اونٹ کا بچہ دیا ہے۔ اے اللہ! اس میں اور اس کے اونٹوں میں برکت نہ فرمانا۔" آپ کی یہ بات اس شخص کو پہنچی تو وہ ایک خوب صورت اونٹنی لے کر آیا اور عرض پرداز ہوا کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے توبہ کرتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں۔ نبی ﷺ

۲۴۶۰_ [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۴/ ۱۵۷ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۳۸، وصححه ابن خزيمة، ح: ۲۲۷۴، والحاكم على شرط مسلم: ۱/ ۴۰۰، ووافقه الذهبي. ● الثوري عنعن تقدم، ح: ۱۰۲۷، ولم أجد تصريح سماعه.

بَارِكْ فِيهِ وَفِي إِبِلِهِ».

نے فرمایا: ”اے اللہ! اس میں اور اس کے اونٹوں میں برکت فرما۔“

فائدہ: محقق کتاب نے مذکورہ روایت کو سفیان ثوری کی وجہ سے سنداً ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ سفیان ثوری مدلس ہیں جبکہ دیگر ائمہ و محققین نے ان کی تدلیس کے باوجود ان کی روایات کو قبول کیا ہے لہٰذا ان کی تدلیس ضرر رساں نہیں۔ اسی لیے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے انھیں طبقات المدلسین میں، مدلسین کے دوسرے طبقے میں شمار کیا ہے۔ دیکھیے: (طبقات المدلسین، ص: ۳۲ طبعہ دار الهیان) بنابریں دیگر محققین نے اس روایت کو صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي: ۲۲/ ۱۲۷-۱۲۹، و صحیح سنن النسائي للألباني، رقم: ۲۳۵۷)

(المعجم ۱۳) - بَابُ صَلَاةِ الْإِمَامِ عَلَى صَاحِبِ الصَّدَقَةِ (التحفة ۱۳)

باب: ۱۳- حاکم کا صدقہ دینے والے کے لیے دعا کرنا

٢٤٦١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ أَخْبَرَنِي قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلَى آلِ فُلَانٍ» فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ، فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ! صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى».

۲۴۶۱- حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس کوئی قوم اپنے مالوں کی زکاۃ لے کر آتی تو آپ فرماتے: ”اے اللہ! فلاں کی آل پر رحمت نازل فرما۔“ میرے والد محترم آپ کے پاس اپنی زکاۃ لے کر گئے تو آپ نے فرمایا: ”اے اللہ! ابو اوفی کے خاندان پر رحمت نازل فرما۔“

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی دعا چونکہ موجب رحمت تھی، اس لیے آپ کو خصوصی حکم دیا گیا کہ جب کوئی زکاۃ لے کر آئے تو اس کے لیے رحمت کی دعا فرمائیں۔ اس سے انھیں دلی سکون حاصل ہوگا۔ اور اللہ کی رحمت مستزاد ہوگی۔ آج کل یہ فریضہ حکام کے بجائے علماء پر لاگو ہوتا ہے کیونکہ حکومت زکاۃ وصول نہیں کرتی۔ ویسے بھی [إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ] ”علماء انبیاء کے وارث ہیں۔“ (صحیح البخاري، العلم (معلقًا) باب: ۱۰ و سنن أبي داود، العلم، حدیث: ۳۶۴۱)

٢٤٦١- أخرجه البخاري، الزكاة، باب صلاة الإمام ودعائه لصاحب الصدقة ... الخ، ح: ١٤٩٧، ومسلم، الزكاة، باب الدعاء لمن أتى بصدقة، ح: ١٠٧٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٣٩.

(المعجم ١٤) - بَابٌ إِذَا جَاوَزَ فِي الصَّدَقَةِ (التحفة ١٤)

باب:۱۴- جب کوئی صدقہ وصول کرنے والا حد سے تجاوز کرے تو؟

٢٤٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: قَالَ جَرِيرٌ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ نَاسٌ مِنَ الْأَعْرَابِ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! يَأْتِينَا نَاسٌ مِنْ مُصَدِّقِيكَ يَظْلِمُونَ، قَالَ: «أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ» قَالُوا: وَإِنْ ظَلَمَ؟ قَالَ: «أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ» ثُمَّ قَالُوا: وَإِنْ ظَلَمَ؟ قَالَ: «أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ». قَالَ جَرِيرٌ: فَمَا صَدَرَ عَنِّي مُصَدِّقٌ مُنْذُ سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا وَهُوَ رَاضٍ.

۲۴۶۲- حضرت جریر ؓ سے روایت ہے کہ کچھ اعرابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! آپ کی طرف سے زکاۃ وصول کرنے والے لوگ ہمارے پاس آتے ہیں اور وہ ظلم کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”صدقہ وصول کرنے والوں کو راضی کرو۔“ انھوں نے کہا: اگرچہ وہ ظلم کرے؟ آپ نے فرمایا: ”صدقہ وصول کرنے والوں کو راضی کرو۔“ وہ پھر کہنے لگے: اگرچہ وہ ظلم کرے؟ آپ نے فرمایا: ”صدقہ وصول کرنے والوں کو راضی کرو۔“ حضرت جریر ؓ نے کہا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو میرے پاس سے کوئی صدقہ وصول کرنے والا شخص ناراض ہو کر نہیں گیا بلکہ خوش خوش گیا۔

فائدہ: عام لوگ زکاۃ کی مقدار کی تفصیلات سے آگاہ نہیں ہوتے، اس لیے وہ سمجھتے ہیں کہ زکاۃ وصول کرنے والا زیادہ لے رہا ہے۔ ویسے بھی زکاۃ دیتے وقت یہ احساس غالب رہتا ہے، اس لیے آپ نے زکاۃ کے تعین کا اختیار عوام الناس کو نہیں دیا بلکہ وصول کرنے والوں کو یہ اختیار دیا کیونکہ وہ زکاۃ کی تفصیلات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔ لوگوں کو حکم دیا گیا کہ ان کے مطالبے کے مطابق انھیں زکاۃ ادا کریں۔ اگر کوئی شکایت ہو تو حاکم بالا کے پاس جائیں اور فیصلہ حاصل کریں۔ لیکن اگر ہر آدمی کو مزاحمت کا اختیار دے دیا جائے تو انتظامی افراتفری پھیل جائے گی اور ملک ابتری کا شکار ہو جائے گا۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ زکاۃ وصول کرنے والوں کو من مانی کی اجازت ہے۔

٢٤٦٣- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ:

۲۴۶۳- حضرت جریر ؓ سے روایت ہے

٢٤٦٢_ أخرجه مسلم، الزكاة، باب إرضاء السعاة، ح:٩٨٩ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح:٢٢٤٠.

٢٤٦٣_ [صحيح] أخرجه مسلم، الزكاة، باب إرضاء الساعي مالم يطلب حرامًا، ح:٩٨٩/١٧٧ من حديث ◀◀

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - هُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ جَرِيرٌ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب زکاۃ وصول کرنے والا (سرکاری آدمی) تمھارے پاس زکاۃ لینے کے لیے آئے تو وہ تم سے خوش خوش واپس جائے۔''

(المعجم ١٥) - بَابُ إِعْطَاءِ السَّيِّدِ الْمَالَ بِغَيْرِ اخْتِيَارِ الْمُصَدِّقِ (التحفة ١٥)

باب:١٥- مالک زکاۃ اپنی مرضی سے دے گا، صدقہ لینے والا اپنی مرضی نہیں کرے گا

٢٤٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ ثَفِنَةَ قَالَ: اسْتَعْمَلَ ابْنُ عَلْقَمَةَ أَبِي عَلَى عِرَافَةِ قَوْمِهِ، وَأَمَرَهُ أَنْ يُصَدِّقَهُمْ، فَبَعَثَنِي أَبِي إِلَى طَائِفَةٍ مِنْهُمْ لِآتِيَهُ بِصَدَقَتِهِمْ، فَخَرَجْتُ حَتَّى أَتَيْتُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ يُقَالُ لَهُ: سَعْرٌ، فَقُلْتُ: إِنَّ أَبِي بَعَثَنِي إِلَيْكَ لِتُؤَدِّيَ صَدَقَةَ غَنَمِكَ، قَالَ: ابْنَ أَخِي! وَأَيَّ نَحْوٍ تَأْخُذُونَ؟ قُلْتُ: نَخْتَارُ حَتَّى إِنَّا لَنَشْبُرُ ضُرُوعَ الْغَنَمِ، قَالَ: ابْنَ أَخِي! فَإِنِّي أُحَدِّثُكَ: أَنِّي كُنْتُ فِي شِعْبٍ مِنْ هٰذِهِ الشِّعَابِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي غَنَمٍ لِي، فَجَاءَنِي رَجُلَانِ عَلَى بَعِيرٍ فَقَالَا: إِنَّا رَسُولَا رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَيْكَ لِتُؤَدِّيَ صَدَقَةَ غَنَمِكَ، قَالَ: قُلْتُ: وَمَا

٢٤٦٤- حضرت مسلم بن ثفنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن علقمہ (حاکم) نے میرے والد کو ان کی قوم کا نمبردار (یا سردار) بنایا اور انھیں حکم دیا کہ وہ اپنی قوم سے زکاۃ وصول کریں۔ تو میرے والد نے مجھے ایک قبیلے کی طرف بھیجا تاکہ میں ان کی زکاۃ لے کر آؤں۔ میں گیا حتی کہ ایک بزرگ کے پاس پہنچا جنھیں حضرت سعر کہا جاتا تھا۔ میں نے کہا: مجھے والد محترم نے تمھاری طرف بھیجا ہے تاکہ آپ اپنی بکریوں کی زکاۃ ادا کر دیں۔ وہ فرمانے لگے: اے بھتیجے! تم کس قسم کی بکریاں لیتے ہو؟ میں نے کہا: ہم چن کر لیتے ہیں حتی کہ ان کے تھن بالشت کے ساتھ ماپ کر دیکھتے ہیں۔ وہ فرمانے لگے: اے بھتیجے! میں تجھے بتاتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ان وادیوں میں سے کسی وادی میں رہتا تھا۔ میرے پاس بکریاں ہوتی تھیں۔ میرے پاس دو آدمی اونٹ پر سوار ہو کر آئے اور کہنے لگے: ہم آپ کی طرف رسول اللہ ﷺ کے قاصد ہیں تاکہ آپ اپنی

◄◄ إسماعيل ابن علية به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٤١.

٢٤٦٤ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ١٥٨١ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٤٢. * مسلم بن ثفنة لم يوثقه غير ابن حبان.

عَلَيَّ فِيهَا؟ قَالَا: شَاةٌ، فَأَعْمِدُ إِلَى شَاةٍ قَدْ عَرَفْتُ مَكَانَهَا مُمْتَلِئَةً مَحْضًا وَشَحْمًا، فَأَخْرَجْتُهَا إِلَيْهِمَا، فَقَالَ: هٰذِهِ الشَّافِعُ - وَالشَّافِعُ الْحَائِلُ - وَقَدْ نَهَانَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ نَأْخُذَ شَافِعًا [قَالَ]: فَأَعْمِدُ إِلَى عَنَاقٍ مُعْتَاطٍ، وَالْمُعْتَاطُ الَّتِي لَمْ تَلِدْ وَلَدًا وَقَدْ حَانَ وِلَادُهَا، فَأَخْرَجْتُهَا إِلَيْهِمَا، فَقَالَا: نَاوِلْنَاهَا، فَرَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا، فَجَعَلَاهَا مَعَهُمَا عَلَى بَعِيرِهِمَا، ثُمَّ انْطَلَقَا.

بکریوں کی زکاۃ ادا کریں۔ میں نے کہا: مجھ پر ان بکریوں میں کتنی زکاۃ ہے؟ انھوں نے کہا: ایک بکری۔ ایک ایسی بکری جس کی قدر و منزلت میں جانتا تھا' میں نے وہ خالص دودھ اور چربی سے بھری ہوئی (بہترین موٹی تازی دودھ والی) بکری پکڑی اور ان کے پاس لے آیا۔ وہ کہنے لگے: یہ تو بچے والی ہے اور ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بچے والی بکری لینے سے منع کیا ہے۔ میں ایک سال بھر عمر کی گابھن بکری' جس نے بچہ نہیں جنا تھا جو کہ جننے کے قریب تھی' کو (ریوڑ سے) نکال کر ان کے پاس لایا تو وہ کہنے لگے: یہ ٹھیک ہے۔ ہمیں پکڑا دو۔ انھوں نے اسے اپنے ساتھ اونٹ پر لادا اور چلے گئے۔

٢٤٦٥- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُسْلِمُ بْنُ ثَفِنَةَ: أَنَّ ابْنَ عَلْقَمَةَ اسْتَعْمَلَ أَبَاهُ عَلَى صَدَقَةِ قَوْمِهِ، وَسَاقَ الْحَدِيثَ.

٢٤٦٥- حضرت مسلم بن ثفنہ سے روایت ہے کہ ابن علقمہ (حاکم) نے میرے والد محترم کو اپنی قوم کی زکاۃ وصول کرنے کے لیے مقرر فرمایا۔ اور پھر سابقہ روایت بیان فرمائی۔

٢٤٦٦- أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ

٢٤٦٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' حضرت عمر ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ کی

٢٤٦٥- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، ح: ١٥٨٢ من حديث روح بن عبادة به، وانظر الحديث السابق.

٢٤٦٦- أخرجه البخاري، الزكاة، باب قول الله تعالى: ﴿وفي الرقاب والغارمين وفي سبيل الله﴾، ح: ١٤٦٨ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، الزكاة، باب في تقديم الزكاة ومنعها، ح: ٩٨٣/ ١١ من حديث أبي الزناد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٤٣، وأخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٣٣٠ من حديث علي بن عياش به، ولفظ مسلم: "وأما العباس فهي علي ومثلها معها".

فائدہ: یہ حدیث اور دوسری احادیث صراحتاً گھوڑوں میں زکاۃ کی نفی کرتی ہیں' لہٰذا صحیح یہی ہے کہ غلام اور گھوڑا اگر خدمت کے لیے ہوں تو ان میں کوئی زکاۃ نہیں۔ تبھی تو ان میں کوئی نصاب بھی مقرر نہیں' نیز جو چیز ذاتی ضروریات کے ضمن میں آتی ہو' اس میں زکاۃ نہ ہونا مسلمہ اصول ہے' مگر احناف نے عمومات یا ضعیف روایت سے استدلال کرتے ہوئے ان صریح احادیث کی نفی کی ہے اور گھوڑے میں (خواہ وہ ایک ہی ہو) زکاۃ ثابت کی ہے جو کسی بھی لحاظ سے مناسب نہیں' البتہ تجارت کے گھوڑے اور غلاموں میں قطعاً زکاۃ ہے کیونکہ وہ تجارتی سامان میں شامل ہیں۔ اسی طرح غلام میں صدقۃ الفطر کا ذکر بھی صحیح روایت میں ہے' البتہ گھوڑے میں زکاۃ کے علاوہ دوسرے حقوق ہو سکتے ہیں' مثلاً: جہاد میں استعمال کرنا' سواری کے لیے عارضی طور پر کسی کو دینا اور جفتی کے لیے چھوڑ دینا وغیرہ۔ دوسری روایات کو انھی حقوق پر محمول کرنا چاہیے۔

٢٤٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، - وَهُوَ ابْنُ أُمَيَّةَ - عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا زَكَاةَ عَلَى الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ».

٢٤٧٠- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان آدمی پر اس کے (خدمت والے) غلام اور (سواری والے) گھوڑے میں کوئی زکاۃ نہیں۔''

٢٤٧١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ».

٢٤٧١- حضرت ابوہریرہ ؓ نے نبی ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے فرمایا: ''مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں کوئی زکاۃ نہیں۔''

٢٤٧٠- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٤٨.

٢٤٧١- أخرجه مسلم، ح: ٩٨٢/٩ من حديث سفيان بن عيينة به، كما تقدم، ح: ٢٤٦٩، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٤٧.

٢٤٧٢- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ خُثَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى الْمَرْءِ فِي فَرَسِهِ وَلَا فِي مَمْلُوكِهِ صَدَقَةٌ».

۲۴۷۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''کسی شخص پر اس کے گھوڑے اور غلام میں کوئی زکاۃ نہیں۔''

(المعجم ١٧) - بَابُ زَكَاةِ الرَّقِيقِ (التحفة ١٧)

باب:۱۷- غلاموں کی زکاۃ

٢٤٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ صَدَقَةٌ».

۲۴۷۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان پر اس کے (خدمت والے) غلام اور (سواری والے) گھوڑے میں کوئی زکاۃ نہیں۔''

٢٤٧٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِي غُلَامِهِ وَلَا فِي فَرَسِهِ».

۲۴۷۴- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکاۃ نہیں۔''

فائدہ: غلام کے بارے میں تو احناف بھی دیگر جمہور اہل علم کے ساتھ متفق ہیں کہ خدمت والے غلام میں

٢٤٧٢_[صحيح] تقدم، ح: ٢٤٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٤٩.

٢٤٧٣_[صحيح] تقدم، ح: ٢٤٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٥٠، والموطأ (يحيى): ١/ ٢٧٧.

٢٤٧٤_[صحيح] تقدم، ح: ٢٤٦٩، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٥١.

زکاۃ نہیں کیونکہ کسی بھی ذاتی ضروریات کی چیز میں زکاۃ نہیں ہے' البتہ تجارت کے لیے رکھے گئے غلاموں میں زکاۃ ہے کیونکہ وہ تجارتی مال ہیں۔ گھوڑے میں بھی یہی ضابطہ لاگو ہوتا ہے' مگر احناف نے بغیر کسی معقول وجہ کے گھوڑے کا حکم بدل دیا ہے۔

(المعجم ١٨) - بَابُ زَكَاةِ الْوَرِقِ (التحفة ١٨)

باب:١٨-چاندی کی زکاۃ

٢٤٧٥- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ - عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ».

٢٤٧٥- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ اوقیوں سے کم چاندی میں زکاۃ نہیں۔ نہ پانچ اونٹوں سے کم میں صدقہ ہے۔ اسی طرح پانچ وسق سے کم غلے میں بھی صدقہ (عشر) نہیں۔''

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے حدیث نمبر ٢٤٤٧۔

٢٤٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ الْمَازِنِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ

٢٤٧٦- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ وسق سے کم کھجوروں (یا دوسرے غلہ جات) میں کوئی صدقہ (عشر) نہیں اور نہ پانچ اوقیوں سے کم چاندی میں زکاۃ ہے اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکاۃ ہے۔''

٢٤٧٥_[صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٥٣.

٢٤٧٦_أخرجه البخاري، الزكاة، باب: ليس فيما دون خمس ذود صدقة، ح: ١٤٥٩ من حديث محمد بن عبدالله به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٥٤، والموطأ (يحيى): ١/ ٢٤٤، ٢٤٥.

أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ».

٢٤٧٧- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا صَدَقَةَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوْسَاقٍ مِنَ التَّمْرِ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ».

۲۴۷۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”پانچ وسق سے کم کھجوروں میں کوئی صدقہ (عشر) نہیں اور نہ پانچ اوقیوں سے کم چاندی میں کوئی زکاۃ ہے۔ اسی طرح پانچ اونٹوں سے کم میں بھی زکاۃ نہیں۔“

٢٤٧٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ الطُّوسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ - وَكَانَا ثِقَةً - عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَسَنٍ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ - وَكَانَا ثِقَةً - عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ

۲۴۷۸- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”پانچ اوقیوں (یعنی ۲۰۰ درہم) سے کم چاندی میں زکاۃ نہیں اور نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکاۃ ہے۔ اسی طرح پانچ وسق (یعنی ۱۶ من) سے کم غلے میں بھی زکاۃ نہیں۔“

٢٤٧٧- [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٧، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٥٥.

٢٤٧٨- [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٧، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٥٢.

خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ».

فائدہ: یہاں بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حدیث کے آخری ٹکڑے کو تسلیم نہیں کیا۔ ان کے قول کے مطابق غلہ تھوڑا پیدا ہوا ہو یا زیادہ (حتی کہ ایک صاع بھی ہو) تو اس میں بھی عشر لاگو ہوگا مگر صاف نظر آرہا ہے کہ یہ صریح حدیث کے خلاف ہے' اسی لیے ان کے شاگردان رشید نے بھی ان کی اس رائے کی تائید نہیں کی۔ والحمد للہ علی ذلك.

٢٤٧٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ، فَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ مِنْ كُلِّ مِائَتَيْنِ خَمْسَةً».

۲۴۷۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکاۃ معاف کر دی ہے۔ اب تم اپنے مال (سونا' چاندی اور رقم) کی زکاۃ دوسو درہم میں سے پانچ درہم ادا کرو۔''

٢٤٨٠- أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ مِائَتَيْنِ زَكَاةٌ».

۲۴۸۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے (سواری کے) گھوڑوں اور (خدمت کے) غلاموں میں زکاۃ معاف کر دی ہے' نیز دوسو درہم سے کم میں زکاۃ نہیں۔''

(المعجم ١٩) - بَابُ زَكَاةِ الْحُلِيِّ (التحفة ١٩)

باب:۱۹- زیورات کی زکاۃ

٢٤٧٩- [حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ١٥٧٤، والترمذي، الزكاة، باب ما جاء في زكاة الذهب والورق، ح: ٦٢٠ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وقال أبوداود: "ورواه شعبة عن أبي إسحاق به موقوفًا"، وصححه البخاري، وابن خزيمة، ح: ٢٢٨٤، وحسنه البغوي، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٥٦، وللحديث شواهد كثيرة.

٢٤٨٠- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٥٧.

٢٤٨١- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَبِنْتٌ لَهَا فِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ: «أَتُؤَدِّينَ زَكَاةَ هٰذَا؟» قَالَتْ: لَا، قَالَ: «أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟» قَالَ: فَخَلَعَتْهُمَا، فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: هُمَا لِلّٰهِ وَلِرَسُولِهِ ﷺ.

۲۴۸۱-حضرت عمرو بن شعیب کے جدامجد (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ) سے روایت ہے کہ علاقۂ یمن کی ایک عورت اپنی بیٹی سمیت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو بھاری کنگن تھے۔آپ نے فرمایا: ”تو ان کی زکاۃ ادا کرتی ہے؟“ اس نے کہا: نہیں۔آپ نے فرمایا: ”کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ قیامت کے دن اللہ عزوجل تجھے (یا تیری بیٹی کو) آگ کے دو کنگن پہنائے؟“ اس عورت نے وہ کنگن فوراً اتار دیے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف پھینک دیے اور کہنے لگی: یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ عمرو بن شعیب کے دادا نہیں بلکہ پردادا ہیں۔ ② ”یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہیں۔“ یعنی یہ بیت المال کے ہیں‘ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین اور مرضی کی راہ میں ہیں تاکہ صحیح مصرف میں صرف کر دیے جائیں۔اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا ذکر دینا اور تبرکاً ہے۔آپ بیت المال کے والی تھے‘ اس لیے آپ کا ذکر کیا ورنہ زکاۃ اور صدقہ آپ نے نہ صرف اپنے لیے بلکہ پورے خاندان کے لیے حرام کر رکھا تھا...... ﷺ ③ کیا زیورات میں زکاۃ ہے؟ اس بارے میں علماء کے دو مشہور قول ہیں‘ بعض علماء کا کہنا ہے کہ زیورات میں زکاۃ نہیں اور بعض کا قول یہ ہے کہ زیورات میں زکاۃ واجب ہے‘ دونوں اقوال میں سے دوسرا قول دلائل کے لحاظ سے زیادہ قوی ہے اور اس کی تائید چند صحیح روایات سے بھی ہوتی ہے‘ لہٰذا درست موقف یہی ہے کہ وہ زیورات جو زکاۃ کے نصاب کو پہنچیں ان کی زکاۃ ادا کی جائے گی۔تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ۲۲/۱۲۹-۱۸۱) سونے کا نصاب ۲۰ دینار ہے جیسا کہ مرفوع روایت میں ہے۔ اس دور میں ۲۰ دینار ۲۰۰ درہم کے برابر تھے۔آج کل سونے چاندی کے بھاؤ میں یہ تناسب نہیں رہا۔۲۰ دینار کا وزن تقریباً ساڑھے سات تولے بنتا ہے۔اس کی قیمت چاندی کے نصاب سے بہت زیادہ ہے‘ اس لیے بعض محققین نے سونے میں بھی چاندی کے نصاب ہی کو معتبر

٢٤٨١_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب الكنز ما هو؟ وزكاة الحلي، ح: ١٥٦٣ من حديث خالد بن الحارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٥٨، وله طريق آخر عند الترمذي، ح: ٦٣٧ عن عمرو بن شعيب به. * حسين هو المعلم.

سمجھا ہے یعنی ۲۰۰ درہم یا ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر سونا ہو تو اس میں زکاۃ ہوگی' مگر یہ موقف مرجوح ہے۔ جمہور نے اسے قبول نہیں کیا۔ واللہ أعلم. البتہ ان کے برعکس عصر حاضر کے بعض علماء نے کرنسی کے نصاب میں ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے بجائے ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت کو نصاب بنانے کی رائے ظاہر کی ہے۔ یہ رائے قابل غور ہو سکتی ہے لیکن اس سے زکاۃ کا اصل مقصد فوت ہو جائے گا۔ زکاۃ کا مقصد تو غرباء و مساکین کی امداد اور جہاد اور مجاہدین کی ضروریات کا پورا کرنا ہے۔ سونے کے نصاب کو کرنسی کی زکاۃ کا نصاب مقرر کرنے سے لاکھوں اصحاب حیثیت زکاۃ سے مستثنیٰ قرار پا جائیں گے' جس کا نقصان دینی اداروں اور معاشرے کے ضرورت مندوں کو ہوگا۔

٢٤٨٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ حُسَيْنًا قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا بِنْتٌ لَهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَفِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ - نَحْوَهُ. مُرْسَلٌ.

۲۴۸۲- حضرت عمرو بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ اس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی بھی تھی جس کے ہاتھ میں دو کنگن تھے۔ آگے پوری روایت مذکورہ بالا کی مانند۔ یہ روایت مرسل' یعنی منقطع ہے (کیونکہ عمرو بن شعیب واقعہ کے عینی شاہد نہیں)۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: خَالِدٌ أَثْبَتُ مِنَ الْمُعْتَمِرِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: (سابقہ حدیث: ۲۴۸۱ کا راوی) خالد (اس حدیث: ۲۴۸۲ کے راوی) معتمر سے زیادہ ثقہ ہے۔

فائدہ: خالد کی روایت متصل ہے جبکہ معتمر کی روایت منقطع ہے کیونکہ عمرو بن شعیب صحابی ہیں نہ تابعی بلکہ نچلے طبقے کے راوی ہیں' تاہم یہ روایت بھی سابقہ حدیث کی وجہ سے حسن درجے کی ہے۔

(المعجم ٢٠) - بَابُ مَانِعِ زَكَاةِ مَالِهِ (التحفة ٢٠)

باب: ۲۰- جو شخص اپنے مال کی زکاۃ نہ دے تو؟

٢٤٨٣- أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ:

۲۴۸۳- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

٢٤٨٢- [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٥٩.

٢٤٨٣- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/١٥٦ عن أبي النضر به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٦٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٢٥٧. * عبدالعزيز هو ابن عبدالله بن أبي سلمة الماجشون.

حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الَّذِي لَا يُؤَدِّي زَكَاةَ مَالِهِ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ» قَالَ: «فَيَلْتَزِمُهُ أَوْ يَطُوِّقُهُ» قَالَ: «يَقُولُ: أَنَا كَنْزُكَ، أَنَا كَنْزُكَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال (سونا' چاندی اور رقم) کی زکاۃ ادا نہیں کرتا' قیامت کے دن اس کے مال کو اس کے سامنے گنجے سانپ کی صورت میں لایا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ وہ اسے چمٹ جائے گا یا اس کے گلے کا طوق بن جائے گا اور کہے گا: میں تیرا خزانہ ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔“

٢٤٨٤- أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ مُوسَى الْأَشْيَبُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ آتَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ، يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيَقُولُ: أَنَا مَالُكَ، أَنَا كَنْزُكَ» ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ: «﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِن فَضْلِهِ﴾» الْآيَةَ [آل عمران: ١٨٠].

٢٤٨٤- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال عطا فرمائے' پھر وہ اس کی زکاۃ نہ دے تو قیامت کے دن اس کے مال کو اس کے سامنے گنجے سانپ کی صورت دی جائے گی جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ وہ اس شخص کے منہ کے دونوں کناروں کو پکڑ لے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِن فَضْلِهِ......﴾ ”جو لوگ اس مال میں بخل کرتے ہیں جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عطا فرمایا ہے (وہ اس (بخل) کو اپنے لیے ہرگز بہتر نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے اور قیامت کے دن وہ مال ان کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا)۔“

٢٤٨٤ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، ح: ١٤٠٣ من حديث عبدالرحمٰن به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٦١.

فائدہ: اس قسم کا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے اور اس کا ڈسا ہوا بچتا نہیں۔ ڈراؤنا بھی بہت ہوتا ہے۔ مزید دیکھیے، حدیث: ۲۴۴۳، ۲۴۵۰۔

(المعجم ٢١) - زَكَاةُ التَّمْرِ (التحفة ٢١)

باب: ۲۱- خشک کھجوروں کی زکاۃ

٢٤٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ مِنْ حَبٍّ أَوْ تَمْرٍ صَدَقَةٌ».

۲۴۸۵- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ وسق سے کم کسی بھی غلے میں یا کھجور میں زکاۃ نہیں۔“

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے، حدیث: ۲۴۷۸ اور ۲۴۸۰۔

(المعجم ٢٢) - بَابُ زَكَاةِ الْحِنْطَةِ (التحفة ٢٢)

باب: ۲۲- گندم کی زکاۃ

٢٤٨٦- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَحِلُّ فِي الْبُرِّ وَالتَّمْرِ زَكَاةٌ حَتَّى يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، وَلَا يَحِلُّ فِي الْوَرِقِ زَكَاةٌ حَتَّى يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوَاقٍ، وَلَا تَحِلُّ فِي إِبِلٍ زَكَاةٌ حَتَّى تَبْلُغَ خَمْسَ ذَوْدٍ».

۲۴۸۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گندم اور کھجور میں زکاۃ (عشر) واجب نہیں ہوتی حتی کہ وہ پانچ وسق ہو جائیں۔ اور چاندی میں زکاۃ واجب نہیں ہوتی حتی کہ وہ پانچ اوقیے (دو سو درہم) ہو جائیں۔ اور اونٹوں میں زکاۃ واجب نہیں ہوتی حتی کہ وہ پانچ ہو جائیں۔“

٢٤٨٥_[صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٧، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٦٢.

٢٤٨٦_[صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٧، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٦٣.

فائدہ: یعنی مذکورہ مقادیر یا ان سے زائد میں زکاۃ واجب ہوگی' ان سے کم میں نہیں۔ اس سے زیادہ صریح روایت کیا ہوگی؟ مگر احناف پھر بھی غلے اور کھجور کے قلیل و کثیر میں زکاۃ کے وجوب کے قائل ہیں۔ وہ اس حدیث کے معنی کرتے ہیں کہ حکومت نہیں لے گی (یعنی قلیل میں) البتہ مالک خود فقراء کو ادا کریں۔ مگر باقی دو' یعنی اونٹوں اور چاندی میں وہ اس مفہوم کے قائل نہیں' لہٰذا یہ مسلک درست نہیں۔ اور یوں زکاۃ کی ادائیگی کی دو شکلیں اختراع کرنا شریعت نہیں' بلکہ ایجاد بندہ ہے۔

(المعجم ٢٣) - بَابُ زَكَاةِ الْحُبُوبِ (التحفة ٢٣)

باب:٢٣- مختلف قسم کے غلوں کی زکاۃ

٢٤٨٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ فِي حَبٍّ وَلَا تَمْرٍ صَدَقَةٌ حَتّٰى يَبْلُغَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ»

٢٤٨٧- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "کسی دانے (غلے) اور کھجور میں زکاۃ نہیں حتی کہ وہ پانچ وسق ہو جائیں۔ اور پانچ اونٹوں سے کم میں اور پانچ اوقیوں سے کم چاندی میں بھی زکاۃ نہیں۔"

فائدہ: مذکورہ مقادیر کی تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ٢٤٧٧.

(المعجم ٢٤) - اَلْقَدْرُ الَّذِي تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ (التحفة ٢٤)

باب:٢٤- کتنی مقدار میں زکاۃ واجب ہوتی ہے؟

٢٤٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

٢٤٨٨- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت

٢٤٨٧_[صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٧، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٦٤.

٢٤٨٨_[صحيح] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب ما تجب فيه الزكاة، ح: ١٥٥٩، وابن ماجه، الزكاة، باب الوسق ستون صاعًا، ح: ١٨٣٢ من حديث إدريس الأودي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٦٥ . ✱ أبوالبختري لم يسمع من أبي سعيد الخدري، ولكن للحديث شواهد كثيرة، منها الحديث الآتي.

الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ الْأَوْدِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ».

ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ اوقیوں سے کم (چاندی) میں زکاۃ نہیں۔''

٢٤٨٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَعُبَيْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ».

٢٤٨٩- حضرت ابوسعید خدری ؓ سے مروی ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''پانچ اوقیوں (٢٠٠ درہم) سے کم چاندی میں زکاۃ نہیں' نہ پانچ اونٹوں سے کم میں زکاۃ ہے اور نہ پانچ وسق سے کم غلے میں زکاۃ ہے۔''

(المعجم ٢٥) - بَابُ مَا يُوجِبُ الْعُشْرَ وَمَا يُوجِبُ نِصْفَ الْعُشْرِ (التحفة ٢٥)

باب:٢٥- کس زمین میں عشر اور کس میں نصف عشر واجب ہے؟

٢٤٩٠- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْهَيْثَمِ أَبُو جَعْفَرٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْأَنْهَارُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ بَعْلًا الْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالسَّوَانِي وَالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ».

٢٤٩٠- حضرت سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس فصل کو بارش' نہریں یا چشمے سیراب کریں یا وہ نمی والی ہو' اس میں دسواں حصہ زکاۃ واجب ہے۔ اور جس فصل کو اونٹوں اور ڈول (راہٹ وغیرہ) کے ذریعے سے سیراب کیا جائے' اس میں بیسواں حصہ زکاۃ واجب ہے۔''

٢٤٨٩_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٤٧، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٦٦.

٢٤٩٠_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب العشر فيما يسقى من ماء السماء والماء الجاري، ح: ١٤٨٣ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٦٧.

فوائد و مسائل: ① اس سے ماقبل احادیث میں عشر والی فصل کا نصاب بیان کیا گیا تھا کہ کتنی فصل میں زکاۃ آئے گی؟ اس حدیث میں اس کی مقدار بیان کی گئی ہے کہ کتنی زکاۃ آئے گی؟ ② باقی تمام چیزوں میں زکاۃ سال کے بعد واجب ہوتی ہے' مثلاً: جانور' سونا' چاندی' رقم اور سامان تجارت' مگر غلہ اور پھلوں' یعنی فصل کی زکاۃ اس کی پیداوار کے موقع پر ہوتی ہے' اس کے لیے ایک سال کی قید نہیں۔ عموماً ہر فصل سال میں ایک دفعہ ہی ہوتی ہے' اس لیے گویا اس میں بھی زکاۃ سال بعد ہی ہوئی' البتہ اوائیگی فصل کی کٹائی کے موقع ہی پر واجب ہوتی ہے۔ ③ جانوروں کی زکاۃ مخصوص ہے جو تفصیل سے پیچھے بیان ہوئی۔ سونا' چاندی' رقم اور سامان تجارت کی زکاۃ کل مالیت کا چالیسواں حصہ ہوتی ہے لیکن فصل کی زکاۃ دسواں اور بیسواں حصہ ہوتی ہے اور اسے عموماً عشر کہا جاتا ہے۔ ④ فصل کی زکاۃ پانی کے لحاظ سے ہے۔ چونکہ فصل پانی کے بغیر نہیں ہوتی' لہٰذا پانی کا لحاظ ناگزیر تھا۔ اس سلسلے میں ضابطہ یہ ہے کہ جس پانی کے مہیا کرنے میں کوئی مشقت نہ ہو اور نہ اخراجات کرنے پڑتے ہوں' اس سے سیراب ہونے والی فصل کا دسواں حصہ (عشر) بطور زکاۃ دینا ہوگا' مثلاً: بارش' دریاؤں' اور چشموں کا پانی اپنے آپ نظام کائنات کے تحت فصل تک پہنچتا ہے' صرف پانی کو روکنا' موڑنا اور کھولنا ہی پڑتا ہے' اور یہ کوئی مشقت نہیں' کوئی زیادہ اخراجات بھی نہیں آتے' لہٰذا اس میں زکاۃ کی مقدار زیادہ رکھی گئی۔ اور جس پانی کے مہیا کرنے میں زیادہ مشقت ہو یا اخراجات کرنے پڑتے ہوں' اس سے سیراب ہونے والی فصل میں بیسواں حصہ (نصف عشر) زکاۃ لاگو ہوگی' مثلاً: کنویں سے پانی نکالنا بہت مشقت کا کام ہے' خواہ ڈول کے ذریعے سے نکالا جائے یا جانور کے ذریعے سے یا ٹیوب ویلوں کے ذریعے سے۔ اسی طرح اگر پانی دور سے مشکیزوں یا برتنوں میں لا کر فصل سیراب کرنی پڑے تو بھی بہت مشقت ہے' نیز اس میں اخراجات بھی کرنے پڑتے ہیں اور جانوروں کو استعمال کرنا پڑتا ہے' لہٰذا ان میں زکاۃ کی مقدار کم رکھی گئی ہے۔ ⑤ بعض علاقوں میں نہری پانی ہوتا ہے' اپنے آپ پہنچتا ہے مگر آبیانہ دینا پڑتا ہے۔ اسی طرح اگر نہری پانی کے ساتھ ساتھ ٹیوب ویل کا پانی بھی لگانا پڑتا ہو جس میں بہت اخراجات آتے ہیں یا فصل صرف ٹیوب ویل کے ذریعے سے سیراب ہوتی ہو تو ان صورتوں میں بیسواں حصہ زکاۃ ہوگی۔ ٹیوب ویل' کنویں اور رہٹ کے حکم میں ہے۔ ⑥ زکاۃ کس فصل میں ہے؟ یہ کافی اختلافی مسئلہ ہے' البتہ غلہ جات پر عشر متفق ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے ہر اس فصل پر زکاۃ واجب کی ہے جو خوراک ہو اور اسے ذخیرہ کیا جا سکے۔ احناف نے ماپی اور تولی جانے والی چیز میں زکاۃ واجب کی ہے بشرطیکہ اسے ذخیرہ کیا جا سکے' خوراک ہونا ضروری نہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ذاتی طور پر زمین کی ہر پیداوار میں عشر ضروری خیال فرماتے ہیں۔ ذخیرہ ہو سکے یا نہ ہو سکے۔ جمہور اہل علم نے ذخیرہ ہو سکنے کو شرط مانا ہے۔ باقی رہے وہ پھل اور سبزیاں جو ذخیرہ نہیں ہو سکتے' جمہور کے نزدیک ان میں عشر نہیں' البتہ جن پھلوں کو کسی طریقے سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے' ان میں عشر ہے' مثلاً: انگور کو منقیٰ کی صورت میں محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ خوبانیوں کو بھی خشک کیا جا سکتا ہے۔ کماد کو چونکہ چینی' شکر اور گڑ کی صورت میں محفوظ کیا جا سکتا ہے' لہٰذا اس پر بھی عشر ہے۔

کپاس بھی قابل ذخیرہ چیز ہے' لہٰذا اس میں بھی عشر ہے' البتہ اس کے نصاب میں اختلاف ہے۔ اجتہاد کے ذریعے سے اس کے قلیل و کثیر میں فرق کیا جا سکتا ہے۔ چارہ وغیرہ جو جانوروں کے لیے کاشت کیا جاتا ہے' عشر سے مستثنیٰ ہے کیونکہ یہ وقتی ضرورت کے لیے ہے۔ ⑥ اس روایت کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ زمین کی ہر قلیل اور کثیر پیداوار میں عشر ہے' مگر نصاب کے بارے میں صریح روایات اس استدلال کے خلاف ہیں۔ یہ بحث پیچھے گزر چکی ہے۔ جب باقی چیزوں' مثلاً: سونے' چاندی اور جانوروں وغیرہ میں نصاب معتبر ہے تو کیا وجہ ہے کہ فصل میں نصاب معتبر نہ ہو؟

٢٤٩١- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو وَأَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْأَنْهَارُ وَالْعُيُونُ الْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ».

۲۴۹۱- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس فصل کو بارش' نہریں اور چشمے سیراب کریں' اس میں دسواں حصہ زکاۃ ہے۔ اور جس فصل کو اونٹوں کے ذریعے سے سیراب کیا جائے' اس میں بیسواں حصہ ہے۔''

٢٤٩٢- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ - وَهُوَ ابْنُ عَيَّاشٍ - عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ، فَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِمَّا سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرَ، وَفِيمَا سُقِيَ بِالدَّوَالِي نِصْفَ الْعُشْرِ.

۲۴۹۲- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا تو مجھے حکم دیا کہ میں بارش سے سیراب ہونے والی فصل میں سے دسواں حصہ اور ڈول وراہٹ کے ذریعے سے سیراب ہونے والی فصل سے بیسواں حصہ زکاۃ وصول کروں۔

٢٤٩١ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب ما فيه العشر أو نصف العشر، ح: ٩٨١ عن عمرو بن سواد وأحمد بن عمرو بن السرح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٦٨.

٢٤٩٢ـ [حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في زكاة السائمة، ح: ١٥٧٦، ٣٠٣٨ من حديث شقيق أبي وائل به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٦٩، وضعفه النسائي (تحفة الأشراف: ٨/ ٤٠٠)، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

(المعجم ٢٦) - كَمْ يَتْرُكُ الْخَارِصُ (التحفة ٢٦)

باب:۲۶-اندازہ لگانے والا کتنا چھوڑ دے

٢٤٩٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ خُبَيْبَ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مَسْعُودِ بْنِ نِيَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ: أَتَانَا وَنَحْنُ فِي السُّوقِ، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا خَرَصْتُمْ فَخُذُوا، وَدَعُوا الثُّلُثَ، فَإِنْ لَمْ تَأْخُذُوا أَوْ تَدَعُوا الثُّلُثَ - شَكَّ شُعْبَةُ - فَدَعُوا الرُّبُعَ».

۲۴۹۳-حضرت عبدالرحمٰن بن مسعود بن نیار سے روایت ہے کہ حضرت سہل بن ابی حثمہ ؓ ہمارے پاس بازار میں تشریف لائے اور کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”جب تم (عشر وصول کرتے وقت فصل یا پھل کا) اندازہ لگاؤ تو اندازے میں سے تیسرا حصہ چھوڑ دو۔ اگر تیسرا حصہ نہ چھوڑو تو چوتھا حصہ ضرور چھوڑ دو۔“

فوائد و مسائل: ① حکومت جن فصلوں یا پھلوں کا عشر وصول کرتی تھی ان میں طریقہ کار یہ تھا کہ فصل یا پھل پکنے سے پہلے سمجھدار ماہر لوگ اندازہ لگانے کے لیے بھیجے جاتے جو یہ اندازہ لگاتے کہ فلاں آدمی کی فصل یا پھل اتنا ہونے کی توقع ہے۔ اسے ”خرص“ کہا جاتا تھا۔ ② خرص کا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ پھل یا فصل پکنے کے بعد مالک کھانے کھلانے میں آزاد ہوتا تھا۔ جو چاہے کھائے‘ دوسروں کو کھلائے۔ حکومت کٹائی کے موقع پر اندازے (خرص) کے مطابق عشر وصول کر لیتی تھی۔ اس طریقے سے نہ مالک کو تنگی ہوتی تھی اور نہ حکومت کو اعتراض کا موقع ملتا تھا۔ ③ احناف خرص کے قائل نہیں کہ پتا نہیں اندازہ صحیح ہو یا نہ ہو۔ اس طرح کسی پر ظلم بھی ہو سکتا ہے لہٰذا یہ سود والی علت کی بنا پر منع ہے مگر وہ یہ بات نظر انداز کر گئے کہ اس میں فریقین کا فائدہ ہے۔ باقی رہا ظلم کا امکان تو اس کا حل رسول اللہ ﷺ نے اگلے الفاظ میں خود ہی تجویز فرما دیا ہے کہ اندازہ لگانے کے بعد تیسرے یا چوتھے حصے کی رعایت دی جائے‘ نیز خود رسول اللہ ﷺ اپنی حیات طیبہ میں اور خلفائے راشدین اپنے اپنے ادوار مبارکہ میں اور عام صحابۂ کرام ؓ اس پر عمل کرتے رہے ہیں۔ اگر یہ سود یا جوئے کے مشابہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس قسم کا اقدام نہ فرماتے‘ اور نہ اس کی اجازت ہی مرحمت فرماتے۔ کیا احناف رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ سے زیادہ دین کے خیر خواہ یا ان سے زیادہ علم والے ہیں؟ دراصل شریعت لوگوں کی تنگی کا بھی لحاظ رکھتی ہے‘

٢٤٩٣ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في الخرص، ح: ١٦٠٥، والترمذي، الزكاة، باب ماجاء في الخرص، ح: ٦٤٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٧٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ٤/ ٤٤٢، ٢٣١٩، ٢٣٢٠، وابن حبان، ح: ٧٩٨، والحاكم: ١/ ٤٠٢، والذهبي.

جیسے بلی کے جوٹھے کا پلید نہ ہونا اس کی واضح دلیل ہے۔ ④ "تیسرا حصہ چھوڑ دو۔" کیونکہ ضروری نہیں اندازے کے مطابق ہی پیداوار ہو۔ جانور کھا جاتے ہیں' ناگہانی آفات سے فصل اور پھل کا نقصان ہو سکتا ہے' لوگ اور سائلین بھی کمی کا موجب بن سکتے ہیں' اس لیے مالک کو رعایت چاہیے۔ چونکہ حالات مختلف ہوتے ہیں' لہٰذا تیسرے یا چوتھے حصے یا ان کے مابین کمی کا اختیار دیا تاکہ کسی پر زیادتی نہ ہو۔ اگر زیادہ نقصان ہو جائے تو اس سے زیادہ بھی رعایت دینی پڑے گی۔

(المعجم ٢٧) - قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ [البقرة: ٢٦٧] (التحفة ٢٧)

باب: ۲۷- اللہ کے فرمان: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ کی تفسیر

٢٤٩٤- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَلِيلِ بْنُ حُمَيْدٍ الْيَحْصَبِيُّ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ فِي الْآيَةِ الَّتِي قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ قَالَ: هُوَ الْجُعْرُورُ وَلَوْنُ حُبَيْقٍ، فَنَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ تُؤْخَذَ فِي الصَّدَقَةِ الرُّذَالَةُ.

۲۴۹۴- حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ﴾ "تم (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتے وقت ردی چیز نہ دیا کرو" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کا مصداق جُعرور اور لَون حُبیق کھجوریں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ میں ردی اور ناقص مال وصول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: جُعرور اور لون حُبَیق کھجوروں کی ردی قسمیں ہیں۔ چھوٹی چھوٹی کھجوریں ہوتی تھیں جن کی کوئی وقعت نہ تھی' البتہ یاد رہے کہ اگر پیداوار ہی اس قسم کی ہے تو ظاہر ہے کہ زکاۃ میں بھی وہی دی جائیں گی۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر پیداوار میں اچھی قسم کی یا ملی جلی کھجوریں ہوں تو زکاۃ میں ردی کھجوریں نہ لی جائیں جیسی پیداوار ہو' اس کے مطابق ہی زکاۃ چاہیے تاکہ بیت المال کا نقصان ہو نہ مالک کا۔

٢٤٩٥- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۲۴۹۵- حضرت عوف بن مالک ؓ بیان کرتے

٢٤٩٤_ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٢٢٧١، وأخرجه أبوداود، ح: ١٦٠٧ من حديث الزهري عن أبي أمامة عن أبيه به مختصرًا، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٣١٣.

٢٤٩٥_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب ما لا يجوز من الثمرة في الصدقة، ح: ١٦٠٨، وابن ماجه، ◄◄

قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ أَبِي عَرِيبٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَبِيَدِهِ عَصًا، وَقَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ قِنْوَ حَشَفٍ، فَجَعَلَ يَطْعَنُ فِي ذٰلِكَ الْقِنْوِ فَقَالَ: «لَوْ شَاءَ رَبُّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ تَصَدَّقَ بِأَطْيَبَ مِنْ هٰذَا، إِنَّ رَبَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ يَأْكُلُ حَشَفًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ کے ہاتھ میں عصا تھا۔ کوئی شخص (مسجد میں بطور صدقہ) ردی قسم کی کھجور کا ایک خوشہ لٹکا گیا تھا۔ آپ اس خوشے پر اپنی لاٹھی مارنے لگے اور فرمایا: ”اگر اس صدقے والا چاہتا تو اس سے اچھی کھجور کا صدقہ کر سکتا تھا۔ بلاشبہ اس قسم کا صدقہ کرنے والا قیامت کے دن ردی کھجوریں ہی کھائے گا۔“

فوائد ومسائل: ① یہ صدقہ نفل تھا کیونکہ فرض عشر تو حکومتی عمال خود وصول کرتے تھے۔ ② ”ردی کھجوریں ہی کھائے گا۔“ یعنی اسے ردی کھجوروں ہی کا ثواب ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے دھوکا نہیں کیا جا سکتا۔ یا یہ کہ اسے وہاں کھانے کو ردی کھجوریں ہی ملیں۔ دوسرا مفہوم ظاہر الفاظ کے زیادہ قریب ہے۔

(المعجم ٢٨) - بَابُ الْمَعْدِنِ (التحفة ٢٨)

باب: ٢٨- کان (سے نکلنے والی معدنیات) کا بیان

٢٤٩٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْأَخْنَسِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ اللُّقَطَةِ، فَقَالَ: «مَا كَانَ فِي طَرِيقٍ مَأْتِيٍّ أَوْ فِي قَرْيَةٍ عَامِرَةٍ فَعَرِّفْهَا سَنَةً، فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَلَكَ، وَمَا لَمْ يَكُنْ فِي طَرِيقٍ مَأْتِيٍّ وَلَا فِي قَرْيَةٍ عَامِرَةٍ فَفِيهِ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

٢٤٩٦- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے گری پڑی چیز کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”جو چیز آمد ورفت والے راستے سے یا آباد بستی سے ملے تو اس کا ایک سال تک اعلان کرو۔ اگر اس کا مالک آ جائے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ تمھارے لیے جائز ہے۔ اور جو چیز آمد ورفت والے راستے سے یا آباد بستی سے نہ ملے تو ایسی چیز اور مدفون خزانہ (ملنے کی صورت)

﴿ الزكاة، باب النهي أن يخرج في الصدقة شر ماله، ح: ١٨٢١ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٧٢، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٦٧، وابن حبان، ح: ٨٣٧، والحاكم: ٤/ ٤٢٥، ٤٢٦، والذهبي.

٢٤٩٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، اللقطة، باب التعريف باللقطة، ح: ١٧١٢ من حديث أبي عوانة الوضاح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٧٣ (انظر الحديث الآتي برقم، ح: ٤٩٦١)، وهذا طرف منه.

میں پانچواں حصہ ہے۔“

فوائد ومسائل: ① اس روایت میں کان (معدنی) کا ذکر نہیں۔ شاید امام نسائی ؒ نے کان کو لقطہ کا حکم دیا ہے کیونکہ کان بھی عموماً بے آباد جگہ پر اور راستے سے دور مقامات میں ہوتی ہے۔ اس صورت میں کان سے نکلنے والی معدنیات میں سے پانچواں حصہ بیت المال کا ہوگا' باقی کان دریافت کرنے والے کا ہوگا۔ احناف کا بھی یہی موقف ہے مگر اس کی کوئی صریح دلیل نہیں سوائے قیاس کے۔ لقطہ پر قیاس کیا جائے یا مدفون خزانے پر یا مال غنیمت پر۔ جمہور اہل علم جیسے مالک' شافعی' احمد اور امام بخاری ؒ نے اسے مال تجارت سمجھ کر اس پر چالیسواں حصہ زکاۃ عائد کی ہے۔ مناسب بھی یہی ہے کیونکہ صریح حکم کے بغیر سخت زکاۃ' یعنی پانچواں حصہ مناسب نہیں جیسا کہ احناف کا خیال ہے۔ ② آمدورفت والے راستے یا آبادبستی کے لقطہ (گری پڑی چیز جو کسی کو مل جائے) میں مالک کے ملنے کا امکان زیادہ بلکہ یقینی ہوتا ہے' اس لیے اعلان کا حکم دیا اور وہ بھی ایک سال تک کیونکہ سال میں عموماً سفر دوبارہ ہو ہی جاتا ہے۔ غیر آباد راستے یا آبادی سے دور ملنے والی چیز کے مالک کے ملنے کا امکان کم ہوتا ہے' لہٰذا اعلان کی ضرورت محسوس نہ فرمائی' البتہ اس میں حکومت کا حصہ پانچواں رکھ دیا کیونکہ یہ مال اسے بغیر محنت کے ملا ہے۔ امام صاحب نے معدنی کان کو بھی اس پر قیاس کر لیا کہ وہ بھی بغیر محنت کے ملتی ہے' حالانکہ کان دریافت کرنے کے لیے بہت محنت بلکہ اخراجات کرنے پڑتے ہیں اور پھر کان سے معدنیات نکالنے میں بھی بہت محنت اور اخراجات کی ضرورت پڑتی ہے' لہٰذا یہ قیاس مناسب نہیں۔ واللہ اعلم۔ ③ ”ورنہ تیرے لیے جائز ہے۔“ احناف نے اسے فقیر کے ساتھ خاص کیا ہے' حالانکہ اگر ایسی بات ہوتی تو رسول اللہ ﷺ ضرور بیان فرماتے کیونکہ آپ کا فرمان تو مستقل حجت ہے۔ اس کے لیے صرف یہ امکان کافی نہیں کہ سائل فقیر ہوگا۔ بعض روایات میں آپ نے یہی اجازت حضرت ابی بن کعب ؓ کو فرمائی تھی' حالانکہ وہ مشہور غنی تھے۔

٢٤٩٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ح: وَأَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ

۲۴۹۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ”جانور کا کیا ہوا نقصان رائیگاں ہے' کنویں کا نقصان رائیگاں ہے اور معدنی کان کا نقصان بھی رائیگاں ہے۔ اور مدفون خزانے میں پانچواں حصہ ہے۔“

٢٤٩٧_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب: في الركاز الخمس، ح: ١٤٩٩، ومسلم، الحدود، باب: جرح العجماء والمعدن والبئر جبار، ح: ١٧١٠ من حديث الزهري عن سعيد بن المسيب وأبي سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٧٤.

الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ وَ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

فوائد و مسائل: ① عجماء کے معنی ہیں: گونگا۔ چونکہ جانور ہمارے لحاظ سے بے زبان ہیں، لہٰذا انھیں عجماء یا گونگے ہی کہا جاتا ہے۔ جانور مالک سے بھاگ جائے یا چرتے پھرتے کوئی نقصان کر دے، مثلاً: کسی کو سینگ مار دے یا ٹانگ لگا دے یا کوئی اس سے گر پڑے اور زخم آ جائے تو جانور کے مالک پر کوئی تاوان نہ ڈالا جائے گا کیونکہ جانور ان مسائل میں بے سمجھ ہیں اور مالک پاس نہیں یا اگر ہو بھی تو اس کا کوئی قصور نہیں، البتہ اگر اس نقصان میں مالک کا کوئی دخل ہو، مثلاً: اس نے خود جانور کو کسی کے پیچھے لگایا یا روکنے کی کوشش ہی نہیں کی یا عادی نقصان پہنچانے والا جانور قصداً کھلا چھوڑا (مثلاً: کاٹنے والا کتا یا کوئی درندہ رکھا اور کھلا چھوڑا) تو اس پر نقصان کا تاوان ڈالا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر جانور رات کو کھلا چھوڑ دے اور وہ کسی کی فصل چر جائے یا دن کے وقت اس کی موجودگی میں جانور کسی کی فصل چر جائے تو وہ نقصان بھی جانور کے مالک کے ذمے ہوگا۔ ② کان یا کنواں کھودتے وقت یا اس میں کام کرتے وقت کوئی شخص کان یا کنواں گرنے سے زخمی ہو جائے یا مر جائے تو مالک پر کوئی تاوان نہ ہوگا۔ اسی طرح کوئی شخص کان یا کنویں میں گر کر زخمی ہو جائے یا مر جائے تو مالک سے کوئی تاوان وصول نہیں کیا جا سکتا الا یہ کہ اس کا کوئی جرم ثابت ہو۔ ③ بعض کا کہنا ہے کہ مدفون خزانہ کسی سرکاری جگہ سے ملے تو بیت المال کو خمس ادا کیا جائے گا، باقی اس کو جسے ملا۔ اگر اپنی ذاتی جگہ سے ملا تو اس میں حکومت کا کوئی حصہ نہیں۔ لیکن راجح یہ ہے کہ جو نسی بھی زمین ہو، مدفون خزانہ ملنے پر خمس ادا کیا جائے گا۔ حدیث میں کسی خاص زمین کا تعین نہیں۔ واللہ أعلم.

٢٤٩٨- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

۲۴۹۸- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ایسی ہی روایت نقل کی ہے۔

٢٤٩٨_ أخرجه مسلم، ح: ١٧١٠/ ٤٥ج من حديث عبدالله بن وهب به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٧٥.

٢٤٩٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدٍ وَأَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «جَرْحُ الْعَجْمَاءِ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

٢٤٩٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جانور کا لگایا ہوا زخم رائیگاں ہے اور کنویں کی وجہ سے ہونے والا نقصان رائیگاں ہے اور معدنی کان کی وجہ سے ہونے والا نقصان بھی رائیگاں ہے اور مدفون خزانہ (ملنے کی صورت) میں پانچواں حصہ (بیت المال کا) ہے۔"

٢٥٠٠- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ وَهِشَامٌ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْبِئْرُ جُبَارٌ، وَالْعَجْمَاءُ جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ».

٢٥٠٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کنویں کی وجہ سے ہونے والا نقصان رائیگاں ہے' جانور کا لگایا ہوا زخم رائیگاں ہے اور کان (معدنی) کی وجہ سے ہونے والا نقصان بھی رائیگاں ہے' اور مدفون شدہ خزانہ (مل جائے تو اس میں سے پانچواں حصہ (بیت المال کا) ہوگا۔"

(المعجم ٢٩) - بَابُ زَكَاةِ النَّحْلِ (التحفة ٢٩)

باب:٢٩- مکھیوں کے شہد میں زکاۃ

٢٥٠١- أَخْبَرَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُعَيْبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ هِلَالٌ إِلَى

٢٥٠١- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ حضرت ہلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنے شہد کی زکاۃ لے کر آئے اور آپ سے عرض کیا کہ آپ (شہد والی) وادی سلبہ ان کے لیے مخصوص فرما دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے

٢٤٩٩_أخرجه البخاري، الزكاة، باب: في الركاز الخمس، ح:١٤٩٩، ومسلم، الحدود، باب: جرح العجماء والمعدن والبئر جبار، ح:١٧١٠/٤٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ٢/٨٦٨، ٨٦٩، والكبرى، ح:٢٢٧٦.

٢٥٠٠_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/٢٢٨ عن هشيم به، وهو في الكبرى، ح:٢٢٧٧.

٢٥٠١_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب زكاة العسل، ح:١٦٠٠ من حديث أحمد بن أبي شعيب به، وهو في الكبرى، ح:٢٢٧٨.

رَسُولِ اللهِ ﷺ بِعُشُورِ نَحْلٍ لَهُ، وَسَأَلَهُ أَنْ يَحْمِيَ لَهُ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ: سَلَبَةُ، فَحَمٰى لَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ ذٰلِكَ الْوَادِيَ، فَلَمَّا وَلِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، كَتَبَ سُفْيَانُ بْنُ وَهْبٍ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَسْأَلُهُ، فَكَتَبَ عُمَرُ: إِنْ أَدّٰى إِلَيَّ مَا كَانَ يُؤَدِّي إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ عُشْرِ نَحْلِهِ فَاحْمِ لَهُ سَلَبَةَ ذٰلِكَ، وَإِلَّا فَإِنَّمَا هُوَ ذُبَابُ غَيْثٍ يَأْكُلُهُ مَنْ شَاءَ.

وہ وادی ان کے لیے مخصوص فرما دی۔ پھر جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو (وہاں کے حاکم) سفیان بن وہب نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کرنے کے لیے خط لکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا کہ اگر وہ مجھے اپنے شہد کا عشر ادا کرتے رہیں جو رسول اللہ ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے تو وادیٔ سَلَبہ ان کے لیے مخصوص رکھو ورنہ یہ بارشی مکھی (کا شہد) ہے جو چاہے اسے کھائے۔

فوائد ومسائل: ① شہد میں زکاۃ اختلافی مسئلہ ہے۔ امام ابوحنیفہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما شہد میں عشر کے قائل ہیں کیونکہ اس بارے میں کچھ احادیث منقول ہیں اگرچہ بعض میں کلام ہے مگر مجموعی طور پر قوی ہو جاتی ہیں لہٰذا وہ قابل حجت ہیں۔ شیخ البانی رحمہ اللہ وغیرہ نے شہد میں عشر کی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل اور طرق وشواہد کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (إرواء الغليل' رقم الحديث:۸۱۰) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تو ہر قلیل وکثیر شہد میں عشر کے قائل ہیں۔ لیکن یہ موقف درست نہیں کیونکہ انہی احادیث میں اس کا نصاب بھی دس مشکیزے بتایا گیا ہے۔ اور یہی راجح ہے۔ امام مالک امام شافعی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہم شہد میں عشر کے قائل نہیں کیونکہ ان کے نزدیک مذکورہ روایات ضعیف ہیں نیز اس باب میں مذکور حدیث میں ایک علاقہ حضرت ہلال رضی اللہ عنہ کے لیے مخصوص کرنے کے عوض شہد کا ایک حصہ وصول کرنے کا ذکر ہے۔ جس سے لگتا ہے کہ اگر علاقہ مخصوص نہ کیا جاتا تو عشر کا مطالبہ نہ ہوتا جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان سے معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ چونکہ علاقہ مخصوص کرنے کی وجہ سے ان کے پاس شہد کی کثیر مقدار جمع ہو جاتی تھی لہٰذا ان پر زکاۃ واجب تھی جبکہ معمولی مقدار میں شہد حاصل کرنے والے پر زکاۃ (عشر) واجب نہیں جس طرح دوسری عشری چیزوں میں ہے۔ بہرحال تجارتی بنیادوں پر شہد کا وسیع کاروبار کرنے والوں پر زکاۃ لاگو ہو گی۔ ② "بارشی مکھی۔" کیونکہ بارش کا اس کی افزائش سے گہرا تعلق ہے اسی لیے بارشی موسم میں مکھی زیادہ ہوتی ہے یا جن چیزوں پر اس مکھی کا گزارہ ہوتا ہے وہ بارش ہی سے اگتی اور بڑھتی ہیں۔

(المعجم ٣٠) - بَابُ فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ (التحفة ٣٠)

باب:۳۰- رمضان کی زکاۃ (صدقۃ الفطر) فرض ہے

٢٥٠٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ رَمَضَانَ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، فَعَدَلَ النَّاسُ بِهِ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ.

۲۵۰۲- حضرت ابن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کا صدقہ (صدقۃ الفطر) ہر آزاد غلام مذکر اور مؤنث پر کھجور اور جو کا ایک صاع مقرر فرمایا تھا۔ بعد میں لوگوں نے اس کی جگہ گندم کا نصف صاع ٹھہرا لیا۔

فوائد ومسائل: ① اس صدقے کو زکاۃ رمضان اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ رمضان المبارک کے روزوں کی وجہ سے واجب ہوتا ہے اور صدقۃ الفطر اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی ادائیگی افطار یعنی رمضان المبارک کے اختتام پر واجب ہوتی ہے جیسے اس عید کو عید الفطر کہتے ہیں۔ ② غلام پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے البتہ غلام کی طرف سے ادائیگی اس کا مالک کرے گا بشرطیکہ مالک مسلمان ہو۔ اگر مالک ادا نہیں کرتا اور غلام استطاعت رکھتا ہے تو وہ خود ادا کر دے گا۔ اگر مالک کافر ہے اور غلام استطاعت نہیں رکھتا تو پھر اسے معاف ہے کیونکہ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ ③ ''کھجور اور جو کا ایک صاع'' اس دور میں عرب میں عام خوراک یہی دو چیزیں تھیں لہٰذا ان میں ایک صاع مقرر فرما دیا۔ گندم کا عام رواج نہ تھا' بعد میں رفاہیت کا دور آیا تو لوگوں نے عموماً گندم کھانی شروع کر دی لیکن گندم کھجور اور جو کی نسبت بہت مہنگی تھی' اس لیے قیمت کا حساب لگاتے ہوئے گندم کے نصف صاع کو کھجور اور جو کے ایک صاع کے برابر قرار دیا گیا۔ یہ ایک لحاظ سے گنجائش تھی اور اسے گنجائش ہی سمجھنا چاہیے کیونکہ فی زمانہ ہمارے ہاں گندم کھجور سے کافی سستی ہے' اس لیے اب اس کا ایک صاع نکالنا ہی افضل ہے اور یہ حکمت کے عین موافق بھی ہے۔

(المعجم ٣١) - بَابُ فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الْمَمْلُوكِ (التحفة ٣١)

باب: ۳۱- غلام اور لونڈی پر بھی زکاۃ رمضان (صدقۃ الفطر) فرض ہے

٢٥٠٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ

۲۵۰۳- حضرت ابن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر ہر مذکر' مؤنث' آزاد اور

٢٥٠٢- أخرجه البخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر على الحر والمملوك، ح: ١٥١١، ومسلم، الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ٩٨٤/ ١٤ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٧٩.

٢٥٠٣- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٨٠.

قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوكِ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ قَالَ: فَعَدَلَ النَّاسُ إِلَى نِصْفِ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ.

غلام پر کھجور یا جو کا ایک صاع مقرر فرمایا ہے۔ بعد میں لوگوں نے گندم کے نصف صاع کو اختیار کر لیا۔

فوائد ومسائل: ① صدقۃ الفطر ہر امیر اور غریب پر واجب ہے' جو خود فقیر و نادار ہے وہ اگرچہ لینے کا مستحق ہے لیکن اس کے پاس جو صدقۃ الفطر جمع ہو جائے اس میں سے اپنا صدقہ نکالے' نیز اس کے وجوب کے لیے روزے رکھنا شرط نہیں۔ اگر کسی نے شرعی عذر کی بنا پر روزے نہ رکھے ہوں تو صدقۃ الفطر اس پر بھی واجب ہے حتی کہ نومولود بچے پر بھی اور کھوسٹ بوڑھے پر بھی' مریض پر بھی اور مسافر پر بھی۔ ② ایک صاع 2 کلو 100 گرام ہے جسے تقریباً ڈھائی کلو کہتے ہیں۔ تفصیل ان شاء اللہ آگے (حدیث: ۲۵۱۵ کے) فوائد میں آئے گی۔

(المعجم ٣٢) - فَرْضُ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الصَّغِيرِ (التحفة ٣٢)

باب: ۳۲- زکاۃ رمضان (صدقۃ الفطر) بچے پر بھی فرض ہے

٢٥٠٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ رَمَضَانَ عَلَى كُلِّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ، حُرٍّ وَعَبْدٍ، ذَكَرٍ وَأُنْثَى، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.

۲۵۰۴- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی زکاۃ (صدقۃ الفطر) ہر چھوٹے بڑے' آزاد' غلام اور مذکر ومؤنث پر کھجور اور جو کا ایک صاع مقرر فرمایا ہے۔

(المعجم ٣٣) - فَرْضُ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الْمُسْلِمِينَ دُونَ الْمُعَاهِدِينَ (التحفة ٣٣)

باب: ۳۳- زکاۃ رمضان مسلمانوں پر فرض ہے' ذمیوں پر نہیں

٢٥٠٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا

۲۵۰۵- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کا صدقۂ فطر ہر

٢٥٠٤_ أخرجه مسلم، الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ٩٨٤/ ١٢ عن قتيبة، والبخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر على العبد وغيره من المسلمين، ح: ١٥٠٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٢٨٤، والكبرى، ح: ٢٢٨١.

٢٥٠٥_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٨٢.

أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، عَلَى كُلِّ حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ، ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

آزاد غلام مذکر و مؤنث مسلمان پر کھجور اور جو سے ایک صاع مقرر فرمایا ہے۔

فوائد و مسائل: ① صدقۂ فطر ایک عبادت ہے۔ روزوں کی بنا پر واجب ہوتا ہے۔ ادائیگی عید الفطر سے پہلے کی جاتی ہے۔ یہ سب چیزیں مسلمانوں کے ساتھ خاص ہیں لہٰذا مسلمان ہی پر واجب ہوگا‘ کسی کافر پر واجب نہ ہوگا۔ مِنَ الْمُسْلِمِينَ کے الفاظ اس کی واضح دلیل ہیں۔ مگر احناف کے نزدیک کافر غلام پر بھی واجب ہے۔ ان کی دلیل یہ حدیث ہے: [لَيْسَ فِي الْعَبْدِ صَدَقَةٌ إِلَّا صَدَقَةَ الْفِطْرِ] ”مسلمان پر اس کے غلام میں صرف صدقۂ فطر ہی واجب ہے۔“ (صحیح مسلم‘ الزکاۃ‘ حدیث:۹۸۲/۱۰) حدیث میں ”عبد“ عام ہے‘ خواہ مسلم ہو یا کافر لیکن یہ حدیث عام ہے اس کا مفہوم دوسری صریح حدیث کی روشنی میں متعین ہوگا اور وہ یہی مذکورہ بالا حدیث ہے جس میں یہ وضاحت ہے کہ جن کی طرف سے نکالا جائے وہ مسلم ہو‘ اور زیر بحث حدیث خاص بھی ہے‘ اصول ہے کہ عام کو خاص پر محمول کیا جاتا ہے‘ اس طرح دونوں احادیث کا مفہوم برقرار رہتا ہے اور ان میں تعارض بھی پیدا نہیں ہوتا۔ امام طحاوی اس مذکورہ بالا حدیث کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ من المسلمین کی شرط کا تعلق مخرجین یعنی صدقہ نکالنے والوں کے ساتھ ہے نہ کہ ان سے جن کی طرف سے صدقہ دیا جاتا ہے‘ لیکن یہ تاویل بلا دلیل اور دیگر دلائل و روایات کی روشنی میں بے معنی ہے‘ اس لیے کہ اس حدیث میں غلام کا اور ایک دوسری صحیح حدیث میں بچے کا بھی ذکر آتا ہے کیا یہ بھی مخرجین میں شمار ہوتے ہیں‘ نیز صحیح مسلم کی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ من المسلمین کی شرط کا تعلق ان لوگوں سے ہے جن کی طرف سے صدقۂ فطر نکالا جائے گا۔ [عَلَى كُلِّ نَفْسٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، حُرٍّ أَوْ عَبْدٍ......] ”مسلمانوں کے ہر فرد پر (فرض کیا ہے) خواہ وہ آزاد ہو یا غلام۔“ (صحیح مسلم‘ الزکاۃ‘ حدیث:۹۸۴/۱۲) جب کافر وجوب کا اہل ہی نہیں تو اس کی طرف سے ادائیگی کیسی؟ ② ہر مسلمان کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ فقیر اور محتاج بھی صدقۂ فطر ادا کرے گا۔ ③ ”رمضان کی زکاۃ“ ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر کے دو مقاصد بیان فرمائے ہیں: [طُهْرَةً لِلصِّيَامِ......وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ] (سنن أبي داود‘ الزکاۃ‘ حدیث:۱۶۰۹) یعنی یہ ادا شدہ روزوں کو پاکیزہ بنائے گا اور یاوہ گوئی کی آلودگی سے روزے کو صاف کرے گا‘ نیز مساکین کے لیے کھانے کا انتظام ہو جائے گا‘ اس لیے صدقۃ الفطر کو روزوں یا رمضان کی زکاۃ کہنا مناسب

ہے۔ یہاں زکاۃ کے معنی پاکیزگی ہیں۔ (باقی مباحث کے لیے دیکھیے حدیث:۲۵۱۰)

٢٥٠٦- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ ابْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ، وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى، وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ.

۲۵۰۶- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر ہر چھوٹے‘ بڑے‘ مذکر‘ مؤنث‘ آزاد اور غلام مسلمان پر کھجور اور جو سے ایک صاع مقرر فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ اس کی ادائیگی نماز عید کے لیے جانے سے پہلے کی جائے۔

فوائد ومسائل: ① صدقۂ فطر کی ادائیگی نماز عید فطر سے قبل واجب ہے نماز کے بعد ادا کیا ہوا صدقہ، صدقۂ فطر نہیں ہوگا اور تاخیر کرنے والا شخص اس واجب کی ادائیگی سے محروم رہے گا۔ سنن ابوداود میں حدیث ہے کہ جس نے صدقۂ فطر عید سے پہلے ادا کیا تو وہ مقبول ہے اور اگر عید کے بعد ادا کیا گیا تو وہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ متصور ہوگا۔ دیکھیے: (سنن أبي داود' الزكاة' حديث:١٦٠٩) ② صدقۃ الفطر وقت سے پہلے بھی دیا جا سکتا ہے کیونکہ مقصد تو فقیر کی حاجت برآری ہے‘ خصوصاً اگر صدقۃ الفطر اجتماعی طور پر جمع کر کے تقسیم کرنا مقصود ہو تو لازماً وقت سے پہلے ہی اکٹھا کیا جائے گا۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ بعض صحابہ سے چند دن قبل صدقۃ الفطر جمع کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

(المعجم ٣٤) - كَمْ فُرِضَ (التحفة ٣٤)

باب:۳۴- صدقۃ الفطر کتنا فرض کیا گیا؟

٢٥٠٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ

۲۵۰۷- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر ہر چھوٹے‘ بڑے‘ مذکر‘

٢٥٠٦_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب فرض صدقة الفطر، ح:١٥٠٣ من يحيى بن محمد به، وهو في الكبرى، ح:٢٢٨٣.

٢٥٠٧_ أخرجه البخاري، صدقة الفطر، باب صدقة الفطر على الصغير والكبير، ح:١٥١٢، ومسلم، ح:٩٨٤/ ١٣ (وانظر الحديث المتقدم، ح:٢٥٠٤) من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرى، ح:٢٢٨٤.

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى، وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ، صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.

مؤنث' آزاد اور غلام پر کھجور اور جو سے ایک صاع فرض (مقرر) کیا ہے۔

فائدہ: صدقۃ الفطر کی مقدار کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۵۰۲۔

(المعجم ٣٥) - بَابُ فَرْضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ نُزُولِ الزَّكَاةِ (التحفة ٣٥)

باب: ۳۵-صدقۂ فطر کی فرضیت زکاۃ کا حکم اترنے سے پہلے تھی

٢٥٠٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ ابْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ: كُنَّا نَصُومُ عَاشُورَاءَ وَنُؤَدِّي زَكَاةَ الْفِطْرِ، فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ وَنَزَلَتِ الزَّكَاةُ، لَمْ نُؤْمَرْ بِهِ وَلَمْ نُنْهَ عَنْهُ، وَكُنَّا نَفْعَلُهُ.

۲۵۰۸-حضرت قیس بن سعد بن عبادہ سے مروی ہے کہ ہم عاشوراء (۱۰محرم الحرام) کا روزہ رکھتے تھے اور صدقۃ الفطر ادا کیا کرتے تھے۔ جب رمضان المبارک کے روزوں اور زکاۃ کی فرضیت نازل ہوئی تو نہ ہمیں اس کا نیا حکم دیا گیا اور نہ اس سے روکا گیا۔ ویسے ہم یہ کام کرتے رہے۔

فائدہ: اس روایت سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ صدقۃ الفطر فرض نہیں رہا' حالانکہ اس قول میں ایسی کوئی صراحت نہیں کیونکہ ایک نئی چیز کی فرضیت سے پرانی چیز کی فرضیت منسوخ نہیں ہو جاتی۔ اور نہ اس کے لیے کسی نئے حکم ہی کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ دوسری صریح روایات میں اس کی فرضیت ثابت ہے۔ زکاۃ کی فرضیت تو ۲ھ کی ہے۔ بعد میں مسلمان ہونے والے حضرات نے اس کی فرضیت ذکر کی ہے' مثلاً: حضرت ابن عباس ؓ (دیکھیے' حدیث: ۲۵۱۰، ۲۵۱۱، ۲۵۱۷) لہٰذا صدقۃ الفطر زکاۃ کی فرضیت کے باوجود فرض ہے' البتہ احناف نے اسے واجب کہا ہے مگر عملاً واجب اور فرض میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ باقی رہا عاشوراء کا روزہ تو اس کے بارے میں صراحتاً مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے اسے رکھنے نہ رکھنے کا اختیار دے دیا تھا۔

۲۵۰۸- [صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/٣٤٩، ح: ٨٨٨ من حديث الحكم به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٨٥، والحديث الآتي شاهد له. ● عمرو بن شرحبيل هو أبوميسرة.

٢٥٠٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ، عَنْ أَبِي عَمَّارٍ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الزَّكَاةُ، فَلَمَّا نَزَلَتِ الزَّكَاةُ لَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا وَنَحْنُ نَفْعَلُهُ.

۲۵۰۹- حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر (کی ادائیگی) کا حکم زکاۃ (کی فرضیت) اترنے سے پہلے دیا تھا۔ جب زکاۃ (کی فرضیت) نازل ہوئی تو نہ آپ نے اس کا (نیا) حکم دیا اور نہ اس سے منع فرمایا۔ ہم اس (صدقۂ فطر) کو ادا کرتے رہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبُو عَمَّارٍ اسْمُهُ عَرِيبُ بْنُ حُمَيْدٍ، وَعَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيلَ يُكَنّٰى أَبَا مَيْسَرَةَ، وَسَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ خَالَفَ الْحَكَمَ فِي إِسْنَادِهِ، وَالْحَكَمُ أَثْبَتُ مِنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابوعمار کا نام عریب بن حمید ہے' عمرو بن شرحبیل کی کنیت ابومیسرہ ہے۔ سلمہ بن کہیل نے اس حدیث کی سند کے بیان میں حکم کی مخالفت کی ہے' لیکن حکم سلمہ بن کہیل سے زیادہ ثقہ ہیں۔

فائدہ: سابقہ روایت میں حضرت حکم نے قاسم بن مخیمرہ کا استاد عمرو بن شرحبیل بتلایا ہے جبکہ سلمہ بن کہیل نے ابوعمار ہمدانی بتلایا ہے۔

(المعجم ٣٦) - مَكِيلَةُ زَكَاةِ الْفِطْرِ (التحفة ٣٦)

باب:۳۶- صدقۃ الفطر کی مقدار کا بیان

٢٥١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ - وَهُوَ أَمِيرُ الْبَصْرَةِ - فِي آخِرِ

۲۵۱۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے' جب وہ بصرہ کے حاکم تھے' ماہ رمضان المبارک کے آخر میں (خطبہ دیا) فرمایا: اپنے روزوں کی زکاۃ (صدقۃ الفطر) نکالو۔ لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ نے فرمایا:

٢٥٠٩- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزكاة، باب صدقة الفطر، ح:١٨٢٨ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٢٨٦، وللحديث شواهد.

٢٥١٠- [إسناده ضعيف] تقدم، ح:١٥٨١، وهو في الكبرٰى، ح:٢٢٨٧.

الشَّهْرِ: أَخْرِجُوا زَكَاةَ صَوْمِكُمْ، فَنَظَرَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ، فَقَالَ: مَنْ هٰهُنَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ؟ قُومُوا فَعَلِّمُوا إِخْوَانَكُمْ، فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّ هٰذِهِ الزَّكَاةَ فَرَضَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلٰى كُلِّ ذَكَرٍ وَأُنْثٰى، حُرٍّ وَمَمْلُوكٍ، صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ تَمْرٍ، أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ، فَقَامُوا. خَالَفَهُ هِشَامٌ فَقَالَ: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ.

یہاں جو مدینہ منورہ کے لوگ ہیں اٹھیں اور اپنے (بصری) بھائیوں کو تعلیم دیں کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ صدقہ ہر مذکر ومؤنث اور آزاد وغلام پر کھجور اور جو کا ایک صاع اور گندم کا آدھا صاع فرض کیا ہے۔ تو لوگ اٹھے۔

ہشام نے حمید کی مخالفت کی ہے' اس نے (حسن کے بجائے) ابن سیرین کا نام لیا ہے۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کی صحت اور ضعف کی بابت تحقیق حدیث: ۱۵۸۱ کے فوائد میں تفصیل سے گزر چکی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ روایت میں بیان کردہ مسئلہ درست اور صحیح ہے۔ ② بصرے میں سب لوگ اتنے تعلیم یافتہ نہ تھے جبکہ مدینے کے لوگ عالم تھے کیونکہ مدینہ منورہ علم کا مرکز تھا۔ ③ حضرت ابن عباس ؓ حضرت علی ؓ کے دور خلافت میں بصرے کے حاکم رہے۔ ④ اس روایت سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گندم سے نصف صاع مقرر فرمایا تھا۔ لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ جبکہ بعض دیگر روایات سے تصدیق ہوتی ہے کہ نصف صاع بھی خود رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا تھا۔ یہ صرف سیدنا معاویہ ؓ کا اجتہاد نہ تھا' نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ عہد نبوی میں گندم کا وجود نہ تھا' نصف صاع گندم کی روایات مجموعی اعتبار سے واقعی قابل استناد ہیں۔ دیکھیے: (الصحیحۃ: ۳/۱۷۱) لہٰذا نصف صاع گندم کی ادائیگی بھی درست ہے۔ بہر حال اس سب کے باوجود' خصوصاً ہمارے خطے پاک وہند میں' ایک صاع گندم دینا ہی اولیٰ وافضل ہے کیونکہ اس پر صحابۂ کرام ؓ کا عمل تھا رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اور اس کے بعد بھی۔ واللہ أعلم.

۲۵۱۱- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ عَنْ مَخْلَدٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ذَكَرَ فِي صَدَقَةِ الْفِطْرِ

۲۵۱۱- حضرت ابن عباس ؓ نے صدقۃ الفطر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: صدقۃ الفطر گندم' کھجور' جو یا سُلت سے ایک صاع ادا کرو۔

۲۵۱۱- [صحيح موقوف] أخرجه ابن خزيمة، ح: ۲٤۱٥ من حديث هشام بن حسان القردوسي به، وعنعن، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۸۸. * مخلد هو ابن حسين المصيصي، وللحديث شاهد صحيح عند ابن خزيمة: ٤/ ۸۹، ح: ۲٤۱۷.

قَالَ: صَاعًا مِنْ بُرٍّ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ سُلْتٍ.

فائدہ: سُلت جو کی ایک قسم ہے جو گندم سے قریب تر ہے۔ اس حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تمام غلہ جات میں صدقۂ فطر ایک صاع ہی فرمایا ہے اور یہی افضل ہے۔

۲۵۱۲- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَخْطُبُ عَلَى مِنْبَرِكُمْ - يَعْنِي مِنْبَرَ الْبَصْرَةِ - يَقُولُ: صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ.

۲۵۱۲- حضرت ابو رجاء سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو تمھارے یعنی بصرے کے منبر پر خطبہ ارشاد فرماتے سنا کہ صدقۃ الفطر ہر کھائی جانے والی چیز سے ایک صاع ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هٰذَا أَثْبَتُ الثَّلَاثَةِ.

امام ابو عبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ یہ (اس حدیث کا راوی ایوب) تینوں میں سے زیادہ قوی ہے۔

فائدہ: یہ روایت تین حضرات نے بیان کی ہے، حمید، ہشام، ایوب۔ حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا شاگرد حسن بتلایا ہے، ہشام نے ابن سیرین اور ایوب نے ابو رجاء۔ امام نسائی رحمہ اللہ ایوب کی روایت کو ترجیح دے رہے ہیں کیونکہ وہ زیادہ ثقہ ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ باقی دو حضرات کی روایات درست نہیں، عجب نہیں تینوں (حسن، ابن سیرین، ابو رجاء) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ فرمان سنا اور بیان کیا ہو۔

(المعجم ۳۷) - بَابُ التَّمْرِ فِي زَكَاةِ الْفِطْرِ (التحفة ۳۷)

باب: ۳۷- صدقۃ الفطر میں کھجور دینا

۲۵۱۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ

۲۵۱۳- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے صدقۃ الفطر جو، خشک کھجور یا پنیر سے

۲۵۱۲- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۲۲۸۹. * أبو رجاء هو عمران بن تيم، ويقال ابن ملحان.

۲۵۱۳- أخرجه مسلم، الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ۹۸۵/ ۲۰ من حديث الحارث بن عبدالرحمٰن، والبخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر صاعًا من طعام، ح: ۱۵۰۶ من حديث عياض بن عبدالله به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۹۰.

إِسْمَاعِيلَ، - وَهُوَ ابْنُ أُمَيَّةَ - عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ.

ایک صاع مقرر فرمایا ہے۔

(المعجم ٣٨) - اَلزَّبِيبُ (التحفة ٣٨)

باب:٣٨-(صدقۂ فطر میں) کشمش (دینا)

٢٥١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي سَرْحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ، إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ.

٢٥١٤- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہم میں موجود تھے تو ہم صدقۃ الفطر طعام (گندم یا ہر خوراک والا غلہ) جو، خشک کھجور، کشمش یا پنیر سے ایک صاع دیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① لفظ طعام سے مراد گندم بھی ہو سکتی ہے کیونکہ باقی چیزوں کا الگ بیان ہے مگر لغت کے لحاظ سے ہر مطعوم (خوراک والی چیز) کو طعام کہا جا سکتا ہے۔ اور اس میں گندم بھی داخل ہوگی۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ گندم میں ایک صاع ہی کے قائل تھے نیز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے کہ آدھا صاع گندم بھی دی جا سکتی ہے، وہ سخت مخالف تھے مگر یہ صرف سیدنا معاویہ ہی کی رائے نہ تھی بلکہ بعض دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس رائے کے حامل تھے جیسے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ دیکھیے: (سنن الدارقطني: ٢/١٤٦، والروضة الندية مع التعليقات الرضية: ١/٥٢٩) مزید برآں یہ کہ یہ صرف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے یا ان کا اجتہاد ہی نہ تھا بلکہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں مروی حدیث بھی ہے جیسا کہ حدیث: ٢٥١٠ کے فوائد میں گزرا۔ ممکن

٢٥١٤- أخرجه البخاري، الزكاة، باب صدقة الفطر صاع من شعير، ح: ١٥٠٥ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير، ح: ٩٨٥ من حديث زيد بن أسلم به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٩١.

ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو وہ حدیث معلوم نہ ہو اور یہ بعید از قیاس بھی نہیں۔ جس سے ان کے موقف میں مزید پختگی پیدا ہو گئی۔ واللہ أعلم. ④ کشمش انگور سے تیار ہوتی ہے۔ چونکہ انگور زیادہ دیر تک رکھا نہیں جا سکتا' لہٰذا صدقۃ الفطر میں انگور دینا درست نہیں بلکہ اسے خشک کر کے کشمش کی صورت میں دیا جائے۔

۲۵۱۵- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ صَدَقَةَ الْفِطْرِ، إِذْ كَانَ فِينَا رَسُولُ اللهِ ﷺ، صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ، فَلَمْ نَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمَ مُعَاوِيَةُ مِنَ الشَّامِ، وَكَانَ فِيمَا عَلَّمَ النَّاسَ أَنَّهُ قَالَ: مَا أُرٰى مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ إِلَّا تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ هٰذَا، قَالَ: فَأَخَذَ النَّاسُ بِذٰلِكَ.

۲۵۱۵- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ ہم میں تشریف فرما تھے تو ہم صدقۃ الفطر طعام' کھجور' جو یا پنیر سے ایک صاع نکالا کرتے تھے۔ ہم اسی طرح نکالتے رہے حتی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے (مدینہ منورہ) آئے تو جو باتیں انھوں نے لوگوں کو سکھائیں' ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ انھوں نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں شامی گندم کے دو مد قیمت میں کھجور وغیرہ کے صاع کے برابر ہیں۔ تو لوگوں نے اس پر عمل شروع کر دیا۔

فائدہ: صاع چار مد کا ہوتا ہے۔ گویا گندم کا نصف صاع قیمت کے لحاظ سے کھجور وغیرہ کے صاع کے برابر تھا۔ صاع دراصل برتن کی صورت میں ایک پیمانہ ہے' وزن نہیں۔ ظاہر ہے برتن کے اندر ہر جنس برابر وزن کی نہیں ہوتی۔ گندم کا الگ وزن ہوگا' کھجوروں کا الگ' جو کا الگ اور کشمش کا الگ' لہٰذا اصل تو یہی ہے کہ صاع بھر کر غلہ دیا جائے جو بھی ہو' مگر وہ صاع ہر جگہ مہیا نہیں۔ بعض علماء نے حجاز کا پرانا صاع نبوی مہیا ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ اس میں تقریباً ڈھائی کلو گندم آتی ہے۔ (مد کا پیمانہ تو میں نے بھی سعیدی خاندان کے ہاں دیکھا ہے) عام طور پر صاع کا جو وزن کتابوں میں مرقوم ہے' وہ بھی کوئی ڈھائی کلو بنتا ہے کیونکہ رطل نوے مثقال کا ہوتا ہے اور ہر مثقال ساڑھے چار ماشے کا' لہٰذا رطل: 90x4½=405 ماشے کا ہوا۔ اور ایک صاع: 5⅓ رطل کا ہوتا ہے' لہٰذا صاع: 405x5⅓=2160 ماشے کا ہوا جو 180 تولے بنتے ہیں اور ایک تولہ 11.664 گرام کا ہوتا ہے' لہٰذا 180x11.664=2099.52 گرام ہوا' لہٰذا صدقۂ فطر میں احتیاطاً ڈھائی کلو غلہ دیا جائے۔ (دیکھیے' حدیث: ۲۵۱۴)

(المعجم ۳۹) - اَلدَّقِيقُ (التحفة ۳۹)

باب:۳۹- صدقۂ فطر میں آٹا دینا

۲۵۱۵- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۹۲.

٢٥١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عِيَاضَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُخْبِرُ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَمْ نُخْرِجْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَّا صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ دَقِيقٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ سُلْتٍ، ثُمَّ شَكَّ سُفْيَانُ فَقَالَ: دَقِيقٍ أَوْ سُلْتٍ.

۲۵۱۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں ہم کھجور جو کشمش آٹا پنیر یا سلت وغیرہ سے ایک صاع ہی (صدقۃ الفطر) دیتے تھے پھر راوی سفیان کو شک ہوا اور انھوں نے کہا: آٹا یا سلت۔

فائدہ: شیخ البانی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق حدیث میں "دقیق" "آٹے" کا ذکر درست نہیں۔ محققین اکثر محدثین نے بھی اسے غیر محفوظ قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۲۲/۳۰۲، ۳۰۳) باقی ساری حدیث حسن صحیح ہے۔ مزید دیکھیے: (إرواء الغليل: ۳/۳۳۸) لیکن چونکہ یہ ہماری عام خوراک ہے نیز حدیث میں گندم کا صریح ذکر بھی آیا ہے اس لیے اس کا صدقۂ فطر میں دینا جائز ہے۔

(المعجم ٤٠) - اَلْحِنْطَةُ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- گندم دینا

٢٥١٧- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ خَطَبَ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ: أَدُّوا زَكَاةَ صَوْمِكُمْ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ، فَقَالَ: مَنْ هٰهُنَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ؟ قُومُوا إِلَى إِخْوَانِكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ، فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ

۲۵۱۷- حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرے میں خطبہ ارشاد فرمایا جس میں کہا: اپنے روزوں کی زکاۃ ادا کرو۔ لوگ (تعجب سے) ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تو آپ نے فرمایا: یہاں جو لوگ مدینہ منورہ سے آئے ہوئے ہیں وہ اپنے (بصری) بھائیوں کی طرف اٹھ کر جائیں اور انھیں تعلیم دیں کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے

٢٥١٦ـ [صحيح] أخرجه الحميدي، ح: ٧٤٢ من حديث سفيان بن عيينة، ومسلم، ح: ٩٨٥/٢١ من حديث محمد ابن عجلان به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٩٣. ● ابن عيينة صرح بالسماع.

٢٥١٧ـ [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ١٥٨١، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٩٤.

ﷺ فَرَضَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ، وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى، نِصْفَ صَاعِ بُرٍّ، أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ، فَقَالَ الْحَسَنُ: فَقَالَ عَلِيٌّ: أَمَّا إِذَا أَوْسَعَ اللّٰهُ فَأَوْسِعُوا، أَعْطُوا صَاعًا مِنْ بُرٍّ أَوْ غَيْرِهِ.

صدقۃ الفطر ہر چھوٹے بڑے آزاد غلام اور مذکر ومؤنث پر گندم کا نصف صاع اور کھجور یا جو کا ایک صاع مقرر فرمایا ہے۔ حضرت حسن بصری نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تمھیں مال کی وسعت عطا فرمائی ہے تو تم بھی وسعت اختیار کرو یعنی گندم ہو یا کوئی اور غلہ، سب میں سے پورا صاع ہی دو۔

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے، حدیث: ۲۵۱۰۔

(المعجم ٤١) - اَلسُّلْتُ (التحفة ٤١)

باب: ۴۱- سُلْت دینا

٢٥١٨- أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُخْرِجُونَ عَنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ تَمْرٍ أَوْ سُلْتٍ أَوْ زَبِيبٍ.

۲۵۱۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے دور مقدس میں لوگ صدقۃ الفطر جو، کھجور، سلت یا کشمش سے ایک صاع دیا کرتے تھے۔

(المعجم ٤٢) - اَلشَّعِيرُ (التحفة ٤٢)

باب: ۴۲- جو دینا

٢٥١٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيَاضٌ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ تَمْرٍ، أَوْ زَبِيبٍ، أَوْ أَقِطٍ، فَلَمْ نَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ

۲۵۱۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم (صدقۃ الفطر) جو، کھجور، کشمش یا پنیر سے ایک صاع نکالا کرتے تھے۔ اور (بعد میں بھی) ہم اسی طرح نکالتے رہے حتی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور آگیا تو انھوں نے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ شام کی گندم کے دو مد (نصف صاع) جو کے

٢٥١٨_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب كم يؤدى في صدقة الفطر؟، ح: ١٦١٤ من حديث حسين بن علي الجعفي به، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٩٥.

٢٥١٩_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٥١٥، وهو في الكبرى، ح: ٢٢٩٦.

فِي عَهْدِ مُعَاوِيَةَ قَالَ: مَا أَرَى مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ إِلَّا تَعْدِلُ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.

ایک صاع کے برابر ہیں۔

فائدہ: یہ رائے صرف سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہی کی نہ تھی بلکہ کچھ دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس رائے کے حامل تھے۔ دیکھیے' حدیث: ۲۵۱۴ کے فوائد ومسائل۔

(المعجم ٤٣) - اَلْأَقِطُ (التحفة ٤٣)

باب: ۴۳- پنیر دینا

٢٥٢٠- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ أَنَّ عِيَاضَ بْنَ عَبْدِ اللهِ ابْنِ سَعْدٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: كُنَّا نُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ، لَا نُخْرِجُ غَيْرَهُ.

۲۵۲۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں (صدقۃ الفطر) کھجور یا جو یا پنیر سے ایک صاع ہی دیا کرتے تھے۔ ہم ان کے علاوہ اور کوئی چیز نہ دیا کرتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی کی دوسری روایت میں کشمش اور طعام کا بھی ذکر ہے' بلکہ سُلت کا بھی ذکر ہے۔ گندم کا صراحتاً ذکر نہیں الا یہ کہ طعام سے گندم مراد لی جائے۔ ② پنیر دودھ کو گرم کر کے تیار کیا جاتا ہے۔ جمہور اہل علم کے نزدیک پنیر بھی ایک صاع دیا جائے گا جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قیمت کے لحاظ سے دیا جائے گا' مگر احادیث میں صراحتاً پنیر کے بھی صاع ہی کا ذکر ہے اور یہی صحیح ہے۔

(المعجم ٤٤) - كَمِ الصَّاعُ (التحفة ٤٤)

باب: ۴۴- صاع کتنا ہوتا ہے؟

٢٥٢١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ - وَهُوَ ابْنُ مَالِكٍ - عَنِ الْجُعَيْدِ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ قَالَ:

۲۵۲۱- حضرت سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں صاع تمھارے آج کل کے حساب سے ایک مد اور ایک تہائی مد کے برابر تھا۔ اب

٢٥٢٠- [صحيح] تقدم، ح: ٢٥١٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٩٧.

٢٥٢١- [صحيح] أخرجه البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما ذكر النبي ﷺ وحض على اتفاق أهل العلم . . . ، الخ، ح: ٧٣٣٠ عن عمرو بن زرارة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٢٩٨ . * زياد رواه عن القاسم به .

كَانَ الصَّاعُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ، وَقَدْ زِيدَ فِيهِ.

اس (مد کی مقدار) میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: وَحَدَّثَنِيهِ زِيَادُ ابْنُ أَيُّوبَ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث زیاد بن ایوب نے بھی بیان کی ہے۔

فائدہ: پیمانے اور وزن ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں' ایک جیسے نہیں رہتے۔ مد' صاع' درہم اور مثقال بھی چھوٹے بڑے ہوتے رہے ہیں۔ ظاہر ہے شریعت میں معتبر پیمانہ اور وزن تو وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں تھا۔ آپ کے دور میں صاع چار مد کا تھا اور ایک مد وزن کے لحاظ سے ایک اور تہائی رطل (1⅓) کا تھا۔ اسی طرح صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا تھا' یعنی 5⅓ رطل۔ اور رطل 90 مثقال کا۔ اس لحاظ سے صاع کے وزن کی تفصیل حدیث 2515 میں گزر چکی ہے جو تقریباً ڈھائی کلو بنتا ہے۔ بعد میں مد اور صاع بڑا بنا دیا گیا۔ مد بجائے 1⅓ رطل کے 2 رطل کا کر دیا گیا۔ اسی طرح صاع آٹھ رطل کا ہو گیا۔ احناف نے اس صاع کو اختیار کیا ہے' حالانکہ وہ صاع نبوی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ جب مدینہ منورہ گئے اور ان کا امام مالک رحمہ اللہ سے اس سلسلے میں مباحثہ ہوا تو انھوں نے اپنے مسلک سے رجوع کر لیا کیونکہ امام مالک رحمہ اللہ نے ان کو مدینہ منورہ کے مختلف گھروں سے رسول اللہ ﷺ کے دور کے صاع منگوا کر دکھائے جو ایک دوسرے کے برابر تھے۔ اور یہ صاع اہل مدینہ نے وراثتاً اپنے آباؤ اجداد سے حاصل کیے تھے۔ اور یہی صاع صحیح ہے۔ جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں۔ امام ابو یوسف نے فرمایا تھا کہ اگر میرے استاد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ یہ صاع دیکھ لیتے تو وہ بھی اس کے قائل ہو جاتے۔ گویا حنفیہ کا صاع شرعی صاع نہیں ہے' لہٰذا عشر اور صدقۃ الفطر میں مدنی صاع ہی معتبر ہوگا نہ کہ حنفیہ والا صاع جو بعد میں بنایا گیا۔

وَ[أَخْبَرَنَا] أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ [قَالَ]: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، وَالْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ».

۲۵۲۱/ب)- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "معتبر ماپ مدینے والوں کا ہے اور معتبر وزن مکے والوں کا ہے۔"

۲۵۲۱ب _ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في قول النبي ﷺ: "المكيال مكيال المدينة"، ح: ۳۳۴۰ من حديث أبي نعيم الفضل بن دكين به، وهو في الكبرى، ح: ۲۲۹۹، وصححه ابن حبان، ح: ۱۱۰۵، والدارقطني وغيرهما، وللحديث علة قادحة، ألا وهي عنعنة الثوري: ۱۰۲۷.

فوائد و مسائل: ① محقق کتاب نے اسے سنداً ضعیف قرار دیا ہے' جبکہ دلائل کی رو سے راجح یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ اسے ابن ملقن' دارقطنی' نووی' ابن دقیق العید اور امام علائی رحمہم اللہ نے صحیح قرار دیا ہے۔ سفیان ثوری کی تدلیس معتبر نہیں ملاحظہ ہو: (طبقات المدلسین لابن حجر' ص:۳۲' طبعه دارالبیان) شارح سنن النسائی اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس پر تحقیقی بحث کی ہے جس سے تصحیح حدیث والی رائے درست معلوم ہوتی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (إرواء الغلیل' رقم الحدیث:۱۳۴۲' و ذخیرۃ العقبٰی شرح سنن النسائی:۲۲/۳۱۳-۳۱۶) ② ''معتبر ماپ (پیمانہ)'' یعنی مد اور صاع شرع میں وہی معتبر ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دور میں مدینے والوں کا تھا اور وزن' یعنی رطل اور درہم' دینار وغیرہ وہ معتبر ہیں جو اہل مکہ میں اس وقت رائج تھے۔ ممکن ہے کہ والوں کا وزن' اس لیے معتبر سمجھا گیا ہو کہ وہ اہل تجارت تھے اور ان کا وزن سے زیادہ واسطہ رہتا تھا۔ اس دور میں چاندی اور سونا وزن کیا جاتا تھا اور تجارت انھی دو چیزوں کے ساتھ ہوتی تھی۔ اور پیمانے مدینے والوں کے معتبر سمجھے جاتے تھے کیونکہ وہ اہل زراعت تھے اور ان کا واسطہ غلے وغیرہ سے تھا اور اس دور میں غلہ تولا نہیں جاتا تھا بلکہ پیمانوں (مد اور صاع وغیرہ) کے ذریعے سے ماپا جاتا تھا' لہٰذا وہ پیمانوں سے زیادہ واقف تھے۔

(المعجم ٤٥) - بَابُ الْوَقْتِ [الَّذِي] يُسْتَحَبُّ أَنْ تُؤَدَّى صَدَقَةُ الْفِطْرِ فِيهِ (التحفة ٤٥)

باب:۴۵- صدقۃ الفطر کی ادائیگی کا مستحب وقت

٢٥٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا مُوسٰى، ح: قَالَ: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسٰى عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ.

قَالَ ابْنُ بَزِيعٍ: بِزَكَاةِ الْفِطْرِ.

۲۵۲۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ صدقۃ الفطر عید کی نماز کے لیے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔

(امام نسائی رحمہ اللہ کے استاد) محمد بن عبداللہ بن بزیع

٢٥٢٢- أخرجه مسلم، الزكاة، باب الأمر بإخراج زكاة الفطر قبل الصلاة، ح:٩٨٦/ ٢٢ من حديث أبي خيثمة زهير بن معاوية، والبخاري، الزكاة، باب الصدقة قبل العيد، ح:١٥٠٩ من حديث موسى بن عقبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٠٠. ● الفضيل هو ابن سليمان، وكان يحيى بن معين يضعفه، وهو حسن الحديث.

نے (اپنی روایت میں بصدقة الفطر کے بجائے) بزكاة الفطر کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے روایت نمبر ٢٥٠٦۔

(المعجم ٤٦) - إِخْرَاجُ الزَّكَاةِ مِنْ بَلَدٍ إِلَى بَلَدٍ (التحفة ٤٦)

باب: ٤٦- ایک شہر کی زکاۃ دوسرے شہر لے جانا؟

٢٥٢٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ - وَكَانَ ثِقَةً - عَنْ يَحْيَى ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذَ ابْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ، فَقَالَ: «إِنَّكَ تَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ: أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ [قَدِ] افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُوضَعُ فِي فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكَ لِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حِجَابٌ».

٢٥٢٣- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل ؓ کو یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور فرمایا: ”تو وہاں اہل کتاب (یہودیوں) کی کثیر جماعت کی طرف جا رہا ہے، لہٰذا انھیں دعوت دینا کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں (محمد ﷺ) اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اگر وہ تیری یہ بات مان لیں تو انھیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر پانچ نمازیں ہر دن رات میں فرض کی ہیں۔ اگر وہ تیری یہ بات بھی مان لیں تو بتانا کہ اللہ عزوجل نے ان پر ان کے مالوں میں زکاۃ فرض کی ہے جو ان کے مال دار لوگوں سے لی جائے گی اور ان کے فقیر لوگوں میں تقسیم کی جائے گی۔ اور اگر وہ تیری یہ بات بھی مان لیں تو ان کے عمدہ مال نہ لینا۔ اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے میں اس کے سامنے کوئی رکاوٹ نہیں۔“

فائدہ: اصل یہی ہے کہ زکاۃ کو اسی علاقے میں تقسیم کیا جائے الا یہ کہ وہ زائد ہو یا دوسرے لوگ زیادہ مستحق ہوں۔ خصوصاً صدقۃ الفطر تو اپنے علاقے ہی میں تقسیم ہونا چاہیے کیونکہ اس کی مقدار کم ہوتی ہے۔ اس علاقے

٢٥٢٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٣٧، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٠١.

کے مستحقین کی ضروریات کے لیے کافی نہ ہوگا' نیز یہ وقتی صدقہ ہے تاکہ فقراء بھی بے فکر ہو کر عید میں شامل ہو جائیں۔ بخلاف اس کے زکاۃ ایک مستقل فنڈ ہے اور اس کے مصارف بھی زیادہ ہیں' مثلاً: فی سبیل اللہ' لہٰذا اسے منتقل کرنا ہی پڑتا ہے۔ (باقی مباحث کے لیے دیکھیے' حدیث: ۲۴۳۷)

(المعجم ٤٧) - بَابٌ إِذَا أَعْطَاهَا غَنِيًّا وَهُوَ لَا يَشْعُرُ (التحفة ٤٧)

باب: ۴۷- جب کوئی شخص لاعلمی میں زکاۃ کسی غنی کو دے بیٹھے تو؟

٢٥٢٤- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَالَ: «قَالَ رَجُلٌ: لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: قَدْ تُصُدِّقَ عَلٰى سَارِقٍ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ! لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ زَانِيَةٍ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ! لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ، فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ، فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ، فَأَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُونَ: تُصُدِّقَ عَلٰى غَنِيٍّ، قَالَ: اَللّٰهُمَّ! لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ وَعَلٰى سَارِقٍ

۲۵۲۴- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(بنی اسرائیل میں سے) ایک آدمی نے کہا: میں آج ضرور صدقہ کروں گا۔ وہ (رات کے وقت) اپنا صدقہ لے کر نکلا اور جا کر ایک چور کے ہاتھ پر رکھ دیا' تو صبح لوگ یہ کہنے لگے کہ چور پر صدقہ کیا گیا ہے۔ اس نے کہا: اے اللہ! تیرا شکر ہے (اگرچہ) چور پر صدقہ ہو گیا۔ آج میں پھر صدقہ کروں گا۔ وہ صدقہ لے کر نکلا تو کسی زانیہ کے ہاتھ پر رکھ آیا۔ صبح لوگ یہ کہنے لگے کہ رات ایک بدکار عورت پر صدقہ کیا گیا۔ اس آدمی نے کہا: اے اللہ تیرا شکر ہے (اگرچہ) زانیہ پر صدقہ ہو گیا ہے۔ آج پھر میں صدقہ کروں گا' پھر وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا۔ ایک غنی کو دے آیا۔ صبح لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ (تعجب ہے) مالدار پر صدقہ کیا گیا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا' اے اللہ! تیرا شکر ہے (عجیب بات ہے) کبھی بدکار عورت پر صدقہ ہو جاتا ہے' کبھی چور پر اور کبھی مال دار پر' پھر خواب میں اس سے کہا گیا: تیرا صدقہ تو یقیناً قبول ہو چکا۔ رہی زانیہ! (یعنی

٢٥٢٤_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب: إذا تصدق على غني وهو لا يعلم، ح: ١٤٢١ من حديث شعيب بن أبي حمزة، ومسلم، الزكاة، باب ثبوت أجر المتصدق . . . الخ، ح: ١٠٢٢ من حديث أبي الزناد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٠٢.

وَعَلَى غَنِيٍّ، فَأُتِيَ فَقِيلَ لَهُ: أَمَّا صَدَقَتُكَ فَقَدْ تُقُبِّلَتْ، أَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا أَنْ تَسْتَعِفَّ بِهِ مِنْ زِنَاهَا، وَلَعَلَّ السَّارِقَ أَنْ يَسْتَعِفَّ بِهِ عَنْ سَرِقَتِهِ، وَلَعَلَّ الْغَنِيَّ أَنْ يَعْتَبِرَ فَيُنْفِقَ مِمَّا أَعْطَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

اس پر کیا ہوا صدقہ) تو (وہ اس لیے قبول ہے کہ) شاید اس صدقے کی وجہ سے وہ بدکاری سے باز آجائے۔ اور چور! شاید وہ اس (صدقے) کی وجہ سے چوری کرنے سے باز آجائے اور مال دار! شاید وہ عبرت ونصیحت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال سے خرچ کرنے لگے۔"

فوائد ومسائل: ① مندرجہ بالا واقعہ بنی اسرائیل کا ہے۔ جب تک ہماری شریعت پہلی شریعتوں کی کسی بات کی تردید نہ کرے اس وقت تک پہلی بات بھی حجت ہے۔ مذکورہ واقعہ بھی نبی ﷺ نے بیان فرما کر تصدیق فرما دی لہٰذا حجت ہے۔ اسی طرح کسی کا خواب حجت تو نہیں ہوتا مگر نبی ﷺ کی تصدیق سے یہ بھی حجت بن گیا۔ ② اس واقعے سے معلوم ہوا کہ اگر غلطی یا لاعلمی سے زکاۃ کسی ایسے شخص کو دے دی گئی ہو جو مستحق نہیں تھا تو ادا کرنے والے شخص پر کوئی ملامت نہیں نیز وہ بری الذمہ ہو جاتا ہے اگرچہ لینے والے کے لیے جائز نہیں البتہ اس واقعے میں یہ صراحت نہیں کہ وہ صدقہ فرض تھا یا نفل۔ ہاں اگر جان بوجھ کر غیر مستحق کو ادا کرے تو وہ بری الذمہ نہ ہوگا۔ ③ چور اور زانیہ اگر فقیر تھے تو وہ صدقے کے مستحق تھے۔ ہوسکتا ہے کہ چور فقر کی وجہ سے چوری کرتا ہو اور زانیہ بھی فقر کی وجہ سے زنا کا ارتکاب کرتی ہو۔ اگرچہ اس صورت میں بھی یہ جرائم ان کے لیے جائز نہ تھے مگر ان جرائم کے باوجود وہ فقر کی وجہ سے زکاۃ کے مستحق تھے۔ صدقہ کرنے والے کا اظہار افسوس عرف کے طور پر تھا کیونکہ عموماً جرائم پیشہ لوگوں کو صدقہ نہیں دیا جاتا مگر شرعاً ایسی کوئی پابندی نہیں۔ ممکن ہے ان سے تعاون ان کی اصلاح کا سبب بن جائے۔

(المعجم ٤٨) - بَابُ الصَّدَقَةِ مِنْ غُلُولٍ (التحفة ٤٨)

باب: ۴۸-حرام (چوری خیانت وغیرہ) کے مال سے صدقہ دینا

٢٥٢٥- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الذَّارِعُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: وَأَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ -

۲۵۲۵- حضرت ابوملیح کے والد سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: "اللہ تعالیٰ طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا اور حرام مال سے صدقہ قبول نہیں کرتا۔"

٢٥٢٥- [صحيح] تقدم، ح: ١٣٩، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٠٣.

وَاللَّفْظُ لِبِشْرٍ - عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَقْبَلُ صَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلَا صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ».

فائدہ: قبولیت کا مطلب ثواب ہے' یعنی حرام مال سے صدقہ کرنے والے کو ثواب نہ ملے گا' البتہ اس سے فقیر کو فائدہ ہو جائے گا۔ یاد رہے کہ حرام مال اس شخص کے لیے ناجائز ہے جس نے ناحق حاصل کیا' تاہم فقیر چونکہ اس بات سے ناواقف ہے کہ صدقہ کرنے والے نے صدقہ حرام مال سے کیا ہے یا حلال مال سے' اس لیے اس کے لیے اس کا استعمال جائز ہوگا۔ لیکن علم رکھتے ہوئے کسی حرام کی کمائی سے صدقہ لینا اس کے لیے جائز نہ ہوگا۔

٢٥٢٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ - وَلَا يَقْبَلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا الطَّيِّبَ - إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمٰنُ عَزَّ وَجَلَّ بِيَمِينِهِ وَإِنْ كَانَتْ تَمْرَةً، فَتَرْبُو فِي كَفِّ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى تَكُونَ أَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ، كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ أَوْ فَصِيلَهُ».

٢٥٢٦- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی کوئی شخص حلال مال سے صدقہ کرتا ہے' اور اللہ تعالیٰ قبول بھی حلال مال ہی فرماتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں وصول کرتا ہے' اگرچہ وہ صدقہ ایک کھجور ہی ہو' پھر وہ کھجور رب رحمان کی ہتھیلی میں بڑھتی رہتی ہے حتی کہ وہ پہاڑ سے بھی بڑی ہو جاتی ہے' جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنے گھوڑے یا اونٹ کے بچے کو پالتا پوستا ہے۔''

فائدہ: اللہ تعالیٰ کی صفات جس طرح قرآن وحدیث میں وارد ہیں ان پر اسی طرح ایمان لانا واجب ہے۔ ان میں تشبیہ وتمثیل اور تاویل وتعطیل سے کام لینا جائز نہیں۔ سلف کا اس پر اجماع ہے۔ بعض نے ان صفات کی تاویلات کی ہیں جو کہ قابل التفات نہیں۔

٢٥٢٦- أخرجه مسلم، الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها، ح: ١٠١٤ عن قتيبة، والبخاري، الزكاة، باب الصدقة من كسب طيب ... الخ، ح: ١٤١٠ معلقًا من حديث سعيد بن يسار به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٠٤.

(المعجم ٤٩) - جَهْدُ الْمُقِلِّ (التحفة ٤٩)

باب:۴۹-کم مال والے کا مشقت سے کمایا ہوا مال

٢٥٢٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَلِيٍّ الْأَزْدِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ حُبْشِيٍّ الْخَثْعَمِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «إِيمَانٌ لَا شَكَّ فِيهِ، وَجِهَادٌ لَا غُلُولَ فِيهِ، وَحَجَّةٌ مَبْرُورَةٌ» قِيلَ: فَأَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «طُولُ الْقُنُوتِ» قِيلَ: فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «جَهْدُ الْمُقِلِّ» قِيلَ: فَأَيُّ الْهِجْرَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ هَجَرَ مَا حَرَّمَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ» قِيلَ: فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِينَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ» قِيلَ: فَأَيُّ الْقَتْلِ أَشْرَفُ؟ قَالَ: «مَنْ أُهْرِيقَ دَمُهُ وَعُقِرَ جَوَادُهُ».

۲۵۲۷-حضرت عبداللہ بن حُبشی خثعمی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ سے پوچھا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ایسا ایمان جس میں کوئی شک نہ ہو۔ اور ایسا جہاد جس میں کوئی خیانت نہ کی جائے اور نیکی والا صاف ستھرا حج۔“ پوچھا گیا: کون سی نماز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”لمبے قیام والی (نفل نماز)۔“ پوچھا گیا: صدقہ کون سا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”کم مال والے کا مشقت سے کمایا ہوا مال۔“ پوچھا گیا: ہجرت کون سی افضل ہے؟ فرمایا: ”اس شخص کی جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو چھوڑ دے۔“ عرض کیا گیا: جہاد کون سا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس شخص کا جس نے اپنے جان و مال کے ساتھ مشرکین سے جہاد کیا۔“ عرض کیا گیا: کون سا قتل (مارا جانا) زیادہ شرف والا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس آدمی کی شہادت جس کا اپنا خون بھی بہا دیا گیا اور اس کا گھوڑا بھی مار دیا گیا ہو۔“

فوائد و مسائل: ① ضروری نہیں کہ ایک سوال کا جواب ہر شخص کو ایک سا ہی ملے۔ مخاطب کی حالت اور موقع محل کے لحاظ سے جواب مختلف ہو سکتا ہے نیز ہو سکتا ہے کہ ایک عمل حقوق اللہ میں سے افضل ہو دوسرا حقوق العباد میں سے۔ کوئی عبادات میں افضل ہو کوئی معاملات میں۔ اسی لیے دیگر روایات میں افضل عمل کا جواب اس سے مختلف بھی آیا ہے۔ اس میں کوئی تناقض نہیں۔ ② ”ایمان“ جس میں کوئی تذبذب یا حیص بیص نہ ہو ورنہ وہ معتبر ہی نہیں جیسے منافقین کا ایمان۔ ③ خیانت یعنی مال غنیمت میں۔ ④ ”نیکی والا حج۔“ جس میں کوئی شہوانی بات نہ کی گئی ہو کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب اور کسی سے جھگڑا وغیرہ نہ کیا گیا ہو۔ ⑤ ”لمبے قیام والی۔“ یعنی

٢٥٢٧_ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصلاة، باب طول القيام، ح:١٤٤٩ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرى، ح:٢٣٠٥.

رات کی نفل نماز ورنہ فرض نماز تو مختصر قیام والی چاہیے۔ ⑨ ''چھوڑ دے۔'' کیونکہ ہجرت کا مقصد تو اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل کرنا ہے ورنہ گھر اور شہر چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی؟

۲۵۲۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ وَالْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ» قَالُوا: وَكَيْفَ؟ قَالَ: «كَانَ لِرَجُلٍ دِرْهَمَانِ تَصَدَّقَ بِأَحَدِهِمَا، وَانْطَلَقَ رَجُلٌ إِلٰى عُرْضِ مَالِهِ، فَأَخَذَ مِنْهُ مِائَةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا».

۲۵۲۸- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(کبھی) ایک درہم (کا ثواب) لاکھ درہم سے بڑھ جاتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا: وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: ''ایک آدمی کے پاس کل دو درہم ہوں' اس نے ان میں سے ایک صدقہ کر دیا۔ اور دوسرا شخص اپنے مال کے ایک کونے میں گیا۔ اس میں سے ایک لاکھ درہم اٹھایا اور صدقہ کر دیا۔''

فائدہ: مذکورہ روایت اور اگلی روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین میں سے بعض نے حسن قرار دیا ہے' بعض نے صحیح اور بعض نے إسناده قوي کا حکم لگایا ہے' نیز انھوں نے ان احادیث پر تحقیقی بحث کرتے ہوئے ان کے شواہد اور متابعات کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۲۲/۲۴۹-۲۵۱' والموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۱۴/۴۹۸' و صحيح سنن النسائي للألباني: ۲/۲۰۴' رقم: ۲۵۲۷' ۲۵۲۸) علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ گنتی کو نہیں دیکھتا بلکہ خرچ کرنے والے کے جذبے اور اس کے دل کی حالت کو دیکھتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ﴾ (الحج ۲۲:۳۷) ''اللہ تعالیٰ کے پاس قربانی کے گوشت اور ان (قربانی والے جانوروں) کے خون نہیں پہنچتے' بلکہ اس کے پاس تمھارا تقویٰ اور خلوص پہنچتا ہے۔'' یاد رہے اجر بھی اسی چیز کا ہے۔

۲۵۲۹- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

۲۵۲۹- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے'

۲۵۲۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲/ ۳۷۹ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۰۶ . * ابن عجلان عنعن تقدم، ح: ۱۲۷۱ .

۲۵۲۹- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن خزيمة في صحيحه، ح: ۲۴۴۳، وابن حبان (الموارد)، ح: ۸۳۸، والحاكم: ۱/ ۴۱۶ من حديث صفوان به، وصححه الحاكم على شرط مسلم، ووافقه الذهبي، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۰۷، وانظر الحديث السابق لعله.

قَالَ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ أَلْفٍ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! وَكَيْفَ؟ قَالَ: «رَجُلٌ لَهُ دِرْهَمَانِ، فَأَخَذَ أَحَدَهُمَا فَتَصَدَّقَ بِهِ، وَرَجُلٌ لَهُ مَالٌ كَثِيرٌ، فَأَخَذَ مِنْ عُرْضِ مَالِهِ مِائَةَ أَلْفٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(کبھی) ایک درہم لاکھ درہم سے بڑھ جاتا ہے۔" صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: "ایک آدمی کے پاس کل دو درہم ہوں اور وہ ان میں سے ایک اٹھائے اور صدقہ کر دے۔ اور دوسرے شخص کے پاس بہت سا مال ہو۔ اس نے اپنے مال کے ایک کنارے سے ایک لاکھ درہم اٹھایا اور صدقہ کر دیا۔"

۲۵۳۰- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَأْمُرُنَا بِالصَّدَقَةِ، فَمَا يَجِدُ أَحَدُنَا شَيْئًا يَتَصَدَّقُ بِهِ حَتَّى يَنْطَلِقَ إِلَى السُّوقِ فَيَحْمِلَ عَلَى ظَهْرِهِ، فَيَجِيءَ بِالْمُدِّ فَيُعْطِيَهُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، إِنِّي لَأَعْرِفُ الْيَوْمَ رَجُلًا لَهُ مِائَةُ أَلْفٍ مَا كَانَ لَهُ يَوْمَئِذٍ دِرْهَمٌ.

۲۵۳۰- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا کرتے تھے۔ ہم میں سے کچھ لوگ کوئی چیز نہ پاتے تھے کہ صدقہ کریں تو وہ بازار جاتے اور اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھاتے (باربرداری کا کام کرتے) اور ایک مد لے کر آتے اور اللہ کے رسول ﷺ کو دے دیتے، لیکن آج میں ایسے لوگ دیکھتا ہوں جن کے پاس لاکھوں درہم ہیں مگر ان دنوں ان کے پاس ایک درہم بھی نہیں ہوتا تھا۔

فائدہ: یقیناً اس دور کا ایک درہم ثواب کے لحاظ سے آج کے ایک لاکھ درہم سے بڑھ جائے گا۔ واللہ أعلم.

۲۵۳۱- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ

۲۵۳۱- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہمیں رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو

۲۵۳۰_ انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرى، ح:۲۳۰۸. ● الحسين هو ابن واقد.

۲۵۳۱_ أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: ﴿الذين يلمزون المطوعين من المؤمنين في الصدقات﴾، ح:٤٦٦٨، ومسلم، الزكاة، باب الحمل بأجرة يتصدق بها ... الخ، ح:۱۰۱۸ عن بشر بن خالد به، وهو في الكبرى، ح:۲۳۰۹. ● سليمان هو ابن مهران الأعمش.

أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ: لَمَّا أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالصَّدَقَةِ، فَتَصَدَّقَ أَبُو عَقِيلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ، وَجَاءَ إِنْسَانٌ بِشَيْءٍ أَكْثَرَ مِنْهُ، فَقَالَ الْمُنَافِقُونَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَغَنِيٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا، وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْآخَرُ إِلَّا رِيَاءً، فَنَزَلَتْ: ﴿الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَٰتِ وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ﴾ [التوبة: ٧٩].

حضرت ابوعقیل رضی اللہ عنہ نے نصف صاع صدقہ کیا۔ ایک اور صحابی اس سے بہت زیادہ مال لے کر آئے۔ منافقین کہنے لگے: اللہ تعالیٰ اس شخص (حضرت ابوعقیل) کے اس قلیل صدقے سے بے نیاز ہے اور اس دوسرے شخص نے صرف ریاکاری کے لیے صدقہ کیا ہے۔ تو یہ آیت اتری: ﴿الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطَّوِّعِينَ...... الآية﴾ ”منافق لوگ خوشی سے کثیر صدقہ کرنے والے ایمان والوں کو بھی عیب لگاتے ہیں اور ان غریب مسلمانوں کو بھی جن کے پاس مشقت سے کمایا ہوا تھوڑا سا مال ہے۔“

فائدہ: ”ایک اور صحابی۔“ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ مال دار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتے تھے۔ اس دن یہ چار ہزار اور ایک روایت کے مطابق آٹھ ہزار درہم لے کر آئے تھے۔ دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٢٢/٢٥٦) منافقوں نے ان پر ریاکاری کا الزام لگا دیا اور حضرت ابوعقیل رضی اللہ عنہ کے نصف صاع صدقہ کرنے کو ویسے مذاق بنا لیا اور تحقیر کی۔

(المعجم ٥٠) - اَلْيَدُ الْعُلْيَا (التحفة ٥٠)

باب:٥٠- اوپر والا ہاتھ

٢٥٣٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدٌ وَعُرْوَةُ سَمِعَا حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ يَقُولُ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيبِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ

٢٥٣٢- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (مال) مانگا' آپ نے مجھے دیا۔ میں نے پھر مانگا' آپ نے پھر دیا۔ میں نے پھر مانگا' آپ نے پھر دیا۔ ساتھ ہی فرمایا: ”بلاشبہ یہ مال سبز وشیریں ہے۔ جو شخص اسے دل کی پاکیزگی کے ساتھ لے گا' اس کے لیے اس میں برکت ہوگی اور جو دل کے طمع وحرص کے ساتھ لے گا' اس کے لیے اس

٢٥٣٢- أخرجه البخاري، الرقاق، باب قول النبي ﷺ: "هذا المال خضرة حلوة .... الخ"، ح: ٦٤٤١، ومسلم، الزكاة، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى ... الخ، ح: ١٠٣٥ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣١٠.

بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى».

میں برکت نہ ہوگی اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔"

فوائد ومسائل: ① "سبز وشیریں" سبز چارہ جانوروں کو بہت مرغوب ہوتا ہے اور میٹھی چیز عموماً انسانوں کو بہت پسند ہوتی ہے' اس لیے مال کو دو چیزوں سے تشبیہ دی گئی۔ ② "دل کی پاکیزگی۔" یعنی دل میں طمع اور لالچ نہ ہو اور نہ اس نے مانگا ہی ہو۔ یا دینے والے نے اسے خوشی سے دیا ہو نہ کہ مجبوراً' یا بغیر مانگے دیا ہو۔ ③ "دل کے طمع وحرص۔" یعنی لینے والے کی یہ حالت ہو یا دینے والے نے طمع اور لالچ سے دیا ہو کہ مجھے زیادہ واپس ملے گا۔ ④ "سیر نہیں ہوتا۔" کیونکہ دل غنی نہیں۔ دل غنی ہو تو تھوڑا بھی کافی محسوس ہوتا ہے ورنہ ڈھیر بھی مطمئن نہیں کر سکتے۔ ⑤ "اوپر والا ہاتھ" یعنی دینے والا کیونکہ وہ بلند رہتا ہے۔ کسی کے سامنے ذلیل نہیں ہوتا۔ ⑥ "نیچے والے ہاتھ" یعنی مانگنے والا۔ وہ حقیقتاً بھی دینے والے کے ہاتھ کے نیچے ہوتا ہے اور رتبے کے لحاظ سے بھی کم ہوتا ہے۔ ⑦ حدیث کا مقصود یہ ہے کہ انتہائی حاجت کے بغیر نہیں مانگنا چاہیے اور اگر خود بخود ملے تو پھر بھی دل میں حرص وطمع نہیں ہونا چاہیے اور جب ضرورت پوری ہو جائے تو مانگنے سے رک جانا چاہیے بلکہ کسی کا دیا بھی قبول نہ کرے۔ اس میں عزت ہے۔

(المعجم ٥١) - بَابٌ أَيَّتُهُمَا الْيَدُ الْعُلْيَا؟ (التحفة ٥١)

باب:۵۱- اوپر والا ہاتھ کون سا ہے؟

٢٥٣٣- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زِيَادِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ - عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ طَارِقٍ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ: قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ وَهُوَ يَقُولُ: «يَدُ الْمُعْطِي الْعُلْيَا، وَابْدَأْ

۲۵۳۳- حضرت طارق محاربی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے لوگوں سے خطاب فرما رہے تھے۔ آپ فرما رہے تھے: "دینے والے کا ہاتھ اونچا ہوتا ہے اور سب سے پہلے تو اسے دے جس کا تو ذمے دار ہے۔ اپنی ماں کو دے' اپنے باپ کو دے' اپنی بہن کو دے' اپنے بھائی کو دے' پھر اپنے قریبی رشتے دار کو دے' پھر اپنے پڑوسی کو

٢٥٣٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ٣/ ٤٣، ٤٤، ح: ٢٩٥٧ من حديث يزيد به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣١١، وصححه ابن حبان، ح: ٨١٠، والحاكم: ٢/ ٦١٢، ووافقه الذهبي، ويأتي طرفه: (٤٨٤٣).

بِمَنْ تَعُولُ، أُمَّكَ وَأَبَاكَ وَأُخْتَكَ وَأَخَاكَ، ثُمَّ أَدْنَاكَ أَدْنَاكَ». مُخْتَصَرٌ.

دے۔‘‘ یہ حدیث مختصر ہے۔

فائدہ: عقلاً بھی یہی ترتیب ہے کیونکہ جس کا خرچہ ذمے ہو اس کا تو حق ہے۔ دنیا میں بھی پرسش ہوگی اور آخرت میں بھی، پھر تعلق، رشتہ داری اور قرب کا لحاظ رکھا جائے گا۔

(المعجم ٥٢) - اَلْيَدُ السُّفْلَى (التحفة ٥٢)

باب:۵۲- نیچے والا ہاتھ

٢٥٣٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ: «اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُنْفِقَةُ، وَالْيَدُ السُّفْلَى السَّائِلَةُ».

۲۵۳۴- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کرنے اور مانگنے سے بچنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ’’اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ دینے والا ہاتھ ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے۔‘‘

(المعجم ٥٣) - اَلصَّدَقَةُ عَنْ ظَهْرِ غِنًى (التحفة ٥٣)

باب:۵۳- صدقہ ایسا ہونا چاہیے جس کے بعد بھی صدقہ کرنے والا غنی رہے

٢٥٣٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ».

۲۵۳۵- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد بھی صدقہ کرنے والا غنی رہے۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور سب سے اسے پہلے دے جس کا تو ذمے دار ہے۔‘‘

فائدہ: ’’غنی رہے۔‘‘ خواہ وہ قلبی غنا ہو یا مالی۔ ایسا نہ ہو کہ صدقہ کرنے کے بعد وہ خود مانگنا شروع کر دے یا اس کے اہل خانہ محتاج ہو جائیں۔ ہر آدمی حضرت ابوبکر صدیق ؓ جیسا ایمان ویقین اور توکل نہیں رکھتا کہ سارا

٢٥٣٤- أخرجه مسلم، الزكاة، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى ... الخ، ح:١٠٣٣ عن قتيبة، والبخاري، الزكاة، باب: لا صدقة إلا عن ظهر غنى، ح:١٤٢٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٩٨، والكبرى، ح:٢٣١٢.

٢٥٣٥- [صحيح] وهو في الكبرى، ح:٢٣١٢، وللحديث شواهد كثيرة عند البخاري، ح:١٤٢٦ وغيره.

مال صدقہ کر دے۔ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔ بعض اہل علم نے معنی یہ کیے ہیں کہ بہترین صدقہ وہ ہے جس کے ساتھ لینے والا غنی ہو جائے اور سوال کی حاجت نہ رہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ٥٤) - تَفْسِيرُ ذٰلِكَ (التحفة ٥٤)

باب:۵۴- اس کی تفسیر ووضاحت

٢٥٣٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَصَدَّقُوا» فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! عِنْدِي دِينَارٌ، قَالَ: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى نَفْسِكَ» قَالَ: عِنْدِي آخَرُ، قَالَ: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى زَوْجَتِكَ» قَالَ: عِنْدِي آخَرُ، قَالَ: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى وَلَدِكَ» قَالَ: عِنْدِي آخَرُ، قَالَ: «تَصَدَّقْ بِهِ عَلٰى خَادِمِكَ» قَالَ: عِنْدِي آخَرُ، قَالَ: «أَنْتَ أَبْصَرُ».

۲۵۳۶- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صدقہ کرو۔“ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک دینار ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اپنے آپ پر خرچ کر۔“ اس نے کہا: میرے پاس ایک اور ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اپنی بیوی پر خرچ کر۔“ اس نے عرض کیا: میرے پاس ایک اور ہے۔ فرمایا: ”اپنی اولاد پر خرچ کر۔“ وہ عرض پرداز ہوا: میرے پاس ایک اور ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اپنے نوکر پر خرچ کر۔“ وہ بولا: میرے پاس ایک اور ہے۔ آپ نے فرمایا: ”پھر تو زیادہ جانتا ہے (کہ کہاں خرچ کرے)۔“

فوائد ومسائل: ① اس حدیث میں تَصَدَّقُوا کا لفظ ہے مگر مراد فرض یا نفل صدقہ نہیں بلکہ مطلق خرچ کرنا مراد ہے۔ اس لفظ میں نکتہ یہ ہے کہ مومن کو اپنے واجب اخراجات پر بھی ثواب ملتا ہے بشرطیکہ حلال مال سے کرے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور ثواب کی نیت رکھے۔ ② بعض احادیث میں اولاد کو بیوی سے پہلے بیان کیا گیا ہے۔ کوئی فرق نہیں کیونکہ دونوں کے اخراجات یکساں واجب ہیں۔ ③ بیان کردہ ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک فرض اخراجات پورے نہ ہوں، آگے صدقہ نہیں کرنا چاہیے۔ اول خویش بعد درویش۔ الا یہ کہ اختیار نہ رہے، مثلاً: مہمان گھر آ جائے تو گھر والوں کو بھوکا رکھ کر بھی مہمان نوازی کی جا سکتی ہے۔ گویا یہاں اختیاری صدقے کا بیان ہے۔ ④ ”تو زیادہ جانتا ہے۔“ یعنی پھر تیری مرضی۔ جہاں مناسب سمجھتا ہے خرچ کر۔

٢٥٣٦- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في صلة الرحم، ح: ١٦٩١ من حديث محمد بن عجلان به، وصرح بالسماع عند أحمد: ٢/ ٢٥١، ٤٧١، وهو في الكبرى، ح: ٢٣١٤، ٢٣١٥، وصححه ابن حبان، ح: ٨٢٨، والحاكم على شرط مسلم: ١/ ٤١٥، ووافقه الذهبي، ولبعض الحديث شواهد عند البخاري في الأدب المفرد، ح: ٧٥٠ وغيره.

(المعجم ٥٥) - بَابٌ إِذَا تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ إِلَيْهِ، هَلْ يُرَدُّ عَلَيْهِ؟ (التحفة ٥٥)

٢٥٣٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ: أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ: «صَلِّ رَكْعَتَيْنِ» ثُمَّ جَاءَ الْجُمُعَةَ الثَّانِيَةَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ، فَقَالَ: «صَلِّ رَكْعَتَيْنِ» ثُمَّ جَاءَ الْجُمُعَةَ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ: «صَلِّ رَكْعَتَيْنِ» ثُمَّ قَالَ: «تَصَدَّقُوا» فَتَصَدَّقُوا، فَأَعْطَاهُ ثَوْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: «تَصَدَّقُوا» فَطَرَحَ أَحَدَ ثَوْبَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَلَمْ تَرَوْا إِلٰى هٰذَا؟ إِنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ بِهَيْئَةٍ بَذَّةٍ، فَرَجَوْتُ أَنْ تَفْطُنُوا لَهُ، فَتَصَدَّقُوا عَلَيْهِ، فَلَمْ تَفْعَلُوا، فَقُلْتُ: تَصَدَّقُوا، فَتَصَدَّقْتُمْ، فَأَعْطَيْتُهُ ثَوْبَيْنِ، ثُمَّ قُلْتُ: تَصَدَّقُوا، فَطَرَحَ أَحَدَ ثَوْبَيْهِ: خُذْ ثَوْبَكَ» وَانْتَهَرَهُ.

باب:۵۵-جب کوئی محتاج شخص صدقہ کرے تو کیا اسے واپس کر دیا جائے؟

۲۵۳۷-حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جمعے کے دن مسجد میں داخل ہوا جب کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''دو رکعتیں پڑھ۔'' پھر وہ دوسرے جمعے کو آیا تو (اس وقت بھی) رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''دو رکعتیں پڑھ۔'' پھر وہ تیسرے جمعے کو آیا تو (اس وقت بھی آپ خطبہ فرما رہے تھے) آپ نے پھر فرمایا: ''دو رکعتیں پڑھ۔'' پھر فرمایا: ''صدقہ کرو۔'' لوگوں نے صدقہ کیا۔ آپ نے اسے دو کپڑے دیے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''صدقہ کرو۔'' اس نے اپنے دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا پھینک دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اسے نہیں دیکھتے؟ یہ خراب حالت میں مسجد میں داخل ہوا۔ مجھے امید تھی کہ تم خود ہی سمجھ جاؤ گے اور اس پر صدقہ کرو گے لیکن تم نے نہ دیا تو میں نے خود کہا کہ صدقہ کرو۔ تم نے صدقہ کیا تو میں نے اسے دو کپڑے دیے' پھر میں نے کہا: صدقہ کرو تو اس نے بھی اپنا ایک کپڑا پھینک دیا۔ اٹھا اپنا کپڑا۔'' اور آپ نے اسے ڈانٹا۔

فوائد ومسائل: ① ''دو رکعتیں پڑھ۔'' ہر جمعے آپ کا اسے دو رکعات پڑھنے کا حکم دینا دلیل ہے کہ دوران خطبہ میں آنے والا شخص لازماً دو رکعات پڑھے۔ اسے یہ کہہ کر رد نہیں کیا جا سکتا کہ آپ نے اس لیے نماز

٢٥٣٧ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب الرجل يخرج من ماله، ح: ١٦٧٥، والترمذي، الصلاة، باب ماجاء في الركعتين إذا جاء الرجل والإمام يخطب، ح: ٥١١ من حديث ابن عجلان به، وصرح بالسماع عند الحميدي، ح: ٧٤١، وهو في الكبرى، ح: ٢٣١٦، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

کا حکم دیا تھا کہ لوگ اس کی حالت دیکھ کر اس پر صدقہ کریں کیونکہ یہ بات تو تیسرے جمعے میں ہوئی۔ اگر پہلے دو جمعوں میں یہ مقصد ہوتا تو آپ موقع پر صدقے کا حکم دیتے جس طرح تیسرے جمعے کو دیا' نیز صدقے کا حکم عام تھا' بھی تو اس آنے والے کو صرف دو کپڑے دیے اور پھر بعد میں بھی صدقے کا حکم دیا گیا۔ گویا یہ صدقہ صرف اس شخص کے لیے نہ تھا۔ ④ "ڈانٹا" معلوم ہوا محتاج کا صدقہ کرنا ضروری نہیں بلکہ اسے روکا جائے گا۔ محتاج سے صدقہ لینا صدقے کی روح کے خلاف ہے۔

(المعجم ٥٦) - صَدَقَةُ الْعَبْدِ (التحفة ٥٦)

باب:۵۶-غلام کا (مالک کے مال میں سے) صدقہ کرنا؟

٢٥٣٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ قَالَ: أَمَرَنِي مَوْلَايَ أَنْ أُقَدِّدَ لَحْمًا، فَجَاءَ مِسْكِينٌ فَأَطْعَمْتُهُ مِنْهُ، فَعَلِمَ بِذٰلِكَ مَوْلَايَ فَضَرَبَنِي، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَدَعَاهُ فَقَالَ: «لِمَ ضَرَبْتَهُ؟» قَالَ: يُطْعِمُ طَعَامِي بِغَيْرِ أَنْ آمُرَهُ - وَقَالَ مَرَّةً أُخْرٰى: بِغَيْرِ أَمْرِي - قَالَ: «اَلْأَجْرُ بَيْنَكُمَا».

۲۵۳۸- حضرت عمیر مولیٰ آبي اللحم ﷺ سے مروی ہے کہ مجھے میرے مالک نے حکم دیا کہ میں کچھ گوشت تیار کروں۔ اتفاقاً ایک مسکین آ گیا۔ میں نے کچھ اسے کھلا دیا۔ میرے مالک کو اس کا علم ہوا تو اس نے مجھے مارا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (اور شکایت کی)۔ آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: "تو نے اسے کیوں مارا؟" اس نے کہا: یہ میری اجازت کے بغیر میرا کھانا (فقراء کو) کھلاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: "(پھر کیا ہوا؟) ثواب تم دونوں کو ملے گا۔"

فوائد و مسائل: ① "آبي اللحم" یہ ان کا لقب تھا۔ نام خلف بتایا جاتا ہے۔ اور بھی اقوال ہیں۔ اس کے لفظی معنی ہیں: گوشت کا انکار کرنے والا۔ ان کا یہ لقب اس لیے تھا کہ وہ گوشت نہیں کھاتے تھے۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ دور جاہلیت میں وہ بتوں کے لیے ذبح شدہ گوشت نہیں کھاتے تھے۔ مذکورہ حدیث میں گوشت تیار کرنے کے حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عام گوشت کھاتے تھے۔ ممکن ہے مہمانوں یا اہل خانہ کے لیے تیار کروایا ہو۔ مالک سے مراد یہی ہیں۔ ② "ثواب دونوں کو ملے گا۔" البتہ مالک کی اجازت ضروری ہے الا یہ کہ بہت ہی معمولی چیز ہو۔ مالک کو حکم یا رضامندی کا ثواب اور غلام کو ادائیگی کا ثواب' لیکن ضروری نہیں کہ برابر ہو۔

٢٥٣٨- أخرجه مسلم، الزكاة، باب ما أنفق العبد من مال مولاه، ح:١٠٢٥/ ٨٣ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣١٧.

٢٥٣٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ» قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ يَجِدْهَا، قَالَ: «يَعْتَمِلُ بِيَدِهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ فَيَتَصَدَّقُ» قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ يَفْعَلْ، قَالَ: «يُعِينُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ» قِيلَ: فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلْ، قَالَ: «يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ» قِيلَ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ يَفْعَلْ، قَالَ: «يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ».

٢٥٣٩- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہر مسلمان کے ذمے صدقہ (واجب) ہے۔“ پوچھا گیا کہ آپ بتائیں! اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو تو؟ آپ نے فرمایا: ”اپنے ہاتھ سے کمائی کرے۔ اپنے آپ کو فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔“ کہا گیا: آپ بتائیں اگر وہ ایسے نہ کر سکے تو؟ آپ نے فرمایا: ”کسی حاجت مند‘ ستم رسیدہ (مظلوم یا عاجز) کی مدد کر دے۔“ عرض کیا گیا کہ اگر وہ ایسے بھی نہ کر سکے تو؟ آپ نے فرمایا: ”پھر نیکی کا حکم دے۔“ عرض کیا گیا: اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے تو؟ آپ نے فرمایا: ”برائی سے باز رہے۔ یہ بھی ایک صدقہ ہے۔“

فائدہ: صدقے سے مراد کار خیر یعنی ثواب کا کام ہے کیونکہ مالی صدقے سے مقصود بھی تو ثواب ہی ہے‘ لہٰذا ہر مسلمان اپنی حیثیت کے مطابق کوئی نہ کوئی نیکی کر تا رہے۔

(المعجم ٥٧) - صَدَقَةُ الْمَرْأَةِ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا (التحفة ٥٧)

باب:٥٧- عورت کا اپنے خاوند کے گھر سے صدقہ کرنا؟

٢٥٤٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ

٢٥٤٠- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے صدقہ کرتی ہے تو اسے بھی ثواب ملتا ہے‘ خاوند کو بھی اور خزانچی کو بھی۔ لیکن ان میں سے کوئی کسی کے ثواب

٢٥٣٩_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب: على كل مسلم صدقة . . . الخ، ح: ١٤٤٥، ومسلم، الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف، ح: ١٠٠٨ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣١٨.* خالد هو ابن الحارث.

٢٥٤٠_ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب ما جاء في نفقة المرأة من بيت زوجها، ح: ٦٧١ عن محمد ابن المثنى به، وهو قال: "حسن"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣١٩، وأخرجه البخاري، ح: ١٤٢٥، ومسلم، ح: ١٠٢٤ من حديث أبي وائل شقيق به بنحو المعنى.

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا كَانَ لَهَا أَجْرٌ، وَلِلزَّوْجِ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَلَا يَنْقُصُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ أَجْرِ صَاحِبِهِ شَيْئًا، لِلزَّوْجِ بِمَا كَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ».

سے کمی نہیں کرتا۔ خاوند کو اس لیے کہ اس نے یہ مال کمایا تھا اور عورت کو اس لیے کہ اس نے خرچ کیا۔"

فوائد و مسائل: ① "کمی نہیں کرتا۔" کیونکہ ہر کسی کو اپنے حصے کا ثواب ملتا ہے اس لیے ضروری نہیں کہ سب کا ثواب برابر ہو۔ ثواب تو خلوص، محنت، مشقت اور حسن نیت کی بنیاد پر ملتا ہے اور اس میں لوگ مختلف ہوتے ہیں۔ ② عورت اپنے خاوند کے گھر سے صدقہ کر سکتی ہے بشرطیکہ خاوند کی طرف سے صراحتاً یا عرفاً اجازت ہو۔ عرفاً اجازت سے مراد رضامندی ہے۔ اس کے لیے علم ہونا کوئی ضروری نہیں۔

(المعجم ٥٨) - عَطِيَّةُ الْمَرْأَةِ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا (التحفة ٥٨)

باب: ۵۸- عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر عطیہ نہ دے

٢٥٤١- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَمَّا فَتَحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ: «لَا يَجُوزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا». مُخْتَصَرٌ.

۲۵۴۱- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو خطبے کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا: "کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ خاوند کی اجازت کے بغیر کوئی تحفہ یا عطیہ دے۔" یہ روایت مختصر ہے۔

فائدہ: اس سے مراد خاوند کے گھر سے عطیہ ہے ورنہ اگر عورت اپنے مال سے عطیہ دے تو خاوند کی اجازت ضروری نہیں۔ لیکن پھر بھی حسن معاشرت اور خاوند کو اعتماد میں لینے کے لیے اس سے صلاح مشورہ کر لینا ہی بہتر ہے۔

(المعجم ٥٩) - فَضْلُ الصَّدَقَةِ (التحفة ٥٩)

باب: ۵۹- صدقے کی فضیلت

٢٥٤١- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، البيوع، باب في عطية المرأة بغير إذن زوجها، ح: ٣٥٤٧ من حديث خالد ابن الحارث به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٢٠.

٢٥٤٢- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ اجْتَمَعْنَ عِنْدَهُ فَقُلْنَ: أَيَّتُنَا بِكَ أَسْرَعُ لُحُوقًا، فَقَالَ: «أَطْوَلُكُنَّ يَدًا» فَأَخَذْنَ قَصَبَةً فَجَعَلْنَ يَذْرَعْنَهَا، فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَسْرَعَهُنَّ بِهِ لُحُوقًا، فَكَانَتْ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا، فَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ كَثْرَةِ الصَّدَقَةِ.

٢٥٤٢-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی ازواج مطہرات آپ کے پاس اکٹھی ہوئیں اور کہنے لگیں: ہم میں سے کون آپ سے جلدی ملے گی؟ آپ نے فرمایا: ”جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے۔“ انھوں نے ایک بانس سے ہاتھ ماپنے شروع کر دیے (وہ آپ کی مراد یہی سمجھیں جس کا ہاتھ لمبا ہو)۔ (اس لحاظ سے) حضرت سودہ ؓ آپ سے جلدی ملنے والی تھیں کیونکہ ان کے ہاتھ ان سب سے لمبے تھے۔ (دراصل) اس سے مراد صدقے کی کثرت تھی۔

فوائد و مسائل: ① یہ رسول اللہ ﷺ کے مرض وفات کی بات ہے۔ اور یہ سوال کرنے والی حضرت عائشہ ؓ خود تھیں۔ ② یہ روایت مختصر ہے۔ اصل صورت واقعہ یہ ہے کہ ہاتھ ماپنے سے معلوم ہوا کہ حضرت سودہ ؓ کے ہاتھ لمبے ہیں لہٰذا سب کا خیال تھا کہ وہی پہلے فوت ہوں گی۔ ویسے بھی وہ عمر کے لحاظ سے سب سے بڑی تھیں مگر اتفاق ایسا ہوا کہ حضرت زینب بنت جحش ؓ پہلے فوت ہو گئیں۔ تو غور کرنے سے پتا چلا کہ ہاتھوں کی طوالت سے مراد ظاہری طوالت نہیں بلکہ صدقے کی کثرت تھی۔ (جس طرح ہم سخی شخص کو کھلے ہاتھوں والا کہہ دیتے ہیں) حضرت زینب ؓ انتہائی سخی خاتون تھیں۔ ویسے وہ قد کے لحاظ سے چھوٹی تھیں جبکہ حضرت سودہ ؓ بڑے قد کاٹھ کی مالک تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔ ترجمے میں قوسین وغیرہ کے ذریعے سے کوشش کی گئی ہے کہ روایت اصل صورت حال کے مطابق ہو جائے ورنہ روایت کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سودہ ؓ سب سے پہلے فوت ہو گئیں حالانکہ یہ بات تاریخی لحاظ سے غلط ہے۔ حضرت سودہ ؓ تو حضرت معاویہ ؓ کے دور خلافت میں ۵۴ ہجری میں فوت ہوئیں اور حضرت زینب ؓ حضرت عمر ؓ کے دور خلافت میں ۲۰ ہجری میں ازواج مطہرات میں سب سے پہلے فوت ہوئیں۔ یہ بات تاریخی طور پر متفق علیہ ہے اور بعض احادیث میں بھی یہ تفصیل ہے۔

(المعجم ٦٠) - بَابٌ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ (التحفة ٦٠)

باب:٦٠-کون سا صدقہ افضل ہے؟

٢٥٤٢_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب قبل باب صدقة العلانية، ح:١٤٢٠ من حديث أبي عوانة به، وهو في الكبرى، ح:٢٣٢١.

٢٥٤٣- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ، تَأْمُلُ الْعَيْشَ، وَتَخْشَى الْفَقْرَ».

۲۵۴۳- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تو اس حال میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو اور مال کا خواہش مند ہو۔ زندگی کی امید رکھتا ہو اور فقر سے ڈرتا ہو۔“

فائدہ: جب انسان خود مال کی خواہش رکھتا ہو ضرورت مند بھی ہو اور زندگی کی بھی امید ہو تو اس وقت صدقہ کرنا افضل ہے لیکن جب مال زیادہ ہو یا زندگی کی امید نہ ہو قریب الوفات ہو تو خرچ کرنے کی وہ فضیلت نہیں۔ گویا اللہ کے نزدیک گنتی کے بجائے وہ دلی حالت معتبر ہے جس کے ساتھ صدقہ کیا جاتا ہے۔

٢٥٤٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ أَنَّ حَكِيمَ ابْنَ حِزَامٍ حَدَّثَهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ».

۲۵۴۴- حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”افضل صدقہ وہ ہے جس کے بعد غنا باقی رہے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور سب سے پہلے اس شخص کو دے جس کا تو ذمے دار ہے۔“

٢٥٤٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ

۲۵۴۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

٢٥٤٣_ أخرجه البخاري، الوصايا، باب الصدقة عند الموت، ح:٢٧٤٨ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، الزكاة، باب بيان أن أفضل الصدقة صدقة الصحيح الشحيح، ح:١٠٣٢ من حديث عمارة به، وهو في الكبرى، ح:٢٣٢٢.

٢٥٤٤_ أخرجه مسلم، الزكاة، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى . . . الخ، ح:١٠٣٤ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح:٢٣٢٣.

٢٥٤٥_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب: لا صدقة إلا عن ظهر غنى، ح:١٤٢٦ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرى، ح:٢٣٢٤.

الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد غنا باقی رہے اور پہلے اس شخص کو دے جس کا تو ذمے دار (کفیل) ہے۔''

فائدہ: پہلی حدیث میں افضل صدقے سے پہلی حالت کا بیان ہے اور اس میں افضل صدقے کے بعد والی حالت کا بیان ہے۔

٢٥٤٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ ابْنِ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً».

۲۵۴۶- حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب آدمی اپنے گھر والوں پر ثواب کی نیت سے خرچ کرے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔''

فائدہ: گھر والوں کی ضروریات کے لیے خرچ کرنا بھی صدقہ ہے، یعنی اس سے بھی ثواب حاصل ہوگا بشرطیکہ نیت رکھے۔

٢٥٤٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَعْتَقَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عُذْرَةَ عَبْدًا لَهُ عَنْ دُبُرٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «أَلَكَ مَالٌ غَيْرُهُ» فَقَالَ: لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

۲۵۴۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو عذرہ (قبیلے) کے ایک آدمی نے اپنے غلام کو اپنی موت کے بعد آزاد کردیا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''تیرے پاس اس کے علاوہ کوئی اور مال ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اسے مجھ

٢٥٤٦_ أخرجه مسلم، الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين ... الخ، ح: ١٠٠٢ عن محمد بن بشار، والبخاري، الإيمان، باب ماجاء: أن الأعمال بالنية والحسبة، ح: ٥٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٢٥.

٢٥٤٧_ أخرجه مسلم، الزكاة، باب الابتداء في النفقة بالنفس ثم أهله ثم القرابة، ح: ٩٩٧ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٢٦.

«مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي» فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَجَاءَ بِهَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «اِبْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا، فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ، فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ عَنْ أَهْلِكَ فَلِذِي قَرَابَتِكَ، فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا» يَقُولُ: بَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ.

سے کون خریدے گا؟" تو حضرت نعیم بن عبداللہ عدوی ؓ نے اسے آٹھ سو درہم میں خرید لیا اور وہ یہ رقم لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے یہ رقم اس شخص کے سپرد کی' پھر فرمایا: "سب سے پہلے اپنے آپ پر خرچ کر۔ اگر کچھ بچ جائے تو وہ تیرے گھر والوں کے لیے ہے۔ اگر گھر والوں (کی ضروریات) سے کچھ بچ جائے تو وہ تیرے قرابت داروں کے لیے ہے۔ اور اگر تیرے قرابت داروں سے بھی بچ جائے تو پھر تو اسے اپنے آگے اور اپنے دائیں بائیں صدقہ کر۔"

فوائد و مسائل: ① کوئی شخص اپنی زندگی کی حالت میں کہے کہ یہ غلام میرے مرنے کے بعد آزاد ہو گا۔ اسے عربی زبان میں تدبیر کہتے تھے اور اس کا عام رواج تھا۔ شریعت نے بھی اسے تسلیم کیا ہے۔ اس صورت میں اس کی موت کے بعد واقعتاً وہ غلام آزاد ہو گا' لیکن اس کی حیثیت وصیت جیسی ہے جس کا نفاذ صرف ایک تہائی ملکیت میں ہو سکتا ہے۔ ② مذکورہ شخص کے پاس صرف وہ غلام ہی کل مال تھا۔ ظاہر ہے وصیت ایک تہائی مال سے زائد نہیں ہو سکتی' لہٰذا نبی ﷺ نے اس کے عمل تدبیر کو اپنے حکم سے توڑ دیا بلکہ اس غلام کو فروخت کر دیا تا کہ اس شخص کی موت کی صورت میں وہ آزاد نہ ہو سکے۔ ③ ایسے غلام کو بیچنا جائز نہیں ہوتا مگر مخصوص حالات میں (جب تدبیر غلط ہو) اسے فروخت کیا جا سکتا ہے۔ حکومت بیچے یا وہ شخص خود' مگر اس سے یہ استدلال درست نہیں کہ ہر مدبر کو بیچنا درست ہے۔ تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔ ④ "آگے اور دائیں بائیں۔" یعنی جہاں مناسب سمجھے صدقہ کر۔ یہ ایک محاورہ ہے۔ ظاہر الفاظ مراد نہیں۔

(المعجم ٦١) - صَدَقَةُ الْبَخِيلِ (التحفة ٦١)

باب:٦١- کنجوس آدمی کا صدقہ

٢٥٤٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ:

٢٥٤٨- حضرت ابو ہریرہ ؓ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "صدقہ کرنے والے کی اور کنجوس شخص کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن

٢٥٤٨ـ أخرجه مسلم، الزكاة، باب مثل المنفق والبخيل، ح:١٠٢١ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، اللباس، باب جيب القميص من عند الصدر وغيره، ح:٥٧٩٧ من حديث الحسن بن مسلم به، وهو في الكبرى، ح:٢٣٢٧، ٢٣٢٨.

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ ثُمَّ قَالَ: حَدَّثَنَاهُ أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مَثَلَ الْمُنْفِقِ الْمُتَصَدِّقِ وَالْبَخِيلِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ أَوْ جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ مِنْ لَدُنْ ثُدِيِّهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا، فَإِذَا أَرَادَ الْمُنْفِقُ أَنْ يُنْفِقَ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ الدِّرْعُ أَوْ مَرَّتْ حَتَّى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ، وَإِذَا أَرَادَ الْبَخِيلُ أَنْ يُنْفِقَ قَلَصَتْ وَلَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا حَتَّى أَخَذَتْهُ بِتَرْقُوَتِهِ أَوْ بِرَقَبَتِهِ» يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَشْهَدُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللهِ ﷺ يُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ. قَالَ طَاوُسٌ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُشِيرُ بِيَدِهِ وَهُوَ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَوَسَّعُ.

کے جسم پر لوہے کے کرتے یا زرہیں ہوں' جنھوں نے ان کے سینوں کو ڈھانپ رکھا ہو۔ جب سخی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کھل جاتی ہے اور وسیع ہو جاتی ہے حتی کہ اس کی انگلیوں کے پوروں کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس کے نشانات قدم کو مٹا دیتی ہے۔ اور جب بخیل خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ سکڑ جاتی ہے اور ہر کڑی اپنی جگہ سٹ جاتی ہے حتی کہ اس کے حلق یا گلے کو پکڑ لیتی ہے۔" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا (جیسے) آپ اسے کھول رہے ہیں اور وہ کھلتی نہیں۔ (حضرت ابوہریرہ کے شاگرد) طاؤس نے کہا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے ہاتھ سے اسے کھولنے کا اشارہ کرتے تھے لیکن وہ کھلتی نہ تھی۔

فوائد و مسائل: ① "لوہے کے کرتے یا زرہیں۔" زرہ چمڑے کی بھی ہوتی ہے' اس لیے لوہے کی صراحت فرمائی تاکہ آئندہ مثال میں زور پیدا ہو۔ ② "سینوں کو۔" ویسے بھی زرہ سینے کے لیے ہوتی ہے۔ یہاں خصوصاً سینے کا ذکر اس لیے ہے کہ انسان کا دل' جس سے سخاوت اور کنجوسی کا تعلق ہے' سینے میں ہوتا ہے۔ اس مثال میں زرہ سے مراد نفس کا شکنجہ ہے جو وہ روح پر چڑھائے رکھتا ہے جو روحانی کمالات کے ظہور سے مانع ہوتا ہے۔ ③ "کھل جاتی ہے۔" یعنی سخی کا دل اس شکنجے کو کھول دیتا ہے حتی کہ سخاوت کا اثر پورے جسم پر نمایاں ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ بھی کھل کر سخاوت کرتے ہیں۔ نشانات قدم کو مٹانے سے مراد اس کی غلطیوں کو ختم کرنا ہے۔ یا مطلب یہ ہے کہ جس طرح یہ زرہ اس کے سارے جسم کو ڈھانپ لیتی ہے' اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ ④ "سکڑ جاتی ہے۔" یعنی اس کا دل تنگ ہو جاتا ہے اور وہ صدقہ کرنے کی ہمت نہیں پاتا حتی کہ اس کے لیے صدقہ کرنا اپنا گلا گھونٹنے والی بات بن جاتی ہے۔ جس طرح زرہ اس کے گلے تک سکڑ گئی' اسی طرح اس کا دل تنگ ہو جاتا ہے اور اسے صدقے کی توفیق نہیں ہو پاتی۔

٢٥٤٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: [حَدَّثَنَا] عَبْدُ اللهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطَرَّتْ أَيْدِيَهُمَا إِلٰى تَرَاقِيهِمَا، فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ، اِتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى تُعَفِّيَ أَثَرَهُ، وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِصَدَقَةٍ تَقَبَّضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلٰى صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ [يَدَاهُ] إِلٰى تَرَاقِيهِ» وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «فَيَجْتَهِدُ أَنْ يُوَسِّعَهَا فَلَا تَتَّسِعُ».

٢٥٤٩- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کنجوس کی اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن پر لوہے کی زرہیں ہیں اور ان کے ہاتھ ان کے سینے کے اوپر بندھے ہوئے ہیں۔ صدقہ کرنے والا شخص جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کھل جاتی ہے حتی کہ اس کے نشانات قدم تک کو مٹا ڈالتی ہے۔ اور جب بخیل آدمی صدقے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ کی ہر کڑی دوسری کڑی سے جڑ جاتی (اس میں پیوست ہو جاتی) ہے اور زرہ سکڑ جاتی ہے اور اس کے ہاتھ سینے سے بندھے رہتے ہیں۔“ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”وہ زرہ کو کھولنے کی پوری کوشش کرتا ہے لیکن وہ کھلتی نہیں۔“

فائدہ: سخی آدمی صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا دل فراخ ہو جاتا ہے' ہاتھ کھل جاتے ہیں اور تمام رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں۔ اور کنجوس شخص صدقے کا ارادہ کرے بھی تو اس کا دل مزید تنگ ہو جاتا ہے' گویا کہ ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ وہ زنجیروں میں جکڑے شخص کی طرح لاچار ہو جاتا ہے اور صدقہ نہیں کر پاتا۔ أَعَاذَنَا اللهُ مِنْهُ.

(المعجم ٦٢) - اَلْإِحْصَاءُ فِي الصَّدَقَةِ (التحفة ٦٢)

باب: ٦٢- گن گن کر صدقہ کرنا؟

٢٥٥٠- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ

٢٥٥٠- حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک دن مہاجرین و انصار کی ایک

٢٥٤٩_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب مثل البخيل والمتصدق، ح:١٤٤٣، ومسلم، ح:١٠٢١/ ٧٧، انظر الحديث السابق، من حديث وهيب بن خالد به، وهو في الكبرى، ح:٢٣٢٩.

٢٥٥٠_ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح:٢٣٣٠. ● الليث هو ابن سعد، وخالد هو ابن يزيد، وشيخه سعيد، أمية روى عنه ثقتان، ووثقه ابن حبان، والحاكم: ٤/ ٢١٥، ٢١٦، والذهبي، وللحديث شواهد.

قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ هِنْدٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: كُنَّا يَوْمًا فِي الْمَسْجِدِ جُلُوسًا وَنَفَرٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، فَأَرْسَلْنَا رَجُلًا إِلَى عَائِشَةَ لِيَسْتَأْذِنَ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ سَائِلٌ مَرَّةً وَعِنْدِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَمَرْتُ لَهُ بِشَيْءٍ، ثُمَّ دَعَوْتُ بِهِ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَمَا تُرِيدِينَ أَنْ لَا يَدْخُلَ بَيْتَكِ شَيْءٌ وَلَا يَخْرُجَ إِلَّا بِعِلْمِكِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «مَهْلًا يَا عَائِشَةُ! لَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكِ».

جماعت کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھے تھے کہ ہم نے حضرت عائشہ ؓ کے پاس ایک شخص کو بھیجا تاکہ وہ ہمارے لیے (ان کے ہاں حاضر ہونے کی) اجازت طلب کرے۔ (اجازت ملنے پر) ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک سائل میرے پاس آیا۔ میرے پاس رسول اللہ ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ میں نے (لونڈی سے) اسے کچھ دینے کو کہا، پھر میں نے وہ چیز منگوا کر دیکھی (کہ وہ کس قدر ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! تو چاہتی ہے کہ تیرے گھر میں کوئی چیز تیرے علم کے بغیر نہ آئے اور نہ (وہاں سے) جائے؟“ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”عائشہ! ایسے نہ کرو۔ گن گن کر صدقہ نہ کیا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھے گن گن کر دے گا۔“

فائدہ: جس طرح ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بے حساب رزق دے اسی طرح ہمیں گنے بغیر صدقات کرتے رہنا چاہیے کیونکہ افعال کا بدلہ ان کی مثل ہوتا ہے۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے گننے کا ذکر تشاکل کے طور پر ہے ورنہ اللہ تعالیٰ گننے سے بے نیاز ہے۔ وہ گنے بغیر ہر چیز کو جانتا ہے۔ دراصل یہاں گننے سے مراد کم دینا ہے کیونکہ تھوڑی چیز ہی گنی جاتی ہے۔ زیادہ چیز تو بے حساب ہی دی جاتی ہے۔ یاد رہے یہ نفل صدقے کی بات ہے ورنہ فرض صدقات تو حساب کر کے ہی دیے جاتے ہیں اور وہ حساب خود شریعت نے مقرر کیا ہے۔

٢٥٥١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: «لَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللهُ عَزَّ

٢٥٥١- حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا: ”گن گن کر اللہ کے راستے میں نہ دے ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھے گن گن کر دے گا۔“

٢٥٥١ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب التحريض على الصدقة والشفاعة فيها، ح:١٤٣٣ من حديث عبدة بن سليمان، ومسلم، الزكاة، باب الحث في الإنفاق وكراهة الإحصاء، ح:١٠٢٩ من حديث هشام به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٣٦ . * فاطمة هي بنت المنذر.

وَجَلَّ عَلَيْكِ».

٢٥٥٢- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ: أَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللهِ! لَيْسَ لِي شَيْءٌ إِلَّا مَا أَدْخَلَ عَلَيَّ الزُّبَيْرُ، فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ فِي أَنْ أَرْضَخَ مِمَّا يُدْخِلُ عَلَيَّ؟ فَقَالَ: «اِرْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ، وَلَا تُوكِي فَيُوكِيَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكِ».

٢٥٥٢-حضرت اسماء بنت ابی بکر ﷠ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میرے پاس ذاتی مال تو کوئی نہیں مگر جو (میرے خاوند) حضرت زبیر ﷜ مجھے لا کر دیتے ہیں' کیا مجھے گناہ ہوگا اگر میں اس سے عطیہ وغیرہ دوں؟ آپ نے فرمایا: ''جتنی گنجائش ہو عطیے دے اور باندھ باندھ کر نہ رکھ ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر باندھ دے گا۔''

فوائد و مسائل: ① باندھ کر رکھنے سے مراد کنجوسی ہے کہ اگر تو اللہ تعالیٰ کے راستے میں نہ دے گی تو اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے رزق روک لے گا۔ اللہ تعالیٰ کے لیے باندھنے کا ذکر تشاکل (علم معانی کی ایک اصطلاح) کے طور پر ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ ② اس روایت میں عطیات سے مراد وہ چھوٹے چھوٹے عطیات ہیں جن کی عرفاً ہر گھر میں اجازت ہوتی ہے۔ اگر زیادہ مال دینا ہو تو خاوند کی اجازت ضروری ہے کیونکہ وہ مال کا اصل مالک ہے۔ اگرچہ ہر چیز اللہ ہی کی ہے۔

(المعجم ٦٣) - اَلْقَلِيلُ فِي الصَّدَقَةِ (التحفة ٦٣)

باب:٦٣- تھوڑے صدقے کا بیان

٢٥٥٣- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُحِلِّ، عَنْ عَدِيٍّ [بْنِ حَاتِمٍ] عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ».

٢٥٥٣-حضرت عدی بن حاتم ﷜ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعے سے۔''

٢٥٥٢_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب الصدقة فيما استطاع، ح:١٤٣٤، ومسلم، الزكاة، باب الحث في الإنفاق وكراهة الإحصاء، ح:١٠٢٩/٨٩ من حديث حجاج بن محمد به، وهو في الكبرى، ح:٢٣٣٢.

٢٥٥٣_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب الصدقة قبل الرد، ح:١٤١٣ من حديث المحل بن خليفة الطائي به، وهو في الكبرى، ح:٢٣٣٣.

فائدہ: یہ ایک فرضی بات ہے یعنی جو میسر ہے صدقہ کرو۔ غریب اپنے تھوڑے مال سے اور امیر زیادہ مال سے۔ نیز چھوٹی نیکی کو حقیر نہ سمجھا جائے۔ ممکن ہے وہی نیکی خلوص کی وجہ سے نجات اور کامیابی کا ذریعہ بن جائے۔

٢٥٥٤- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ مُرَّةَ حَدَّثَهُمْ عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّارَ فَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ وَتَعَوَّذَ مِنْهَا. ذَكَرَ شُعْبَةُ: أَنَّهُ فَعَلَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قَالَ: «اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ».

۲۵۵۴- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آگ کا ذکر فرمایا' پھر آپ نے (نفرت وکراہت سے) اپنا منہ پھیرا اور آگ سے اللہ کی پناہ طلب کی۔ شعبہ (راوی) نے کہا کہ آپ نے تین دفعہ ایسے ہی کیا' پھر آپ نے فرمایا: ''(جہنم کی) آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعے سے۔ اگر یہ بھی نہ ملے تو اچھی بات ہی کر کے (آگ سے بچو)۔''

فوائد و مسائل: ① یعنی جہنم سے بچاؤ اور جنت میں دخول صرف مالداروں ہی کے لیے خاص نہیں۔ فقیر لوگ بھی حسن نیت کے ساتھ معمولی چیز خرچ کر کے سخاوت کا درجہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر بالفرض کسی کے پاس کچھ بھی نہ ہو تب بھی اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی نعمت زبان تو ہے ہی۔ اس کے ساتھ بھی یہ مقصود حاصل ہو سکتا ہے۔ نیک کلمہ منہ سے نکالیں' کسی کو برا نہ کہیں' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں' مسکرا کر ملیں' پاکیزہ بات کریں' شر سے زبان بند رکھیں' نجات اور کامیابی میسر ہو گی۔ إن شاء الله. ② راوی حدیث حضرت عدی رضی اللہ عنہ عرب کے ایک مشہور اور سخی شخص حاتم طائی کے فرزند تھے۔

(المعجم ٦٤) - بَابُ التَّحْرِيضِ عَلَى الصَّدَقَةِ (التحفة ٦٤)

باب: ۶۴- دوسروں کو صدقہ کرنے کی رغبت دلانے کا بیان

٢٥٥٥- أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: وَذَكَرَ عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ

۲۵۵۵- حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم دن کے آغاز میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ کچھ لوگ آئے' ننگے بدن' ننگے پاؤں' تلواریں لٹکائے

٢٥٥٤- أخرجه البخاري، الأدب، باب طيب الكلام، ح: ٦٠٢٣، ومسلم، الزكاة، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة ... الخ، ح: ١٠١٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٣٤.

٢٥٥٥- أخرجه مسلم، ح: ١٠١٧ (انظر الحديث السابق) من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٣٥.

قَالَ: سَمِعْتُ الْمُنْذِرَ بْنَ جَرِيرٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي صَدْرِ النَّهَارِ. فَجَاءَ قَوْمٌ عُرَاةً حُفَاةً مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِمَا رَأَى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ، فَدَخَلَ، ثُمَّ خَرَجَ فَأَمَرَ بِلَالًا، فَأَذَّنَ، فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلَّى، ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ وَ ﴿اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِنْ دِينَارِهِ، مِنْ دِرْهَمِهِ، مِنْ ثَوْبِهِ، مِنْ صَاعِ بُرِّهِ، مِنْ صَاعِ تَمْرِهِ، حَتَّى قَالَ: «وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ» فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا، بَلْ قَدْ عَجَزَتْ، ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتَّى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَثِيَابٍ، حَتَّى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَتَهَلَّلُ كَأَنَّهُ مُذْهَبَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا».

ہوئے۔ وہ اکثر بلکہ سب کے سب مضر قبیلے سے تھے۔ ان کی تنگ حالی اور بھوک دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور متغیر (مغموم) ہو گیا۔ آپ اندر (گھر) گئے (مگر کچھ نہ ملا تو) پھر باہر تشریف لے آئے اور بلال ؓ کو اذان دینے کا حکم دیا۔ انھوں نے اذان و اقامت کہی۔ آپ نے جماعت کروائی' پھر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا ...... رَقِيبًا﴾ "اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا فرمایا اور اس سے اس کی بیوی پیدا کی اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کا نام لے کر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے توڑنے سے (بھی) ڈرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نگران ہے۔" ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ ...... لِغَدٍ﴾ "اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہر شخص دیکھے کہ اس نے کل (اگلی زندگی) کے لیے کیا آگے بھیجا ہے۔" آدمی اپنے دینار سے صدقہ کرے' اپنے درہم سے صدقہ کرے' اپنے کپڑے سے صدقہ کرے' گندم کا صاع دے' کھجور کا صاع دے۔" حتی کہ آپ نے فرمایا: "چاہے کھجور کا ٹکڑا ہی صدقہ کرے۔" انصار میں سے ایک آدمی اتنی بھاری تھیلی اٹھا کر لایا کہ اس کی ہتھیلی اس سے عاجز ہو رہی تھی بلکہ عاجز ہو ہی گئی تھی' پھر تو لوگوں کا تانتا بندھ گیا حتی کہ میں نے دو ڈھیر دیکھے۔ ایک غلے کا اور ایک کپڑوں کا' حتی کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور یوں (خوشی سے) دمکنے لگا گویا کہ اس پر سونا چڑھا دیا گیا ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے اسلام میں

کوئی اچھا طریقہ جاری کیا' اسے اپنا ثواب بھی ملے گا اور جتنے لوگ اسے دیکھ کر وہ کام کریں گے' ان کے اجر میں سے بھی اسے حصہ ملے گا' بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔ اسی طرح جو شخص اسلام میں برا کام جاری کر دے' اس پر اس کا اپنا گناہ بھی ہوگا اور ان لوگوں کا بھی جو اسے دیکھ کر وہ کام کریں گے' لیکن اس سے ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔"

فائدہ: "اچھا طریقہ جاری کیا۔" بشرطیکہ وہ کام شریعت میں موجود ہو' جیسے مندرجہ بالا واقعہ میں انصاری نے نیک کام میں پہل کی اور لوگوں نے اسے دیکھ کر صدقات کیے۔ اور صدقہ شریعت میں مشروع ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا کام جاری کرے جو شریعت میں موجود نہ ہو تو یہ بدعت ہوگی' خواہ وہ ظاہر میں نیک کام ہی نظر آئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص دین میں ایسا کام رائج کرے جو دین سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔" (صحیح البخاري، الصلح، حدیث:۲۶۹۷، و صحیح مسلم، الأقضیة، حدیث:۱۷۱۸) کیونکہ اس طرح دین میں تحریف ہو جائے گی اور دین کی اصل شکل و صورت قائم نہ رہے گی۔

۲۵۵۶- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ حَارِثَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «تَصَدَّقُوا، فَإِنَّهُ سَيَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَيَقُولُ الَّذِي يُعْطَاهَا: لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْأَمْسِ قَبِلْتُهَا، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَلَا».

۲۵۵۶- حضرت حارثہ ؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "صدقہ کرو اس لیے کہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی صدقہ لے کر چلے گا (کہ کسی کو دے) مگر جسے وہ صدقہ دیا جائے گا' وہ کہے گا: اگر تو کل لے آتا تو میں قبول کر لیتا' آج نہیں۔"

فوائد و مسائل: ① "ایسا زمانہ" واقعتاً رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ایسا زمانہ آیا۔ قرب قیامت بھی ایسی صورت حال پیدا ہو جائے گی کہ دولت عام ہو جائے گی۔ صدقہ تو ایک طرف رہا' کوئی دولت (سونا وغیرہ) نہ اٹھائے گا۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الزکاۃ، حدیث:۱۰۱۳) ② "کل" ضروری نہیں حقیقتاً گزشتہ کل ہی

۲۵۵۶_أخرجه البخاري، الزكاة، باب الصدقة قبل الرد، ح:١٤١١، ومسلم، الزكاة، باب الترغيب في الصدقة قبل أن لا يوجد من يقبلها، ح:١٠١١ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح:٢٣٣٦.

مراد ہو بلکہ مراد اس سے پہلے کا زمانہ بھی ہو سکتا ہے چاہے وہ سال دو سال یا اس سے کم و بیش ہی ہو۔

(المعجم ٦٥) - اَلشَّفَاعَةُ فِي الصَّدَقَةِ (التحفة ٦٥)

باب:٦٥-صدقے کے بارے میں سفارش کرنے کا بیان

٢٥٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اِشْفَعُوا تُشَفَّعُوا وَيَقْضِي اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ».

۲۵۵۷-حضرت ابو موسیٰ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''سفارش کرو۔ تمھاری سفارش قبول کی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی زبانی جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا۔''

فوائد و مسائل: ① ''سفارش کرو۔'' یعنی جب کوئی حاجت مند مانگنے آئے تو تم اس کے حق میں سفارش کر دیا کرو۔ ② ''تمھاری سفارش قبول ہوگی۔'' اگر وہ قابل تسلیم ہوئی یا مطلب ہے کہ تمھیں سفارش کا ثواب ملے گا جیسا کہ ایک دوسری روایت میں اس مفہوم کی صراحت ہے: [اِشْفَعُوا تُؤْجَرُوا] (صحیح البخاري، الزکاۃ، حدیث: ۱۴۳۲ و صحیح مسلم، البر والصلۃ، حدیث: ۲۶۲۷) یہی معنی زیادہ مناسب ہیں۔ ③ ''فیصلہ فرمائے گا۔'' یعنی فیصلہ تو نبی ﷺ کے ہاتھ میں ہے جو وہ الٰہی تعلیمات کی روشنی میں فرمائیں گے۔ تم سفارش کر کے ثواب حاصل کر لیا کرو۔

٢٥٥٨- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الرَّجُلَ لَيَسْأَلُنِي الشَّيْءَ فَأَمْنَعُهُ حَتّٰى تَشْفَعُوا فِيهِ فَتُؤْجَرُوا».

۲۵۵۸-حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک آدمی مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے اور میں انکار کر دیتا ہوں تا کہ تم سفارش کر کے ثواب حاصل کرو۔'' تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفارش کیا کرو تمھیں ثواب ملے گا۔''

٢٥٥٧_ أخرجه البخاري، الأدب، باب تعاون المؤمنين بعضهم بعضًا، ح:٦٠٢٦، ٦٠٢٧ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، البر والصلة، باب استحباب الشفاعة فيما ليس بحرام، ح:٢٦٢٧ من حديث أبي بردة، واسمه بريد ـ به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٣٧.

٢٥٥٨_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الأدب، باب في الشفاعة، ح:٥١٣٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٣٨. * عمرو هو ابن دينار، وشيخه وهب.

وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اِشْفَعُوا تُؤْجَرُوا».

(المعجم ٦٦) - اَلْاِخْتِيَالُ فِي الصَّدَقَةِ (التحفة ٦٦)

باب:٦٦-صدقے میں فخر کرنا

٢٥٥٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيُّ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَمِنَ الْخُيَلَاءِ مَا يُحِبُّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَأَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي يُحِبُّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيبَةِ، وَأَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي يُبْغِضُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيبَةٍ، وَالْاِخْتِيَالُ الَّذِي يُحِبُّ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ اخْتِيَالُ الرَّجُلِ بِنَفْسِهِ عِنْدَ الْقِتَالِ وَعِنْدَ الصَّدَقَةِ، وَالْاِخْتِيَالُ الَّذِي يُبْغِضُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ الْخُيَلَاءُ فِي الْبَاطِلِ».

٢٥٥٩-حضرت جابر ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک غیرت وہ ہے جسے اللہ عزوجل پسند فرماتا ہے اور ایک غیرت وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔ اسی طرح ایک فخر وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور ایک فخر وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے۔ پسندیدہ غیرت وہ ہے جو تہمت کے مقام پر ہو اور ناپسندیدہ غیرت وہ ہے جو بلاوجہ ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ فخر وہ ہے جو آدمی لڑائی کے وقت کرے یا صدقہ کرتے وقت۔ اور ناپسندیدہ فخر وہ ہے جو باطل میں ہو۔“

فوائد و مسائل: ① ”تہمت کے مقام پر۔“ یعنی جس کام سے انسان شرعاً یا عرفاً متہم قرار پاتا ہو اس کام کو غیرت کی بنا پر چھوڑ دیا جائے‘ مثلاً: بدنام لوگوں کے ساتھ میل جول رکھنا۔ مے خانے اور جوا خانے میں بیٹھنا

٢٥٥٩_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الخيلاء في الحرب، ح:٢٦٥٩ من حديث يحيى به، وهو في الكبرى، ح:٢٣٣٩، وصححه ابن حبان، ح:١٣١٣، ١٦٦٦، وابن حجر في الإصابة: ١/ ٢١٥، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح:١٩٩٦ وغيره.

اوراسی طرح غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی اور خلوت اختیار کرنا وغیرہ۔ ④ ”پسندیدہ فخر“ لڑائی کے وقت فخر یہ ہے کہ اپنی قوت و جرأت کا اظہار کرے تا کہ کفار مرعوب ہوں۔ فخریہ اشعار پڑھنا بھی اس میں داخل ہے۔ اور صدقے کے وقت فخر یہ ہے کہ خوب دل کھول کر صدقہ کرے بلکہ صدقے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھے کبھی کبھار دوسرے کو اپنے سے آگے بڑھنے کا چیلنج کرے۔ یاد رکھیے! اس سے ریاکاری یا وسائل پر فخر کرنا مراد نہیں کہ وہ تو گناہ کبیرہ ہے۔ ناجائز کام پر خرچ کرنا حرام ہے خواہ ایک پیسہ ہو۔

٢٥٦٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كُلُوا، وَتَصَدَّقُوا، وَالْبَسُوا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا مَخِيلَةٍ».

۲۵۶۰- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کھاؤ اور صدقہ کرو اور لباس پہنو مگر فضول خرچی اور تکبر نہ ہو۔“

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب اللباس سے پہلے معلق بیان کیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے شواہد اور متابعات کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ بنابریں دلائل کی رو سے اصولی طور پر یہ روایت حسن درجے کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۲۳/۵۹،۶۰، والموسوعة الحديثية مسند الإمام إحمد: ۱۱/۲۹۴، ۳۱۳،۳۱۲،۲۹۵، و هداية الرواة: ۴/۲۱۷،۲۱۸) ② فضول خرچی سے مراد ضرورت سے زائد خرچ کرنا یا حرام میں خرچ کرنا ہے۔ اور تکبر سے مراد یہ ہے کہ دوسروں کو حقیر سمجھے جو کھانے پینے اور لباس وغیرہ میں اس سے کم درجے میں ہوں۔

(المعجم ٦٧) - بَابُ أَجْرِ الْخَازِنِ إِذَا تَصَدَّقَ بِإِذْنِ مَوْلَاهُ (التحفة ٦٧)

باب:۶۷- خزانچی اپنے مالک کی اجازت سے صدقہ کرے تو اسے بھی ثواب ملے گا

٢٥٦١- أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ الْهَيْثَمِ بْنِ

۲۵۶۱- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

٢٥٦٠- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن ماجه، اللباس، باب: البس ما شئت، ما أخطأك سرف أو مخيلة، ح: ٣٦٠٥ من حديث يزيد بن هارون به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٤٠، وعلقه البخاري في أول كتاب اللباس. ● قتادة عنعن.

٢٥٦١- أخرجه البخاري، الإجارة، باب استئجار الرجل الصالح ... الخ، ح: ٢٢٦٠ من حديث سفيان.

عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا» وَقَالَ: «اَلْخَازِنُ الْأَمِينُ الَّذِي يُعْطِي مَا أُمِرَ بِهِ طَيِّبًا بِهَا نَفْسُهُ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔'' نیز فرمایا: ''امانت دار خازن جو خوش دلی سے وہ چیز (اللہ کے راستے میں) دیتا ہے جس کا اسے حکم دیا گیا ہو وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں شمار ہوتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① اکیلی اکیلی اینٹ کوئی وقعت نہیں رکھتی مگر جب ایک دوسرے سے مل جائیں تو مضبوط دیوار بن جاتی ہے۔ اور دیواریں مل کر چار دیواری اور چھت کے ساتھ مکمل مکان بن جاتا ہے جو ہر قسم کے طوفانوں کا بلا کھٹکے مقابلہ کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے کے ساتھ ایسے ہی ہونا چاہیے۔ ② ''صدقہ کرنے والوں میں۔'' کیونکہ ظاہراً تو صدقہ وہی کر رہا ہے۔ صدقہ کرنے والوں سے مراد سب صدقہ کرنے والے یا یہ دو شخص مالک اور خزانچی ہیں۔ یاد رہے کہ مالک کو اس کی ملکیت کی بنا پر ثواب ملے گا اور خزانچی کو اس کے فعل پر۔ ضروری نہیں کہ دونوں ثواب میں برابر ہوں۔

(المعجم ٦٨) - بَابُ الْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ (التحفة ٦٨)

باب: ٦٨- چھپا کر صدقہ کرنے والا

٢٥٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ، وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ».

٢٥٦٢- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنے والا' علانیہ صدقہ کرنے والے کی طرح ہے اور آہستہ قرآن پڑھنے والا چھپا کر صدقہ کرنے والے کی طرح۔''

الثوري، ومسلم، الزكاة، باب أجر الخازن الأمين ... الخ، ح: ١٠٢٣ من حديث بريد به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٤١.

٢٥٦٢- [إسناده حسن] تقدم، ح: ١٦٦٤، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٤٢.

فائدہ: قرآن مجید میں چھپا کر صدقہ کرنے کو افضل کہا گیا ہے۔ اگرچہ علانیہ صدقہ کرنے والے کو بھی اچھا کہا گیا ہے کیونکہ دونوں میں الگ الگ فوائد ہیں۔ چونکہ علانیہ میں ریاکاری کا خطرہ قوی ہے، لہٰذا وہ افضل نہیں۔ لیکن بعض اوقات علانیہ صدقہ بھی افضل ہو سکتا ہے جبکہ اس سے دوسروں کو ترغیب وتشویق دینا مقصود ہو۔ بعض اہل علم نے یوں تطبیق دی ہے کہ فرض صدقہ علانیہ کیا جائے کیونکہ وہ اتہام والزام سے بچ جائے گا۔ دوسروں کو رغبت بھی ہوگی۔ اس میں ریاکاری کا امکان بھی کم ہے کیونکہ فرض کام تو بہرحال کرنا ہی پڑتا ہے، البتہ نفل صدقہ چھپا کر ہی دیا جائے کیونکہ یہ اللہ اور بندے کا معاملہ ہے۔ اسے پوشیدہ ہی رہنا چاہیے، جبکہ فرض تو پوشیدہ نہیں رہ سکتا، جیسے فرض نماز سب کے سامنے (باجماعت) پڑھنا فرض ہے جبکہ نفل نماز گھر ہی میں افضل ہے تاکہ ریا کا شائبہ نہ رہے۔

(المعجم ٦٩) - اَلْمَنَّانُ بِمَا أَعْطٰى (التحفة ٦٩)

باب:٦٩- دے کر احسان جتلانے والا

٢٥٦٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالْمَرْأَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ، وَالدَّيُّوثُ، وَثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالْمُدْمِنُ عَلَى الْخَمْرِ، وَالْمَنَّانُ بِمَا أَعْطٰى».

٢٥٦٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کی طرف نہیں دیکھے گا: والدین کا نافرمان، مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت اور بے غیرت خاوند، نیز تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے: ماں باپ کا نافرمان، ہمیشہ شراب پینے والا اور دے کر احسان جتلانے والا۔“

فوائد ومسائل: ① ”نہیں دیکھے گا۔“ یعنی رحمت اور پیار ومحبت سے نہیں دیکھے گا کیونکہ اصل دیکھنا تو یہی ہوتا ہے ورنہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے چھپا ہوا ہے نہ چھپ ہی سکتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ سزا بھی اولاً ہے ورنہ آخر کار یہ بھی اگر مومن ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت بے کنار میں آ ہی جائیں گے۔ ② ”والدین کا نافرمان۔“ یعنی ان کے حقوق ادا نہ کرنے والا۔ ③ ”مردوں سے مشابہت کرنے والی عورت۔“ یعنی ان معاملات میں جو

٢٥٦٣- [إسناده حسن] أخرجه أبويعلى في مسنده: ٩/٤٠٨، ٤٠٩، ح: ٥٥٥٦ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٤٣، وصححه ابن حبان، ح: ٥٦، والحاكم: ٤/١٤٦، ١٤٧، والذهبي، وللحديث شواهد.

مردوں کے ساتھ خاص ہیں، مثلاً: لباس، حجامت وغیرہ۔ یا مردوں جیسے کام کرے، مثلاً: کھیتوں میں ہل چلانا، حکومت اور سیاست کرنا وغیرہ، جن کاموں میں مردوں سے اختلاط ہو۔④ دیوث بے غیرت جسے اپنی بیوی، بیٹی یا بہن کے غیروں کے ساتھ ناجائز تعلقات پر کوئی اعتراض نہ ہو۔⑤ "جنت میں نہیں جائیں گے۔" یعنی اولاً، ورنہ سزا بھگتنے کے بعد تو ہر ایمان والا جنت میں جائے گا۔ صحیح روایات میں صراحت ہے۔⑥ "ہمیشہ شراب پینے والا۔" یعنی شراب پیتا رہا اور بغیر توبہ کیے مرگیا، خواہ زندگی کے آخر میں شراب شروع کی ہو۔

٢٥٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُدْرِكِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ» فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ أَبُو ذَرٍّ: خَابُوا وَخَسِرُوا، خَابُوا وَخَسِرُوا، قَالَ: «اَلْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ، وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهُ».

٢٥٦٤- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: "تین شخص ایسے (بدنصیب) ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انھیں (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔ نہ ان سے (رضامندی والا) کلام فرمائے گا اور نہ انھیں پاک فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہو گا۔" رسول اللہ ﷺ نے آیت کا یہ ٹکڑا قراءت فرمایا تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: وہ تو ناکام ہوئے اور خسارے میں پڑ گئے۔ وہ تو ناکام ہوئے اور خسارے میں پڑے۔ (وہ کون لوگ ہیں؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(وہ یہ ہیں:) اپنے تہبند کو ٹخنے سے نیچے لٹکانے والا، جھوٹی قسم کھا کر اپنا سامان بیچنے والا اور اپنے عطیے پر احسان جتلانے والا۔"

فوائد ومسائل: ① "نہ کلام فرمائے گا۔" البتہ ڈانٹ ڈپٹ ہوگی لیکن عرفاً سے کلام کرنا نہیں کہتے۔ یہ تو دشمنوں میں بھی ہوتا ہے۔② "نہ پاک فرمائے گا۔" سزا یہی ہے مگر اللہ تعالیٰ معاف فرما دے تو کیا اعتراض؟ سزا کے بعد تو ہر مومن کو معافی ہو ہی جائے گی۔

٢٥٦٥- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ

٢٥٦٥- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین شخص ایسے (بدنصیب) ہیں کہ

٢٥٦٤- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان غلظ تحريم إسبال الإزار ... الخ، ح:١٠٦ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٤٤ . • محمد هو ابن جعفر، لقبه غندر.

٢٥٦٥- أخرجه مسلم عن بشر بن خالد به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٤٥.

سُلَيْمَانَ - وَهُوَ الْأَعْمَشُ - عَنْ سُلَيْمَانَ ابْنِ مُسْهِرٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ، وَلَا يُزَكِّيهِمْ، وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ: الْمَنَّانُ بِمَا أَعْطَى، وَالْمُسْبِلُ إِزَارَهُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ».

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انھیں پاک فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے: اپنے عطیے کا احسان جتلانے والا' اپنے تہبند کو ٹخنے سے نیچے لٹکانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا۔"

(المعجم ٧٠) - بَابُ رَدِّ السَّائِلِ (التحفة ٧٠)

باب:۷۰- سائل کو (کچھ نہ کچھ دے کر) رخصت کرنا چاہیے

٢٥٦٦- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، ح: وَأَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ بُجَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ جَدَّتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «رُدُّوا السَّائِلَ وَلَوْ بِظِلْفٍ» وَفِي حَدِيثِ هَارُونَ: «مُحْرَقٍ».

۲۵۶۶- حضرت ابن بجید انصاری کی دادی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سوالی کو کچھ نہ کچھ دے کر واپس کرو' خواہ جلا ہوا کھر ہی ہو۔"

فائدہ: مقصد مبالغہ ہے' نیز یہ حکم تب ہے جب سائل حق دار ہو اور مسئول کے پاس گنجائش ہو' ورنہ پیشہ ور گداگروں کو (بشرطیکہ معلوم ہوں) دینا تو گناہ ہی کے زمرے میں آ سکتا ہے کیونکہ اس طرح گداگری کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے جبکہ اسلام نے اس کی سختی کے ساتھ ممانعت فرمائی ہے۔

(المعجم ٧١) - بَابُ مَنْ يُسْأَلُ وَلَا يُعْطِي (التحفة ٧١)

باب:۷۱- جس شخص سے مانگا جائے اور وہ نہ دے تو؟

٢٥٦٦_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح:٢٣٤٦، والموطأ(يحيى): ٢/ ٩٢٣، بلفظ: ردوا المسكين ولو بظلف محرق، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٤٧٣، وابن حبان، ح:٨٢٤، والحاكم:١/ ٤١٧، والذهبي * وزيد بن أسلم لم يكن مدلسًا على الراجح، وانظر الحديث الآتي، ح:٢٥٧٦.

٢٥٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَأْتِي رَجُلٌ مَوْلَاهُ يَسْأَلُهُ مِنْ فَضْلٍ عِنْدَهُ فَيَمْنَعُهُ إِيَّاهُ، إِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعٌ أَقْرَعُ يَتَلَمَّظُ فَضْلَهُ الَّذِي مَنَعَ».

٢٥٦٧- حضرت بہز بن حکیم کے دادا نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جب کوئی شخص اپنے مالک کے پاس جائے اور اس سے اس کی ضرورت سے زائد کوئی چیز مانگے اور وہ اسے نہ دے تو اس مالک کے لیے قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بلایا جائے گا جو اس کے زائد مال کو چبائے گا' جو اس نے نہیں دیا۔“

فائدہ: ”چبائے گا۔“ یہ معنی بھی بن سکتے ہیں: ”قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بلایا جائے گا جو اس مالک کو چبائے گا اور یہ سانپ اس کا وہ زائد مال ہوگا جو اس نے مانگنے پر نہیں دیا تھا۔“ بظاہر یہ معنی زیادہ مناسب لگتے ہیں مگر الفاظ ان کا ساتھ نہیں دیتے' اس لیے ظاہر معنی کو متن میں لکھا گیا ہے۔

(المعجم ٧٢) - مَنْ سَأَلَ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٧٢)

باب:٧٢- جو شخص اللہ عزوجل کے نام پر مانگے

٢٥٦٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللهِ فَأَعِيذُوهُ، وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِاللهِ فَأَعْطُوهُ، وَمَنِ اسْتَجَارَ بِاللهِ فَأَجِيرُوهُ، وَمَنْ آتَى إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَعْلَمُوا أَنْ قَدْ

٢٥٦٨- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پناہ طلب کرے' اسے پناہ دو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگے' اسے دو۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام پر امن مانگے اسے امن دو۔ اور جو شخص تم سے حسن سلوک کرے اسے اس کا بدلہ دو اور اگر تمھیں بدلہ دینے کو کچھ نہ ملے تو اس کے لیے دعا کرو (اور کرتے رہو) حتی کہ

٢٥٦٧_[إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، الحدود، باب المرتد عن دينه، ح: ٢٥٣٦ من حديث بهز به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٤٧.

٢٥٦٨_[إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب عطية من سأل بالله عزوجل، ح: ١٦٧٢، ٥١٠٩ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٤٨، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٧١، ٢٠٧٢، والحاكم: ١/ ٤١٢ على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي. ● الأعمش عنعن، تقدم، ح: ٣٠، وبينه وبين مجاهد: إبراهيم التيمي (موارد الظمآن)، ح: ٢٠٧٢، وللحديث شواهد ضعيفة كلها.

كَافَأْتُمُوهُ».

تمھیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کے احسان کا بدلہ چکا دیا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد اور متابعات کی بنا پر اسے صحیح قرار دیا ہے۔ مسند احمد کے محققین نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے جس سے صحیح حدیث والی رائے ہی اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي:۲۳/۸۳-۸۷، و الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد:۹/۲۶۶،۲۶۷، والصحيحة للألباني:۱/۵۱۰،۵۱۱، رقم الحديث:۲۵۴) ② اللہ تعالیٰ ہی عزت والا ہے۔ تمام بزرگی اور عظمت اللہ ہی کے لائق ہے۔ اس کی عظمت کا تقاضا ہے کہ جب اس کا مقدس نام آ جائے تو انسان سر تسلیم خم کر دے۔ اور بساط بھر اس نام کی حرمت قائم رکھے بشرطیکہ وہ غلط مطالبہ نہ ہو یعنی شریعت کے خلاف نہ ہو اور اس سے کسی پر ظلم نہ ہوتا ہو اور نہ کسی کی حق تلفی۔

(المعجم ٧٣) - مَنْ سَأَلَ بِوَجْهِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (التحفة ٧٣)

باب: ۷۳- جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دے کر مانگے

٢٥٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ: سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللهِ! مَا أَتَيْتُكَ حَتَّى حَلَفْتُ أَكْثَرَ مِنْ عَدَدِهِنَّ لِأَصَابِعِ يَدَيْهِ: أَلَّا آتِيَكَ وَلَا آتِيَ دِينَكَ، وَإِنِّي كُنْتُ امْرَءًا لَا أَعْقِلُ شَيْئًا إِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللهُ وَرَسُولُهُ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ بِوَجْهِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: بِمَا بَعَثَكَ رَبُّكَ إِلَيْنَا؟ قَالَ: «بِالْإِسْلَامِ» قَالَ: قُلْتُ: وَمَا آيَاتُ الْإِسْلَامِ؟ قَالَ: «أَنْ تَقُولَ: أَسْلَمْتُ وَجْهِي لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَتَخَلَّيْتُ، وَتُقِيمَ

۲۵۶۹- حضرت بہز بن حکیم کے دادا (حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری ؓ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں نے آپ کے پاس آنے سے قبل اپنے ہاتھ کی انگلیوں کی تعداد سے بھی زیادہ قسمیں کھائی تھیں کہ نہ میں آپ کے پاس آؤں گا اور نہ آپ کا دین قبول کروں گا۔ اور میں دین کی کوئی سمجھ نہیں رکھتا مگر جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مجھے سکھائیں۔ اور میں آپ سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا چیز دے کر ہمارے پاس بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اسلام دے کر۔" میں نے عرض کیا: اسلام کی علامات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا:

٢٥٦٩_[إسناده حسن] تقدم، ح: ٢٤٣٨، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٤٩.

الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، كُلُّ مُسْلِمٍ عَلَى مُسْلِمٍ مُحَرَّمٌ، أَخَوَانِ نَصِيرَانِ، لَا يَقْبَلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ مُشْرِكٍ بَعْدَ مَا أَسْلَمَ عَمَلًا، أَوْ يُفَارِقَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ».

''یہ کہ تو کہے: میں نے اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کے تابع کر دیا ہے اور (اس کے علاوہ ہر چیز سے) علیحدہ ہو جائے اور نماز قائم کرے اور زکاۃ ادا کرے۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے قابل احترام ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے مددگار بھائی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی مشرک سے اس کے اسلام لانے کے بعد بھی کوئی عمل قبول نہیں فرماتا حتی کہ وہ مشرکین کو چھوڑ کر مسلمانوں سے آ ملے۔''

فائدہ: ''مسلمانوں سے آ ملے۔'' یعنی ہجرت کر لے۔ نبی ﷺ کے دور میں مسلمانوں کی قوت مجتمع کرنے کی ضرورت تھی، نیز اہل کفر سے اس قدر رخاصمت تھی کہ دونوں کا اکٹھا رہنا اور دین پر عمل کرنا ناممکن تھا، اس لیے ہجرت فرض تھی۔ جب اسلام پھیل گیا اور کفر سکڑ گیا تو آپ نے اعلان فرما دیا کہ اب مکہ سے ہجرت کی ضرورت نہیں رہی۔ گویا ہجرت لازمۂ اسلام نہیں بلکہ اس کا فیصلہ حالات کے جائزے سے ہوگا۔ نہ ہر دارالکفر میں رہنا جائز ہے اور نہ ہر دارالکفر سے ہجرت واجب ہے۔

(المعجم ٧٤) - مَنْ يَسْأَلُ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يُعْطِي بِهِ (التحفة ٧٤)

باب:٧٤- جو شخص اللہ کے نام پر مانگے اور خود اس کے نام پر نہ دے؟

٢٥٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ خَالِدٍ الْقَارِظِيِّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا؟»

٢٥٧٠- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمھیں نہ بتاؤں کہ لوگوں میں سے بہترین رتبے والا کون شخص ہے؟'' ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! (ضرور بتائیں!) آپ نے فرمایا: ''وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنا گھوڑا لیے پھرتا ہے حتی کہ اسے موت آ جاتی

٢٥٧٠ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٢٣٧، ٣١٩، ٣٢٢ من حديث ابن أبي ذئب به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٥٠، وصححه ابن حبان، ح: ١٥٩٣. ● إسماعيل بن عبدالرحمٰن هو ابن ذؤيب الأسدي المدني، وتابعه بكير بن عبدالله بن الأشج عند الترمذي، ح: ١٦٥٢، وابن حبان، ح: ١٥٩٤ وغيرهما، وللحديث شاهد عند أحمد: ١/ ٢٢٦، ٣١١.

قُلْنَا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللهِ!، قَالَ: «رَجُلٌ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى يَمُوتَ أَوْ يُقْتَلَ، وَأُخْبِرُكُمْ بِالَّذِي يَلِيهِ»؟ قُلْنَا: نَعَمْ، يَا رَسُولَ اللهِ!، قَالَ: «رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِي شِعْبٍ يُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَيَعْتَزِلُ شُرُورَ النَّاسِ، وَأُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ»؟ قُلْنَا: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «الَّذِي يَسْأَلُ بِاللهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا يُعْطِي بِهِ».

ہے یا وہ شہید ہو جاتا ہے۔ اور میں تمھیں وہ شخص بتاؤں جو اس کے قریب ہے؟" ہم نے کہا: جی ہاں۔ اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: "وہ شخص جو کسی پہاڑ کی گھائی میں علیحدہ رہتا ہے نماز قائم کرتا ہے زکاۃ ادا کرتا ہے اور لوگوں کے شر سے علیحدہ رہتا ہے نیز بتاؤں بدترین شخص کون ہے؟" ہم نے کہا: جی ہاں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: "جو اللہ کے نام پر خود تو (لوگوں سے) مانگے لیکن اس کے نام پر (کسی کو) نہ دے۔"

فوائد ومسائل: ① "گھوڑا لیے پھرتا ہے۔" یعنی جہاد کرتا ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ مطلقاً اعلیٰ عمل ہے۔ اور پہاڑ کی گھائی میں علیحدہ رہنا صرف اس وقت افضل ہے جب دین کی حفاظت مقصود ہو اور لوگوں میں رہ کر دین پر قائم رہنا انتہائی مشکل ہو جائے ورنہ لوگوں میں رہنا اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنا ہی افضل ہے۔ رہبانیت کی اجازت نہیں۔ ② "لوگوں کے شر سے۔" یعنی اپنے دین کو محفوظ کر لیتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ لوگوں کو تکلیف نہیں پہنچاتا۔ اپنے شر سے لوگوں کو محفوظ رکھنا بھی بڑی فضیلت ہے۔ ③ [اَلَّذِي يَسْأَلُ بِاللّٰهِ] کو يُسْأَلُ (مجہول) بھی پڑھا گیا ہے جس کا ترجمہ ہوگا: جس سے اللہ کے نام پر سوال کیا جائے لیکن وہ نہ دے۔ پہلے مفہوم میں دو قباحتیں جمع ہو جاتی ہیں: لوگوں سے مانگنا بھی اور خود نہ دینا بھی جبکہ دوسرے مفہوم میں صرف ایک قباحت ہے۔ الفاظ حدیث دونوں مفہوم کے محتمل ہیں۔ واللّٰہ أعلم۔

(المعجم ٧٥) - ثَوَابُ مَنْ يُعْطِي (التحفة ٧٥)

باب:٧٥- جو شخص (اللہ تعالیٰ کے نام پر) دے اس کا ثواب؟

٢٥٧١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ رِبْعِيًّا يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ظَبْيَانَ رَفَعَهُ إِلٰى أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ

٢٥٧١- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرماتا ہے اور تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بغض رکھتا ہے۔ جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے (وہ یہ ہیں:) ایک آدمی کسی قوم کے پاس آیا۔ ان

٢٥٧١- [إسناده حسن] تقدم، ح:١٦١٦، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٥١.

وَثَلَاثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، أَمَّا الَّذِينَ يُحِبُّهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فَرَجُلٌ أَتَى قَوْمًا فَسَأَلَهُمْ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَمْ يَسْأَلْهُمْ بِقَرَابَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوهُ، فَتَخَلَّفَهُ رَجُلٌ بِأَعْقَابِهِمْ فَأَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهِ إِلَّا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِي أَعْطَاهُ، وَقَوْمٌ سَارُوا لَيْلَتَهُمْ حَتَّى إِذَا كَانَ النَّوْمُ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهِ، نَزَلُوا فَوَضَعُوا رُؤُوسَهُمْ، فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِي وَيَتْلُو آيَاتِي، وَرَجُلٌ كَانَ فِي سَرِيَّةٍ فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَهُزِمُوا، فَأَقْبَلَ بِصَدْرِهِ حَتَّى يُقْتَلَ أَوْ يَفْتَحَ اللهُ لَهُ، وَالثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُبْغِضُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: اَلشَّيْخُ الزَّانِي، وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ، وَالْغَنِيُّ الظَّلُومُ».

سے اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کیا۔ کسی باہمی قرابت کی بنا پر سوال نہیں کیا' لیکن انھوں نے اسے کچھ نہ دیا۔ ایک شخص (ان میں سے اٹھا اور) ان لوگوں کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل گیا اور اسے خفیہ طور پر دیا۔ اس کے اس عطیے کو اللہ تعالیٰ نے جانا یا اس شخص نے جسے اس نے دیا۔ (دوسرا یہ کہ) کچھ لوگ ساری رات چلتے رہے' حتی کہ جب نیند انھیں ہر اس چیز سے اچھی لگنے لگی جو نیند کے برابر ہو سکتی ہے تو وہ سواریوں سے اتر پڑے اور سو گئے' لیکن ایک شخص (نماز میں) کھڑا ہو کر میرے سامنے گڑگڑانے لگا اور میری آیات تلاوت کرنے لگا۔ تیسرا وہ شخص جو ایک لشکر میں تھا۔ ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا۔ سب بھاگ کھڑے ہوئے مگر وہ ڈٹا رہا' حتی کہ شہید ہو گیا یا اسے فتح مل گئی۔ اور وہ تین شخص جن سے اللہ عزوجل بغض رکھتا ہے' یہ ہیں: بوڑھا زناکار' فقیر متکبر اور مال دار ظالم۔"

فوائد و مسائل: ① محبت اور بغض اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں جن کا قرآن و حدیث میں بکثرت ذکر ملتا ہے' مگر کچھ لوگ فلسفے کے بعض غیر مسلم اصولوں سے متاثر ہو کر ان صفات کی نفی کرتے ہیں اور ان سے صرف انعام و انتقام مراد لیتے ہیں' حالانکہ یہ الگ دو صفات ہیں جو اللہ تعالیٰ میں پائی جاتی ہیں۔ ان لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے واقفیت رکھتے ہیں؟ لفظ سے وہی معنی مراد لینے چاہئیں جو ایک سادہ سننے والے کی سمجھ میں آتے ہیں' حقیقت ہو یا مجاز۔ اگر ان صفات کا عام مفہوم اللہ تعالیٰ کے لائق نہ ہوتا تو ضرور بیان کر دیا جاتا۔ ② جن تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ کے محبت فرمانے کا تعلق ہے ان میں ایک قدر مشترک ہے اور وہ ہے خلوص۔ تینوں ریاکاری سے کوسوں دور ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اپنا مال' آرام اور جان قربان کرتے ہیں۔ ③ زنا' تکبر اور ظلم ہر حال میں کبیرہ گناہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ اور ان کا فاعل اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ہے مگر جب ان کے فاعل کے پاس ذرہ بھر بھی عذر نہ ہو حتی کہ عرفاً بھی نہ ہو تو یہ کام اکبر الکبائر بن جاتے ہیں۔ نوجوان کے پاس شہوت' مالدار کے پاس مال اور فقیر کے ہاں فقر ان جرائم کا عذر عرفاً بن سکتے ہیں مگر بوڑھے کے پاس زنا اور فقیر کے پاس تکبر اور اکڑفوں اور مال دار کے پاس کسی کی حق تلفی کا کیا عذر ہو سکتا ہے؟ جسے شرعاً نہیں تو عرفاً ہی پیش کیا جا سکے۔ أَعَاذَنَا اللهُ عَنْهَا.

(المعجم ۷٦) - تَفْسِيرُ الْمِسْكِينِ (التحفة ۷٦)

باب:۷٦- مسکین کی تفسیر (کہ وہ کون ہے؟)

۲۵۷۲- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَاللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ إِنَّ الْمِسْكِينَ الْمُتَعَفِّفُ، اِقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ:﴿لَا يَسْـَٔلُونَ ٱلنَّاسَ إِلْحَافًا﴾».

۲۵۷۲- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسکین وہ نہیں جس کو ایک کھجور دو کھجوریں یا ایک لقمہ دو لقمے واپس کر دیں بلکہ مسکین وہ ہے جو حاجت مند ہونے کے باوجود مانگنے سے پرہیز کرے۔ تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿لَا يَسْـَٔلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾ ”(صدقات کے مستحق وہ لوگ ہیں) جو مانگتے وقت لوگوں کے گلے نہیں پڑ جاتے۔“

فائدہ: ”مسکین وہ نہیں“ کیونکہ اس قسم کے لوگ عموماً پیشہ ور بھکاری ہوتے ہیں اور دوسروں سے زیادہ امیر ہوتے ہیں۔ یا مطلب یہ ہے کہ قابل تعریف مسکین نہیں اگرچہ مسکین تو ہیں۔ یا یہ اس قدر مستحق نہیں جس قدر سوال نہ کرنے والے حاجت مند لوگ مستحق ہیں۔

۲۵۷۳- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ الْمِسْكِينُ بِهٰذَا الطَّوَّافِ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ» قَالُوا: فَمَا الْمِسْكِينُ؟ قَالَ: «الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ، وَلَا يُفْطَنُ لَهُ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ، وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلَ النَّاسَ».

۲۵۷۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ گھومنے پھرنے والا شخص مسکین نہیں جسے ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں پلٹا دیتی ہیں۔“ صحابہ نے عرض کیا: تو پھر مسکین کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ گزارا کر سکے۔ نہ اس (کے فقر) کا کسی کو پتا ہی چلتا ہے کہ اس پر صدقہ کیا جائے اور نہ وہ خود کھڑا ہو کر لوگوں سے مانگتا ہے۔“

۲۵۷۲_ أخرجه مسلم، الزكاة، باب المسكين الذي لا يجد غنى . . . الخ، ح: ۱۰۳۹ من حديث إسماعيل بن جعفر، وأخرجه البخاري، التفسير، باب:﴿ لا يسألون الناس إلحافًا﴾، ح: ٤٥٣٩ من حديث شريك بن أبي نمر به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۵۲.

۲۵۷۳_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب قول الله عزوجل:﴿لا يسألون الناس إلحافًا﴾، ح: ۱٤۷۹ من حديث مالك، ومسلم: ۱۰۱/۱۰۳۹، انظر الحديث السابق من حديث أبي الزناد به، وهو في الموطا(يحيى): ۲/ ۹۲۳، والكبرى، ح: ۲۳۵۳.

٢٥٧٤- أَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ الْأُكْلَةُ وَالْأُكْلَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ» قَالُوا: فَمَا الْمِسْكِينُ؟ يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: «الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى، وَلَا يَعْلَمُ النَّاسُ حَاجَتَهُ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ».

٢٥٧٤- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسکین وہ شخص نہیں جسے ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں پلٹا دیتی ہیں۔" لوگوں نے کہا: تو اے اللہ کے رسول! پھر مسکین کون ہے؟ آپ نے فرمایا: "جو شخص اتنا مال نہیں رکھتا جو کفایت کر سکے اور لوگوں کو اس (کے فقر) کا پتا نہیں چلتا کہ اس پر صدقہ ہو سکے۔"

فائدہ: مذکورہ روایت معناً صحیح ہے جیسا کہ محقق کتاب نے لکھا ہے کہ بخاری ومسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے۔ واللہ اعلم.

٢٥٧٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بُجَيْدٍ، عَنْ جَدَّتِهِ أُمِّ بُجَيْدٍ - وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ - أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: إِنَّ الْمِسْكِينَ لَيَقُومُ عَلَى بَابِي فَمَا أَجِدُ لَهُ شَيْئًا أُعْطِيهِ إِيَّاهُ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ لَمْ تَجِدِي شَيْئًا تُعْطِينَهُ إِيَّاهُ إِلَّا ظِلْفًا مُحْرَقًا فَادْفَعِيهِ إِلَيْهِ».

٢٥٧٥- حضرت ام بجید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ اور انھیں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کبھی کوئی مسکین سائل میرے دروازے پر آ کھڑا ہوتا ہے مگر میرے پاس اسے دینے کے لیے کچھ نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر اسے دینے کے لیے تیرے پاس کچھ بھی نہ ہو سوائے جلے ہوئے کھر کے تو وہی اسے دے دے۔"

٢٥٧٤- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب من يعطي من الصدقة وحدّ الغنى، ح: ١٦٣٢ من حديث معمر به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٥٤ ـ * الزهري عنعن، وحديث البخاري، ح: ١٤٧٦، ومسلم، ح: ١٠٣٩ يغني عنه.

٢٥٧٥- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب حق السائل، ح: ١٦٦٧، والترمذي، الزكاة، باب ماجاء في حق السائل، ح: ٦٦٥ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٥٥، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وتقدم طرفه، ح: ٢٥٦٦.

فائدہ: سائل دروازے سے محروم نہیں جانا چاہیے۔ استحقاق اور عدم استحقاق کو تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے الا یہ کہ اس کا پیشہ ور ہونا معلوم ہو اور وہ حقیقتاً محتاج نہ ہو۔ (نیز دیکھیے' حدیث:٢٥٦٦)

(المعجم ٧٧) - اَلْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ (التحفة ٧٧)

باب:٧٧- تکبر کرنے والا فقیر

٢٥٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: اَلشَّيْخُ الزَّانِي، وَالْعَائِلُ الْمَزْهُوُّ، وَالْإِمَامُ الْكَذَّابُ».

٢٥٧٦- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے کلام نہیں فرمائے گا۔ بوڑھا بدکار' مغرور ومتکبر فقیر اور جھوٹا بادشاہ۔''

فائدہ: بادشاہ بہر حال حاکم اعلیٰ ہے' اسے کوئی خوف وخطر نہیں کہ جھوٹ بولے' نیز اس کا جھوٹ بہت بڑے فریب پر مبنی ہوگا اور عوام الناس کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائے گا' نیز وہ پوری رعایا کے لیے نقصان دہ ہے' اس لیے اس کا جھوٹ بہت بڑا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتا ہے۔

٢٥٧٧- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَرْبَعَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: اَلْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ، وَالْفَقِيرُ الْمُخْتَالُ، وَالشَّيْخُ الزَّانِي، وَالْإِمَامُ الْجَائِرُ».

٢٥٧٧- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار اشخاص سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے: جھوٹی قسمیں کھا کر سامان بیچنے والا' مغرور ومتکبر فقیر' بوڑھا زناکار اور ظالم بادشاہ۔''

٢٥٧٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٤٣٣ من يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح:٢٣٥٦، وصححه ابن حبان، ح:٥٤.

٢٥٧٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه الخطيب في تاريخ بغداد: ٩/ ٢٥٨ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح:٢٣٥٧، ومن طريق حماد صححه ابن حبان، ح:١٠٩٨.

(المعجم ٧٨) - فَضْلُ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ (التحفة ٧٨)

باب:٧٨- بیوہ کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والے کی فضیلت

٢٥٧٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلسَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ».

٢٥٧٨- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ اور مسکین کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔''

فوائد و مسائل: ① بیوہ کے لیے بھاگ دوڑ کرنا یقیناً فضیلت والا کام ہے بشرطیکہ ذاتی منفعت' مثلاً: نکاح کے لیے مائل کرنا مقصود نہ ہو اور نہ اس کے عوض اس سے اپنے گھریلو کام ہی کروائے۔ ② جہاد فی سبیل اللہ افضل عمل ہے کیونکہ اس میں انسان اپنی جان تک کو خطرے میں ڈال دیتا ہے' اس لیے اس کا ثواب سب سے زیادہ ہے۔ اسی طرح بیوہ اور مسکین جیسے بے سہارا افراد سے تعاون بھی عظیم نیکی ہے۔

(المعجم ٧٩) - اَلْمُؤَلَّفَةُ قُلُوبُهُمْ (التحفة ٧٩)

باب:٧٩- مؤلفۃ القلوب کا بیان

٢٥٧٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي نُعْمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَعَثَ عَلِيٌّ - وَهُوَ

٢٥٧٩- حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی ؓ نے' جب وہ یمن کے امیر تھے' رسول اللہ ﷺ کے پاس غیر صاف شدہ سونے کی ڈلی بھیجی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے چار آدمیوں کے درمیان

٢٥٧٨- أخرجه البخاري، الأدب، باب الساعي على المسكين، ح:٦٠٠٧، ومسلم، الزهد والرقائق، باب فضل الإحسان إلى الأرملة والمسكين واليتيم، ح:٢٩٨٢ عن عبدالله بن مسلمة القعنبي به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٥٨، والموطأ (رواية أبي مصعب الزهري المدني): ٢/ ٨٦، ٨٧، ح:١٩١٦.

٢٥٧٩- أخرجه مسلم، الزكُوة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ح:٦٤/ ١٠٦٤ عن هناد، والبخاري، أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿وإلى عاد أخاهم هودا ...﴾، ح:٣٣٤٤ من حديث سعيد بن مسروق به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٥٩.

بِالْيَمَنِ - بِذُهَيْبَةٍ بِتُرْبَتِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ، اَلْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ، وَعُيَيْنَةَ ابْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ، وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي كِلَابٍ، وَزَيْدٍ الطَّائِيِّ، ثُمَّ أَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ، فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ، وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى: صَنَادِيدُ قُرَيْشٍ فَقَالُوا: تُعْطِي صَنَادِيدَ نَجْدٍ وَتَدَعُنَا؟ قَالَ: «إِنَّمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِأَتَأَلَّفَهُمْ» فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبِينِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ، فَقَالَ: اِتَّقِ اللهَ يَا مُحَمَّدُ! قَالَ: «فَمَنْ يُطِعِ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ عَصَيْتُهُ، أَيَأْمَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي» ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ، فَاسْتَأْذَنَ الرَّجُلُ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ يَرَوْنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ، وَيَدَعُونَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ».

تقسیم فرما دیا: اقرع بن حابس حنظلی، عیینہ بن بدر فزاری، علقمہ بن علاثہ عامری جو بنو عامر کی ایک شاخ بنی کلاب میں سے تھے اور زید طائی جو بنو طے کی ایک شاخ بنو نبہان سے تھے۔ اس پر قریش کے (نو مسلم) سردار ناراض ہو گئے اور کہنے لگے: آپ نجد کے (نو مسلم) سرداروں کو دے رہے ہیں اور ہمیں محروم رکھ رہے ہیں (حالانکہ ہم آپ کے قریبی ہیں؟) نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ایسا اس لیے کیا ہے کہ ان کی تالیف قلب کروں۔ ایک شخص آیا جس کی ڈاڑھی گھنی، رخسار ابھرے ہوئے، آنکھیں گہری، ماتھا آگے کو بڑھا ہوا اور سر منڈا ہوا تھا، وہ کہنے لگا: اے محمد! اللہ سے ڈر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہوں تو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار کون ہوگا؟ اللہ تعالیٰ تو مجھے زمین والوں (تمام انسانوں جنوں) پر امین جانتا ہے اور تم مجھے امین نہیں جانتے۔'' پھر وہ شخص پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے آپ سے اس کے قتل کی اجازت طلب کی۔ اہل علم کا خیال ہے کہ وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (اجازت تو نہ دی مگر) فرمایا: ''یقیناً اس کی نسل (قبیلے) میں ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے (انھیں کچھ نہیں کہیں گے)۔ وہ اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیز تیر اپنے نشانے کو پھاڑ کر نکل جاتا ہے۔ واللہ! اگر میں نے ان کو پالیا تو انھیں قوم عاد کی طرح قتل کروں گا۔''

فوائد ومسائل: ① مؤلفۃ القلوب کئی قسم کے ہوتے ہیں: ⊛ وہ لوگ جو اپنی قوم میں بااثر سردار ہوں اور ان کے اسلام لانے کی امید ہو۔ انھیں عطیات دیے جائیں تاکہ ان کے دل سے بُعد ختم ہو اور وہ مسلمان ہو جائیں۔ بعد میں اسلام خود بخود ان کے دلوں میں گھر کر جائے گا۔ ان کی وجہ سے ان کی قوم بھی مسلمان ہو جائے گی۔ ⊛ وہ نومسلم لوگ جن کے دلوں تک اسلام نہیں پہنچا مگر وہ اپنی قوم کے بااثر سردار ہیں۔ اگر انھیں نہ دیا گیا تو وہ کوئی فتنہ کھڑا کر سکتے ہیں' اس لیے انھیں عطیات دیے جائیں تاکہ وہ اسلام پر پکے ہو جائیں۔ ⊛ وہ بااثر لوگ جن کے ساتھ مسلمانوں کے علاقے ملتے ہیں اور وہ مشکل وقت میں مسلمانوں کے محافظ بن سکتے ہیں۔ ② رسول اللہ ﷺ نے مؤلفۃ القلوب کو مال دیا ہے۔ قرآن مجید میں بھی زکاۃ کے مصارف میں ان کا ذکر ہے۔ مگر احناف کا خیال ہے کہ اب اسلام مضبوط ہو چکا ہے۔ ہم ایسے لوگوں کے محتاج نہیں رہے' لہٰذا اب ان کا حصہ ساقط ہو چکا ہے' جبکہ دیگر اہل علم ضرورت پڑنے پر انھیں اب بھی مصرف سمجھتے ہیں اور یہی بات درست ہے کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ ہر جگہ اسلام غالب ہی آ چکا ہو۔ بعض علاقوں میں نبی ﷺ کے دور والی صورت حال بھی ہو سکتی ہے۔ ③ جن چار سرداروں کے مابین آپ نے وہ سونا تقسیم کیا تھا' وہ مؤلفۃ القلوب کی دوسری قسم میں داخل تھے۔ ④ "قریش کے نومسلم سردار" جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ یہ اطمینان قلب میں مہاجرین وانصار کے درجے میں نہ تھے۔ ⑤ "ایک شخص" گویا اس کی ظاہری شکل وصورت بھی قبیح تھی اور بات اس سے بھی قبیح کی۔ ظاہر یہی ہے کہ یہ کوئی منافق شخص تھا جو صرف مال کے لالچ میں مسلمان ہوا تھا۔ نہ ملنے پر بکواس کرنے لگا۔ ⑥ "اجازت نہ دی۔" کیونکہ وہ ظاہراً مسلمان تھا۔ اور منافقوں کے قتل کی اجازت نہ تھی۔ اس نے صراحتاً کوئی الزام بھی نہ لگایا تھا۔ ⑦ "اس کی نسل سے۔" واقعتاً یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔ حضرت علی ؓ کے دور میں یہ ظاہر ہوئے۔ قرآن بہت پڑھتے تھے مگر پڑھنا اور بات ہے' سمجھنا اور بات۔ ان کی بے وقوفی یہ تھی کہ قرآن مجید صحابہ سے پڑھتے تھے مگر مطلب انھیں بتاتے تھے۔ ⑧ "حلق سے تجاوز۔" یعنی قرآن مجید کو سمجھ نہ سکیں گے' لہٰذا ثواب کے بھی حق دار نہ ہوں گے۔ ⑨ "مسلمانوں کو قتل۔" واقعتاً انھوں نے بہت سے صحابۂ کرام ؓ کو شہید کیا۔ خلیفۂ برحق حضرت علی اور حضرت عثمان ؓ کو صراحتاً کافر کہا۔ نعوذ باللہ من ذلك. خلیفۂ وقت سے لڑائی کی اور اپنی تمام توانائیاں اہل اسلام کے خلاف صرف کیں۔ یہ لوگ اپنے خیال میں مخلص مسلمان تھے مگر حقیقتاً مسلمانوں کے لیے کافروں سے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوئے۔ ظاہراً بہت نیک تھے۔ نماز روزے کے سختی سے پابند تھے مگر دین کے صحیح فہم سے نابلد تھے۔ ایسے لوگ کفار اور شیطان کے ہاتھوں آسانی سے کھلونا بن جاتے ہیں۔ انھیں دنیا "خوارج" کے نام سے یاد رکھتی ہے۔ ⑩ "وہ اسلام سے نکل جائیں گے۔" ظاہراً تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کافر تھے' کچھ اور نصوص سے بھی ان کے کفر کا اثبات ہوتا ہے۔ اسی لیے محدثین کا ایک گروہ ان کے کافر ہونے کا قائل ہے۔ لیکن فقہاء نے انھیں گمراہ فرقوں میں داخل کیا ہے۔ گویا ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ بالا الفاظ زجر وتغلیظ پر محمول ہیں۔ واللہ أعلم. ⑪ "قتل کروں گا۔" یہ فریضہ حضرت علی ؓ

نے سرانجام دیا اور ان کا خاتمہ فرمایا۔ اگرچہ وہ بعد میں بھی عرصۂ دراز تک امت مسلمہ کے لیے کسی نہ کسی علاقے میں آفت بنے رہے۔ آہستہ آہستہ وہ سیاسی اور مذہبی طور پر ختم ہوگئے۔ والحمدللہ۔

(المعجم ٨٠) - اَلصَّدَقَةُ لِمَنْ تَحَمَّلَ بِحَمَالَةٍ (التحفة ٨٠)

باب:٨٠- جو شخص کوئی تاوان اٹھا لے اسے زکاۃ دی جاسکتی ہے

٢٥٨٠- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ هَارُونَ بْنِ رِئَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي كِنَانَةُ بْنُ نُعَيْمٍ، ح: وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ هَارُونَ، عَنْ كِنَانَةَ بْنِ نُعَيْمٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ: تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلْتُهُ فِيهَا، فَقَالَ: «إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ: رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً بَيْنَ قَوْمٍ، فَسَأَلَ فِيهَا حَتَّى يُؤَدِّيَهَا، ثُمَّ يُمْسِكُ».

٢٥٨٠- حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے انھوں نے کہا: میں نے کوئی تاوان اپنے ذمے لے لیا' پھر میں نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے اس کی (ادائیگی میں تعاون کی) بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ''مانگنا صرف تین قسم کے لوگوں کے لیے جائز ہے۔ ان میں سے ایک وہ شخص ہے جس نے کسی قوم میں (صلح کروانے کے لیے) کوئی تاوان اپنے ذمے لے لیا۔ وہ اس سلسلے میں لوگوں سے مدد مانگ سکتا ہے حتی کہ تاوان اتار دے اور پھر مانگنے سے رک جائے۔''

فائدہ: قرآن مجید میں بھی اس جیسے لوگوں کو زکاۃ کا حق دار ٹھہرایا گیا ہے: ﴿وَالْغَارِمِينَ﴾ (التوبة٩:٦٠) اس سے مراد وہ شخص ہے جو کسی کی لڑائی ختم کرنے کے لیے متنازعہ رقم اپنے ذمے لے لیتا ہے مگر اتنی وسعت نہیں کہ خود ادا کر سکے۔ وہ زکاۃ کا مال لے کر تاوان ادا کر سکتا ہے۔

٢٥٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هَارُونَ بْنِ رِئَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي كِنَانَةُ بْنُ نُعَيْمٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ: تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً

٢٥٨١- حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مالی بوجھ اپنے ذمے لے لیا' پھر اس کی (ادائیگی میں تعاون کی) بابت سوال کرنے کے لیے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا:

٢٥٨٠- أخرجه مسلم، الزكاة، باب من تحل له المسألة، ح:١٠٤٤ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح:٢٣٦٠.

٢٥٨١- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٢٣٦١.

فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَسْأَلُهُ فِيهَا، فَقَالَ: «أَقِمْ يَا قَبِيصَةُ! حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرَ لَكَ»: ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا قَبِيصَةُ! إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ: رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الصَّدَقَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ، وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَاجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَهَا، ثُمَّ يُمْسِكَ، وَرَجُلٍ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَشْهَدَ ثَلَاثَةٌ مِنْ ذَوِي الْحِجَى مِنْ قَوْمِهِ قَدْ أَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ، فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْأَلَةُ حَتَّى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ؛ فَمَا سِوَى هٰذَا مِنَ الْمَسْأَلَةِ يَا قَبِيصَةُ! سُحْتٌ يَأْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا».

"قبیصہ! ہمارے پاس ٹھہرو۔ کوئی صدقہ آ گیا تو تمھیں دینے کا حکم دیں گے۔" پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے قبیصہ! زکاۃ مانگنا صرف تین آدمیوں کے لیے جائز ہے: ایک تو وہ شخص جس نے (جھگڑا نمٹانے کے لیے) کوئی (مالی) بوجھ اپنے ذمے لے لیا' تو اس کے لیے زکاۃ وصدقات لینا جائز ہے' حتی کہ اس کی ضرورت پوری ہو جائے۔ اور دوسرا وہ شخص جس پر کوئی ناگہانی آفت آ گئی جس نے اس کا مال ختم کر دیا۔ اس کے لیے بھی مانگنا جائز ہے حتی کہ اس کا گزارا ہونے لگے' پھر وہ مانگنے سے رک جائے۔ اور تیسرا وہ شخص جسے فاقوں کی نوبت آ گئی حتی کہ اس کی قوم کے تین سمجھ دار (معتبر) آدمی گواہی دیں کہ واقعتاً فلاں شخص فاقہ زدہ ہے' تو اس کے لیے بھی مانگنا جائز ہے حتی کہ وہ زندگی گزارنے کے قابل ہو جائے۔ اے قبیصہ! ان حالات کے علاوہ مانگنا حرام ہے اور مانگنے والا حرام کھاتا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① "ناگہانی آفت" مثلاً: سیلاب' آگ' فصلوں کی بیماری اور طوفان وغیرہ۔ ② "گواہی دیں۔" یہ تب ہے جب وہ کمائی کے قابل ہو اور اس کے باوجود فاقہ زدہ ہو۔ ورنہ اگر وہ کمائی کے قابل ہی نہیں' مثلاً: دائمی مریض وغیرہ تو پھر گواہی کی کیا ضرورت ہے؟ الا یہ کہ وہ لوگ اسے جانتے ہی نہ ہوں' تو پھر گواہی کی ضرورت پڑے گی۔

(المعجم ٨١) - اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْيَتِيمِ (التحفة ٨١)

باب:٨١- یتیم کو صدقہ دینا

٢٥٨٢- أَخْبَرَنِي زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ:

٢٥٨٢- حضرت ابوسعید خدری ؓ بیان کرتے

٢٥٨٢- أخرجه مسلم، الزكاة، باب التحذير من الاغترار بزينة الدنيا وما يبسط منها، ح: ١٠٥٢/ ١٢٣ من حديث ابن علية، والبخاري، الزكاة، باب الصدقة على اليتامى، ح: ١٤٦٥ من حديث هشام بن أبي عبدالله الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٦٢. ● هلال هو ابن أبي ميمونة.

حَدَّثَني إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: أَخْبَرَني هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَني يَحْيَى بْنُ أَبي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَني هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: جَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةٍ» وَذَكَرَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا، فَقَالَ رَجُلٌ: أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقِيلَ لَهُ: مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَلَا يُكَلِّمُكَ؟ فَقَالَ: وَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ، فَأَفَاقَ يَمْسَحُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ: «أَشَاهِدُ السَّائِلُ؟ إِنَّهُ - يَعْنِي - لَا يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ، وَإِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيعُ يَقْتُلُ أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ، فَإِنَّهَا أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ، ثُمَّ بَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ، وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ هُوَ إِنْ أَعْطَى مِنْهُ الْيَتِيمَ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ، وَإِنَّ الَّذِي يَأْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُونُ عَلَيْهِ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

ہیں کہ (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے تمھارے بارے میں اس بات کا ڈر ہے کہ میرے بعد تمھارے لیے دنیا کی زیب و زینت عام کر دی جائے گی۔“ ایک آدمی نے عرض کیا: کیا خیر بھی شر کو لاتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ اس شخص سے کہا گیا کہ کیا بات ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ سے بات کر رہا ہے اور رسول اللہ ﷺ تجھ سے بات نہیں کر رہے ہیں؟ پھر ہمیں اندازہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی اتر رہی ہے۔ حالت وحی ختم ہوئی تو آپ نے پسینہ پونچھتے ہوئے فرمایا: ”کیا وہ شخص موجود ہے جس نے پوچھا تھا؟ واقعتاً خیر شر کو نہیں لاتا مگر موسم بہار کا اگایا ہوا سبزہ بھی کبھی جانور کو مار دیتا ہے یا قریب المرگ کر دیتا ہے۔ مگر وہ جانور جو چارہ کھائے حتی کہ جب اس کی کوکھیں ابھر جائیں (اس کا پیٹ بھر جائے) تو وہ عین سورج کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے (جگالی کرے)، گوبر کرے، پیشاب کرے، پھر (جب بھوک لگے تو) چرنے لگے۔ یقیناً یہ مال سبز اور میٹھا ہے۔ بلاشبہ یہ مومن کا اچھا ساتھی ہے بشرطیکہ وہ اس سے یتیم، مسکین اور مسافر کو دے۔ جو شخص اس مال کو ناحق لیتا ہے وہ اس (بیمار) شخص کی طرح ہے جو کھاتا رہتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور یہ مال قیامت کے دن اس شخص کے خلاف گواہی دے گا۔“

فوائد و مسائل: ① ”مجھے تو اس بات کا ڈر ہے۔“ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے فقر کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا: مجھے فقر کا کوئی خطرہ نہیں یعنی اگر تم فقیر رہو تو کوئی خطرے کی بات نہیں بلکہ خطرہ مال دار ہونے میں ہے کہ کہیں فتنے میں نہ پڑ جاؤ۔ یا یہ مطلب ہے کہ مجھے یہ خطرہ نہیں کہ تم فقیر رہو گے بلکہ خطرہ ہے کہ تم مال دار ہو جاؤ

گے۔ ③ ”کیا خیر بھی..... الخ“ یعنی مال تو اچھی چیز ہے۔ یہ کون سی خطرناک چیز ہے جو آپ اسے خطرہ قرار دے رہے ہیں۔ ④ ”موسم بہار کا اگایا ہوا سبزہ۔“ حالانکہ یہ جانوروں کے لیے بہترین غذا ہوتا ہے مگر اس کا غلط استعمال موت کا سبب بن جاتا ہے۔ اسی طرح مال کا غلط حصول یا استعمال بھی دین کے لیے خطرناک ہے۔ ⑤ ”سبز اور میٹھا ہے۔“ سبزہ جانور کو اور میٹھی چیز انسان کو مرغوب ہوتی ہے اس لیے ان میں بے اعتدالی ہو جاتی ہے۔ نتیجہ نقصان کی صورت میں نکلتا ہے۔ یہی حالت مال کی ہے۔ ⑥ ”مگر سیر نہیں ہوتا۔“ یہ بھی ایک بیماری ہوتی ہے حتی کہ وہ شخص زیادہ کھانے کی وجہ سے مرجاتا ہے۔ ⑦ یتیم صدقے کا حق دار ہے بشرطیکہ وہ فقیر بھی ہو۔ اسی طرح مسافر بھی۔ ⑧ مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ مال ہے مگر ضرورت سے کم۔

(المعجم ٨٢) - اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْأَقَارِبِ (التحفة ٨٢)

باب:٨٢-قرابت داروں کو صدقہ دینا

٢٥٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى : حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ الرَّائِحِ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ، وَعَلٰى ذِي الرَّحِمِ اثْنَتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ».

٢٥٨٣-حضرت سلمان بن عامر ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”مسکین آدمی کو صدقہ دینا صرف صدقہ ہے جبکہ قرابت دار کو صدقہ دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔“

فائدہ: فقیر قرابت دار اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ مستحق ہے لہٰذا اسے دینے میں دگنا ثواب ہے۔ صدقے کا بھی اور صلہ رحمی کا بھی، مگر جس قرابت دار کے اخراجات کی ذمہ داری زکاۃ دینے والے پر ہے اسے وہ زکاۃ نہیں دے سکتا، مثلاً: بیوی، بچے، ماں، باپ، البتہ بہن بھائیوں کو جو الگ رہتے ہوں، زکاۃ دے سکتا ہے۔

٢٥٨٤- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ:

٢٥٨٤-حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی بیوی

٢٥٨٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزكاة، باب فضل الصدقة، ح: ١٨٤٤ من حديث عبدالله بن عون البصري به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٦٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٠٦٧، وابن حبان، ح: ٨٩٢، والحاكم: ١/ ٤٣١، ٤٣٢ على شرط البخاري، ووافقه الذهبي، وقال الترمذي، ح: ٦٥٨ "حسن". * أم الرائح الرباب، وحفصة بنت سيرين، وخالد بن الحارث.

٢٥٨٤ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب الزكاة على الزوج والأيتام في الحجر، ح: ١٤٦٦، ومسلم، الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة على الأقربين والزوج والأولاد . . . الخ، ح: ١٠٠٠ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٦٤.

حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللهِ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِلنِّسَاءِ: «تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ» قَالَتْ: وَكَانَ عَبْدُ اللهِ خَفِيفَ ذَاتِ الْيَدِ، فَقَالَتْ لَهُ: أَيَسَعُنِي أَنْ أَضَعَ صَدَقَتِي فِيكَ وَفِي بَنِي أَخٍ لِي يَتَامٰى؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ: سَلِي عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَتْ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَإِذَا عَلٰى بَابِهِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهَا: زَيْنَبُ تَسْأَلُ عَمَّا أَسْأَلُ عَنْهُ، فَخَرَجَ إِلَيْنَا بِلَالٌ، فَقُلْنَا لَهُ: انْطَلِقْ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَلْهُ عَنْ ذٰلِكَ، وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ فَانْطَلَقَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَ: «مَنْ هُمَا؟» قَالَ: زَيْنَبُ، قَالَ: «أَيُّ الزَّيَانِبِ؟» قَالَ: زَيْنَبُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللهِ وَزَيْنَبُ الْأَنْصَارِيَّةُ، قَالَ: «نَعَمْ لَهُمَا أَجْرَانِ، أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ».

حضرت زینب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک دفعہ) عورتوں سے فرمایا: ”صدقہ کرو چاہے زیورات ہی سے ہو۔“ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ تقریباً خالی ہاتھ تھے۔ ان کی بیوی زینب ان سے کہنے لگیں: کیا اس بات کی گنجائش ہے کہ میں اپنا صدقہ آپ کو اور اپنے بھائی کے یتیم بچوں کو دے دوں؟ حضرت عبداللہ کہنے لگے: اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھو۔ وہ کہتی ہیں: میں نبی ﷺ کے گھر آئی تو آپ کے دروازے پر ایک انصاری عورت کھڑی تھی۔ اس کا نام بھی زینب تھا۔ اس کا مطلوب بھی وہی تھا جو میرا تھا۔ اتنے میں حضرت بلال ؓ نکلے۔ ہم نے ان سے عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں اور آپ سے یہ مسئلہ پوچھیں لیکن آپ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں؟ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے (اور پوچھا) تو آپ نے فرمایا: ”وہ کون عورتیں ہیں؟“ انھوں نے کہا: زینب۔ آپ نے فرمایا: ”کون سی زینب؟“ انھوں نے عرض کیا: ایک زینب تو حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی بیوی اور دوسری زینب انصاری عورت ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ہاں! انھیں دو اجر ملیں گے: قرابت (صلہ رحمی) کا اجر اور صدقے کا اجر۔“

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بیوی اپنے خاوند کو زکاۃ دے سکتی ہے اگر وہ فقیر ہے تو کیونکہ خاوند کے اخراجات کی ذمہ دار بیوی نہیں۔ مگر احناف اسے جائز نہیں سمجھتے وہ اسے نفلی صدقے پر محمول کرتے ہیں لیکن حدیث کے الفاظ سے اس موقف کی تائید نہیں ہوتی۔ حدیث کے الفاظ عام ہیں جو دونوں قسم کے صدقات (نفلی اور فرضی زکاۃ دونوں) کو شامل ہیں۔ ② ”یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں؟“ یہ ایک روایتی بات تھی ورنہ ممکن نہیں تھا کہ متعلقہ افراد کا تعارف کروائے بغیر سوال کا صحیح جواب لیا جا سکے۔ اسی لیے حضرت بلال ؓ نے آپ کے پوچھنے پر فوراً بتا دیا کہ وہ کون ہیں۔ نیز انھوں نے نہ بتانے کا وعدہ بھی نہیں کیا تھا۔ علاوہ ازیں

رسول اللہ ﷺ کا فرمان عورتوں کی گزارش پر مقدم تھا۔

(المعجم ٨٣) - **اَلْمَسْأَلَةُ** (التحفة ٨٣)

باب:٨٣- مانگنا

٢٥٨٥- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَزْهَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَأَنْ يَحْتَزِمَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةَ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهِ فَيَبِيعَهَا خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ رَجُلًا فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ».

٢٥٨٥- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ایک شخص لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اٹھائے اور اسے فروخت کرے (اور منافع حاصل کرے) یہ اس بات سے بہتر ہے کہ وہ کسی آدمی سے مانگے۔ وہ اسے کچھ دے یا نہ دے۔''

فائدہ: محنت اور مشقت کر کے اپنی عزت نفس محفوظ رکھنا مانگنے کی ذلت سے بدرجہا بہتر ہے۔

٢٥٨٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ حَتّٰى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةٌ مِنْ لَحْمٍ».

٢٥٨٦- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی ہمیشہ مانگتا رہتا ہے حتی کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں (لوگوں کے سامنے) آئے گا کہ اس کے چہرے میں گوشت کا ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔''

فائدہ: قیامت کی جزا و سزا دنیوی عمل کے مماثل ہوگی۔ اس شخص نے مانگ مانگ کر اپنے چہرے کو ذلیل کیا حتی کہ کسی کے نزدیک بھی اس کی وقعت نہ رہی اور کوئی شخص اسے احترام سے دیکھنا گوارا نہ کرتا تھا۔ قیامت کے

٢٥٨٥- أخرجه البخاري، البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده، ح:٢٠٧٤، ومسلم، الزكاة، باب كراهة المسألة للناس، ح:١٠٤٢/١٠٧ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٦٥.

٢٥٨٦- أخرجه البخاري، الزكاة، باب من سأل الناس تكثرًا، ح:١٤٧٤، ومسلم، ح:١٠٤٠/١٠٤، وانظر الحديث السابق من حديث الليث به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٦٦.

دن بھی اس کا چہرہ اس حال میں ہوگا کہ اس کی عزت ہوگی نہ کوئی اسے دیکھنا گوارا کرے گا۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ. البتہ یہ اس شخص کی سزا ہے جو پیشہ ور بھکاری ہے۔ جو مجبوری اور ضرورت سے مانگے اور لاچار ہو اسے معافی ہوگی۔

۲۵۸۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي صَفْوَانَ الثَّقَفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بِسْطَامِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَلِيفَةَ، عَنْ عَائِذِ ابْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى أُسْكُفَّةِ الْبَابِ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْ تَعْلَمُونَ مَا فِي الْمَسْأَلَةِ مَا مَشَى أَحَدٌ إِلَى أَحَدٍ يَسْأَلُهُ شَيْئًا».

۲۵۸۷- حضرت عائذ بن عمرو ؓ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے کچھ مانگنے لگا۔ آپ نے اسے دے دیا۔ جب اس نے اپنا پاؤں دروازے کی دہلیز پر رکھا تو آپ نے فرمایا: ”اگر تم مانگنے کی قباحت (یا سزا و گناہ) جان لو تو تم میں سے کوئی کسی کے پاس کچھ بھی مانگنے نہ جائے۔“

(المعجم ٨٤) - سُؤَالُ الصَّالِحِينَ (التحفة ٨٤)

باب:۸۴- نیک لوگوں سے مانگنا

۲۵۸۸- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ مَخْشِيٍّ، عَنِ ابْنِ الْفِرَاسِيِّ: أَنَّ الْفِرَاسِيَّ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ: أَسْأَلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: «لَا، وَإِنْ كُنْتَ سَائِلًا لَا بُدَّ فَاسْأَلِ الصَّالِحِينَ».

۲۵۸۸- ابن فراسی سے روایت ہے کہ میرے والد حضرت فراسی ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں کسی سے کچھ مانگ لیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔ اور اگر تجھے مجبوراً مانگنا پڑے تو نیک لوگوں سے مانگ۔“

(المعجم ٨٥) - اَلْاِسْتِعْفَافُ عَنِ الْمَسْأَلَةِ (التحفة ٨٥)

باب:۸۵- مانگنے سے پرہیز کرنا

٢٥٨٧ـ [حسن] أخرجه ابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني: ٢/ ٣٢٨، ٣٢٩، ح: ١٠٩٤ من حديث أمية بن خالد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٦٧. * عبدالله بن خليفة، ويقال خليفة بن عبدالله العنبري كما في رواية روح بن عبادة عند أحمد: ٥/ ٦٥، وثقه ابن حبان وحده: ٤/ ٢١٠، وللحديث شواهد معنوية.

٢٥٨٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب في الاستعفاف، ح: ١٦٤٦ عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٦٨. * مسلم وثقه ابن حبان وحده، وابن الفراسي لم أجد من وثقه.

٢٥٨٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتَّى إِذَا نَفِدَ مَا عِنْدَهُ قَالَ: «مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللهُ [عَزَّ وَجَلَّ]، وَمَنْ يَّصْبِرْ يُصَبِّرْهُ اللهُ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ».

٢٥٨٩- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ انصار نے رسول اللہ ﷺ سے (مال) مانگا۔ آپ نے انھیں عطا کیا۔ انھوں نے پھر مانگا۔ آپ نے پھر دیا حتی کہ جب آپ کے پاس جو کچھ تھا ختم ہو گیا‘ تو آپ نے فرمایا: ”میرے پاس جو بھی مال ہوگا‘ میں وہ تم سے چھپا کر نہ رکھوں گا۔ اور جو شخص سوال سے پرہیز کرے گا‘ اللہ تعالیٰ اسے مانگنے سے محفوظ رکھے گا۔ اور جو شخص صبر کرے گا‘ اللہ تعالیٰ اسے صابر بنائے گا۔ اور کسی شخص کو صبر سے زیادہ اچھا اور وسیع عطیہ نہیں دیا گیا۔“

فوائد و مسائل: ① ”محفوظ رکھے گا۔“ یعنی جو شخص سوال سے (مانگنے سے) بچنا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ایسا موقع ہی نہیں آنے دے گا کہ اسے مانگنا پڑے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات پوری فرماتا رہے گا مگر وہ حوصلہ رکھے اور لوگوں سے مانگنے میں جلدی نہ کرے۔ ② ”صابر بنائے گا۔“ یعنی صبر کے حصول کے لیے عزم کی بھی ضرورت ہے۔ ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا۔ ③ ”وسیع عطیہ“ یعنی صبر بہت بڑا عطیہ ہے مگر مصیبت زدہ کے لیے۔ ویسے اللہ تعالیٰ سے صبر کے اسباب نہیں مانگنے چاہییں۔ ہاں‘ اگر کوئی مصیبت سر پر آن پڑے تو صبر مانگے۔ صبر کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ دین پر پختگی‘ حرام اور گناہ سے پرہیز‘ حوصلہ مندی اور مصیبت میں نہ گھبرانا یہ سب صبر ہی کے معانی ہیں۔

٢٥٩٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْنٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ!

٢٥٩٠- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے ایک شخص اپنی رسی پکڑے اور اپنی پشت پر لکڑیوں کا گٹھا لاد کر لائے (اور

٢٥٨٩- أخرجه مسلم، الزكاة، باب فضل التعفف والصبر والقناعة والحث على كل ذلك، ح: ١٠٥٣ عن قتيبة، والبخاري، الزكاة، باب الاستعفاف عن المسألة، ح: ١٤٦٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٩٧، والكبرى، ح: ٢٣٦٩.

٢٥٩٠- أخرجه البخاري، ح: ١٤٧٠ من حديث مالك به (انظر الحديث السابق)، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٩٨، ٩٩٩، والكبرى، ح: ٢٣٧٠.

لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَحْتَطِبَ عَلَى ظَهْرِهِ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَأْتِيَ رَجُلًا أَعْطَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ فَضْلِهِ، فَيَسْأَلَهُ أَعْطَاهُ أَوْ مَنَعَهُ».

اسے بیچ کر گزارا کرے) اس بات سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ وہ کسی ایسے آدمی کے پاس جائے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نواز رکھا ہے اور اس سے جا کر مانگے' پھر وہ اسے دے یا نہ دے۔"

فائدہ: "اپنے فضل" قرآن و حدیث میں عموماً فضل سے مراد دنیوی رزق ہوتا ہے اور رحمت سے مراد اخروی ثواب۔ کسی آدمی سے دنیوی چیز ہی مانگی جا سکتی ہے۔

(المعجم ٨٦) - فَضْلُ مَنْ لَا يَسْأَلُ النَّاسَ شَيْئًا (التحفة ٨٦)

باب:٨٦-لوگوں سے کچھ نہ مانگنے والے کی فضیلت

٢٥٩١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ يَضْمَنْ لِي وَاحِدَةً وَلَهُ الْجَنَّةُ» قَالَ يَحْيَى هٰهُنَا كَلِمَةً مَعْنَاهَا: أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا.

۲۵۹۱- حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص مجھے ایک بات کی ضمانت دے دے' اس کے لیے جنت ہے۔ اور وہ بات یہ ہے کہ وہ کسی انسان سے کچھ نہ مانگے گا۔"

فائدہ: جنت کا وعدہ معمولی بات نہیں مگر کسی سے کچھ نہ مانگنے کی پابندی بھی بہت مشکل امر ہے۔ اس کے لیے جس حوصلے اور ضبط و توکل کی ضرورت ہے وہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ خال خال ہی لوگ ایسے مل سکتے ہیں۔

٢٥٩٢- أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ هَارُونَ بْنِ رِئَابٍ أَنَّهُ

۲۵۹۲- حضرت قبیصہ بن مخارق ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "مانگنا صرف تین آدمیوں کے لیے جائز ہے: ایک وہ شخص

٢٥٩١- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزكاة، باب كراهية المسألة، ح:١٨٣٧ من حديث محمد بن عبدالرحمٰن بن أبي ذئب به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٧١، وله شاهد عند أبي داود، ح:١٦٤٣ وغيره، وسنده صحيح.

٢٥٩٢- [صحيح] تقدم، ح:٢٥٨١، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٧٢.

حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَصْلُحُ الْمَسْأَلَةُ إِلَّا لِثَلَاثَةٍ: رَجُلٍ أَصَابَتْ مَالَهُ جَائِحَةٌ فَيَسْأَلُ حَتّٰى يُصِيبَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ ثُمَّ يُمْسِكُ، وَرَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَيَسْأَلُ حَتّٰى يُؤَدِّيَ إِلَيْهِمْ حَمَالَتَهُمْ، ثُمَّ يُمْسِكُ عَنِ الْمَسْأَلَةِ، وَرَجُلٍ يَحْلِفُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ ذَوِي الْحِجَا بِاللهِ لَقَدْ حَلَّتِ الْمَسْأَلَةُ لِفُلَانٍ، فَيَسْأَلُ حَتّٰى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ مَعِيشَةٍ ثُمَّ يُمْسِكُ عَنِ الْمَسْأَلَةِ، فَمَا سِوٰى ذٰلِكَ سُحْتٌ».

جس کے مال پر کوئی ناگہانی آفت آ گئی تو وہ مانگ سکتا ہے حتی کہ گزارا ہو سکے' پھر وہ مانگنے سے باز آ جائے۔ اور ایک وہ شخص جس نے کوئی تاوان اپنے ذمے لے لیا' وہ مانگ سکتا ہے حتی کہ وہ تاوان ادا کرے' پھر وہ مانگنے سے باز آ جائے۔ اور ایک وہ شخص جس کی قوم کے تین سمجھ دار (معزز) اشخاص اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھائیں کہ فلاں شخص (کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ اس) کے لیے مانگنا حلال ہو گیا ہے۔ تو وہ مانگ سکتا ہے حتی کہ مناسب گزارا کر سکے' پھر وہ مانگنے سے باز آ جائے۔ ان تین صورتوں کے علاوہ مانگنا حرام ہے۔"

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۵۸۰، ۲۵۸۱۔

(المعجم ۸۷) - حَدُّ الْغِنٰى (التحفة ۸۷)

باب: ۸۷- غنیٰ کی تعریف

۲۵۹۳- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَاءَتْ خُمُوشًا أَوْ كُدُوحًا فِي وَجْهِهِ يَوْمَ

۲۵۹۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص مانگے' حالانکہ اس کے پاس اتنا مال ہے جو اسے کفایت کر سکتا ہے' تو قیامت کے دن اس کا چہرہ نوچا ہوا ہو گا۔" پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! کتنا مال ایک شخص کو کفایت کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "پچاس درہم یا اس (کے برابر) مالیت کا سونا۔"

۲۵۹۳- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب من يعطى من الصدقة وحد الغنى، ح:١٦٢٦، وابن ماجه، ح:١٨٤٠ من حديث يحيى بن آدم به، وحسنه الترمذي (تحفة الأحوذي:٢/١٩، ح:٦٥٠) وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٧٣. * حكيم ضعيف كما قال النسائي وغيره، وللثوري تدليس عجيب لأنه حدث به عن زبيد عن محمد بن عبدالرحمٰن بن يزيد مقطوعًا أو مرسلاً، ولم يجاوزه.

الْقِيَامَةِ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَمَاذَا يُغْنِيهِ أَوْ مَاذَا أَغْنَاهُ؟ قَالَ: «خَمْسُونَ دِرْهَمًا أَوْ حِسَابُهَا مِنَ الذَّهَبِ».

قَالَ يَحْيٰى: قَالَ سُفْيَانُ: وَسَمِعْتُ زُبَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ.

یحییٰ کہتے ہیں کہ سفیان ثوری نے کہا: میں نے زبید کو سنا وہ اسے محمد بن عبدالرحمٰن بن یزید سے بیان کر رہے تھے۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد و متابعات کی بنا پر حسن قرار دیا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود شواہد اور متابعات کی بنا پر قابل عمل ہے۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٦/١٩٣-١٩٧، و الصحيحة للألباني: ١/٨٩٩، رقم الحديث: ٤٩٩) ② "پچاس درہم۔" یہ تقریباً 6250 روپے کی مالیت کے برابر ہیں، لہٰذا جس شخص کی ملکیت میں اتنا مال ہو اس کے لیے لوگوں سے سوال کرنا درست نہیں۔ بعض روایات میں چالیس درہم کا ذکر ہے، یہ حالات کے مطابق ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٨٨) - بَابُ الْإِلْحَافِ فِي الْمَسْأَلَةِ (التحفة ٨٨)

باب: ٨٨- اصرار کے ساتھ (چمٹ کر) مانگنا

٢٥٩٤- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ وَهْبِ ابْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا تُلْحِفُوا فِي الْمَسْأَلَةِ، وَلَا يَسْأَلُنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا وَأَنَا لَهُ كَارِهٌ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتُهُ».

٢٥٩٤- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اصرار کے ساتھ (چمٹ کر) نہ مانگا کرو۔ تم میں سے جو شخص بھی مجھ سے کچھ مانگے گا جبکہ میں اسے دینا پسند نہ کروں (اور وہ مجھے تنگ کر کے کچھ مال لے جائے) تو اس کے لیے اس میں برکت نہ ہوگی جو میں اسے دوں گا۔"

فائدہ: اصرار یعنی چمٹ کر مانگنا یہ ہے کہ سائل مسئول کا پیچھا اس وقت تک نہ چھوڑے جب تک وہ اس سے مطلوبہ چیز حاصل نہ کر لے۔ جس شخص کے لیے مانگنا جائز ہے، اصرار اس کے لیے بھی منع ہے۔ "میں اسے

٢٥٩٤- أخرجه مسلم، الزكاة، باب النهي عن المسألة، ح: ١٠٣٨ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٧٤. ✽ أخو وهب اسمه همام، وهو صاحب "الصحيفة الصحيحة" المشهورة.

دینا پسند نہ کروں۔" آپ تو سب سے بڑھ کر تھے۔ آپ کا پسند نہ کرنا دلیل ہے کہ وہ مستحق نہیں ہے لہٰذا وہ کچھ لے بھی جائے (اصرار کر کے) تو منجانب اللہ اس میں برکت نہ ہوگی کیونکہ غیر مستحق کبھی آسودہ نہیں ہوتا۔ وہ ہمیشہ فقیر ہی رہتا ہے۔

(المعجم ٨٩) - مَنِ الْمُلْحِفُ؟ (التحفة ٨٩)

باب:٨٩-اصرار کے ساتھ مانگنے والا کون ہے؟

٢٥٩٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ شَابُورٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ سَأَلَ وَلَهُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا فَهُوَ الْمُلْحِفُ».

٢٥٩٥- حضرت عمرو بن شعیب کے پردادا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو آدمی چالیس درہم ہونے کے باوجود مانگے تو وہ اصرار کے ساتھ (چمٹ کر) مانگنے والا ہے۔"

فائدہ: تشبیہ کا مقصد عدم جواز ہے یعنی اس کے لیے مانگنا جائز نہیں۔ اس روایت میں چالیس درہم کو غنیٰ کی حد بتلایا گیا ہے۔ یہ اس وقت کے حالات کے مطابق ہے۔ اس میں حالات کے مطابق کمی بیشی ہو سکتی ہے۔

٢٥٩٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الرِّجَالِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَرَّحَتْنِي أُمِّي إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ فَقَعَدْتُ فَاسْتَقْبَلَنِي وَقَالَ: «مَنِ اسْتَغْنٰى أَغْنَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنِ اسْتَعَفَّ أَعَفَّهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنِ اسْتَكْفٰى كَفَاهُ اللهُ

٢٥٩٦- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میری والدہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا۔ میں آپ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنا چہرۂ انور میری طرف فرمایا اور گویا ہوئے: "جو شخص اپنے آپ کو مستغنی ظاہر کرے اللہ تعالیٰ اسے غنی فرما دیتا ہے۔ اور جو شخص سوال سے پرہیز کرے اللہ تعالیٰ اسے سوال سے بچا لیتا ہے۔ اور جو شخص صرف کفایت کا طالب ہو

٢٥٩٥ـ [حسن] أخرجه البيهقي: ٧/ ٢٤ من حديث ابن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٧٥، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٤٨، والحديث الآتي شاهد له.

٢٥٩٦ـ [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الزكاة، من يعطى من الصدقة وحد الغنى، ح: ١٦٢٨ عن قتيبة بن سعيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٧٦، وزاد أبوداود: "وكانت الأوقية على عهد رسول الله ﷺ أربعين درهمًا"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٤٤٧، وابن حبان، ح: ٨٤٦ مختصرًا. ● شيخ قتيبة اسمه عبدالرحمٰن.

عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنْ سَأَلَ وَلَهُ قِيمَةُ أُوقِيَّةٍ فَقَدْ أَلْحَفَ» فَقُلْتُ: نَاقَتِي الْيَاقُوتَةُ خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَّةٍ، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ.

اللہ تعالیٰ اسے کفایت فرماتا ہے۔ اور جو شخص ایک اوقیہ (چالیس درہم) کی مالیت والی چیز کے ہوتے ہوئے مانگے تو گویا وہ اصرار کے ساتھ مانگ رہا ہے۔" (ابوسعید نے فرمایا:) میں نے (دل میں) کہا کہ میری اونٹنی یاقوتہ ایک اوقیے سے زیادہ قیمتی ہے لہٰذا میں آپ سے مانگے بغیر واپس آ گیا۔

فوائد و مسائل: ① "بیچا" کوئی چیز مانگنے کے لیے جیسا کہ حدیث کے آخر سے معلوم ہوتا ہے۔ ② "مستغنی ظاہر کرے۔" یعنی باوجود فقیر ہونے کے اپنے فقر کا اظہار نہ کرے۔ ③ "کفایت کا طالب ہو۔" یعنی وہ حریص نہیں بلکہ ضرورت کے مطابق طلب کرتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ سے کفایت کی دعا کرے۔ ④ یاقوتہ ان کی اونٹنی کا نام تھا۔

(المعجم ٩٠) - إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ دَرَاهِمُ وَكَانَ لَهُ عِدْلُهَا (التحفة ٩٠)

باب:٩٠-جب کسی شخص کے پاس (چالیس) درہم تو نہ ہوں مگر اتنی مالیت کی اور چیز ہو تو؟

٢٥٩٧- قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي أَسَدٍ قَالَ: نَزَلْتُ أَنَا وَأَهْلِي بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَقَالَتْ لِي أَهْلِي: اِذْهَبْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَسَلْهُ لَنَا شَيْئًا نَأْكُلُهُ، فَذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْأَلُهُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيكَ» فَوَلَّى

٢٥٩٧- بنو اسد کے ایک شخص سے روایت ہے کہ میں اور میری بیوی بقیع الغرقد میں فروکش ہوئے (آئے) تو مجھے میری بیوی کہنے لگی: رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور کھانے کی کوئی چیز مانگ لاؤ۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تو میں نے آپ کے پاس ایک اور آدمی بیٹھا پایا جو آپ سے مانگ رہا تھا اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: "میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو میں تجھے دے سکوں۔" وہ آدمی غصے کی حالت میں اٹھ کر چلا گیا اور کہنے لگا: میری زندگی کی قسم! جس کو آپ کی مرضی ہو

٢٥٩٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب من يعطى من الصدقة وحد الغنٰى، ح:١٦٢٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ٢/ ٩٩٩، والكبرٰى، ح:٢٣٧٧٠ ☆ جهالة الصحابي لا تضر كما هو المقرر في أصول الحديث.

الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَهُوَ يَقُولُ: لَعَمْرِي إِنَّكَ لَتُعْطِي مَنْ شِئْتَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّهُ لَيَغْضَبُ عَلَيَّ أَنْ لَا أَجِدَ مَا أُعْطِيهِ، مَنْ سَأَلَ مِنْكُمْ وَلَهُ أُوقِيَّةٌ أَوْ عِدْلُهَا فَقَدْ سَأَلَ إِلْحَافًا» قَالَ الْأَسَدِيُّ: فَقُلْتُ: لَلَقْحَةُ لَنَا خَيْرٌ مِنْ أُوقِيَّةٍ، وَالْأُوقِيَّةُ أَرْبَعُونَ دِرْهَمًا، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ، فَقَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ شَعِيرٌ وَزَبِيبٌ، فَقَسَّمَ لَنَا مِنْهُ حَتّٰى أَغْنَانَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ.

دے دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ مجھ پر اس لیے ناراض ہے کہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو میں اسے دے سکوں۔ (یاد رکھو!) تم میں سے جس شخص نے ایک اوقیہ یا اس کے مساوی دولت کی چیز کا مالک ہونے کے باوجود مانگا تو گویا اس نے اصرار کے ساتھ مانگا (جو کہ مذموم ہے۔)“ اسدی شخص نے کہا کہ میں نے (اپنے دل میں) کہا: ہماری دودھ والی اونٹنی یقیناً ایک اوقیے سے بڑھ کر ہے۔ اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ تو میں مانگے بغیر اٹھ آیا۔ کچھ دیر بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ جو اور کشمش آگئی۔ آپ نے وہ ہم میں تقسیم فرما دیے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غنی کر دیا۔

فوائد ومسائل: ① ”جس کو آپ کی مرضی ہو۔“ یعنی آپ استحقاق کی بنا پر نہیں‘ اپنی ذاتی پسند کی بنا پر دیتے ہیں۔ ممکن ہے وہ شخص منافق ہو یا شاید جذبات کی رو میں بہہ کر کہہ بیٹھا ہو۔ ② ”بقیع الغرقد“ مدینہ منورہ سے متصل وسیع خالی میدان ہے جہاں قبرستان بھی ہے۔ بیرونی قافلے وہاں اترتے تھے۔ اس حدیث کے راوی اسدی بھی باہر ہی سے آئے تھے۔

٢٥٩٨- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ، وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ».

٢٥٩٨- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے‘ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”زکاۃ وصدقات کسی مال دار شخص یا کسی طاقت ور تندرست شخص کے لیے جائز نہیں۔“

فائدہ: طاقت ور سے مراد وہ ہے جو کمائی کر سکے‘ نہ کہ پہلوان۔ اور تندرست سے مراد ہے کہ اس کے ہاتھ پاؤں صحیح ہوں‘ معذور نہ ہو‘ البتہ ایسا شخص اگر باوجود محنت کے فقیر ہو تو وہ مستحق ہوگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ زکاۃ نکھٹوؤں کے لیے جائز نہیں۔

٢٥٩٨ـ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، الزكاة، باب من سأل عن ظهر غنى، ح: ١٨٣٩ من حديث أبي بكر بن عياش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٧٨، وللحديث شواهد كثيرة عند أبي داود، ح: ١٦٣٤ وغيره. * سالم هو ابن أبي الجعد.

(المعجم ۹۱) - مَسْأَلَةُ الْقَوِيِّ الْمُكْتَسِبِ (التحفة ۹۱)

باب:۹۱- کمائی کر سکنے والے طاقت ور شخص کے لیے مانگنا جائز نہیں

۲۵۹۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَنَّ رَجُلَيْنِ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا أَتَيَا رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْأَلَانِهِ مِنَ الصَّدَقَةِ، فَقَلَّبَ فِيهِمَا الْبَصَرَ، وَقَالَ مُحَمَّدٌ: بَصَرَهُ، فَرَآهُمَا جَلْدَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنْ شِئْتُمَا، وَلَا حَظَّ فِيهَا لِغَنِيٍّ وَلَا لِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ».

۲۵۹۹- حضرت عبیداللہ بن عدی بن خیار سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس زکاۃ و صدقات مانگنے آئے۔ آپ نے انھیں غور سے دیکھا تو انھیں موٹا تازہ پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم مجبور کرو تو میں تمھیں دے دیتا ہوں لیکن مال دار کما سکنے والے طاقت ور شخص کا زکاۃ میں کوئی حصہ نہیں۔“

فائدہ: دیکھیے حدیث: ۲۶۰۰۔

(المعجم ۹۲) - مَسْأَلَةُ الرَّجُلِ ذَا سُلْطَانٍ (التحفة ۹۲)

باب:۹۲- حاکم (صاحب اقتدار) سے مانگنا

۲۶۰۰- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الْمَسَائِلَ كُدُوحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ فَمَنْ شَاءَ كَدَحَ وَجْهَهُ وَمَنْ

۲۶۰۰- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ مانگنا خراشیں ہیں۔ آدمی اپنے چہرے کو ان کے ذریعے سے نوچتا ہے۔ اب جو چاہے اپنا چہرہ نوچے اور جو چاہے رہنے دے۔ الا یہ کہ کوئی شخص صاحب اقتدار سے مانگے یا ایسی چیز مانگے جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔“

۲۵۹۹ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب من يعطى من الصدقة وحد الغنى، ح: ۱۶۳۳ من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۷۹، وصححه ابن عبدالهادي وغيره.

۲۶۰۰ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب ما تجوز فيه المسألة، ح: ۱۶۳۹ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۸۰، وقال الترمذي، ح: ۶۸۱ "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۸۴۲، ۸۴۳.

شَاءَ تَرَكَ إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ أَوْ شَيْئًا لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا».

فوائد ومسائل: ① "نوچنا ہے۔" یعنی دنیا میں ذلت ہے اور آخرت میں تو واقعتا چہرہ نوچا ہوا ہوگا۔ ② "اپنا چہرہ نوچے۔" یہ اجازت نہیں بلکہ ڈانٹ ہے جیسے قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے: ﴿فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِن وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾ (الکہف ۲۹:۱۸) "چنانچہ جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔" روایت نمبر ۲۵۹۹ میں بھی ڈانٹ ہی ہے کہ تم چاہو تو تمھیں زکاۃ دے دیتا ہوں ورنہ تم مستحق نہیں۔ اگرچہ یہاں کہا جا سکتا ہے کہ ان کی وقتی فقیری کے پیش نظر انھیں دیا جا سکتا تھا کیونکہ کمائی تو وہ بعد میں ہی کر سکتے ہیں۔ ③ "صاحب اقتدار سے مانگے۔" کیونکہ اس کے پاس مال اپنا ذاتی نہیں بلکہ عوام الناس کا ہے اور اس میں ہر شخص کا حق ہو سکتا ہے۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام الناس کو ان کی بنیادی ضروریات فراہم کرے۔ ④ "جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔" مثلاً: بھوکا آدمی خوراک مانگ سکتا ہے اور مریض علاج کے لیے تعاون لے سکتا ہے۔

(المعجم ٩٣) - مَسْأَلَةُ الرَّجُلِ فِي أَمْرٍ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ (التحفة ٩٣)

باب: ۹۳- ایسی چیز کا سوال کرنا جس کے بغیر چارہ نہ ہو

٢٦٠١- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْمَسْأَلَةُ كَدٌّ يَكُدُّ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ إِلَّا أَنْ يَسْأَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا، أَوْ فِي أَمْرٍ لَا بُدَّ مِنْهُ».

۲۶۰۱- حضرت سمرہ بن جندب ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مانگنا تو اپنے آپ کو زخمی کرنا ہے۔ اس طریقے سے آدمی اپنے چہرے کو نوچتا ہے مگر یہ کہ حاکم سے مانگے یا ایسی چیز مانگے جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔"

٢٦٠٢- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ ابْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ

۲۶۰۲- حضرت حکیم بن حزام ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے (ایک دفعہ) رسول اللہ ﷺ سے مانگا' آپ نے دے دیا۔ میں نے پھر مانگا' آپ نے پھر دے دیا' میں نے پھر مانگا' آپ نے پھر دیا مگر ساتھ ہی

٢٦٠١_[إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٨١.

٢٦٠٢_[صحيح] تقدم طرفه، ح: ٢٥٣٢، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٨٢.

سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا حَكِيمُ! إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيبِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى».

فرمایا: ”اے حکیم! بلاشبہ یہ مال سبز و شیریں ہے۔ جو شخص اسے نفس کی پاکیزگی کے ساتھ لے گا' اس کے لیے اس میں برکت ہوگی۔ اور جو اسے لالچ اور طمع کے ساتھ لے گا' اس کے لیے اس میں برکت نہ ہوگی۔ اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔“

فائدہ: برکت سے مراد یہ ہے کہ تھوڑا مال بھی کفایت کر جائے گا اور برکت نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ کثیر مال کے باوجود بھی وہ فقیر رہے گا۔ یا تو حقیقتاً کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناگہانی آفات طاری کرتا رہے گا جس سے مال ضائع ہوتا رہے گا یا ظاہراً کہ وہ فقیروں جیسا کردار ظاہر کرے گا' مثلاً: لوگوں کے مال پر نظر رکھے گا' وغیرہ۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث:٢٥٣٢.)

٢٦٠٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْكِينُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا حَكِيمُ! إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، مَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰى».

٢٦٠٣- حضرت حکیم بن حزام ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (مال) مانگا' آپ نے دے دیا۔ میں نے پھر مانگا' آپ نے پھر دے دیا۔ میں نے پھر مانگا' آپ نے پھر دیا۔ اور فرمایا: ”اے حکیم! بلاشبہ یہ مال سبز و شیریں ہے۔ جو شخص اسے قناعت قلب کے ساتھ لے گا' اس کے لیے اس میں برکت ہوگی۔ اور جو شخص اسے دلی طمع و لالچ کے ساتھ لے گا' اس کے لیے اس میں برکت نہ ہوگی۔ اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے (بہر صورت) بہتر ہے۔“

٢٦٠٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٥٣٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٨٣.

٢٦٠٤- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَا حَكِيمُ! إِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى» قَالَ حَكِيمٌ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ حَتّٰى أُفَارِقَ الدُّنْيَا بِشَيْءٍ.

٢٦٠٤-حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا۔ آپ نے دیا۔ میں نے پھر مانگا' آپ نے پھر دیا۔ پھر فرمایا: ''اے حکیم! بلاشبہ یہ مال شیریں (چیز کی طرح اچھا لگتا) ہے لیکن جو شخص اسے بے نیازی سے حاصل کرے گا' اس کے لیے اس میں برکت ہوگی۔ اور جو لالچ کے ساتھ حاصل کرے گا' اس کے لیے اس میں برکت نہ ہوگی۔ اور وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو کھاتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں آپ (کے اس فرمان) کے بعد کبھی کسی سے کچھ نہ لوں گا حتی کہ میں دنیا چھوڑ جاؤں۔

فائدہ: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ اس قسم وعہد پر اس قدر پختہ رہے کہ بعد میں خلفائے راشدین انھیں بیت المال سے ان کا وظیفہ دیتے تو اسے بھی قبول نہ فرماتے۔ فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی بنا پر فرمایا تھا: ''اے مسلمانو (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم) کی جماعت! تم گواہ رہو کہ میں حکیم کو ان کا حق دیتا ہوں لیکن وہ اپنا حق لینے سے انکار کرتے ہیں۔'' (صحیح البخاري' الزکاۃ' حدیث:١٤٧٢) اسی حال میں خالق حقیقی سے جا ملے۔

(المعجم ٩٤) - مَنْ آتَاهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مَالًا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ (التحفة ٩٤)

باب:٩٤- جسے اللہ تعالیٰ مانگے بغیر کوئی مال عطا فرمائے؟

٢٦٠٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

٢٦٠٥-حضرت عبداللہ بن ساعدی مالکی سے منقول

٢٦٠٤_[صحيح] تقدم، ح: ٢٥٣٢، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٨٤.

٢٦٠٥_أخرجه مسلم، الزكاة، باب جواز الأخذ بغير سؤال ولا تطلع، ح: ١٠٤٥/١١٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٨٥. * الليث هو ابن سعد، وبكير هو ابن عبدالله بن الأشج، وانظر الحديث الآتي.

اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ الْمَالِكِيِّ قَالَ: اِسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا فَأَدَّيْتُهَا إِلَيْهِ، أَمَرَ لِي بِعُمَالَةٍ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَجْرِي عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ: خُذْ مَا أَعْطَيْتُكَ فَإِنِّي قَدْ عَمِلْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ قَوْلِكَ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا أُعْطِيتَ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ أَنْ تَسْأَلَ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ».

ہے کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب ؓ نے صدقہ و زکاۃ جمع کرنے پر مقرر فرمایا۔ جب میں اس ذمے داری سے فارغ ہوا اور میں نے (جمع شدہ) مال ان کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے مجھے میری خدمت کا معاوضہ دینے کا حکم جاری فرمایا۔ میں نے کہا: میں نے یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کیا ہے۔ اس کا معاوضہ مجھے اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔ آپ نے فرمایا: جو میں تمھیں دے رہا ہوں، لے لو۔ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں (ایسی ہی) خدمت سرانجام دی تھی اور میں نے بھی آپ سے تیری طرح ہی کہا تھا تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تجھے کوئی چیز تیرے مانگے بغیر ملے تو (اسے لے لے اور) کھا۔ اور (چاہے تو) صدقہ کر دے۔“

فائدہ: ہر سرکاری کارندہ اس پوزیشن میں نہیں ہوتا کہ وہ سرکاری کام بلا معاوضہ کر سکے کیونکہ معاشی مجبوریاں ہوتی ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ حکومت ہر سرکاری کارندے کو معاوضہ دے اور سرکاری کارندہ اسے وصول کرے کیونکہ اگر بعض وصول کریں، بعض نہ کریں تو وصول کرنے والے شرمندگی سی محسوس کریں گے۔ ہو سکتا ہے وہ احساس کمتری کا شکار ہو جائیں۔ وصول نہ کرنے کی صورت میں اظہار ہوگا جس سے ذہن میں تکبر و فخر پیدا ہو سکتا ہے۔

۲۶۰۶- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو عُبَيْدِاللهِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ حُوَيْطِبِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ السَّعْدِيِّ أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى

۲۶۰۶- حضرت عبداللہ بن سعدی سے روایت ہے کہ میں علاقہ شام سے حضرت عمر بن خطاب ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انھوں نے فرمایا: مجھے بتایا گیا ہے کہ تم مسلمانوں کے کام (سرکاری خدمات) سرانجام دیتے ہو اور پھر جب تمھیں معاوضہ دیا جاتا ہے تو تم

۲۶۰۶_ أخرجه البخاري، من حديث الزهري به، انظر الحديث الآتي برقم، ح: ۲۶۰۹، وهو في الكبرٰى، ح: ۲۳۸۶.

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنَ الشَّامِ، فَقَالَ: أَلَمْ أُخْبَرْ: أَنَّكَ تَعْمَلُ عَلَى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ الْمُسْلِمِينَ، فَتُعْطَى عَلَيْهِ عُمَالَةً فَلَا تَقْبَلُهَا؟ قَالَ: أَجَلْ! إِنَّ لِي أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ، وَأُرِيدُ أَنْ يَكُونَ عَمَلِي صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: إِنِّي أَرَدْتُ الَّذِي أَرَدْتَ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِينِي الْمَالَ فَأَقُولُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي، وَإِنَّهُ أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ لَهُ: أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَحْوَجُ إِلَيْهِ مِنِّي، فَقَالَ: «مَا آتَاكَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ هٰذَا الْمَالِ مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ فَخُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ أَوْ تَصَدَّقْ بِهِ، وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ».

قبول نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! میرے پاس بہت سے گھوڑے اور غلام ہیں۔ میں مال دار ہوں اور چاہتا ہوں کہ میری تنخواہ مسلمانوں پر صدقہ ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (رسول اللہ ﷺ کے دور میں) میں نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا تھا جس طرح تو نے کرنا چاہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مجھے مال وغیرہ (بصورت معاوضہ) عطا فرماتے تو میں کہہ دیتا کہ یہ کسی ایسے شخص کو دے دیجیے جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہو۔ ایک دفعہ آپ نے مجھے کچھ مال عطا فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ یہ ایسے شخص کو دے دیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو تو آپ نے فرمایا: ”جو مال تجھے اللہ تعالیٰ تیرے مانگے اور لالچ و طمع کے بغیر دے اسے لے لیا کر پھر چاہے تو اپنے پاس رکھ، چاہے صدقہ کر دے۔ اور جو مال اس طرح اپنے آپ نہ ملے اس کے پیچھے اپنے آپ کو نہ لگا۔“

فوائد و مسائل: ① ”اللہ تعالیٰ دے۔“ انسان کو جو کچھ بھی میسر ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے خواہ ظاہراً کسی آدمی کے ہاتھوں ملے کیونکہ ہر چیز کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ دینے والے کے دل میں دینے کا خیال بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ جن صلاحیتوں کی وجہ سے مال ملتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہیں۔ حساب بھی اللہ تعالیٰ ہی لے گا۔ ② ان احادیث میں تنخواہ اور معاوضے کا ذکر ہے۔ تحفے اور صدقے میں بھی یہی اصول ہے کہ اگر بغیر مانگے حاصل ہو تو انکار نہیں کرنا چاہیے البتہ صدقے کی صورت میں مستحق زکاۃ ہونا ضروری ہے۔ ③ تحفے کا بدلہ دینا چاہیے۔

٢٦٠٧- أَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّ

۲۶۰۷- حضرت عبداللہ بن سعدی نے بتایا کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کے پاس حاضر ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: کیا یہ

٢٦٠٧- [صحيح] انظر الحديث السابق والآتي، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٨٧.

حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزّٰى أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فِي خِلَافَتِهِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: أَلَمْ أُحَدَّثْ: أَنَّكَ تَلِي مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا، فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعُمَالَةَ رَدَدْتَهَا؟ فَقُلْتُ: بَلٰى! فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَمَا تُرِيدُ إِلٰى ذٰلِكَ؟ فَقُلْتُ: لِي أَفْرَاسٌ وَأَعْبُدٌ وَأَنَا بِخَيْرٍ، وَأُرِيدُ أَنْ يَكُونَ عَمَلِي صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ مِثْلَ الَّذِي أَرَدْتَ، كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ: أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ أَوْ تَصَدَّقْ بِهِ، مَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ، وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ».

بات درست ہے کہ تم سرکاری کام کرتے ہو اور جب تمھیں حق الخدمت دیا جاتا ہے تو تم واپس کر دیتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: تمھارا مقصد کیا ہوتا ہے؟ میں نے کہا: میرے پاس بہت سے گھوڑے اور غلام ہیں۔ میں مال دار ہوں۔ (میرے پاس اللہ تعالیٰ کا دیا بہت کچھ ہے۔) میں چاہتا ہوں کہ میری تنخواہ مسلمانوں پر صدقہ ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسے نہ کیا کرو۔ میں نے بھی (رسول اللہ ﷺ کے دور مبارک میں) ایسا ہی کرنا چاہا تھا جس طرح تو نے کرنا چاہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی عطیہ وغیرہ دیتے تو میں کہہ دیتا کہ یہ کسی ایسے شخص کو دے دیجیے جسے اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لے لیا کر، پھر جی چاہے تو رکھ لے نہیں تو صدقہ کر دیا کر۔ اس قسم کا مال جو تیرے پاس بغیر تیری طمع اور خواہش کے آئے، وہ لے لیا کر اور جو اس طرح نہ ملے، اس کے پیچھے اپنے آپ کو نہ لگا۔“

٢٦٠٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزّٰى أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي خِلَافَتِهِ، فَقَالَ عُمَرُ: أَلَمْ أُخْبَرْ: أَنَّكَ تَلِي

٢٦٠٨- حضرت عبداللہ بن سعدی نے خبر دی کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں آپ کے پاس آیا تو آپ فرمانے لگے: مجھے پتا چلا ہے کہ تو لوگوں کی خدمات سرانجام دیتا ہے لیکن جب تجھے تنخواہ دی جاتی ہے تو تو اسے ناپسند کرتا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! (ایسے ہی ہے)۔ تو انھوں نے فرمایا: تمھارا مقصد کیا ہوتا ہے؟ میں نے کہا: میرے پاس بہت سے گھوڑے اور

٢٦٠٨- [صحيح] أخرجه البخاري، الأحكام، باب رزق الحكام والعاملين عليها، ح: ٧١٦٣ عن الحكم بن نافع أبي اليمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٨٨.

مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا ، فَإِذَا أُعْطِيتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا؟ قَالَ : فَقُلْتُ : بَلٰى! قَالَ : فَمَا تُرِيدُ إِلٰى ذٰلِكَ؟ فَقُلْتُ : إِنَّ لِي أَفْرَاسًا وَأَعْبُدًا وَأَنَا بِخَيْرٍ ، وَأُرِيدُ أَنْ يَكُونَ عَمَلِي صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِينَ ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ : فَلَا تَفْعَلْ فَإِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الَّذِي أَرَدْتَ ، فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ : أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي ، حَتّٰى أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ : أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ ، فَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ ، وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ» .

غلام ہیں اور میں مال دار ہوں (اچھا گزارا کر رہا ہوں)۔ میں چاہتا ہوں کہ میری تنخواہ مسلمانوں پر صدقہ ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسے نہ کر۔ میں نے بھی ایسا ہی کرنا چاہا تھا جس طرح تو نے کرنا چاہا ہے۔ نبی ﷺ مجھے تنخواہ وغیرہ دیتے تو میں کہہ دیتا کہ یہ کسی زیادہ حاجت مند کو دے دیجیے حتی کہ ایک دفعہ آپ نے مجھے کچھ مال دیا۔ میں نے (حسب عادت) کہہ دیا کہ یہ مجھ سے زیادہ محتاج کو دے دیجیے۔ تو نبی ﷺ فرمانے لگے: ”لے لے پھر رکھ یا صدقہ کر۔ اس قسم کا مال تیرے پاس آئے جبکہ تجھے نہ لالچ ہو اور نہ تو نے مانگا ہو تو وہ لے لیا کر اور جو خود بخود نہ ملے اس کے پیچھے اپنے آپ کو نہ لگا۔“

۲۶۰۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ : حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ : أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ : سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ : أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي ، حَتّٰى أَعْطَانِي مَرَّةً مَالًا ، فَقُلْتُ لَهُ : أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي ، فَقَالَ : «خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ ، وَمَا جَاءَكَ مِنْ

۲۶۰۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ مجھے کوئی عطیہ عنایت فرماتے تو میں کہہ دیا کرتا تھا کہ یہ کسی ایسے شخص کو دے دیجیے جسے مجھ سے زیادہ اس کی ضرورت ہو حتی کہ ایک دفعہ آپ نے مجھے کچھ مال دیا تو میں نے کہہ دیا: کسی ایسے شخص کو دے دیجیے جو مجھ سے زیادہ فقیر ہے۔ آپ نے فرمایا: ”لے لے۔ اسے استعمال بھی کر اور صدقہ بھی کر۔ یہ مال اگر تیرے پاس خود بخود آئے، تجھے نہ تو اس کی طمع ہو اور نہ تو نے مانگا ہو تو

۲۶۰۹۔ أخرجه البخاري، ح: ۷۱٦٤ من حديث شعيب بن أبي حمزة (انظر الحديث السابق)، ومسلم، الزكاة، باب جواز الأخذ بغير سؤال ولا تطلع، ح: ۱۰٤٥ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ۲۳۸۹ .

هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ، وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ».

اسے لے لیا کر اور جو اپنے آپ نہ ملے اس کے پیچھے اپنے آپ کو نہ لگا۔"

(المعجم ٩٥) - بَابُ اسْتِعْمَالِ آلِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى الصَّدَقَةِ (التحفة ٩٥)

باب:٩٥- نبی ﷺ کی آل کو صدقات جمع کرنے پر مقرر کرنا؟

٢٦١٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ الْهَاشِمِيِّ أَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَا رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَالْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: اِئْتِيَا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُولَا لَهُ: اِسْتَعْمِلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ! عَلَى الصَّدَقَاتِ، فَأَتَى عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ وَنَحْنُ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ، فَقَالَ لَهُمَا: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَا يَسْتَعْمِلُ مِنْكُمْ أَحَدًا عَلَى الصَّدَقَةِ، قَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ: فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَالْفَضْلُ حَتَّى أَتَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ، فَقَالَ لَنَا: «إِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ».

٢٦١٠- حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب ؓ نے بتایا کہ میرے والد ربیعہ بن حارث نے مجھے اور حضرت فضل بن عباس بن عبدالمطلب ؓ سے کہا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور آپ سے عرض کرو کہ ہمیں بھی صدقات اکٹھے کرنے کی خدمت پر مقرر فرمائیں۔ ابھی ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب ؓ تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ تم میں سے کسی کو صدقات پر مقرر نہیں فرمائیں گے۔ میں اور فضل بن عباس پھر بھی چل پڑے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ کر عرض کیا تو آپ نے فرمایا: "یہ زکاۃ وصدقات لوگوں کا میل کچیل ہیں' اس لیے یہ حضرت محمد (ﷺ) اور آل محمد ﷺ کے لیے حلال نہیں۔"

فوائد ومسائل: ① آل نبی ﷺ صدقات جمع کرنے کی خدمت تو سرانجام دے سکتے ہیں مگر اس کام کی

٢٦١٠- أخرجه مسلم، الزكاة، باب ترك استعمال آل النبي على الصدقة، ح: ١٠٧٢/ ١٦٨ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٩٠، ٢٣٩١.

اجرت نہیں لے سکتے کیونکہ اجرت بھی تو زکاۃ وصدقات ہی کا حصہ ہے۔ حضرت عبدالمطلب اور حضرت فضل بن عباس ؓ کا مقصد چونکہ اجرت ہی تھا' لہٰذا آپ نے انھیں مقرر نہ فرمایا۔ ② صدقات جمع کرنے کی اجرت حقیقتاً صدقہ نہیں ہے' اس لیے اغنیاء بھی یہ خدمت سرانجام دے کر اجرت لے سکتے ہیں مگر آل محمد ﷺ کی رفعت شان اس بات کی متقاضی ہے کہ وہ ایسی چیز بھی نہ لیں جس میں صدقے کا شبہ بھی ہو اور اجرت صدقات میں صدقے کا شبہ تو ہے کیونکہ وہ صدقات کا حصہ ہے۔ ③ رفعت شان کے علاوہ آل محمد ﷺ کے لیے صدقات کی حرمت کا سبب یہ بھی ہے کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ دعوائے نبوت کا مقصد اپنے خاندان کے لیے مال جمع کرنا ہے۔ نعوذ باللہ. ④ زکاۃ وصدقات چونکہ مال کو پاک کرتے ہیں' جس طرح پانی جسم کو پاک کرتا ہے' لہٰذا زکاۃ وصدقات کی حیثیت اس پانی کی سی ہے جس کے ساتھ کسی چیز کو دھو کر صاف کیا گیا ہو' اس لیے اسے ''لوگوں کا میل کچیل'' کہا گیا۔ اختیاری حالت میں ماء مستعمل کو لینا کوئی پسند نہیں کرتا' اس لیے زکاۃ وصدقات بھی مجبور و مضطر لوگوں ہی کے لیے جائز ہیں۔ ⑤ فرض صدقات تو نبی ﷺ پر اور آپ کی آل پر قطعاً حرام ہیں' البتہ نفل صدقات کے بارے میں جمہور اہل علم کا خیال ہے کہ وہ آل محمد کے لیے جائز ہیں' البتہ رسول اللہ ﷺ کی مقدس ہستی کے لیے نفل صدقات بھی حرام ہیں کہ آپ کی شان انتہائی بلند ہے۔ ⑥ آل نبی ﷺ سے مراد امام ابوحنیفہ اور امام مالک ؒ کے نزدیک صرف بنوہاشم ہیں اور امام شافعی وغیرہ نے بنوہاشم اور بنومطلب دونوں خاندان مراد لیے ہیں۔ بنوہاشم سے مراد حضرت علی' عقیل' جعفر' عباس اور حارث ؓ کی نسل ہیں۔

(المعجم ٩٦) - بَابُ ابْنِ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ (التحفة ٩٦)

باب:۹۶- کسی قوم کا بھانجا بھی ان میں شامل ہوتا ہے

٢٦١١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي إِيَاسٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ: أَسَمِعْتَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ»؟ قَالَ: نَعَمْ.

۲۶۱۱- حضرت شعبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ایاس معاویہ بن قرہ سے پوچھا: کیا تم نے حضرت انس بن مالک ؓ سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی قوم کا بھانجا بھی اس قوم میں شامل ہے؟'' انھوں نے کہا: ہاں۔

فائدہ: امام نسائی ؒ کا مقصد یہ ہے کہ بنوہاشم کا بھانجا بھی زکاۃ کا مستحق نہیں کیونکہ وہ بھی بنوہاشم میں شامل ہے۔ اسی طرح اس روایت سے بعض حضرات نے بھانجے کی وراثت پر بھی استدلال کیا ہے' حالانکہ

٢٦١١- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١١٩ من وكيع به، وهو في الكبرى، ح: ٢٣٩٢.

یہاں وراثت کی بحث ہی نہیں۔ آپ کا مطلب تو یہ ہے کہ بھانجے کا اپنے ماموؤں کے ساتھ قوی تعلق ہوتا ہے لہٰذا اسے ان سے غیر متعلق نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ ارشاد آپ نے اس وقت فرمایا تھا جب آپ نے صرف انصار کو بلایا تھا۔ آپ کو بتایا گیا کہ آنے والوں میں ان کا بھانجا بھی ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، المناقب، حديث:٣٥٢٨)

٢٦١٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ».

٢٦١٢- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی قوم کا بھانجا بھی ان میں سے ہی ہے۔“

(المعجم ٩٧) - بَابُ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ (التحفة ٩٧)

باب:٩٧- کسی قوم کا آزاد کردہ غلام بھی اس قوم میں شامل ہے

٢٦١٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَأَرَادَ أَبُو رَافِعٍ أَنْ يَتْبَعَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا، وَإِنَّ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ».

٢٦١٣- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو مخزوم کے ایک شخص کو صدقات جمع کرنے پر مقرر فرمایا۔ ابو رافع (یعنی میں) نے بھی اس کے ساتھ جانے کی خواہش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صدقات ہمارے لیے حلال نہیں اور کسی خاندان کا آزاد کردہ غلام بھی ان میں شامل ہے۔“

٢٦١٢_ أخرجه البخاري، المناقب، باب ابن أخت القوم منهم، ومولى القوم منهم، ح:٣٥٢٨، ومسلم، الزكاة، باب إعطاء المؤلفة قلوبهم على الإسلام وتصبر من قوي إيمانه، ح:١٠٥٩/١٣٣ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٩٣.

٢٦١٣_ [صحيح] أخرجه أبوداود، الزكاة، باب الصدقة على بني هاشم، ح:١٦٥٠، والترمذي، الزكاة، باب ماجاء في كراهية الصدقة للنبي ﷺ وأهل بيته ومواليه، ح:٦٥٧ من حديث شعبة به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٣٤٤، وابن حبان (الإحسان)، ح:٣٢٨٢، والحديث في الكبرٰى، ح:٢٣٩٤، وله شواهد عند البخاري: ١٢/٤٨ مع الفتح، ومسلم، ح:١٠٦٩ وغيرهما.

فائدہ: یہ ابورافع ؓ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے' بلکہ انھیں اس نسبت سے ہاشمی بھی کہہ دیا جاتا تھا۔ مذکورہ حدیث سے بھی تائید ہوتی ہے کہ کسی قوم کے آزاد کردہ غلام یا بھانجے کو ان کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے' اگرچہ وہ نسباً ان سے نہیں کیونکہ محض نسبت کے لیے اتنا تعلق بھی کافی ہے۔ ابورافع کو زکاۃ کا اہل قرار نہ دینے سے بھانجے کے بارے میں امام نسائی ؒ کے استنباط کو قوت پہنچتی ہے کیونکہ جب آزاد کردہ غلام بنو ہاشم کا حکم رکھتا ہے تو بھانجا کیوں نہ رکھے گا؟

(المعجم ٩٨) - اَلصَّدَقَةُ لَا تَحِلُّ لِلنَّبِيِّ ﷺ (التحفة ٩٨)

باب:٩٨- نبی ﷺ کے لیے صدقہ جائز نہیں

٢٦١٤- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِشَيْءٍ سَأَلَ عَنْهُ: «أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ»؟ فَإِنْ قِيلَ: صَدَقَةٌ لَمْ يَأْكُلْ، وَإِنْ قِيلَ: هَدِيَّةٌ، بَسَطَ يَدَهُ.

۲۶۱۴- حضرت بہز بن حکیم کے دادا بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ کے پاس کوئی چیز لائی جاتی تو آپ اس کے بارے میں پوچھتے کہ یہ تحفہ ہے یا صدقہ؟ اگر کہا جاتا: صدقہ ہے' تو آپ نہیں کھاتے تھے اور اگر کہا جاتا: تحفہ ہے' تو آپ تناول فرما لیتے تھے۔

فائدہ: صدقات سے پرہیز میں آپ ہی تو اصل ہیں تاکہ کسی نابکار کے لیے اعتراض کی گنجائش نہ رہے۔ آل نبی تو آپ کی فرع ہونے کی وجہ سے اس حکم میں داخل ہیں۔ ممکن ہے باب کا مقصد یہ ہو کہ نبی ﷺ کے لیے نفل صدقات بھی حلال نہ تھے' البتہ ازواج مطہرات ؓ کے لیے نفل صدقات حلال تھے جیسا کہ بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔

(المعجم ٩٩) - إِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ (التحفة ٩٩)

باب:٩٩- جب صدقے کی حیثیت بدل جائے (تو حکم بھی بدل جائے گا)

٢٦١٥- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ:

۲۶۱۵- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ میں

٢٦١٤_ [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الزكاة، باب ماجاء في كراهية الصدقة للنبي ﷺ ... الخ، ح: ٦٥٦ من حديث بهز به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح: ٢٣٩٥، وله شاهد عند البخاري، ح: ٢٥٧٦ وغيره.

٢٦١٥_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب الصدقة على موالي أزواج النبي ﷺ، ح: ١٤٩٣، ومسلم، الزكاة، باب إباحة الهدية للنبي ﷺ ولبني هاشم وبني المطلب ... الخ، ح: ١٠٧٥ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى ◄

حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَتُعْتِقَهَا، وَإِنَّهُمُ اشْتَرَطُوا وَلَاءَهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اشْتَرِيهَا فَأَعْتِقِيهَا، فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ». وَخُيِّرَتْ حِينَ أُعْتِقَتْ، وَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِلَحْمٍ، فَقِيلَ: هٰذَا مِمَّا تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ، فَقَالَ: «هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ». وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا.

نے ارادہ کیا کہ بریرہ ؓ کو خرید کر آزاد کر دوں لیکن اس کے مالکوں نے اس کے وَلا کی شرط لگا لی۔ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی تو آپ نے فرمایا: ”خرید کر آزاد کر دے۔ وَلا اسی کا حق ہے جو آزاد کرے۔“ (اسی طرح) جب وہ آزاد ہوئی تو اسے (خاوند کے پاس رہنے یا نہ رہنے کا) اختیار دیا گیا۔ (اسی طرح) رسول اللہ ﷺ کے پاس گوشت لایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ اس (گوشت) میں سے ہے جو بریرہ ؓ پر صدقہ کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ اس کے لیے صدقہ ہے ہمارے لیے ہدیہ (تحفہ) ہے۔“ (یاد رہے کہ) حضرت بریرہ ؓ کا خاوند آزاد تھا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت بریرہ ؓ کسی اور خاندان کی لونڈی تھیں۔ حضرت عائشہ ؓ کے پاس خدمت کے لیے آتی جاتی رہتی تھیں۔ انھوں نے اپنے مالکوں سے آزادی کا معاہدہ کیا کہ میں قسط وار اپنی قیمت خود ادا کر دوں گی' مجھے آزاد کر دو۔ وہ مان گئے۔ حضرت عائشہ ؓ کو پتا چلا تو انھوں نے پیش کش کی کہ میں پوری قیمت دے کر ابھی خرید لیتی ہوں اور آزاد کر دیتی ہوں۔ مالک راضی ہو گئے مگر کہنے لگے: وَلا کا حق ہمارا ہوگا' حالانکہ مولیٰ وہی ہوتا ہے جو آزاد کرے۔ حضرت عائشہ ؓ نے یہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے مذکورہ جواب ارشاد فرمایا۔ ② ”وَلا“ سے مراد وہ حق ہے جو آزاد کرنے والے کو آزاد کردہ غلام پر ہوتا ہے' مثلاً: وہ اس کا مولیٰ کہلاتا ہے۔ اگر غلام فوت ہو جائے اور اس کا کوئی نسبی وارث نہ ہو تو مالک کو وراثت ملتی ہے' وغیرہ۔ ③ اگر منکوحہ لونڈی آزاد ہو جائے تو آزادی کے بعد اسے اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو سابقہ خاوند سے نکاح قائم رکھے' چاہے تو نکاح فسخ کر دے۔ لیکن جمہور اہل علم کے نزدیک یہ اختیار تب ہے اگر اس کا خاوند غلام ہو۔ اگر وہ آزاد ہو تو عورت کو باوجود آزاد ہونے کے نکاح ختم کرنے کا اختیار نہیں۔ حضرت بریرہ ؓ کے خاوند غلام تھے' نام ان کا مغیث تھا۔ البتہ احناف کے نزدیک خاوند آزاد ہو یا غلام' آزاد ہونے والی کو نکاح ختم کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ ④ ”گوشت لایا گیا۔“ یہ گوشت صدقے کا تھا۔ کسی نے حضرت بریرہ ؓ کو بھیجا تھا۔ انھوں نے کچھ گوشت بطور تحفہ حضرت عائشہ ؓ کے پاس بھیج دیا۔ ظاہر ہے گوشت جس کو

ح: ٢٣٩٦، قوله: "وكان زوجها حرًا" من كلام الأسود رحمه الله، وهو شاذ خطأ منه، والصواب: "وكان زوجها عبدًا".

صدقے میں دے دیا جائے اس کی ملک ہو گیا اب وہ جسے صدقے کے طور پر دے اس کے لیے صدقہ ہے۔ جسے تحفے کے طور پر دے اس کے لیے تحفہ ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے وہ گوشت تناول فرمایا۔ ⑧ "آزاد تھا۔" دوسری روایات میں صراحت ہے کہ یہ حضرت اسود کا قول ہے نہ کہ حضرت عائشہ ؓ کا۔ اور اسود تابعی ہیں۔ دوسری روایات میں حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس ؓ کا صریح فرمان ہے کہ بریرہ کا خاوند غلام تھا۔ (صحيح البخاري' الطلاق' حديث: ۵۲۸۲' وصحيح مسلم' العتق' حديث: ۱۵۰۴) اگر وہ غلام نہ ہوتا تو اسے اختیار نہ دیا جاتا کیونکہ عورت آزاد ہونے کے باوجود خاوند سے بلند رتبہ نہیں ہوتی۔ ⑨ تفصیلی روایات میں صراحت ہے کہ حضرت بریرہ ؓ نے باوجود حضرت مغیث کی منت سماجت کے نکاح ختم کر دیا تھا۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الطلاق' حديث: ۵۲۸۳)

(المعجم ۱۰۰) - شِرَاءُ الصَّدَقَةِ (التحفة ۱۰۰)

باب:۱۰۰- صدقے کا مال خریدنا

٢٦١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: حَمَلْتُ عَلَى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَأَضَاعَهُ الَّذِي كَانَ عِنْدَهُ، وَأَرَدْتُ أَنْ أَبْتَاعَهُ مِنْهُ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ، فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «لَا تَشْتَرِهِ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِي [صَدَقَتِهِ] كَالْكَلْبِ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ».

۲۶۱۶- حضرت عمر ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک گھوڑا اللہ تعالیٰ کے راستے (جہاد) میں کسی (مجاہد) کو دیا۔ اس نے گھوڑے (کی خاطر تواضع نہ کی اور اس) کو ضائع (کمزور) کر دیا۔ میرا ارادہ ہوا کہ اس سے دوبارہ خرید لوں۔ میرا خیال تھا وہ سستا ہی بیچ دے گا۔ میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: "تو اسے مت خرید۔ چاہے وہ ایک درہم ہی کا تجھے دے کیونکہ جو شخص اپنے صدقے کو (کسی بھی صورت میں) واپس لیتا ہے وہ اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے چاٹتا ہے۔"

فائدہ: صدقہ کرنے والے کو اپنا صدقہ قیمتاً بھی لینا منع ہے۔ ممکن ہے وہ شخص اس کا لحاظ کرتے ہوئے

٢٦١٦_ أخرجه البخاري، الزكاة، باب: هل يشتري صدقته؟ ولا بأس أن يشتري صدقته غيره ... الخ، ح:١٤٩٠، ومسلم، الهبات، باب كراهة شراء الإنسان ما تصدق به ممن تصدق عليه، ح:١٦٢٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى):١/ ٢٨٢، والكبرى، ح:٢٣٩٧.

اسے قیمت میں رعایت کرے۔ البتہ کوئی دوسرا شخص کسی دوسرے کا صدقہ خرید سکتا ہے کیونکہ اس کے لیے یہ صدقہ نہیں بلکہ خریدی ہوئی چیز ہے۔ گویا چیز کی حیثیت بدل جانے سے اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے' جیسے پچھلی حدیث میں ہے۔

٢٦١٧- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّهُ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ فَرَآهَا تُبَاعُ، فَأَرَادَ شِرَاءَهَا، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «لَا تَعْرِضْ فِي صَدَقَتِكَ».

٢٦١٧- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک گھوڑا فی سبیل اللہ صدقہ کیا' پھر انھیں پتا چلا کہ وہ گھوڑا فروخت ہو رہا ہے تو انھوں نے خود ہی خریدنے کا ارادہ کر لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے کیے ہوئے صدقے (کی واپسی) کا خیال بھی نہ کر۔''

فائدہ: کیونکہ بہرصورت یہ اپنے ہی صدقے کو استعمال کرنے والی بات ہے جو مناسب نہیں۔ باقی رہی قیمت تو اس میں بھی رعایت کا احتمال ہے' نیز اس میں حیلہ بھی ممکن ہے' اس لیے اسے حتماً منع فرما دیا۔

٢٦١٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَوَجَدَهَا تُبَاعُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَأَرَادَ أَنْ يَشْتَرِيَهُ، ثُمَّ أَتٰى رَسُولَ اللهِ ﷺ فَاسْتَأْمَرَهُ فِي ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

٢٦١٨- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ کیا۔ کچھ عرصے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ گھوڑا فروخت کیا جا رہا ہے تو انھوں نے ارادہ فرمایا کہ میں ہی اسے خرید لوں' پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اس بارے میں آپ سے مشورہ طلب کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنا کیا ہوا صدقہ دوبارہ نہ لے۔''

٢٦١٧ـ أخرجه مسلم، الهبات، باب كراهة شراء الإنسان ما تصدق به ... الخ، ح:١٦٢١ من حديث عبدالرزاق، والبخاري، (انظر الحديث الآتي) من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٩٨، ومصنف عبدالرزاق: ٩/ ١١٧، ح: ١٦٥٧٢، ورواه الترمذي، الزكاة، باب ماجاء في كراهية العود في الصدقة، ح:٦٦٨ من هارون به، وقال: "حسن صحيح".

٢٦١٨ـ أخرجه البخاري، الزكاة، باب: هل يشتري صدقته؟ ولا بأس أن يشتري ... الخ، ح:١٤٨٩ من حديث الليث بن سعد، ومسلم، (انظر الحديث السابق) من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح:٢٣٩٩.

«لَا تَعُدْ فِي صَدَقَتِكَ».

فائدہ: اپنا کیا ہوا صدقہ اپنے اختیار سے مثلاً: خرید کر یا رجوع کر کے تو واپس نہیں لے سکتا' البتہ اگر غیر اختیاری طور پر اس کے پاس آ جائے مثلاً: جسے صدقہ دیا تھا وہ فوت ہو گیا اور یہ صدقہ کرنے والا اس کا وارث بنتا ہے اور وراثت میں وہی صدقہ اسے واپس مل جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الصیام' حدیث:۱۱۴۹) بعض اہل علم نے اس حدیث سے یہ استنباط بھی کیا ہے: ''جس لونڈی کو آزاد کرے' اس سے پھر نکاح نہ کرے کیونکہ یہ بھی صدقے میں رجوع ہی کی صورت ہے۔'' حالانکہ یہ تو احسان پر احسان ہے اور حدیث صحیح میں اسے دگنے ثواب کا سبب بھی قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' العلم' حدیث:۹۷) خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ ؓ کو آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا' لہٰذا یہ استنباط درست نہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' النکاح' حدیث:۵۰۸۶' وصحیح مسلم' النکاح' حدیث:۱۳۶۵)

۲۶۱۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ وَيَزِيدُ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ عَتَّابَ بْنَ أَسِيدٍ أَنْ يَخْرِصَ الْعِنَبَ، فَتُؤَدّٰى زَكَاتُهُ زَبِيبًا كَمَا تُؤَدّٰى زَكَاةُ النَّخْلِ تَمْرًا.

۲۶۱۹- حضرت سعید بن مسیب سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مکہ مکرمہ کے گورنر) حضرت عتاب بن اسید ؓ کو حکم دیا تھا کہ انگوروں کی فصل کا اندازہ لگا کر ان کی زکاۃ کشمش کی صورت میں ادا کی جائے جس طرح کھجوروں کی زکاۃ خشک کھجوروں (چھوہاروں) کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔

فائدہ: زکاۃ کی بحث تو پیچھے گزر چکی ہے کہ عشر وغیرہ اس صورت میں وصول کیا جائے گا جس صورت میں اس کا ذخیرہ کیا جا سکے مگر یہاں بحث طلب امر یہ ہے کہ اس حدیث کا باب سے کیا تعلق ہے' جبکہ اس میں صدقہ خریدنے کا کوئی ذکر نہیں؟ کہا جا سکتا ہے کہ جب کاشتکار نے انگور رکھ کر کشمش کی صورت میں عشر دیا تو گویا اس نے صدقے کے انگوروں کو کشمش سے خرید لیا۔ گویا اپنا صدقہ خریدنا جائز ہو گیا۔ اس صورت میں اوپر والی روایات میں اپنا صدقہ خریدنے سے روکنا تنزیہ اور احتیاط کے طور پر ہو گا۔ واللہ أعلم. مگر یہ نرا استنباط ہی ہے۔ دینے والے نے تو صدقے ہی کے انگوروں کو خشک کر کے کشمش بنا کر دیا۔ اپنے مال سے بدلا نہیں ہے

۲۶۱۹_ [إسنادہ ضعیف لإرسالہ] أخرجہ أبوداود، ح:۱۶۰۳ من حدیث عبدالرحمن بن إسحاق المدني عن الزھري عن سعید بن المسیب عن عتاب بن أسید بہ، وقال: "سعید لم یسمع من عتاب شیئًا"، وصححہ ابن خزیمۃ، ح:۲۳۱۷، وابن حبان، ح:۷۹۹، ۸۰۰، وقال المنذري: "انقطاعہ ظاھر لأنہ مولد سعید في خلافۃ عمر، ومات عتاب یوم مات أبوبکر".

کہ اس پر بیچنے کے معنی کسی بھی طرح صادق آسکیں۔ کشمکش ہی سے صدقے کی ابتدا ہوئی۔ ویسے یہ روایت مرسل ہے۔ حضرت سعید بن مسیب تابعی ہیں۔ انھوں نے یہ نہیں بتایا کہ انھوں نے یہ روایت کس صحابی سے سنی ہے۔ اس سے روایت کی حیثیت کم ہو جاتی اور ضعیف قرار پاتی ہے' تاہم یہ مسئلہ دیگر صحیح روایات سے بھی ثابت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبیٰ شرح سنن النسائي: ٢٣/٢٥٩-٢٦٦)

حج کا مفہوم ومعنی

حج ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔ان ارکان کے چھوڑنے سے کفر واسلام میں امتیاز ختم ہو جاتا ہے۔حج کے لغوی معنی قصد کرنا ہیں مگر شریعت اسلامیہ میں اس سے مراد چند معین ایام میں مخصوص طریقے اور اعمال کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت کرنا ہے۔حج کا مقصد بیت اللہ کی تعظیم ہے جو کہ مسلمانوں کا مرکز اور ان کی وحدت کا ضامن ہے۔اس کی طرف تمام مسلمان قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔حج میں مسلمانوں کا عظیم اجتماع ہوتا ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے تمام ادیان ومذاہب قاصر ہیں۔اس سے مسلمانوں میں باہمی ربط وتعاون' آپس میں تعارف والفت اور محبت ومودت کے جذبات ترقی پاتے ہیں۔ہر علاقہ وملک کے لوگ' ہر رنگ ونسل سے تعلق رکھنے والے جن کی زبانیں مختلف ہوتی ہیں مگر دلی جذبات ایک سے ہوتے ہیں' ان کی بودوباش مختلف' مگر ان کی زبان پر ایک ہی ترانہ ہوتا ہے۔حج کے ارکان کی ادائیگی کے وقت ان کا لباس بھی ایک ہی ہوتا ہے۔نہ دنگا فساد' نہ لڑائی جھگڑا' نہ گالم گلوچ۔حج زندگی میں ایک دفعہ فرض ہے۔رسول اللہ ﷺ نے بھی فرضیت حج کے بعد ایک ہی حج ادا فرمایا تھا۔حج کی ادائیگی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام' ان کی زوجہ' محترمہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یاد تازہ ہوتی ہے جو سب سے پہلے اس عبادت کو ادا کرنے والے تھے۔بیت اللہ بھی انہی دو عظیم شخصیات کا تعمیر کردہ ہے۔حج کا اعلان بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبانی ہوا۔حج خلوص' للہیت' قربانی' صبر اور مسلمانوں کی شان وشوکت کا عظیم مظہر ہے جس کی مثال ناپید ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(المعجم ٢٤) - كِتَابُ مَنَاسِكِ الْحَجِّ (التحفة ٦)

حج سے متعلق احکام ومسائل

(المعجم ١) - بَابُ وُجُوبِ الْحَجِّ (التحفة ١)

باب:۱-حج کی فرضیت کا بیان

٢٦٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ - وَاسْمُهُ الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ النَّاسَ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ» فَقَالَ رَجُلٌ: فِي كُلِّ عَامٍ؟ فَسَكَتَ عَنْهُ حَتَّى أَعَادَهُ ثَلَاثًا، فَقَالَ: «لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ، لَوَجَبَتْ، وَلَوْ وَجَبَتْ مَا قُمْتُمْ بِهَا، ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِالشَّيْءِ فَخُذُوا بِهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ».

۲۶۲۰- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: ”یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔“ ایک آدمی کہنے لگا: ہر سال؟ آپ خاموش رہے حتی کہ اس نے تین دفعہ یہ سوال دہرایا۔ آپ نے فرمایا: ”اگر میں ”ہاں“ کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا اور اگر ہر سال واجب ہو جاتا تو تم اسے ادا نہ کر سکتے۔ جب تک میں تمھیں چھوڑے رہوں، تم بھی مجھے چھوڑے رہا کرو۔ تم سے پہلے کے لوگ اپنے انبیاء سے اختلاف کرنے اور زیادہ سوالات کرنے کی وجہ ہی سے ہلاک ہوئے۔ جب میں تمھیں کسی کام کا حکم دوں تو اپنی طاقت کے مطابق اس کی پابندی کرو اور جب تمھیں کسی چیز سے روک دوں تو اسے چھوڑ دو۔“

٢٦٢٠_أخرجه مسلم، الحج، باب فرض الحج مرةً في العمر، ح:١٣٣٧ من حديث الربيع بن مسلم به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٥٩٨.

فوائد و مسائل: ① حج کی فرضیت تو اجماعی اور قطعی مسئلہ ہے' اختلاف یہ ہے کہ کب فرض ہوا۔ مشہور قول ۵ یا ٦ ہجری کا ہے مگر محقق بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ۹ ہجری میں فرض ہوا' ورنہ آپ ٦ ہجری میں عمرے کی بجائے حج کو جاتے۔ ۸ ہجری میں بھی فتح مکہ کے بعد آپ عمرہ کر کے واپس تشریف لے آئے' حالانکہ حج کے دن قریب تھے۔ ② ''ایک آدمی۔'' یہ حضرت اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ تھے۔ ③ ''واجب ہو جاتا۔'' گویا حج کا حکم مطلق اترا تھا۔ اس میں ایک دفعہ یا ہر سال کی صراحت نہیں تھی۔ اس کا فیصلہ مصلحت مسلمین پر موقوف تھا۔ اگر آپ ''ہر سال'' میں مصلحت محسوس فرماتے تو ہر سال فرض ہو جاتا مگر یہ بات مصلحت کے خلاف تھی' اس لیے آپ نے اس شخص کی تائید نہ کی۔ ④ بعض مسائل میں شارع علیہ السلام نے جان بوجھ کر خاموشی اختیار فرمائی ہے تاکہ مسلمانوں کو سہولت رہے۔ ایسے مسائل میں سوال کے ذریعے سے تنگی پیدا کرنا بری بات ہے۔ اسی طرح شریعت کی عطا کردہ وسعت کو ختم کر دینا بھی بے جا تشدد ہے۔ جن مسائل میں شریعت نے معاملہ کھلا چھوڑا ہے' اسے کھلا ہی رکھنا چاہیے۔ اپنی طرف سے پابندیاں نہ لگائی جائیں' مثلاً: لباس' نجاست' بودو باش اور دیگر عادات۔ اسی طرح نفلی عبادات میں شریعت کے صریح احکام ہی کو کافی سمجھا جائے اور لوگوں کو خواہ مخواہ تنگ نہ کیا جائے۔ کسی قوم کے رسوم و رواج جب تک صراحتاً شریعت کے خلاف نہ ہوں' ان پر پابندی نہ لگائی جائے اور نہ ان کا ثبوت ہی شریعت سے تلاش کیا جائے کیونکہ ثبوت کی ضرورت عبادات میں ہے نہ کہ عادات میں۔ عادات میں پابندی کا نہ ہونا ہی کافی ہے۔ ⑤ ''طاقت کے مطابق'' معلوم ہوا کہ ایک آدمی اپنی بساط اور طاقت کے مطابق ایک مامور بہ کام کرنے کی کوشش کرتا ہے مگر مکمل طور پر بجا نہیں لا پاتا' تو جتنے کام سے وہ عاجز آ گیا ہو' وہ اس سے ساقط ہو جائے گا۔ یہ بات نیکی کے کاموں کی ہے جنھیں کرنے کا شریعت نے حکم دیا ہے' البتہ جن کاموں سے روکا گیا ہے' ان میں استطاعت کی قید نہیں' ان سے ہر صورت میں مکمل طور پر بچنا ضروری ہے۔ واللہ أعلم.

⑥ امر ہر جگہ تکرار کا تقاضا نہیں کرتا اور نہ ہر جگہ عدم تکرار کا تقاضا کرتا ہے بلکہ موقع محل' سیاق' قرائن یا دلائل سے تعیین کیا جائے گا۔

٢٦٢١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَلِيلِ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ

٢٦٢١- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خطبے کے لیے) کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض فرما دیا ہے۔'' حضرت اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے

٢٦٢١_ [صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب فرض الحج، ح: ١٧٢١، وابن ماجه، المناسك، باب فرض الحج، ح: ٢٨٨٦ من حديث ابن شهاب الزهري به، وعنعن، وهو في الكبرى، ح: ٣٥٩٩، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق.

ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَامَ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ [تَعَالٰى] كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ» فَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ: كُلَّ عَامٍ؟ يَارَسُولَ اللهِ! فَسَكَتَ، فَقَالَ: «لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ، لَوَجَبَتْ، ثُمَّ إِذًا لَا تَسْمَعُونَ وَلَا تُطِيعُونَ، وَلٰكِنَّهُ حَجَّةٌ وَاحِدَةٌ».

رسول! کیا ہر سال؟ آپ خاموش ہو گئے' پھر فرمایا: ''اگر میں ''ہاں'' کہہ دیتا تو ہر سال واجب ہو جاتا' پھر نہ تم سنتے اور نہ اطاعت کرتے۔ حج صرف ایک ہی (دفعہ فرض) ہے۔''

فائدہ: ''نہ سنتے اور نہ اطاعت کرتے۔'' یعنی اس پر عمل کرنا تمھاری طاقت میں نہ ہوتا۔

(المعجم ٢) - وُجُوبُ الْعُمْرَةِ (التحفة ٢)

باب:٢-عمرے کے واجب ہونے کا بیان

٢٦٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ سَالِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي رَزِينٍ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ قَالَ: «فَحُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ».

٢٦٢٢-حضرت عمرو بن اوس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد بہت بوڑھے ہو چکے ہیں۔ وہ حج وعمرہ بلکہ سفر تک کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا: ''تم اپنے والد کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔''

فوائد و مسائل: ① عمرے کا وجوب مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ اور دوسرے محدثین' مثلاً: امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ حج کی طرح عمرے کو واجب سمجھتے ہیں کیونکہ اس حدیث میں حج اور عمرے کا اکٹھا ذکر ہے۔ قرآن مجید میں بھی وہ اکٹھے مذکور ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ (البقرة ٢:١٩٦) ''حج اور عمرہ اللہ تعالیٰ کے لیے مکمل کرو۔'' لہٰذا دونوں فرض ہیں۔ مگر احناف اور مالکی حضرات

٢٦٢٢- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الرجل يحج عن غيره، ح: ١٨١٠، والترمذي، ح: ٩٣٠، وابن ماجه، ح: ٢٩٠٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٠٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ٣٠٤٠، وابن حبان، ح: ٩٦١، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٨١، ووافقه الذهبي، وقواه أحمد بن حنبل رحمه الله.

عمرے کو نفل سمجھتے ہیں کیونکہ نبی ﷺ نے ارکان اسلام بتاتے وقت حج کا ذکر فرمایا ہے عمرے کا نہیں۔ لیکن یہ دلیل انتہائی کمزور ہے کیونکہ دیگر بہت سے ایسے فرائض وواجبات ہیں جن کی حیثیت ارکان کی نہیں اور نہ وہ اس حدیث کے تحت ذکر ہی ہوئے ہیں جبکہ حقیقت میں وہ واجب ہی ہیں' لہٰذا اس سے ان کی عدم فرضیت یا عدم وجوب لازم نہیں آتا' نیز دونوں کے اعمال ومناسک کا بھی خاصا فرق ہے۔ جب فرق ہے تو ایک کے اس حدیث میں ذکر نہ ہونے سے کیا ہوتا ہے۔ ⑦ جو شخص مالی طاقت رکھتا ہو مگر جسمانی طور پر معذور ہو تو وہ کسی کو اپنی جگہ حج کے لیے بھیجے۔ اسی طرح جس شخص پر حج فرض ہو مگر ادائیگی کے بغیر فوت ہو گیا ہو تو اس کی طرف سے اس کے ورثاء حج کریں یا کسی کو بھیجیں۔

(المعجم ۳) - فَضْلُ الْحَجِّ الْمَبْرُورِ (التحفة ۳)

باب:۳- حج مبرور کی فضیلت

۲۶۲۳- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّفَّارُ الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ - عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْحَجَّةُ الْمَبْرُورَةُ لَيْسَ لَهَا جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ، وَالْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا».

۲۶۲۳- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔ اور ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے درمیانی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① حج مبرور سے مراد وہ حج ہے جس میں شہوانی باتیں' فسق اور لڑائی جھگڑا نہ ہو جیسا کہ قرآن مجید میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ بعض نے حج مبرور کے معنی مقبول حج کے کیے ہیں مگر مقبول مبرور کا معنی نہیں بلکہ لازم ہے یعنی جو حج ان مفاسد سے پاک ہوگا' وہ لازماً قبول ہوگا۔ حج مبرور کی نشانی یہ بھی ہے کہ حج کرنے والا حج کے بعد پہلے سے بہتر بن جائے اور کبائر کا مرتکب نہ ہو۔ بعض نے حج مبرور سے مراد وہ حج لیا ہے جس میں ریاکاری نہ ہو۔ ② ''جنت'' یعنی وہ اولین طور پر جنت میں جائے گا۔ گویا حج سے اس کے تمام پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ ③ ''کفارہ'' یعنی صغائر معاف ہو جائیں گے بشرطیکہ کبائر سے اجتناب

۲۶۲۳_أخرجه مسلم، الحج، باب فضل الحج والعمرة، ح:۱۳۴۹ من حديث سهيل بن أبي صالح، والبخاري، أبواب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها، ح:۱۷۷۳ من حديث سمي به، وهو في الكبرى، ح:۳۶۰۱ .
أبو صالح هو السمان، وزهير هو ابن معاوية.

کرے۔ بعض نے صغائر وکبائر دونوں مراد لیے ہیں کیونکہ صرف صغائر تو کبائر کے اجتناب سے بھی معاف ہو جاتے ہیں اور وضو سے بھی نماز سے بھی' پھر حج کی کیا خصوصیت ہے؟ ④ حج کی فضیلت عمرے سے زیادہ ہے۔ ⑤ ایک سال میں کئی عمرے کیے جا سکتے ہیں لیکن حج سال میں ایک ہی دفعہ کیا جا سکتا ہے۔

٢٦٢٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُهَيْلٌ عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اَلْحَجَّةُ الْمَبْرُورَةُ لَيْسَ لَهَا ثَوَابٌ إِلَّا الْجَنَّةُ» مِثْلَهُ سَوَاءٌ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «تُكَفِّرُ مَا بَيْنَهُمَا».

٢٦٢٤- حضرت ابوہریرہ ؓ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''حج مبرور کا ثواب صرف جنت ہے۔'' باقی روایت تقریباً سابقہ روایت ہی کی طرح ہے۔ مگر اس روایت میں فرق صرف یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے درمیانی گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔''

(المعجم ٤) - فَضْلُ الْحَجِّ (التحفة ٤)

باب:٤- حج کی فضیلت

٢٦٢٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: «اَلْإِيمَانُ بِاللّٰهِ» قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «اَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ» قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: «ثُمَّ الْحَجُّ الْمَبْرُورُ».

٢٦٢٥- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان۔'' اس نے کہا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد۔'' اس نے پوچھا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''پھر حج مبرور۔''

فوائد و مسائل: ① افضل عمل کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ دراصل احوال و اشخاص کے لحاظ سے

٢٦٢٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٠٢.

٢٦٢٥- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان كون الإيمان بالله تعالى أفضل الأعمال، ح: ٨٣ عن محمد بن رافع، والبخاري، الإيمان، باب من قال: إن الإيمان هو العمل، ح: ٢٦ من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٠٣.

افضل کام مختلف ہوسکتا ہے۔ بعض حالات میں ذکر اللہ افضل ہے اور بعض حالات میں جہاد۔ اسی طرح کسی شخص کے لحاظ سے صدقہ افضل ہے اور کسی شخص کے لحاظ سے نماز بروقت پڑھنا وغیرہ، لہٰذا اسے اختلاف نہ سمجھا جائے۔ ④ ایمان بھی ایک عمل ہے کیونکہ صحابی نے پوچھا تھا کہ افضل عمل کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: "اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔"

٢٦٢٦- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَثْرُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ سُهَيْلَ بْنَ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَفْدُ اللهِ ثَلَاثَةٌ: اَلْغَازِي وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ».

۲۶۲۶- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین شخص اللہ تعالیٰ کے خصوصی مہمان ہیں: جہاد کو جانے والا، حج کے لیے سفر کرنے والا اور عمرے کو جانے والا۔"

فائدہ: "خصوصی مہمان" یہ ایک اعزاز ہے جو ان کو اللہ کی راہ میں نکلنے اور مصائب و آلام اٹھانے پر دیا گیا ہے۔

٢٦٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ اللَّيْثِ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ يَزِيدَ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «جِهَادُ الْكَبِيرِ وَالصَّغِيرِ وَالضَّعِيفِ وَالْمَرْأَةِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ».

۲۶۲۷- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بوڑھے، بچے، کمزور اور عورت کا جہاد حج اور عمرہ کرنا ہے۔"

فائدہ: ظاہر ہے یہ چاروں اشخاص جہاد یعنی قتال نہیں کر سکتے۔ ان کے لیے جہاد کی فضیلت حاصل کرنے کا

٢٦٢٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٥/ ٢٦٢ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو تفرد به، والحديث في الكبرى، ح: ٣٦٠٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥١١، وابن حبان، ح: ٩٦٥، والحاكم: ١/ ٤٤١، والذهبي. ● مخرمة بن بكير بن عبدالله بن الأشج يروي عن كتاب أبيه وجادةً، وهذا ليس بجرح، والرواية بالوجادة صحيحة، وللحديث شاهد عند البيهقي.

٢٦٢٧ـ [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي: ٤/ ٣٥٠ من حديث الليث بن سعد عن خالد بن يزيد عن سعيد بن أبي هلال به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٠٥، وللحديث شواهد. ● يزيد هو ابن عبدالله بن الهاد.

طریقہ یہ ہے کہ وہ حج اور عمرہ کریں۔ انھیں جہاد کا ثواب مل جائے گا۔ ہر آدمی اس چیز کا مکلف ہے جس کی وہ استطاعت رکھتا ہے۔

٢٦٢٨- أَخْبَرَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ - وَهُوَ ابْنُ عِيَاضٍ - عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

٢٦٢٨- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اس گھر (بیت اللہ) کا حج کیا اور اس دوران میں کوئی شہوانی بات کی نہ فسق (کبیرہ گناہ کا ارتکاب) کیا‘ وہ (گناہوں سے) اس طرح (پاک صاف ہو کر) پلٹتا ہے جیسے اس دن تھا جب اسے اس کی ماں نے جنا تھا۔“

فوائد و مسائل: ① گویا اس کے سب صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں‘ البتہ حقوق العباد کا مسئلہ مختلف ہے کیونکہ ان کی معافی تو متعلقین ہی کی طرف سے ہو سکتی ہے‘ لیکن اگر اللہ تعالیٰ متعلقہ شخص کو اپنی طرف سے دے کر راضی کر دے تو اللہ کی رحمت سے بعید نہیں اور نہ اس پر کوئی اعتراض ہی ہے۔ ② فسق ویسے تو ہر حال میں منع ہے لیکن حج میں بطور خاص منع کیا گیا ہے۔

٢٦٢٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ حَبِيبٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ - عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ قَالَتْ: أَخْبَرَتْنِي أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةُ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَا نَخْرُجُ فَنُجَاهِدَ مَعَكَ فَإِنِّي لَا أَرَى عَمَلًا فِي الْقُرْآنِ أَفْضَلَ مِنَ الْجِهَادِ، قَالَ: «لَا، وَلٰكِنَّ أَفْضَلُ الْجِهَادِ وَأَجْمَلُهُ: حَجُّ الْبَيْتِ حَجٌّ مَبْرُورٌ».

٢٦٢٩- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے گزارش کی: اے اللہ کے رسول! کیا ہم عورتیں بھی آپ کے ساتھ جہاد کے لیے نہ جایا کریں؟ کیونکہ میں تو قرآن مجید میں کوئی عمل جہاد سے افضل نہیں پاتی۔ آپ نے فرمایا: ”نہیں تم عورتوں کے لیے افضل اور خوب صورت ترین جہاد بیت اللہ کا حج مبرور ہے۔“

فائدہ: جہاد کی مشقت عورتوں کے بس کی بات نہیں ہے‘ اس لیے وہ جہاد نہیں کر سکتیں۔ ویسے بھی خطرہ ہے کہ

٢٦٢٨- أخرجه البخاري، المحصر، باب قول الله عزوجل: "فلا رفث"، ح: ١٨١٩، ومسلم، الحج، باب فضل الحج والعمرة، ح: ١٣٥٠ من حديث منصور به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٠٦.

٢٦٢٩- [صحيح] أخرجه البخاري، الحج، باب فضل الحج المبرور، ح: ١٥٢٠ من حديث حبيب به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٠٧.

عورتیں دشمن کے ہاتھوں قید ہو گئیں تو وہ ان کی بے حرمتی کرے گا جو مسلمان مردوں کے لیے ذلت و رسوائی کی بات ہوگی۔ ابتدائی طور پر عورتیں زخمیوں کو پانی پلانے' میدان جنگ سے منتقل کرنے اور ابتدائی مرہم پٹی کرنے کے لیے لشکر کے ساتھ چلی جایا کرتی تھیں مگر جب مرد زیادہ ہو گئے تو مندرجہ بالا مقاصد کے لیے بھی عام طور پر عورتوں کا میدان جنگ میں جانا بند ہو گیا۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے جانے کو پسند نہیں فرمایا۔

(المعجم ٥) - فَضْلُ الْعُمْرَةِ (التحفة ٥)

باب:٥- عمرے کی فضیلت

٢٦٣٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ».

٢٦٣٠- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک عمرہ دوسرے عمرے تک (کے درمیانی گناہوں) کے لیے کفارہ بن جاتا ہے' اور حج مبرور کی تو جنت کے سوا کوئی جزا ہی نہیں۔"

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے' حدیث: ٢٦٢٣۔

(المعجم ٦) - فَضْلُ الْمُتَابَعَةِ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ (التحفة ٦)

باب:٦- پے در پے حج اور عمرہ کرنے کی فضیلت

٢٦٣١- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَتَّابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ».

٢٦٣١- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پے در پے حج اور عمرہ کرتے رہو کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح زائل کرتے ہیں جیسے آگ کی بھٹی لوہے کے زنگ اور میل کچیل کو دور کرتی ہے۔"

فوائد و مسائل: ① "پے در پے" سے مراد یہ ہے کہ حج کے بعد عمرہ اور عمرے کے بعد حج' یعنی کبھی حج' کبھی

٢٦٣٠- أخرجه مسلم، ح: ١٣٤٩، والبخاري، ح: ١٧٧٣ (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٦٢٤) من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٤٦، والكبرى، ح: ٣٦٠٨.

٢٦٣١- [إسناده حسن] هو في الكبرى، ح: ٣٦٠٩، وانظر تسهيل الحاجة، ح: ٢٨٨٧.

عمرہ۔ ② ”گناہوں کو زائل کرتے ہیں۔“ یعنی ان کا ثواب گناہوں کے اثرات ختم کرتا رہتا ہے۔ یا حج اور عمرے کی برکت سے انسان گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ جس قدر زیادہ حج اور عمرے ہوں گے اتنا ہی وہ گناہوں سے زیادہ دور ہوگا۔ ③ فقر دور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان عبادات پر کافی رقم خرچ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو شخص میرے راستے میں خرچ کرے گا میں اسے زیادہ دوں گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لیے رزق کے معنوی دروازے کھول دے گا۔ ممکن ہے فقر سے مراد فقر قلب ہو یعنی حج اور عمرہ پے درپے کرنے سے دل غنی بن جائے گا' دل میں بخل نہیں رہے گا۔ واللہ اعلم۔

٢٦٣٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ أَبُو خَالِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ شَقِيقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَيْسَ لِلْحَجِّ الْمَبْرُورِ ثَوَابٌ دُونَ الْجَنَّةِ».

٢٦٣٢- حضرت عبداللہ ؓ سے مروی ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حج اور عمرہ مسلسل کرتے رہو۔ یقیناً یہ فقر اور گناہوں کو اس طرح زائل کر دیتے ہیں جس طرح آگ کی بھٹی لوہے' سونے اور چاندی کے میل کچیل کو زائل کر دیتی ہے۔ اور حج مبرور کا ثواب تو جنت سے کم نہیں۔“

(المعجم ٧) - اَلْحَجُّ عَنِ الْمَيِّتِ الَّذِي نَذَرَ أَنْ يَحُجَّ (التحفة ٧)

باب:٧- اس فوت شدہ کی طرف سے حج کرنا جس نے حج کی نذر مانی ہو (مگر پوری نہ کر سکا ہو)

٢٦٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ

٢٦٣٣- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ (حج کیے بغیر) فوت ہوگئی۔ اس کا بھائی نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور

٢٦٣٢- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ١/ ٣٨٧ عن سليمان بن حيان أبي خالد الأحمر به، وصرح بالسماع، ومن طريقه أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في ثواب الحج والعمرة، ح: ٨١٠، والحديث في الكبرٰى، ح: ٣٦١٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥١٢، وابن حبان، ح: ٩٦٧، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب".

٢٦٣٣- [صحيح] أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب من مات وعليه نذر، ح: ٦٦٩٩ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦١٢.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ، فَأَتَى أَخُوهَا النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلٰى أُخْتِكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ»؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَاقْضُوا اللهَ فَهُوَ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ».

اس بارے میں پوچھنے لگا۔ آپ نے فرمایا: ''تیرا کیا خیال ہے کہ اگر تیری بہن کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتا؟'' اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ کا قرض بھی ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔''

فوائد ومسائل: ① معلوم ہوا حقوق اللہ کی ادائیگی کا درجہ حقوق العباد کی ادائیگی سے اہم اور بلند ہے اگرچہ حقوق العباد کی معافی مشکل ہے۔ ② میت کے ذمے حج واجب ہو (خواہ شرعاً یا نذراً) اور وہ زندگی میں ادا نہ کر سکا ہو تو اس کے مال سے اس کی طرف سے حج کروایا جائے۔ اسی طرح کفارہ، زکاۃ اور قرض بھی ادا کیا جائے گا خواہ میت کا سارا مال ہی صرف ہو جائے۔ ثلث کا لحاظ نہیں رکھا جائے گا کیونکہ ان کی حیثیت محض وصیت کی سی نہیں۔ ③ اس روایت سے قیاس کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ نبی ﷺ کو تو قیاس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وحی جاری تھی، نیز قیاس تو غیر منصوص چیز میں ہوتا ہے۔ آپ کا فرمان تو خود نص ہے۔ قیاس تو امتی کر سکتا ہے جس کے پاس نص (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا صریح فرمان) نہ ہو۔ ④ آدمی حج کی نذر مان سکتا ہے اگرچہ اس نے فرض حج نہ کیا ہو، پھر جب وہ حج کرے گا تو اس کا فرض حج ادا ہو جائے گا۔ بعد میں نذر کا حج کرے گا۔ یہ رائے جمہور کی ہے۔ ایک رائے اس کے برعکس بھی ہے، یعنی اس کا پہلا حج نذر کا شمار ہوگا اور دوسرا فرض اور ایک رائے یہ بھی ہے کہ اس کا حج دونوں سے کفایت کر جائے گا لیکن یہ رائے درست معلوم نہیں ہوتی۔ ⑤ یہ حدیث جمہور اہل علم کی دلیل ہے کہ اگر آدمی عمداً نماز ترک کر دیتا ہے تو اس پر اس کی قضا ضروری ہے کیونکہ یہ اس پر اللہ کا قرض ہے۔ ⑥ عالم اور مفتی کو مسئلہ سمجھانے کا ایسا انداز اپنانا چاہیے کہ سائل کو پوری طرح سمجھ میں آ جائے اور اسے کسی قسم کی تشنگی باقی نہ رہے اور وہ بالکل مطمئن ہو جائے۔

(المعجم ٨) - اَلْحَجُّ عَنِ الْمَيِّتِ الَّذِي لَمْ يَحُجَّ (التحفة ٨)

باب:٨- جس میت نے (فرض) حج نہ کیا ہو اس کی طرف سے حج کرنا

٢٦٣٤- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ سَلَمَةَ

٢٦٣٣- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے حضرت سنان بن سلمہ جہنی ؓ سے کہا: رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں کہ اس کی ماں (فرض)

٢٦٣٤_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢١٧ من حديث أبي التياح به، وابن خزيمة، ح: ٣٠٣٤ عن عمران به مطولاً، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦١٣.

الْهُذَلِيُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَرَتِ امْرَأَةٌ سِنَانَ بْنَ سَلَمَةَ الْجُهَنِيَّ أَنْ يَسْأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنَّ أُمَّهَا مَاتَتْ وَلَمْ تَحُجَّ، أَفَيُجْزِيءُ عَنْ أُمِّهَا أَنْ تَحُجَّ عَنْهَا؟ قَالَ: «نَعَمْ! لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّهَا دَيْنٌ فَقَضَتْهُ عَنْهَا، أَلَمْ يَكُنْ يُجْزِيءُ عَنْهَا؟ فَلْتَحُجَّ عَنْ أُمِّهَا».

حج کیے بغیر فوت ہوگئی ہے۔ اگر وہ عورت اپنی ماں کی طرف سے حج کرلے تو وہ اسے کفایت کر جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔ اگر اس کی ماں کے ذمے قرض ہوتا اور وہ عورت اس کی طرف سے ادا کر دیتی تو کیا اسے کفایت نہ کرتا؟ اسے چاہیے کہ وہ اپنی ماں کی طرف سے حج کرے۔“

فائدہ: قرض کی مثال مسئلہ سمجھانے کے لیے ذکر فرمائی نہ یہ کہ حج کو قرض پر قیاس فرمایا۔

٢٦٣٥- أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ أَبِيهَا مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ، قَالَ: «حُجِّي عَنْ أَبِيكِ».

٢٦٣٥- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ سے اپنے والد کے بارے میں پوچھا جو (فرض) حج کیے بغیر فوت ہوگیا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”تو اپنے والد کی طرف سے حج کرلے۔“

فائدہ: اگر میت پر حج فرض ہو چکا ہو اور وہ نہ کر سکے تو پھر اس کی طرف سے حج کیا جائے گا ورنہ اگر اس پر حج فرض ہی نہیں تھا تو اس کی طرف سے حج کرنے کی ضرورت نہیں۔

(المعجم ٩) - اَلْحَجُّ عَنِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَسْتَمْسِكُ عَلَى الرَّحْلِ (التحفة ٩)

باب:٩- زندہ شخص سواری پر نہ بیٹھ سکتا ہو تو اس کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے

٢٦٣٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

٢٦٣٦- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے

٢٦٣٥- أخرجه البخاري، الحج، باب وجوب الحج وفضله ... الخ، ح:١٥١٣، ومسلم، الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة وهرم ونحوهما، أو للموت، ح:١٣٣٤ من حديث الزهري به، وهو في الكبرى، ح:٣٦١٤.

٢٦٣٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٣٦١٥.

سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ غَدَاةَ جَمْعٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! فَرِيضَةُ اللهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ! أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَمْسِكُ عَلَى الرَّحْلِ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «نَعَمْ».

کہ بنو خثعم (قبیلے) کی ایک عورت نے مزدلفہ کی صبح رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوگوں پر فرض کیے گئے حج نے میرے والد کو اس حال میں پایا ہے کہ وہ انتہائی بوڑھے ہیں، سواری پر بھی نہیں بیٹھ سکتے' تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔''

فوائد و مسائل: ① مزدلفہ کی صبح' یعنی جس صبح حاجی مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہوتے ہیں۔ گویا ۱۰ ذی الحجہ۔ یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔ ② ''سواری پر نہیں بیٹھ سکتے'' معلوم ہوا کہ وجوب حج کے لیے جسمانی قوت شرط نہیں بلکہ مالی استطاعت (یعنی آنے جانے اور کھانے پینے کا خرچ) کافی ہے ورنہ آپ فرما دیتے کہ تیرے باپ پر حج واجب ہی نہیں۔ مالی استطاعت ہونے کی صورت میں خود حج کرے۔ اگر جسمانی قوت نہ ہو تو کسی سے کروائے۔ ③ ''فرمایا: ہاں۔'' یعنی اگلے سال یا اس سے بعد کیونکہ یہ حج تو وہ اپنی طرف سے کر رہی تھی بلکہ کر چکی تھی کیونکہ یہ وقوف عرفہ سے بعد کی بات ہے اور وقوف عرفہ ہی اصل حج ہے۔ ④ جمہور اہل علم کے نزدیک حج بدل (جو کسی کی طرف سے کیا جائے) صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو اپنا حج پہلے کر چکا ہو۔ ابوداود کی ایک روایت میں آپ نے صراحتاً ایک شخص کو اپنا حج کرنے سے پہلے شبرمہ نامی شخص کی طرف سے حج کرنے سے روک دیا تھا۔ ⑤ مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کی طرف سے حج بدل کر سکتے ہیں اگرچہ مرد' عورت کے احکام میں کچھ فرق ہے مگر وہ فرق احرام وغیرہ میں ہے۔ افعال حج ایک جیسے ہی ہیں۔ ⑥ عورت کی آواز پردہ نہیں ہے۔ تعلیم و تعلم' استفتا و افتا اور اس قسم کی دیگر ضروریات کے مواقع پر اجنبی عورت کی آواز سننے میں کوئی حرج نہیں لیکن عورت کو چاہیے کہ اجنبی سے بات کرتے وقت اس طرح نرم لہجہ اختیار نہ کرے جس سے فتنے کا اندیشہ ہو۔ ⑦ والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرنا چاہیے اور ان سے حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے۔ اگر ان کی وفات کے بعد ان پر کوئی حج یا قرض وغیرہ کا فریضہ ہو جسے وہ کسی عذر کی بنا پر ادا نہ کر سکے ہوں' تو اولاد کو چاہیے کہ ان کی طرف سے وہ فریضہ انجام دیں۔ واللہ أعلم.

٢٦٣٧- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۶۳۷- حضرت ابن عباس ؓ سے (ایک دوسری سند سے) سابقہ حدیث کی مثل روایت آتی ہے۔

٢٦٣٧- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٦١٦.

سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ.

(المعجم ١٠) - اَلْعُمْرَةُ عَنِ الرَّجُلِ الَّذِي لَا يَسْتَطِيعُ (التحفة ١٠)

باب:١٠-جو شخص عمرہ نہ کرسکتا ہو اس کی طرف سے عمرہ کرنا

٢٦٣٨- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَالظَّعْنَ، قَالَ: «حُجَّ عَنْ أَبِيكَ وَاعْتَمِرْ».

٢٦٣٨-حضرت ابورزین عقیلی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد بہت بوڑھے ہو چکے ہیں، حج و عمرہ بلکہ سفر بھی نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا: ”تم اپنے والد کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔“

فائدہ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرہ بھی فرض ہے۔ تبھی بیٹے کو عمرہ کرنے کا بھی حکم دیا الا یہ کہ کہا جائے کہ عمرہ نذر وغیرہ کی بنا پر بھی تو واجب ہو سکتا ہے۔ مگر یہاں نذر کا ادنیٰ ترین اشارہ بھی نہیں ہے بلکہ حج اور عمرے کو ایک ساتھ ذکر کرنا اور جسمانی معذوری کا عذر کرنا دونوں کو ایک ہی حیثیت دیتا ہے۔ صحابۂ کرام ؓ اور جمہور اہل علم فرضیت ہی کے قائل ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبیٰ شرح سنن النسائي: ٢٩٣/٢٢)

(المعجم ١١) - تَشْبِيهُ قَضَاءِ الْحَجِّ بِقَضَاءِ الدَّيْنِ (التحفة ١١)

باب:١١-ادائیگیٔ حج ادائیگیٔ قرض کے مشابہ ہے

٢٦٣٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ

٢٦٣٩-حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے روایت ہے کہ خثعم قبیلے کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا: میرے والد انتہائی بوڑھے ہیں۔

٢٦٣٨ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٦٢٢، وهو في الكبرى، ح: ٣٦١٧.

٢٦٣٩ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٤/ ٥ عن جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦١٨. * يوسف ابن الزبير لم يوثقه غير ابن حبان، وأصل الحديث صحيح، انظر الحديث السابق والآتي.

اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ خَثْعَمَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَبِي شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الرُّكُوبَ، وَأَدْرَكَتْهُ فَرِيضَةُ اللهِ فِي الْحَجِّ، فَهَلْ يُجْزِيءُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: «أَنْتَ أَكْبَرُ وَلَدِهِ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ أَكُنْتَ تَقْضِيهِ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَحُجَّ عَنْهُ».

وہ سوار نہیں ہو سکتے۔ اور اللہ کے فریضۂ حج نے انھیں آ لیا ہے۔ کیا ان کی طرف سے حج کرنا ان کو کفایت کر جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ”کیا تو اس کا سب سے بڑا بیٹا ہے؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تو بتا اگر تیرے والد کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتا؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر تو اس کی طرف سے حج بھی کر۔“

فوائد ومسائل: ① محقق کتاب نے مذکورہ روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس کی اصل صحیح ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی روایت معناً صحیح ہے تاہم راجح اور درست بات یہ ہے کہ [أَنْتَ أَكْبَرُ وَلَدِهِ] کے علاوہ باقی روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ۲۶/ ۲۷، ۲۸) ② حج بدل کے لیے یہ ضروری نہیں کہ بڑا بیٹا ہی کرے بلکہ کوئی بیٹا بھی بلکہ بھائی حتی کہ عام قرابت دار بھی حج بدل کر سکتا ہے جیسا کہ اس بارے میں آنے والی دیگر روایات سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ (دیگر مباحث کے لیے دیکھیے روایات: ۲۶۲۳، ۲۶۳۴)

٢٦٤٠- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ النَّسَائِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَبِي مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ، أَفَأَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أَبِيكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ تَقْضِيهِ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ».

۲۶۴۰- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے والد حج کیے بغیر فوت ہو گئے ہیں، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”بتاؤ اگر تمھارے والد پر قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتے؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”تو اللہ کا قرض ادائیگی کا زیادہ حق دار ہے۔“

٢٦٤١- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى عَنْ

۲۶۴۱- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے

٢٦٤٠- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٣٦١٩.

٢٦٤١- [حسن] وهو في الكبرى، ح: ٣٦٢٠. ● هشيم عنعن وهو مدلس كما قال النسائي، (سير أعلام ◀◀

هُشَيم، عَنْ ...

... وَأَخَذَ يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا، وَكَانَتِ امْرَأَةً حَسْنَاءَ، وَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْفَضْلَ فَحَوَّلَ وَجْهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ.

(المعجم ١٣) - حَجُّ الرَّجُلِ عَنِ ...

... سُلَيمانَ بْنِ يَسَارٍ، ... بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ ... رَسُولِ اللهِ ﷺ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أُمِّي عَجُوزٌ كَبِيرَةٌ، وَإِنْ حَمَلْتُهَا لَمْ تَسْتَمْسِكْ، وَإِنْ رَبَطْتُهَا خَشِيتُ أَنْ أَقْتُلَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَحُجَّ عَنْ أُمِّكَ».

... حضرت فضل بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ میں (حجۃ الوداع میں) رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ بہت زیادہ بوڑھی ہیں۔ اگر میں انھیں اٹھا کر سواری پر بٹھا بھی دوں تو وہ بیٹھ نہیں سکیں گی اور اگر میں انھیں (پالان کے ساتھ) باندھ دوں تو خطرہ ہے کہ وہ مر جائیں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو بتا اگر تیری والدہ کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تو ادا کرتا؟“ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر اپنی ماں کی طرف سے حج بھی کر لے۔“

فائدہ: مذکورہ روایت اس سیاق سے شاذ ہے کیونکہ اصح روایات میں ہے کہ سوال کرنے والی عورت تھی اور اس نے اپنے باپ کے بارے میں پوچھا تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ضعيف سنن النسائي للألباني، رقم: ٢٦٤٣)

(المعجم ١٤) - مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَحُجَّ عَنِ الرَّجُلِ أَكْبَرُ وَلَدِهِ (التحفة ١٤)

باب: ١٤- مستحب یہ ہے کہ آدمی کی طرف سے اس کا بڑا بیٹا حج کرے

٢٦٤٥- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٢٦٤٥- حضرت ابن زبیر ؓ سے منقول ہے کہ نبی

٢٦٤٤- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢١٢ من حديث يحيى به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٢٣. * محمد هو ابن سيرين، وهشام هو ابن حسان، وعنعن، ولحديثه شواهد.

٢٦٤٥- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٢٦٣٩، وهو في الكبرى، ح: ٢٦٢٤.

الدَّوْرَقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ يُوسُفَ، عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ: «أَنْتَ أَكْبَرُ وَلَدِ أَبِيكَ فَحُجَّ عَنْهُ».

ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: ''تو اپنے والد کا سب سے بڑا بیٹا ہے' لہٰذا تو اس کی طرف سے حج کر۔''

فوائد و مسائل: ① حدیث میں مذکور مسئلے کی وضاحت حدیث: ٢٦٣٩ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائیے۔ ② گزشتہ تیرہ روایات جو حج بدل کے بارے میں ہیں' ان میں کسی جگہ سائل مرد ہے کہیں عورت۔ بعض روایات میں زندہ کے بارے میں سوال ہے' بعض میں میت کے بارے میں۔ کسی روایت میں باپ کا ذکر ہے' کسی میں ماں کا اور کسی میں بہن کا' تاہم جن روایات میں شذوذ تھا اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ بنابریں یہ کوئی پریشانی کی بات نہیں کیونکہ ایک ہی مسئلہ کئی اشخاص کو پیش آ سکتا ہے۔ خصوصاً' اس لیے کہ حجۃ الوداع میں تمام علاقوں کے لوگ موجود تھے۔ فرضیت کے بعد عملاً یہ پہلا حج تھا۔ عموماً لوگ حج کے مسائل سے واقف نہ تھے' لہٰذا بہت سے لوگوں نے اپنے اپنے حالات کے مطابق سوالات کیے' اس لیے سب روایات اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں۔ کوئی اشکال نہیں۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ١٥) - اَلْحَجُّ بِالصَّغِيرِ (التحفة ١٥)

باب:١٥- بچے کو حج کروانا

٢٦٤٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً رَفَعَتْ صَبِيًّا لَهَا إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ».

٢٦٤٦- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنا بچہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہاتھوں پر بلند کیا اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! کیا اس کا بھی حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں' اور ثواب تجھے ملے گا۔''

فوائد و مسائل: ① کم سن اور نابالغ پر فرائض کی ادائیگی ضروری نہیں لیکن اگر وہ کسی فرض کی ادائیگی کرے یا اسے ادائیگی کروا دی جائے تو وہ صحیح اور باعث اجر ہوگی' مثلاً: والدین کا شیر خوار بچے کو حج کروانا' تو ایسی صورت میں حج کا احرام اور اس کی پابندیاں والدین کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ ان کا خیال رکھیں' اسی لیے انھیں بچے کے

٢٦٤٦- أخرجه مسلم، الحج، باب صحة حج الصبي وأجر من حج به، ح: ١٣٣٦/٤١١ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٢٥.

نیک کاموں کا ثواب ملے گا۔ اسی طرح سات سال کے بچے کا نماز روزہ ادا کرنا' لیکن اسے شرائط کا لحاظ بھی رکھنا ہوگا' مثلاً: نماز کے لیے طہارت اور وضو وغیرہ کا اہتمام کرنا۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ بچے کو ثواب ملے گا ہی نہیں' بلکہ بچے کو بھی ثواب ملے گا اور اولیاء چونکہ اسے محنت مشقت سے وہ کام کراتے ہیں' اس لیے انھیں اس مشقت کے باعث ثواب ملے گا۔ ② اس بات پر قریباً اجماع ہے کہ بلوغت سے پہلے کا حج فرض حج کی جگہ کفایت نہیں کرے گا بلکہ وہ بلوغت کے بعد ادا کرنا ہوگا۔ راوی حدیث حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کے فتوے اس کی مضبوط دلیل ہیں۔ ③ اس حدیث میں مذکور جس بچے کی بابت سوال کیا گیا ہے وہ بچہ تو بہت ہی چھوٹا معلوم ہوتا ہے کہ اسے اس عورت نے ہاتھ پر اٹھایا تھا۔ بہرحال والدہ کے لیے ثواب تو ہے ہی کیونکہ وہ اسے اٹھائے پھرتی ہے۔

٢٦٤٧- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَفَعَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا لَهَا مِنْ هَوْدَجٍ، وَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ».

٢٦٤٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے اپنا بچہ ہودج سے اٹھایا اور (رسول اللہ ﷺ کو دکھا کر آپ سے) کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! کیا اس کا بھی حج ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ اور ثواب تجھے ملے گا۔''

٢٦٤٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَفَعَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ صَبِيًّا، فَقَالَتْ: أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ».

٢٦٤٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت نے نبی ﷺ کی طرف ایک بچہ اٹھایا اور کہنے لگی: کیا اس کا بھی حج ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔ اور ثواب تیرے لیے ہے۔''

فائدہ: ''ثواب تجھے ملے گا۔'' بہت ہی چھوٹا ہونے کی صورت میں نیت ثواب بھی ضروری ہے۔ اگر وہ صاحب تمیز ہوگا تو پھر تو افعال بھی ادا کرے گا۔

٢٦٤٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٢٦.

٢٦٤٨- أخرجه مسلم، ح: ١٣٣٦ (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٦٤٧) من حديث إبراهيم بن عقبة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٢٧ * سفيان هو الثوري.

٢٦٤٩- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ، ح: وَحَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَدَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمَّا كَانَ بِالرَّوْحَاءِ لَقِيَ قَوْمًا فَقَالَ: «مَنْ أَنْتُمْ؟» قَالُوا: اَلْمُسْلِمُونَ، قَالُوا: مَنْ أَنْتُمْ؟ قَالُوا: رَسُولُ اللهِ، قَالَ: فَأَخْرَجَتِ امْرَأَةٌ صَبِيًّا مِنَ الْمِحَفَّةِ، فَقَالَتْ: أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ».

۲۶۴۹- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ (حج سے) واپس (مدینہ منورہ کو) تشریف لا رہے تھے۔ جب مقام روحاء پر پہنچے تو کچھ لوگوں سے ملے۔ آپ نے فرمایا: ”تم کون ہو؟“ انھوں نے عرض کیا: ہم مسلمان ہیں‘ پھر وہ کہنے لگے: آپ کون ہو؟ حاضرین نے بتایا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ تو ان کی ایک عورت نے ڈولی سے ایک بچہ اٹھایا اور کہنے لگی: کیا اس کے لیے حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔ اور ثواب تیرے لیے ہے۔“

فائدہ: یہ لوگ بھی حج ہی سے واپس آ رہے تھے۔ ”روحاء“ مکہ اور مدینہ کے راستے میں ایک جگہ کا نام ہے جو کہ مدینہ منورہ سے تقریباً چالیس میل کے فاصلے پر ہے۔

٢٦٥٠- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ حَمَّادِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَخِي رِشْدِينَ بْنِ سَعْدٍ أَبُو الرَّبِيعِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِامْرَأَةٍ وَهِيَ فِي خِدْرِهَا مَعَهَا صَبِيٌّ، فَقَالَتْ: أَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ».

۲۶۵۰- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ (حج سے واپسی کے دوران میں) ایک عورت کے پاس سے گزرے۔ وہ پردے میں تھی اور اس کے ساتھ اس کا ایک بچہ تھا۔ وہ کہنے لگی: کیا اس کے لیے حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں۔ اور ثواب تیرے لیے ہے۔“

٢٦٤٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٢٨. * سفيان هو ابن عيينة.

٢٦٥٠- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٢٢، والكبرٰى، ح: ٣٦٢٩.

فائدہ: یہ ایک حدیث پانچ سندوں سے ذکر کی گئی ہے جس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ تمام سندیں ملانے سے واقعے کی پوری تفصیل معلوم ہو جاتی ہیں' نیز پتا چل جاتا ہے کہ یہ حدیث شاذ اور غریب نہیں۔

(المعجم ١٦) - اَلْوَقْتُ الَّذِي خَرَجَ فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ لِلْحَجِّ (التحفة ١٦)

باب:١٦- نبی اکرم ﷺ حج کے لیے مدینہ منورہ سے کب چلے؟

٢٦٥١- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُولُ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ لَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ حَتَّى إِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ أَنْ يَحِلَّ.

٢٦٥١- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حج کے لیے) چلے تو ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔ ہم (عموماً) حج ہی کی نیت رکھتے تھے مگر جب ہم مکہ مکرمہ کے قریب ہوئے تو آپ نے حکم فرمایا: ''جن کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں' وہ جب بیت اللہ کا طواف کر چکیں تو احرام ختم کر دیں (حلال ہو جائیں۔)''

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ مدینے سے ہفتے کے دن نکلے جبکہ ماہ ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے اور آپ نے وقوف عرفہ جمعے کے دن فرمایا۔ مختلف تاریخوں کا ذکر ہے لیکن یہی قول اقرب الی الصواب ہے۔ واللہ اعلم۔ ② ''حج کی نیت رکھتے تھے'' اکثر صحابہ کی نیت یہی تھی مگر بعض صحابہ حتی کہ خود حضرت عائشہ ؓ بھی عمرے کا احرام باندھے ہوئے تھیں۔ ③ ''احرام ختم کر دیں۔'' یعنی عمرہ کر کے حلال ہو جائیں' خواہ احرام حج ہی کا ہو۔ اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا اب بھی ایسے جائز ہے کہ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل دیں؟ بظاہر یہ اب بھی جائز ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث سے اخذ ہوتا ہے۔ اس موقف کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ اس موقع پر بعض صحابۂ کرام ؓ نے دریافت کیا کہ آیا یہ اس سال کے ساتھ ہی خاص ہے یا یہ اجازت ہمیشہ کے لیے ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں اسے قیامت تک کے لیے جائز قرار دیتے ہوئے فرمایا: [دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَابَلْ لِأَبَدِ أَبَدٍ، لَابَلْ لِأَبَدِ أَبَدٍ] ''تا قیامت عمرہ حج میں داخل ہو گیا' نہیں بلکہ یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے' نہیں بلکہ یہ اجازت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہے۔'' مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (حجة النبي للألباني' ص:١٥) لیکن جمہور اہل علم اب اس کے جواز کے قائل نہیں۔ ان کے

٢٦٥١- أخرجه البخاري، الحج، باب ذبح الرجل البقر عن نسائه من غير أمرهن، ح:١٧٠٩، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج ....، ح:١٢١١/١٢٥ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الكبرى، ح:٣٦٣٠.

بقول یہ حکم صرف اس سال کے لیے تھا کیونکہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کی اجازت تازہ تازہ ملی تھی۔ پہلے لوگ حج کے دنوں میں عمرہ کرنا گناہ سمجھتے تھے' اس لیے وضاحت کے لیے آپ نے یہ حکم دیا۔ لیکن صریح حدیث کی روشنی میں یہ توجیہ محل نظر ہے۔ ⑥ ''جب بیت اللہ کا طواف کر چکیں۔'' یعنی مکمل عمرہ کر لیں۔ طواف کے بعد سعی بھی کر چکیں۔ یہ مسئلہ متفق ہے۔

اَلْمَوَاقِيتُ　　　مواقیت کا بیان

وضاحت: بیت اللہ کے چاروں طرف ایسے مقامات مقرر کر دیے گئے ہیں جہاں سے حج اور عمرے کے ارادے سے آنے والے کا بغیر احرام کے گزرنا درست نہیں۔ کچھ مقامات قریب ہیں کچھ بہت دور۔ انھیں میقات کہا جاتا ہے۔ سب سے دور میقات' مدینہ والوں کا ہے جسے ذوالحلیفہ کہتے ہیں۔

(المعجم ١٧) - مِيقَاتُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ (التحفة ١٧)　　　باب:۱۷- مدینے والوں کا میقات

٢٦٥٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ» قَالَ عَبْدُ اللهِ: وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ».

۲۶۵۲- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینے والے ذُوالْحُلَیْفَہ سے' شام والے جُحْفَہ سے اور نجد والے قَرْنُ الْمَنَازِل سے احرام باندھیں۔'' حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''اور یمن والے یَلَمْلَم سے احرام باندھیں۔''

فوائد ومسائل: ① ''یہ بات پہنچی ہے۔'' گویا یہ ٹکڑا حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنا۔ لیکن دیگر روایات میں یہ ٹکڑا بھی رسول اللہ ﷺ سے بلاشک وشبہ صحیح وثابت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' الحج' حدیث: ۱۵۲۴' وصحیح مسلم' الحج' حدیث: ۱۱۸۱) ② ذوالحلیفہ مدینے سے چھ میل اور مکہ مکرمہ سے تقریباً ۴۵۰ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے' اسے وادی' عقیق بھی کہتے ہیں۔ آج کل اسے بئر علی یا ابیار علی کہتے ہیں۔ یہ میقات تمام مواقیت میں سے مکہ سے زیادہ دور ہے۔ ③ حج کے ارادے سے

٢٦٥٢- أخرجه البخاري، الحج، باب ميقات أهل المدينة ولا يهلون قبل ذي الحليفة، ح: ١٥٢٥، ومسلم، الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح: ١١٨٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٣٠، والكبرى، ح: ٣٦٣١.

جانے والوں کے لیے ان جگہوں سے بغیر احرام کے گزرنا جائز نہیں۔ ④ یہ حدیث اعلام نبوت میں سے ہے۔ آپ نے جو میقات مقرر کیے وہ اور ان کے آس پاس کے علاقوں والے ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ لیکن آپ نے یہ میقات مقرر فرمائے کیونکہ آپ دیکھ رہے تھے کہ یہ علاقے مسلمان ہوں گے اور حج کے لیے بیت اللہ کی طرف رخت سفر باندھیں گے اور انھیں احرام باندھنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ ﷺ۔ ⑤ چاروں طرف میقات مقرر کرنا امت کی سہولت کے لیے ہے۔ اگر ایک ہی میقات مقرر کیا جاتا تو یہ بہت زیادہ مشقت کا باعث ہوتا۔

(المعجم ١٨) - مِيقَاتُ أَهْلِ الشَّامِ (التحفة ١٨)

باب:١٨- شام والوں کا میقات

٢٦٥٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مِنْ أَيْنَ تَأْمُرُنَا أَنْ نُهِلَّ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ» قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَيَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ»، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: لَمْ أَفْقَهْ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

٢٦٥٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی مسجد میں کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں کہاں سے احرام باندھنے کا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مدینہ منورہ والے ذُوالحُلَیفَہ سے شام والے جُحفَہ سے اور نجد والے قَرنِ مَنَازِل سے احرام باندھیں۔“ حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا: ”یمن والے یَلَمْلَمَ سے احرام باندھیں۔“ میں یہ جملہ رسول اللہ ﷺ سے نہیں سمجھ سکا (یعنی براہ راست آپ سے اخذ نہیں کیا بلکہ دوسرے صحابہ سے اخذ کیا ہے۔)

فائدہ: جُحفَہ شام، مصر، ترکی، شمالی افریقہ، یورپ، امریکہ اور ادھر سے گزرنے والوں کا میقات ہے۔ یہ ایک ویران سی آبادی تھی۔ مکہ مکرمہ سے تقریباً ١٨٧ کلومیٹر کے فاصلے پر رَابِغ کے قریب ہے۔ اس کا اصل نام مَهْيَعَه تھا۔ سیلاب کی تباہ کاری کی وجہ سے اسے جُحفَہ کہنے لگے۔ یہ بھی مدینے سے جانے والوں کی راہ میں پڑتا ہے۔

٢٦٥٣- أخرجه البخاري، العلم، باب ذكر العلم والفتيا في المسجد، ح:١٣٣ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح:٣٦٣٢.

(المعجم ١٩) - مِيقَاتُ أَهْلِ مِصْرَ (التحفة ١٩)

باب:١٩-مصر والوں میقات

٢٦٥٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ بَهْرَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعَافَى عَنْ أَفْلَحَ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ وَمِصْرَ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ.

٢٦٥٤-حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ' شام اور مصر والوں کے لیے جُحفہ، عراق والوں کے لیے ذات عرق اور یمن والوں کے لیے یلملم میقات مقرر فرمائے۔

فائدہ: مصر والے اگر خشکی کے راستے سے مکہ مکرمہ آئیں تو شام والے راستے سے گزرتے ہیں' لہٰذا ان کا میقات شام والوں کا میقات جُحفہ ہی ہوگا۔

(المعجم ٢٠) - مِيقَاتُ أَهْلِ الْيَمَنِ (التحفة ٢٠)

باب:٢٠-یمن والوں کا میقات

٢٦٥٥- أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ - صَاحِبُ الشَّافِعِيِّ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا، وَلِأَهْلِ

٢٦٥٥-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ' شام والوں کے لیے جُحفہ، نجد والوں کے لیے قرن منازل اور یمن والوں کے لیے یلملم میقات مقرر فرمائے' نیز فرمایا: ''یہ میقات ان علاقوں (کے لوگوں) کے لیے ہیں اور ان کے لیے بھی جو ان مواقیت سے گزریں' چاہے وہ دوسرے علاقوں سے تعلق

٢٦٥٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في المواقيت، ح: ١٧٣٩ من حديث هشام بن بهرام به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٣٣، وصححه أبونعيم الأصبهاني في الحلية: ٤/ ٩٤، وللحديث شواهد. ● القاسم هو ابن محمد، والمعافى هو ابن عمران.

٢٦٥٥ـ أخرجه البخاري، الحج، باب مهل أهل مكة للحج والعمرة، ح: ١٥٢٤، ومسلم، الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح: ١١٨١/ ١٢ من حديث وهيب بن خالد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٣٤.

الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ»، وَقَالَ: «هُنَّ لَهُنَّ وَلِكُلِّ آتٍ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ، فَمَنْ كَانَ أَهْلُهُ دُونَ الْمِيقَاتِ حَيْثُ يُنْشِيءُ حَتَّى يَأْتِيَ ذٰلِكَ عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ».

رکھتے ہیں۔ اور جس شخص کی رہائش ان مواقیت کے اندر ہو تو وہ جہاں سے (عمرے اور حج کا) سفر شروع کریں تو وہیں سے احرام باندھیں حتی کہ یہ حکم مکے والوں پر بھی لاگو ہوگا' یعنی اہل مکہ' مکہ مکرمہ ہی سے احرام باندھیں گے۔"

فائدہ: یلملم مکہ مکرمہ سے تقریباً ٩٢ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ آج کل اس کا نام سعدیہ ہے۔ پاکستان اور بھارت کے لوگ سمندری یا فضائی راستے سے جاتے ہیں تو یمن کی طرف سے ہو کر گزرتے ہیں اور یَلَمْلَمُ کی سیدھ معلوم کر کے جہاز ہی میں احرام باندھ لیتے ہیں۔

(المعجم ٢١) - مِيقَاتُ أَهْلِ نَجْدٍ (التحفة ٢١)

باب:٢١-نجد والوں کا میقات

٢٦٥٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ». وَذُكِرَ لِي وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّهُ قَالَ: «وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ».

٢٦٥٦- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "مدینے والے ذوالحلیفہ سے' شام والے جُحفہ سے اور نجد والے قرن (المنازل) سے احرام باندھیں۔" اور مجھے بتایا گیا ہے' میں نے خود نہیں سنا کہ آپ نے فرمایا تھا: "یمن والے یلملم سے احرام باندھیں۔"

فوائد و مسائل: ① اہل نجد اور نجد کے راستے سے آنے والوں کا میقات قرن منازل ہے' اسے قرن الثعالب بھی کہا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا احادیث میں صرف لفظ قرن آیا ہے۔ بالاتفاق اس سے قرن المنازل مراد ہے۔ قرن المنازل مکہ مکرمہ سے مشرق کی طرف طائف کے قریب تقریباً ٩٤ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک بستی یا وادی ہے۔ پہاڑ بھی کہا گیا ہے۔ کوئی اختلاف نہیں' تینوں اسی نام سے مشہور ہیں۔ آج کل اسے اَلسَّیْل کہا جاتا ہے۔ ② نجد ہر اونچے علاقے کو کہتے ہیں۔ عرب میں تقریباً دس نجد ہیں۔ یہاں مراد وہ علاقہ ہے جو مکہ مکرمہ سے مشرقی جانب یمن اور تہامہ سے لے کر عراق اور شام تک پھیلا ہوا ہے۔

(المعجم ٢٢) - مِيقَاتُ أَهْلِ الْعِرَاقِ (التحفة ٢٢)

باب:٢٢-عراق والوں کا میقات

٢٦٥٦- أخرجه البخاري، الحج، باب مهل أهل نجد، ح: ١٥٢٧، ومسلم، الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح: ١٧/١١٨٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٣٥.

٢٦٥٧- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمَوْصِلِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْمُعَافَى، عَنْ أَفْلَحَ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَقَّتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ وَمِصْرَ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ.

۲۶۵۷- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ، شام اور مصر والوں کے لیے جُحفہ، عراق والوں کے لیے ذات عرق نجد والوں کے لیے قرن اور یمن والوں کے لیے یلملم کو میقات مقرر فرمایا ہے۔

فائدہ: عراق والوں یا ادھر سے آنے والوں کا میقات ذات عرق ہے اور یہ متفق بات ہے۔ یہ مکہ مکرمہ سے تقریباً ۹۴ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ آج کل اَلضَّرِيبَة (الخریبات) سے احرام باندھتے ہیں۔ بعض روایات میں "عقیق" کا ذکر بھی آیا ہے مگر اس روایت میں کچھ ضعف ہے۔ مندرجہ بالا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ذات عرق کو رسول اللہ ﷺ نے عراق کا میقات قرار دیا ہے مگر بعض روایات میں اس تقرر کو حضرت عمر ؓ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ ممکن ہے حضرت عمر ؓ کو مندرجہ بالا روایات نہ ملی ہوں اور انھوں نے اپنے اجتہاد سے ذات عرق کو میقات مقرر فرمایا ہو کیونکہ عراق کے مشہور شہر کوفہ، بصرہ وانھی کے دور میں آباد ہوئے۔ ان کا یہ اجتہاد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے موافق ہو گیا جس طرح ان کے دوسرے اجتہادات قرآن مجید کے موافق ہوئے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٢٣) - مَنْ كَانَ أَهْلُهُ دُونَ الْمِيقَاتِ (التحفة ٢٣)

باب: ۲۳- جو لوگ ان مواقیت کے اندر رہتے ہوں

٢٦٥٨- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَقَّتَ رَسُولُ

۲۶۵۸- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لیے جُحفہ، نجد والوں کے لیے قرن اور یمن والوں کے لیے یلملم کو میقات مقرر فرمایا۔ آپ

٢٦٥٧_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٦٥٤، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٣٦.

٢٦٥٨_ [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٥٥، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٣٧.

اللهِ ﷺ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، قَالَ: «هُنَّ لَهُمْ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِمَّنْ سِوَاهُنَّ لِمَنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، وَمَنْ كَانَ دُونَ ذٰلِكَ مِنْ حَيْثُ بَدَأَ حَتّٰى يَبْلُغَ ذٰلِكَ أَهْلَ مَكَّةَ».

نے فرمایا: ''یہ مواقیت ان (علاقوں کے لوگوں) کے لیے ہیں۔ اور ان لوگوں کے لیے بھی جو دوسرے علاقوں سے ہوں لیکن ان مواقیت سے گزریں بشرطیکہ وہ حج وعمرہ کے ارادے سے آئیں۔ اور جو لوگ ان مواقیت کے اندر رہتے ہوں تو وہ ان جگہوں سے احرام باندھیں جہاں سے چلیں حتی کہ یہ حکم مکے والوں پر بھی لاگو ہوگا (کہ وہ مکے ہی سے حج کا احرام باندھیں)۔''

فوائد ومسائل: ① ''حج وعمرے کے ارادے سے آئیں'' یہی بات صحیح ہے۔ احناف کا خیال ہے کہ جو شخص بھی مکہ جائے خواہ کسی اور کام سے جائے اس پر میقات سے احرام لازم ہے جیسے کہ تحیۃ المسجد ہے۔ لیکن الفاظ حدیث سے اس موقف کی تائید نہیں ہوتی، نیز مسجد میں آنے والے ہر شخص کے لیے تحیۃ المسجد ضروری نہیں بلکہ صرف اس شخص کے لیے ہے جو وہاں بیٹھنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ یہی بات حج وعمرہ کے ارادے سے آنے والوں کے لیے ہے، اس لیے ہر ہر فرد احرام کا مکلف نہیں۔ ② ''جہاں سے چلیں'' یعنی اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں۔ احناف کا خیال ہے کہ میقات کے اندر رہنے والے لوگ حدود حرم میں داخل ہونے سے پہلے پہلے جہاں سے مرضی ہو احرام باندھیں لیکن احادیث کی رو سے اپنے گھر ہی سے احرام باندھنا چاہیے۔ ③ ان احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مواقیت حج اور عمرہ دونوں کے لیے ہیں نہ کہ صرف حج کے لیے، لہٰذا مکے والے عمرے کا احرام بھی اپنے گھر ہی سے باندھیں گے۔ لیکن جمہور اہل علم کے نزدیک مکے والے یا جو فی الوقت مکہ میں ہوں، عمرے کا احرام حدود حرم سے باہر آ کر حل سے باندھیں۔ ان کی دلیل حضرت عائشہ ؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں عمرے کا احرام تنعیم (حرم کی قریب ترین حد مدینہ منورہ کی طرف) سے باندھنے کا حکم دیا تھا، حالانکہ وہ مکے میں تھیں۔ (صحیح البخاري، العمرۃ، حدیث: ١٧٨٤، و صحیح مسلم، الحج، حدیث: ١٢١١) ممکن ہے مکے سے بھی جائز ہو مگر حدود حرم سے افضل ہو۔ واللہ أعلم.

٢٦٥٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ

٢٦٥٩- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے مدینہ منورہ والوں کے لیے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لیے جُحفہ، یمن والوں کے لیے یَلَمْلَم

٢٦٥٩- أخرجه مسلم، الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح: ١١٨١ عن قتيبة، والبخاري، الحج، باب مهل أهل الشام، ح: ١٥٢٦ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٣٨. * حماد هو ابن زيد.

ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا، فَهُنَّ لَهُمْ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ مِمَّنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمِنْ أَهْلِهِ حَتَّى إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يُهِلُّونَ مِنْهَا.

اور نجد والوں کے لیے قرن (منازل) کو میقات مقرر فرمایا۔ یہ مواقیت ان لوگوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جو دوسرے علاقوں سے آ کر یہاں سے گزریں' بشرطیکہ وہ حج یا عمرے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ اور جو لوگ ان مواقیت کے اندر رہتے ہوں' وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں حتی کہ مکہ مکرمہ والے مکہ مکرمہ ہی سے احرام باندھیں۔

فوائد ومسائل: ① حج یا عمرے کو جانے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ عین ان مواقیت ہی سے گزرے بلکہ کسی اور جگہ سے بھی گزر سکتا ہے مگر جب وہ اپنے قریبی میقات کے برابر سے گزرے تو وہیں سے احرام باندھ لے۔ ② آپ کے مقرر کردہ مواقیت میں سے ذوالحلیفہ مکہ مکرمہ سے شمال کی جانب' جُحفَہ بھی شمال کی جانب' یَلَمْلَمْ جنوب کی جانب' قرن المنازل مشرق کی جانب اور ذات عرق بھی مشرق کی جانب ہیں اور جو لوگ دو میقاتوں کے درمیان سے گزریں تو وہ قریب ترین میقات کے برابر سے احرام باندھیں۔

(المعجم ٢٤) - اَلتَّعْرِيسُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ (التحفة ٢٤)

باب:٢٤- ذوالحلیفہ میں پڑاؤ ڈالنا

٢٦٦٠- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَثْرُودٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: بَاتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مَبْدَأَهُ وَصَلَّى فِي مَسْجِدِهَا.

٢٦٦٠- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابتداءً ذوالحلیفہ میں رات گزاری اور اس کی مسجد میں نماز پڑھی۔

فوائد ومسائل: ① یہاں سے احرام کا طریقہ بیان کرنا مقصود ہے۔ مدینہ منورہ والوں کا میقات ذوالحلیفہ ہے' لہٰذا آپ نے وہاں رات گزاری۔ صبح احرام باندھا۔ وہاں رات گزارنا کوئی ضروری نہیں۔ اس زمانے میں سفر کئی دنوں پر محیط ہوتا تھا' اس لیے رات گزارنے کی گنجائش تھی' اب تیز رفتار سفر کا دور ہے۔ ② ابتداءً سے مراد

٢٦٦٠_أخرجه مسلم، الحج، باب الصلاة في مسجد ذي الحليفة، ح:١١٨٨ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٦٣٩.

یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کو جاتے ہوئے ابتدائے سفر میں نہ کہ واپسی کے وقت۔ ④ ''مسجد'' رسول اللہ ﷺ کے دور میں وہاں کوئی مسجد نہیں تھی بعد میں بنائی گئی۔ عین اسی جگہ جہاں آپ نے نماز پڑھی تھی۔

٢٦٦١- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ سُوَيْدٍ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّهُ - وَهُوَ فِي الْمُعَرَّسِ بِذِي الْحُلَيْفَةِ - أُتِيَ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ.

۲۶۶۱- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ میں اپنے پڑاؤ کی جگہ میں تھے کہ آپ کو خواب آیا۔ آپ سے کہا گیا: آپ ایک بابرکت وادی میں ہیں۔

فائدہ: ''بابرکت وادی میں ہیں۔'' کیونکہ یہ وادی دوران سفر حج میں بہت سے انبیاء کی فرودگاہ رہی تھی۔ شام اور فلسطین انبیاء ؑ کے علاقے ہیں۔ وہاں سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے یہ وادی راستے میں پڑتی تھی۔

٢٦٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّذِي بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَصَلَّى بِهَا.

۲۶۶۲- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کی وادی مقدس میں پڑاؤ ڈالا اور وہاں نماز پڑھی۔

(المعجم ٢٥) - اَلْبَيْدَاءُ (التحفة ٢٥)

باب:۲۵- بیداء کا بیان

٢٦٦٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۲۶۶۳- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت

٢٦٦١_ أخرجه البخاري، الحج، باب قول النبي ﷺ: العقيق وادٍ مبارك، ح:١٥٣٥، ومسلم، الحج، باب استحباب النزول ببطحاء ذي الحليفة والصلاة بها . . . الخ، ح:١٣٤٦ من حديث موسى بن عقبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٦٤٠.

٢٦٦٢_ أخرجه البخاري، الحج، باب:(١٤)، ح:١٥٣٢، ومسلم، الحج، باب استحباب النزول ببطحاء ذي الحليفة . . . الخ، ح:١٢٥٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٤٠٥، والكبرٰى، ح:٣٦٤١.

٢٦٦٣_ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب وقت الإحرام، ح:١٧٧٤ من حديث أشعث به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٦٤٢، وسيأتي، ح:٢٧٥٧، ٢٩٣٤ * علته عنعنة الحسن البصري، وتقدم حاله في التدليس، ح:٣٦.

قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ - وَهُوَ ابْنُ شُمَيْلٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْبَيْدَاءِ، ثُمَّ رَكِبَ وَصَعِدَ جَبَلَ الْبَيْدَاءِ، فَأَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حِينَ صَلَّى الظُّهْرَ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز بیداء میں پڑھی' پھر سوار ہوئے اور بیداء کے پہاڑ پر چڑھے۔ اور نماز ظہر کے بعد حج و عمرے کا احرام باندھا۔

فائدہ: بیداء کے لفظی معنی تو بے آب و گیاہ میدان ہیں مگر یہاں ایک مخصوص مقام مراد ہے جو ذوالحلیفہ کی وادی سے نکلتے ہی آ جاتا ہے۔ یہ اونچی جگہ ہے' اسی لیے اسے بعض روایات میں ٹیلہ اور بعض میں پہاڑ کہا گیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ روایت بھی ضعیف ہے۔

(المعجم ٢٦) - اَلْغُسْلُ لِلْإِهْلَالِ (التحفة ٢٦)

باب:٢٦-احرام باندھنے کے لیے غسل کرنا

٢٦٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ: أَنَّهَا وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ بِالْبَيْدَاءِ، فَذَكَرَ أَبُو بَكْرٍ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «مُرْهَا فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتُهِلَّ».

٢٦٦٤-حضرت اسماء بنت عمیس ؓ سے روایت ہے کہ مقام بیداء میں انھوں نے محمد بن ابوبکر صدیق کو جنا۔ حضرت ابوبکر ؓ نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ''اسماء سے کہو وہ غسل کرے اور احرام باندھ لے۔''

فوائد و مسائل: ① حضرت اسماء بنت عمیس ؓ حضرت ابوبکر ؓ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ یہ واقعہ سفر حجۃ الوداع کا ہے۔ احرام سے قبل اسی وادی میں محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے۔ ② حضرت اسماء ؓ کو غسل کا حکم طہارت کے

٢٦٦٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/٣٦٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/٣٢٢، والكبرى، ح: ٣٦٤٣، وأخرجه مسلم، ح: ١٢٠٩/١٠٩ من طريق آخر عن عبدالرحمٰن بن القاسم عن أبيه عن عائشة به.

لیے نکلی تھا کیونکہ یہ تو نفاس کا وقت تھا بلکہ یہ غسل احرام کے لیے تھا۔ معلوم ہوا غسل احرام کی سنت ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ نفاس والی عورت کو غسل کا حکم نہ دیتے' البتہ یہ واجب نہیں۔ غسل کی جگہ وضو بھی کفایت کر سکتا ہے مگر افضل غسل ہی ہے۔

٢٦٦٥- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّسَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ - قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ خَرَجَ حَاجًّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَجَّةَ الْوَدَاعِ، وَمَعَهُ امْرَأَتُهُ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ الْخَثْعَمِيَّةُ، فَلَمَّا كَانُوا بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَلَدَتْ أَسْمَاءُ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ، فَأَتَى أَبُو بَكْرٍ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَأْمُرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ، ثُمَّ تُهِلَّ بِالْحَجِّ وَتَصْنَعَ مَا يَصْنَعُ النَّاسُ إِلَّا أَنَّهَا لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ.

٢٦٦٥- حضرت ابوبکر ؓ سے روایت ہے کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے نکلے۔ ان کے ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس ؓ بھی تھیں جن کا تعلق خثعم قبیلے سے تھا۔ جب وہ ذوالحلیفہ میں تھے تو اسماء نے محمد بن ابوبکر کو جنم دیا۔ (یہ دیکھ کر) ابوبکر نبی ﷺ کے پاس آئے اور صورت حال سے مطلع کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اسماء سے کہو وہ غسل کرے' پھر حج کا احرام باندھ لے اور جو کچھ لوگ کریں' وہ بھی کرتی رہے مگر بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔

فوائد ومسائل: ① ذوالحلیفہ اور بیداء تقریباً ایک ہی مقام ہے' لہٰذا اس روایت میں پیدائش کا مقام بیداء کے بجائے ذوالحلیفہ بتایا گیا ہے۔ مجمع بڑا ہو تو وہ ایک مقام پر پورا بھی نہیں آتا۔ قریبی جگہ میں بھی پڑاؤ ڈال لیا جاتا ہے۔ اصل پڑاؤ ذوالحلیفہ ہی میں تھا۔ ② حیض اور نفاس والی عورت حج کے تمام افعال بجا لا سکتی ہے مگر طواف نہیں کر سکتی۔ البتہ صفا مروہ کی سعی کی بابت اختلاف ہے۔ بعض علماء سعی کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں' تاہم احوط اور افضل یہی ہے کہ حائضہ اور نفاس والی عورت صفا مروہ کی سعی نہ کرے۔ واللہ أعلم.

٢٦٦٥- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب النفساء والحائض تهل بالحج، ح: ٢٩١٢ من حديث خالد بن مخلد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٤٤، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ١٦٧، ١٦٨، ح: ٢٦١٠، وللحديث طرق أخرٰى.

(المعجم ٢٧) - غُسْلُ الْمُحْرِمِ (التحفة ٢٧)

باب:٢٧- محرم کا غسل کرنا

٢٦٦٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ: أَنَّهُمَا اخْتَلَفَا بِالْأَبْوَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهُ، وَقَالَ الْمِسْوَرُ: لَا يَغْسِلُ رَأْسَهُ، فَأَرْسَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ إِلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ قَرْنَيِ الْبِئْرِ وَهُوَ مُسْتَتِرٌ بِثَوْبٍ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، وَقُلْتُ: أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ أَسْأَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ؟ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتَّى بَدَا - يَعْنِي - رَأْسَهُ، ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ، ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، وَقَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ.

٢٦٦٦- حضرت عبداللہ بن حنین سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ اور حضرت مسور بن مخرمہ ؓ کا ابواء کے مقام پر اختلاف ہو گیا۔ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: محرم اپنا سر دھو سکتا ہے۔ اور حضرت مسور ؓ نے فرمایا: وہ سر نہیں دھو سکتا۔ مجھے حضرت ابن عباس ؓ نے حضرت ابو ایوب انصاری ؓ کے پاس بھیجا کہ ان سے اس بارے میں پوچھوں۔ (میں آیا) تو میں نے انھیں کنویں کی دو لکڑیوں کے درمیان غسل کرتے پایا۔ انھوں نے ایک کپڑے کے ساتھ پردہ کیا ہوا تھا۔ میں نے انھیں سلام کیا اور کہا: مجھے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ سے پوچھوں کہ رسول اللہ ﷺ احرام کی حالت میں اپنا سر کیسے دھوتے تھے؟ حضرت ابو ایوب نے کپڑے پر ہاتھ رکھ کر اسے نیچے کیا حتی کہ ان کا سر نظر آنے لگا، پھر اس شخص سے کہنے لگے جو ان کے سر پر پانی بہا رہا تھا: پانی بہاؤ۔ پھر انھوں نے اپنے سر کو اپنے دونوں ہاتھوں سے حرکت دی، اپنے دونوں ہاتھوں کو آگے لائے اور پیچھے لے گئے اور فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔

فوائد و مسائل: ① محرم احتلام کے علاوہ بھی حسب منشا غسل کر سکتا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ہے نیز سر کو اچھی طرح دھویا اور ملا بھی جا سکتا ہے۔ بعض لوگ بال ٹوٹنے یا اترنے کے خدشے سے غسل سے روکتے

٢٦٦٦- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز غسل المحرم بدنه ورأسه، ح:١٢٠٥ عن قتيبة، والبخاري، جزاء الصيد، باب الاغتسال للمحرم، ح:١٨٤٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٢٣، والكبرى، ح:٣٦٤٥.

ہیں اور اگر نہاتے ہوئے کوئی بال ٹوٹ یا گر جائے تو دم لازم کرتے ہیں۔ یہ محض احتیاط ہے جو دلیل سے عاری ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی بھی لگوائی ہے' اس کی وجہ سے یقیناً بال بھی کاٹنے پڑتے ہیں لیکن آپ ﷺ سے اس موقع پر دم دینا ثابت نہیں' اگر دیا ہوتا تو دیگر مناسک کی طرح جم غفیر میں سے کوئی نہ کوئی اسے ضرور نقل کرتا۔ بنابریں عدم نقل عدم ثبوت کی دلیل ہے' تاہم اگر بلاوجہ قصداً کچھ بال کاٹے یا سارا سر ہی مونڈھ لے تو پھر دم دینا حدیث سے ثابت ہے۔ ② "سلام کیا۔" وہ ننگے نہیں نہا رہے تھے بلکہ تہبند باندھا ہوا تھا۔ پردے والا کپڑا اس کے علاوہ تھا۔ ③ اختلاف کے وقت نص کی طرف رجوع کرنا چاہیے' اپنا قیاس اور اجتہاد چھوڑ دینا چاہیے۔ ④ خبر واحد حجت ہے۔ صحابۂ کرام ؓ میں اسے قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا عام تھا۔

(المعجم ٢٨) - اَلنَّهْيُ عَنِ الثِّيَابِ الْمَصْبُوغَةِ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ فِي الْإِحْرَامِ (التحفة ٢٨)

باب:۲۸- احرام میں ورس اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہننے کی ممانعت

٢٦٦٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ.

۲۶۶۷- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا کہ محرم زعفران یا ورس سے رنگے ہوئے کپڑے پہنے۔

فائدہ: محرم کے لیے خوشبو کا استعمال ممنوع ہے۔ زعفران بھی خوشبو ہے' لہٰذا اس سے رنگے ہوئے کپڑے بھی ممنوع ہیں لیکن یہ حکم بحالت احرام ہے۔ احرام سے قبل خوشبو لگائی جا سکتی ہے۔ بعد ازاں اس کے اثرات ختم نہ بھی ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ ورس ایک خوشبودار گھاس ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ محرم رنگین احرام پہن سکتا ہے۔ ویسے احرام کے لیے سادہ اور سفید کپڑے ہی زیادہ مناسب ہیں' البتہ عورت ہر رنگ کے کپڑے پہن سکتی ہے مگر زعفران اور ورس سے نہ رنگے ہوں۔

٢٦٦٧ـ أخرجه البخاري، اللباس، باب النعال السبتية وغيرها، ح: ٥٨٥٢، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه ... الخ، ح: ٣/١١٧٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/٣٢٥، والكبرى، ح: ٣٦٤٦.

٢٦٦٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ: «لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْعِمَامَةَ، وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ، وَلَا خُفَّيْنِ إِلَّا لِمَنْ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ».

٢٦٦٨- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”وہ قمیص، برانڈی (ٹوپی دار کرتا)، شلوار، پگڑی، ایسا کپڑا جسے ورس یا زعفران لگا ہوا اور موزے نہیں پہن سکتا مگر یہ کہ اس کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے مگر انھیں ٹخنوں سے نیچے کاٹ (کر جوتوں کی طرح بنا) لے۔“

فوائد و مسائل: ① محرم کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ سر نہ ڈھانپے اور سلا ہوا کپڑا نہ پہنے، خوشبو والا کپڑا بھی نہ پہنے۔ باقی کپڑے پہن سکتا ہے۔ ② ”برانڈی“ وہ کوٹ یا کرتا جس کے ساتھ ٹوپی بھی ہوتی ہے۔ ③ ”موزے“ یعنی چمڑے کے موزے۔ صحیح قول کے مطابق موزوں کا پہننا جائز ہے، خواہ وہ کٹے ہوئے نہ بھی ہوں۔ دراصل احرام کی حالت میں موزے پہننے کی بابت دو قسم کی روایات آتی ہیں: ایک یہ کہ انھیں کاٹ کر پہنا جائے اور دوسری یہ کہ موزوں کو ان کی اصل حالت میں پہنا جائے، البتہ جس حدیث میں موزے کاٹنے کا حکم ہے وہ ابتدائے احرام کا ہے جبکہ دوسرا حکم عرفے کے دن کا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ کاٹنے کا حکم منسوخ ہے۔ واللہ أعلم. دیکھیے: (صحیح البخاري، جزاء الصید، حدیث:١٨٤١، و صحیح مسلم، الحج، حدیث:١١٧٨) ④ سوال تھا کیا پہنے؟ جواب ملا: فلاں فلاں چیز نہ پہنے۔ کیونکہ نہ پہنی جانے والی چیزیں قلیل ہیں اور پہنی جانے والی کثیر، لہٰذا اختصار کی خاطر ایسے جواب دیا۔ یہ بھی بلاغت کی ایک بہترین صورت ہے کہ جواب کے ساتھ ساتھ سوال کی تصحیح کر دی جائے۔ ﷺ۔ ⑤ حدیث میں مذکور لباس کی ممانعت اور دو سادہ اَن سلے کپڑے پہننے میں حکمت یہ ہے کہ آدمی خشوع و تذلل کی صفت سے متصف اور رفاہیت سے دور رہے تاکہ اسے یاد دہانی رہے کہ وہ محرم ہے، اس لیے وہ کثرت اذکار اور عبادت کی طرف متوجہ رہے اور ممنوعات کے ارتکاب سے باز رہے، نیز اس سے مساوات اور اتحاد کا درس ملے۔

(المعجم ٢٩) - اَلْجُبَّةُ فِي الْإِحْرَامِ (التحفة ٢٩)

باب:٢٩- احرام کی حالت میں جبہ پہننا

٢٦٦٨- أخرجه البخاري، اللباس، باب العمائم، ح:٥٨٠٦، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه وما لا يباح . . . الخ، ح:١١٧٧/ ٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٣٦٤٧.

٢٦٦٩- أَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ الْقُوْمَسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: لَيْتَنِي أَرَى رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ، فَبَيْنَا نَحْنُ بِالْجِعِرَّانَةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي قُبَّةٍ فَأَتَاهُ الْوَحْيُ، فَأَشَارَ إِلَيَّ عُمَرُ أَنْ تَعَالَ، فَأَدْخَلْتُ رَأْسِي الْقُبَّةَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ قَدْ أَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ بِعُمْرَةٍ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ قَدْ أَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ؟ إِذَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَغِطُّ لِذَلِكَ فَسُرِّيَ عَنْهُ، فَقَالَ: «أَيْنَ الرَّجُلُ الَّذِي سَأَلَنِي آنِفًا؟» فَأُتِيَ بِالرَّجُلِ فَقَالَ: «أَمَّا الْجُبَّةُ فَاخْلَعْهَا، وَأَمَّا الطِّيبُ فَاغْسِلْهُ، ثُمَّ أَحْدِثْ إِحْرَامًا».

٢٦٦٩- حضرت یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے کہا: کاش! میں رسول اللہ ﷺ کو نزول وحی کی حالت میں دیکھوں۔ ایک بار ہم (دوران سفر میں) جعرانہ کے مقام پر تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ اپنے خیمے میں تھے کہ آپ پر وحی اترنے لگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اشارہ فرمایا کہ آ جاؤ۔ میں نے اپنا سر خیمے میں داخل کیا۔ دراصل ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا جس نے جبے میں عمرے کا احرام باندھ لیا تھا۔ اس آدمی نے خوشبو بھی لگائی ہوئی تھی۔ اس نے آپ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس نے جبے ہی میں احرام باندھ لیا ہو؟ تو آپ پر وحی اترنے لگی۔ نبی ﷺ اس کی وجہ سے خراٹے لینے لگے۔ کچھ دیر بعد آپ سے یہ حالت دور ہوئی تو آپ نے فرمایا: ”کہاں ہے وہ شخص جس نے ابھی مجھ سے سوال کیا تھا؟“ اس آدمی کو لایا گیا۔ آپ نے فرمایا: ”جبہ اتار دے اور خوشبو دھو ڈال پھر نئے سرے سے احرام باندھ۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: «ثُمَّ أَحْدِثْ إِحْرَامًا» مَا أَعْلَمُ أَحَدًا قَالَهُ غَيْرَ نُوحِ بْنِ حَبِيبٍ، وَلَا أَحْسَبُهُ مَحْفُوظًا، وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ [ثُمَّ أَحْدِثْ إِحْرَامًا] ”پھر نئے سرے سے احرام باندھ۔“ کے الفاظ میرے علم کے مطابق نوح بن حبیب کے علاوہ کسی راوی نے بیان نہیں کیے اس لیے میں ان الفاظ کو محفوظ نہیں سمجھتا۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى أَعْلَمُ.

٢٦٦٩_ أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب: نزل القرآن بلسان قريش والعرب، ح: ٤٩٨٥ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة . . . ، ح: ١١٨٠ من حديث ابن جريج به دون قوله "ثم أحدث إحرامًا"، والكل صحيح، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٤٨.

فوائد ومسائل: ① امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ آخری جملہ "پھر نئے سرے سے احرام باندھ" درست نہیں۔ باقی راوی یہ جملہ بیان نہیں کرتے، یعنی امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک یہ اضافہ معلول ہے۔ ② صحیح یہ ہے کہ چونکہ وہ ناواقف تھا، اس لیے اسے معذور سمجھا اور کفارہ نہیں ڈالا۔ آج کل بھی اگر کوئی شخص واقعی عدم علم کی بنا پر سلا ہوا کپڑا پہن لے یا دوران احرام میں خوشبو لگا لے اور پتا چلنے پر فوراً ازالہ کر دے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی مذہب ہے اور یہی راجح ہے۔ آخری جملے کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے آپ کو محرم ہی سمجھ، ورنہ میقات سے آگے جا کر تو احرام باندھنا درست نہیں اور جعرانہ تو کوئی میقات نہیں بلکہ یہاں سے قریب ہی حرم شروع ہوتا ہے۔ ③ جو شخص بھی بھول کر مذکورہ کاموں میں سے کوئی کام کر لے تو اس کا بھی یہی حکم ہے بشرطیکہ یاد آنے پر وہ فوراً اس کا ازالہ کرے۔ ④ میقات سے پہلے حج کا لباس پہنا جا سکتا ہے لیکن نیت میقات ہی سے کی جائے گی، لہٰذا افضل یہی ہے کہ میقات ہی سے حج وعمرے کا احرام باندھا جائے الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو، مثلاً: ہوائی جہاز کا سفر۔

(المعجم ٣٠) - اَلنَّهْيُ عَنْ لُبْسِ الْقَمِيصِ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ٣٠)

باب: ۳۰-محرم کے لیے قمیص پہننے کی ممانعت

٢٦٧٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ».

۲۶۷۰-حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قمیص، پگڑی، پاجامہ (شلوار)، ٹوپی دار کرتا (برانڈی) اور موزے نہ پہنو، ہاں اگر اس کے پاس جوتے نہ ہوں تو چمڑے کے موزے پہن سکتا ہے مگر انھیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔ اور ایسے کپڑے نہ پہنو جنھیں زعفران یا ورس لگی ہوئی ہو۔"

فائدہ: جمہور اہل علم کے نزدیک محرم کے لیے قد اور اعضاء کے مطابق پیمائش کر کے سلے ہوئے کپڑے پہننا منع

٢٦٧٠_ أخرجه البخاري، الحج، باب ما لا يلبس المحرم من الثياب، ح:١٥٤٢، ومسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه، وما لا يباح ... الخ، ح:١١٧٧ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/٣٢٤، ٣٢٥، والكبرى، ح:٣٦٤٩.

ہے۔ یاد رہے کہ مذکورہ کپڑے منع ہیں خواہ سلے ہوئے ہوں یا ان سلے۔ اور ان کے علاوہ چادریں جائز ہیں' خواہ سلی ہوئی ہوں یا ان سلی۔ موزے کاٹنے والا حکم منسوخ ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۶۶۸،۲۶۶۷)

(المعجم ٣١) - اَلنَّهْيُ عَنْ لُبْسِ السَّرَاوِيلِ فِي الْإِحْرَامِ (التحفة ٣١)

باب:۳۱- احرام میں پاجامہ (اور شلوار وغیرہ) پہننے کی ممانعت

٢٦٧١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا نَلْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ إِذَا أَحْرَمْنَا، قَالَ: «لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ» وَقَالَ عَمْرٌو مَرَّةً أُخْرٰى: اَلْقُمُصَ. «وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَا يَكُونَ لِأَحَدِكُمْ نَعْلَانِ، فَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ».

۲۶۷۱- حضرت ابن عمر ﷺ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم احرام باندھیں تو ہم کون سے کپڑے پہنیں؟ آپ نے فرمایا: ”قمیص' پگڑی' شلوار اور موزے نہ پہنو مگر یہ کہ کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزوں کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ لے۔ اور ایسے کپڑے نہ پہنو جن کو ورس یا زعفران لگی ہوئی ہو۔“

(المعجم ٣٢) - اَلرُّخْصَةُ فِي لُبْسِ السَّرَاوِيلِ لِمَنْ لَا يَجِدُ الْإِزَارَ (التحفة ٣٢)

باب:۳۲- جس محرم کے پاس تہبند نہ ہو' وہ شلوار پہن سکتا ہے

٢٦٧٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ

۲۶۷۲- حضرت ابن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو خطبہ دیتے سنا' آپ فرمارہے تھے: ”جس شخص کے پاس تہبند نہ ہو' وہ شلوار پہن

٢٦٧١ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٥٤ عن يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٥٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥٩٧، ٢٥٩٨، وأصله متفق عليه، انظر الحديث السابق.

٢٦٧٢ـ أخرجه مسلم، الحج، باب ما يباح للمحرم بحج أو عمرة لبسه، وما لا يباح ... الخ، ح: ١١٧٨ عن قتيبة، والبخاري، جزاء الصيد، باب لبس الخفين للمحرم إذا لم يجد النعلين، ح: ١٨٤١ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٥١. ● حماد هو ابن زيد.

وَهُوَ يَقُولُ: «اَلسَّرَاوِيلُ لِمَنْ لَا يَجِدُ الْإِزَارَ، وَالْخُفَّيْنِ لِمَنْ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ لِلْمُحْرِمِ».

سکتا ہے اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں' وہ موزے پہن سکتا ہے۔"

فائدہ: یہ حدیث، حدیث:٢٦٦٨ میں موزے کاٹنے کے حکم کی ناسخ ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے کہ اب موزے کاٹے بغیر ہی پہنے جائیں گے۔ جمہور کاٹ کر پہننے کے قائل ہیں۔ وہ اس مطلق حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مقید حدیث پر محمول کرتے ہیں۔ لیکن مطلق کو مقید پر محمول کرنا یہاں محل نظر ہے کیونکہ حدیث کا مخرج ایک نہیں بلکہ مختلف ہے۔ پہلی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہے اور یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی۔ یہ اصول اس وقت قابل عمل ہے جب مخرج (حدیث بیان کرنے والا صحابی) ایک ہو۔ لیکن اس کے طرق واسانید مختلف ہوں۔ امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قطع کا حکم اباحت پر محمول کیا جائے گا' لہٰذا نہ کاٹنا بھی جائز ہے۔ پہلا موقف راجح معلوم ہوتا ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا۔ واللہ اعلم۔

٢٦٧٣- أَخْبَرَنِي أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ».

٢٦٧٣- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جس شخص (محرم) کے پاس تہبند نہ ہو وہ شلوار پہن سکتا ہے اور جس شخص کے پاس جوتے نہ ہوں' وہ موزے پہن سکتا ہے۔"

(المعجم ٣٣) - اَلنَّهْيُ عَنْ أَنْ تَنْتَقِبَ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ (التحفة ٣٣)

باب:٣٣- محرم عورت کے لیے نقاب باندھنے کی ممانعت

٢٦٧٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

٢٦٧٤- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

٢٦٧٣_ أخرجه مسلم، ح:١١٧٨/٢٧٩٦ من حديث إسماعيل ابن علية به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح:٣٦٥٢.

٢٦٧٤_ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمة، ح:١٨٣٨ من حديث الليث ابن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٦٥٣، وانظر، ح:٢٦٧١.

اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْإِحْرَامِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ، فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ، وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ، وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ».

ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! احرام کی حالت میں آپ ہمیں کن کپڑوں کے پہننے کا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قمیص‘ شلوار‘ پگڑی‘ برانڈی (اوور کوٹ اور ٹوپی دار کرتا) اور موزے نہ پہنو مگر یہ کہ کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کر پہن سکتا ہے۔ اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس کو زعفران یا ورس لگی ہو نیز محرم عورت نہ نقاب باندھے اور نہ دستانے پہنے۔“

فوائد ومسائل: ① ”نقاب نہ باندھے“ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورت اپنا چہرہ ننگا رکھے‘ بلکہ یہ ایک مخصوص قسم کا نقاب تھا جو اس زمانے میں رائج تھا‘ اس سے فوری طور پر چہرے کا پردہ کرنا مشکل ہوتا تھا‘ اس لیے مخصوص نقاب سے روک دیا گیا تاکہ مردوں کے سامنے آتے ہی فوراً پردہ کرنا آسان رہے‘ چنانچہ حضرت عائشہ ؓ بیان فرماتی ہیں کہ مرد سامنے آتے تو ہم فوراً چہرہ ڈھانپ لیتیں۔ اب اس نقاب کا رواج بھی ختم ہو گیا ہے۔ علاوہ ازیں اب مردوں کا ہجوم ہر وقت اور ہر جگہ رہتا ہے‘ اس لیے اب حجاب کا اہتمام ہر وقت ہی کرنا چاہیے‘ سوائے ان جگہوں کے جہاں مرد نہ ہوں۔ بعض لوگ عورت کے لیے چہرہ ننگا رکھنے پر سنن دار قطنی کی اس روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ ”عورت کا احرام اس کے چہرے میں اور مرد کا احرام اس کے سر میں ہے۔“ اسے سنن دار قطنی میں مرفوعاً بیان کیا گیا ہے لیکن اس کا مرفوع ہونا ثابت نہیں ہے۔ یہ حضرت ابن عمر ؓ کا قول یعنی موقوف روایت ہے۔ دیکھیے: (سنن الدارقطني: ٢/٥٥٣- بتحقيق الشيخ عادل و الشيخ علي محمد‘ دار المعرفة‘ بيروت) اس لیے اس سے استدلال صحیح نہیں ہے۔ بشرط صحت اس موقوف روایت کا بھی وہی مفہوم لیا جائے گا جس کی وضاحت ہم نے کی ہے۔ ② ”دستانے نہ پہنے“ مقصد یہ ہے کہ وہ ہاتھ ننگے رکھے تاکہ دوران حج وعمرہ میں کوئی تنگی نہ ہو۔ معلوم ہوا اس دور میں خواتین پردے کے لیے دستانے بھی استعمال کرتی تھیں۔ مشہور تو یہی ہے کہ دستانے ہاتھوں کو سردی‘ گرمی یا پانی سے بچانے کے لیے ہوتے ہیں مگر بعض اہل لغت نے اس سے زیور بھی مراد لیا ہے جس کے ساتھ ہاتھ چھپ جاتے ہیں۔ خیر! احرام میں ہاتھ ننگے رہنے چاہئیں۔

(المعجم ٣٤) - اَلنَّهْيُ عَنْ لُبْسِ الْبَرَانِسِ فِي الْإِحْرَامِ (التحفة ٣٤)

باب:۳۴-احرام کی حالت میں ٹوپی دار کرتا (برانڈی) پہننے کی ممانعت

٢٦٧٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَ الْوَرْسُ».

۲۶۷۵- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قمیص، پگڑی، شلوار (پاجامہ وغیرہ)، ٹوپی دار کرتا اور موزے نہ پہنو، ہاں اگر کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزوں کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ کر پہن لے۔ اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جسے زعفران یا ورس لگی ہو۔“

٢٦٧٦- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُونَ - قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ - عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَا نَلْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ إِذَا أَحْرَمْنَا؟ قَالَ: «لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ، فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ

۲۶۷۶- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جب ہم احرام باندھیں تو کون سے کپڑے پہنیں؟ آپ نے فرمایا: ”قمیص، شلوار، پگڑی، برانڈی (ٹوپی دار کرتا) اور موزے نہ پہنو مگر یہ کہ کسی کے پاس جوتے نہ ہوں تو ٹخنوں سے نیچے موزے پہن لے (یعنی اوپر سے کاٹ دے۔) اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جسے ورس یا زعفران لگی ہو۔“

٢٦٧٥ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٧٠، وهو في الموطأ، والكبرى، ح: ٣٦٥٤.

٢٦٧٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٧٧ عن يزيد بن هارون به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٥٥، وقال النسائي: "عبدالله بن نافع ليس بثقة، ونافع مولى عبدالله بن عمر ثقة حافظ".

أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ».

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ٢٦٦٨.

(المعجم ٣٥) - اَلنَّهْيُ عَنْ لُبْسِ الْعِمَامَةِ فِي الْإِحْرَامِ (التحفة ٣٥)

باب: ٣٥- احرام کی حالت میں پگڑی پہننے کی ممانعت

٢٦٧٧- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَادَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: مَا نَلْبَسُ إِذَا أَحْرَمْنَا؟ قَالَ: «لَا تَلْبَسِ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَا تَجِدَ نَعْلَيْنِ، فَإِنْ لَمْ تَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَمَا دُونَ الْكَعْبَيْنِ».

٢٦٧٧- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے بلند آواز سے نبی ﷺ کو پکارا اور کہا: جب ہم احرام باندھیں تو کون سے کپڑے پہنیں؟ آپ نے فرمایا: ”قمیص، پگڑی، شلوار، برانڈی اور موزے نہ پہن ہاں اگر تجھے جوتے نہ ملیں تو موزوں کو ٹخنوں سے نیچے نیچے پہن لو۔ (یعنی اوپر سے کاٹ دو)۔“

٢٦٧٨- أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَشْعَثِ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَادَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: مَا نَلْبَسُ إِذَا أَحْرَمْنَا؟ قَالَ: «لَا تَلْبَسِ الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ لَا يَكُونَ

٢٦٧٨- حضرت ابن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ کو بلند آواز سے پکارا اور کہا: جب ہم احرام باندھیں تو کیا پہنیں؟ آپ نے فرمایا: ”قمیص، پگڑی، برانڈی (ٹوپی دار کرتا)، شلوار (پاجامہ وغیرہ) اور موزے نہ پہنو الا یہ کہ جوتے نہ ہوں۔ ایسی صورت میں ٹخنوں سے نیچے موزے پہنے جا سکتے ہیں۔ اور کوئی ایسا کپڑا بھی نہ پہنو جو ورس یا زعفران سے رنگا ہوا ہو۔“

٢٦٧٧- أخرجه البخاري، اللباس، باب لبس القميص، ح: ٥٧٩٤ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٥٦.

٢٦٧٨- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/٣، ٢٩ من حديث ابن عون به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٥٧، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٨٣.

نِعَالٌ، فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ نِعَالٌ، فَخُفَّيْنِ دُونَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِوَرْسٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ، أَوْ مَسَّهُ وَرْسٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ».

فائدہ: یہ پابندی صرف مرد کے لیے ہے کیونکہ دوران احرام مرد کے لیے سر ننگا رکھنا ضروری ہے۔ پگڑی کے تحت ٹوپی، ہیٹ اور رومال وغیرہ بھی آ جائیں گے۔

(المعجم ٣٦) - اَلنَّهْيُ عَنْ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ فِي الْإِحْرَامِ (التحفة ٣٦)

باب:٣٦-احرام میں موزے پہننے کی ممانعت

٢٦٧٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَلْبَسُوا فِي الْإِحْرَامِ الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ».

٢٦٧٩-حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”تم احرام کی حالت میں قمیص، شلوار، پگڑی، برانڈی اور موزے نہ پہنو۔“

فائدہ: یہ پابندی بھی صرف مردوں کے لیے ہے۔ موزوں کے تحت جرابیں وغیرہ بھی داخل ہیں۔

(المعجم ٣٧) - اَلرُّخْصَةُ فِي لُبْسِ الْخُفَّيْنِ فِي الْإِحْرَامِ لِمَنْ لَّا يَجِدُ نَعْلَيْنِ (التحفة ٣٧)

باب:٣٧-جس کے پاس جوتے نہ ہوں اسے احرام کی حالت میں موزے پہننے کی رخصت ہے

٢٦٨٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ

٢٦٨٠-حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”جب کوئی شخص (محرم) تہبند نہ پائے تو شلوار پہن سکتا ہے اور

٢٦٧٩- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٤١، ٥٤ من حديث عبيدالله به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٥٨، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٥٩٧، ٢٦٨٤.

٢٦٨٠- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٦٧٢، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٥٩.

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ، وَإِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ».

جب جوتے نہ پائے تو موزے پہن سکتا ہے لیکن وہ انھیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔"

(المعجم ٣٨) - قَطْعُهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ (التحفة ٣٨)

باب:٣٨- موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹنا

٢٦٨١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمُحْرِمُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ».

٢٦٨١- حضرت ابن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جب محرم کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے مگر انھیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔"

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٢٦٧٣.

(المعجم ٣٩) - اَلنَّهْيُ عَنْ أَنْ تَلْبَسَ الْمُحْرِمَةُ الْقُفَّازَيْنِ (التحفة ٣٩)

باب:٣٩- محرم عورت کے لیے دستانے پہننے کی ممانعت

٢٦٨٢- أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَامَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْإِحْرَامِ؟ فَقَالَ

٢٦٨٢- حضرت ابن عمر ﷺ سے منقول ہے کہ ایک آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں احرام کی حالت میں کس قسم کے کپڑے پہننے کا حکم دیتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم قمیص، شلوار اور موزے نہ پہنو مگر کسی آدمی کے پاس جوتے نہ ہوں تو

٢٦٨١_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣ عن هشيم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٦٠.

٢٦٨٢_أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمة، ح: ١٨٣٨ من حديث موسى ابن عقبة به معلقًا، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٦٦١.

رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ لَيْسَ لَهُ نَعْلَانِ، فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَلَا يَلْبَسْ شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ، وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْحَرَامُ، وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ».

وہ ٹخنوں سے نیچے موزے پہن لے۔ (اور ٹخنوں سے اوپر والا حصہ کاٹ دے۔) اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنے جسے زعفران یا ورس لگی ہو۔ محرم عورت نقاب نہ باندھے اور دستانے بھی نہ پہنے۔"

فائدہ: احناف نے دستانے نہ پہننے کو مستحب کہا ہے مگر اس کی تائید دلائل سے نہیں ہوتی۔ نقلاً، نہ عقلاً۔ واللہ أعلم. (تفصیل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ٢٦٧٤)

(المعجم ٤٠) - اَلتَّلْبِيدُ عِنْدَ الْإِحْرَامِ (التحفة ٤٠)

باب: ۴۰- احرام باندھتے وقت بالوں کو گوند (وغیرہ) سے چپکانا

٢٦٨٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أُخْتِهِ حَفْصَةَ قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا وَلَمْ تَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: «إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي، فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَحِلَّ مِنَ الْحَجِّ».

٢٦٨٣- ام المومنین حضرت حفصہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے عرض کی: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے لوگ احرام سے حلال ہو گئے ہیں مگر آپ عمرہ کر کے حلال نہیں ہوئے؟ آپ نے فرمایا: "میں نے اپنے سر کے بالوں کو گوند سے چپکایا ہے اور قربانی کے جانور کو قلادہ (ہار) پہنا دیا ہے اس لیے میں حلال نہیں ہو سکتا حتی کہ حج سے حلال ہو جاؤں۔"

فوائد و مسائل: ① بال بڑے ہوں اور احرام لمبے عرصے کے لیے ہو تو بالوں کو مٹی اور جوؤں سے نیز زیادہ پراگندگی سے بچانے کے لیے کچھ گوند وغیرہ لگا لینا جس سے بالوں کی تہہ جم جائے تلبید کہلاتا ہے۔ رسول اللہ

٢٦٨٣_أخرجه البخاري، الحج، باب فتل القلائد للبدن والبقر، ح:١٦٩٧، ومسلم، الحج، باب بيان أن القارن لا يتحلل إلا في وقت تحلل الحاج المفرد، ح:١٢٢٩ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح:٣٦٦٢.

ﷺ نے چونکہ عمرے اور حج کا اکٹھا احرام باندھا تھا جو دو ہفتے تک جاری رہنا تھا اس لیے آپ نے تلبید فرمائی۔ اکثر صحابہ کا احرام صرف عمرے کا تھا لہٰذا انھیں تلبید کی ضرورت نہ تھی۔ ② تلبید واجب ہے نہ منع، محرم کی مرضی پر موقوف ہے۔ ③ سوال کے جواب میں آپ نے تلبید اور قربانی کا ذکر فرمایا۔ تلبید تو نشانی تھی احرام کے طویل ہونے کی اور قربانی کا جانور اگر ساتھ ہو تو محرم حلال نہیں ہو سکتا، خواہ عمرے کا احرام ہی ہو جب تک وہ جانور ذبح نہیں ہو جاتا۔ قلادہ انھی جانوروں کو ڈالا جاتا تھا جو ساتھ لے جائے جاتے تھے۔ موقع پر خریدے گئے جانوروں کو قلادے کی ضرورت نہیں تھی۔ ④ حج سے حلال ہونے سے مراد قربانی کا ذبح کرنا ہے۔ اس سے احرام ختم ہو جاتا ہے اگرچہ حج کے بعض افعال بعد میں بھی ہوتے رہتے ہیں۔ ⑤ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے حج قران کیا ہے۔

٢٦٨٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُهِلُّ مُلَبِّدًا.

۲۶۸۴- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تلبید کی حالت میں لبیک پکارتے دیکھا۔

(المعجم ٤١) - إِبَاحَةُ الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ (التحفة ٤١)

باب:۴۱- احرام باندھتے وقت خوشبو لگانا مباح ہے

٢٦٨٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عِنْدَ إِحْرَامِهِ حِينَ أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ، وَعِنْدَ إِحْلَالِهِ قَبْلَ أَنْ

۲۶۸۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگائی آپ کے احرام کے وقت جب آپ نے احرام کا ارادہ فرمایا اور حلال ہونے (احرام کھولنے) کے وقت (خوشبو لگائی)

٢٦٨٤_ أخرجه البخاري، الحج، باب من أهل ملبدًا، ح: ١٥٤٠، ومسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ح: ١١٨٤/ ٢١ من حديث عبدالله بن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٦٣.

٢٦٨٥_ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٠٦، والحميدي، ح: ٢١٥ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٦٤، وزاد الحميدي: "قال سالم: وسنة رسول الله ﷺ أحق أن تتبع". * سالم هو ابن عبدالله بن عمر، وحماد هو ابن زيد، ومن طريقه صححه ابن خزيمة: ٤/ ٣٠١، ح: ٢٩٣٤.

يُحِلَّ بِيَدَيَّ. پہلے اس سے کہ آپ مکمل حلال ہوں۔

فوائد ومسائل: ① "اپنے ہاتھوں سے۔" یعنی خوشبو اپنے ہاتھوں میں لگا کر وہ خوشبو آپ کے جسم اطہر پر لگا دی۔ ② احرام کے وقت خوشبو لگانے کا مطلب یہ ہے کہ احرام کے غسل کے بعد خوشبو لگائی جائے۔ پھر احرام کا لباس پہن لیا جائے۔ جمہور اہل علم اس کا یہی مفہوم بیان کرتے ہیں' تاہم اہل علم کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ احرام کے غسل سے قبل خوشبو لگائی جائے' پھر غسل کر کے احرام باندھا جائے۔ دلائل کی رو سے جمہور اہل علم کا موقف راجح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرۃ العقبیٰ' شرح سنن النسائي: ٢٣/٩٠-٩٣) ③ "حلال ہونے کے وقت۔" یعنی قربانی اور حجامت کے بعد کیونکہ اس وقت احرام ختم ہو جاتا ہے' لہٰذا خوشبو جائز ہے مگر طواف زیارت (جو اسی دن کیا جاتا ہے) کرنے سے پہلے جماع جائز نہیں۔ یہی مطلب ہے ان الفاظ کا: "پہلے اس سے کہ آپ مکمل حلال ہوں۔" کیونکہ مکمل حلال تو طواف زیارت کی ادائیگی کے بعد ہی ہوں گے۔ وضاحت آئندہ حدیث میں ہے۔

٢٦٨٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

٢٦٨٦- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگائی آپ کے احرام کے وقت احرام باندھنے سے پہلے اور آپ کے حلال ہونے (احرام کھولنے) کے وقت طواف زیارت کرنے سے پہلے۔

٢٦٨٧- أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ جَعْفَرٍ النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ

٢٦٨٧- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام کے وقت احرام باندھنے سے پہلے اور حلال ہونے کے وقت خوشبو لگائی۔

٢٦٨٦_ أخرجه البخاري، الحج، باب الطيب عند الإحرام وما يلبس إذا أراد . . . الخ، ح: ١٥٣٩، ومسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح: ١١٨٩/ ٣٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٢٨، والكبرى، ح: ٣٦٦٥.

٢٦٨٧_ أخرجه البخاري، اللباس، باب تطييب المرأة زوجها بيديها، ح: ٥٩٢٢ من حديث عبدالله بن نمير به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٦٦.

قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَلِحِلِّهِ حِينَ حَلَّ.

٢٦٨٨- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو عُبَيْدِ اللهِ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِحُرْمِهِ حِينَ أَحْرَمَ، وَلِحِلِّهِ بَعْدَ مَا رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

٢٦٨٨-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام کے وقت خوشبو لگائی جب آپ نے احرام باندھا۔ اور جب آپ جمرۂ عقبہ کو رمی کرنے کے بعد حلال ہوئے اس وقت بھی خوشبو لگائی اس سے پہلے کہ آپ بیت اللہ کا طواف فرمائیں۔

فائدہ: ''جمرۂ عقبہ کو رمی کرنے کے بعد'' بلکہ قربانی اور حجامت وغیرہ کے بعد، یعنی طواف زیارت سے پہلے خوشبو لگائی جیسا کہ روایت میں ہے۔ یہ چیزیں چونکہ عقلاً مفہوم ہیں لہٰذا ان کا ذکر نہیں فرمایا۔

٢٦٨٩- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُو عُمَيْرٍ عَنْ ضَمْرَةَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ لِإِحْلَالِهِ، وَطَيَّبْتُهُ لِإِحْرَامِهِ، طِيبًا لَا يُشْبِهُ طِيبَكُمْ هٰذَا تَعْنِي لَيْسَ لَهُ بَقَاءٌ.

٢٦٨٩-حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حلال ہوتے وقت خوشبو لگائی اور احرام باندھتے کے وقت بھی ایسی خوشبو لگائی جو تمھاری اس خوشبو کی طرح نہیں تھی، یعنی جو باقی نہیں رہتی۔

فائدہ: ''جو باقی نہیں رہتی۔'' یعنی تمھاری خوشبو سے وہ خوشبو بہت بڑھیا اور اعلیٰ تھی۔ تمھاری خوشبو تو باقی نہیں رہتی مگر آپ کی خوشبو تو دیر باقی رہتی تھی جیسا کہ آئندہ احادیث میں اس بات کا صراحتاً ذکر ہے۔ بعض لوگوں نے اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کی خوشبو لی ہے، یعنی آپ کی خوشبو باقی نہیں رہتی تھی۔ مگر یہ مفہوم آئندہ احادیث کے صریح الفاظ سے متصادم ہے۔ ویسے بھی یہ الفاظ: ''جو باقی نہیں رہتی'' کسی نچلے راوی کے ہیں، حضرت عائشہ ؓ کے نہیں۔ لفظ تعني اس پر دلالت کر رہا ہے۔ اور کسی نچلے راوی کے فہم کو صریح مرفوع روایات پر ترجیح نہیں دی جاسکتی۔ واللہ أعلم.

٢٦٨٨ـ أخرجه مسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح:١١٨٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٣٦٦٧.

٢٦٨٩ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهذا طرف منه، وهو في الكبرى، ح:٣٦٦٨.

٢٦٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: بِأَيِّ شَيْءٍ طَيَّبْتِ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: بِأَطْيَبِ الطِّيبِ عِنْدَ حِرْمِهِ وَحِلِّهِ.

۲۶۹۰-حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ ؓ سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کون سی خوشبو لگائی تھی؟ انھوں نے فرمایا: میں نے آپ کو سب سے بہترین خوشبو لگائی' احرام باندھنے کے وقت بھی اور حلال ہونے کے وقت بھی۔

٢٦٩١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عِنْدَ إِحْرَامِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ.

۲۶۹۱-حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام باندھنے کے وقت بہترین خوشبو لگایا کرتی تھی جو میرے پاس ہوتی تھی۔

٢٦٩٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ، لِحُرْمِهِ وَلِحِلِّهِ، وَحِينَ يُرِيدُ أَنْ يَزُورَ الْبَيْتَ.

۲۶۹۲-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام باندھنے کے وقت اور حلال ہونے کے وقت اور جب آپ بیت اللہ کا طواف زیارت کرنے چلے اپنے پاس موجود بہترین خوشبو لگائی۔

٢٦٩٣- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ:

۲۶۹۳-حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ میں

٢٦٩٠ـ أخرجه مسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح:٣٦/١١٨٩ من حديث سفيان بن عيينة، والبخاري، اللباس، باب ما يستحب من الطيب، ح:٥٩٢٨ من حديث عثمان بن عروة به، وهو في الكبرى، ح:٣٦٦٩.

٢٦٩١ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٣٦٧٠.

٢٦٩٢ـ [صحيح] تقدم، ح:٢٦٨٧، وهو في الكبرى، ح:٣٦٧١.

٢٦٩٣ـ أخرجه مسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح:١١٩١ عن يعقوب به، وهو في الكبرى، ح:٣٦٧٢.

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ بِطِيبٍ فِيهِ مِسْكٌ.

نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے احرام باندھنے سے قبل اور قربانی والے دن طواف بیت اللہ کرنے سے پہلے خوشبو لگائی جس میں کستوری شامل تھی۔

فوائد ومسائل: ① ”قربانی والے دن“ سے مراد ذوالحجہ کی دس تاریخ ہے۔ ② معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو لگائی جانے والی خوشبو اچھائی اچھی تھی جس کی مہک عرصہ دراز تک باقی رہتی تھی۔ کستوری بہترین خوشبو ہے۔ ③ کستوری پاک ہے۔

٢٦٩٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْوَلِيدِ - يَعْنِي الْعَدَنِيَّ - عَنْ سُفْيَانَ ، ح: وَأَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ - يَعْنِي الْأَزْرَقَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي رَأْسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ. وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ فِي حَدِيثِهِ: وَبِيصِ طِيبِ الْمِسْكِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

٢٦٩٤- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں جبکہ آپ حالت احرام میں ہیں۔ (استاد) احمد بن نصر کی حدیث میں ہے: رسول اللہ ﷺ کی مانگ میں (دوران احرام) کستوری کی خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔

٢٦٩٥- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ

٢٦٩٥- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ دوران

٢٦٩٤_ أخرجه مسلم: ١١٩٠/ ٤٥، انظر الحديث السابق من حديث سفيان الثوري، والبخاري، الغسل، باب من تطيب ثم اغتسل وبقي أثر الطيب، ح: ٢٧١ من حديث إبراهيم النخعي به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٧٣.

٢٦٩٥_ أخرجه البخاري، الحج، باب الطيب عند الإحرام . . . الخ، ١٥٣٨ من حديث سفيان الثوري، ومسلم، ح: ١١٩٠/ ٣٩ (انظر الحديث السابق) من حديث منصور به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٧٤.

قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: قَالَ لِي إِبْرَاهِيمُ: حَدَّثَنِي الْأَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ يُرَى وَبِيصُ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

احرام رسول اللہ ﷺ کی مانگ مبارک میں خوشبو کی چمک صاف نظر آتی تھی۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی خوشبو کے اثرات احرام کے دوران میں بھی محسوس ہوتے تھے اگرچہ وہ احرام سے قبل لگائی جاتی تھی۔ یہی بات صحیح ہے۔ مگر بعض حنفی اور مالکی حضرات نے اسے عوام الناس کے لیے جائز نہیں سمجھا کیونکہ خوشبو بھی جماع کے اسباب میں سے ہے اور احرام کے دوران میں جماع کے اسباب بھی منع ہیں۔ مگر شاید وہ اس بات کو نظر انداز کر گئے کہ یہ خوشبو احرام سے قبل کی ہے نہ کہ دوران احرام لگائی گئی۔ خوب صورتی بھی تو جماع کے اسباب سے ہے تو کیا احرام کے بعد خوب صورتی کا باقی رہنا گناہ ہے؟ ہاں احرام کے دوران میں زیب وزینت منع ہے۔ اسی طرح یہ مسئلہ ہے۔

(المعجم ٤٢) - مَوْضِعُ الطِّيبِ (التحفة ٤٢)

باب:۴۲-خوشبو لگانے کی جگہ

٢٦٩٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي رَأْسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۶۹۶-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ مجھے یوں لگتا ہے کہ میں جبکہ آپ احرام کی حالت میں ہیں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔

فوائد ومسائل: ① رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد وہ اس منظر کو بیان فرما رہی ہیں جو انھوں نے اپنے ذہن میں محفوظ کر لیا تھا اس لیے یہ پیرایۂ بیان اختیار فرمایا۔ ② "خوشبو کی چمک" گویا خوشبو کو کسی تیل وغیرہ میں شامل کر کے لگایا گیا ہوگا یا پھر کسی خوشبودار پھول کا تیل نکالا گیا ہوگا۔ وہ چمک اس تیل کی تھی جو مکمل طور پر زائل نہ ہوا تھا۔ ظاہر ہے خوشبو بھی آتی تھی۔ ③ ممکن ہے باب کا مقصد یہ ہو کہ ایسی جگہ خوشبو لگائی جائے جو کپڑوں کو نہ لگے یا مقصد یہ ہو کہ خوشبو بدن کو لگائی جائے کپڑوں کو نہیں۔

٢٦٩٦_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٧٥.

٢٦٩٧- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي أُصُولِ شَعْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٢٦٩٧- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے بالوں کی جڑوں میں خوشبو کی چمک دیکھا کرتی تھی جبکہ آپ محرم ہوتے تھے۔

فائدہ: رسول اللہ ﷺ یہ خوشبو احرام سے قبل لگاتے تھے۔ احرام کے بعد بھی اس کے کچھ اثرات باقی رہ جاتے تھے۔

٢٦٩٨- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ رَأْسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٢٦٩٨- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں جبکہ آپ احرام کی حالت میں ہیں۔

٢٦٩٩- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ - عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُ وَبِيصَ الطِّيبِ فِي رَأْسِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٢٦٩٩- حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھی جبکہ آپ احرام کی حالت میں تھے۔

٢٦٩٧- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٧٦.

٢٦٩٨- أخرجه البخاري، الغسل، باب من تطيب ثم اغتسل وبقي أثر الطيب، ح: ٢٧١، ومسلم، ح: ١١٩٠/ ٤٢ (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٦٩٠) من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٧٧.

٢٦٩٩- أخرجه مسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح: ١١٩٠/ ٤٠ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٧٨.

٢٧٠٠- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ يُهِلُّ.

۲۷۰۰-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی مانگ مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں جبکہ آپ لبیک پکار رہے تھے۔

٢٧٠١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ، وَقَالَ هَنَّادٌ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ، ادَّهَنَ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُهُ، حَتَّى أَرَى وَبِيصَهُ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ. تَابَعَهُ إِسْرَائِيلُ عَلَى هٰذَا الْكَلَامِ وَقَالَ: عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ.

۲۷۰۱-حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ' ہناد (راوی) نے (نبی ﷺ کے بجائے) کہا: رسول اللہ ﷺ' جب احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے تو اپنے پاس موجود بہترین خوشبو لگاتے حتی کہ میں اس کی چمک آپ کے سر اور ڈاڑھی مبارک میں دیکھا کرتی تھی۔

٢٧٠٢- أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ بِأَطْيَبِ مَا كُنْتُ

۲۷۰۲-حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو احرام سے قبل اپنے پاس موجود بہترین خوشبو لگاتی تھی حتی کہ میں اس خوشبو کی چمک آپ کے سر اور ڈاڑھی مبارک میں دیکھتی تھی۔

٢٧٠٠_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٧٩.

٢٧٠١_ [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ٢٣٦ من طريق زكريا عن أبي إسحاق السبيعي به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٨٠، وللحديث طرق كثيرة جدًا.

٢٧٠٢_ أخرجه البخاري، اللباس، باب الطيب في الرأس واللحية، ح: ٥٩٢٣ من حديث إسرائيل، ومسلم، الحج، باب الطيب للمحرم عند الإحرام، ح: ١١٩٠/ ٤٤ من حديث أبي إسحاق السبيعي به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٨١.

أَجِدُ مِنَ الطِّيبِ، حَتّٰى أَرٰى وَبِيصَ الطِّيبِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کو خوشبو تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی لگاتی تھیں مگر حدیث نمبر ۲۷۰۱ میں مجازاً نسبت آپ کی طرف کر دی ہے۔ یہ بھی بلاغت کلام کا ایک انداز ہے۔

٢٧٠٣- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُ وَبِيصَ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ثَلَاثٍ.

۲۷۰۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ تحقیق میں نے (احرام باندھنے سے) تین دن بعد رسول اللہ ﷺ کی مانگ مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھی۔

٢٧٠٤- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَرٰى وَبِيصَ الطِّيبِ فِي مَفْرِقِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ثَلَاثٍ.

۲۷۰۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں (احرام باندھنے سے) تین دن بعد بھی رسول اللہ ﷺ کی مانگ مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھا کرتی تھی۔

٢٧٠٥- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ، فَقَالَ: لَأَنْ أَطَّلِيَ بِالْقَطِرَانِ

۲۷۰۵- حضرت محمد بن منتشر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے احرام باندھتے وقت خوشبو لگانے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: اس سے تو اچھا یہ ہے کہ میں گندھک مل لوں۔ میں نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کی تو وہ

٢٧٠٣- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/٤١، والحميدي، ح: ٢١٧ عن سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، والحديث في الكبرى، ح: ٣٦٨٢، وله شواهد كثيرة جدًا، منها الحديث الآتي.

٢٧٠٤- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب الطيب عند الإحرام، ح: ٢٩٢٨ من حديث شريك القاضي به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٨٣.

٢٧٠٥- [صحيح] تقدم، ح: ٤١٧، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٨٤.

أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ: يَرْحَمُ اللهُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، لَقَدْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَيَطُوفُ فِي نِسَائِهِ، ثُمَّ يُصْبِحُ يَنْضَحُ طِيبًا.

فرمانے لگیں: اللہ تعالیٰ ابو عبدالرحمٰن (ابن عمر رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے! میں رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگایا کرتی تھی‘ پھر آپ اپنی بیویوں کے پاس جاتے‘ پھر صبح ہوتی جبکہ آپ سے خوشبو کی مہک آ رہی ہوتی تھی (اور آپ صبح کو احرام باندھتے)۔

٢٧٠٦- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيعٍ، عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: لَأَنْ أُصْبِحَ مُطَّلِيًا بِقَطِرَانٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصْبِحَ مُحْرِمًا أَنْضَحُ طِيبًا، فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِهِ، فَقَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَطَافَ فِي نِسَائِهِ، ثُمَّ أَصْبَحَ مُحْرِمًا.

٢٧٠٦- حضرت محمد بن منتشر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں گندھک مل لوں تو زیادہ اچھا ہے بجائے اس کے کہ مجھ سے احرام کی حالت میں خوشبو کی مہک آئے۔ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور انھیں یہ بات بتائی تو انھوں نے فرمایا: میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگائی۔ آپ اپنی بیویوں کے پاس گئے‘ پھر آپ نے احرام باندھا (اور آپ سے مہک آتی تھی)۔

فائدہ: چونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو اس حدیث کا علم نہیں تھا‘ اس لیے وہ اس کے قائل نہیں تھے۔ بسا اوقات جلیل القدر صحابہ کسی مسئلے سے ناواقف ہوتے ہیں‘ مثلاً: حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عمر، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم‘ ان کے علاوہ بھی بعض صحابہ سے ایسی مثالیں ملتی ہیں‘ لہٰذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾ (یوسف ١٢:٧٦)

(المعجم ٤٣) - اَلزَّعْفَرَانُ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ٤٣)

باب: ٤٣- محرم کے لیے زعفران لگانا؟

٢٧٠٧- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٢٧٠٧- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

٢٧٠٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٤١٧، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٨٥.

٢٧٠٧ـ أخرجه مسلم، اللباس، باب نهي الرجل عن التزعفر، ح: ٢١٠١ من حديث إسماعيل ابن علية، والبخاري، اللباس، باب النهي عن التزعفر للرجال، ح: ٥٨٤٦ من حديث عبدالعزيز بن صهيب به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٨٦.

عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ.

رسول اللہ ﷺ نے مرد کو زعفران لگانے سے منع فرمایا۔

فائدہ: چونکہ زعفران خوشبو کے ساتھ ساتھ رنگ بھی ہے اور مرد کے لیے رنگ والی چیز بطور زینت لگانا درست نہیں' لہٰذا مرد کے لیے کسی بھی حال میں زعفران استعمال کرنا درست نہیں۔ احرام میں تو بدرجۂ اولیٰ منع ہوگا۔ اسی طرح زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہننا بھی مرد کے لیے ہر حال میں منع ہیں۔ احرام میں بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہوں گے۔ اس بارے میں صریح روایات پیچھے گزر چکی ہیں۔

٢٧٠٨- أَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بَقِيَّةَ، عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ التَّزَعْفُرِ.

٢٧٠٨- حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مرد کو) زعفران لگانے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: عورت احرام کے علاوہ زعفران لگا سکتی ہے، جسم کو بھی اور کپڑوں کو بھی۔ احرام کی حالت میں اس کے لیے بھی منع ہے کیونکہ یہ خوشبو ہے اور احرام کی حالت میں مرد اور عورت دونوں کے لیے خوشبو کا استعمال منع ہے۔

٢٧٠٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنِ التَّزَعْفُرِ. قَالَ حَمَّادٌ: يَعْنِي لِلرِّجَالِ.

٢٧٠٩- حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زعفران لگانے سے منع فرمایا ہے۔ حماد راوی کہتے ہیں: یعنی مردوں کو۔

(المعجم ٤٤) - فِي الْخَلُوقِ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ٤٤)

باب: ٤٤- محرم کے لیے خلوق لگانا؟

٢٧١٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

٢٧١٠- حضرت یعلیٰ ؓ سے روایت ہے کہ ایک

٢٧٠٨_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٨٧.

٢٧٠٩_أخرجه مسلم، ح: ٢١٠١ عن قتيبة به (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٧٠٨)، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٨٨.

٢٧١٠_[إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٦٦٩، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٨٩.

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَقَدْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَعَلَيْهِ مُقَطَّعَاتٌ، وَهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِخَلُوقٍ، فَقَالَ: أَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ، فَمَا أَصْنَعُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ؟» قَالَ: كُنْتُ أَتَّقِي هٰذَا وَأَغْسِلُهُ، فَقَالَ: «مَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجِّكَ، فَاصْنَعْهُ فِي عُمْرَتِكَ».

آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے عمرے کا احرام باندھ رکھا تھا لیکن اس نے سلے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور خلوق (خوشبو) لگا رکھی تھی۔ اس نے آپ سے کہا: میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے تو میں کیا کروں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تو حج میں کیا کرتا تھا؟“ اس نے کہا: میں اس (سلے ہوئے کپڑے) سے بچتا تھا اور اس (خوشبو) کو دھو دیا کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”جو تو حج میں کرتا تھا‘ وہی عمرے میں کر۔“

فوائد و مسائل: ① اس شخص کا خیال تھا کہ یہ پابندیاں صرف حج میں ہیں‘ عمرے میں نہیں کیونکہ یہ اس کے مقابلے میں کم مرتبے والا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دونوں کے احرام میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں میں پابندیاں ایک جیسی ہیں۔ احرام‘ حج اور عمرہ وغیرہ شریعت اسلامیہ سے پہلے بھی عرب میں رائج تھے۔ اور یہ پابندیاں بھی معروف تھیں اور یہ سابقہ انبیاء ﷺ کی تعلیمات تھیں۔ ② ”خلوق“ یہ بھی ایک رنگ دار خوشبو ہے زعفران کی طرح‘ لہٰذا اس کا حکم ہر لحاظ سے زعفران کی طرح ہے‘ یعنی مردوں کے لیے ہر حال میں منع ہے اور عورتوں کے لیے صرف احرام میں ممنوع ہے۔ اس کے علاوہ جائز ہے۔ ③ ”وہی عمرے میں کر“ یہاں حج اور عمرے کے افعال مراد نہیں بلکہ صرف احرام مراد ہے‘ یعنی دونوں کا احرام ایک جیسا ہوتا ہے۔ ④ چونکہ وہ شخص شرعی احکام سے ناواقف تھا‘ اس لیے اسے معذور تصور فرمایا۔ اب بھی کسی سے لاعلمی کی بنا پر اس قسم کی کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو ان شاء اللہ معذور ہوگا۔ واللہ اعلم۔

٢٧١١- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَى رَسُولَ اللهِ ﷺ رَجُلٌ وَهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ، وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ، وَهُوَ

٢٧١١- حضرت یعلیٰ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا جبکہ آپ جِعِرّانہ میں تشریف فرما تھے۔ اس آدمی نے جبہ پہنا ہوا تھا اور اپنی ڈاڑھی اور سر کو زرد رنگ کی خوشبو لگا رکھی تھی۔ وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے اور میری حالت آپ دیکھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

٢٧١١- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٦٦٩، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٩٠.

مُصَفِّرٌ لِحْيَتَهُ وَرَأْسَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ، وَأَنَا كَمَا تَرَى، فَقَالَ: «اِنْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ، وَاغْسِلْ عَنْكَ الصُّفْرَةَ، وَمَا كُنْتَ صَانِعًا فِي حَجَّتِكَ، فَاصْنَعْهُ فِي عُمْرَتِكَ».

"جبہ اتار دے اور رنگ دار خوشبو دھو دے اور جس طرح تو حج (کے احرام) میں کرتا تھا اسی طرح عمرے (کے احرام) میں کر۔"

فائدہ: جبہ بھی قمیص ہی کی ایک صورت ہے۔ یہ بھی سلا ہوا ہوتا ہے لہٰذا محرم کے لیے منع ہے۔

(المعجم ٤٥) - اَلْكُحْلُ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ٤٥)

باب: ۴۵-محرم کے لیے سرمہ لگانا؟

٢٧١٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمُحْرِمِ إِذَا اشْتَكَى رَأْسَهُ وَعَيْنَيْهِ: «أَنْ يُضَمِّدَهُمَا بِصَبِرٍ».

۲۷۱۲-حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محرم کے بارے میں فرمایا: "جب اسے سر یا آنکھوں میں تکلیف ہو تو اپنی آنکھوں پر ایلوے کا لیپ کرے۔"

فائدہ: "لیپ کرے" یعنی سرمہ ڈالنے کے بجائے ایلوے کا لیپ کرے کیونکہ سرمہ رنگ والی زینت ہے اور احرام میں ہر قسم کی زینت منع ہے۔ ایلوے کے لیپ سے تکلیف دور ہو جائے گی اور زینت سے بھی بچت ہو جائے گی۔

(المعجم ٤٦) - اَلْكَرَاهِيَةُ فِي الثِّيَابِ الْمُصَبَّغَةِ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ٤٦)

باب: ۴۶-محرم کے لیے رنگ دار کپڑے پہننے کی ممانعت

٢٧١٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى

۲۷۱۳-حضرت محمد (باقر) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ

٢٧١٢_أخرجه مسلم، الحج، باب جواز مداواة المحرم عينيه، ح:١٢٠٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٦٩١.

٢٧١٣_أخرجه مسلم، الحج، باب حجة النبي ﷺ، ح:١٢١٨ من حديث جعفر الصادق به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٦٩٢.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرًا فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ أَسُقِ الْهَدْيَ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً، فَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُحْلِلْ، وَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً». وَقَدِمَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنَ الْيَمَنِ بِهَدْيٍ، وَسَاقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ هَدْيًا، وَإِذَا فَاطِمَةُ قَدْ لَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَاكْتَحَلَتْ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ مُحَرِّشًا أَسْتَفْتِي رَسُولَ اللهِ ﷺ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ فَاطِمَةَ لَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَاكْتَحَلَتْ، وَقَالَتْ: أَمَرَنِي بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «صَدَقَتْ، صَدَقَتْ، صَدَقَتْ، أَنَا أَمَرْتُهَا».

ہم حضرت جابر ؓ کے پاس حاضر ہوئے اور ہم نے ان سے نبی ﷺ کے حج (حجۃ الوداع) کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”اگر مجھے اس بات کا پہلے پتا چل جاتا جس کا بعد میں پتا چلا ہے تو میں قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا اور حج کے بجائے عمرے کا احرام باندھتا‘ لہٰذا جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں‘ وہ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل لے۔“ حضرت علی ؓ بھی یمن سے قربانی کے جانور لے کر آئے تھے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے قربانی کے جانور لائے تھے۔ حضرت فاطمہ ؓ نے رنگ دار کپڑے پہنے ہوئے تھے اور سرمہ لگا رکھا تھا۔ حضرت علی ؓ نے فرمایا: میں بھڑکانے (غصہ دلانے) کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس مسئلہ پوچھنے گیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! فاطمہ نے رنگ دار کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور سرمہ لگا رکھا ہے اور وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ان کاموں کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”اس نے سچ کہا۔ وہ سچ کہتی ہے۔ وہ سچی ہے۔ میں ہی نے اسے حکم دیا ہے۔“

فوائد ومسائل: ① ”اگر مجھے پہلے پتا چل جاتا“ روایت کا ابتدائی حصہ حذف ہے۔ دراصل حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ اور صحابۂ کرام ؓ نے حج ہی کا احرام باندھا تھا‘ مگر پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آ گیا کہ حج کے دنوں میں عمرہ بھی کیا جائے۔ دور جاہلیت میں لوگ حج کے دنوں میں عمرہ کرنے کو بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے۔ آپ نے اعلان عام فرمایا کہ جن لوگوں کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں‘ وہ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل لیں اور عمرہ کر کے حلال ہو جائیں۔ حج کے لیے بعد میں نیا احرام باندھیں۔ قربانی کے جانور ساتھ لانے والے چونکہ قربانی ذبح ہونے سے پہلے حلال نہیں ہو سکتے تھے‘ اس لیے انھیں ہدایت کی گئی کہ وہ عمرہ تو کریں مگر حج کا احرام قائم رکھیں اور قربانی ذبح ہونے کے بعد حلال ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی قربانی کے جانور تھے‘ لہٰذا آپ عمرہ کر کے حلال نہ ہوئے۔ دوسرے لوگوں کے لیے جن کے پاس قربانیاں نہیں تھیں‘

عمرے کے بعد حلال ہونا بڑا شاق تھا کیونکہ ان کی اصل نیت حج کی تھی۔ حج کے دن بھی قریب تھے۔ صرف تین دن کا فاصلہ تھا، لہٰذا انھیں درمیان میں حلال ہونا پسند نہ تھا۔ اسی لیے آپ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ ④ "جو بعد میں پتا چلا۔" یعنی عمرے کا حکم۔ ③ حضرت فاطمہ ؓ کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے، لہٰذا وہ عمرہ کر کے حلال ہو گئیں۔ انھوں نے رنگ دار کپڑے پہنے اور سرمہ لگایا۔ حضرت علی ؓ کے ساتھ چونکہ قربانی کے جانور تھے، لہٰذا وہ حلال نہ ہوئے، اس لیے انھیں اشکال پیدا ہوا۔ ④ امام نسائی ؒ کا استدلال یہ ہے کہ اگر احرام کی حالت میں رنگ دار کپڑے درست ہوتے یا سرمہ لگانا جائز ہوتا تو حضرت علی ؓ اعتراض کیوں کرتے؟ معلوم ہوا احرام کی حالت میں رنگ دار کپڑے یا سرمہ جائز نہیں، البتہ رنگ دار کپڑوں سے مراد وہ ہیں جنھیں بعد میں رنگا گیا ہو یا زعفران وغیرہ سے رنگے ہوں، ورنہ پہلے سے رنگ والے کپڑے عورت احرام میں استعمال کر سکتی ہے۔ ان کپڑوں کی کراہت کی وجہ زینت یا خوشبو ہے۔ ⑤ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی دینی نقصان پر اظہار افسوس کرتے ہوئے کلمۂ "لَو" کہنا جائز ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں جو ممانعت وارد ہے وہ دنیاوی امور کے متعلق ہے۔ ⑥ اپنے اہل خانہ اور بال بچوں کی خوب نگرانی کرنی چاہیے اور خیال رکھنا چاہیے کہ کہیں وہ کسی خلاف شرع کام کے مرتکب تو نہیں ہو رہے۔ ⑦ اگر ممکن ہو تو قربانی کے جانور دور دراز علاقے سے لائے جا سکتے ہیں۔ یہ مشروع ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

(المعجم ٤٧) - تَخْمِيرُ الْمُحْرِمِ وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ (التحفة ٤٧)

باب: ٤٧- محرم (مرد) کے لیے اپنا چہرہ اور سر ڈھانپنا (درست نہیں)

٢٧١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا بِشْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَأَقْعَصَتْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَيُكَفَّنُ فِي ثَوْبَيْنِ خَارِجًا رَأْسُهُ وَوَجْهُهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ

٢٧١٤- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی (احرام کی حالت میں) اپنی سواری سے گر پڑا۔ اس (سواری) نے اسے فوراً مار ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے (احرام والے) دو کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ سر اور چہرہ ننگا رہے کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔"

٢٧١٤- أخرجه مسلم، الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، ح:١٢٠٦/١٠١ عن محمد بن بشار، والبخاري، الجنائز، باب: كيف يكفن المحرم؟ ح:١٢٦٧ من حديث أبي بشر جعفر بن أبي وحشية به، وهو في الكبرى، ح:٣٦٩٣.

الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا».

فوائد ومسائل: ① مرد کو احرام کی حالت میں چہرہ ننگا رکھنا چاہیے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۶۷۳۔ ② روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم فوت ہو جائے تو اس کی احرام والی حالت قائم رکھی جائے۔ اسے پاکفن کو خوشبو نہ لگائی جائے۔ سر اور چہرہ ننگا رکھا جائے۔ وہ قیامت کے دن بھی احرام کی حالت میں اٹھے گا۔ مگر احناف اسے ہر محرم کے لیے درست نہیں سمجھتے کیونکہ موت سے اعمال ختم ہو جاتے ہیں' احرام کیسے باقی رہ گیا؟ لیکن یہ صریح فرمان نبوی کے مقابلے میں قیاس ہے جو بہت بری بات ہے' نیز میت کا ایمان باقی رہ سکتا ہے تو احرام کیوں نہیں؟ احناف اس حکم کو صرف اس شخص کے ساتھ خاص رکھتے ہیں کہ اس کے بارے میں خاص وحی آئی ہو گی۔ مگر یہ بات بلا دلیل ہے۔ ''ہوگا، ہوگی'' سے کوئی مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ حدیث کے آخری الفاظ: ''وہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا'' بھی اس حکم کو عام کرتے ہیں کیونکہ لبیک کہنا اس شخص کے ساتھ خاص نہیں تھا۔ پھر دیگر احادیث بھی دلالت کرتی ہیں کہ کوئی شخص جس حالت میں فوت ہوگا' اسی حالت میں اٹھے گا' مثلاً: شہید اور خودکشی کرنے والا وغیرہ۔ ③ اس روایت میں سر کے ساتھ چہرہ ننگا رکھنے کا بھی حکم ہے جس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ احرام کی حالت میں چہرہ ننگا رکھنا مرد کے لیے ضروری ہے' مگر امام شافعی کا خیال ہے کہ چہرہ ننگا رکھنا صرف سر ننگا رکھنے کے لیے ہے ورنہ احرام میں مرد کے لیے چہرہ ننگا رکھنا ضروری نہیں۔ بہر صورت احتیاط یہی ہے کہ چہرہ بھی ننگا رکھا جائے۔ اہل ظاہر اس مسئلے میں امام شافعی رحمہ اللہ کے ساتھ ہیں مگر میت محرم کی صورت میں چہرہ ننگا رکھنے کے قائل ہیں۔

٢٧١٥- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّفَّارُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ - يَعْنِي الْحَفَرِيَّ - عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَاتَ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثِيَابِهِ، وَلَا تُخَمِّرُوا وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا».

۲۷۱۵- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک (محرم) آدمی فوت ہو گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کے (احرام کے) کپڑوں ہی میں اسے کفنا دو۔ اور اس کے چہرے اور سر کو نہ ڈھانپو۔ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔''

٢٧١٥ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٩٤، وأخرجه مسلم، ح: ٩٨/١٢٠٦ من حديث سفيان الثوري، والبخاري، ح: ١٢٦٨ من حديث عمرو بن دينار به.

(المعجم ٤٨) - إِفْرَادُ الْحَجِّ (التحفة ٤٨)

باب:۴۸- صرف حج کا احرام باندھنا

٢٧١٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَفْرَدَ الْحَجَّ.

۲۷۱۶- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف حج کا احرام باندھا تھا۔

فائدہ: احرام کی تین صورتیں ہیں: ① صرف حج کا احرام۔ ② صرف عمرے کا احرام۔ ③ عمرے اور حج دونوں کا بیک وقت احرام۔ پہلی صورت کو افراد' دوسری کو (اگر اس کے بعد الگ احرام سے حج بھی کیا جائے تو) تمتع اور تیسری صورت کو قران کہتے ہیں۔ (اور اگر دوسری صورت میں صرف عمرہ ہی کیا جائے بعد میں حج نہ کیا جائے تو یہ بھی افراد ہی ہے مگر یہ افراد بالعمرہ ہے۔) رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اس بات پر تو اتفاق ہے کہ آپ نے فرضیت حج کے بعد صرف ایک ہی حج کیا تھا' البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ آپ نے صرف حج کیا یا حج اور عمرہ دونوں اکٹھے کیے۔ صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے حج اور عمرہ دونوں اکٹھے کیے ہیں جیسا کہ بہت سی احادیث سے مفہوم اخذ ہوتا ہے' لیکن مذکورہ روایت میں ہے کہ آپ نے صرف حج کیا یا صرف حج کا احرام باندھا۔ تطبیق یوں ہے کہ ابتدا میں نبی ﷺ نے صرف حج کا احرام باندھا تھا' بعد میں عمرے کا حکم نازل ہوا تو آپ نے حج کے احرام میں عمرے کو بھی داخل فرما لیا لیکن چونکہ آپ کے ساتھ قربانی کے جانور تھے' لہٰذا آپ عمرے کے بعد حلال نہ ہوئے بلکہ حج کے بعد ہی حلال ہوئے' لہٰذا آپ کے عمرہ کرنے کا پتا نہیں چلا۔ جن لوگوں نے آپ کو آخر وقت میں لبیک پکارتے سنا' انھیں پتا چل گیا کہ آپ حج کے ساتھ عمرے کی لبیک بھی پکار رہے ہیں۔ جنھوں نے صرف اول وقت میں لبیک پکارتے سنا' انھوں نے کہا کہ آپ نے صرف حج کیا۔

٢٧١٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ

۲۷۱۷- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صرف حج کی لبیک کہی۔

٢٧١٦ـ أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران ... الخ، ح: ١٢١١/ ١٢٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٣٥، والكبرى، ح: ٣٦٩٥.

٢٧١٧ـ أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج ... الخ، ح: ١٥٦٢، ومسلم، ح: ١٢١١/ ١١٨ (انظر الحديث السابق) من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٣٥، والكبرى، ح: ٣٦٩٦. * محمد بن عبدالرحمٰن هو محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل.

عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْحَجِّ.

٢٧١٨- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُوَافِينَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يُهِلَّ بِحَجٍّ فَلْيُهِلَّ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يُهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ».

۲۷۱۸- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذوالحجہ کا چاند طلوع ہونے سے چند دن قبل (حج کو) نکلے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو شخص صرف حج کا احرام باندھنا چاہے وہ حج کا احرام باندھے اور جو عمرے کا احرام باندھنا چاہے وہ عمرے کا احرام باندھے۔“

فائدہ: ابتدا میں تو ایسے ہی تھا کہ حج اور عمرے کے احرام میں اختیار تھا۔ بعد میں آپ نے وحی کی بنا پر عمرہ لازم فرما دیا کہ جن لوگوں نے صرف حج کا احرام باندھ رکھا ہے اگر ان کے پاس قربانی کا جانور نہیں تو حج کا احرام عمرے سے بدل کر عمرہ کرنے کے بعد حلال ہو جائیں اور جن کے ساتھ قربانی کے جانور ہیں وہ حج کے ساتھ عمرہ بھی داخل کر لیں لیکن عمرہ کرنے کے بعد حلال نہ ہوں۔

٢٧١٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الطَّبَرَانِيُّ أَبُو بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا نَرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ.

۲۷۱۹- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو ہمارا ارادہ یہی تھا کہ یہ صرف حج ہے۔

٢٧١٨- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في إفراد الحج، ح:١٧٧٨ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح:٣٦٩٨، وهو متفق عليه، البخاري، ح:٣١٧، ومسلم، ح:١٢١١/ ١١٥-١١٧ من حديث هشام بن عروة به مطولاً.

٢٧١٩- أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج ... الخ، ح:١٥٦١، ومسلم، ح:١٢١١/ ١٢٨ (انظر الحديث المتقدم، ح:٢٧١٨) من حديث منصور، ومسلم، ح:١٢١١/ ١٢٩ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرى، ح:٣٦٩٧.

فائدہ: یہ اکثریت کی بات ہے ورنہ بعض صحابہ کا احرام تو شروع ہی سے عمرے کا تھا جیسا کہ روایت: ۲۷۱۸ میں ہے' نیز یہ بات ابتدا کی ہے' بعد میں عمرے کا حکم آیا تو صورت حال بدل گئی۔ وضاحت اوپر گزر چکی ہے۔

(المعجم ٤٩) - اَلْقِرَانُ (التحفة ٤٩)

باب: ۴۹- عمرے اور حج کا اکٹھا احرام باندھنا

٢٧٢٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ الصُّبَيُّ بْنُ مَعْبَدٍ: كُنْتُ أَعْرَابِيًّا نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمْتُ، فَكُنْتُ حَرِيصًا عَلَى الْجِهَادِ، فَوَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ، فَأَتَيْتُ رَجُلًا مِنْ عَشِيرَتِي يُقَالُ لَهُ: هُرَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: اِجْمَعْهُمَا، ثُمَّ اذْبَحْ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَأَهْلَلْتُ بِهِمَا، فَلَمَّا أَتَيْنَا الْعُذَيْبَ، لَقِيَنِي سَلْمَانُ بْنُ رَبِيعَةَ وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ وَأَنَا أُهِلُّ بِهِمَا، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: مَا هٰذَا بِأَفْقَهَ مِنْ بَعِيرِهِ، فَأَتَيْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِنِّي أَسْلَمْتُ وَأَنَا حَرِيصٌ عَلَى الْجِهَادِ، وَإِنِّي وَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ، فَأَتَيْتُ هُرَيْمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَقُلْتُ: يَا هَنَّاهُ! إِنِّي وَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوبَيْنِ عَلَيَّ، فَقَالَ: اِجْمَعْهُمَا، ثُمَّ اذْبَحْ مَا

۲۷۲۰- حضرت صبی بن معبد بیان کرتے ہیں کہ میں اعرابی اور عیسائی تھا' پھر میں مسلمان ہو گیا۔ مجھے جہاد کا بہت شوق تھا۔ لیکن مجھے پتا چلا کہ مجھ پر تو حج اور عمرہ فرض ہیں۔ میں اپنے قبیلے کے ایک آدمی کے پاس آیا جن کا نام ہریم بن عبداللہ تھا۔ میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: دونوں بیک وقت کر لو پھر قربانی کا جو جانور میسر ہو ذبح کر دینا۔ میں نے دونوں کا احرام باندھ لیا۔ جب ہم عذیب مقام پر پہنچے تو مجھے حضرت سلمان بن ربیعہ اور حضرت زید بن صوحان ملے۔ میں حج اور عمرے کی لبیک کہہ رہا تھا تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ شخص تو اپنے اونٹ سے زیادہ سمجھ دار معلوم نہیں ہوتا۔ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: اے امیر المومنین! میں نے اسلام قبول کیا ہے۔ مجھے جہاد کا بہت شوق ہے لیکن میں نے حج اور عمرہ اپنے آپ پر فرض پایا ہے۔ میں ہریم بن عبداللہ کے پاس گیا۔ میں نے کہا: اے وہ (ہریم)! میں نے اپنے آپ پر حج اور عمرہ دونوں کو فرض پایا ہے (تو میں کیا کروں)؟ انھوں نے کہا: دونوں کا

٢٧٢٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في الإقران، ح: ١٧٩٨، ١٧٩٩ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرى، ح: ٣٦٩٩، وصححه الدارقطني (العلل الواردة، ح: ٢/١٦٦)، وابن حبان، ح: ٩٨٥، ٩٨٦. ★ وأبووائل هو شقيق بن سلمة، ومن طريقه أخرجه ابن ماجه: ٢٩٧٠.

اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَأَهْلَلْتُ بِهِمَا، فَلَمَّا أَتَيْتُ الْعُذَيْبَ، لَقِيَنِي سَلْمَانُ بْنُ رَبِيعَةَ وَزَيْدُ بْنُ صُوحَانَ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ: مَا هٰذَا بِأَفْقَهَ مِنْ بَعِيرِهِ، فَقَالَ عُمَرُ: هُدِيتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ ﷺ.

احرام اکٹھا باندھ لو پھر جو قربانی میسر ہو ذبح کر دینا۔ میں نے دونوں کا احرام باندھ لیا۔ جب میں عذیب مقام پر پہنچا تو مجھے حضرت سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان ملے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: یہ اپنے اونٹ سے زیادہ سمجھ دار نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمھیں تمھارے نبی ﷺ کی سنت کی توفیق ملی ہے۔

فوائد و مسائل: ① ”حج اور عمرہ فرض ہیں“ شاید انھوں نے یہ بات ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ (البقرہ ۲:۱۹۶) سے اخذ کی ہو یا شاید کسی نے انھیں فتویٰ دیا ہو۔ ② ”جانور ذبح کر دینا“ کیونکہ حج کے ساتھ عمرہ کیا جائے تو ایک جانور ذبح کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ ③ ”اونٹ سے زیادہ سمجھ دار نہیں“ کیونکہ وہ لوگ حج اور عمرے کو اکٹھا کرنا صحیح نہیں سمجھتے تھے۔ انھیں علم نہیں تھا۔ ④ ”سنت کی توفیق ملی ہے“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف تمتع سے روکتے تھے، قران سے نہیں۔ گویا وہ عمرے اور حج کے دوران میں حلال ہونے کو جائز نہیں سمجھتے تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ درمیان میں حلال نہیں ہوئے تھے۔ ⑤ مسئلے کا علم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ لینا چاہیے۔

٢٧٢١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ شَقِيقٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا الصُّبَيُّ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ: فَأَتَيْتُ عُمَرَ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ إِلَّا قَوْلَهُ: يَا هَنَّاهُ!.

۲۷۲۱- حضرت صبی نے (مذکورہ بالا) کے مثل حدیث بیان کی۔ کہا: پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا‘ پھر پورا قصہ (واقعہ) بیان کیا لیکن یَا هَنَّاهُ! ”اے وہ ہر یم!“ کے الفاظ بیان نہیں کیے۔

٢٧٢٢- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ - يَعْنِي ابْنَ إِسْحَاقَ - قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، ح: وَأَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ

۲۷۲۲- حضرت شقیق بن سلمہ ابو وائل سے روایت ہے کہ بنو تغلب کے ایک شخص جنھیں صبی بن معبد کہا جاتا تھا اور وہ پہلے عیسائی تھے‘ پھر وہ مسلمان ہو گئے‘ اپنے پہلے حج کو آئے تو انھوں نے حج اور عمرے کی بیک وقت لبیک کہی۔ وہ اسی طرح دونوں کی بیک وقت لبیک کہتے

٢٧٢١ـ [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٠٠.
٢٧٢٢ـ [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٠١.

عَنْ مُجَاهِدٍ، وَغَيْرِهِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ يُقَالُ لَهُ: شَقِيقُ بْنُ سَلَمَةَ أَبُو وَائِلٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي تَغْلِبَ يُقَالُ لَهُ: الصُّبَيُّ ابْنُ مَعْبَدٍ وَكَانَ نَصْرَانِيًّا فَأَسْلَمَ، فَأَقْبَلَ فِي أَوَّلِ مَا حَجَّ فَلَبَّى بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ جَمِيعًا، فَهُوَ كَذٰلِكَ يُلَبِّي بِهِمَا جَمِيعًا، فَمَرَّ عَلَى سَلْمَانَ بْنِ رَبِيعَةَ وَزَيْدِ بْنِ صُوحَانَ، قَالَ أَحَدُهُمَا: لَأَنْتَ أَضَلُّ مِنْ جَمَلِكَ هٰذَا، فَقَالَ الصُّبَيُّ: فَلَمْ يَزَلْ فِي نَفْسِي حَتَّى لَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: هُدِيتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ ﷺ قَالَ شَقِيقٌ: فَكُنْتُ أَخْتَلِفُ أَنَا وَمَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ إِلَى الصُّبَيِّ بْنِ مَعْبَدٍ نَسْتَذْكِرُهُ، فَلَقَدِ اخْتَلَفْنَا إِلَيْهِ مِرَارًا أَنَا وَمَسْرُوقُ بْنُ الْأَجْدَعِ.

جا رہے تھے کہ ان کا گزر سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان کے قریب سے ہوا تو ان میں سے ایک نے کہا: تو تو اپنے اس اونٹ سے بھی کم عقل ہے۔ حضرت صبی نے کہا: مجھے اس بات سے بہت پریشانی ہوئی حتی کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے یہ ساری بات ان کے گوش گزار کی۔ وہ فرمانے لگے: تمھیں تمھارے نبی ﷺ کی سنت مطہرہ کی توفیق ملی ہے۔ حضرت شقیق نے کہا: میں اور حضرت مسروق بن اجدع حضرت صبی بن معبد کے پاس بکثرت آتے جاتے تھے اور ان سے یہ واقعہ سنانے کی گزارش کرتے تھے۔

فائدہ: حج اور عمرے کی بیک وقت لبیک یوں ہوگی: لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَّ عُمْرَةٍ.

٢٧٢٣- أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى - وَهُوَ ابْنُ يُونُسَ - قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُثْمَانَ فَسَمِعَ عَلِيًّا يُلَبِّي بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ، فَقَالَ: أَلَمْ تَكُنْ تُنْهٰى

٢٧٢٣- حضرت مروان بن حکم سے روایت ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حج اور عمرے کی اکٹھی لبیک کہتے سنا۔ حضرت عثمان فرمانے لگے: کیا آپ کو علم نہیں کہ اس سے روکا گیا ہے؟ حضرت علی فرمانے لگے: یقیناً علم ہے مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں کی اکٹھی لبیک

٢٧٢٣- أخرجه البخاري، ح: ١٥٦٣ (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٧١٨) من حديث علي بن حسين به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٠٢، ووقع في بعض النسخ: "الأشعث" بدل "الأعمش" وهو خطأ.

عَنْ هٰذَا؟ قَالَ: بَلٰى، وَلٰكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُلَبِّي بِهِمَا جَمِيعًا، فَلَمْ أَدَعْ قَوْلَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِقَوْلِكَ.

کہتے سنا ہے۔ میں تمھارے حکم کی وجہ سے نبی ﷺ کا فرمان نہیں چھوڑ سکتا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح حج وعمرہ اکٹھا کرنے سے روکتے تھے کیونکہ وہ حج افراد کو افضل سمجھتے تھے اور اسی بنا پر اس کا حکم بھی دیتے تھے۔ اور یہ ان کا ذاتی اجتہاد تھا۔ بہر حال اگر کوئی حج قران یا تمتع کرنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ احادیث کی روشنی میں یہ موقف صحیح ہے۔ واللہ أعلم. ② عالم کو اپنے علم کی اشاعت اور اس کا اظہار کرنا چاہیے۔ امراء سے ڈر کر مسئلے کو چھپانا جائز نہیں، لیکن یہ اظہار مسلمانوں کی اصلاح اور خیر خواہی کی نیت سے ہو نہ کہ کسی فتنے کی بنیاد ڈالنے کے لیے۔ ③ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کو اپنی تقلید یا حمایت پر مجبور نہیں کر سکتا۔

٢٧٢٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنْ مَرْوَانَ: أَنَّ عُثْمَانَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ، وَأَنْ يَجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ مَعًا، فَقَالَ عُثْمَانُ: أَتَفْعَلُهَا وَأَنَا أَنْهٰى عَنْهَا؟ فَقَالَ عَلِيٌّ: لَمْ أَكُنْ لِأَدَعَ سُنَّةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ.

٢٧٢٤- حضرت مروان سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمتع اور قران سے روکا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علانیہ حج اور عمرے کی اکٹھی لبیک پڑھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ایسا کرتے ہیں جبکہ میں نے اس سے روک رکھا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں میں سے کسی شخص کے کہنے سے میں رسول اللہ ﷺ کی سنت نہیں چھوڑ سکتا۔

فائدہ: "تمتع" یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات سے صرف عمرے کا احرام باندھا جائے' پھر عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور حج کے دنوں میں دوبارہ حج کا احرام باندھا جائے۔ اور "قران" یہ ہے کہ میقات ہی سے عمرے اور حج کا اکٹھا احرام باندھا جائے' پھر عمرہ اور حج دونوں کی ادائیگی کے بعد حلال ہو۔ دونوں صورتوں میں قربانی واجب ہوگی' نیز حرم میں رہنے والے یہ دونوں صورتیں' یعنی تمتع اور قران نہیں کر سکتے۔ ان کی اجازت صرف ان لوگوں کو ہے جو میقات سے گزریں اور احرام باندھیں۔ یا میقات اور حرم کے درمیان رہنے والے

٢٧٢٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٠٣، وأخرجه البخاري، ح: ١٥٦٣ من حديث شعبة به.

اپنی جگہ سے احرام باندھ کر روانہ ہوں۔

٢٧٢٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

٢٧٢٥-نضر نے شعبہ سے اسی سند سے اس جیسی روایت بیان کی ہے۔

٢٧٢٦- أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ حِينَ أَمَّرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْيَمَنِ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عَلِيٌّ: فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «كَيْفَ صَنَعْتَ»؟ قُلْتُ: أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِكَ، قَالَ: «فَإِنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ» قَالَ: وَقَالَ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: «لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَفَعَلْتُ كَمَا فَعَلْتُمْ، وَلٰكِنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ».

٢٧٢٦-حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کا امیر بنایا تو میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ جب وہ (حجۃ الوداع کے موقع پر یمن سے) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے احرام کیسے باندھا ہے؟“ میں نے عرض کیا: میں نے تو آپ کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”میں تو قربانی کے جانور بھی ساتھ لایا ہوں اور میں نے حج وعمرے کا اکٹھا احرام باندھا ہے۔“ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا تھا: ”اگر مجھے اس حکم کا پہلے پتا چل جاتا جس کا بعد میں پتا چلا (یعنی عمرے کے وجوب کا) تو میں اسی طرح کرتا جیسے تم نے کیا، لیکن میں تو قربانی کے جانور ساتھ لایا ہوں، لہٰذا میرا حج وعمرہ اکٹھا ہوگا۔“

فوائد ومسائل: ① اس حدیث کی سند میں ابواسحاق مدلس راوی ہے جو عن سے بیان کر رہا ہے لیکن اس کے صحیح شواہد موجود ہیں۔ جن کا محقق کتاب نے بھی ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک شاہد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سابقہ حدیث بھی ہے، لہٰذا یہ حدیث شواہد کی بنا پر صحیح ہے اور ابواسحاق کا عنعنہ یہاں مضر نہیں۔ واللہ أعلم۔ تفصیل کے

٢٧٢٥-[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٠٤.

٢٧٢٦-[إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في الإقران، ح: ١٧٩٧ عن يحيى بن معين به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٠٥. * أبوإسحاق عنعن، تقدم، ح: ٩٦، ولأصل الحديث شواهد كثيرة. * يونس هو ابن أبي إسحاق، وحجاج هو ابن محمد.

لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبٰی شرح سنن النسائي:٢٣/١٥٩-١٦٢) ② "کیسے احرام باندھا ہے؟" یعنی صرف حج کا یا صرف عمرے کا یا دونوں کا؟ ③ "آپ کے احرام کی طرح" یعنی میں نے احرام باندھتے وقت کہا تھا کہ میرا احرام رسول اللہ ﷺ کے احرام کی طرح ہوگا۔ اگرچہ اس وقت انھیں علم نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کیسے باندھا ہے لیکن چونکہ ان کے ساتھ بھی قربانی کے جانور تھے' لہٰذا عملاً بھی ان کا احرام رسول اللہ ﷺ کے احرام ہی کی طرح ہوگیا۔ ④ "میں اسی طرح کرتا" یعنی قربانی ساتھ نہ لاتا (بلکہ موقع پر خریدتا) اور عمرہ کر کے حلال ہو جاتا۔ ⑤ ثابت ہوا تمتع اور قران شرعاً جائز ہیں' بلکہ تمتع افضل ہے اور آسانی کا باعث بھی۔

٢٧٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفًا يَقُولُ: قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ جَمَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ، ثُمَّ تُوُفِّيَ قَبْلَ أَنْ يَنْهَى عَنْهَا، وَقَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ الْقُرْآنُ بِتَحْرِيمِهِ.

٢٧٢٧- حضرت عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ اکٹھا کیا' پھر آپ فوت ہو گئے' نہ تو آپ نے (اس سے) روکا اور نہ قرآن میں اس کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔

٢٧٢٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عِمْرَانَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ، ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيهَا كِتَابٌ، وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُمَا النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ فِيهِمَا رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ.

٢٧٢٨- حضرت عمران ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج و عمرہ اکٹھا کیا' پھر (اس سے روکنے کے بارے میں) کوئی حکم نازل نہیں ہوا' نہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔ (بعد میں) ایک شخص (حضرت عمر ؓ) نے اپنی رائے سے اس کے بارے میں جو چاہا' کیا۔

فوائد ومسائل: ① ایک شخص سے مراد حضرت عمر ؓ ہیں کیونکہ وہ اس صورت سے روکا کرتے تھے۔ باقی باتیں آتی ہیں۔ ② یہ حدیث دلیل ہے کہ قرآن کا حکم حدیث سے منسوخ ہو سکتا ہے۔

٢٧٢٧- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز التمتع، ح:١٦٧/١٢٢٦ من حديث شعبة به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٧٠٦.

٢٧٢٨- أخرجه مسلم، ح:١٦٨/١٢٢٦ (انظر الحديث السابق) من حديث شعبة، والبخاري، الحج، باب التمتع على عهد رسول الله ﷺ، ح:١٥٧١ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٧٠٧.

٢٧٢٩- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: قَالَ لِي عِمْرَانُ ابْنُ حُصَيْنٍ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۲۷۲۹- حضرت عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمتع کیا۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ، هٰذَا أَحَدُهُمْ لَا بَأْسَ بِهِ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ شَيْخٌ يَرْوِي عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ لَا بَأْسَ بِهِ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ يَرْوِي عَنِ الزُّهْرِيِّ وَالْحَسَنِ، مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ.

امام ابوعبدالرحمٰن (نسائی) ؒ بیان کرتے ہیں کہ اسمٰعیل بن مسلم نام کے تین راوی حدیث ہیں۔ ان میں سے ایک تو یہی ہیں۔ ان پر کوئی اعتراض نہیں۔ دوسرے بزرگ وہ ہیں جو ابوالطفیل سے بیان کرتے ہیں۔ ان میں بھی کوئی خرابی نہیں۔ تیسرے اسمٰعیل بن مسلم حضرت زہری اور حضرت حسن سے بیان کرتے ہیں۔ وہ محدثین کے نزدیک متروک الحدیث (غیر معتبر) ہیں۔

فائدہ: اکثر صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے تمتع کیا تھا۔ خود آپ نے قران فرمایا تھا لہٰذا دونوں جائز ہیں۔ البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ ان میں سے افضل کون سا طریقہ ہے۔ (تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔)

٢٧٣٠- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ يَحْيٰى وَعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، ح: وَأَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدٌ الطَّوِيلُ وَيَحْيَى ابْنُ أَبِي إِسْحَاقَ كُلُّهُمْ عَنْ أَنَسٍ سَمِعُوهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ:

۲۷۳۰- حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو [لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّ حَجًّا] ”اے اللہ! میں تیرے سامنے حج وعمرے کے لیے حاضر ہوں۔“ فرماتے ہوئے سنا۔

٢٧٢٩ـ أخرجه مسلم، ح: ١٢٢٦/ ١٧١ (انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٧٢٧) من حديث إسماعيل بن مسلم به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٠٨.

٢٧٣٠ـ أخرجه مسلم، الحج، باب إهلال النبي ﷺ وهديه، ح: ١٢٥١ من حديث هشيم به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٠٩.

«لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا، لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا».

فائدہ: معلوم ہوا آپ نے قران کیا تھا اور یہی صحیح ہے۔ آپ اس وقت یہی کر سکتے تھے۔ صرف حج ابتدا میں تھا۔ تمتع کی ترغیب دی۔

٢٧٣١- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُلَبِّي بِهِمَا.

٢٧٣١- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج اور عمرہ دونوں کی بیک وقت لبیک کہتے سنا۔

٢٧٣٢- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يُحَدِّثُ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُلَبِّي بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ جَمِيعًا، فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: لَبَّى بِالْحَجِّ وَحْدَهُ، فَلَقِيتُ أَنَسًا فَحَدَّثْتُهُ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ أَنَسٌ: مَا تَعُدُّونَا إِلَّا صِبْيَانًا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا مَعًا».

٢٧٣٢- حضرت بکر بن عبداللہ مزنی نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: میں نے نبی ﷺ کو عمرہ وحج کی اکٹھی لبیک فرماتے سنا۔ میں نے یہ بات حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کی تو وہ کہنے لگے: آپ نے صرف حج کی لبیک کہی تھی۔ میں پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ملا اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بات بیان کی۔ آپ فرمانے لگے: تم ہمیں بچے ہی سمجھتے ہو۔ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو [لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّ حَجًّا مَعًا] فرماتے سنا ہے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ابتدائی حالت بیان کرتے ہیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ آخری۔ ظاہر ہے آخری بات ہی معتبر ہوتی ہے۔ ② "تم ہمیں بچے ہی سمجھتے ہو" یعنی گویا ہم نے بچوں کی طرح معاملہ ضبط نہیں کیا۔ ویسے حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت انس رضی اللہ عنہ بیس سال کے تھے۔ تقریباً یہی عمر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

٢٧٣١- [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٧١٠. * أبوإسحاق عنعن، وأبوأسماء الصيقل مجهول، ولكن الحديث السابق والآتي شاهدان له.

٢٧٣٢- أخرجه مسلم، الحج، باب في الإفراد والقران، ح: ١٢٣٢ من حديث هشيم، والبخاري، المغازي، باب: بعث علي بن أبي طالب وخالد بن الوليد رضي الله عنهما إلى اليمن قبل حجة الوداع، ح: ٤٣٥٣، ٤٣٥٤ من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧١١.

کی تھی۔ اور بیس سال کی عمر والے کو بچہ نہیں کہتے۔

(المعجم ٥٠) - اَلتَّمَتُّعُ (التحفة ٥٠)

باب:٥٠- تمتع کا بیان

٢٧٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: تَمَتَّعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، وَأَهْدٰى وَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ، وَبَدَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ، ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ، وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْدٰى فَسَاقَ الْهَدْيَ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ: «مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدٰى فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَجَّهُ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْدٰى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لْيُهِلَّ بِالْحَجِّ ثُمَّ لْيُهْدِ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلٰى أَهْلِهِ». فَطَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ قَدِمَ مَكَّةَ، وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ، ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ

٢٧٣٣- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں حج سے پہلے عمرے کا فائدہ اٹھایا تھا اور قربانی بھی کی تھی۔ آپ ذوالحلیفہ ہی سے اپنے ساتھ قربانی کے جانور لے کر چلے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے عمرے کی لبیک پکاری، پھر حج کی لبیک پکاری۔ اور لوگوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج سے پہلے عمرہ کرنے کا فائدہ اٹھایا۔ کچھ لوگ قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے، کچھ نہیں لائے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے قریب تھے، آپ نے لوگوں سے فرمایا: ”تم میں سے جو شخص قربانی لایا ہے، اس پر کوئی حرام چیز حلال نہیں ہوگی (اس کا احرام ختم نہیں ہوگا) حتی کہ وہ اپنا حج پورا کرے۔ اور جو شخص قربانی کا جانور نہیں لایا، وہ بیت اللہ کا طواف کرے، صفا مروہ کی سعی کرے اور بال کٹوا کر حلال ہو جائے، پھر (حج کے دنوں میں) حج کا احرام باندھے۔ اور پھر قربانی بھی ذبح کرے۔ اور اگر وہ قربانی کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ دوران حج تین روزے رکھے اور جب اپنے گھر واپس جائے تو سات روزے رکھے۔“ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ نے طواف فرمایا۔ سب سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا،

٢٧٣٣- أخرجه البخاري، الحج، باب من ساق البدن معه، ح: ١٦٩١، ومسلم، الحج، باب وجوب الدم على المتمتع وأنه إذا عدمه لزمه صوم ... الخ، ح: ١٢٢٧ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧١٢.

أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ، وَمَشٰى أَرْبَعَةَ أَطْوَافٍ، ثُمَّ رَكَعَ حِينَ قَضٰى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ، فَصَلّٰى عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَانْصَرَفَ فَأَتَى الصَّفَا، فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ، ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى قَضٰى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ، وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ، ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ، وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ أَهْدٰى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ.

پھر طواف کے سات چکروں میں سے پہلے تین چکر قدرے دوڑ کر پورے کیے اور باقی چار چکر آرام سے چلے۔ پھر جب بیت اللہ کا طواف پورا فرما لیا تو مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر سلام پھیر کر مڑے اور صفا پر آئے اور صفا مروہ کے بھی سات چکر لگائے۔ پھر آپ کسی حرام چیز سے حلال نہ ہوئے حتی کہ آپ نے اپنا حج پورا فرمایا اور نحر (دس ذی الحجہ) والے دن اپنے قربانی کے جانور ذبح فرمائے اور واپس آ کر بیت اللہ کا طواف فرمایا۔ پھر آپ پر ہر وہ چیز حلال ہو گئی جو (احرام کی وجہ سے) حرام ہوئی تھی۔ جو لوگ قربانی کے جانور ساتھ لائے تھے انھوں نے بھی ایسے ہی کیا جیسے رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① حج تمتع کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف اس بات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع فرمایا یا قران؟ صحیح بات یہ ہے کہ آپ نے قران فرمایا تھا۔ اور تمتع' قران کو بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ لغوی طور پر تمتع کے معنی فائدہ اٹھانا ہیں۔ تمتع اور قران دونوں میں حج کے ساتھ عمرے کا فائدہ اٹھایا جاتا ہے' لہٰذا دونوں کو لغوی طور پر تمتع کہا جا سکتا ہے ورنہ اصل تمتع یہی ہے کہ عمرہ کر کے حلال ہو' پھر الگ احرام کے ساتھ حج کرے۔ اس حدیث میں بھی تمتع لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ② "پہلے عمرے کی لبیک پکاری" یہ بات مشہور روایات کے خلاف ہے۔ سابقہ روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ہی سے بیان ہے کہ آپ نے حج کی لبیک پکاری۔ صحیح یہ ہے کہ آپ نے حج پر عمرہ داخل فرمایا۔ ③ ہر حرام چیز حلال ہونے سے مراد احرام کا ختم ہوتا ہے۔

٢٧٣٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ حَرْمَلَةَ قَالَ: سَمِعْتُ

٢٧٣٤- حضرت سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما دونوں حج کو گئے۔ ابھی راستے ہی میں تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے

٢٧٣٤- أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج ... الخ، ح: ١٥٦٩، ومسلم، الحج، باب جواز التمتع، ح: ١٢٢٣ من حديث سعيد بن المسيب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧١٣.

سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: حَجَّ عَلِيٌّ وَعُثْمَانُ، فَلَمَّا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ نَهَى عُثْمَانُ عَنِ التَّمَتُّعِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: إِذَا رَأَيْتُمُوهُ قَدِ ارْتَحَلَ فَارْتَحِلُوا، فَلَبَّى عَلِيٌّ وَأَصْحَابُهُ بِالْعُمْرَةِ فَلَمْ يَنْهَهُمْ عُثْمَانُ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَنْهَى عَنِ التَّمَتُّعِ؟ قَالَ: بَلَى، قَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَلَمْ تَسْمَعْ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَمَتَّعَ؟ قَالَ: بَلَى!.

(بحیثیت خلیفہ) تمتع سے منع فرما دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: جب تم حضرت عثمان کو کوچ کرتے دیکھو تو تم بھی ساتھ ہی کوچ کرنا۔ حضرت علی اور ان کے دوسرے ساتھیوں نے (کوچ کے وقت) عمرے کی لبیک (بلند آواز سے) کہی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں نہ روکا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے) کہا: مجھے تو بتایا گیا تھا کہ آپ تمتع سے روکتے ہیں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ضرور۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ کو علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمتع فرمایا۔ انھوں نے کہا: کیوں نہیں؟

فائدہ: ”تمتع فرمایا“ یعنی اجازت دی یا لغوی معنی میں تمتع فرمایا۔ باقی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جلالت قدر اور اپنی طبعی نرمی کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں اپنے حکم پر مجبور نہیں فرمایا ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں کسی کو مخالفت کی جرأت نہ ہوئی۔ وہ بھی تمتع سے روکتے تھے۔

٢٧٣٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ - عَامَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ - وَهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَقَالَ الضَّحَّاكُ: لَا يَصْنَعُ ذٰلِكَ إِلَّا مَنْ جَهِلَ أَمْرَ اللهِ [تَعَالٰى]. فَقَالَ سَعْدٌ: بِئْسَمَا قُلْتَ يَا

٢٧٣٥- حضرت محمد بن عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ضحاک بن قیس کو حج سے پہلے عمرے کا فائدہ اٹھانے کا تذکرہ کرتے سنا۔ یہ اس سال کی بات ہے جس سال حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ حج کے لیے تشریف لائے تھے۔ ضحاک کہنے لگے: یہ کام (تمتع) تو وہی کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام سے ناواقف ہو۔ حضرت سعد فرمانے لگے: اے بھتیجے! تو نے بری بات کہی ہے۔ ضحاک نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تو اس سے روکا

٢٧٣٥- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في التمتع، ح: ٨٢٣ عن قتيبة به، وقال: "صحيح"، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٤٤، والكبرى، ح: ٣٧١٤. * محمد بن عبدالله حسن الحديث على الراجح، "قد صنعها" أي أذن فيها وأباحها، قاله ابن عبدالبر في التمهيد: ٨/ ٣٦٠.

ابْنَ أَخِي! قَالَ الضَّحَّاكُ: فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ، قَالَ سَعْدٌ: قَدْ صَنَعَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَصَنَعْنَاهَا مَعَهُ.

تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: یہ اللہ کے رسول نے کیا ہے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ کیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے بہت سے لوگوں کو غلط فہمی ہوئی اور انھوں نے اسے شرعی امر سمجھ لیا' مگر صحابہ نے اور بعد میں ائمہ کرام نے وضاحت کی کہ تمتع شرعاً جائز ہے بلکہ بہت سے ائمہ کے نزدیک افضل ہے۔ ② حاکم وقت یا کسی کی بھی بات شریعت کے خلاف ہو اور اس کی تردید مقصود ہو تو احسن انداز میں کرنی چاہیے جو زیادہ مؤثر ہو اور اس میں وہ اپنی ہتک محسوس نہ کرے۔

٢٧٣٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مُوسٰى، عَنْ أَبِي مُوسٰى أَنَّهُ كَانَ يُفْتِي بِالْمُتْعَةِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: رُوَيْدَكَ بِبَعْضِ فُتْيَاكَ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي النُّسُكِ بَعْدُ، حَتّٰى لَقِيتُهُ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ عُمَرُ: قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ فَعَلَهُ، وَلٰكِنْ كَرِهْتُ أَنْ يَظَلُّوا مُعَرِّسِينَ بِهِنَّ فِي الْأَرَاكِ، ثُمَّ يَرُوحُوا بِالْحَجِّ تَقْطُرُ رُؤُوسُهُمْ.

٢٧٣٦- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تمتع کے جواز کا فتویٰ دیا کرتے تھے۔ ایک آدمی نے ان سے کہا: اس قسم کا فتویٰ دینے سے رک جاؤ۔ شاید آپ کو پتا نہیں کہ تمھارے بعد امیر المومنین (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے اس کے بارے میں کیا نیا حکم جاری فرمایا ہے۔ (حضرت ابوموسیٰ نے کہا:) میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے ان سے پوچھا۔ وہ فرمانے لگے: تحقیق! مجھے بھی معلوم ہے کہ نبی ﷺ نے یہ کیا ہے مگر میں نے اچھا نہ سمجھا کہ لوگ رات کو پیلو کے درختوں کے نیچے بیویوں کے ساتھ جماع کرتے رہیں اور پھر حج کو جائیں تو ان کے سروں سے (غسل جنابت کے) پانی کے قطرے گر رہے ہوں۔

فوائد ومسائل: ① اس روایت سے حقیقت حال واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے شرعاً جائز سمجھتے تھے مگر مذکورہ علت کی وجہ سے حج تمتع کو بہتر نہ سمجھا جو کہ آپ کی ایک اجتہادی غلطی تھی' تاہم درست یہی ہے کہ حج تمتع افضل ہے۔ واللہ أعلم. ② ''نبی اکرم ﷺ نے یہ کیا ہے'' یعنی آپ نے یہ حکم دیا تھا ورنہ آپ حلال

٢٧٣٦- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز تعليق الإحرام وهو أن يحرم بإحرام كإحرام فلان ... الخ، ح: ١٢٢٢ عن محمد بن المثنى، ومحمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧١٥.

نہ ہوئے تھے۔ یا لغوی معنی میں آپ نے تمتع کیا ہے۔ اور اس معنی میں تو حضرت عمر بھی تمتع (قران) کو ناپسند نہیں فرماتے تھے۔ ④ "پیلو کے درختوں کے نیچے" ان دنوں وہاں یہ درخت عام ہوں گے' اس لیے اتفاقاً ان کا ذکر فرمایا۔

۲۷۳۷- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْزَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُتْعَةِ، وَإِنَّهَا لَفِي كِتَابِ اللّٰهِ، وَلَقَدْ فَعَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ - يَعْنِي الْعُمْرَةَ فِي الْحَجِّ -

۲۷۳۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ اللہ کی قسم! میں تمھیں تمتع سے روکتا ہوں' حالانکہ میں جانتا ہوں کہ اس کا ذکر اللہ کی کتاب میں ہے اور اللہ کے رسول ﷺ نے یہ کیا ہے' یعنی حج سے پہلے عمرہ کرنا۔

فائدہ: "یعنی حج سے پہلے عمرہ کرنا" یہ وضاحت اس لیے کی گئی کہ لفظ تمتع کے دوسرے معنی عورتوں سے متعہ کرنا ہے اور وہ حرام ہے۔ کوئی شخص وہ معنی مراد لے کر کہیں اسے جائز نہ سمجھ لے یا جواز کی نسبت حضرت عمر یا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کی طرف نہ کر دے جیسا کہ بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی۔

۲۷۳۸- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: قَالَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَعَلِمْتَ أَنِّي قَصَّرْتُ مِنْ رَأْسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ الْمَرْوَةِ قَالَ: لَا، يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ: هٰذَا مُعَاوِيَةُ يَنْهَى

۲۷۳۸- حضرت طاؤس سے منقول ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا آپ کو پتا ہے کہ میں نے مروہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال کاٹے تھے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو تمتع سے روکتے ہیں' حالانکہ نبی ﷺ نے تمتع کیا تھا۔

۲۷۳۷- [إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح: ۳۷۱٦، وقال ابن كثير: إسناده جيد (مسند الفاروق: ۱/ ۳۰٤)، وإنما نهى عنه عمر من أجل أنه يراه مخصوصًا بالنبي ﷺ وهذا اجتهاد منه، والمجتهد يخطىء ويصيب. * أبو حمزة هو السكري، ومطرف هو ابن طريف.

۲۷۳۸- أخرجه مسلم، الحج، باب التقصير في العمرة، ح: ۱۲٤٦ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ۳۷۱۷، وأخرجه البخاري، ومسلم من طريق آخر عن طاوس به، كما سيأتي برقم: ۲۹۹۰.

النَّاسَ عَنِ الْمُتْعَةِ، وَقَدْ تَمَتَّعَ النَّبِيُّ ﷺ.

فوائد و مسائل: ① مروہ پر سر کے بال کاٹنا کسی عمرے ہی کے موقع پر ہو سکتا ہے کیونکہ حجۃ الوداع میں تو آپ نے حجامت منیٰ میں بنوائی تھی' پھر یہ عمرہ جعرانہ کی بات ہوگی جو ۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد ہوا۔ امام نووی اور ابن القیم ؒ وغیرہ نے اسے اس پر محمول کیا ہے۔ اس وقت تک حضرت معاویہ ؓ مسلمان ہو چکے تھے۔ اور اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں عمرہ کر کے حلال نہیں ہوئے بلکہ حج کے بعد حلال ہوئے تھے۔ ② "ابن عباس نے کہا: نہیں۔" یعنی میں نہیں جانتا۔ لیکن صحیح مسلم کی روایت میں ابن عباس ؓ کے الفاظ یہ ہیں: [لَا أَعْلَمُ هٰذِهِ إِلَّا حُجَّةً عَلَيْكَ] (صحيح مسلم' الحج' حديث:١٢٤٦) میں تو اسے آپ کے موقف کے خلاف سمجھتا ہوں کیونکہ آپ تمتع سے روکتے ہیں۔ اور مروہ پر آپ کا رسول اللہ ﷺ کی حجامت بنانا دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرے کے بعد حلال ہوئے تھے' لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا حج تمتع ہوا تو پھر تم کیوں روکتے ہو؟ باب والی روایت کے آخری الفاظ بھی اسی معنی (صحیح مسلم والی روایت کے معنی) کی تائید کرتے ہیں۔ گویا حضرت ابن عباس ؓ نے حضرت معاویہ ؓ کے حجامت بنانے والے واقعے کو حجۃ الوداع سے قبل عمرے پر محمول کیا ہے مگر صریح روایات ان کے خلاف ہیں' اس لیے بعض محققین نے مروہ پر حجامت بنانے کو حضرت معاویہ ؓ کی غلط فہمی یا نسیان و خطا پر محمول کیا ہے۔ واللہ أعلم۔ ③ حضرت معاویہ ؓ کا تمتع سے روکنا حضرت عمر اور حضرت عثمان ؓ کی اقتدا کے طور پر تھا۔ ④ خلاف سنت کام کی تردید ضروری ہے چاہے کرنے والا کوئی بھی ہو کیونکہ حق سب سے بڑا ہے۔

٢٧٣٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسٍ - وَهُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ -، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ: قَدِمْتُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ، فَقَالَ: «بِمَا أَهْلَلْتَ؟» قُلْتُ: أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «هَلْ سُقْتَ مِنْ هَدْيٍ؟» قُلْتُ: لَا، قَالَ: «فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا

٢٧٣٩- حضرت ابو موسیٰ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں (یمن سے) رسول اللہ ﷺ کے پاس (حجۃ الوداع کے موقع پر) بطحاء میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: "تو نے کیا احرام باندھا ہے؟" میں نے کہا: میں نے تو نبی ﷺ کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: "قربانی کا کوئی جانور ساتھ لایا ہے؟" میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: "پھر بیت اللہ کا طواف کر اور صفا مروہ کی سعی کر اور حلال ہو جا۔" میں نے بیت اللہ

٢٧٣٩- أخرجه مسلم، الحج، باب نسخ التحلل من الإحرام والأمر بالتمام، ح:١٢٢١ عن محمد بن المثنى، والبخاري، الحج، باب من أهل في زمن النبي ﷺ كإهلال النبي ﷺ، ح:١٥٥٩ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح:٣٧١٨.

وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ حِلَّ»، فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَوْمِي فَمَشَطَتْنِي وَغَسَلَتْ رَأْسِي، فَكُنْتُ أُفْتِي النَّاسَ بِذٰلِكَ فِي إِمَارَةِ أَبِي بَكْرٍ وَإِمَارَةِ عُمَرَ، وَإِنِّي لَقَائِمٌ بِالْمَوْسِمِ إِذْ جَاءَنِي رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي شَأْنِ النُّسُكِ قُلْتُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ كُنَّا أَفْتَيْنَاهُ بِشَيْءٍ فَلْيَتَّئِدْ، فَإِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَائْتَمُّوا بِهِ، فَلَمَّا قَدِمَ قُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! مَا هٰذَا الَّذِي أَحْدَثْتَ فِي شَأْنِ النُّسُكِ؟ قَالَ: إِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللهِ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: ﴿وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ﴾ وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ نَبِيِّنَا ﷺ فَإِنَّ نَبِيَّنَا ﷺ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى نَحَرَ الْهَدْيَ.

کا طواف کیا۔ صفا مروہ کی سعی کی' پھر میں اپنی قوم کی ایک عورت کے پاس آیا۔ اس نے میرے سر میں کنگھی کی اور میرا سر دھویا۔ میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ کے دور میں یہی فتویٰ دیا کرتا تھا (کہ حج تمتع جائز ہے)۔ ایک دفعہ میں موسم حج میں کھڑا (یہ فتویٰ دے رہا) تھا کہ میرے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: شاید آپ کو معلوم نہیں کہ امیر المومنین (حضرت عمر) ؓ نے حج کے بارے میں ایک نیا حکم جاری کر دیا ہے (کہ تمتع نہ کیا جائے)۔ میں نے کہا: اے لوگو! جسے ہم نے (اس قسم کا) کوئی فتویٰ دیا ہے' وہ ذرا ٹھہر جائے (اس پر عمل نہ کرے)' حضرت امیر المومنین تمھارے پاس آنے ہی والے ہیں تو ان کی اقتدا کرنا۔ جب حضرت عمر ؓ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: امیر المومنین! کیا (عجیب) حکم ہے جو آپ نے حج کے بارے میں جاری کیا ہے؟ وہ فرمانے لگے: اگر ہم اللہ کی کتاب کو لیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''حج اور عمرہ اللہ تعالیٰ کے لیے پورا کرو۔'' (یعنی درمیان میں حلال نہ ہو) اور اگر ہم نبی ﷺ کی سنت کو لیں تو نبی ﷺ حلال نہیں ہوئے تھے حتی کہ آپ نے قربانی ذبح فرمائی۔

فوائد ومسائل: ① ''نبی ﷺ کے احرام کی طرح'' یعنی میں نے احرام باندھتے وقت کہا تھا کہ میں احرام باندھتا ہوں نبی ﷺ کے احرام کی طرح۔ ورنہ انھیں اس وقت پتا نہ تھا کہ نبی ﷺ نے کیا احرام باندھا ہے۔ ② حضرت ابوموسیٰ ؓ کو خود نبی اکرم ﷺ نے یمن بھیجا تھا کیونکہ یہ بھی یمنی تھے پھر یہ حجۃ الوداع کی اطلاع پر یمن سے مکہ پہنچے۔ ③ حضرت عمر ؓ کا استدلال یہ ہے کہ قرآن مجید بھی اتمام کا حکم دیتا ہے۔ ظاہر ہے حج کی نیت رکھنے والے کا عمرہ کر کے حلال ہو جانا حج کے اتمام کے خلاف ہے کیونکہ ابھی حج تو ہوا ہی نہیں' وہ حلال بھی ہو گیا۔ ہاں جو آدمی جائے ہی عمرے کی نیت سے' وہ عمرے کا احرام باندھے اور عمرہ کر کے حلال ہو مگر حج کی نیت

والا عمرے کا احرام کیوں باندھے؟ اور رسول اللہ ﷺ نے بھی حج ہی کا احرام باندھا تھا۔ باوجود عمرہ داخل ہونے کے پھر بھی حلال حج کی تکمیل کے بعد ہی ہوئے تھے۔ باقی رہا آپ کا صحابہ کو یہ حکم دینا کہ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل کر عمرہ کر کے حلال ہو جاؤ' یہ مخصوص حکم تھا جو مخصوص حالت میں وحی کی بنا پر ہنگامی طور پر جاری کیا گیا۔ یہ ہمیشہ کے لیے ہے' لہٰذا اب جو حج کرنا چاہتا ہے' وہ حج ہی کا احرام باندھے یا پھر حج اور عمرے کا اکٹھا احرام باندھے اور حج کی تکمیل کے بعد ہی احرام ختم کرے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس اجتہاد میں کوئی شک نہیں لیکن صاحب قرآن کا عمل اور تمتع کے لیے آپ کا حکم یقیناً مقدم ہے کیونکہ آپ ہی شارع ہیں' نیز یہ کوئی وقتی حکم نہ تھا جیسا کہ سیدنا عمر وغیرہ نے سمجھا بلکہ یہ استحباب ہمیشہ کے لیے ہے جیسا کہ ایک سائل کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ عمرہ حج میں تاقیامت داخل ہو گیا۔ اس سے تخصیص کا موقف کمزور ٹھہرتا ہے۔ واللہ أعلم.

٢٧٤٠- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ وَاسِعٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ تَمَتَّعَ وَتَمَتَّعْنَا مَعَهُ، قَالَ فِيهَا قَائِلٌ بِرَأْيِهِ.

٢٧٤٠-حضرت مطرف فرماتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے تمتع فرمایا۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ تمتع کیا' پھر ایک کہنے والے نے اپنی رائے سے کہا (کہ تمتع نہیں کرنا چاہیے)۔

(المعجم ٥١) - تَرْكُ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْإِهْلَالِ (التحفة ٥١)

باب:٥١-لبیک کہتے وقت حج یا عمرے کا نام نہ لینا

٢٧٤١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَحَدَّثَنَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ مَكَثَ بِالْمَدِينَةِ تِسْعَ حِجَجٍ، ثُمَّ أُذِّنَ فِي

٢٧٤١-حضرت محمد (باقر) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے نبی ﷺ کے حج کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو مدینے میں رہتے ہوئے نو سال ہو چکے تھے' پھر (دسویں سال) تمام لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ اس سال رسول اللہ ﷺ حج کے لیے

٢٧٤٠-[صحيح] تقدم، ح: ٢٧٢٩، وهو في الكبرى، ح: ٣٧١٩.

٢٧٤١-[إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٧١٣، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٢٠.

النَّاسِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ حَاجٌّ فِي هٰذَا الْعَامِ، فَنَزَلَ الْمَدِينَةَ بَشَرٌ كَثِيرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ أَنْ يَأْتَمَّ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَيَفْعَلَ مَا يَفْعَلُ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَخَرَجْنَا مَعَهُ، قَالَ جَابِرٌ: وَرَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، عَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْآنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَأْوِيلَهُ، وَمَا عَمِلَ بِهِ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا، فَخَرَجْنَا لَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ.

تشریف لے جائیں گے لہٰذا بہت زیادہ لوگ مدینہ منورہ آ گئے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں حج کرے اور جس طرح آپ حج کریں وہ بھی اسی طرح کرے۔ رسول اللہ ﷺ حج کے لیے نکلے تو ذوالقعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے۔ آپ پر وحی اترتی تھی اور آپ ہی قرآن مجید کی صحیح تفسیر جانتے تھے لہٰذا جو آپ نے کیا' ہم نے بھی کیا۔ ہم (مدینہ منورہ سے) نکلے تو ہماری نیت حج ہی کی تھی۔

فوائد و مسائل: ① ''نو سال'' آپ نے اس دوران میں عمرے تو تین کیے مگر حج نہیں فرمایا۔ ② ''اعلان کروایا گیا'' تاکہ تمام موجود مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت' صحابیت اور اقتدا کا شرف حاصل ہو۔ حج کے افعال براہ راست آپ سے سیکھیں۔ آپ سے شریعت کے دیگر مسائل کا علم حاصل کریں اور مسلمانوں کی اجتماعیت اور شان و شوکت کا اظہار ہو۔ ③ ''نیت حج کی تھی'' یعنی مدینے سے نکلتے وقت ورنہ احرام کے وقت تو بعض لوگوں نے عمرے کا احرام بھی باندھا تھا جیسا کہ پیچھے گزرا۔ یا اکثریت کی بات ہے۔ ④ امام نسائی رحمہ اللہ نے شاید نیت کے الفاظ سے یہ استنباط کیا ہے کہ حج یا عمرے کی صراحت ضروری نہیں۔ ویسے اس حدیث میں متعلقہ مسئلے کی وضاحت نہیں۔ بہت سی روایات میں [لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَّ حَجَّةٍ] کے الفاظ صراحتاً رسول اللہ ﷺ سے مذکور ہیں۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الحج' حديث: ١٥٦٣' وصحيح مسلم' الحج' حديث: ١٢٣٢) ویسے اس بات پر اتفاق ہے کہ نیت کافی ہے۔ لبیک کے ساتھ حج یا عمرے کی صراحت ضروری نہیں' البتہ ابتدائی لبیک میں ذکر ہو تو اچھی بات ہے۔

٢٧٤٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ

٢٧٤٢- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہم (حجۃ الوداع میں) نکلے تو ہماری نیت صرف حج کی تھی۔ جب ہم سرف کے مقام پر پہنچے تو مجھے حیض شروع ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی

٢٧٤٢- [صحيح] تقدم، ح: ٢٩١، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٢١.

أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا لَا نَنْوِي إِلَّا الْحَجَّ، فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ: «أَحِضْتِ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «إِنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ، فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْمُحْرِمُ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ».

تھی۔ آپ نے فرمایا: ''کیا تجھے حیض شروع ہو گیا ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''(کوئی بات نہیں) یہ ایسی چیز ہے جو آدم کی بیٹیوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے' لہٰذا جو دوسرے محرم کریں' تو بھی کرتی رہ مگر بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔''

فوائد و مسائل: ① ''سرف کے مقام پر پہنچے'' یہاں حدیث میں اختصار ہے کہ ہماری نیت تو حج کی تھی مگر آپ نے قربانی نہ لانے والے افراد کو حج کا احرام عمرے میں تبدیل کرنے کا حکم دیا۔ میں نے بھی حج کا احرام عمرے میں تبدیل کر لیا مگر اب حیض شروع ہو گیا۔ اس وجہ سے سیدہ عائشہ ؓ کو پریشانی لاحق ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ طریقے کی وضاحت فرما کر پریشانی دور فرما دی۔ ② ''جو دوسرے محرم کریں'' دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جو محرم کرتا ہے' وہ تو بھی کر۔

(المعجم ٥٢) - اَلْحَجُّ بِغَيْرِ نِيَّةٍ يَقْصِدُهُ الْمُحْرِمُ (التحفة ٥٢)

باب: ٥٢-محرم کا نیت معین کیے بغیر احرام باندھنا

٢٧٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسٰى: أَقْبَلْتُ مِنَ الْيَمَنِ وَالنَّبِيُّ ﷺ مُنِيخٌ بِالْبَطْحَاءِ حَيْثُ حَجَّ فَقَالَ: «أَحَجَجْتَ؟» قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: «كَيْفَ قُلْتَ؟» قَالَ: قُلْتُ: لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ

٢٧٤٣- حضرت ابو موسیٰ ؓ سے مروی ہے کہ میں (حجۃ الوداع کے موقع پر) یمن سے آیا تو نبی ﷺ نے بطحاء (مکہ) میں پڑاؤ ڈال رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''تو نے احرام باندھا ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: ''کیسے باندھا ہے؟'' انھوں نے کہا: میں نے کہا تھا: اس احرام کے ساتھ جو نبی ﷺ کا احرام ہے' لبیک کہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا مروہ کی سعی کرو اور حلال ہو جاؤ۔''

٢٧٤٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٧٣٩، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٢٢، وأخرجه البخاري، ح: ١٥٦٥، ومسلم، ح: ١٢٢١ من حديث شعبة به.

قَالَ: «فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَحِلَّ» فَفَعَلْتُ، ثُمَّ أَتَيْتُ امْرَأَةً فَفَلَتْ رَأْسِي فَجَعَلْتُ أُفْتِي النَّاسَ بِذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا مُوسٰى! رُوَيْدَكَ بَعْضَ فُتْيَاكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي النُّسُكِ بَعْدَكَ، فَقَالَ أَبُو مُوسٰى: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ كُنَّا أَفْتَيْنَاهُ فَلْيَتَّئِدْ فَإِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَائْتَمُّوا بِهِ، وَقَالَ عُمَرُ: إِنْ نَأْخُذْ بِكِتَابِ اللهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَإِنْ نَأْخُذْ بِسُنَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ.

میں نے اسی طرح کیا، پھر میں (اپنے قبیلے کی) ایک عورت کے پاس آیا تو اس نے میرے سر سے جوئیں نکالیں۔ میں لوگوں کو اسی بات کا فتویٰ دیا کرتا تھا (کہ تمتع جائز ہے) حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور آ گیا تو ایک آدمی نے مجھ سے کہا: اے ابو موسیٰ! اپنا یہ فتویٰ روک لو۔ شاید تم نہیں جانتے کہ امیر المومنین نے تمھارے بعد حج کے بارے میں کیا نیا حکم جاری کیا ہے؟ میں نے کہا: اے لوگو! جس شخص کو ہم نے یہ فتویٰ دیا ہو وہ ذرا انتظار کر لے (یعنی اس پر عمل نہ کرے) حضرت امیر المومنین تمھارے پاس تشریف لانے والے ہیں تو تم ان کے حکم کی پابندی کرنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (آئے تو میرے استفسار پر) کہنے لگے: اگر ہم اللہ کی کتاب کو لیں تو وہ ہمیں مکمل کرنے کا حکم دیتی ہے اور اگر ہم نبی ﷺ کی سنت مبارکہ کو لیں تو نبی ﷺ حلال نہیں ہوئے تھے حتی کہ قربانیاں ذبح ہو گئیں۔

فائدہ: باب کا مقصد یہ ہے کہ احرام باندھتے وقت کوئی ضروری نہیں کہ حج یا عمرے کی معین نیت کی جائے بلکہ کسی دوسرے کی نیت سے انھیں معلق بھی کیا جا سکتا ہے۔ البتہ افعال شروع کرنے سے قبل تعین ہو جانا ضروری ہے جیسا کہ مذکورہ بالا صورت میں ہوا کہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ابتداءً تو احرام مبہم رکھا (كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ)، پھر افعال شروع ہونے سے قبل آپ نے وضاحت فرما دی کہ عمرہ کر کے حلال ہو جاؤ۔ آئندہ حدیث میں بھی یہی صورت ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۲۷۳۹)

٢٧٤٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرَ

۲۷۴۴- حضرت محمد (باقر) رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہم نے ان سے نبی ﷺ کے حج کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بیان

٢٧٤٤- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٧١٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٢٣، ٣٧٢٤.

ابْنَ عَبْدِ اللهِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثَنَا: أَنَّ عَلِيًّا قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ بِهَدْيٍ وَسَاقَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ هَدْيًا، قَالَ لِعَلِيٍّ: «بِمَا أَهْلَلْتَ؟» قَالَ: قُلْتُ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أُهِلُّ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَمَعِيَ الْهَدْيُ، قَالَ: «فَلَا تَحِلَّ».

فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے قربانی کے جانور لے کر آئے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے قربانی کے جانور لے کر آئے۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ”تم نے کیا احرام باندھا ہے؟“ انھوں نے کہا: میں نے کہا ہے: میں احرام باندھتا ہوں رسول اللہ ﷺ کے احرام کی طرح۔ اور میرے ساتھ قربانی کے جانور بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”پھر تم (عمرہ کر کے) حلال نہ ہونا۔“

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قربانی کے جانور تھے لہٰذا وہ ان کے ذبح کرنے سے پیشتر حلال نہ ہو سکتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا احرام بھی مبہم اور رسول اللہ ﷺ کے احرام کے ساتھ معلق تھا یعنی احرام میں جو نیت رسول اللہ ﷺ کی تھی وہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی تھی۔ اس میں حج یا عمرے کی تعیین نہیں تھی۔

٢٧٤٥- أَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ: قَدِمَ عَلِيٌّ مِنْ سِعَايَتِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «بِمَا أَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ؟» قَالَ: بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «فَاهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ». قَالَ: «وَأَهْدٰى عَلِيٌّ لَهُ هَدْيًا».

٢٧٤٥- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن کی حکمرانی سے فارغ ہو کر آئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے علی! تم نے کیا احرام باندھا ہے؟“ انھوں نے کہا: جو رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”قربانی کے جانور (قربانی والے دن) ذبح کرنا اور اس وقت تک محرم رہو جیسے کہ تم ہو۔“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے لیے قربانی کے جانور لائے تھے۔

٢٧٤٦- أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ:

٢٧٤٦- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن پر حاکم مقرر فرمایا تو

٢٧٤٥_ أخرجه البخاري، المغازي، باب بعث علي بن أبي طالب وخالد . . . الخ، ح: ٤٣٥٢، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران . . . الخ، ح: ١٢١٦ من حديث ابن جريج به مطولاً، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٢٥.

٢٧٤٦_ [ضعيف] تقدم، ح: ٢٧٢٦، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٢٦.

حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِينَ أَمَّرَهُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْيَمَنِ فَأَصَبْتُ مَعَهُ أَوَاقِيَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلِيٌّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ عَلِيٌّ: وَجَدْتُ فَاطِمَةَ قَدْ نَضَحَتِ الْبَيْتَ بِنَضُوحٍ، قَالَ: فَتَخَطَّيْتُهُ فَقَالَتْ لِي: مَا لَكَ؟ فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ أَمَرَ أَصْحَابَهُ فَأَحَلُّوا، قَالَ: قُلْتُ إِنِّي أَهْلَلْتُ بِإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ لِي: «كَيْفَ صَنَعْتَ؟» قُلْتُ: إِنِّي أَهْلَلْتُ بِمَا أَهْلَلْتَ، قَالَ: «فَإِنِّي قَدْ سُقْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ».

میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ مجھے بھی ان کے ساتھ کچھ اوقیے ملے تھے' پھر جب حضرت علی ؓ نبی ﷺ کے پاس (یمن سے حجۃ الوداع میں مکہ) آئے تو حضرت علی ؓ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہ ؓ نے گھر کو خوشبو لگا رکھی تھی۔ میں (حضرت فاطمہ کی طرف توجہ کیے بغیر) گھر سے گزر گیا تو وہ مجھے کہنے لگیں: کیا وجہ ہے؟ (آپ توجہ نہیں فرما رہے؟) رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو خود حکم دیا ہے اور وہ حلال ہو چکے ہیں۔ میں نے کہا: میں نے تو نبی ﷺ کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے' پھر میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا: ''تم نے کیسے احرام باندھا ہے؟'' میں نے کہا: میں نے آپ کے احرام کی طرح احرام باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''میں قربانی کے جانور ساتھ لایا ہوں اور میں نے حج اور عمرے کا اکٹھا احرام باندھا ہے۔''

فوائد ومسائل: ① یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے جیسا کہ تفصیل حدیث نمبر: ٢٧٢٦ کے فوائد میں گزر چکی ہے۔ ② ''اوقیے ملے تھے'' اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے وقتی طور پر زکاۃ وغیرہ اکٹھی کرنے پر مقرر کیے گئے ہوں گے تو اس کام کے عوض انھیں کچھ اوقیے ملے۔ ③ ''خوشبو لگا رکھی تھی'' کیونکہ وہ عمرہ کر کے حلال ہو چکی تھیں اور انھیں توقع تھی کہ حضرت علی ؓ بھی حلال ہو جائیں گے لیکن چونکہ حضرت علی ؓ کے ساتھ قربانی کے جانور تھے' لہٰذا وہ یوم نحر سے پہلے حلال نہیں ہو سکتے تھے۔

(المعجم ٥٣) - إِذَا أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ هَلْ يَجْعَلُ مَعَهَا حَجًّا (التحفة ٥٣)

باب: ٥٣- جب کوئی شخص عمرے کا احرام باندھے تو کیا اس کے ساتھ حج بھی (شامل) کر سکتا ہے؟

٢٧٤٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

٢٧٤٧- حضرت نافع سے منقول ہے کہ جس سال

٢٧٤٧_ أخرجه البخاري، الحج، باب طواف القارن، ح: ١٦٤٠، ومسلم، الحج، باب بيان جواز التحلل بالإحصار وجواز القران ... الخ، ح: ١٢٣٠/ ١٨٢ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٢٧.

اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَأَنَا أَخَافُ أَنْ يَصُدُّوكَ قَالَ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ إِذًا أَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِنِّي أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً، ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ: مَا شَأْنُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ إِلَّا وَاحِدٌ، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجًّا مَعَ عُمْرَتِي، وَأَهْدَى هَدْيًا اشْتَرَاهُ بِقُدَيْدٍ، ثُمَّ انْطَلَقَ يُهِلُّ بِهِمَا جَمِيعًا حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَزِدْ عَلَى ذٰلِكَ وَلَمْ يَنْحَرْ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتَّى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ، فَنَحَرَ وَحَلَقَ فَرَأَى أَنْ قَدْ قَضَى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ، وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: كَذٰلِكَ فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

حجاج نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سال حج کا ارادہ فرمایا۔ ان سے کہا گیا کہ ان (حجاج اور ابن زبیر) کے درمیان لڑائی ہوگی اور خطرہ ہے کہ لوگ آپ کو بیت اللہ سے روکیں۔ انھوں نے فرمایا: (قرآن میں ہے:) ”یقیناً تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل میں بہترین نمونہ ہے۔“ ایسی صورت میں میں اس طرح کروں گا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے (صلح حدیبیہ کے زمانے میں) کیا تھا۔ میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرے کا احرام باندھ کر اسے اپنے آپ پر واجب کر لیا ہے، پھر وہ نکلے حتی کہ جب وہ بیداء (مقام) پر پہنچے تو کہنے لگے: حج اور عمرے کا معاملہ (اگر میں بیت اللہ تک نہ پہنچ سکا) تو ایک ہی ہے لہٰذا میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج بھی واجب کر لیا ہے (یعنی احرام میں حج کو بھی داخل کر لیا ہے)۔ پھر انھوں نے قربانی کا جانور بھی ساتھ لے لیا جو انھوں نے قدید سے خریدا تھا، پھر وہ دونوں (حج وعمرہ) کی لبیک کہتے ہوئے چلے حتی کہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ بیت اللہ کا طواف کیا۔ صفا مروہ کی سعی کی اور اس سے زائد کچھ نہ کیا۔ (اس وقت) نہ قربانی کی، نہ سر منڈوایا، نہ بال کٹوائے اور نہ کسی حرام چیز سے حلال ہوئے حتی کہ قربانیوں کا دن آ گیا، پھر انھوں نے قربانی ذبح کی اور سر منڈوایا اور انھوں نے یہ خیال کیا کہ انھوں نے پہلے طواف کے ساتھ اپنے حج وعمرے کا طواف مکمل کر لیا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی کیا تھا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے یزید کی حکومت کے خلاف مکے میں پناہ لے رکھی تھی' پھر انھوں نے خلافت کا دعویٰ کر دیا۔ اہل اسلام کے بہت سے علاقوں نے ان کی بیعت کر لی۔ ادھر مروان کی وفات کے بعد ان کا بیٹا عبدالملک خلیفہ بنا تو اس نے آہستہ آہستہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا علاقۂ حکومت کم کرنا شروع کر دیا حتی کہ ان کا تسلط صرف مکے کی حد تک رہ گیا۔ ۷۳ ہجری میں عبدالملک نے حجاج کو ان کا قلع قمع کرنے کے لیے بھیجا۔ حجاج نے مکہ مکرمہ کا محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی۔ آخر کار حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور ان کی حکومت ختم ہو گئی۔ رہے نام اللہ کا۔ اس سال خطرہ تھا کہ شاید حج کے دنوں سے پہلے لڑائی ختم نہ ہو اور حج نہ ہو سکے' مگر لڑائی پہلے ہی ختم ہو گئی اور باقاعدہ حج ہوا۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ حج کا ارادہ رکھنے والے کو اگر راستے میں خطرہ ہو تو اس کے باوجود وہ حج کی نیت سے نکل سکتا ہے بشرطیکہ اسے یقین نہ ہو بلکہ بچ جانے کی بھی امید ہو۔ یہ ''اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا'' نہیں ہے۔ ③ ''بہترین نمونہ ہیں'' ان کا مطلب یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی عمرۂ حدیبیہ میں بیت اللہ تک پہنچنے سے روک دیا گیا تھا' جیسے آپ نے کیا' ہم اسی طرح کریں گے۔ جہاں روک دیے گئے' وہاں قربانیاں ذبح کر دیں گے' حجامت بنوائیں گے اور حلال ہو جائیں گے۔ ④ ''پہلے طواف کے ساتھ'' اس جملے کا ظاہری مطلب یہ ہے کہ انھوں نے بیت اللہ پہنچتے وقت جو طواف قدوم اور سعی کیے تھے' انھیں کافی سمجھا اور مزید طواف نہیں کیا۔ لیکن یہ مفہوم درست نہیں کیونکہ یوم نحر کو طواف کرنا قطعی بات ہے۔ اس کے بغیر حج نہیں ہوتا' لہٰذا اس جملے کا مفہوم یا تو یہ ہو گا کہ انھوں نے حلال ہونے کے لیے پہلے طواف و سعی ہی کو کافی سمجھا۔ فرض طواف کا انتظار نہیں کیا بلکہ وہ بعد میں کیا۔ اور یہ بالکل صحیح ہے۔ یوم نحر میں تو قربانی کے بعد احرام ختم ہو جاتا ہے' طواف حلال ہونے کے بعد کیا جاتا ہے۔ یا طواف سے سعی مراد لی جائے' یعنی انھوں نے پہلی سعی (جو طواف قدوم کے ساتھ کی تھی) ہی کو کافی سمجھا اور یوم نحر کے طواف کے بعد سعی نہیں کی۔ امام شافعی رحمہ اللہ قران (حج و عمرہ اکٹھا کرنا) کی صورت میں اسی کے قائل ہیں کہ اگر پہلے سعی کی ہو تو یوم نحر کو سعی کی ضرورت نہیں۔ اور صرف حج کی صورت میں احناف بھی اسی بات کے قائل ہیں۔ یہ دو مفہوم مراد ہوں تو یہ جملہ صحیح ہے ورنہ یہ جملہ دیگر کثیر روایات کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر معتبر ہے۔ (سعی کو بھی طواف کہہ لیا جاتا ہے۔)

(المعجم ٥٤) - كَيْفَ التَّلْبِيَةُ (التحفة ٥٤)

باب: ۵۴- لبیک کیسے کہا جائے؟

٢٧٤٨- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي

۲۷۴۸- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو لبیک کہتے سنا۔ آپ فرما

٢٧٤٨- أخرجه مسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ح: ١١٨٤/٢١ من حديث عبدالله بن وهب، والبخاري، اللباس، باب التلبيد، ح: ٥٩١٥ من حديث يونس بن يزيد الأيلي به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٢٨.

يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: إِنَّ سَالِمًا أَخْبَرَنِي أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُهِلُّ يَقُولُ: «لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ» وَإِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَرْكَعُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ النَّاقَةُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ أَهَلَّ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ.

رہے تھے: [لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّیْكَ ...... لَاشَرِیكَ لَكَ!] ”میں حاضر ہوں۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ بلاشبہ تمام تعریفیں اور احسانات تیرے ساتھ خاص ہیں اور حکومت بھی تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔“ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر جب اونٹنی ذوالحلیفہ کی مسجد میں آپ کو لے کر کھڑی ہوتی تو آپ بلند آواز سے یہ کلمات ادا فرماتے۔

فوائد ومسائل: ① احرام میں دل کی نیت اصل ہے لیکن اس کے ساتھ زبان سے لبیک کی ادائیگی کا اہتمام بھی ہونا چاہیے۔ صرف دو اَن سِلی سادہ چادریں پہننے سے احرام شروع نہیں ہوتا جب تک دل کی نیت اور لبیک کی ادائیگی نہ ہو۔ ② لبیک عام طور پر کسی کے بلانے کے جواب میں کہا جاتا ہے۔ غالباً یہ لبیک اس اعلان کے جواب میں ہے جو ابراہیم ؑ نے حج کی فرضیت کے بارے میں بیت اللہ کی تکمیل کے بعد کیا تھا کیونکہ اس اعلان کا تعلق ہر انسان سے اس وقت ہوتا ہے جب وہ حج کرنے جاتا ہے۔ (یاد رہے کہ یہاں حج سے مراد حج اور عمرہ دونوں ہیں کیونکہ عمرے کو حج اصغر بھی کہا جاتا ہے۔) ③ لبیک مختصر ہے ایک لمبے جملے سے' جس کے معنی ہیں: اے اللہ! میں تیرے حضور بار بار اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی نماز وغیرہ میں بھی ہے لیکن حج کی پیشی ایک خصوصی رنگ رکھتی ہے لہٰذا لبیک حج ہی کے ساتھ خاص ہے۔ ④ لبیک پکارنے کو ''اِہلال'' کہا جاتا ہے کیونکہ ''اِہلال'' کے معنی ہیں: آواز بلند کرنا۔ چونکہ لبیک بلند آواز سے پکاری جاتی ہے لہٰذا اسے ''اِہلال'' کہتے ہیں' پھر چونکہ لبیک سے احرام شروع ہوتا ہے' اس لیے ''اِہلال'' احرام کے معنی میں بھی آتا ہے۔ ⑤ ''جب اونٹنی آپ کو لے کر کھڑی ہوتی'' احرام کا طریقہ یہ ہے کہ غسل کر کے ان سلی اور سادہ دو چادریں تہ بند اور قمیص کی جگہ لپیٹ لی جائیں' پھر فوراً لبیک شروع کر دیا جائے اور پھر وقتاً فوقتاً بلند آواز سے لبیک پکارتے رہیں۔ عمرے والا حرم تک اور حج والا ۱۰ تاریخ کو رمی کی آخری کنکری کے ساتھ تلبیہ بند کرے گا۔ نبی ﷺ نے نماز کے فوراً بعد ہی لبیک کہہ دیا تھا مگر وہ چند قریبی افراد نے سنا' پھر جب آپ سواری پر سوار ہوئے تو پھر لبیک پکارا جو پہلے سے زیادہ لوگوں نے سنا مگر سب نے نہیں' پھر آپ بیداء کے ٹیلے پر چڑھے تو پھر لبیک پکارا جو تقریباً سب نے سنا۔ جس نے جہاں سنا' بیان کر دیا' کوئی اختلاف نہیں۔ ⑥ تلبیہ آپ نے سب سے پہلے کون سی نماز کے بعد پکارا؟ ایک رائے کے مطابق نماز ظہر کے بعد۔ موقف ہذا کی دلیل

میں صحیح بخاری کی حدیث پیش کی جاتی ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' حدیث:۱۵۵۱) لیکن اس حدیث میں اس کی کوئی صراحت نہیں۔ صحیح مسلم (حدیث: ۱۲۴۳) اور سنن نسائی (حدیث: ۲۷۵۶) کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز ظہر تھی اور یہی درست ہے کیونکہ نبی ﷺ عصر کے وقت ذوالحلیفہ پہنچے تھے اور آپ نے عصر کی نماز قصر یعنی دو رکعت ادا فرمائی تھی' پھر رات آپ نے ذوالحلیفہ ہی میں گزاری اور دوسرے روز نماز ظہر کے فوراً بعد تلبیے کا آغاز فرمایا' پھر جب آپ اونٹنی پر بیٹھ گئے تو تلبیہ پکارا اور اسی طرح بیداء (ٹیلے) پر تلبیہ پکارا۔ ۞ بعض روایات میں ہے' نبی ﷺ نے ذوالحلیفہ میں نماز پڑھی (صحیح البخاري' حدیث:۱۵۳۲) یہ نماز احرام کی دو رکعتیں تھیں یا عصر کے دو فرض تھے؟ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ظاہری الفاظ سے دونوں باتیں محتمل ہیں' لیکن دوسری روایات میں صراحت ہے کہ آپ نے ذوالحلیفہ میں جو دو رکعتیں ادا فرمائی تھیں' وہ عصر کی نماز دوگانہ تھی۔ دیکھیے: (فتح الباری:۳/ ۴۹۳' مطبوعہ دارالسلام' زیر بحث حدیث:۱۵۳۲) اس لیے اسے احرام باندھنے کے بعد دو رکعت پڑھنے کے حکم یا استحباب کے لیے نص قرار نہیں دیا جا سکتا' البتہ بعض دوسری روایات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی ﷺ آتے جاتے ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھا کرتے تھے۔ اس سے مطلقاً ذوالحلیفہ میں بطور تحرک کے دو رکعت پڑھنے کا جواز یا استحباب تو معلوم ہوتا ہے لیکن احرام کے وقت یا احرام باندھنے کے بعد دو رکعت پڑھنے کا اثبات نہیں ہوتا۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی لکھا ہے کہ احرام کی کوئی مخصوص نماز نہیں' البتہ وہ وقت فرض نماز کا ہو تو نماز کے بعد احرام باندھا جائے' رسول اللہ ﷺ کا اسوہ بھی یہی ہے۔ (مناسك الحج و العمرة' للألباني' ص:۱۵'۱۶' مكتبة المعارف' الرياض)

۲۷۴۹- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدًا وَأَبَا بَكْرٍ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ».

۲۷۴۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ یوں لبیک کہتے تھے: [لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ ...... لَاشَرِيكَ لَكَ] "میں حاضر ہوں۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ بار بار حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ یقیناً تمام تعریفیں اور احسانات تیرے ساتھ ہی خاص ہیں اور حکومت بھی تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں"۔

۲۷۴۹- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۴۳ عن محمد بن جعفر، لقبه غندر به، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۲۹.

٢٧٥٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: تَلْبِيَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ.

٢٧٥٠- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی لبیک اس طرح تھی [لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ ...... لَاشَرِيكَ لَكَ] "میں حاضر ہوں۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ بار بار حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ یقیناً تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں اور انعامات تیرے ساتھ خاص ہیں اور حکومت بھی تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں"۔

٢٧٥١- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَتْ تَلْبِيَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ. وَزَادَ فِيهِ ابْنُ عُمَرَ: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ.

٢٧٥١- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی لبیک اس طرح تھی: [لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ ...... لَاشَرِيكَ لَكَ] "حاضر ہوں۔ اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں۔ بلاشبہ تعریف اور احسانات تیرے ساتھ خاص ہیں اور حکومت بھی۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔" حضرت ابن عمر ؓ نے اس میں یہ الفاظ (اپنی طرف سے) بڑھائے: [لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ] "حاضر ہوں، حاضر ہوں اور اپنے آپ کو تیرے حضور پیش کرتا ہوں۔ ہر قسم کی بھلائی تیرے ہی ہاتھوں میں ہے۔ ہمارا مانگنا بھی تجھی سے ہے اور عمل بھی تیرے ہی لیے ہے"۔

فائدہ: الفاظ تلبیہ میں افضل یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے تلبیے پر اقتصار کیا جائے لیکن اگر کوئی اس میں اضافہ کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں چونکہ بعض صحابۂ کرام ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں تلبیہ کے الفاظ میں اضافہ کیا تھا جس پر آپ نے خاموشی اختیار فرمائی تو ثابت ہوا کہ تلبیہ کے الفاظ میں ایسا اضافہ

٢٧٥٠_ أخرجه البخاري، الحج، باب التلبية، ح:١٥٤٩، ومسلم، الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ح:١١٨٤ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٣١، والكبرى، ح:٣٧٣٠.

٢٧٥١_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح:٣٧٣١.

کیا جا سکتا ہے جو اللہ کی تعظیم پر مبنی ہو، یہی قول جمہور علماء کا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخیرة العقبیٰ شرح سنن النسائي: ٢٣/٢٢٠-٢٢١)

٢٧٥٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ مِنْ تَلْبِيَةِ النَّبِيِّ ﷺ: «لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ».

٢٧٥٢- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی لبیک یوں تھی: [لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ ...... إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ] "حاضر ہوں، اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ بار بار حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ حاضر ہوں۔ یقیناً تمام تعریفیں اور انعامات تیرے لیے خاص ہیں۔"

فائدہ: یہ روایت مختصر ہے۔ گزشتہ مفصل روایات میں تلبیے کے مکمل الفاظ موجود ہیں۔

٢٧٥٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ مِنْ تَلْبِيَةِ النَّبِيِّ ﷺ لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْحَقِّ.

٢٧٥٣- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی لبیک یہ تھی: [لَبَّيْكَ إِلٰهَ الْحَقِّ] "میں حاضر ہوں اے معبود برحق۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَ هٰذَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ إِلَّا عَبْدَالْعَزِيزِ. رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْهُ مُرْسَلًا.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ اس روایت کو عبدالعزیز کے علاوہ کسی اور نے عبداللہ بن فضل سے مرفوع متصل بیان کیا ہو بلکہ اسماعیل بن امیہ نے ان سے یہ روایت مرسل بیان

٢٧٥٢_ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٤١٠ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٣٢، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي برقم: ٣٠٤٩.

٢٧٥٣_ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب التلبية، ح: ٢٩٢٠ من حديث عبدالعزيز به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٣٣، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ١٧٢، ح: ٢٦٢٣، وابن حبان، ح: ٩٧٥، والحاكم على شرط الشيخين: ١/ ٤٤٩، ٤٥٠، ووافقه الذهبي، وللحديث علة مهدرة.

کی ہے۔ (گویا امام نسائی عبدالعزیز کی روایت کو درست نہیں سمجھ رہے۔)

(المعجم ٥٥) - رَفْعُ الصَّوْتِ بِالْإِهْلَالِ (التحفة ٥٥)

باب:۵۵- بلند آواز سے لبیک کہنا

٢٧٥٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «جَاءَنِي جِبْرِيلُ وَقَالَ لِي: يَا مُحَمَّدُ! مُرْ أَصْحَابَكَ أَنْ يَرْفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ».

۲۷۵۴- حضرت سائب ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس جبریل ؑ آئے اور کہنے لگے: اے محمد! اپنے ساتھیوں کو حکم دیں کہ لبیک بلند آواز سے کہیں۔“

فائدہ: ذکر اگرچہ آہستہ بہتر ہوتا ہے مگر جو ذکر شعار کا درجہ حاصل کر لے اور ہر کسی پر لازم ہو اسے بلند آواز سے ادا کرنا افضل ہوتا ہے جیسے تکبیرات اور لبیک وغیرہ تاکہ دوسروں کو بھی رغبت ہو اور جو شخص نہیں جانتا وہ بھی سیکھ لے نیز تلبیہ احرام کی خصوصی علامت ہے کیونکہ لباس تو کوئی بھی پہن سکتا ہے لہٰذا تلبیہ بلند آواز سے کہا جائے تاکہ احرام کا اعلان ہو جیسے قربانی کے جانور (جو بیت اللہ کو بھیجے جائیں) کے گلے میں قلادہ ڈالنا۔

(المعجم ٥٦) - اَلْعَمَلُ فِي الْإِهْلَالِ (التحفة ٥٦)

باب:۵۶- احرام کا عمل

٢٧٥٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ

۲۷۵۵- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے

٢٧٥٤_[إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في رفع الصوت بالتلبية، ح:٨٢٩، وابن ماجه، المناسك، باب رفع الصوت بالتلبية، ح:٢٩٢٢ من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع عند الحميدي، ح:٨٥٥ (بتحقيقي)، وهو في الكبرى، ح:٣٧٣٤، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٦٢٥، ٢٦٢٧، وابن حبان، ح:٩٧٤ وغيرهما.

٢٧٥٥_[إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء متى أحرم النبي ﷺ؟، ح:٨١٩ عن قتيبة به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرى، ح:٣٧٣٥. * خصيف بن عبدالرحمٰن ليس بالقوي كما قال النسائي في كتاب الضعفاء والمتروكين:١٧٧.

السَّلَامِ عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَهَلَّ فِي دُبُرِ الصَّلَاةِ.

رسول اللہ ﷺ نے نماز کے بعد تلبیہ پکارا۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' بشرط صحت اس سے احرام کی نماز مراد نہیں جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں بلکہ ظہر کی نماز تھی' جس کے بعد آپ نے تلبیہ کہا' چنانچہ اگلی روایت میں اس کی صراحت ہے۔

٢٧٥٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْبَيْدَاءِ، ثُمَّ رَكِبَ وَصَعِدَ جَبَلَ الْبَيْدَاءِ، وَأَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حِينَ صَلَّى الظُّهْرَ.

۲۷۵۶- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز بیداء میں پڑھی' پھر سوار ہوئے اور بیداء کے پہاڑ پر چڑھے اور جب ظہر کی نماز پڑھی تھی' اسی وقت حج اور عمرے کی لبیک کہی تھی۔

٢٧٥٧- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ فِي حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ: فَلَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ صَلَّى وَهُوَ صَامِتٌ حَتَّى أَتَى الْبَيْدَاءَ.

۲۷۵۷- حضرت جابر ؓ سے نبی ﷺ کے حج الوداع کے بارے میں روایت ہے کہ جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ میں تشریف لائے تو آپ نے نماز پڑھی۔ آپ (لبیک سے) خاموش رہے حتی کہ آپ بیداء میں پہنچے۔

٢٧٥٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ: بَيْدَاؤُكُمْ هٰذِهِ الَّتِي تَكْذِبُونَ فِيهَا

۲۷۵۸- حضرت سالم نے اپنے والد (حضرت ابن عمر ؓ) کو فرماتے سنا کہ یہ تمھاری بیداء ہے جس کی بابت تم نبی ﷺ پر جھوٹ بولتے (غلط بیانی کرتے)

٢٧٥٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٦٣، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٣٦، وسنده ضعيف، وهو صحيح بالشواهد.

٢٧٥٧ـ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٧٣٧، انظر الحديث المتقدم، ح: ٢٧١٣.

٢٧٥٨ـ أخرجه البخاري، الحج، باب الإهلال عند مسجد ذي الحليفة، ح: ١٥٤١، ومسلم، الحج، باب أمر أهل المدينة بالإحرام من عند مسجد ذي الحليفة، ح: ١١٨٦/ ٢٣ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٣٨، والموطأ (يحيى): ١/ ٣٣٢.

عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا مِنْ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

ہو۔ نبی ﷺ نے ذوالحلیفہ کی مسجد سے لبیک کہہ لیا تھا۔

فوائد ومسائل: ① عام لوگوں میں مشہور تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیداء کے میدان میں لبیک کہنا شروع فرمایا لیکن یہ درست نہیں۔ اصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ میں بہ حیثیت مسافر ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور سلام کے بعد وہیں لبیک پکارا مگر وہ صرف چند قریبی ساتھیوں نے سنا' پھر آپ سواری پر تشریف فرما ہوئے تو پھر لبیک پکارا۔ اسے پہلے سے زیادہ لوگوں نے سنا' پھر آپ بیداء میں پہنچے تو آپ نے پھر لبیک پکارا۔ وہ تقریباً سب لوگوں نے سنا۔ جس نے جس جگہ سنا' اسی کے بارے میں بیان کیا۔ اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ اپنے اپنے علم کی بات ہے' البتہ احرام کی ابتدا ذوالحلیفہ سے ہوئی اور وہیں آپ نے لبیک کہنا شروع کیا تھا۔ ② "جھوٹ بولتے ہو" یعنی تمھیں غلط فہمی ہے کہ آپ نے لبیک کی ابتدا بیداء سے فرمائی۔ عربی میں غلط فہمی کو بھی جھوٹ کہہ لیتے ہیں کیونکہ دونوں خلاف واقعہ ہوتے ہیں۔ ③ "ذوالحلیفہ کی مسجد" اس وقت وہاں مسجد نہیں تھی۔ مسجد بعد میں بطور یادگار بنائی گئی۔

۲۷۵۹- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَرْكَبُ رَاحِلَتَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ يُهِلُّ حِينَ تَسْتَوِي بِهِ قَائِمَةً.

۲۷۵۹- حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ذوالحلیفہ میں اپنی سواری پر سوار ہوتے تھے' پھر سواری آپ کو لے کر کھڑی ہوتی تو آپ لبیک فرماتے۔

فائدہ: اصل بات پیچھے گزر چکی ہے کہ آپ نے لبیک کی ابتدا نماز کے فوراً بعد بیٹھے بیٹھے فرمائی تھی۔

۲۷۶۰- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ:

۲۷۶۰- حضرت ابن عمر ﷠ بیان فرمایا کرتے تھے

۲۷۵۹ـ أخرجه البخاري، الحج، باب قول الله تعالى: "يأتوك رجالاً ... الخ"، ح:١٥١٤، ومسلم، الحج، باب بيان أن الأفضل أن يحرم حين تنبعث به راحلته ... الخ، ح:٢٩/١١٨٧ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح:٣٧٣٩، وتقدم طرفه، ح:٢٦٨٤.

۲۷۶۰ـ أخرجه البخاري، الحج، باب من أهل حين استوت به راحلته قائمةً، ح:١٥٥٢، ومسلم، الحج، باب بيان أن الأفضل أن يحرم حين تنبعث به راحلته متوجها إلى مكة... ، ح:٢٨/١١٨٧ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح:٣٧٤٠. ✽ شعيب هو ابن إسحاق، وإسحاق هو الأزرق.

أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ. ح: وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ - يَعْنِي ابْنَ يُوسُفَ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهَلَّ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ.

کہ نبی ﷺ اس وقت لبیک کہتے جب آپ کی سواری آپ کو لے کر کھڑی ہوتی۔

٢٧٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَابْنِ إِسْحَاقَ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَأَيْتُكَ تُهِلُّ إِذَا اسْتَوَتْ بِكَ نَاقَتُكَ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُهِلُّ إِذَا اسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ وَانْبَعَثَتْ.

٢٧٦١- حضرت عبید بن جریج بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر ؓ سے عرض کیا کہ میں نے آپ کو دیکھا ہے آپ اس وقت لبیک کہتے ہیں جب سواری آپ کو لے کر کھڑی ہوتی ہے (کیا وجہ ہے)؟ انھوں نے فرمایا: بلاشبہ نبی ﷺ بھی اسی وقت لبیک فرمایا کرتے تھے جب آپ کی سواری آپ کو لے کر اٹھتی اور سیدھی کھڑی ہو جاتی۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن عمر ؓ اپنے علم کے مطابق بیان فرما رہے ہیں ورنہ حجۃ الوداع وغیرہ کے موقع پر آپ نے نماز کے فوراً بعد لبیک کہنا شروع فرما دیا تھا۔ حضرت ابن عمر ؓ نے سنا نہیں ہوگا۔

(المعجم ٥٧) - إِهْلَالُ النُّفَسَاءِ (التحفة ٥٧)

باب:٥٧- نفاس والی عورت کیسے احرام باندھے؟

٢٧٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ

٢٧٦٢- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (مدینہ منورہ میں) نو سال ٹھہرے

٢٧٦١- أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين ... الخ، ح:١٦٦، ومسلم، الحج، باب بيان أن الأفضل أن يحرم حين تنبعث به راحلته متوجها إلى مكة ...، ح:١١٨٧ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح:٣٧٤١، والموطأ (يحيى):١/ ٣٣٣ بطوله.

٢٧٦٢- [صحيح] تقدم، ح:٢١٥، وهو في الكبرى، ح:٣٧٤٢.

الْهَادِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَقَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ تِسْعَ سِنِينَ لَمْ يَحُجَّ، ثُمَّ أَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ فَلَمْ يَبْقَ أَحَدٌ يَقْدِرُ أَنْ يَأْتِيَ رَاكِبًا أَوْ رَاجِلًا إِلَّا قَدِمَ، فَتَدَارَكَ النَّاسُ لِيَخْرُجُوا مَعَهُ حَتَّى جَاءَ ذَا الْحُلَيْفَةِ، فَوَلَدَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اِغْتَسِلِي وَاسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ ثُمَّ أَهِلِّي» فَفَعَلَتْ. مُخْتَصَرٌ.

مگر آپ نے حج نہیں فرمایا' پھر (دسویں سال میں) آپ نے تمام لوگوں میں حج کا اعلان فرمایا۔ کوئی ایسا شخص باقی نہ رہا جو سوار یا پیدل آنے کی طاقت رکھتا تھا مگر وہ نہ آیا ہو (یعنی ضرور آیا)۔ سب لوگ جمع ہو گئے تاکہ آپ کے ساتھ حج کو جائیں حتی کہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو حضرت اسماء بنت عمیس ؓ نے محمد بن ابی بکر کو جنم دیا۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا تو آپ نے فرمایا: "تو غسل کر کے لنگوٹ باندھ لے' پھر لبیک شروع کر دے۔" چنانچہ انھوں نے ایسے ہی کیا۔ یہ روایت مختصر ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں' حدیث: ٢٦٦٤، ٢٦٦٥. ② نفاس والی عورت کا احرام کے وقت غسل کرنا طہارت کے لیے نہیں صرف احرام کی سنت کے طور پر ہے تاکہ احرام کے دنوں میں سر یا بدن میں جوؤں یا میل کچیل سے بچت ہو سکے۔ یہ غسل حائضہ بھی کرے گی۔ غسل کے بعد لبیک کہا جائے' پھر طواف کے علاوہ باقی ارکان ادا کیے جا سکتے ہیں' خواہ حیض و نفاس کا خون جاری ہو۔ (اسی لیے لنگوٹ باندھنے کا حکم دیا۔) جب یہ حالت ختم ہو تو بعد میں طواف کر لے' خواہ کتنی ہی تاخیر ہو جائے۔ ③ حیض اور نفاس والی عورت کی سعی کی بابت اختلاف ہے' تاہم احوط اور افضل یہی ہے کہ وہ صفا مروہ کی سعی بھی نہ کرے۔ واللہ أعلم۔

٢٧٦٣- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نُفِسَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ تَسْأَلُهُ كَيْفَ تَفْعَلُ فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ

٢٧٦٣- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت عمیس ؓ نے (حجۃ الوداع کے موقع پر ذوالحلیفہ میں) محمد بن ابی بکر کو جنم دیا تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو پیغام بھیجا' وہ آپ سے پوچھ رہی تھیں کہ اب کیا کرے؟ آپ نے انھیں حکم دیا کہ غسل کر کے لنگوٹ باندھ لے اور لبیک کہے۔ (یعنی احرام شروع

٢٧٦٣_[صحيح] تقدم، ح: ٢١٥، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٤٣.

وَتَسْتَثْفِرَ بِثَوْبِهَا وَتُهِلَّ.

کردے۔)

فائدہ: یہ فرض غسل نہیں۔ اگر کوئی مجبوری ہو اور غسل نہ کیا جائے تو بھی گزارا ہو جائے گا' تاہم بلاوجہ نہ چھوڑا جائے۔

(المعجم ٥٨) - فِي الْمُهِلَّةِ بِالْعُمْرَةِ تَحِيضُ وَتَخَافُ فَوْتَ الْحَجِّ (التحفة ٥٨)

باب:۵۸-عورت نے عمرے کا احرام باندھ رکھا ہوا سے حیض شروع ہو جائے اور (انتظار کی صورت میں) حج فوت ہونے کا خطرہ ہو تو؟

٢٧٦٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَقْبَلْنَا مُهِلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِحَجٍّ مُفْرَدٍ وَأَقْبَلَتْ عَائِشَةُ مُهِلَّةً بِعُمْرَةٍ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ عَرَكَتْ، حَتَّى إِذَا قَدِمْنَا طُفْنَا بِالْكَعْبَةِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَحِلَّ مِنَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ قَالَ: فَقُلْنَا: حِلُّ مَاذَا؟ قَالَ: «الْحِلُّ كُلُّهُ» فَوَاقَعْنَا النِّسَاءَ وَتَطَيَّبْنَا بِالطِّيبِ وَلَبِسْنَا ثِيَابَنَا وَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا أَرْبَعُ لَيَالٍ، ثُمَّ أَهْلَلْنَا يَوْمَ التَّرْوِيَةِ، ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى عَائِشَةَ فَوَجَدَهَا تَبْكِي فَقَالَ: «مَا شَأْنُكِ؟» فَقَالَتْ: شَأْنِي أَنِّي قَدْ حِضْتُ وَقَدْ حَلَّ النَّاسُ وَلَمْ أُحْلِلْ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ

۲۷۶۴- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ ہم (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف حج کا احرام باندھے (یا حج کی لبیک کہتے ہوئے) جارہے تھے لیکن حضرت عائشہ ؓ نے عمرے کا احرام باندھ رکھا تھا۔ جب ہم سرف مقام پر پہنچے تو انھیں حیض شروع ہو گیا حتی کہ جب ہم (مکہ مکرمہ میں) آئے تو ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ جو شخص اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہیں لایا' وہ حلال ہو جائے۔ ہم نے کہا: کس قسم کے حلال ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''مکمل حلال ہو جائیں۔'' چنانچہ ہم نے اپنی بیویوں سے جماع کیے' خوشبوئیں لگائیں اور عام کپڑے پہنے حالانکہ ہمارے اور یوم عرفہ کے درمیان صرف چار راتیں باقی تھیں' پھر ہم نے ترویے (۸ ذوالحجہ) کے دن دوبارہ احرام باندھا۔ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ ؓ کے پاس

٢٧٦٤- أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران . . . الخ، ح:١٢١٣ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح:٣٧٤٤.

وَالنَّاسُ يَذْهَبُونَ إِلَى الْحَجِّ الْآنَ فَقَالَ: «إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ أَهِلِّي بِالْحَجِّ» فَفَعَلَتْ وَوَقَفَتِ الْمَوَاقِفَ حَتّٰى إِذَا طَهُرَتْ طَافَتْ بِالْكَعْبَةِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ قَالَ: «قَدْ حَلَلْتِ مِنْ حَجَّتِكِ وَعُمْرَتِكِ جَمِيعًا» فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي أَنِّي لَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى حَجَجْتُ قَالَ: «فَاذْهَبْ بِهَا يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ! فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ» وَذٰلِكَ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ.

آئے تو انھیں روتے ہوئے پایا۔ آپ نے فرمایا: ”تجھے کیا ہوا؟“ انھوں نے کہا: ہوا یہ ہے کہ مجھے حیض آ رہا ہے۔ لوگ (عمرہ کر کے) حلال ہو گئے ہیں اور میں حلال نہیں ہو سکی (یعنی عمرہ ہی نہیں کر سکی۔) اب لوگ حج کو جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”(کوئی بات نہیں) یہ چیز تو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ رکھی ہے‘ لہٰذا تو غسل کر‘ پھر حج کا احرام باندھ لے۔“ تو انھوں نے ایسے ہی کیا اور تمام ٹھہرنے کی جگہوں (منیٰ‘ عرفات اور مزدلفہ) میں ٹھہریں حتی کہ جب وہ حیض سے پاک ہو گئیں تو انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی‘ پھر آپ نے فرمایا: ”تو اپنے حج اور عمرے دونوں سے حلال (فارغ) ہو گئی ہے۔“ حضرت عائشہ ؓ کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میں اپنے دل میں کچھ محسوس کر رہی ہوں کیونکہ میں نے حج سے قبل بیت اللہ کا طواف وغیرہ نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا: ”اے عبدالرحمٰن! انھیں لے جاؤ اور انھیں تنعیم سے عمرہ کراؤ۔“ یہ اس رات کی بات ہے جو آپ نے مُحَصّب میں گزاری تھی۔

فوائد ومسائل: ① ”حضرت عائشہ ؓ نے عمرے کا احرام باندھ رکھا تھا“ ان الفاظ سے ظاہراً یہ مفہوم سمجھ میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے شروع ہی سے عمرے کا احرام باندھا تھا مگر یہ درست نہیں۔ اصل بات یوں ہے کہ حضرت عائشہ ؓ اور اکثر لوگوں نے حج ہی کا احرام باندھا تھا۔ راستے میں آپ نے وحی کی بنا پر یہ حکم فرمایا کہ جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں‘ وہ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں تبدیل کر لیں اور عمرہ کر کے حلال ہو جائیں۔ حضرت عائشہ ؓ کے ساتھ بھی قربانی کا جانور نہیں تھا‘ لہٰذا انھوں نے اپنے حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل لیا۔ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو انھیں حیض شروع ہو گیا‘ لہٰذا وہ عمرہ نہ کر سکیں۔ یوم ترویہ (۸ ذوالحجہ) تک حیض ہی ختم نہ ہوا کہ عمرہ کر کے حج شروع کرتیں۔ اسی لیے انھیں پریشانی ہوئی جس کا تفصیلی ذکر اس حدیث میں ہے۔ ② سَرِف: یہ ایک مقام ہے مکہ مکرمہ سے دس میل کے فاصلے پر۔ ③ ”کس قسم کی حلت“ چونکہ ابتداءً حج ہی کا احرام باندھا تھا‘ نیز حج کے افعال شروع ہونے کو صرف تین دن باقی تھے‘ اس

لیے ان کو حلال ہونے میں تردد تھا۔ ④ "مکمل حلت" یعنی تم جماع کر سکتے ہو۔ ⑤ "چار راتیں" آپ چار ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچے اور آٹھ ذوالحجہ کو حاجی لوگ منیٰ میں جاتے ہیں۔ درمیان میں یہی تین چار دن تھے۔ ⑥ "حج کا احرام باندھ لے" یعنی عمرے کے ساتھ حج کا احرام بھی باندھ لے تاکہ دونوں اکٹھے ادا ہو جائیں جیسا کہ آخر میں ہے کہ تو دونوں سے فارغ ہو گئی ہے یعنی دونوں ادا ہو گئے ہیں۔ گویا صرف نیت دونوں کی چاہیے' افعال صرف حج والے ہی ہوں گے۔ یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک ہے، جبکہ احناف کے نزدیک قران کی صورت میں عمرہ الگ کرنا ہوگا' حج الگ۔ صرف احرام مشترکہ ہوگا۔ وہ ترجمہ کرتے ہیں: "تو عمرے کا احرام چھوڑ کر صرف حج کا احرام باندھ لے" مگر آخری الفاظ: "تو حج وعمرہ دونوں سے حلال ہو گئی ہے" اس کے خلاف ہیں۔ ⑦ "میں اپنے دل میں کچھ محسوس کر رہی ہوں" یعنی میرا عمرہ حج سے الگ نہیں ہوا' لہٰذا مجھے اطمینان نہیں ہو رہا۔ ⑧ "اے عبدالرحمٰن!" یہ عبدالرحمٰن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھائی تھے۔ ⑨ "تنعیم" یہ ایک مقام ہے جو مکہ سے تقریباً چھ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہ حد ہے حل اور حرم کے درمیان۔ مطلب نبی ﷺ کا یہ تھا کہ انھیں وہاں لے جاؤ تاکہ یہ وہاں سے عمرے کا احرام باندھ کر آئیں اور الگ عمرہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دل جوئی کے لیے ان کو وہاں سے احرام باندھ کر عمرہ کرنے کی اجازت دی تھی۔ کیونکہ تنعیم یا مسجد عائشہ کوئی میقات نہیں جس سے احرام باندھا جائے۔ اس سے زیادہ سے زیادہ ایسی ہی حائضہ عورتوں کے لیے عمرے کی اجازت ثابت ہوتی ہے نہ کہ مطلقاً ہر شخص کے لیے وہاں سے احرام باندھ کر بار بار عمرہ کرنے کی' جیسا کہ بہت سے لوگ وہاں ایسا کرتے ہیں اور اسے "چھوٹا عمرہ" قرار دیتے ہیں۔ یہ رواج اور استدلال بے بنیاد ہے۔ ⑩ "مُحَصَّب میں گزاری" یہ چودھویں رات تھی ذوالحجہ کی۔ منیٰ سے واپس آتے ہوئے آپ رات یہاں ٹھہرے تھے۔ احناف کے نزدیک یہ رات محصب میں ٹھہرنا حج کی سنت ہے جبکہ دیگر اہل علم کے نزدیک آپ کا یہاں ٹھہرنا اتفاقاً تھا۔ آپ نے مناسب نہ سمجھا کہ سارا سامان لے کر کے جائیں اور پھر وہ سامان لے کر یہاں آئیں' لہٰذا پڑاؤ وہاں ڈال لیا۔ سامان کے بغیر مکہ مکرمہ آئے' طواف وداع کیا اور راتوں رات واپس چلے گئے۔ بعض صحابہ سے یہی بات صراحتاً منقول ہے۔ محصب کو خَيْف، حصباء، ابطح، بطحاء اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں۔

٢٧٦٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ

۲۷۶۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں نکلے تو ہم نے عمرے کا احرام باندھا' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص

٢٧٦٥- [صحيح] تقدم، ح: ٢٤٣، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٤٥.

قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ، ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا»، فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ» فَفَعَلْتُ، فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ قَالَ: «هٰذِهِ مَكَانُ عُمْرَتِكِ» فَطَافَ الَّذِينَ أَهَلُّوا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنًى لِحَجِّهِمْ، وَأَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا.

کے ساتھ قربانی کا جانور ہے وہ عمرے کے ساتھ حج کا احرام بھی باندھ لے پھر وہ حلال نہ ہو حتی کہ دونوں سے حلال ہو۔" میں مکہ میں آئی تو مجھے حیض آ رہا تھا۔ (حیض کی بنا پر) میں نے بیت اللہ کا طواف کیا نہ صفا مروہ کے درمیان سعی کی۔ میں نے اس بات کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی تو آپ نے فرمایا: "اپنا سر (یعنی بال) کھول لو اور کنگھی کرو اور حج کا احرام باندھ لو اور عمرہ چھوڑ دو۔" میں نے ایسے ہی کیا۔ جب میں نے حج پورا کر لیا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے (میرے بھائی) عبدالرحمن بن ابی بکر ؓ کے ہمراہ تنعیم کی طرف بھیجا تو میں نے عمرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ تیرے اس عمرے کی جگہ ہے (جو تجھ سے رہ گیا تھا)۔" تو جنھوں نے صرف عمرے کا احرام باندھا تھا انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی پھر وہ حلال ہو گئے پھر انھوں نے منیٰ سے واپس آنے کے بعد اپنے حج کا ایک اور طواف کیا لیکن جنھوں نے حج اور عمرے کا اکٹھا احرام باندھا تھا انھوں نے صرف ایک طواف کیا۔

فوائد و مسائل: ① "عمرے کا احرام باندھا" تفصیل سابقہ حدیث میں گزر چکی ہے۔ ② "اپنا سر کھول لو..." ان الفاظ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے عمرے کا احرام چھوڑ کر صرف حج کا احرام باندھا تھا اور انھوں نے صرف حج کیا تھا جیسا کہ احناف کا خیال ہے۔ لیکن درست بات یہی ہے کہ حضرت عائشہ ؓ نے حج اور عمرہ دونوں کیے تھے جیسا کہ گزشتہ روایت میں اس کی تفصیل ہے۔ "عمرہ چھوڑ دے" سے مراد یہ ہے کہ عمرے کے افعال و اعمال چھوڑ دے اور حج کا احرام باندھ لے کیونکہ عمرے کے اعمال حج کے اعمال میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور نبی ﷺ کا یہ فرمانا: "تو اپنے حج اور عمرے دونوں سے حلال ہو گئی" اس بات

کی واضح دلیل ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حج اور عمرہ دونوں ہو گئے تھے اور تنعیم والا عمرہ محض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اطمینان قلب کے لیے تھا۔ واللہ أعلم۔ ③ "سر کے بال کھول لو اور کنگھی کرو" احرام میں کنگھی کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ احناف ناجائز کہتے ہیں۔ بعض نے عذر کی بنا پر جائز کہا ہے جبکہ جمہور مطلق جائز سمجھتے ہیں۔ راجح بات جمہور اہل علم کی ہے کیونکہ کنگھی نہ کرنے کی کوئی دلیل نہیں، لہٰذا احناف کا ان الفاظ سے عمرہ ختم کرنے کا استدلال درست نہیں۔ واللہ أعلم۔ ④ "صرف ایک طواف کیا" ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے منیٰ سے واپس آ کر طواف نہیں کیا، حالانکہ یہ حقیقت کے خلاف ہے۔ یہ طواف تو فرض ہے۔ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۲۷۴۷، فائدہ: ۳)

(المعجم ٥٩) - اَلِاشْتِرَاطُ فِي الْحَجِّ (التحفة ٥٩)

باب: ۵۹-حج کے احرام میں شرط لگانا

٢٧٦٦- أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبِيبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ ضُبَاعَةَ أَرَادَتِ الْحَجَّ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَشْتَرِطَ فَفَعَلَتْ عَنْ أَمْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

۲۷۶۶-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا نے حج کا ارادہ کیا تو نبی ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ (احرام کے وقت) شرط لگا لیں تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ایسے ہی کیا۔

فوائد و مسائل: ① یہ روایت مجمل ہے۔ تفصیل یوں ہے کہ حضرت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہا بیمار تھیں۔ انھیں خطرہ تھا کہ بیماری بڑھ سکتی ہے۔ ادھر حج کا وقت قریب تھا۔ انھوں نے یہ اشکال رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے فرمایا: "تم احرام کے وقت یہ شرط لگا لو کہ یا اللہ! جہاں میں عاجز آ گئی حلال ہو جاؤں گی۔ اگر راستے میں بیماری بڑھ جائے اور تم عاجز آ جاؤ تو احرام کھول لینا۔" ان الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس پر دم یا قضا واجب نہیں ہوگی۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور محدثین اسی کے قائل ہیں۔ دیگر اہل علم شرط کے قائل نہیں۔ وہ اس روایت کو حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص کرتے ہیں مگر اس تخصیص کی دلیل چاہیے خصوصاً جبکہ حضرت عمر، عثمان، علی، ابن مسعود اور عائشہ رضی اللہ عنہم جیسے مجتہد صحابہ بھی شرط کے قائل ہیں۔ ② حدیث حج کے متعلق ہے لیکن عمرے کا حکم بھی یہی ہے۔ ③ اس حدیث میں عذر بیماری کا ہے۔ لیکن دوسرے اعذار کا

٢٧٦٦- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض ونحوه، ح: ١٢٠٨/١٠٧ عن هارون به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٤٦، ومسند أبي داود الطيالسي، ح: ٢٦٨٥ . * حبيب هو ابن يزيد.

حکم بھی یہی ہے۔ ⑨ اگر قربانی کا جانور ساتھ ہو تو وہ وہیں ذبح کر دیا جائے گا خواہ حل ہو یا حرم۔

(المعجم ٦٠) - كَيْفَ يَقُولُ إِذَا اشْتَرَطَ (التحفة ٦٠)

باب:٦٠-شرط لگاتے وقت کیا کہے؟

٢٧٦٧- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ الْأَحْوَلُ قَالَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ ابْنُ خَبَّابٍ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ الرَّجُلِ يَحُجُّ يَشْتَرِطُ قَالَ: اَلشَّرْطُ بَيْنَ النَّاسِ، فَحَدَّثْتُهُ حَدِيثَهُ - يَعْنِي عِكْرِمَةَ - فَحَدَّثَنِي عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَكَيْفَ أَقُولُ؟ قَالَ: «قُولِي: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ وَمَحِلِّي مِنَ الْأَرْضِ حَيْثُ تَحْبِسُنِي فَإِنَّ لَكِ عَلَى رَبِّكِ مَا اسْتَثْنَيْتِ».

٢٧٦٧-حضرت ہلال بن خباب نے کہا: میں نے حضرت سعید بن جبیر سے آدمی کے احرام حج میں شرط لگانے کے بارے میں پوچھا تو وہ کہنے لگے: شرط تو لوگوں کے درمیان ہوتی ہے (نہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ)۔ تو میں نے انھیں حضرت عکرمہ والی روایت بیان کی جو انھوں نے مجھے حضرت ابن عباس ؓ سے بیان کی تھی کہ حضرت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب ؓ نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں تو میں کیسے کہوں؟ آپ نے فرمایا: ”تو (احرام کے وقت) کہہ: میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں۔ میرے حلال ہونے کی جگہ وہ ہو گی جہاں تو مجھے روک لے۔ (یعنی جہاں بیماری مجھے عاجز کر دے۔) پھر جو تو اپنے رب سے شرط لگائے گی تجھے اس پر عمل کرنے کا حق ہوگا۔“

فائدہ: ”شرط لوگوں کے درمیان ہوتی ہے“ چونکہ حضرت سعید بن جبیر کو مذکورہ حدیث کا علم نہیں تھا لہٰذا انھوں نے ایسے کہا۔ جب نبی ﷺ شرط لگوا رہے ہیں تو پھر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

٢٧٦٨- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ:

٢٧٦٨-حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ

٢٧٦٧_[إسناده حسن] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الاشتراط في الحج، ح:١٧٧٦، والترمذي، الحج، باب ماجاء في الاشتراط في الحج، ح:٩٤١ من حديث هلال به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح:٣٧٤٩، وانظر نيل المقصود، ح:١٤٤٣ لحال هلال ابن خباب.

٢٧٦٨_أخرجه مسلم، الحج، باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض ونحوه، ح:١٢٠٨ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح:٣٧٤٧. * شعيب هو ابن إسحاق.

أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا وَعِكْرِمَةَ يُخْبِرَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَتْ ضُبَاعَةُ بِنْتُ الزُّبَيْرِ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ ثَقِيلَةٌ وَإِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أُهِلَّ؟ قَالَ: «أَهِلِّي وَاشْتَرِطِي أَنَّ مَحِلِّي حَيْثُ حَبَسْتَنِي».

حضرت ضباعہ بنت زبیر ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میں بیمار عورت ہوں اور حج کا ارادہ رکھتی ہوں تو آپ مجھے کس طرح احرام باندھنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”احرام باندھ لو اور شرط لگا لو کہ میرے حلال ہونے کی جگہ وہ ہوگی جہاں (اے اللہ!) تو مجھے روک لے گا۔“

٢٧٦٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلَى ضُبَاعَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي شَاكِيَةٌ وَإِنِّي أُرِيدُ الْحَجَّ، فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: «حُجِّي وَاشْتَرِطِي إِنَّ مَحِلِّي حَيْثُ تَحْبِسُنِي».

٢٧٦٩- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ضباعہ ؓ کے پاس تشریف لے گئے تو وہ کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! میں بیمار ہوں اور میں حج کا ارادہ بھی رکھتی ہوں۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”تم حج کو جاؤ لیکن شرط لگا لو کہ میں وہاں حلال ہو جاؤں گی جہاں تو مجھے روک لے گا۔“

قَالَ إِسْحَاقُ: قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّزَّاقِ: كِلَاهُمَا عَنْ عَائِشَةَ، هِشَامٌ وَالزُّهْرِيُّ؟ قَالَ: نَعَمْ!.

اسحاق بن ابراہیم فرماتے ہیں: میں نے (اپنے استاد) عبدالرزاق سے پوچھا: کیا ہشام اور زہری دونوں حضرت عائشہ کا نام لیتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ

ابوعبدالرحمن (امام نسائی ؒ) بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ روایت معمر کے علاوہ کسی نے زہری

٢٧٦٩- [صحيح] أخرجه مسلم، ح: ١٢٠٧/ ١٠٥ (انظر الحديث السابق) من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٤٨.

مَعْمَرٍ.

سے متصل مرفوع بیان کی ہو۔ (مگر اس سے معمر کی روایت کمزور نہیں بنتی کیونکہ معمر بذات خود ثقہ راوی ہیں۔)

(المعجم ٦١) - مَا يَفْعَلُ مَنْ حُبِسَ عَنِ الْحَجِّ وَلَمْ يَكُنِ اشْتَرَطَ (التحفة ٦١)

باب:٦١- جس شخص نے شرط نہیں لگائی' وہ حج سے روک دیا جائے تو کیا کرے؟

٢٧٧٠- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُنْكِرُ الْإِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُولُ: أَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ، إِنْ حُبِسَ أَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا وَيُهْدِي وَيَصُومُ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا.

٢٧٧٠- حضرت سالم بیان کرتے ہیں کہ (والد محترم) حضرت ابن عمر ؓ احرام حج میں شرط لگانے کا انکار فرماتے تھے اور کہتے تھے: کیا تمھیں رسول اللہ ﷺ کی سنت کافی نہیں؟ اگر تم میں سے کوئی شخص حج سے روک دیا جائے تو وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرے' پھر وہ ہر چیز سے (جو احرام میں ممنوع تھی) حلال ہو جائے حتی کہ آئندہ سال حج کرے اور جانور بھی ذبح کرے۔ اور اگر جانور نہ پائے تو روزے رکھے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت ابن عمر ؓ حضرت ضباعہ ؓ کی حدیث سے واقف نہ ہوں گے ورنہ جس نبی اکرم ﷺ کی سنت وہ بتلا رہے ہیں اسی نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "شرط لگا۔" جس طرح نبی ﷺ کی سنت کافی ہے' اسی طرح نبی اکرم ﷺ کا فرمان بھی چون وچرا کی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ اور شرط والی یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ صحیح مسلم اور سنن اربعہ میں مذکور ہے۔ اس کی متابعات بھی ہیں۔ جلیل القدر صحابۂ کرام حضرت عمر، علی اور ابن مسعود ؓ اسی کے قائل ہیں' لہٰذا شرط لگانا بلاشبہ صحیح ہے۔ ② "بیت اللہ کا طواف کرے" بشرطیکہ وہ وہاں تک پہنچ سکے' حضرت ضباعہ والی روایت میں تو عجز کی صورت ہے' ظاہر ہے ایسی صورت میں تو جہاں عجز طاری ہو وہیں حلال ہونا (احرام کھولنا) پڑے گا' البتہ اگر وہ فرض حج کا احرام تھا تو آئندہ سال دوبارہ حج کرنا ہوگا' اگر وہ طاقت پائے' ورنہ اللہ تعالیٰ عذر قبول کرنے والا ہے۔ رسول اللہ ﷺ عمرۂ حدیبیہ میں راستے ہی میں حلال ہو گئے تھے۔ اور کہیں ذکر نہیں کہ آپ نے ان صحابہ کو قضا کا حکم دیا ہو۔

٢٧٧٠- أخرجه البخاري، المحصر، باب الإحصار في الحج، ح:١٨١٠ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرى، ح:٣٧٥٠.

٢٧٧١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ يُنْكِرُ الاِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُولُ: مَا حَسْبُكُمْ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ ﷺ؟ إِنَّهُ لَمْ يَشْتَرِطْ فَإِنْ حَبَسَ أَحَدَكُمْ حَابِسٌ فَلْيَأْتِ الْبَيْتَ فَلْيَطُفْ بِهِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ لْيَحْلِقْ أَوْ لِيُقَصِّرْ ثُمَّ لْيُحْلِلْ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ.

۲۷۷۱-حضرت سالم اپنے والد (ابن عمر) کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ وہ حج کے احرام میں شرط لگانے کا انکار کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے: کیا تمھیں تمھارے نبی ﷺ کی سنت کافی نہیں؟ کہ آپ نے شرط نہیں لگائی۔ اگر تم میں سے کسی کو کوئی رکاوٹ پیش آجائے تو (جب موقع ملے) بیت اللہ آئے' اس کا طواف کرے' صفا مروہ کے درمیان سعی کرے' پھر سر منڈوائے یا بال کٹوائے' پھر حلال ہو جائے اور اس پر آئندہ سال حج ہوگا۔

فائدہ: ''آپ نے شرط نہیں لگائی'' شاید ان کا اشارہ عمرۂ حدیبیہ کی طرف ہے کہ وہاں دشمن کی طرف سے رکاوٹ کا خطرہ تھا مگر آپ نے شرط نہیں لگائی جبکہ حضرت ضباعہ ؓ والی حدیث بعد کی ہے جس میں آپ نے شرط لگانے کا حکم دیا' دونوں پر عمل چاہیے' جو شرط لگائے وہ شرط والی روایت پر عمل کرے اور جو شرط نہ لگائے وہ حضرت ابن عمر والی روایت پر عمل کرے۔ امام نسائی ؒ نے دونوں باب قائم فرما کر اسی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ دونوں میں کوئی تعارض نہیں۔ دونوں الگ الگ حالتوں میں قابل عمل ہیں۔ اور یہی بات صحیح ہے۔ کسی صحیح یا قابل عمل حدیث کو بھی نہ چھوڑا جائے۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے سابقہ حدیث اور حدیث: ۲۷۷۶)

(المعجم ٦٢) - إِشْعَارُ الْهَدْيِ (التحفة ٦٢)

باب: ۶۲-قربانی کے اونٹ کو اشعار کرنا

٢٧٧٢ ، ٢٧٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. ح: وَأَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۲۷۷۲، ۲۷۷۳-حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرۂ حدیبیہ کے وقت ایک ہزار اور چند سو صحابہ کے ساتھ (مدینہ منورہ سے) نکلے حتی کہ جب وہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو آپ نے قربانی کے اونٹوں کو قلادے ڈالے اور اشعار کیا اور

٢٧٧١-[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٥١.

٢٧٧٢-٢٧٧٣- أخرجه البخاري، الحج، باب من أشعر وقلد بذي الحليفة ثم أحرم، ح: ١٦٩٤، ١٦٩٥ من حديث عبدالله بن المبارك به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٥٢.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَا: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَ وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ. مُخْتَصَرٌ.

عمرے کا احرام باندھا۔ یہ روایت مختصر ہے۔

فوائد و مسائل: ① "ایک ہزار اور چند سو" دیگر روایات کی تصریح کے مطابق ان کی تعداد ۱۴۰۰ تھی، بعض حضرات نے ۱۵۰۰ بھی کہی ہے۔ پہلی بات زیادہ معتبر ہے۔ ② "قلادے ڈالے" قلادہ ان جانوروں کو پہنایا جاتا تھا جنھیں حرم میں ذبح ہونے کے لیے بھیجا جاتا تھا تاکہ یہ نشانی بن جائے اور کوئی شخص ان کی توہین نہ کرے یا ان پر زیادتی نہ کرے۔ قلادہ ایک سادہ سا "ہار" ہوتا تھا۔ کسی رسی میں جوتے کا ٹکڑا، درخت کا چھلکا یا ایسی ہی کوئی سادہ چیز ڈال کر جانور کے گلے میں ڈال دیتے تھے۔ کوئی قیمتی نشانی نہیں ہوتی تھی، لہٰذا یہ سادگی قائم رہنی چاہیے۔ ③ "اشعار کیا" یہ بھی قربانی کے اونٹوں کی نشانی ہوتی تھی۔ اونٹوں کے علاوہ دوسرے جانوروں کو نہیں کیا جاتا تھا۔ اشعار یہ ہے کہ اونٹ کی کوہان کی دائیں جانب نیزے یا برچھے کے ساتھ ہلکا سا زخم کیا جاتا تھا اور نکلنے والے خون کو وہیں مل دیا جاتا تھا۔ اس سے پتا چل جاتا تھا کہ یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ اگر گم ہو جائے تو دوسرے لوگ خود ہی حاجیوں کو پہنچا دیں۔ کوئی چور وغیرہ اسے نہ چرائے اور اگر بالفرض اسے راستے میں ذبح کرنا پڑے تو صرف فقیر ہی اسے کھائیں، وغیرہ۔ یہ کام قلادے سے بھی چل سکتا تھا مگر چونکہ قلادہ گلے سے اتر سکتا ہے، ٹوٹ سکتا ہے وغیرہ، لہٰذا ایسا نشان لگا دیا گیا جو زائل نہ ہو سکے۔ ④ اشعار سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ، صحابۂ کرام ؓ اور تابعین ؒ بلا کھٹکے کرتے رہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ ؒ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اشعار کو بدعت کہا۔ ان کے بقول یہ مثلہ ہے اور جانور کو بلاوجہ تکلیف دینا ہے، لہٰذا نہیں کرنا چاہیے، مگر حیرانی ہے کہ اس بات کا علم رسول اللہ ﷺ کو ہوا نہ خلفائے راشدین کو اور نہ دیگر صحابۂ کرام و تابعین ؒ کو جبکہ یہ بدیہی باتیں ہیں۔ امام صاحب کی طرف سے ایک وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ ﷺ کے دور میں کفار جانوروں کو لوٹ لیا کرتے تھے اور جب تک انھیں اشعار نہ کیا جاتا، وہ انھیں قربانی کے جانور نہیں سمجھتے تھے اور لوٹنے سے باز نہیں آتے تھے، لہٰذا آپ نے مجبوراً ایسا کیا۔ یہ بات صرف عمرۂ حدیبیہ کی حد تک چل سکتی ہے۔ حجۃ الوداع میں تو پورا علاقہ اسلامی حکومت کے ماتحت آ چکا تھا، پھر بعد میں خلفائے راشدین ؓ کے دور میں تو حکومت

عرب سے باہر نکل کر عجم کے وسیع علاقوں تک محیط ہو چکی تھی۔ اس وقت اشعار کس کے ڈر سے ہوگا؟ بہر حال امام صاحب کا قول درست نہیں۔ اسی وجہ سے ان کے شاگردان رشید بھی اس مسئلے میں ان کے ساتھ متفق نہیں۔ ⑥ اشعار چونکہ کوہان پر کیا جاتا ہے اور یہ چربی والی جگہ ہے لہٰذا یہ زخم اونٹ کو محسوس نہیں ہوتا۔ جلدی ٹھیک ہو جاتا ہے۔ زیادہ خون بھی نہیں بہتا۔ اونٹ جیسے عظیم الجثہ جانور کے لیے یہ زخم نہ ہونے کے برابر ہے۔

٢٧٧٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَشْعَرَ بُدْنَهُ.

۲۷۷۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے قربانی کے اونٹوں کو اشعار کیا۔

(المعجم ٦٣) - أَيُّ الشِّقَّيْنِ يُشْعِرُ (التحفة ٦٣)

باب: ۶۳- (کوہان کی) کس جانب اشعار کیا جائے؟

٢٧٧٥- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ الْأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَشْعَرَ بُدْنَهُ مِنَ الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ عَنْهَا وَأَشْعَرَهَا.

۲۷۷۵- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے اونٹوں کو دائیں جانب زخم لگایا، پھر اس سے خون پونچھا۔ اس طرح آپ نے اشعار کیا۔

(المعجم ٦٤) - بَابُ سَلْتِ الدَّمِ عَنِ الْبُدْنِ (التحفة ٦٤)

باب: ۶۴- زخم لگانے کے بعد خون پونچھنا

٢٧٧٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ،

۲۷۷۶- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو آپ نے اپنی

٢٧٧٤_ أخرجه البخاري، الحج، باب من أشعر وقلد بذي الحليفة ثم أحرم، ح: ١٦٩٦، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم . . . الخ، ح: ١٣٢١/ ٣٦٢ من حديث أفلح به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٥٣.

٢٧٧٥_ أخرجه مسلم، الحج، باب إشعار البدن وتقليده عند الإحرام، ح: ١٢٤٣ من حديث قتادة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٥٤، وزاد: "وقلدها".

٢٧٧٦_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٥٥.

عَنْ أَبِي حَسَّانَ الْأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا كَانَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ أَمَرَ بِبَدَنَتِهِ فَأُشْعِرَ فِي سَنَامِهَا مِنَ الشِّقِّ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ سَلَتَ عَنْهَا وَقَلَّدَهَا نَعْلَيْنِ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ.

اونٹنی کے بارے میں حکم دیا تو اس کی کوہان کی دائیں جانب اشعار کیا گیا، پھر آپ نے اس سے خون پونچھا۔ اور دو جوتے (رسی میں ڈال کر) اس کے گلے میں لٹکا دیے۔ جب اونٹنی آپ کو لے کر بیداء پر چڑھی تو آپ نے بلند آواز سے لبیک کہا۔

فوائد و مسائل: ① خون پونچھنے کا مطلب یہ ہے کہ زخم سے نکلنے والا خون ہاتھ وغیرہ سے کوہان کی اشعار والی جانب پھیلا دیا جائے تاکہ دور سے نظر آئے۔ یہ مطلب نہیں کہ خون اس طرح صاف کیا جائے کہ نشان نہ رہے۔ اس طرح تو اشعار کا اصل مقصد فوت ہو جائے گا۔ ② ''اپنی اونٹنی'' معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے سب اونٹوں کو اشعار نہیں کیا' بعض کو کیا۔ ③ ''بیداء پر چڑھی'' بیداء ذوالحلیفہ سے بلندی پر تھا۔ اسے ٹیلہ یا پہاڑ بھی کہا گیا ہے۔

(المعجم ٦٥) - فَتْلُ الْقَلَائِدِ (التحفة ٦٥)

باب:٦٥- قلادے بٹنا (تیار کرنا)

٢٧٧٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُهْدِي مِنَ الْمَدِينَةِ فَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِهِ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ.

٢٧٧٧- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے قربانی کے جانور مکہ مکرمہ کو بھیجا کرتے تھے۔ میں آپ کے قربانی کے جانوروں کے قلادے (رسیاں) بٹتی تھی' پھر آپ ان چیزوں سے پرہیز نہیں فرماتے تھے جن سے ایک محرم پرہیز کرتا ہے۔

فوائد و مسائل: ① یہ بھی قربانی کی ایک صورت ہے کہ خود انسان اپنے گھر میں ٹھہرے اور قربانی کے جانور کسی معتمد شخص کے ہاتھ مکہ مکرمہ بھیج دے کہ وہاں حرم میں ذبح ہوں۔ اور یہ افضل قربانی ہے۔ ② ''پرہیز نہیں فرماتے تھے'' یعنی اس طرح جانور حرم میں بھیج دینے سے بھیجنے والا محرم نہیں بن جاتا کہ اس پر احرام کی پابندیاں لاگو ہوں بلکہ عام کپڑے پہنے گا اور جماع وغیرہ بھی کر سکے گا' البتہ ایک اور روایت میں قربانی کی نیت رکھنے والے شخص کو ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد حجامت (بال اور ناخن کاٹنے) سے روکا گیا ہے۔ (صحیح مسلم'

٢٧٧٧- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم ... الخ، ح:١٣٢١ عن قتيبة، والبخاري، الحج، باب فتل القلائد للبدن والبقر، ح:١٦٩٨ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٧٥٦.

الأضاحي' حدیث:۴۷۷۱) مگر اس کا جانور بھیجنے سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ حکم تو ہر قربانی کرنے والے کے لیے ہے' یہاں کرے یا حرم میں بھیجے۔ ⑦ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کا خیال ہے کہ جانور حرم کو بھیجنے والا محرم ہو جاتا ہے مگر یہ خیال درست نہیں۔ واللہ أعلم.

٢٧٧٨- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَيَبْعَثُ بِهَا، ثُمَّ يَأْتِي مَا يَأْتِي الْحَلَالُ قَبْلَ أَنْ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ.

۲۷۷۸- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے قلادے بٹتی (تیار کرتی) تھی' پھر آپ انھیں (حرم کے لیے) بھیج دیتے' پھر وہ سب کام کرتے جو ایک حلال شخص کرتا ہے' حالانکہ وہ جانور ابھی تک اپنی جگہ نہیں پہنچے ہوتے تھے۔

فائدہ: "جو ایک حلال شخص کرتا ہے" یعنی غیر محرم جو کچھ کرتا ہے' مثلاً: جماع کرنا' سلے ہوئے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا' وغیرہ۔

٢٧٧٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنْ كُنْتُ لَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ يُقِيمُ وَلَا يُحْرِمُ.

۲۷۷۹- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ یقیناً میں رسول اللہ ﷺ کے حرم کو بھیجے جانے والے جانوروں کے قلادے تیار کرتی تھی' پھر (انھیں بھیجنے کے بعد) آپ مدینہ منورہ ہی میں ٹھہرتے اور محرم نہیں بنتے تھے۔

٢٧٨٠- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ

۲۷۸۰- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ میں

٢٧٧٨- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٨٣، ٢٣٨ عن يزيد بن هارون به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٥٧، وأخرجه مسلم من حديث عبدالرحمٰن بن القاسم به، كما سيأتي، ح: ٢٧٩٧.

٢٧٧٩- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم ... الخ، ح: ١٣٢١/ ٣٧٠ من حديث إسماعيل بن أبي خالد، والبخاري، الحج، باب تقليد الغنم، ح: ١٧٠٤ من حديث عامر الشعبي به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٥٨.

٢٧٨٠- أخرجه مسلم، ح: ١٣٢١/ ٣٦٦ من حديث أبي معاوية، والبخاري، ح: ١٧٠٢ (انظر الحديث السابق) من حديث الأعمش به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٥٩.

الضَّعِيفُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَيُقَلِّدُ هَدْيَهُ، ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا، ثُمَّ يُقِيمُ، لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ.

رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے قلادے بٹتی (تیار کیا کرتی) تھی۔ آپ وہ قلادے ان جانوروں کو پہناتے' پھر انھیں حرم کے لیے بھیج کر خود مدینہ منورہ ہی میں رہتے اور کسی ایسی چیز سے اجتناب نہیں فرماتے تھے جس سے محرم اجتناب کرتا ہے۔

٢٧٨١- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ عَنْ عَبِيدَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْتِلُ قَلَائِدَ الْغَنَمِ لِهَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ يَمْكُثُ حَلَالًا.

۲۷۸۱- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے' فرماتی ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی حرم کو بھیجی جانے والی بکریوں کے لیے قلادے تیار کرتی تھی' پھر آپ (انھیں حرم کی طرف بھیجنے کے بعد) حلال رہتے۔

فائدہ: قلادہ حرم کو جانے والے جانور کی خصوصیت ہے۔ حرم کے علاوہ ذبح ہونے والے جانوروں' خواہ وہ قربانی ہی کے ہوں' کو قلادے نہیں پہنائے جاسکتے' ورنہ امتیاز ختم ہو جائے گا۔

(المعجم ٦٦) - مَا يُفْتَلُ مِنْهُ الْقَلَائِدُ (التحفة ٦٦)

باب:٦٦- قلادے کس چیز سے بٹے جائیں؟

٢٧٨٢- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي حُسَيْنٌ - يَعْنِي ابْنَ حَسَنٍ - عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: أَنَا فَتَلْتُ تِلْكَ

۲۷۸۲- حضرت ام المومنین (عائشہ صدیقہ ؓ) نے فرمایا: میں نے وہ قلادے اون سے بٹے تھے جو ہمارے پاس تھی' پھر آپ (قلادے والے جانوروں کو حرم بھیجنے کے بعد) ہم میں رہے۔ وہ تمام کام کرتے

٢٧٨١_ أخرجه البخاري، الحج، باب تقليد الغنم، ح:١٧٠٣، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه ... الخ، ح:١٣٢١/٣٦٥ من حديث منصور بن المعتمر به، وهو في الكبرى، ح:٣٧٦٠.

٢٧٨٢_ أخرجه مسلم، ح:١٣٢١/٣٦٤ من حديث حسين بن الحسن (انظر الحديث السابق)، والبخاري، الحج، باب القلائد من العهن، ح:١٧٠٥ من حديث ابن عون به، وهو في الكبرى، ح:٣٧٦١.

الْقَلَائِدَ مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدَنَا، ثُمَّ أَصْبَحَ فِينَا فَيَأْتِي مَا يَأْتِي الْحَلَالُ مِنْ أَهْلِهِ وَمَا يَأْتِي الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ.

تھے جو ایک حلال شخص یا عام آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کرتا ہے۔

فائدہ: عِهن رنگ دار روئی یا اون کو کہتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ قلادہ روئی یا اون ہی سے تیار کیا جائے بلکہ کسی بھی میسر چیز سے تیار کیا جاسکتا ہے۔

(المعجم ٦٧) - تَقْلِيدُ الْهَدْيِ (التحفة ٦٧)

باب:٦٧-حرم کو جانے والے قربانی کے جانوروں کو قلادے ڈالنا

٢٧٨٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا شَأْنُ النَّاسِ قَدْ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: «إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ».

٢٧٨٣-حضرت حفصہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ لوگ تو عمرہ کر کے حلال ہو گئے ہیں مگر آپ اپنے عمرے سے حلال نہیں ہوئے؟ آپ نے فرمایا: ''میں نے اپنے سر کو گوند لگائی ہے اور جانوروں کو قلادے ڈالے ہیں' لہٰذا میں حلال نہیں ہوں گا حتی کہ میں جانور ذبح کروں۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ٢٦٨٣۔

٢٧٨٤- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ الْأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ لَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ أَشْعَرَ الْهَدْيَ فِي جَانِبِ

٢٧٨٤-حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے قربانی کے جانور کی کوہان کی دائیں جانب اشعار کیا' پھر اس سے خون دور فرمایا اور دو جوتے اس کے گلے میں لٹکائے' پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب وہ آپ کو لے کر

٢٧٨٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٨٣، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٦٢، والموطأ (يحيى): ١/ ٣٩٤.

٢٧٨٤ـ أخرجه مسلم، الحج، باب تقليد الهدي وإشعاره عند الإحرام، ح: ١٢٤٣ من حديث قتادة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٦٣، وانظر الحديث المتقدم، ح: ٢٧٧٥.

السَّنَامِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ أَمَاطَ عَنْهُ الدَّمَ وَقَلَّدَهُ نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ نَاقَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَاءَ لَبَّى وَأَحْرَمَ عِنْدَ الظُّهْرِ وَأَهَلَّ بِالْحَجِّ.

بیداء پر چڑھی تو آپ نے لبیک کہا اور ظہر کی نماز کے وقت احرام باندھا۔ اور حج کا لبیک پکارا۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ٢٧٥٨۔

(المعجم ٦٨) - تَقْلِيدُ الْإِبِلِ (التحفة ٦٨)

باب:٦٨- اونٹوں کو قلادہ ڈالنا

٢٧٨٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قَاسِمٌ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ - قَالَ: حَدَّثَنَا أَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِيَدَيَّ، ثُمَّ قَلَّدَهَا وَأَشْعَرَهَا وَوَجَّهَهَا إِلَى الْبَيْتِ وَبَعَثَ بِهَا وَأَقَامَ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حَلَالًا.

٢٧٨٥- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے قربانی والے اونٹوں کے قلادے اپنے ہاتھوں سے بٹے' پھر آپ ﷺ نے وہ قلادے ان کے گلوں میں لٹکائے اور انھیں اشعار کیا اور انھیں بیت اللہ کی طرف بھیجا مگر خود (مدینہ منورہ میں) تشریف فرما رہے۔ آپ پر کوئی ایسی چیز حرام نہ ہوئی جو پہلے حلال تھی۔ (یعنی آپ پر احرام کی پابندیاں لاگو نہ ہوئیں۔)

فائدہ: اونٹ کو قلادہ ڈالنا (جب اسے حرم میں ذبح ہونے کے لیے بھیجا جائے) متفق بات ہے۔ کسی کو اختلاف نہیں۔ یاد رہے جانور کو قلادہ ڈالنے اور کسی کے ہاتھ حرم بھیجنے سے انسان محرم نہیں ہوتا۔

٢٧٨٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ ثُمَّ لَمْ يُحْرِمْ وَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ.

٢٧٨٦- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے قربانی والے اونٹوں کے قلادے تیار کیے' پھر آپ (انھیں حرم میں بھیجنے کے باوجود) نہ تو محرم بنے اور نہ کسی قسم کے کپڑے پہننے ترک کیے (جو محرم کو ترک کرنے پڑتے ہیں)۔

٢٧٨٥- [صحيح] تقدم مختصرًا، ح: ٢٧٧٤، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٦٤.

٢٧٨٦- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٧٧٨، وسيأتي، ح: ٢٧٩٧، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٦٥، وأخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في تقليد الهدي للمقيم، ح: ٩٠٨ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح".

(المعجم ٦٩) - تَقْلِيدُ الْغَنَمِ (التحفة ٦٩)

باب:٦٩- بکریوں کو قلادہ ڈالنا

٢٧٨٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ: عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ [قَالَتْ]: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَنَمًا.

٢٧٨٧- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قربانی والے جانوروں کے قلادے تیار کیا کرتی تھی جبکہ وہ جانور بکرے بکریاں تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا بکریوں کو بھی قلادہ ڈالا جائے گا کیونکہ جو علت اونٹوں اور گایوں کو قلادہ ڈالنے کی ہے وہ بکریوں میں بھی موجود ہے مگر مالکیہ اور احناف بکری کو قلادہ ڈالنے کے خلاف ہیں کیونکہ "بکری چھوٹا اور کمزور جانور ہے" حالانکہ قلادہ کون سا من دومن کا ہوتا ہے کہ بے چاری بکری مر جائے گی۔ وہ تو صرف ایک علامت ہے حرم کے جانور کی۔ بکری چھوٹا جانور ہے تو اس کے گلے میں چھوٹا قلادہ ڈال دیا جائے نیز ایسی عقلی توجیہات وہاں کارآمد ہیں جہاں رسول اللہ ﷺ کی کوئی قولی فعلی یا تقریری حدیث موجود نہ ہو۔ صریح روایات کی موجودگی میں ایسی باتیں کرنا رسول اللہ ﷺ کو ہدایات دینے کے مترادف ہے۔ ممکن ہے امام مالک اور امام ابوحنیفہ ؒ کو یہ روایات نہ پہنچی ہوں مگر بعد والوں کو تو پہنچ چکی ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تو ایک ہی حج فرمایا تھا۔ اس میں بکریاں نہیں لے گئے حالانکہ احادیث میں صراحت ہے کہ آپ قربانی کے جانور حرم بھیجا کرتے تھے اور خود مدینہ منورہ میں تشریف فرما رہتے تھے۔ اور یہ نبی ﷺ کے حج مبارک سے پہلے کی بات ہے۔

٢٧٨٨- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُهْدِي الْغَنَمَ.

٢٧٨٨- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بکریاں بھی حرم کو بھیجا کرتے تھے۔

٢٧٨٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

٢٧٨٩- حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ

٢٧٨٧_[صحيح] تقدم، ح: ٢٧٨١، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٦٦.

٢٧٨٨_أخرجه البخاري، الحج، باب تقليد الغنم، ح: ١٧٠١، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم . . . الخ، ح: ١٣٢١/ ٣٦٧ من حديث سليمان الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٦٧.

٢٧٨٩_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٦٨.

أَبِي مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَهْدَى مَرَّةً غَنَمًا وَقَلَّدَهَا.

رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ بکریاں حرم کو بھیجیں اور انھیں قلادے ڈالے۔

فائدہ: اس سے زیادہ صراحت کیا ہو سکتی ہے؟ نیز یہ روایت بیان کرنے والے حضرت اسود ہیں جو کوفے کے اجماعی ثقہ راوی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بہت معتبر شاگرد ہیں۔ احناف کو ان پر پورا اعتماد ہے۔ فقہائے تابعین میں شمار ہوتے ہیں۔

۲۷۹۰- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَنَمًا ثُمَّ لَا يُحْرِمُ.

۲۷۹۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی قربانی کی بکریوں کے قلادے تیار کیا کرتی تھی پھر (انھیں حرم میں بھیجنے کے باوجود) آپ محرم نہیں ہوتے تھے۔

۲۷۹۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَنَمًا ثُمَّ لَا يُحْرِمُ.

۲۷۹۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی قربانی (کی حرم) والی بکریوں کے لیے قلادے بنا کرتی تھی پھر آپ (انھیں حرم کی طرف بھیجنے کے بعد) محرم نہیں ہوتے تھے۔

۲۷۹۲- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى - ثِقَةٌ - قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ ح: وَأَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ

۲۷۹۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم بکریوں کو قلادے ڈالا کرتے تھے پھر انھیں رسول اللہ ﷺ حرم کی طرف بھیجتے تھے اور خود (مدینہ منورہ میں) حلال رہتے تھے۔ آپ پر کوئی چیز حرام نہ ہوتی تھی۔

۲۷۹۰ـ [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ۳۷٦۹.

۲۷۹۱ـ [صحيح] تقدم، ح: ۲۷۸۱، وهو في الكبرى، ح: ۳۷۷۰.

۲۷۹۲ـ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم ... الخ، ح: ۱۳۲۱/۳٦۸ من حديث عبدالصمد به، وهو في الكبرى: ۳۷۷۱.

الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنَّا نُقَلِّدُ الشَّاةَ فَيُرْسِلُ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حَلَالًا لَمْ يُحْرِمْ مِنْ شَيْءٍ.

(المعجم ٧٠) - تَقْلِيدُ الْهَدْيِ نَعْلَيْنِ (التحفة ٧٠)

باب:٧٠-حرم کو جانے والے جانور کے گلے میں دو جوتے لٹکانا

٢٧٩٣- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي حَسَّانَ الْأَعْرَجِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا أَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ أَشْعَرَ الْهَدْيَ مِنْ جَانِبِ السَّنَامِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ أَمَاطَ عَنْهُ الدَّمَ، ثُمَّ قَلَّدَهُ نَعْلَيْنِ، ثُمَّ رَكِبَ نَاقَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَاءَ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَأَحْرَمَ عِنْدَ الظُّهْرِ وَأَهَلَّ بِالْحَجِّ.

٢٧٩٣-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے قربانی کے اونٹ کو کوہان کی دائیں جانب اشعار کیا' پھر اس سے خون دور کیا' پھر آپ نے اسے دو جوتے گلے میں ڈالے' پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب وہ آپ کو لے کر بیداء پر چڑھی تو آپ نے حج کا لبیک کہا اور ظہر کی نماز کے وقت احرام باندھا۔ اور حج کا لبیک پکارا۔

فائدہ: قلادے میں جوتوں کے علاوہ درخت کا چھلکا وغیرہ بھی ڈالا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٧١) - هَلْ يُحْرِمُ إِذَا قَلَّدَ؟ (التحفة ٧١)

باب:٧١-جب کوئی شخص قربانی کے جانور کو قلادہ ڈالے تو کیا وہ محرم بن جاتا ہے؟

٢٧٩٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

٢٧٩٤-حضرت جابر ؓ سے منقول ہے کہ جب

٢٧٩٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٧٨٤ وغيره، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٧٢.

٢٧٩٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٥٠ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٧٣.

اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا كَانُوا حَاضِرِينَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ بَعَثَ بِالْهَدْيِ فَمَنْ شَاءَ أَحْرَمَ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَ.

صحابہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ میں ہوتے تھے تو وہ (بسا اوقات) قربانی کے جانور حرم کو بھیجتے تھے۔ پھر جو چاہتا احرام باندھ لیتا' جو نہ چاہتا نہ باندھتا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حرم کو قربانی کا جانور بھیجنے کے بعد شرعاً احرام کی پابندیاں لاگو نہیں ہوتیں جیسا کہ مندرجہ بالا کئی احادیث سے یہ بات صراحتاً ثابت ہوتی ہے' لیکن اگر کوئی شخص اپنے طور پر یہ پابندیاں اپنے آپ پر لاگو کرنا چاہے تو اس کی مرضی۔ ظاہر ہے کہ شریعت عام اباحت میں کسی کو مجبور نہیں کرتی کہ وہ ضرور سلے ہوئے کپڑے پہنے یا خوشبو لگائے یا حجامت بنوائے' وغیرہ وغیرہ' لہٰذا یہ روایت پہلی روایات کے خلاف نہیں بلکہ یہ تو ان کی صراحتاً تائید کرتی ہے۔

(المعجم ٧٢) - هَلْ يُوجِبُ تَقْلِيدُ الْهَدْيِ إِحْرَامًا (التحفة ٧٢)

باب: ٧٢- کیا قربانی کے جانور کو قلادہ ڈالنا احرام کا موجب ہے؟

٢٧٩٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِيَدَيَّ، ثُمَّ يُقَلِّدُهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِهِ، ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَا يَدَعُ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَيْئًا أَحَلَّهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ حَتَّى يُنْحَرَ الْهَدْيُ.

٢٧٩٥- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے قلادے اپنے ہاتھوں سے بٹا کرتی تھی' پھر رسول اللہ ﷺ اپنے دست مبارک سے وہ قلادے ان کے گلوں میں ڈالتے تھے' پھر انھیں میرے والد محترم کے ساتھ حرم کی طرف بھیجتے تھے' پھر آپ کوئی ایسی چیز ترک نہیں فرماتے تھے جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کر رکھا تھا۔ آپ قربانی کا جانور ذبح ہونے کا انتظار نہیں فرماتے تھے۔

فائدہ: یہ مسئلہ سابقہ احادیث سے بھی صراحتاً ثابت ہو چکا ہے' البتہ وہ شخص جو قلادہ ڈالے ہوئے جانوروں کے ساتھ حرم کو جائے گا' وہ محرم بن جائے گا لیکن یہ احرام میقات سے شروع ہوگا' خواہ قلادے پہلے سے ڈالے

٢٧٩٥_ أخرجه البخاري، الحج، باب من قلد القلائد بيده، ح: ١٧٠٠، ومسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم . . . الخ، ح: ١٣٢١/٣٦٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٤٠، ٣٤١، والكبرى، ح: ٣٧٧٤.

ہوئے ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ جانور بھیجنا ۹ ہجری کی بات ہے۔

٢٧٩٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَقُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ.

۲۷۹۶-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے حرم جانے والے جانوروں کے لیے قلادے بٹا کرتی تھی پھر آپ کسی ایسی چیز سے پرہیز نہیں فرماتے تھے جس سے محرم پرہیز کرتا ہے۔

٢٧٩٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا قَالَتْ: وَلَا نَعْلَمُ الْحَاجَّ يُحِلُّهُ إِلَّا الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ.

۲۷۹۷-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے حرم کو جانے والے قربانی کے جانوروں کے قلادے خود بٹا کرتی تھی تو آپ (انھیں حرم بھیجنے کے بعد) کسی چیز سے اجتناب نہیں فرماتے تھے۔ فرماتی ہیں: ہمیں معلوم ہے کہ حاجی کو بیت اللہ کا طواف ہی حلال کرتا ہے۔

فائدہ: "کسی چیز سے اجتناب" یعنی جماع وغیرہ سے اجتناب نہیں فرماتے تھے۔ اور یہ دلیل ہے کہ آپ محرم نہیں ہوتے تھے ورنہ محرم تو جب تک بیت اللہ کا طواف نہ کر لے جماع نہیں کر سکتا، عمرے کا احرام ہو یا حج کا۔ حج کا احرام اگرچہ منیٰ میں قربانی ذبح ہونے کے بعد کھولا جاتا ہے مگر بیوی سے جماع جائز نہیں جب تک وہ طواف زیارت نہ کر لے۔ عمرے کے احرام میں تو کوئی اشکال ہی نہیں۔

٢٧٩٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ،

۲۷۹۸-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: بلاشبہ میں رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے حرم جانے والے جانوروں

٢٧٩٦- أخرجه مسلم، ح: ١٣٢١/ ٣٦٠ من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٧٦.

٢٧٩٧- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٧٧٨، وأخرجه مسلم، الحج، باب استحباب بعث الهدي إلى الحرم . . . الخ، ح: ١٣٢١/ ٣٦١ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٧٧.

٢٧٩٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ٦/ ١٠٢، ٢١٨، ٢٣٦ من حديث أبي إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٧٨، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي.

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ لَأَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَيُخْرِجُ بِالْهَدْيِ مُقَلَّدًا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مُقِيمٌ مَا يَمْتَنِعُ مِنْ نِسَائِهِ.

کے قلادے خود بنا کرتی تھی پھر انھیں قلادے ڈال کر حرم کی طرف روانہ کیا جاتا جبکہ رسول اللہ ﷺ (مدینہ منورہ ہی میں) مقیم رہتے تھے اور اپنی عورتوں (کے ساتھ جماع) سے پرہیز نہیں فرماتے تھے۔

٢٧٩٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْغَنَمِ فَيَبْعَثُ بِهَا ثُمَّ يُقِيمُ فِينَا حَلَالًا.

٢٧٩٩- حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی قربانیوں، یعنی بکریوں کے لیے قلادے بنا کرتی تھی، پھر آپ انھیں حرم کی طرف بھیجتے، پھر ہم میں حلال شخص کی طرح رہتے تھے۔

(المعجم ٧٣) - سَوْقُ الْهَدْيِ (التحفة ٧٣)

باب:٧٣-قربانی کے جانور کو ہانک کر لے جانا

٢٨٠٠- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَاقَ هَدْيًا فِي حَجِّهِ.

٢٨٠٠- حضرت محمد (باقر) ؒ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت جابر ؓ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ حجۃ الوداع میں اپنے قربانی کے جانوروں کو ہانک کر لے گئے۔

فوائد و مسائل: ① قربانی کے جانور جو حرم کو لے جائے جائیں انھیں قلادہ ڈالا جائے۔ اونٹ ہوں تو انھیں اشعار بھی کیا جائے اور انھیں ہانک کر لے جایا جائے۔ سواری والے جانور پیچھے پیچھے چلیں۔ اس میں قربانی کے جانوروں کا احترام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے شعائر کا اظہار ہے، نیز وہ اپنی مرضی کے مطابق چلیں گے۔ انھیں پیچھے پیچھے بھاگنا نہیں پڑے گا۔ ② باب کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں: ”قربانی کے جانور ساتھ لے کر جانا“ تو پھر باب کا مقصد یہ ہوگا کہ قربانی کا جانور ساتھ لے جانا افضل ہے بجائے وہاں جا کر خریدنے کے کیونکہ اس میں

٢٧٩٩_[صحيح] تقدم، ح: ٢٧٨١، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٧٩.

٢٨٠٠_[إسناده صحيح] تقدم طرفه، ح: ٢٧١٣، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٨٠.

مشقت بھی زیادہ ہے اور شعائر اللہ کا اظہار بھی ہے۔ سنت رسول یہی ہے' مگر چونکہ آپ کے سامنے کثیر صحابہ قربانی کے جانور مدینہ منورہ سے ساتھ لے کر نہیں گئے تھے' لہٰذا جانور ساتھ لے جانا ضروری نہیں کیونکہ ہر شخص اتنی مشقت اور اخراجات برداشت نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ٧٤) - رُكُوبُ الْبَدَنَةِ (التحفة ٧٤)

باب:٧٤-قربانی کے اونٹ پر سوار ہونا؟

٢٨٠١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً قَالَ: «ارْكَبْهَا» قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ: «ارْكَبْهَا وَيْلَكَ». فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ.

٢٨٠١- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ قربانی کے اونٹ کو ہانک کر لے جا رہا تھا (اور خود پیچھے پیدل چل رہا تھا۔) آپ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو جا۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''سوار ہو جا تجھ پر افسوس!'' یہ آپ نے دوسری یا تیسری دفعہ فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① اصل تو یہی ہے کہ قربانی کا اونٹ آگے آگے خالی جائے۔ اس پر بوجھ لدا ہوا ہو نہ اس پر سواری کی جا رہی ہو۔ یہ اس کے احترام کا تقاضا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ کی سواری کی اونٹنی اور تھی' قربانی کے اونٹ الگ تھے۔ مگر ممکن ہے کوئی شخص تنگ دست ہو۔ اس کے پاس ایک ہی اونٹ ہو جسے وہ قربانی کے طور پر ذبح کرنا چاہتا ہے۔ سواری کے لیے کوئی الگ اونٹ میسر نہیں۔ فاصلہ بعید ہے تو کوئی حرج نہیں کہ وہ اس پر سوار ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تنگی میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ حدیث: ٢٨٠٤ سے یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آتی ہے۔ احناف قربانی کے جانور پر سوار ہونے کے لیے یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ شخص چلنے سے عاجز آ چکا ہو اور چل نہ سکتا ہو۔ اگر چل سکتا ہو تو پھر وہ سوار نہیں ہو سکتا۔ مگر احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص چل رہا تھا بلکہ آپ کے مجبور کرنے پر سوار ہوا۔ وہ سوار نہ ہونا چاہتا تھا۔ ② پہلی دفعہ فرمانے پر وہ اس لیے سوار نہ ہوا کہ شاید رسول اللہ ﷺ کو علم نہ ہو کہ یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ دوبارہ پھر وہ سوار نہ ہوا کہ ابھی متردد تھا' پھر جب آپ نے سختی سے فرمایا اور اس کو بھی کوئی اشکال باقی نہ رہا تو پھر وہ سوار ہوا۔ ③ ''تجھ پر افسوس!'' ظاہراً تو یہ بددعا ہے

٢٨٠١_أخرجه البخاري، الأدب، باب ماجاء في قول الرجل: ويلك، ح:٦١٦٠ عن قتيبة، ومسلم، الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها، ح:١٣٢٢ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٣٧٧، والكبرٰى، ح:٣٧٨١.

مگر عرف عام میں یہ کلمہ ترحم وشفقت ہے۔ آپ کا مقصود بھی بددعا دینا نہ تھا۔ Ⓔ "دوسری یا تیسری دفعہ" آئندہ حدیث میں "چوتھی دفعہ" کا ذکر بھی ہے۔ Ⓕ جس طرح مجبوراً سوار ہونا جائز ہے اسی طرح اس پر سامان سفر بھی لادا جاسکتا ہے۔

٢٨٠٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ: «ارْكَبْهَا» قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ: «ارْكَبْهَا» قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ: «ارْكَبْهَا وَيْلَكَ».

٢٨٠٢- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ پیدل ایک اونٹ کو ہانکتا لے جارہا ہے۔ آپ نے فرمایا: "اس پر سوار ہو جا۔" اس نے کہا: یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: "تو سوار ہو جا۔" اس نے پھر کہا: یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے چوتھی دفعہ فرمایا: "اس پر سوار ہو جا۔ تجھ پر افسوس!"

(المعجم ٧٥) - رُكُوبُ الْبَدَنَةِ لِمَنْ جَهَدَهُ الْمَشْيُ (التحفة ٧٥)

باب: ٧٥- جسے چلنے میں مشقت ہو اس کے لیے قربانی کے جانور پر سوار ہونا

٢٨٠٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوقُ بَدَنَةً وَقَدْ جَهَدَهُ الْمَشْيُ قَالَ: «ارْكَبْهَا» قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ: «ارْكَبْهَا وَإِنْ كَانَتْ بَدَنَةً».

٢٨٠٣- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو قربانی کا جانور ہانک کر لے جارہا تھا۔ وہ بے چارہ بڑی مشقت سے چل رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: "اس اونٹ پر سوار ہو جا۔" اس نے کہا: یہ قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ نے فرمایا: "سوار ہو جا اگرچہ یہ قربانی کا ہے۔"

فائدہ: اگر چلنے میں مشقت ہو تو قربانی کے جانور پر سوار ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر سفر لمبا ہو تو یہ بھی مشقت ہی کی ایک صورت ہے۔ ضروری نہیں کہ وہ بالکل چلنے سے عاجز ہو تب ہی سوار ہو۔ ضرورت کے وقت

٢٨٠٢- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ١٧٠ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، وتابعه شعبة عند البخاري، الحج، باب ركوب البدن، ح: ١٦٩٠، والحديث في الكبرى للنسائي، ح: ٣٧٨٢.

٢٨٠٣- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج إليها، ح: ١٣٢٣ من حديث حميد الطويل به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٨٣.

سوار ہو سکتا ہے البتہ اگر الگ سواری موجود ہو تو قربانی کے اونٹ پر سوار نہیں ہونا چاہیے۔ احترام ضروری ہے۔

(المعجم ٧٦) - رُكُوبُ الْبَدَنَةِ بِالْمَعْرُوفِ (التحفة ٧٦)

باب:٧٦-قربانی کے جانور پر اچھے طریقے سے سوار ہونا چاہیے

٢٨٠٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يُسْأَلُ عَنْ رُكُوبِ الْبَدَنَةِ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «اِرْكَبْهَا بِالْمَعْرُوفِ إِذَا أُلْجِئْتَ إِلَيْهَا حَتَّى تَجِدَ ظَهْرًا».

٢٨٠٤-حضرت ابوزبیر بیان کرتے ہیں کہ میرے سامنے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے قربانی کے اونٹ پر سوار ہونے کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”اس پر اچھے طریقے سے سواری کر جب تجھے ضرورت پیش آئے حتی کہ تجھے سواری مل جائے۔“

فائدہ: آخری الفاظ: ”حتی کہ تجھے سواری مل جائے“ سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ ضرورت سے مراد سواری کا نہ ہونا ہے‘ نہ کہ چلنے سے بالکل عاجز آ جانا‘ لہٰذا سواری نہ ہو‘ سفر لمبا ہو تو قربانی کے جانور پر سوار ہو سکتا ہے‘ البتہ سواری کرتے وقت بھی اس کا احترام قائم رکھے‘ یعنی اسے نہ بھگائے‘ نہ مارے‘ نہ سب وشتم کرے بلکہ اسے اپنی مرضی کے مطابق چلنے دے۔ جب وہ تھک جائے تو آرام کرنے دے۔ چارے وغیرہ کا بھی خیال رکھے۔

(المعجم ٧٧) - إِبَاحَةُ فَسْخِ الْحَجِّ بِعُمْرَةٍ لِمَنْ لَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ (التحفة ٧٧)

باب:٧٧-جس آدمی کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو وہ حج کے احرام کو عمرے کے احرام میں بدل سکتا ہے؟

٢٨٠٥- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ

٢٨٠٥-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہم (حجۃ الوداع میں مدینہ منورہ سے) رسول اللہ ﷺ کے

٢٨٠٤ـ أخرجه مسلم، ح: ١٣٢٤ من حديث يحيى بن سعيد القطان به (انظر الحديث السابق)، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٨٤.

٢٨٠٥ـ أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج ... الخ، ح: ١٥٦١، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران ... الخ، ح: ١٢١١/١٢٨ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٧٨٥.

الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلَا نُرَى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ طُفْنَا بِالْبَيْتِ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ أَنْ يَحِلَّ فَحَلَّ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْيَ وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ فَأَحْلَلْنَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَحِضْتُ فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ وَأَرْجِعُ أَنَا بِحَجَّةٍ، قَالَ: «أَوَ مَا كُنْتِ طُفْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ» قُلْتُ: لَا، قَالَ: «فَاذْهَبِي مَعَ أَخِيكِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَهِلِّي بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكِ مَكَانَ كَذَا وَكَذَا».

ساتھ چلے۔ ہماری نیت صرف حج کی تھی۔ جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا (اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی)۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے، حکم دیا کہ وہ حلال ہو جائیں۔ تو جو شخص قربانی ساتھ نہیں لائے تھے وہ حلال ہو گئے۔ آپ کی بیویاں بھی قربانی کے جانور ساتھ نہیں لائی تھیں، وہ بھی حلال ہو گئیں۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: مجھے تو حیض آنے لگا تھا، لہٰذا میں بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکی تھی۔ جب محصب والی رات (چودھویں) ہوئی تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! لوگ حج اور عمرہ کر کے (اپنے گھروں کو) جائیں گے اور میں صرف حج کر کے جاؤں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب ہم مکہ مکرمہ آئے تھے تو تم نے ان راتوں میں طواف نہیں کیا تھا؟“ میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اپنے بھائی (حضرت عبدالرحمٰن ؓ) کے ساتھ تنعیم کے مقام پر جاؤ اور عمرے کا احرام باندھو، پھر (عمرے کی ادائیگی کے بعد) ہمیں فلاں مقام پر آ ملنا۔“

فائدہ: یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے۔ تفصیلی فوائد کے لیے دیکھیے، حدیث: ۲۷۶۳، ۲۷۶۵۔ باقی رہا باب والا مسئلہ کہ کیا ہر حج کے احرام والا جس کے ساتھ قربانی نہ ہو، عمرہ کر کے حلال ہو سکتا ہے؟ حلال ہو سکتا ہے، یہی بات درست ہے۔ امام احمد اور اہل ظاہر اسے اب بھی جائز سمجھتے ہیں بلکہ بعض محققین کے نزدیک احرام حج والا مکہ میں آئے تو لازماً اس کے حج کا احرام عمرے میں بدل جائے گا اور اسے حلال ہونا ہی پڑے گا، وہ چاہے یا نہ چاہے۔ تمتع قیامت تک کے لیے جائز ہے کیونکہ قرآن مجید میں اس کی صریح اجازت ہے اور خطاب بھی عام ہے۔

٢٨٠٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَحْيَى، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ

۲۸۰۶- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حجۃ الوداع میں) نکلے تو ہمارا

٢٨٠٦- [صحيح] تقدم، ح: ٢٦٥١، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٨٦.

عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا نُرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ أَنْ يُقِيمَ عَلَى إِحْرَامِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ أَنْ يَحِلَّ».

ارادہ حج ہی کا تھا۔ جب ہم مکہ مکرمہ سے قریب ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا: "جس شخص کے پاس قربانی کا جانور ہے وہ (طواف کرنے کے بعد) اپنے احرام پر قائم رہے اور جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ (عمرہ کرنے کے بعد) حلال ہو جائے۔"

٢٨٠٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَهْلَلْنَا أَصْحَابَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ غَيْرُهُ خَالِصًا وَحْدَهُ، فَقَدِمْنَا مَكَّةَ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «أَحِلُّوا وَاجْعَلُوهَا عُمْرَةً» فَبَلَغَهُ عَنَّا أَنَّا نَقُولُ: لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا خَمْسٌ أَمَرَنَا أَنْ نَحِلَّ فَنَرُوحَ إِلَى مِنًى وَمَذَاكِيرُنَا تَقْطُرُ مِنَ الْمَنِيِّ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَخَطَبَنَا فَقَالَ: «قَدْ بَلَغَنِي الَّذِي قُلْتُمْ، وَإِنِّي لَأَبَرُّكُمْ وَأَتْقَاكُمْ وَلَوْلَا الْهَدْيُ لَحَلَلْتُ وَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ» قَالَ: وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ: «بِمَا أَهْلَلْتَ؟» قَالَ: بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: «فَأَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ»

٢٨٠٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے یعنی نبی ﷺ کے صحابہ نے خالص حج کا احرام باندھا تھا۔ کسی اور چیز کی نیت نہیں تھی۔ صرف حج کی نیت تھی۔ ہم ذوالحجہ کی چار تاریخ کی صبح کو مکہ مکرمہ آئے تو نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا: "اس احرام کو عمرہ بنا لو اور (عمرہ کر کے) حلال ہو جاؤ۔" آپ کو یہ بات پہنچی کہ ہم کہہ رہے ہیں: جب ہمارے اور یوم عرفہ کے درمیان صرف پانچ دن کا فاصلہ رہ گیا ہے تو آپ ہمیں حلال ہونے کا حکم دے رہے ہیں۔ ہم منیٰ کو جائیں گے تو گویا ہمارے اعضائے تناسل منی بہا رہے ہوں گے۔ نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا: "جو بات تم نے کہی ہے وہ مجھے پہنچ گئی ہے۔ یقیناً میں تم سب سے بڑھ کر نیک اور پرہیزگار ہوں اور اگر میرے ساتھ قربانی کے جانور نہ ہوتے تو میں خود حلال ہو جاتا۔ اور اگر مجھے اس بات کا پہلے پتا چل جاتا جس کا بعد میں پتا چلا تو میں قربانی کے جانور ساتھ نہ لاتا۔" حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تو رسول اللہ ﷺ

٢٨٠٧- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣١٧ عن إسماعيل ابن علية به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٨٧، وهو متفق عليه كما سيأتي، ح: ٢٨٧٥.

قَالَ: وَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ عُمْرَتَنَا هٰذِهِ لِعَامِنَا هٰذَا أَوْ لِلْأَبَدِ قَالَ: «هِيَ لِلْأَبَدِ».

نے پوچھا: "تم نے کیا احرام باندھا ہے؟" انھوں نے کہا: جو نبی ﷺ نے باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا: "پھر تم (یوم نحر کو) جانور ذبح کرنا۔ اور تم محرم رہو جس طرح تم ہو۔" حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ فرمائیں: کیا اس ہمارے عمرے کی اجازت صرف اس سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ آپ نے فرمایا: "ہمیشہ کے لیے۔"

فوائد و مسائل: ① "کسی اور چیز کی نیت نہیں تھی" شروع میں ایسا ہی تھا۔ بعض روایات میں ہے کہ بعض نے عمرے کا احرام باندھا تھا' پھر مکہ مکرمہ کے قریب جا کر عمرے کے لزوم کا حکم اترا تو وہاں سب نے حج کے ساتھ عمرہ بھی داخل کر لیا' پھر قربانیوں والے محرم رہے' دوسرے عمرہ کر کے حلال ہو گئے۔ حج کا احرام الگ باندھا۔ یہ توجیہ بہتر ہے کیونکہ اس طرح تمام احادیث اپنے معنی پر رہتی ہیں۔ ② "منی بہار ہے ہوں گے" یہ بطور مبالغہ کہا کہ حج سے اس قدر قریب جماع کرنا مناسب نہیں۔ یہ تقبیح کے لیے الفاظ ذکر کر دیے ورنہ انھیں کوئی بیماری تو نہیں تھی کہ ایسے ہوتا۔ اور حج کو تو احرام باندھ کر جانا تھا۔ ③ "تم سے بڑھ کر نیک" یعنی جس کام کا میں حکم دوں' جو کام میں کروں' اس سے پرہیز کرنا حماقت ہے۔ اگر وہ کام قبیح ہوتا تو میں حکم ہی نہ دیتا۔ ④ "جس کا بعد میں پتا چلا" کہ عمرہ کرنا لازم ہو جائے گا۔ ⑤ "ہمیشہ کے لیے" یعنی تمتع قیامت تک کے لیے جائز ہے۔

٢٨٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ ابْنِ جُعْشُمٍ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ عُمْرَتَنَا هٰذِهِ لِعَامِنَا أَمْ لِلْأَبَدِ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «هِيَ لِلْأَبَدِ».

٢٨٠٨-حضرت سراقہ بن مالک بن جعشم ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ فرمائیں' کیا ہمارا یہ عمرہ (یعنی ایام حج کے دوران میں) صرف اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے؟ آپ نے فرمایا: "ہمیشہ کے لیے۔"

٢٨٠٨_[صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب التمتع بالعمرة إلى الحج، ح: ٢٩٧٧ من حديث عبدالملك ابن ميسرة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٨٨. ☆ طاوس، تابعه جابر بن عبدالله الأنصاري عن سراقة به، وأخرجه الطبراني في الكبير: ٧/ ١١٩، وأصله في صحيح مسلم، ح: ٢٦٤٨ فالحديث صحيح.

٢٨٠٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَ سُرَاقَةُ: تَمَتَّعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَتَمَتَّعْنَا مَعَهُ فَقُلْنَا: أَلَنَا خَاصَّةً أَمْ لِأَبَدٍ قَالَ: «بَلْ لِأَبَدٍ».

٢٨٠٩-حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمتع کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ تمتع کیا' پھر ہم نے کہا: کیا یہ ہمارے لیے خاص ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: "بلکہ ہمیشہ کے لیے ہے۔"

٢٨١٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ - وَهُوَ الدَّرَاوَرْدِيُّ - عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَفَسْخُ الْحَجِّ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ: «بَلْ لَنَا خَاصَّةً».

٢٨١٠-حضرت بلال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا حج کو فسخ کرکے عمرہ بنانا صرف ہمارے لیے ہے یا سب لوگوں کے لیے؟ آپ نے فرمایا: "بلکہ صرف ہمارے لیے ہے۔"

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے' لہٰذا حجت نہیں ہے۔ اس کے برعکس وہ موقف درست ہے جو سابقہ صحیح احادیث: ٢٨٠٨، ٢٨٠٩ میں بیان ہوا ہے۔

٢٨١١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَعَيَّاشٍ الْعَامِرِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ فِي مُتْعَةِ الْحَجِّ قَالَ: «كَانَتْ لَنَا رُخْصَةً».

٢٨١١-حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے تمتع کے بارے میں منقول ہے کہ یہ صرف ہمارے لیے رخصت تھی۔

٢٨٠٩ـ[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٣٧٨٩.

٢٨١٠ـ[إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الرجل يهل بالحج ثم يجعلها عمرةً، ح:١٨٠٨ من حديث عبدالعزيز بن محمد الدراوردي به، وهو في الكبرى، ح:٣٧٩٠. ● الحارث بن بلال مستور.

٢٨١١ـأخرجه مسلم، الحج، باب جواز التمتع، ح:١٢٢٤/ ١٦١ من حديث عبدالرحمٰن بن مهدي به، ولم يذكر الأعمش، وهو في الكبرى، ح:٣٧٩١، وأخرجه مسلم من طريق آخر عن الأعمش به أيضًا، ح:١٢٢٤/ ١٦٠.

٢٨١٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الْوَارِثِ بْنَ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ فِي مُتْعَةِ الْحَجِّ: لَيْسَتْ لَكُمْ وَلَسْتُمْ مِنْهَا فِي شَيْءٍ إِنَّمَا كَانَتْ رُخْصَةً لَنَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

٢٨١٢- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے تمتع کے بارے میں فرمایا کہ یہ تمھارے لیے نہیں۔ نہ تمھارا اس سے کوئی تعلق ہے۔ یہ تو صرف ہم یعنی اصحاب محمد ﷺ کے لیے رخصت تھی۔

٢٨١٣- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: كَانَتِ الْمُتْعَةُ رُخْصَةً لَنَا.

٢٨١٣- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تمتع صرف ہمارے لیے رخصت تھی۔

٢٨١٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلُ بْنُ مُهَلْهَلٍ عَنْ بَيَانٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ وَإِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ فَقُلْتُ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَجْمَعَ الْعَامَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: لَوْ كَانَ أَبُوكَ لَمْ يَهُمَّ بِذٰلِكَ، قَالَ: وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: إِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ لَنَا خَاصَّةً.

٢٨١٤- حضرت عبدالرحمن بن ابوشعثاء سے روایت ہے کہ میں حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت ابراہیم تیمی کے ساتھ تھا۔ میں نے کہا: میرا ارادہ ہے کہ میں اس سال حج اور عمرہ اکٹھا کروں۔ حضرت ابراہیم کہنے لگے: اگر تیرا باپ زندہ ہوتا تو وہ یہ ارادہ نہ کرتا' پھر انھوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا فرمان ذکر کیا کہ (یہ خصوصی) تمتع صرف ہمارے لیے ہی تھا۔

٢٨١٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٩٢.

٢٨١٣- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٩٣.

٢٨١٤- [صحيح] تقدم، ح: ٢٨١١، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٩٤، ومسلم من حديث بيان به.

فائدہ: یہ آثار (اقوال صحابہ) ہیں جو ان کی لاعلمی پر مبنی ہیں' اس لیے احادیث کے مقابلے میں حجت نہیں۔

٢٨١٥- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ ابْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ وُهَيْبِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ أَفْجَرِ الْفُجُورِ فِي الْأَرْضِ وَيَجْعَلُونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرَ وَيَقُولُونَ: إِذَا بَرَأَ الدَّبَرْ وَعَفَا الْوَبَرْ وَانْسَلَخَ صَفَرْ أَوْ قَالَ: دَخَلَ صَفَرْ فَقَدْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ، فَقَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! أَيُّ الْحِلِّ؟ قَالَ: «اَلْحِلُّ كُلُّهُ».

٢٨١٥- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ اہل جاہلیت یہ سمجھتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا زمین پر سب سے بڑا گناہ ہے۔ وہ محرم کو صفر بنا لیا کرتے تھے اور کہتے تھے: جب اونٹوں کی پشت پر لگنے والے زخم ٹھیک ہو جائیں اور خوب اون اگ آئے اور صفر (محرم) گزر جائے' یا انھوں نے کہا: صفر کا مہینہ شروع ہو جائے تو پھر عمرہ کرنے والے کے لیے عمرہ حلال ہوتا ہے۔ نبی ﷺ (حجۃ الوداع میں) اور آپ کے صحابہ چار ذوالحجہ کی صبح کو حج کی لبیک کہتے ہوئے مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ نے انھیں حکم دیا کہ اس حج کے احرام کو عمرہ بنا لیں۔ یہ چیز ان کے نزدیک بڑی شاق تھی (کہ وہ حلال ہو جائیں) تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس قسم کی حلت؟ آپ نے فرمایا: ”پوری حلت۔“

فوائد و مسائل: ① ”سب سے بڑا گناہ ہے“ ان کا خیال تھا کہ حج کے مہینوں میں صرف حج ہی کرنا چاہیے۔ عمرے کے لیے بعد میں الگ سے سفر کیا جائے تاکہ بیت اللہ سارا سال آباد رہے۔ چونکہ اس میں دور سے آنے والے لوگوں کے لیے تنگی تھی' لہٰذا شریعت نے دور سے آنے والوں کے لیے حج سے پہلے عمرے کی اجازت دے دی جبکہ امام شافعی ؒ کے نزدیک اب بھی بہتر یہی ہے کہ حج کے دنوں میں حج ہی کیا جائے۔ عمرہ حج کے علاوہ باقی دنوں میں کیا جائے تاکہ بیت اللہ سارا سال آباد رہے۔ ویسے ان کے نزدیک تمتع بھی جائز ہے' البتہ افضل نہیں۔ ② حج کے مہینوں سے مراد ہیں: شوال' ذوالقعدہ' ذوالحجہ کے پہلے ۹ دن کیونکہ ان دنوں میں حج کا احرام باندھا جا سکتا ہے۔ بعض نے پورا ذوالحجہ بھی مراد لیا ہے کیونکہ اس کا نام ہی حج کا مہینہ ہے' لہٰذا ان کے نزدیک عمرہ ذوالحجہ کے بعد ہی ہونا چاہیے' الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو جیسے حضرت عائشہ ؓ کو تھی۔ ③ ”محرم کو صفر“ ذوالقعدہ' ذوالحجہ اور محرم تین مہینے اکٹھے حرمت کے ہیں۔ جب کفار کو مسلسل تین مہینے حرمت کے گزارنے

٢٨١٥- أخرجه البخاري، الحج، باب التمتع والقران والإفراد بالحج ... الخ، ح: ١٥٦٤، ومسلم، الحج، باب جواز العمرة في أشهر الحج، ح: ١٢٤٠ من حديث وهيب به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٩٥.

مشکل ہو جاتے تو وہ محرم کو صفر قرار دے لیتے۔ اپنی تنگی دور کرنے کے بعد صفر کو محرم قرار دے لیتے اور حرمت کی پابندیوں پر عمل کرتے تاکہ گنتی پوری ہو جائے' مگر یہ شریعت کے ساتھ مذاق ہے کہ اپنے آپ کو بدلنے کے بجائے شریعت کا حکم بدل دیا جائے۔ اسی لیے قرآن مجید نے اس کے بارے میں بڑے سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں: ﴿إِنَّمَا النَّسِيٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ﴾ (التوبة٩:٣٧) عربی میں اس فعل کو نسئی (تاخیر) کہا جاتا ہے۔ ④ "زخم ٹھیک ہو جائیں" حج کے سفر کے دوران میں پالان لگ لگ کر پیٹھ پر زخم بن جاتے تھے۔ ان کا مطلب تھا کہ جب تک وہ زخم ٹھیک نہیں ہو جاتے' عمرے کا سفر شروع نہ کیا جائے۔ ⑤ "اون اگ آئے" پالانوں کی وجہ سے اون جھڑ جاتی تھی' نیز زخموں والی جگہ بھی اون سے خالی ہو جاتی تھی۔ مطلب یہ تھا کہ دوبارہ اچھی طرح اون اگ آئے' تب عمرے کا سفر شروع کیا جائے۔ ⑥ "اور صفر گزر جائے" مراد محرم ہے کیونکہ وہ محرم کو صفر بنا لیتے تھے' لہٰذا دوسرا جملہ "یا صفر شروع ہو جائے" اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ اس دوسرے جملے میں صفر سے حقیقی صفر مراد ہے' یعنی محرم گزر جائے اور صفر شروع ہو جائے تو پھر وہ عمرہ کرنے کے قائل تھے۔ (باقی مباحث پیچھے گزر چکے ہیں۔)

٢٨١٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُسْلِمٍ - وَهُوَ الْقُرِّيُّ - قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَهَلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْعُمْرَةِ وَأَهَلَّ أَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَأَمَرَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ أَنْ يَحِلَّ وَكَانَ فِيمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْيُ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَأَحَلَّا.

٢٨١٦- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا اور آپ کے صحابہ نے حج کا احرام باندھا تھا۔ آپ نے حکم فرمایا کہ جن کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں' وہ (عمرہ کر کے) حلال ہو جائیں۔ اور جن کے پاس قربانی کے جانور نہیں تھے ان میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور ایک اور شخص شامل تھے' لہٰذا وہ دونوں حلال ہو گئے۔

فوائد و مسائل: ① "عمرے کا احرام باندھا" یہ الفاظ کثیر روایات کے خلاف ہیں جن میں آپ کے حج کے احرام کا ذکر ہے' اس لیے ان الفاظ کا وہی مفہوم مراد لیا جائے گا جو دیگر روایات کے مخالف نہ ہو کہ آپ نے عمرے کو حج کے احرام میں داخل فرما لیا اور دونوں کو ایک احرام سے ادا فرمایا۔ ② "وہ دونوں حلال ہو گئے" ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہی دو اشخاص تھے جن کے پاس جانور نہیں تھے' لہٰذا صرف یہ دونوں حلال ہوئے' لیکن صورت حال اس سے یکسر مختلف ہے۔ قربانی ساتھ لے جانے والے چند افراد تھے۔ اکثر صحابہ

٢٨١٦- أخرجه مسلم، الحج، باب في متعة الحج، ح:١٢٣٩ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٧٩٦.

قربانی کے جانور ساتھ نہیں لائے تھے بلکہ صحیح بخاری میں صراحت ہے کہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ تو قربانی کا جانور ساتھ لائے تھے اور وہ حلال نہیں ہوئے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري' الحج' حديث:١٦٥١) اور یہی بات صحیح ہے۔ اس روایت میں وہم ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (ذخيرة العقبٰى شرح سنن النسائي: ٣٥٠-٣٤٩/٢٣)

٢٨١٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «هٰذِهِ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَاهَا، فَمَنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهُ هَدْيٌ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ، فَقَدْ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِي الْحَجِّ».

٢٨١٧- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ عمرہ ہے۔ ہم نے (حج کے ساتھ) اس کا فائدہ اٹھایا ہے لہٰذا جس شخص کے پاس قربانی کا جانور نہیں' وہ مکمل طور پر حلال ہو جائے' اور سن لو کہ عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔"

فوائد ومسائل: ① "لہٰذا" یعنی عمرہ کرنے کی وجہ سے ہمارا حج تمتع بن گیا ہے لہٰذا عمرے اور حج کے درمیان حلال ہونا چاہیے تاکہ عمرے کی اپنی جداگانہ حیثیت واضح ہو' البتہ شرط یہ ہے کہ ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو۔ ② "عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے" اس کے مختلف مفہوم بیان کیے گئے ہیں: ✿ حج کے دنوں میں عمرہ کیا جا سکتا ہے' کوئی پابندی نہیں۔ ✿ حج اور عمرہ اکٹھے ہو گئے' لہٰذا حج کا احرام باندھ کر عمرہ کرنے کے بعد حلال ہو سکتا ہے۔ ✿ عمرے کے افعال الگ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر حج اور عمرہ اکٹھے (قران کی صورت میں) ادا ہو رہے ہیں تو صرف حج کے افعال کافی ہیں۔ صرف نیت میں عمرہ ہو گا۔ افعال حج ہی کے ہوں گے۔ یہ امام شافعی رحمہ اللہ کی رائے ہے۔ ✿ عمرہ حج میں داخل ہے' لہٰذا حج فرض ہونے کے بعد عمرہ ضروری نہیں رہا۔ حج ہی سے کفایت ہو جائے گی۔ ان چاروں معانی میں سے پہلے معنی متفق علیہ ہیں۔ دوسرے معنی صرف امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک' تیسرے معنی امام شافعی کے نزدیک اور چوتھے معنی صرف احناف کے نزدیک معتبر ہیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ٧٨) - مَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ أَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ (التحفة ٧٨)

باب:٧٨- محرم کے لیے کون سا شکار کھانا جائز ہے؟

٢٨١٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

٢٨١٨- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ

٢٨١٧_ أخرجه مسلم، الحج، باب جواز العمرة في أشهر الحج، ح:١٢٤١ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٧٩٧.

٢٨١٨_ أخرجه مسلم، الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، ح:٥٧/١١٩٦ عن قتيبة، والبخاري، الجهاد، باب ما ◄◄

أَبِي النَّضْرِ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ وَرَأَى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ، ثُمَّ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبَى بَعْضُهُمْ، فَأَدْرَكُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ فَسَأَلُوهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: «إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ».

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حتی کہ جب وہ مکہ مکرمہ کے راستے میں تھے تو کچھ ساتھیوں کے ساتھ آپ سے پیچھے رہ گئے۔ وہ ساتھی محرم تھے مگر وہ (ابوقتادہ) محرم نہیں تھے۔ انھوں نے ایک جنگلی گدھا دیکھا تو وہ فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے' پھر انھوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ انھیں ان کا کوڑا پکڑا دیں۔ ان لوگوں نے انکار کیا' پھر انھوں نے ان سے اپنا نیزہ مانگا تو انھوں نے دینے سے انکار کر دیا۔ انھوں نے (خود اتر کر) اسے (یعنی کوڑا) اٹھایا اور پھر جنگلی گدھے کا پیچھا کیا اور اسے قتل کر دیا۔ نبی ﷺ کے کچھ صحابہ نے اس کا گوشت کھا لیا اور کچھ نے انکار کیا' پھر جب وہ رسول اللہ ﷺ سے ملے تو آپ سے اس کی بابت پوچھا۔ آپ نے فرمایا: "یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ کھانا تھا جو اس نے تمھیں کھانے کے لیے مہیا فرمایا تھا۔"

فوائد ومسائل: ① یہ عمرے کے سفر کی بات ہے۔ اس عمرے کو عمرۃ الحدیبیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ ۶ ہجری میں ہوا۔ ② "وہ محرم نہیں تھے" دراصل آپ نے انھیں کسی اور کام پر بھیجا تھا۔ ③ "انھوں نے انکار کیا" کیونکہ محرم کے لیے شکار کرنا بھی منع ہے اور کسی شکار میں تعاون کرنا بھی حرام ہے۔ ④ اگر محرم نے خود شکار نہ کیا ہو اور نہ شکار ہی میں کچھ تعاون کیا ہو تو وہ محرم اس شکار کا گوشت کھا سکتا ہے بشرطیکہ شکار کرنے والا اور ذبح کرنے والا حلال ہو' محرم نہ ہو۔ بعض دوسری احادیث میں یہ شرط بھی ہے کہ شکار کرنے والے شخص نے وہ شکار محرم کے لیے نہ کیا ہو بلکہ اپنے لیے کیا ہو' بعد میں وہ بطور تحفہ محرم کو دے تو وہ کھا سکتا ہے۔ دیکھیے: (مسند أحمد: ۳۶۲/۳ وجامع الترمذي' الحج' حديث: ۸۴۶) یہ احادیث صحیح ہیں' لہٰذا یہ شرط بھی ضروری ہے۔ احناف بلا وجہ اس شرط کو ضروری نہیں سمجھتے مگر اس طرز عمل سے بہت سی احادیث عمل سے رہ جائیں گی جو یقیناً غیر مناسب بات ہے۔ ہر صحیح حدیث واجب العمل ہے۔ ⑤ اجتہاد کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے۔ ⑥ مجتہد اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کرے گا اگرچہ اس کی رائے کی مخالفت کی گئی ہو۔ ⑦ جب کسی مسئلے میں اختلاف واقع ہو جائے تو نص کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

44 قيل في الرماح، ح: ٢٩١٤ من حديث مالك به، وهو في الكبرى، ح: ٣٧٩٨، والموطأ (يحيى): ١/ ٣٥٠.

٢٨١٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ فَأُهْدِيَ لَهُ طَيْرٌ وَهُوَ رَاقِدٌ فَأَكَلَ بَعْضُنَا وَتَوَرَّعَ بَعْضُنَا فَاسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ فَوَفَّقَ مَنْ أَكَلَهُ وَقَالَ: أَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

٢٨١٩- حضرت عبدالرحمٰن تیمی سے روایت ہے کہ ہم حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ہم سب محرم تھے۔ انھیں ایک پرندے کا گوشت بطور تحفہ بھیجا گیا۔ وہ سو رہے تھے۔ ہم میں سے کچھ نے وہ گوشت کھا لیا اور کچھ نے پرہیز کیا۔ اتنے میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جاگ پڑے تو انھوں نے ان لوگوں کی تائید کی جنھوں نے گوشت کھایا تھا اور فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسی پرندے کا گوشت کھایا تھا۔

٢٨٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عُمَيْرِ ابْنِ سَلَمَةَ الضَّمْرِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنِ الْبَهْزِيِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ يُرِيدُ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالرَّوْحَاءِ إِذَا حِمَارُ وَحْشٍ عَقِيرٌ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «دَعُوهُ فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ

٢٨٢٠- حضرت (زید بن کعب) بہزی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کے ارادے سے نکلے۔ آپ احرام باندھے ہوئے تھے حتی کہ جب وہ (لوگ) مقام روحاء میں پہنچے تو انھوں نے ایک زخمی جنگلی گدھا دیکھا۔ اس بات کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اسے کچھ نہ کہو۔ ہوسکتا ہے اسے زخمی کرنے والا آ جائے۔“ اتنے میں وہ بہزی بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا جس نے اسے زخمی کیا تھا۔ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اس جنگلی گدھے کو آپ اپنی مرضی کے مطابق استعمال فرمائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو (تقسیم کرنے کا) حکم دیا تو

٢٨١٩ـ أخرجه مسلم، ح:١١٩٧ (انظر الحديث السابق) من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٧٩٩.

٢٨٢٠ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد:٣/٤٥٢ من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، وهو في الموطأ(يحيى):١/٣٥١، والكبرٰى، ح:٣٨٠٠، وصححه ابن حبان، ح:٩٨٣، وقال موسى بن هارون: "الصحيح أن الحديث من مسند عمير بن سلمة، ليس بينه وبين النبي ﷺ أحد".

صَاحِبُهُ» فَجَاءَ الْبَهْزِيُّ وَهُوَ صَاحِبُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! شَأْنَكُمْ بِهٰذَا الْحِمَارِ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ الرِّفَاقِ، ثُمَّ مَضَى حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْأُثَايَةِ بَيْنَ الرُّوَيْثَةِ وَالْعَرْجِ إِذَا ظَبْيٌ حَاقِفٌ فِي ظِلٍّ وَفِيهِ سَهْمٌ فَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا يَقِفُ عِنْدَهُ لَا يُرِيبُهُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ حَتَّى يُجَاوِزَهُ.

انھوں نے اسے تمام ساتھیوں میں تقسیم کر دیا' پھر آپ چل پڑے حتی کہ جب رویثہ اور عرج کے درمیان أثایہ مقام پر پہنچے تو ایک ہرن سائے میں سر جھکائے کھڑا آرام کر رہا تھا اور اس میں ایک تیر گھسا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا: اس کے پاس کھڑا رہ تاکہ کوئی شخص اسے پریشان نہ کرے حتی کہ قافلہ اس سے آگے گزر جائے۔

فوائد و مسائل: ① "بہزی" یعنی قبیلۂ بہز کا ایک فرد۔ ان کا نام زید بن کعب ہے اور یہ صحابی ہیں۔ ② "جنگلی گدھا" یہ دراصل جنگلی گائے ہوتی ہے لیکن چونکہ اس کا پاؤں گدھے کی طرح خم دار ہوتا ہے' اس لیے اس معمولی مناسبت کی وجہ سے جنگلی گدھا کہہ دیا جاتا ہے ورنہ حقیقتاً وہ گدھا نہیں ہوتا۔ تبھی تو کھانا جائز ہے۔ ③ "اسے کچھ نہ کہو" محرم کو اجازت نہیں کہ وہ کسی جانور کا شکار کرے یا شکار کیے ہوئے کو پکڑے یا ذبح کرے' ہاں کوئی غیر محرم شخص اپنی مرضی سے اسے شکار کر کے بلکہ ذبح کر کے محرم کو دے دے تو وہ کھا سکتا ہے جیسا کہ اس بہزی نے کیا تھا' ورنہ وہ جانور کو اسی طرح رہنے دیں جیسا کہ بعد میں ہرن کے ساتھ ہوا۔ ④ روحاء مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی جانب تیس چالیس میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے۔ اسی طرح دوسرے مقامات أثایہ' رُوَیثہ اور عَرج بھی مکہ کو جاتے ہوئے راستے میں آتے ہیں۔ ⑤ "سائے میں" ایک ٹیلے کی اوٹ میں پناہ لیے کھڑا تھا۔

(المعجم ٧٩) - مَا لَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ أَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ (التحفة ٧٩)

باب:٧٩- کس قسم کا شکار محرم کے لیے کھانا جائز نہیں؟

٢٨٢١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ،

٢٨٢١- حضرت صعب بن جثامہ لیثی ؓ سے منقول ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک جنگلی گدھا بطور ہدیہ پیش کیا۔ آپ اس وقت ابواء یا

٢٨٢١ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب: إذا أهدى للمحرم حمارًا وحشيًا حيًا لم يقبل، ح: ١٨٢٥، ومسلم، الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، ح: ١١٩٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٥٣، والكبرى، ح: ٣٨٠١.

عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ: أَنَّهُ أَهْدَى لِرَسُولِ اللهِ ﷺ حِمَارَ وَحْشٍ وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا فِي وَجْهِي قَالَ: «أَمَا إِنَّهُ لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ».

ودان مقام میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ انھیں واپس کر دیا۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے میرے چہرے کے غم و تأسف کو ملاحظہ فرمایا تو فرمانے لگے: ”ہم نے یہ صرف اس لیے تجھے واپس کیا ہے کہ ہم محرم ہیں۔“

فوائد و مسائل: ① ”پیش کیا“ بعض دوسری روایات میں صراحت ہے کہ وہ زندہ نہیں تھا بلکہ ذبح شدہ کا کچھ حصہ پیش کیا گیا تھا۔ ② ابواء اور ودان' مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان یہ دونوں مقامات قریب قریب ہیں۔ ③ ”واپس کر دیا“ حالانکہ سابقہ روایات کے مطابق آپ نے حضرت ابوقتادہ اور بہزی سے شکار قبول فرما لیا تھا' اس لیے اس مسئلے میں علماء کا اختلاف ہو گیا۔ صحیح اور محقق بات جس سے تمام صحیح احادیث پر عمل ہو جاتا ہے' یہ ہے کہ پہلے دو حضرات نے وہ جانور اپنے لیے شکار کیے تھے۔ بعد میں انھیں خیال آیا تو انھوں نے محرمین کو بطور ہدیہ دے دیے' لہٰذا ان کا کھانا محرمین کے لیے جائز تھا جبکہ حضرت صعب نے وہ جانور شکار ہی نبی ﷺ کے لیے کیا تھا کہ آپ کو تحفتاً پیش کر سکیں' لہٰذا وہ محرمین کے لیے کھانا جائز نہیں تھا۔ یہ تفصیل حدیث نمبر ٢٨٣٠ میں آ رہی ہے۔ جمہور اہل علم کا یہی مسلک ہے جن میں امام مالک' امام شافعی' امام احمد' امام اسحاق و دیگر محدثین ؒ شامل ہیں' جبکہ امام ابوحنیفہ ؒ غیر محرم کے ہر شکار کو محرم کے لیے جائز سمجھتے ہیں بشرطیکہ اس نے کوئی تعاون نہ کیا ہو۔ قطع نظر اس سے کہ اس نے وہ شکار اپنے لیے کیا ہو یا محرم کے لیے۔ اور بعض نے قرآن مجید کی آیت کے ظاہر ﴿وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا﴾ (المآئدة ٥: ٩٦) اور حضرت صعب والی اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے محرم کے لیے شکار کھانا کسی بھی حال میں جائز قرار نہیں دیا' مگر ان دونوں مسلکوں پر عمل کرنے سے بہت سی احادیث عمل سے رہ جاتی ہیں جو یقیناً نامناسب ہے' اس لیے جمہور اہل علم کا مسلک ہی صحیح ہے کیونکہ اس میں سب متعلقہ احادیث پر عمل ہو جاتا ہے۔ امام نسائی ؒ کا رجحان بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ ④ نبی اکرم ﷺ صدقہ نہیں لیتے تھے' ہدیہ قبول فرما لیتے تھے۔

٢٨٢٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَقْبَلَ

٢٨٢٢- حضرت صعب بن جثامہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ تشریف لائے حتی کہ جب آپ ودان میں پہنچے تو آپ نے ایک جنگلی گدھا (میرے پاس بطور تحفہ) دیکھا۔ آپ نے وہ مجھے واپس فرما دیا اور فرمانے

٢٨٢٢- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٠٢.

حَتّٰى إِذَا كَانَ بِوَدَّانَ رَأَى حِمَارَ وَحْشٍ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ وَقَالَ: «إِنَّا حُرُمٌ لَا نَأْكُلُ الصَّيْدَ».

لگے: ''ہم محرم ہیں۔ یہ شکار نہیں کھا سکتے (کیونکہ یہ ہمارے لیے شکار کیا گیا ہے)۔''

٢٨٢٣- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لِزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ: مَا عَلِمْتَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُهْدِيَ لَهُ عُضْوُ صَيْدٍ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَمْ يَقْبَلْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ.

۲۸۲۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ نہیں جانتے کہ نبی ﷺ کی خدمت عالیہ میں شکار کیے ہوئے جانور کا ایک ٹکڑا پیش کیا گیا تھا جبکہ آپ محرم تھے لہٰذا آپ نے قبول نہ فرمایا۔ حضرت زید نے کہا: ہاں! (میں جانتا ہوں)۔

فائدہ: یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ وہ جانور زندہ آپ کی خدمت میں پیش نہیں کیا گیا تھا بلکہ ذبح شدہ جانور کا ٹکڑا پیش کیا گیا تھا۔ احناف کہتے ہیں کہ آپ نے اس لیے واپس فرما دیا کہ اس نے زندہ شکار پیش کیا تھا اور ذبح کرنا محرم کے لیے جائز نہیں تھا' حالانکہ اگر یہی بات ہوتی تو آپ فرما سکتے تھے کہ تم ذبح کر کے لاؤ۔ اس روایت سے احناف کی تردید ہوتی ہے۔ صحیح بات حدیث نمبر: ۲۸۲۱ میں گزر چکی ہے۔

٢٨٢٤- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى وَسَمِعْتُ أَبَا عَاصِمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَذْكِرُهُ: كَيْفَ أَخْبَرْتَنِي عَنْ لَحْمِ صَيْدٍ أُهْدِيَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ حَرَامٌ؟ قَالَ:

۲۸۲۴- حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انھیں یاد کرواتے ہوئے کہا کہ آپ نے مجھے شکار کے گوشت کے بارے میں کیسے بتایا تھا جو رسول اللہ ﷺ کو احرام کی حالت میں پیش کیا گیا تھا؟ وہ فرمانے لگے: ہاں ہاں! ایک آدمی نے آپ کی خدمت میں شکار شدہ جانور کے گوشت کا ٹکڑا پیش کیا تھا تو آپ نے

٢٨٢٣- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب لحم الصيد للمحرم، ح: ١٨٥٠ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٠٣، وصححه ابن حبان، ح: ٩٨١.

٢٨٢٤- أخرجه مسلم، الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، ح: ١١٩٥ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٠٤.

نَعَمْ أَهْدٰى لَهُ رَجُلٌ عُضْوًا مِنْ لَحْمِ صَيْدٍ فَرَدَّهُ وَقَالَ: «إِنَّا لَا نَأْكُلُ إِنَّا حُرُمٌ».

اسے واپس فرما دیا تھا' نیز فرمایا: ''ہم یہ نہیں کھا سکتے۔ ہم محرم ہیں۔''

٢٨٢٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَهْدَى الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ رِجْلَ حِمَارِ وَحْشٍ تَقْطُرُ دَمًا وَهُوَ مُحْرِمٌ وَهُوَ بِقُدَيْدٍ فَرَدَّهَا عَلَيْهِ.

٢٨٢٥- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت صعب بن جثامہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جنگلی گدھے کی ایک ران پیش کی جس سے خون کے قطرے گر رہے تھے۔ آپ اس وقت محرم تھے اور مقام قدید میں فروکش تھے۔ تو آپ نے اسے واپس فرما دیا۔

فائدہ: قدید بھی ایک مقام کا نام ہے۔ پچھلی احادیث میں ودان یا ابواء کا ذکر ہے۔ یہ سب مقامات قریب قریب ہیں۔ کوئی اختلاف نہیں۔ دو شہروں کی درمیانی جگہ کو کسی شہر کی طرف بھی منسوب کیا جا سکتا ہے۔

٢٨٢٦- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ وَحَبِيبٍ - وَهُوَ ابْنُ أَبِي ثَابِتٍ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ ﷺ حِمَارًا وَهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ.

٢٨٢٦- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ حضرت صعب بن جثامہ ؓ نے نبی ﷺ کو ایک جنگلی گدھا بطور تحفہ پیش کیا جبکہ آپ محرم تھے' لہٰذا آپ نے وہ انھیں واپس فرما دیا۔

(المعجم ٨٠) - إِذَا ضَحِكَ الْمُحْرِمُ فَفَطِنَ الْحَلَالُ لِلصَّيْدِ فَقَتَلَهُ أَيَأْكُلُهُ أَمْ لَا (التحفة ٨٠)

باب: ٨٠- اگر محرم (شکار دیکھ کر) ہنس پڑے جس سے حلال شخص کو شکار کا پتا چل جائے' پھر وہ اسے شکار کرے تو کیا محرم اسے کھا سکتا ہے؟

٢٨٢٥- [صحيح] أخرجه مسلم، ح: ١١٩٤/٥٤ (انظر الحديث السابق) من حديث منصور به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٠٥.

٢٨٢٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٠٦.

٢٨٢٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: اِنْطَلَقَ أَبِي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَمَا أَنَا مَعَ أَصْحَابِي ضَحِكَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَإِذَا حِمَارُ وَحْشٍ فَطَعَنْتُهُ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهِ وَخَشِينَا أَنْ نُقْتَطَعَ فَطَلَبْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُرَفِّعُ فَرَسِي شَأْوًا وَأَسِيرُ شَأْوًا فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ: أَيْنَ تَرَكْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: تَرَكْتُهُ وَهُوَ قَائِلٌ بِالسُّقْيَا، فَلَحِقْتُهُ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنَّ أَصْحَابَكَ يَقْرَؤُونَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللهِ وَبَرَكَاتِهِ وَإِنَّهُمْ قَدْ خَشُوا أَنْ يُقْتَطَعُوا دُونَكَ فَانْتَظِرْهُمْ، فَانْتَظَرَهُمْ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَصَبْتُ حِمَارَ وَحْشٍ وَعِنْدِي مِنْهُ فَقَالَ لِلْقَوْمِ: «كُلُوا» وَهُمْ مُحْرِمُونَ.

٢٨٢٧- حضرت عبداللہ بن ابوقتادہ نے کہا کہ میرے والد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ والے سال گئے۔ ان کے ساتھیوں نے احرام باندھ رکھا تھا مگر انھوں نے احرام نہیں باندھا تھا۔ (وہ کہتے ہیں کہ) میں ایک دفعہ اپنے ساتھیوں کے پاس بیٹھا تھا کہ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے۔ میں نے (ادھر ادھر) دیکھا تو مجھے ایک جنگلی گدھا نظر آیا۔ میں نے نیزے سے اس پر وار کیا (اور اسے شکار کر لیا' اس سے پہلے) میں نے ان سے (شکار کے سلسلے میں) مدد طلب کی تھی تو انھوں نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا تھا (کیونکہ وہ محرم تھے) پھر ہم نے اس شکار کا گوشت کھایا۔ ہمیں خطرہ محسوس ہوا کہ ہمیں دشمن کہیں رسول اللہ ﷺ سے منقطع نہ کر دے۔ میں اپنے گھوڑے کو تیز بھگاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے (انھیں مطلع کرنے کے لیے) چلا۔ کبھی میں گھوڑے کو تیز بھگاتا تھا اور کبھی آہستہ چلاتا تھا۔ (راستے میں) میں آدھی رات کو بنو غفار کے ایک آدمی کو ملا۔ میں نے اس سے پوچھا: تم نے رسول اللہ ﷺ کو کہاں چھوڑا ہے؟ اس نے کہا: میں آپ کے پاس سے چلا تو آپ سقیا مقام پر قیلولہ فرما رہے تھے۔ میں آپ کو جا ملا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے صحابہ آپ کو السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ (سلام و دعا) عرض کرتے ہیں۔ انھیں خطرہ ہے کہ کہیں دشمن (ان پر حملہ کر کے) انھیں آپ سے منقطع نہ کر

٢٨٢٧_ أخرجه البخاري، ح: ١٨٢١، ومسلم، ح: ١١٩٦/ ٥٩ (انظر الحديث المتقدم: ٢٨٢٦) من حديث هشام الدستوائي به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٠٧.

دے اس لیے آپ رک کر ان کا انتظار فرمائیں۔ آپ نے ان کا انتظار فرمایا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک جنگلی گدھا شکار کیا ہے اور میرے پاس اس کا کچھ گوشت باقی ہے۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا: ”کھاؤ۔“ حالانکہ وہ محرم تھے۔

فوائد ومسائل: ① اگر محرم شکاری کے ساتھ کوئی تعاون نہ کرے اور اسے مطلع کرنے کے لیے نہ ہنسے بلکہ اتفاقاً شکار دیکھ کر ہنس پڑے اور اس سے شکاری کو اندازہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ ایسا شکار جو حلال آدمی نے کیا ہو محرم بھی کھا سکتے ہیں بشرطیکہ شکاری نے خاص ان کے لیے شکار نہ کیا ہو۔ ② روایت تفصیلاً گزر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے حدیث: ٢٨١٨. ③ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے احرام نہ باندھنے کی ایک اور وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ اس وقت تک مواقیت مقرر نہیں ہوئے تھے۔ اس وقت حرم شروع ہونے سے پہلے پہلے کہیں سے بھی احرام باندھا جا سکتا تھا۔ میقات حجۃ الوداع میں مقرر ہوئے، مگر یہ وجہ اتنی قوی معلوم نہیں ہوتی کیونکہ یہ وجہ تو سب کے لیے برابر تھی جبکہ دوسروں نے احرام باندھ رکھا تھا۔ لازماً کوئی اور وجہ تھی جس کا ذکر ہو چکا۔ واللہ أعلم.

٢٨٢٨- أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّسَائِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ الصُّورِيُّ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ - وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَزْوَةَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ: فَأَهَلُّوا بِعُمْرَةٍ غَيْرِي فَاصْطَدْتُ حِمَارَ وَحْشٍ فَأَطْعَمْتُ أَصْحَابِي مِنْهُ وَهُمْ مُحْرِمُونَ، ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَنْبَأْتُهُ أَنَّ عِنْدَنَا مِنْ لَحْمِهِ فَاضِلَةً فَقَالَ: «كُلُوهُ» وَهُمْ مُحْرِمُونَ.

٢٨٢٨- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حدیبیہ میں گیا۔ سب لوگوں نے عمرے کا احرام باندھ لیا۔ میں نے نہ باندھا، پھر میں نے ایک جنگلی گدھا شکار کیا اور اپنے محرم ساتھیوں کو اس کا گوشت کھلایا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو بتلایا کہ ہمارے پاس اس کا بچا ہوا گوشت موجود ہے۔ آپ نے (حاضرین سے) فرمایا: ”کھاؤ۔“ حالانکہ وہ محرم تھے۔

٢٨٢٨_ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح:٣٨٠٨، وأخرجه مسلم، ح:١١٩٦/٦٢ من حديث معاوية بن سلام به.

(المعجم ٨١) - إِذَا أَشَارَ الْمُحْرِمُ إِلَى الصَّيْدِ فَقَتَلَهُ الْحَلَالُ (التحفة ٨١)

باب:٨١- اگر محرم شکار کی طرف اشارہ کرے اور غیر محرم اسے شکار کرے تو؟

٢٨٢٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُمْ كَانُوا فِي مَسِيرٍ لَهُمْ بَعْضُهُمْ مُحْرِمٌ وَبَعْضُهُمْ لَيْسَ بِمُحْرِمٍ، قَالَ: فَرَأَيْتُ حِمَارَ وَحْشٍ فَرَكِبْتُ فَرَسِي وَأَخَذْتُ الرُّمْحَ وَاسْتَعَنْتُهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُعِينُونِي فَاخْتَلَسْتُ سَوْطًا مِنْ بَعْضِهِمْ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَأَصَبْتُهُ فَأَكَلُوا مِنْهُ فَأَشْفَقُوا، قَالَ: فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: «هَلْ أَشَرْتُمْ أَوْ أَعَنْتُمْ؟» قَالُوا: لَا، قَالَ: «فَكُلُوا».

٢٨٢٩- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ (لوگ) اپنے ایک سفر میں جا رہے تھے۔ ان میں سے کچھ محرم تھے کچھ غیر محرم۔ ابوقتادہ نے کہا کہ میں نے ایک جنگلی گدھا دیکھا تو میں گھوڑے پر سوار ہوا۔ نیزہ پکڑا۔ میں نے ان سے مدد طلب کی مگر انھوں نے مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ میں نے زبردستی ان میں سے کسی سے کوڑا چھینا اور گدھے پر حملہ کر دیا۔ میں نے اسے شکار کر لیا۔ انھوں نے بھی اس سے کھا لیا' پھر انھیں ڈر محسوس ہوا (کہ کہیں یہ ناجائز نہ ہو) تو نبی ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: ”کیا تم نے (شکار کی طرف) اشارہ کیا تھا؟ کیا تم نے کوئی مدد کی تھی؟“ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: ”کھا سکتے ہو۔“

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے سوالات سے معلوم ہوا کہ اگر انھوں نے اشارہ کیا ہوتا یا کچھ مدد کی ہوتی تو ان کے لیے وہ شکار کھانا جائز نہ ہوتا اور یہی باب کا مقصد ہے کیونکہ اشارہ یا تعاون کرنا شکار کرنے کے مترادف ہے۔ اور شکار کرنا محرم کے لیے ناجائز ہے۔

٢٨٣٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

٢٨٣٠- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

٢٨٢٩ـ أخرجه مسلم، الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، ح: ١١٩٦/ ٦١ من حديث شعبة، والبخاري، جزاء الصيد، باب: لا يشير المحرم إلى الصيد لكي يصطاده الحلال، ح: ١٨٢٤ من حديث عثمان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٠٩.

٢٨٣٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب لحم الصيد للمحرم، ح: ١٨٥١، والترمذي، الحج، باب ماجاء في أكل الصيد للمحرم، ح: ٨٤٦ من قتيبة به، وقال الترمذي: "المطلب لا نعرف له سماعًا من جابر"، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨١٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٤١، وابن حبان، ح: ٩٨٠، والحاكم على شرط◄

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - عَنْ عَمْرٍو، عَنِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «صَيْدُ الْبَرِّ لَكُمْ حَلَالٌ مَا لَمْ تَصِيدُوهُ أَوْ يُصَادَ لَكُمْ».

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''تمھارے لیے خشکی کا شکار کھانا حلال ہے بشرطیکہ تم نے شکار نہ کیا ہو اور نہ تمھارے لیے شکار کیا گیا ہو۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ وَإِنْ كَانَ قَدْ رَوَى عَنْهُ مَالِكٌ.

ابوعبدالرحمن (امام نسائی رشلشہ) بیان کرتے ہیں کہ راوی حدیث عمرو بن ابی عمرو علم حدیث میں قوی نہیں اگرچہ امام مالک نے ان سے روایت لی ہے۔

فوائد ومسائل: ① نبی ﷺ کا یہ فرمان محرمین کے لیے ہے۔ خشکی کی قید اس لیے لگائی کہ سمندری شکار قرآن کی رو سے مطلقاً طور پر محرم کے لیے بھی کرنا جائز ہے اور کھانا بھی۔ البتہ خشکی کا شکار محرم نہ خود کر سکتا ہے اور نہ کسی سے اس سلسلے میں تعاون کر سکتا ہے، ہاں کسی حلال شخص نے اپنے لیے شکار کیا ہو، پھر وہ اس سے محرم کو تحفہ دے دے تو وہ کھا سکتا ہے، نیز اگر اس نے شکار محرم کے لیے کیا ہو تو محرم کے لیے وہ کھانا بھی جائز نہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ۲۸۲۱) ② امام نسائی رشلشہ نے اس حدیث کے ایک راوی عمرو بن ابی عمرو کو ضعیف کہا ہے مگر کثیر محدثین نے اسے قوی کہا ہے حتی کہ امام بخاری و مسلم ﷭ تو اس کی حدیثیں اپنی صحیحین میں لائے ہیں، لہٰذا یہ راوی ثقہ ہے۔ لیکن دوسری وجوہ سے یہ روایت ضعیف ہے جس کی صراحت تخریج میں ہے، تاہم مسئلہ صحیح ہے۔

(المعجم ٨٢) - مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ، قَتْلُ الْكَلْبِ الْعَقُورِ (التحفة ٨٢)

باب: ٨٢- محرم کون سے جانور قتل کر سکتا ہے؟ کاٹنے والے کتے کو قتل کرنا

٢٨٣١- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِي قَتْلِهِنَّ

٢٨٣١- حضرت ابن عمر ﷠ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جانور ایسے ہیں کہ محرم کے لیے انھیں قتل کر دینے میں کوئی حرج نہیں: کوا، چیل،

◀ الشيخين: ١/٤٥٢، ٤٧٦، ووافقه الذهبي. ﷺ يعقوب هو الإسكندراني، وعمرو هو ابن أبي عمرو، والمطلب هو ابن عبدالله بن المطلب بن حنطب، ولم يسمع من جابر رضي الله عنه كما قال أبوحاتم الرازي وغيره.

٢٨٣١- أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب، ح: ١٨٢٦، ومسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم، ح: ١١٩٩/٧٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/٣٥٦، والكبرى، ح: ٣٨١١.

جُنَاحٌ فَالْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

بچھو چوہا اور کاٹنے والا کتا۔"

فوائد و مسائل: ① محرم کے لیے شکار منع ہے۔ اسی طرح کسی بھی جانور کو مارنا منع ہے لیکن موذی جانور ممکن ہے اس کے لیے مصیبت بن جائیں لہٰذا ان کی ایذا سے بچنے کے لیے انھیں قتل کرنے کی اسے رخصت دے دی گئی ہے خواہ وہ اسے نقصان نہ ہی پہنچائیں بلکہ محض خدشہ ہو۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے ایذا کی بجائے ان جانوروں کو مارنے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ ان کو کھایا نہیں جاتا' لہٰذا محرم ہر ایسے جانور کو قتل کر سکتا ہے جس کا گوشت کھانا حرام ہے۔ لیکن پہلا موقف ہی صحیح ہے۔ ② "کاٹنے والا کتا" بعض اہل علم نے تمام درندوں کو اس میں داخل کیا ہے' مثلاً: شیر' چیتا' بھیڑیا کیونکہ لغوی طور پر یہ سب کتے ہی ہیں اور بدرجۂ اولیٰ کاٹنے والے ہیں۔ یہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے ورنہ یہ عجیب بات ہوگی کہ کتا مارنا تو جائز ہو جو کم کاٹتا ہے اور جس سے بچاؤ بھی ممکن ہے مگر شیر' چیتا وغیرہ کو مارنا جائز نہ ہو جس سے جان کا خطرہ ہے اور عموماً بچاؤ بھی ممکن نہیں۔ شریعت کے احکام مصلحت کی بنیاد پر ہوتے ہیں اور مصلحت کا لحاظ ضروری ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ احناف نے اس جگہ اہل ظاہر کی طرح جمود اختیار کیا ہے کہ "صرف کتا ہی مارا جا سکتا ہے' شیر وغیرہ نہیں کیونکہ تعداد پانچ سے بڑھ جائے گی" حالانکہ روایات کو جمع کریں تو مذکورہ جانور ہی پانچ سے بڑھ جائیں گے' مثلاً: اگلی روایت میں سانپ کا بھی ذکر ہے۔

(المعجم ٨٣) - قَتْلُ الْحَيَّةِ (التحفة ٨٣)

باب: ۸۳- سانپ کو قتل کرنا (بھی محرم کے لیے جائز ہے)

٢٨٣٢- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ يَقْتُلُهُنَّ الْمُحْرِمُ: اَلْحَيَّةُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

۲۸۳۲- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "پانچ جانور ایسے ہیں جنھیں محرم قتل کر سکتا ہے: سانپ' چوہا' چیل' سفید پیٹ یا پشت والا کوا اور کاٹنے والا کتا۔"

فائدہ: سانپ کا موذی ہونا واضح ہے۔ اوپر والی روایت میں سانپ کے بجائے بچھو کا ذکر ہے۔ دونوں

٢٨٣٢ـ أخرجه مسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب . . . الخ، ح: ١١٩٨/ ٦٧ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨١٢.

حشرات الارض سے ہیں اور زہریلے ہیں' اس لیے دونوں کو ایک نوع میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ ایک کا ذکر دوسرے کے ذکر سے مستغنی کرتا ہے۔ دوسرے کاٹنے والے حشرات بھی اس حکم میں داخل ہو سکتے ہیں۔

(المعجم ٨٤) - قَتْلُ الْفَأْرَةِ (التحفة ٨٤)

باب:٨٤- چوہے کو قتل کرنا (بھی محرم کے لیے جائز ہے)

٢٨٣٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَذِنَ فِي قَتْلِ خَمْسٍ مِنَ الدَّوَابِّ لِلْمُحْرِمِ: اَلْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْعَقْرَبُ.

٢٨٣٣- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محرم کو پانچ قسم کے جانور قتل کرنے کی اجازت دی ہے: کوا' چیل' چوہا' کاٹنے والا کتا اور بچھو۔

فائدہ: چوہا بھی فطرتاً موذی ہے۔ پلید ہونے کے ساتھ ساتھ بعض قیمتی چیزیں کتر دیتا ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں پلید کر سکتا ہے۔ طاعون وغیرہ کا سبب بھی یہی بنتا ہے' لہٰذا مارا جا سکتا ہے۔

(المعجم ٨٥) - قَتْلُ الْوَزَغِ (التحفة ٨٥)

باب:٨٥- چھپکلی کو قتل کرنا

٢٨٣٤- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ امْرَأَةً دَخَلَتْ عَلٰى عَائِشَةَ وَبِيَدِهَا عُكَّازٌ فَقَالَتْ: مَا هٰذَا؟ فَقَالَتْ: لِهٰذِهِ الْوَزَغِ لِأَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ حَدَّثَنَا أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ إِلَّا يُطْفِيءُ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا هٰذِهِ الدَّابَّةُ فَأَمَرَنَا بِقَتْلِهَا،

٢٨٣٤- حضرت سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ ایک عورت حضرت عائشہ ؓ کے پاس آئی جبکہ ان کے ہاتھ میں تیز نوک والی لاٹھی تھی۔ وہ پوچھنے لگی: یہ کس لیے؟ فرمایا: ان چھپکلیوں کے لیے کیونکہ نبی ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ ہر جانور حضرت ابراہیم ؑ کے لیے آگ بجھانے میں کوشاں تھا مگر یہ چھپکلی۔ چنانچہ آپ نے ہمیں اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور آپ نے ہمیں گھروں میں رہنے والے باریک سانپوں کو قتل کرنے سے روکا' مگر دو دھاریوں والے اور چھوٹے سانپ کو قتل کیا جا سکتا ہے

٢٨٣٣_أخرجه مسلم، ح: ١١٩٩/ ٧٧ (انظر الحديثين السابقين) عن قتيبة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨١٣.
٢٨٣٤_[حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨١٤، وللحديث شواهد عند ابن ماجه، ح: ٣٢٣١، وأحمد وغيرهما.

وَنَهَى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ إِلَّا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ فَإِنَّهُمَا يُطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ مَا فِي بُطُونِ النِّسَاءِ.

کیونکہ یہ نظر ختم کر دیتے ہیں اور عورتوں کے حمل گرا دیتے ہیں۔

فوائد ومسائل: ① چھپکلی اور اس نوع کے دوسرے جانور زہریلے ہوتے ہیں۔ کسی کھانے پینے کی چیز میں گر جائیں تو اسے زہریلا کر دیتے ہیں حتی کہ موت کا سبب بن جاتے ہیں' لہٰذا انھیں مارنا بھی جائز ہے۔ اگرچہ اس روایت میں محرم کی صراحت نہیں مگر ایذا کی علت کی بنا پر وہ بھی اسے قتل کر سکتا ہے۔ ② ''آگ بجھانے میں'' یہ دلیل ہے کہ یہ جانور (چھپکلی) طبعاً انسان کے لیے موذی ہے ورنہ اسے کیا پتا تھا کہ یہ آگ کس کو جلانے والی ہے؟ یہ بھی یاد رہے کہ اسے قتل کرنے کی اجازت اس کے طبعی ایذا کی وجہ سے ہے نہ اس لیے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ میں ممد تھی کیونکہ وہ تو ایک مخصوص چھپکلی کا فعل تھا۔ اس کی سزا پوری نسل کو تو نہیں دی جا سکتی' نیز اس کے لیے تو نبی اور کافر برابر ہیں۔ وہ تو ہر ایک کو ایذا پہنچائے گی۔ ③ چھپکلی میں اسی نوع کے اس سے بڑے جانور' مثلاً: چلپاسہ یعنی کرلا اور اس جیسے دوسرے موذی جانور بھی آ جائیں گے۔ ④ ''گھروں میں رہنے والے باریک سانپ'' کیونکہ یہ عموماً گھر والوں کو نقصان نہیں پہنچاتے۔ بچوں تک کو نہیں کاٹتے۔ ان کے بارے میں قتل نہ کرنے کا حکم اس بنا پر بھی ہے کہ شاید یہ ''جن'' کی کوئی قسم ہوں۔ اور جنوں کو مارنا جائز نہیں' نیز قتل کی وجہ ایذا ہے۔ جب وہ ہمیں کچھ نہیں کہتے تو ہم انھیں کیوں کچھ کہیں؟ گھروں میں رہنے والے بڑے سانپ بھی گھر والوں کو کچھ نہیں کہتے بلکہ وہ نوع انسانی سے کچھ مالوف ہو جاتے ہیں' البتہ آبادی سے باہر رہنے والے سانپ موذی ہیں' لہٰذا انھیں فوراً مار دینا چاہیے۔ ⑤ ''دو دھاری'' یہ بہت زہریلا ہوتا ہے۔ اس کی پشت پر یہ دو دھاریاں بھی زہر کی بنا پر ہی ہوتی ہیں۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس کے ماتھے پر دو سیاہ نشان ہوتے ہیں وغیرہ۔ ⑥ ''چھوٹا سانپ'' جسم میں چھوٹا مگر سخت زہریلا۔ اچانک حملہ کرتا ہے اور جان سے مار دیتا ہے۔ بعض نے اس کے معنی چھوٹی دم والا سانپ' کیے ہیں مگر سانپ کی الگ دم نہیں ہوتی۔ ویسے آخری حصے کو دم کہا جائے تو الگ بات ہے۔ ⑦ ''نظر ختم کرتے ہیں ...... الخ'' یعنی اگر یہ کاٹ لیں یا ان سے آنکھیں چار ہو جائیں تو نظر ختم ہو جاتی ہے اور عورت کا حمل گر جاتا ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٨٦) - قَتْلُ الْعَقْرَبِ (التحفة ٨٦)

باب:٨٦- بچھو کو قتل کرنا (بھی محرم کے لیے جائز ہے)

٢٨٣٥ - أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ

٢٨٣٥- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی

٢٨٣٥- أخرجه مسلم، ح: ١١٩٩/ ٧٧ تقدم قريبًا، ح: ٢٨٣٣ من حديث عبيدالله بن عمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨١٥، وأخرجه أحمد: ٢/ ٥٤ عن يحيى القطان به.

أَبُو قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ أَوْ فِي قَتْلِهِنَّ وَهُوَ حَرَامٌ، اَلْحِدَأَةُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْغُرَابُ».

ﷺ نے فرمایا: ”پانچ جانور ایسے ہیں کہ جو شخص بھی انھیں قتل کر دے (خواہ محرم ہی ہو) اس پر کوئی حرج اور گناہ نہیں: چیل چوہا کاٹنے والا کتا بچھو اور کوا۔“

فوائد ومسائل: ① بچھو کا موذی ہونا واضح ہے بلکہ بسا اوقات اس کا زہر سانپ سے بھی خطرناک ہوتا ہے۔ ② ”کوئی گناہ نہیں“ بلکہ گناہ کے علاوہ کوئی تاوان وغیرہ بھی نہیں خواہ محرم ہی ہو اور حرم ہی میں ہو۔

(المعجم ٨٧) - قَتْلُ الْحِدَأَةِ (التحفة ٨٧)

باب:٨٧-چیل کو قتل کرنا (بھی جائز ہے)

٢٨٣٦- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا نَقْتُلُ مِنَ الدَّوَابِّ إِذَا أَحْرَمْنَا؟ قَالَ: «خَمْسٌ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ: اَلْحِدَأَةُ، وَالْغُرَابُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

٢٨٣٦- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم جب محرم ہوں تو کن جانوروں کو قتل کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ انھیں قتل کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں: چیل کوا چوہا بچھو اور کاٹنے والا کتا۔“

فائدہ: چیل مردار خور اور پلید جانور ہے۔ کھانا پلید کر سکتی ہے۔ گوشت اٹھا کر بلکہ ہاتھوں سے چھین کر لے جاتی ہے۔ چھوٹے گھریلو جانوروں کو اچک لیتی ہے لہٰذا اسے بھی مارنا جائز ہے۔

(المعجم ٨٨) - قَتْلُ الْغُرَابِ (التحفة ٨٨)

باب:٨٨-کوے کو قتل کرنا (محرم کے لیے جائز ہے)

٢٨٣٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ

٢٨٣٧- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ سے پوچھا گیا: محرم کون سے جانور قتل کر سکتا

٢٨٣٦_أخرجه مسلم من حديث أيوب السختياني به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨١٦.

٢٨٣٧_أخرجه مسلم من حديث يحيى بن سعيد الأنصاري به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨١٧.

سَعِيدٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ قَالَ: «يَقْتُلُ الْعَقْرَبَ، وَالْفُوَيْسِقَةَ، وَالْحِدَأَةَ، وَالْغُرَابَ، وَالْكَلْبَ الْعَقُورَ».

ہے؟ آپ نے فرمایا: ”بچھو، چوہے، چیل، کوے اور کاٹنے والے کتے کو قتل کر سکتا ہے۔“

فائدہ: کوے میں چیل والے سب مفاسد پائے جاتے ہیں بلکہ قریب رہنے کی وجہ سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ پریشان بھی زیادہ کرتا ہے لہٰذا اسے قتل کرنا جائز ہے۔ اوپر ایک حدیث (۲۸۳۲) میں أبقع (جس کا پیٹ یا پشت سفید ہوتی ہے) کی قید ہے لہٰذا مطلق کوے سے مراد بھی یہی ہے۔ گھروں میں یہی آتا جاتا ہے۔ باقی رہا خالص سیاہ کوا تو وہ عموماً فصلوں میں ہوتا ہے۔ اس کا لوگوں کو کوئی نقصان نہیں لہٰذا اسے مارنے کی ضرورت نہیں۔ وہ گندگی بھی نہیں کھاتا۔ صرف دانوں پر گزارا کرتا ہے۔ واللہ أعلم.

٢٨٣٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ فِي قَتْلِهِنَّ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْإِحْرَامِ: اَلْفَأْرَةُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْغُرَابُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

۲۸۳۸- حضرت سالم کے والد محترم سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”پانچ جانور ایسے ہیں کہ اگر کوئی انھیں احرام کی حالت میں یا حرم کے اندر بھی قتل کر دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں (اور وہ یہ ہیں): چوہا، چیل، کوا، بچھو اور کاٹنے والا کتا۔“

(المعجم ٨٩) - مَا لَا يَقْتُلُهُ الْمُحْرِمُ (التحفة ٨٩)

باب: ۸۹- وہ جانور جنھیں محرم قتل نہیں کر سکتا

٢٨٣٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ

۲۸۳۹- حضرت ابن ابی عمار بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے بجو کے بارے میں

٢٨٣٨ـ أخرجه مسلم من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق واللذين قبله، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨١٨، وله طريق آخر عند البخاري، ح: ١٨٢٨.

٢٨٣٩ـ [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الضبع يصيبها المحرم، ح: ٨٥١، ١٧٩١ من حديث ابن جريج به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨١٩، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٦٤٥، ٢٦٤٦، وابن حبان، ح: ٩٧٩، ١٠٦٨، وابن الجارود، ح: ٤٣٨، ٤٣٩، والحاكم: ١/ ٤٥٢ على شرط الشيخين.

جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ قَالَ: سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنِ الضَّبُعِ فَأَمَرَنِي بِأَكْلِهَا قُلْتُ: أَصَيْدٌ هِيَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: أَسَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

پوچھا تو انھوں نے مجھے اس کے کھانے کی اجازت بتلائی۔ میں نے کہا کہ وہ بھی شکار ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: کیا آپ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

فوائد ومسائل: ① بجو مردار خور نہیں۔ اگر یہ مردار خور ہوتا تو اسے حرام کہنے میں کوئی باک نہیں تھا۔ چونکہ یہ حلال جانور ہے جیسا کہ مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوتا ہے لہٰذا یہ شکار کی ذیل میں آتا ہے۔ محرم کے لیے شکار حرام ہے لہٰذا وہ بجو کو نہیں مار سکتا۔ اگر مارے گا تو اسے اس کا فدیہ دینا پڑے گا۔ جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ ان شاء اللہ۔ ② اس بات پر تو سب کا اتفاق ہے کہ محرم بجو کو قتل یا شکار نہیں کر سکتا' البتہ اس کی حلت کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام شافعی اور امام احمد ﷭ اسے کھانا حلال سمجھتے ہیں۔ دیگر اہل علم نے اسے حرام کہا ہے کہ یہ "ذوناب" (کچلی والا جانور) ہے۔ مگر شاید وہ اس بات سے غافل رہے کہ یہاں ذوناب کے لغوی معنی مراد نہیں بلکہ "ذوناب" سے مراد شکاری جانور ہے جیسے کتا' شیر' چیتا وغیرہ اور بجو بالاتفاق شکاری نہیں۔ "ناب" تو وجہ حرمت نہیں۔ اس ناب میں کیا حرج جو شکار نہ کرے۔ (تفصیل ان شاء اللہ آگے بیان ہوگی۔) ③ اس حدیث سے اشارتاً یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ محرم کوئی ایسا جانور شکار نہیں کر سکتا جسے کھایا جاتا یا جو کسی منفعت کی وجہ سے شکار کیا جاتا ہو۔ اگر وہ شکار کرے گا تو اسے جزا دینی پڑے گی۔

(المعجم ٩٠) - اَلرُّخْصَةُ فِي النِّكَاحِ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ٩٠)

باب: ٩٠- محرم کے لیے نکاح کرنے کی رخصت

٢٨٤٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ - عَنْ عَمْرٍو - وَهُوَ ابْنُ دِينَارٍ - قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الشَّعْثَاءِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٢٨٤٠- حضرت ابن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت میمونہ ﷞ سے احرام کی حالت میں شادی کی۔

٢٨٤٠- أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم نكاح المحرم وكراهة خطبته، ح: ٤٧/١٤١٠ من حديث داود العطار، والبخاري، النكاح، باب نكاح المحرم، ح: ٥١١٤ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٢٠، قوله: "هو محرم" معناه أنه كان داخلاً في الحرم، والله أعلم.

فائدہ: اس روایت سے استدلال کیا گیا ہے کہ محرم نکاح کر سکتا ہے۔ کوئی شک نہیں کہ یہ روایت سنداً بالکل صحیح ہے مگر اس کا مضمون دوسری صحیح احادیث کے خلاف ہے (دیکھیے روایت: ۲۸۴۵) (اسی لیے شیخ البانی رحمہ اللہ نے ان تمام روایات کو جن میں حالت احرام میں نکاح کرنے کا بیان ہے شاذ قرار دیا ہے۔) نیز حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا اپنا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح حلال حالت میں کیا ہے۔ نکاح کے سفیر حضرت رافع رضی اللہ عنہ کا بھی یہی بیان ہے جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نکاح سے غیر متعلق فرد ہیں نیز ان کی عمر بھی اس وقت چھوٹی تھی، لہٰذا معلوم یوں ہوتا ہے کہ انھیں غلط فہمی ہو گئی نیز منع والی روایت (۲۸۴۵) قولی ہے یہ فعلی۔ قولی اور فعلی کے تعارض کے وقت قولی راجح ہوتی ہے۔ اسی طرح نہی اور اباحت میں تعارض ہو تو نہی کو ترجیح ہوتی ہے نیز فعلی روایات تو متعارض ہیں۔ قولی صریح ہے اور اس کے مقابل کوئی قولی روایت نہیں لہٰذا قولی روایت پر عمل ہوگا۔ غرض کسی بھی لحاظ سے دیکھا جائے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت قابل استدلال نہیں۔ یا اس روایت کی تاویل کر لی جائے تاکہ یہ محتمل روایت دوسری صریح روایات کے مطابق ہو جائے مثلاً: "محرم" کے معنی "حرم میں" یا "حرمت والے مہینوں میں" کیے جائیں، یعنی نبی ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح حرم میں یا حرمت کے مہینے میں کیا۔ عربی زبان میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ عقلاً بھی نکاح احرام کے منافی ہے۔ اگر خوشبو لگانا، حجامت بنوانا، زینت والے کپڑے پہننا اور شکار وغیرہ کرنا احرام کے خلاف ہیں تو نکاح جو ہر لحاظ سے ان سے بڑھ کر ہے، کیونکر احرام میں درست ہو سکتا ہے؟

٢٨٤١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ أَبَا الشَّعْثَاءِ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَكَحَ حَرَامًا.

۲۸۴۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ) احرام کی حالت میں نکاح فرمایا۔

٢٨٤٢- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ،

۲۸۴۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو دونوں احرام کی حالت میں تھے۔

٢٨٤١- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٢١.

٢٨٤٢- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/٢٤٥ عن يونس بن محمد المؤدب به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٢٢، وللحديث شواهد كثيرة عن ابن عباس رضي الله عنهما به.

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُمَا مُحْرِمَانِ.

فائدہ: رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ آپ احرام باندھ کر گئے تھے' مگر حضرت میمونہ ؓ تو مکے میں تھیں وہ کیسے محرم ہو گئیں' نیز رسول اللہ ﷺ نے مکے پہنچ کر عمرے سے فارغ ہونے تک کچھ نہیں کیا تھا اور عمرے سے فارغ ہو گئے تو احرام بھی ختم ہو چکا تھا' پھر حالت احرام میں نکاح کب کیا؟

٢٨٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّاغَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۸۴۳- حضرت ابن عباس ؓ سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت میمونہ ؓ سے نکاح فرمایا تو آپ محرم (حرم میں) تھے۔

٢٨٤٤- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ إِسْحَاقَ وَصَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو الْحِمْصِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَزَوَّجَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

۲۸۴۴- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت میمونہ ؓ سے احرام کی حالت میں نکاح فرمایا۔

فائدہ: یہ ایک ہی روایت کی مختلف اسانید ہیں۔ روایت پر بحث ہو چکی ہے کہ یہ حضرت ابن عباس ؓ کی غلط فہمی اور وہم ہے۔ یہ روایت صحیح بخاری میں بھی ہے۔ (صحيح البخاري' جزاء الصيد' حديث:١٨٣٧)

(المعجم ٩١) - اَلنَّهْيُ عَنْ ذٰلِكَ (التحفة ٩١)

باب:۹۱- (محرم کو) نکاح سے ممانعت

٢٨٤٥- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

۲۸۴۵- حضرت عثمان بن عفان ؓ کا بیان ہے

٢٨٤٣ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٤٥ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٢٣، وانظر الحديث السابق.

٢٨٤٤ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب تزويج المحرم، ح: ١٨٣٧ من حديث أبي المغيرة عبدالقدوس به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٢٤.

٢٨٤٥ـ أخرجه مسلم، النكاح، باب تحريم نكاح المحرم وكراهة خطبته، ح: ١٤٠٩ من حديث مالك به، وهو في◀

نَافِعٍ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَنَّ أَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ وَلَا يُنْكِحُ».

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''محرم نہ اپنا نکاح کرے نہ نکاح کا پیغام بھیجے اور نہ کسی دوسرے کا نکاح کرے۔''

فائدہ: یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے۔ (صحیح مسلم' النکاح' حدیث:١٤٠٩) لہٰذا قطعاً صحیح ہے' نیز صریح قولی روایت ہے جو اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے۔ اس کی کوئی تاویل بھی نہیں کی جا سکتی' لہٰذا جمہور اہل حدیث وفقہاء نے اسی کو اختیار فرمایا ہے' نیز ہم رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔ حضرت ابن عباس ؓ کی روایت کو ظاہر کے مطابق صحیح بھی مان لیا جائے' تب بھی وہ فعلی روایت ہے اور فعل میں کئی احتمالات ہو سکتے ہیں۔ فعل نبی ﷺ کا خاصہ بھی ہو سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ غلط فہمی کا امکان بھی فعل میں زیادہ ہے بجائے قولی روایت کے' نیز ابن عباس ؓ کی روایت کی تاویل بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ حدیث:٢٨٤٠ کے فائدے میں وضاحت ہے۔ احناف نے اس مقام میں جمہور اہل علم کے خلاف حضرت ابن عباس ؓ کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے محرم کے لیے نکاح کو جائز قرار دیا ہے اور یہ تاویل کی ہے کہ نہی والی حدیث میں نکاح سے مراد جماع ہے مگر بعد والے الفاظ کے معنی کیا ہوں گے: ''نہ نکاح کا پیغام بھیجے' نہ کسی دوسرے کا نکاح کرے۔'' کیا یہاں نکاح کے معنی جماع ہو سکتے ہیں اور کیسے؟ بَيِّنُوا تُؤْجَرُوا. تاویل تو حضرت ابن عباس ؓ کی روایت کی چاہیے تاکہ سب احادیث پر عمل ہو سکے۔ (مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں' حدیث:٢٨٤٠)

٢٨٤٦- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْرِمُ أَوْ يُنْكِحَ أَوْ يَخْطُبَ.

٢٨٤٦- حضرت عثمان ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے منع فرمایا کہ محرم اپنا نکاح کرے یا کسی اور کا نکاح کرے یا نکاح کا پیغام بھیجے۔

٢٨٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

٢٨٤٧- حضرت نبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ

الموطأ (يحيى): ١/ ٣٤٨، ٣٤٩، والكبرى، ح: ٣٨٢٥.

٢٨٤٦- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٢٦.

٢٨٤٧- أخرجه مسلم، ح: ١٤٠٩/ ٤٤ من حديث أيوب بن موسى به، انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٢٧.

يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: أَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مَعْمَرٍ إِلٰى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يَسْأَلُهُ أَيَنْكِحُ الْمُحْرِمُ؟ فَقَالَ أَبَانُ: إِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ حَدَّثَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ».

حضرت عمر بن عبید اللہ بن معمر نے حضرت ابان بن عثمان کی طرف پیغام بھیجا' وہ پوچھ رہے تھے کہ کیا محرم نکاح کر سکتا ہے؟ تو حضرت ابان نے کہا: مجھے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "محرم نہ نکاح کرے نہ نکاح کا پیغام بھیجے۔"

فائدہ: معلوم ہوا جس طرح احرام کی حالت میں نکاح حرام ہے اسی طرح نکاح کا پیغام یا تجویز یا منگنی کرنا بھی حرام ہے کیونکہ یہ نکاح کے مقدمات ہیں۔ بعض حضرات نے نکاح کے پیغام بھیجنے یا منگنی کرنے کی نہی کو تنزیہ پر محمول کیا ہے (یعنی جائز تو ہے مگر مناسب نہیں) لیکن یہ تاویل بلا دلیل بلکہ بلاوجہ ہے۔ جمہور اہل علم کے نزدیک نکاح کا پیغام یا منگنی بھی نکاح ہی کی طرح حرام ہیں اور یہی صحیح ہے۔ حدیث نبوی پر کھلے دل اور خوشی سے عمل کرنا چاہیے۔ بلاوجہ تاویل مومن کی شان کے خلاف ہے۔

(المعجم ٩٢) - اَلْحِجَامَةُ لِلْمُحْرِمِ (التحفة ٩٢)

باب: ٩٢- محرم کے لیے سینگی لگوانا؟

٢٨٤٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٢٨٤٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی لگوائی۔

فائدہ: محرم کے لیے بال مونڈنا منع ہے لیکن اگر جسم کے کسی حصے میں سینگی لگوائی جائے اور کچھ بال زائل کرنا پڑیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر سر میں لگوائی جائے تو یقیناً کچھ بال مونڈنے ہی پڑتے ہیں۔ اس کی شرعاً اجازت ہے۔ سینگی احرام کے خلاف نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی حالت احرام میں سر کے وسط میں سینگی لگوائی تھی لیکن بال مونڈنے کے بدلے میں آپ ﷺ سے کہیں فدیے کا ذکر نہیں ملتا۔ اگر آپ نے فدیہ دیا ہوتا تو اس کا ضرور ذکر ملتا جیسا کہ آپ کے سینگی لگوانے کا ذکر ملتا ہے۔ اس کے برعکس اگر سارا سر ہی منڈوا دیا جائے تو اس کا حکم سینگی سے مختلف ہے چونکہ منڈوانے کی وجہ اور نوعیت مختلف ہے' اس لیے دونوں کا حکم بھی مختلف ہوگا۔

٢٨٤٨- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢٩٢ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٢٨، وأخرجه البخاري، ح: ١٨٣٥، ومسلم، ح: ١٢٠٢ من حديث عطاء به.

اس کا فدیہ دینا ضروری ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا۔ دیکھیے: (صحیح البخاري' المحصر' حديث: ١٨١٤ وصحيح مسلم' الحج' حديث: ١٢٠١)

٢٨٤٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ وَعَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٢٨٤٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے سینگی لگوائی' حالانکہ آپ محرم تھے۔

٢٨٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِحْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ، ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: أَخْبَرَنِي طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ [يَقُولُ]: إِحْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

٢٨٥٠- عمرو بن دینار رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عطاء سے سنا' انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا' وہ فرما رہے تھے کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی لگوائی۔ بعد ازاں انھوں (عمرو بن دینار) نے کہا کہ مجھے طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی' وہ فرما رہے تھے کہ نبی ﷺ نے حالت احرام میں سینگی لگوائی۔

(المعجم ٩٣) - حِجَامَةُ الْمُحْرِمِ مِنْ عِلَّةٍ تَكُونُ بِهِ (التحفة ٩٣)

باب: ٩٣- محرم کسی بیماری اور تکلیف کی وجہ سے سینگی لگوا سکتا ہے

٢٨٥١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِنْ وَثْءٍ كَانَ بِهِ.

٢٨٥١- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے احرام کی حالت میں سینگی لگوائی کیونکہ آپ (کے پاؤں) کو موچ آگئی تھی۔

فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح

٢٨٤٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٢٩.

٢٨٥٠- [صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٣٠.

٢٨٥١- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٣/٣٦٣ من حديث يزيد بن إبراهيم، وأبوداود، ح: ١٨٦٣، وابن ماجه ◀◀

ضعیف قرار دیا ہے اور راجح رائے انھی کی ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ١٨٢/٢٣) بنابریں بوقت ضرورت سینگی لگوائی جا سکتی ہے۔ دیگر صحیح روایات سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے۔ ② ''موچ'' یعنی ہڈی کو نقصان نہ پہنچے' گوشت اور پٹھوں کو تکلیف ہو' یا ہڈی کو چوٹ تو لگے مگر وہ ٹوٹنے سے بچ جائے۔ سینگی کے جواز وغیرہ کی بحث اوپر حدیث: ٢٨٤٨ میں گزر چکی ہے۔

(المعجم ٩٤) - حِجَامَةُ الْمُحْرِمِ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ (التحفة ٩٤)

باب: ٩٤- محرم قدم کی پشت پر سینگی لگوا سکتا ہے

٢٨٥٢- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ مِنْ وَثْءٍ كَانَ بِهِ.

٢٨٥٢- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے موچ آجانے کی وجہ سے احرام کی حالت میں پاؤں مبارک کی پشت پر سینگی لگوائی۔

فوائد ومسائل: ① ''وَثْءٍ'' وہ چوٹ یا تکلیف جو گوشت کو پہنچے' ہڈی بچ جائے' یا چوٹ ہڈی پر آئے لیکن ہڈی ٹوٹنے سے محفوظ رہے' ہمارے ہاں اسے موچ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ② مذکورہ روایت بھی راجح قول کے مطابق صحیح ہے۔

(المعجم ٩٥) - حِجَامَةُ الْمُحْرِمِ عَلَى وَسَطِ رَأْسِهِ (التحفة ٩٥)

باب: ٩٥- محرم اپنے سر کے درمیان بھی سینگی لگوا سکتا ہے

٢٨٥٣- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ - وَهُوَ ابْنُ عَثْمَةَ - قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: قَالَ

٢٨٥٣- حضرت عبداللہ بن بحینہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کے راستے میں لحی جمل کے مقام پر اپنے سر مبارک کے درمیان

◄ ح: ٣٠٨٢ من حديث أبي الزبير به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٣١ ● أبوالزبير عنعن.

٢٨٥٢ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب المحرم يحتجم، ح: ١٨٣٧ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٣٢ ● قتادة عنعن، وله شاهد ضعيف عند أبي داود، ح: ٣٨٦٣.

٢٨٥٣ـ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب الحجامة للمحرم، ح: ١٨٣٦، ومسلم، الحج، باب جواز الحجامة للمحرم، ح: ١٢٠٣ من حديث سليمان بن بلال به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٣٣.

عَلْقَمَةُ بْنُ أَبِي عَلْقَمَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ الْأَعْرَجَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ احْتَجَمَ وَسْطَ رَأْسِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ مِنْ طَرِيقِ مَكَّةَ.

سینگی لگوائی حالانکہ آپ محرم تھے۔

فوائد ومسائل: ① سینگی لگوانے کا مسئلہ اوپر گزر چکا ہے۔ محرم مجبوری کے موقع پر سینگی لگوا سکتا ہے لامحالہ اس موقع پر بال بھی کاٹنے پڑتے ہیں' ضرورت کے پیش نظر اس میں کوئی حرج نہیں اور نہ اس پر فدیہ ہی لازم ہے۔ تفصیل کے لیے حدیث: ٢٨٤٨ کا فائدہ ملاحظہ فرمایئے۔ ② "لحی جمل" مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک مقام ہے۔

(المعجم ٩٦) - فِي الْمُحْرِمِ يُؤْذِيهِ الْقَمْلُ فِي رَأْسِهِ (التحفة ٩٦)

باب: ٩٦- اگر محرم کو سر میں جوئیں تکلیف دیں تو؟

٢٨٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ مَالِكٍ الْجَزَرِيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مُحْرِمًا فَآذَاهُ الْقَمْلُ فِي رَأْسِهِ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَحْلِقَ رَأْسَهُ وَقَالَ: «صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ مُدَّيْنِ مُدَّيْنِ، أَوِ انْسُكْ شَاةً أَيَّ ذٰلِكَ فَعَلْتَ أَجْزَأَ عَنْكَ».

٢٨٥٤- حضرت کعب بن عجرہ ؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام کی حالت میں تھے اور انھیں سر میں جوؤں کی تکلیف ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے سر منڈانے کا حکم دیا اور فرمایا: "تین دن کے روزے رکھ لو یا چھ مساکین کو دو دو مد غلہ دے دو یا ایک بکری ذبح کر دو۔ ان میں سے جو کام بھی تم کرو گے تمھیں کافی ہوگا۔"

٢٨٥٤- [إسناده صحيح] وهو في الموطأ (رواية ابن القاسم)، ح: ٤٠٩، ٣٩٧، والكبرى، ح: ٣٨٣٤ (وسقط ذكر مجاهد من رواية الموطأ (يحيى): ١/٤١٧)، وأخرجه البخاري، ح: ١٨١٤ من حديث مجاهد، ومسلم، ح: ١٢٠١/٨٣ من حديث عبدالكريم به.

فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ غزوۂ حدیبیہ کا ہے۔ چونکہ نیت عمرے کی تھی، لہٰذا سب نے احرام باندھ رکھا تھا۔ ② معلوم ہوا کسی تکلیف کی وجہ سے محرم کو سر منڈانا پڑے تو اسے فدیہ دینا ہوگا کیونکہ سر منڈانا احرام کے منافی ہے، کعب بن عجرہ ؓ کا سر منڈوانا جوؤں کی وجہ سے تھا تنگی کا حکم اس سے مختلف ہے۔ ③ ''جو کام بھی تم کرو گے'' گویا ان میں کوئی ترتیب نہیں، جبکہ بعض دوسرے کفارات میں ترتیب ہے۔ ④ حدیث، قرآن کے مجمل احکام کی وضاحت کرتی ہے۔

٢٨٥٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الرِّبَاطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللهِ - وَهُوَ الدَّشْتَكِيُّ - قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو - وَهُوَ ابْنُ أَبِي قَيْسٍ - عَنِ الزُّبَيْرِ - وَهُوَ ابْنُ عَدِيٍّ - عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ كَعْبِ ابْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: أَحْرَمْتُ فَكَثُرَ قَمْلُ رَأْسِي فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَانِي وَأَنَا أَطْبُخُ قِدْرًا لِأَصْحَابِي فَمَسَّ رَأْسِي بِإِصْبَعِهِ فَقَالَ: «اِنْطَلِقْ فَاحْلِقْهُ وَتَصَدَّقْ عَلٰى سِتَّةِ مَسَاكِينَ».

٢٨٥٥- حضرت کعب بن عجرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے احرام باندھا تو میرے سر میں جوئیں بہت زیادہ ہو گئیں۔ یہ بات نبی ﷺ تک پہنچی تو آپ میرے پاس تشریف لائے۔ میں اس وقت اپنے ساتھیوں کے لیے سالن پکا رہا تھا۔ آپ نے اپنی انگلی مبارک سے میرے سر کو چھوا، پھر فرمایا: ''بال منڈوا دو اور چھ مساکین پر صدقہ کر دو۔''

فوائد و مسائل: ① ''زیادہ ہو گئیں'' حتی کہ منہ پر گرتی تھیں۔ ② ''تشریف لائے'' یہ آپ کے اخلاق کی عمدہ مثال ہے۔ ③ ''صدقہ کر دو'' یعنی ہر مسکین کو نصف صاع (تقریباً سوا کلو) غلہ دے دو۔ گویا ایک روزے کے بدلے میں دو مسکینوں کو غلہ دیا جائے گا۔

(المعجم ٩٧) - غُسْلُ الْمُحْرِمِ بِالسِّدْرِ إِذَا مَاتَ (التحفة ٩٧)

باب: ٩٧- محرم مر جائے تو اسے بیری کے پتوں سے غسل دینا

٢٨٥٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ

٢٨٥٦- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے ساتھ تھا کہ اسے اس کی اونٹنی

٢٨٥٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٩/١٠٦، ح: ٢١٣ من حديث عمرو بن أبي قيس به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٣٥. ● أبو وائل هو شقيق بن سلمة.

٢٨٥٦ـ [صحيح] تقدم، ح: ٢٧١٤، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٣٦.

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ، وَلَا تُمِسُّوهُ بِطِيبٍ، وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا».

نے گرا کر اس کی گردن توڑ دی، جبکہ وہ محرم تھا۔ وہ فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے اس کے (احرام والے) دو کپڑوں میں کفن دے دو۔ اسے خوشبو نہ لگاؤ، نہ اس کے سر کو ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔“

فائدہ: بیری کے پتے جسم کی صفائی اور نرمی کے لیے ہوتے ہیں۔ آج کل صابون وغیرہ بھی کام دے سکتے ہیں لہٰذا بیری کے پتے کوئی ضروری نہیں، ہاں مسنون سمجھتے ہوئے صابن کے استعمال سے قبل یا بعد میں اس کا پانی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ البتہ محرم میت کو چونکہ خوشبو لگانا منع ہے، لہٰذا خوشبودار صابن محرم کے غسل میں استعمال نہ کیا جائے۔ عام میت کے غسل میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ حدیث کے باقی متعلقہ مسائل کے لیے دیکھیے فوائد حدیث: ٢٧١٣۔

(المعجم ٩٨) - فِي كَمْ يُكَفَّنُ الْمُحْرِمُ إِذَا مَاتَ (التحفة ٩٨)

باب: ٩٨- محرم فوت ہو جائے تو اسے کتنے کپڑوں میں کفن دیا جائے؟

٢٨٥٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا مُحْرِمًا صُرِعَ عَنْ نَاقَتِهِ فَأُوقِصَ ذُكِرَ أَنَّهُ قَدْ مَاتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «اِغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ» ثُمَّ قَالَ عَلَى إِثْرِهِ خَارِجًا رَأْسُهُ، قَالَ: «وَلَا تُمِسُّوهُ طِيبًا فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا» قَالَ شُعْبَةُ: فَسَأَلْتُهُ بَعْدَ عَشْرِ سِنِينَ فَجَاءَ بِالْحَدِيثِ كَمَا كَانَ يَجِيءُ بِهِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: «وَلَا تُخَمِّرُوا وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ».

٢٨٥٧- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک محرم آدمی اپنی اونٹنی سے گر پڑا۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے دو کپڑوں میں کفن دو۔“ پھر اس کے بعد فرمایا: ”اس کا سر ننگا رہے اور اسے خوشبو نہ لگانا کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک پڑھتا اٹھے گا۔“ (راوی حدیث) شعبہ نے کہا کہ میں نے دس سال بعد اس (استاد ابو بشر) سے پھر یہ حدیث پوچھی تو انھوں نے اسی طرح بیان کیا جس طرح (دس سال پہلے) وہ یہ حدیث بیان کرتے تھے صرف اتنا زیادہ کہا: ”اس کے سر اور چہرے کو نہ ڈھانپو۔“

٢٨٥٧- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٣٧.

فائدہ: عام میت کو بھی دو کپڑوں میں کفنایا جاسکتا ہے۔ تیسرا کپڑا ضروری نہیں' مستحب ہے تاکہ اس کا چہرہ وغیرہ ڈھانپا جاسکے' مگر محرم کے لیے چونکہ احرام کی حالت باقی رکھنا ضروری ہے' لہٰذا وہاں تیسرے کپڑے' یعنی لفافے کی ضرورت ہی نہیں تاکہ سر اور چہرہ ننگا رہ سکے۔ ویسے بھی محرم کا احرام دو کپڑوں ہی میں ہوتا ہے' لہٰذا اس کے کفن میں بھی دو کپڑے ہی مسنون ہیں۔

(المعجم ٩٩) - اَلنَّهْيُ عَنْ أَنْ يُحَنَّطَ الْمُحْرِمُ إِذَا مَاتَ (التحفة ٩٩)

باب:٩٩- محرم وفات پا جائے تو اسے حنوط نہ لگائی جائے

٢٨٥٨- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَيْنَا رَجُلٌ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِذْ وَقَعَ مِنْ رَاحِلَتِهِ فَأَقْعَصَتْهُ أَوْ قَالَ: فَأَقْعَصَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اِغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا».

٢٨٥٨- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی عرفے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وقوف کر رہا تھا کہ وہ اپنی اونٹنی سے گر پڑا اور اس (سواری) نے اس کی گردن توڑ ڈالی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو' اسے دو کپڑوں میں کفن دو' اسے حنوط نہ لگاؤ اور نہ اس کا سر ڈھانپو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے گا تو وہ لبیک کہہ رہا ہوگا۔''

فائدہ: حنوط چونکہ خوشبو کی ایک قسم ہے' لہٰذا میت یا اس کے کفن کو حنوط یا کسی بھی قسم کی خوشبو نہیں لگائی جاسکتی تاکہ اس کے احرام کا احترام قائم رہے حتی کہ خوشبودار صابن بھی نہ لگایا جائے۔

٢٨٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: وَقَصَتْ رَجُلًا مُحْرِمًا نَاقَتُهُ فَقَتَلَتْهُ، فَأُتِيَ

٢٨٥٩- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک محرم کو اس کی اونٹنی نے گرا کر مار دیا۔ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اسے غسل اور کفن دو مگر اس کا سر نہ ڈھانپو اور نہ خوشبو لگاؤ' یقیناً یہ

٢٨٥٨- أخرجه البخاري، الجنائز، باب الكفن في ثوبين، ح:١٢٦٥، ومسلم، الحج، باب ما يفعل بالمحرم إذا مات، ح:١٢٠٦/ ٩٤ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح:٣٨٣٨.

٢٨٥٩- أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم والمحرمة، ح:١٨٣٩ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرى، ح:٣٨٣٩.

رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «اِغْسِلُوهُ وَكَفِّنُوهُ وَلَا تُغَطُّوا رَأْسَهُ وَلَا تُقَرِّبُوهُ طِيبًا فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُهِلُّ».

لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔"

(المعجم ١٠٠) - اَلنَّهْيُ عَنْ أَنْ يُخَمَّرَ وَجْهُ الْمُحْرِمِ وَرَأْسُهُ إِذَا مَاتَ (التحفة ١٠٠)

باب:١٠٠-محرم فوت ہو جائے تو اس کے چہرے اور سر کو ڈھانپنے کی ممانعت

٢٨٦٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا خَلَفٌ - يَعْنِي ابْنَ خَلِيفَةَ - عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ حَاجًّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَّهُ لَفَظَهُ بَعِيرُهُ فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُغَسَّلُ وَيُكَفَّنُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا يُغَطَّى رَأْسُهُ وَوَجْهُهُ فَإِنَّهُ يَقُومُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا».

٢٨٦٠-حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کر رہا تھا۔ اسے اس کے اونٹ نے گرا دیا اور وہ مر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے غسل دیا جائے' دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور اس کے سر اور چہرے کو نہ ڈھانپا جائے کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔"

فائدہ: یہ حدیث تفصیلاً پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ٢٧١٤. صحابہ میں سے حضرت عثمان' حضرت علی اور حضرت ابن عباس ؓ اسی بات کے قائل ہیں۔ فقہاء میں سے امام شافعی' امام احمد اور امام اسحاق ؒ کا مسلک بھی یہی ہے مگر امام مالک' امام ابوحنیفہ اور اوزاعی ؒ اس حدیث کے قائل نہیں کیونکہ ان کے نزدیک موت کے ساتھ تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں لہٰذا احرام بھی ختم ہو گیا' مگر صریح فرمان کے مقابلے میں قیاس درست نہیں۔ شارع ؑ کو تخصیص کا حق حاصل ہے۔ بہت سی عام آیات واحادیث ہیں جن کی تخصیص رسول اللہ ﷺ نے فرمائی اور ان بزرگوں نے قبول فرمائی تو یہاں تخصیص پر اعتراض کیوں؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾ (الحشر ٥٩:٧) "رسول تمھیں جو دے وہ لے لو۔"

(المعجم ١٠١) - اَلنَّهْيُ عَنْ تَخْمِيرِ رَأْسِ الْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ (التحفة ١٠١)

باب:١٠١-محرم فوت ہو جائے تو اس کا سر نہ ڈھانپا جائے

٢٨٦٠_[صحيح] تقدم، ح: ٢٧١٤، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٤٠.

٢٨٦١- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامٌ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَخَرَّ مِنْ فَوْقِ بَعِيرِهِ فَوُقِصَ وَقْصًا فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَأَلْبِسُوهُ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّي».

٢٨٦١- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک محرم شخص رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حج کو) آیا۔ (عرفات میں) وہ اپنے اونٹ سے گر پڑا۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اسے (کفن میں) اس کے (احرام والے) دو کپڑے پہنا دو اور اس کا سر ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا آئے گا۔“

فائدہ: محرم کا سر ننگا رکھنے پر تو سب متفق ہیں۔ باقی رہا چہرہ تو امام شافعی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ چہرہ ننگا رکھنا صرف سر کو ننگا رکھنے کے لیے ہے ورنہ چہرہ ڈھانپنا منع نہیں مگر نبی ﷺ کے ظاہر الفاظ تو اس کے خلاف ہیں، خصوصاً محرم میت کے مسئلے میں۔ ویسے بھی احتیاط بہتر ہے۔

(المعجم ١٠٢) - فِيمَنْ أُحْصِرَ بِعَدُوٍّ (التحفة ١٠٢)

باب:١٠٢- دشمن کی وجہ سے جو شخص (حج سے) روک دیا جائے تو؟

٢٨٦٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ لَمَّا نَزَلَ الْجَيْشُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ قَبْلَ أَنْ يُقْتَلَ فَقَالَا: لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَحُجَّ الْعَامَ إِنَّا نَخَافُ أَنْ يُحَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ

٢٨٦٢- حضرت عبداللہ بن عبداللہ اور حضرت سالم بن عبداللہ نے (اپنے والد) حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے گفتگو کی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب (حجاج کا) لشکر حضرت ابن زبیر ؓ کا محاصرہ کر چکا تھا۔ ابھی انھیں شہید نہیں کیا گیا تھا۔ وہ دونوں کہنے لگے کہ آپ اس سال حج کو نہ جائیں تو آپ کو کوئی نقصان نہیں۔ ہمیں خطرہ ہے کہ ہمیں بیت اللہ تک پہنچنے میں رکاوٹ

٢٨٦١- [صحيح] تقدم، ح: ١٩٠٥، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٤١.

٢٨٦٢- أخرجه البخاري، المحصر، باب: إذا أحصر المعتمر، ح: ١٨٠٧، ١٨٠٨ من حديث جويرية به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٤٢.

الْبَيْتِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُونَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ وَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً إِنْ شَاءَ اللهُ أَنْطَلِقُ فَإِنْ خُلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ، وَإِنْ حِيلَ بَيْنِي وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَعَلْتُ مَا فَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَنَا مَعَهُ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: فَإِنَّمَا شَأْنُهُمَا وَاحِدٌ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَعَ عُمْرَتِي فَلَمْ يَحْلِلْ مِنْهُمَا حَتَّى أَحَلَّ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَهْدَى.

پڑ جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (عمرہ کرنے کے لیے) گئے تھے۔ کفار قریش نے بیت اللہ تک نہ جانے دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قربانی ذبح کی اور سر منڈوا دیا۔ میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرے کا احرام باندھ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں جاؤں گا۔ اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان راستہ کھلا رہا تو میں طواف (یعنی عمرہ) کرلوں گا اور اگر رکاوٹ پڑ گئی تو میں وہی کچھ کروں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا تھا۔ پھر کچھ دیر چلنے کے بعد کہنے لگے: عمرہ اور حج دونوں کا معاملہ ایک ہی ہے' لہٰذا میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج کا احرام بھی باندھ لیا ہے۔ تو آپ ان سے حلال نہیں ہوئے حتی کہ قربانیوں والے دن قربانی ذبح کی اور پھر حلال ہوئے۔

فوائد و مسائل: ① حجاج اور حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ سے متعلق تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۷۴۷ کا فائدہ: ۱۔ ② ''دونوں کا معاملہ ایک ہے'' یعنی اگر بیت اللہ تک نہ پہنچ سکے اور رکاوٹ پڑ گئی تو پھر' خواہ احرام عمرے کا ہو یا حج کا یا دونوں کا' حلال ہونے کا طریقہ ایک ہی ہے۔ اگر رکاوٹ نہ پڑی تو جس طرح عمرہ ہو سکتا ہے' حج بھی ہو سکے گا' لہٰذا عمرے کے ساتھ حج کا احرام باندھنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ③ احصار سے مراد ہے کہ محرم بیت اللہ تک نہ پہنچ سکے' خواہ دشمن رکاوٹ ڈال دے جیسے عمرۂ حدیبیہ میں ہوا یا کوئی مرض وغیرہ انسان کو لاچار کر دے کہ وہ سفر جاری نہ رکھ سکے۔ ہر دو صورتوں میں اگر ساتھ قربانی کا جانور ہو تو اسے ذبح کر دیا جائے اور اگر اسے حرم بھیجا جا سکتا ہو تو بھیج دیا جائے۔ جانور کے ذبح کرنے کے بعد وہ حجامت وغیرہ کروائے اور حلال ہو جائے۔ اگر وہ حج فرض تھا تو آئندہ پھر کرے' بشرطیکہ استطاعت رکھتا ہو' ورنہ معاف ہے۔ یہی حکم عمرے کا ہے۔ ایک رائے یہ ہے کہ اگر وہ عمرے کا احرام تھا یا نفل حج کا تو دوبارہ قضا وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں جیسے عمرۂ حدیبیہ میں ہوا۔ نبی ﷺ نے کسی کو پابند نہیں فرمایا کہ بعد میں اس کی قضا دیں۔ لیکن راجح موقف کے مطابق عمرے کی ادائیگی بھی واجب ہے' اس لیے اگر کسی کا واجب عمرہ رہ جائے یا اس کی تکمیل نہ ہو پائے تو آئندہ سال اسے استطاعت کی صورت میں اس کی قضا ادا کرنا ہوگی۔ رہا یہ موقف کہ مطلقاً عمرے کی دوبارہ قضا

ضروری نہیں اور دلیل میں عمرۂ حدیبیہ سے استدلال کرنا' تو یہ محل نظر ہے۔ اولاً: اس لیے کہ آئندہ سال عمرہ کرنے کا معاہدہ ہو چکا تھا لہٰذا مزید حکم کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔ ثانیاً: راجح موقف کے مطابق حج کی فرضیت تو ۹ ہجری میں ہوئی تو اس سے قبل عمرے کے وجوب کے کیا معنی؟ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے علما کسی کو پابند نہیں فرمایا۔ واللہ أعلم.

٢٨٦٣- أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ - عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ عَرِجَ أَوْ كُسِرَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ أُخْرٰى» فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَا: صَدَقَ.

۲۸۶۳- حضرت حجاج بن عمرو انصاری ؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "جو شخص (دوران احرام میں بیت اللہ تک پہنچنے سے پہلے) لنگڑا ہو جائے یا اس کی ٹانگ وغیرہ ٹوٹ جائے (اور اس کا بیت اللہ تک پہنچنا ممکن نہ رہے) تو وہ حلال ہو گیا اور اس پر دوبارہ حج ہوگا۔" (راوی نے کہا:) میں نے اس بارے میں حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ ؓ سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت حجاج انصاری نے سچ بیان فرمایا۔

فائدہ: یہ حدیث دلیل ہے کہ "احصار" دشمن کے علاوہ مرض وغیرہ کی بنا پر بھی معتبر ہے جیسا کہ جمہور اہل علم کا مسلک ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے احرام باندھتے وقت شرط لگائی ہو کہ جہاں میں عاجز آ گیا' وہاں حلال ہو جاؤں گا تو وہ بھی عاجز آنے پر بغیر کسی فدیے کے حلال ہو سکتا ہے' جبکہ احصار کی صورت میں جانور ذبح کرنا ہوگا۔

٢٨٦٤- أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ، قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۸۶۴- حضرت حجاج بن عمرو ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کی ٹانگ وغیرہ ٹوٹ جائے یا وہ لنگڑا ہو جائے (حتی کہ وہ بیت اللہ تک نہیں

٢٨٦٣ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود (انظر الحديث الآتي)، والترمذي، الحج، باب ماجاء في الذي يهل بالحج فيكسر أو يعرج، ح: ٩٤٠، وابن ماجه، المناسك، باب المحصر، ح: ٣٠٧٧، ٣٠٧٨ من حديث حجاج الصواف به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٤٣، وصححه الحاكم على شرط البخاري: ١/ ٤٧٠، ٤٨٣، ووافقه الذهبي، وأعل بما لا يقلح. * حجاج هو ابن أبي عثمان.

٢٨٦٤ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الإحصار، ح: ١٨٦٢ من حديث يحيى القطان به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٤٤.

يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ كُسِرَ أَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ أُخْرَى» وَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَا: صَدَقَ. وَقَالَ شُعَيْبٌ فِي حَدِيثِهِ: وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ.

جج سکتا) تو وہ حلال ہو گیا اور اس پر آئندہ حج ہوگا۔" (عکرمہ نے کہا:) میں نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ ؓ سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت حجاج انصاری نے سچ کہا۔ (استاد) شعیب نے اپنی حدیث میں کہا: اس پر آئندہ سال حج ہوگا۔

فائدہ: "آئندہ سال حج ہوگا" یعنی اگر یہ فرض حج تھا اور وہ ابھی تک بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے ورنہ اس پر حج لازم نہیں۔ یہی حکم عمرے کا ہے۔

(المعجم ١٠٣) - دُخُولُ مَكَّةَ (التحفة ١٠٣)

باب: ١٠٣- مکہ مکرمہ میں داخلہ

٢٨٦٥- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي طُوًى يَبِيتُ بِهِ حَتَّى يُصَلِّيَ صَلَاةَ الصُّبْحِ حِينَ يَقْدَمُ إِلَى مَكَّةَ وَمُصَلَّى رَسُولِ اللهِ ﷺ ذٰلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ غَلِيظَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي بُنِيَ ثَمَّ وَلٰكِنْ أَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى أَكَمَةٍ خَشِنَةٍ غَلِيظَةٍ.

٢٨٦٥- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ تشریف لاتے تو مقام ذوطویٰ میں رات گزارتے حتی کہ وہیں صبح کی نماز پڑھتے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے وہاں نماز پڑھنے کی جگہ ایک بڑے سے ٹیلے پر تھی۔ اس مسجد والی جگہ میں نہیں جو وہاں بعد میں بنائی گئی بلکہ اس سے کچھ نیچے ایک سخت ٹیلے پر۔

فوائد و مسائل: ① "ذوطویٰ" مکہ مکرمہ کے بالکل قریب ایک مقام ہے بلکہ اب مکہ مکرمہ ہی میں ہے۔ وہاں آپ رات گزارتے۔ صبح کے بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے۔ مگر ایسا کرنا ضروری نہیں بلکہ یہ حالات اور زمانے کے تقاضے کے مطابق ہے۔ وقت فارغ ہے تو آپ بے شک رات وہاں ٹھہریں لیکن اگر وقت کی قلت ہے تو

٢٨٦٥- أخرجه البخاري، الصلاة، باب المساجد التي على طرق المدينة ... الخ، ح: ٤٨٤، ومسلم، الحج، باب استحباب المبيت بذي طوى ... الخ، ح: ١٢٥٩/٢٢٨ من حديث موسى به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٤٥.

ٹھہرنا ضروری نہیں۔ اس سے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ ② ''اس مسجد والی جگہ نہیں'' جس وقت رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرے کیے تھے' اس وقت راستے میں کوئی مسجد نہیں تھی حتی کہ ذوالحلیفہ میں بھی نہیں تھی' پھر جہاں جہاں آپ نے قیام فرمایا اور نمازیں پڑھیں' لوگوں نے تبرکا وہاں مساجد بنالیں۔ کوئی مسجد تو عین آپ کی نماز والی جگہ بنائی گئی اور بعض مساجد قریب کی جگہ میں۔ ممکن ہے صحیح جگہ کا پتا نہ چلا ہو یا اصل جگہ مسجد بن نہ سکتی ہو وغیرہ۔

(المعجم ١٠٤) - دُخُولُ مَكَّةَ لَيْلًا (التحفة ١٠٤)

باب:۱۰۴- رات کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہونا

٢٨٦٦- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي مُزَاحِمُ بْنُ أَبِي الْمُزَاحِمِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ مُحَرِّشٍ الْكَعْبِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ لَيْلًا مِنَ الْجِعِرَّانَةِ حِينَ مَشَى مُعْتَمِرًا فَأَصْبَحَ بِالْجِعِرَّانَةِ كَبَائِتٍ حَتَّى إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ خَرَجَ عَنِ الْجِعِرَّانَةِ فِي بَطْنِ سَرِفٍ حَتَّى جَامَعَ الطَّرِيقَ طَرِيقَ الْمَدِينَةِ مِنْ سَرِفٍ.

۲۸۶۶- حضرت محرش کعبی ؓ سے روایت ہے کہ یقیناً نبی ﷺ مقام جعرانہ سے رات کے وقت عمرہ کرنے کے لیے نکلے اور صبح سے پہلے واپس جعرانہ میں آ گئے۔ گویا کہ رات وہیں رہے ہوں' حتی کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ جعرانہ سے نکل کر وادیٔ سرف میں آ گئے اور سرف سے مدینہ منورہ کا راستہ اختیار فرمایا۔

فوائد و مسائل: ① یہ ذوالقعدہ آٹھ ہجری فتح مکہ کے بعد طائف' حنین اور اوطاس سے واپسی کے وقت کا واقعہ ہے۔ ② جعرانہ ایک مقام ہے طائف اور مکہ مکرمہ کے درمیان۔ یہ حرم سے باہر ہے۔ آج کل اس جگہ آ کر عمرے کا احرام باندھنے کو بڑا عمرہ اور تنعیم سے عمرے کا احرام باندھنے کو چھوٹا عمرہ کہتے ہیں کیونکہ تنعیم مکہ مکرمہ سے قریب ہے اور جعرانہ دور۔ تنعیم سے حضرت عائشہ ؓ نے حجۃ الوداع میں نبی ﷺ کے حکم سے عمرہ کیا تھا۔ ③ معلوم ہوا کہ ذوطویٰ میں رات گزارنا ضروری نہیں بلکہ رات ہی کو عمرہ کر کے واپس جا سکتے ہیں جیسا کہ نبی ﷺ نے کیا۔ ④ ''گویا کہ رات وہاں گزاری ہو'' یعنی عشاء کی نماز کے بعد جعرانہ سے نکلے اور صبح کی نماز پھر جعرانہ میں پڑھی۔ عام لوگوں کے نزدیک تو آپ رات وہیں جعرانہ ہی میں رہے ہوں گے' اس لیے

٢٨٦٦- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في العمرة من الجعرانة، ح:٩٣٥ من حديث ابن جريج به، وقال: "حسن غريب"، وهو في الكبرٰى، ح:٣٨٤٦.

بعض لوگوں کو اس عمرے کا پتا نہیں چل سکا۔

٢٨٦٧- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ مُزَاحِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ خَالِدِ بْنِ أَسِيدٍ، عَنْ مُحَرِّشٍ الْكَعْبِيِّ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ لَيْلًا كَأَنَّهُ سَبِيكَةُ فِضَّةٍ فَاعْتَمَرَ ثُمَّ أَصْبَحَ بِهَا كَبَائِتٍ.

٢٨٦٧- حضرت محرش کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جعرانہ سے اکیلی رات میں نکلے جو پگھلی ہوئی چاندی کی طرح سفید تھی، پھر آپ نے (مکہ مکرمہ پہنچ کر) عمرہ فرمایا اور پھر صبح سے پہلے واپس جعرانہ میں لوٹ آئے گویا کہ رات وہیں رہے ہوں۔

فائدہ: "پگھلی ہوئی چاندی کی طرح" گویا وہ چودھویں رات تھی جو بہت روشن ہوتی ہے۔ یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کی صفت بھی ہو سکتے ہیں، یعنی آپ کا چہرہ پگھلی ہوئی چاندی کی طرح روشن اور صاف ستھرا تھا۔ واللہ اعلم. باقی مباحث اوپر گزر چکے ہیں۔

(المعجم ١٠٥) - مِنْ أَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ (التحفة ١٠٥)

باب: ١٠٥- مکہ مکرمہ میں کس طرف سے داخل ہو؟

٢٨٦٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا الَّتِي بِالْبَطْحَاءِ وَخَرَجَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى.

٢٨٦٨- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اونچی گھاٹی سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جو بطحاء کے قریب ہے اور نیچی گھاٹی سے نکلے۔

فوائد و مسائل: ① کسی خاص مقام سے داخل ہونا یا نکلنا ضروری نہیں لیکن جہاں سے رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے یا نکلے وہاں سے دخول و خروج صاحب فضیلت عمل ہے۔ اونچی گھاٹی مکہ مکرمہ کے قبرستان کے قریب تقریباً شمالی جانب ہے۔ اسے کداء بھی کہتے ہیں۔ چونکہ مدینہ منورہ اسی جانب ہے، لہٰذا اسی مقام سے داخل ہونا مناسب تھا۔ اور اس کے مقابل نیچی گھاٹی ہے، اسے کدیٰ بھی کہتے ہیں۔ آج کل اونچی گھاٹی والے

٢٨٦٧_ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٤٧.

٢٨٦٨_ أخرجه البخاري، الحج، باب من أين يخرج من مكة؟، ح: ١٥٧٦، ومسلم، الحج، باب استحباب دخول مكة من الثنية العليا ... الخ، ح: ١٢٥٧ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٤٨.

علاقے کو مَعلاۃ کہتے ہیں۔ معلاۃ اونچا علاقہ ہے۔ بیچ کی گھاٹی مَعلاۃ اور مِسْفَلَہ کے بیچ میں ہے۔ حاجی یا مُعْتَمِر کسی طرف سے بھی داخل یا خارج ہو سکتا ہے۔

(المعجم ١٠٦) - دُخُولُ مَكَّةَ بِاللِّوَاءِ (التحفة ١٠٦)

باب:١٠٦-مکہ مکرمہ میں جھنڈا لے کر داخل ہونا

٢٨٦٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَلِوَاؤُهُ أَبْيَضُ.

٢٨٦٩-حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کا جھنڈا سفید تھا۔

فائدہ: یہ فتح مکہ کی بات ہے' اس لیے جھنڈا ضروری تھا ورنہ حجۃ الوداع کے موقع پر کوئی جھنڈا وغیرہ نہ تھا۔ بعض روایات میں آپ ﷺ کا جھنڈا سیاہ بتلایا گیا ہے۔ یہ کوئی تعارض نہیں۔ لشکر کا بڑا جھنڈا سیاہ تھا اور آپ کا ذاتی جھنڈا سفید تھا۔ ویسے بھی جنگ میں کئی جھنڈے ہوتے ہیں۔ فتح مکہ میں بھی مہاجرین کا الگ جھنڈا تھا' انصار کا الگ۔ اسی طرح دوسرے گروہوں کے۔

(المعجم ١٠٧) - دُخُولُ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ (التحفة ١٠٧)

باب:١٠٧-مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا

٢٨٧٠- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ فَقِيلَ:

٢٨٧٠-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا۔ آپ سے کہا گیا کہ ابن خَطَل کعبہ کے پردوں سے لٹکا

٢٨٦٩_[حسن] أخرجه أبوداود، الجهاد، باب في الرايات والألوية، ح:٢٥٩٢، والترمذي، الجهاد، باب ماجاء في الألوية، ح:١٦٧٩، وابن ماجه، الجهاد، باب الرايات والألوية، ح:٢٨١٧ من حديث يحيى بن آدم به، وهو في الكبرى، ح:٣٨٤٩، وقال الترمذي: "غريب"، وصححه الحاكم على شرط مسلم: ٢/ ١٠٤، ١٠٥، وله شاهد حسن عند ابن ماجه، ح:٢٨١٨ وغيره.

٢٨٧٠_أخرجه مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح:١٣٥٧ عن قتيبة، والبخاري، جزاء الصيد، باب دخول الحرم ومكة بغير إحرام، ح:١٨٤٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٤٢٣، والكبرى، ح:٣٨٥٠.

ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ: «اُقْتُلُوهُ». ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: "اسے قتل کر دو۔"

فوائد ومسائل: ① "خود تھا" بعض روایات میں ہے کہ سیاہ پگڑی تھی۔ (صحیح مسلم، الحج، حدیث: ١٣٥٨) ممکن ہے ایک وقت میں خود ہو دوسرے وقت میں پگڑی ہو۔ یا خود کے اوپر پگڑی باندھ رکھی ہو یا پگڑی کے اوپر خود ہو۔ جو بھی صورت ہو یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی ﷺ محرم نہیں تھے کیونکہ آپ حج یا عمرہ کرنے کی نیت سے نہیں آئے تھے۔ احرام اس شخص پر فرض ہے جو حج یا عمرے کی نیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہو جبکہ احناف کا خیال ہے کہ جو شخص بھی مکہ مکرمہ میں داخل ہونا چاہے وہ میقات سے گزرتے وقت لازماً احرام باندھے۔ یہ روایت ان کے موقف کے خلاف ہے۔ ② "ابن خطل" نام عبداللہ تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد ایک آدمی کو قتل کر کے مرتد ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی ہجو گوئی شروع کر دی تھی۔ چونکہ قصاصاً یہ شخص واجب القتل تھا، ارتداد کے جرم میں بھی اس کا قتل لازم تھا، رسول اللہ ﷺ کی ہجو گوئی بھی قتل کی سزا کا موجب تھی، اس لیے آپ نے فتح مکہ کے موقع پر اس کے قتل کا حکم صادر فرمایا تھا۔ اس نے بچنے کے لیے کعبہ کا غلاف پکڑ لیا، مگر ایسے ملعون کو معافی کیسے مل سکتی تھی۔ ③ "قتل کر دو" ویسے تو حرم میں قتل منع ہے۔ مجرم کو باہر لے جا کر سزا دینی چاہیے مگر فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے لیے خصوصی طور پر کچھ دیر کے لیے حرم میں قتل کی اجازت تھی، پھر قیامت تک کے لیے حرام کر دیا گیا۔

٢٨٧١- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ.

٢٨٧١- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر خود تھا۔

٢٨٧٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ الْمَكِّيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ النَّبِيَّ

٢٨٧٢- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ پگڑی باندھ رکھی تھی اور آپ احرام

٢٨٧١- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٥١.

٢٨٧٢- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز دخول مكة بغير إحرام، ح: ١٣٥٨ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٥٢.

ﷺ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ. کے بغیر تھے۔

فائدہ: "احرام کے بغیر" احناف اسے رسول اللہ ﷺ کے لیے خصوصی اجازت سمجھتے ہیں مگر اس کی کوئی دلیل نہیں۔ احادیث میں قتل کے سلسلے میں تو خصوصی اجازت کا ذکر ہے مگر احرام کے سلسلے میں نہیں۔ (باقی تفصیلات کے لیے دیکھیے روایت نمبر: ۲۸۷۰)

(المعجم ۱۰۸) - اَلْوَقْتُ الَّذِي وَافَى فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ (التحفة ۱۰۸)

باب: ۱۰۸- نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں کس وقت داخل ہوئے؟

٢٨٧٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِصُبْحِ رَابِعَةٍ وَهُمْ يُلَبُّونَ بِالْحَجِّ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يَحِلُّوا.

۲۸۷۳- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ چار ذوالحجہ کی صبح کو حج کی لبیک کہتے ہوئے مکہ مکرمہ میں تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ (عمرہ کرنے کے بعد) حلال ہو جائیں۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۸۰۵۔

٢٨٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ، أَبُو غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَقَدْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ فَصَلَّى الصُّبْحَ بِالْبَطْحَاءِ وَقَالَ: «مَنْ شَاءَ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ».

۲۸۷۴- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحجہ کی چار تاریخ کو (مکہ مکرمہ) تشریف لائے۔ آپ نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا۔ آپ نے صبح کی نماز بطحاء میں پڑھی اور فرمایا: "جو شخص حج کے احرام کو عمرے میں بدلنا چاہے وہ بدل دے۔"

٢٨٧٣- أخرجه البخاري، التقصير، باب: كم أقام النبي ﷺ في حجته؟، ح: ١٠٨٥، ومسلم، الحج، باب جواز العمرة في أشهر الحج، ح: ١٢٤٠/ ٢٠١ من حديث وهيب به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٥٣.

٢٨٧٤- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٥٤.

٢٨٧٥- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ: قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ.

۲۸۷۵-حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ذوالحجہ کی چار تاریخ کی صبح کو مکہ مکرمہ تشریف لائے۔

فائدہ: اس باب کی احادیث حجۃ الوداع سے متعلق ہیں جبکہ سابقہ باب کی احادیث کا تعلق فتح مکہ سے تھا۔

(المعجم ١٠٩) - إِنْشَادُ الشِّعْرِ فِي الْحَرَمِ وَالْمَشْيُ بَيْنَ يَدَيِ الْإِمَامِ (التحفة ١٠٩)

باب:۱۰۹-حرم میں شعر پڑھنا اور امام کے آگے آگے چلنا

٢٨٧٦- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَقُولُ:

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ
اَلْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ
ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ
وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا ابْنَ رَوَاحَةَ! بَيْنَ يَدَيْ

۲۸۷۶-حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عمرۂ قضا کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے چل رہے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے: ”اے کافروں کی اولاد! آپ کا راستہ چھوڑ دو۔ آج ہم آپ کے حکم سے تمھاری گردنیں ماریں گے اور ایسی ضرب لگائیں گے جو کھوپڑیوں کو گردنوں سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے غافل کر دے گی۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ابن رواحہ! رسول اللہ

٢٨٧٥_أخرجه البخاري، الشركة، باب الاشتراك في الهدي والبدن ... الخ، ح: ٢٥٠٥، ومسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران ... الخ، ح: ١٤١/١٢١٦ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٥٥.

٢٨٧٦_[إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الأدب، باب ماجاء في إنشاد الشعر، ح: ٢٨٤٧ من حديث عبدالرزاق به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٥٦، وقال الترمذي: "حسن غريب صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٢٠٢٠، وحسنه البغوي (شرح السنة: ١٢/ ٣٧٥) ح: ٣٤٠٤، وله طريق آخر عند ابن حبان، ح: ٢٠٢١ وغيره، وسنده حسن.

رَسُولِ اللهِ ﷺ وَفِي حَرَمِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ تَقُولُ الشِّعْرَ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «خَلِّ عَنْهُ، فَلَهُوَ أَسْرَعُ فِيهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ».

ﷺ کے سامنے اور حرم پاک میں شعر کہتے ہو؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: "عمر! پڑھنے دو۔ یہ شعر ان کے لیے تیروں کی بوچھاڑ سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہیں۔"

فوائد و مسائل: ① "عمرۃ القضاء" ۷ ہجری میں ادا کیا گیا۔ اسے عمرۃ القضاء اس لیے کہا گیا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر اس عمرے کا متفقہ طور پر فیصلہ ہو گیا تھا' اور مصالحت ہو گئی تھی کہ آئندہ سال مسلمان عمرہ کرنے آئیں گے اور تین دن تک مکہ مکرمہ میں بلا روک ٹوک رہیں گے' کفار مکہ شہر خالی کر دیں گے۔ اور ایسے ہی ہوا۔ یہاں قضا ادا کے مقابلے میں نہیں کیونکہ اگر یہ عمرۂ حدیبیہ کی قضا ہوتا تو پھر عمرۂ حدیبیہ کو آپ کے عمروں میں شامل نہ کیا جاتا جبکہ اتفاق ہے کہ آپ نے چار عمرے ادا فرمائے۔ ان میں سے ایک حدیبیہ والا عمرہ ہے۔ ② حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار صرف کفار قریش کو شرمندہ کرنے کے لیے تھے ورنہ نبی ﷺ لڑائی کے لیے گئے تھے نہ لڑائی ممکن ہی تھی۔ شعراء کو اپنے جذبات کے اظہار کا حق ہوتا ہے اور عموماً شعراء کا کلام حقیقت پر محمول نہیں ہوتا' بلکہ ان کا مقصد اپنے جذبات کو تسکین دینا ہوتا ہے۔ ان میں مبالغہ ہوتا ہے اور انتہا پسندی عام ہوتی ہے۔ اسی لیے کفار مکہ نے ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا ورنہ سنجیدگی میں ایسے الفاظ صلح کے خلاف تصور کیے جاتے ہیں۔ ③ حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے چلنا آپ کے احترام کے لیے تھا۔ کبھی آگے چلنا بھی احترام کی علامت ہوتا ہے خصوصاً خدام آگے ہی چلا کرتے ہیں۔ ④ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عبداللہ بن رواحہ پر اعتراض شاید اس بنا پر ہو کہ وہ سمجھتے ہوں کہ رسول اللہ ﷺ شدت استغراق کی وجہ سے عبداللہ بن رواحہ کے اشعار کی طرف توجہ نہیں فرما رہے ورنہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی کے باوجود اعتراض کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

(المعجم ١١٠) - حُرْمَةُ مَكَّةَ (التحفة ١١٠)

باب: ۱۱۰- مکے کی تعظیم کا بیان

٢٨٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ: «هٰذَا الْبَلَدُ حَرَّمَهُ اللهُ

۲۸۷۷- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا: "اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اس دن حرم (حرمت والا) قرار دیا تھا جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تھا' لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ

٢٨٧٧- أخرجه البخاري، الحج، باب فضل الحرم ... الخ، ح:١٥٨٧، ومسلم، الحج، باب تحريم مكة وتحريم صيدها وخلاها وشجرها ... الخ، ح:١٣٥٣ من حديث جرير بن عبدالحميد به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٨٥٧.

يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهُ» قَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِلَّا الْإِذْخِرَ، فَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا «إِلَّا الْإِذْخِرَ».

کے حرام قرار دینے سے قیامت کے دن تک حرام رہے گا۔ اس کے کانٹے دار درخت نہ کاٹے جائیں۔ اور اس کے کسی جانور کو نہ بھگایا جائے اور یہاں کی گری پڑی چیز کو کوئی نہ اٹھائے مگر وہ شخص جو اعلان کرتا رہے۔ اور اس کی گھاس نہ کاٹی جائے۔'' حضرت عباس ؓ نے گزارش کی: اے اللہ کے رسول! مگر اذخر کو۔ آپ نے فرمایا: ''مگر اذخر کو (کاٹنے کی اجازت ہے)۔''

فوائد و مسائل: ① ''اس شہر'' یعنی جواب شہر بن چکا ہے ورنہ تحریم کے وقت تو شہر نہ تھا۔ ② ''حرم قرار دیا'' یعنی فیصلہ فرمالیا تھا اگرچہ لوگوں کو اس بات کا علم بعد میں حضرت ابراہیم ؑ کی زبانی ہوا۔ گویا فیصلہ اللہ تعالیٰ کا تھا اور اعلان حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا تھا' لہٰذا تحریم کی نسبت دونوں کی طرف ہو سکتی ہے۔ پہلی حقیقتاً دوسری مجازاً۔ ③ ''کانٹے دار درخت'' یعنی خودرو جنھیں کوئی لگاتا نہیں۔ باقی رہے وہ درخت جو پھل دار ہوں یا جنھیں بیج ڈال کر لگایا گیا ہو' اسی طرح فصلیں وغیرہ' تو انھیں کاٹا جا سکتا ہے اور پھل توڑ کر کھائے جا سکتے ہیں۔ ④ ''نہ بھگایا جائے'' یعنی شکار کے لیے اس کا پیچھا نہ کیا جائے اور اس سے بالکل تعرض نہ کیا جائے حتی کہ سائے میں بیٹھے جانور کو سائے سے بھی نہ اٹھایا جائے۔ ⑤ ''اعلان کرتا رہے'' یعنی ہمیشہ اعلان ہی کرے۔ اپنے استعمال میں نہ لائے ورنہ حرم کی خصوصیت نہیں رہے گی۔ احناف کے نزدیک حرم کے لقطہ کی کوئی خصوصیت نہیں۔ صرف ایک سال ہی اعلان کا حکم ہے۔ عام لقطہ کی طرح یہاں خصوصی ذکر صرف تاکید اور تنبیہ کے لیے ہے کہ کوئی سستی نہ کرے۔ پہلی بات زیادہ قوی ہے۔ ⑥ اِذْخِر مرچ کے پودے کی بالکل ہم شکل ایک قسم کی گھاس ہے جس کی لوگوں کو اشد ضرورت رہتی تھی' جلانے کے لیے' بچھانے کے لیے وغیرہ' اس لیے اس کے کاٹنے کی اجازت دے دی گئی۔ ⑦ ''مگر اذخر'' اس سے معلوم ہوا کہ بعض دفعہ رسول اللہ ﷺ اجتہاد کر کے حکم جاری فرما دیتے تھے اگر وہ درست نہ ہوتا تو وحی نازل ہو جاتی ورنہ وہ حکم ثابت رہتا۔ دیگر حضرات اسے بھی وحی پر محمول کرتے ہیں۔

(المعجم ١١١) - تَحْرِيمُ الْقِتَالِ فِيهِ (التحفة ١١١)

باب:١١١- مکہ مکرمہ میں لڑائی حرام ہے

٢٨٧٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ:

٢٨٧٨- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ

٢٨٧٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٥٨.

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ: «إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَامٌ حَرَّمَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَحِلَّ فِيهِ الْقِتَالُ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَأُحِلَّ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ».

رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا: ''بلاشبہ یہ شہر حرام ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ مجھ سے پہلے کسی کے لیے اس شہر میں لڑائی کرنی حلال نہ تھی اور مجھے بھی آج دن میں تھوڑی دیر کے لیے رخصت دی گئی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے حرام قرار دینے کی بنا پر (قیامت تک کے لیے) حرام رہے گا۔''

فائدہ: مکہ مکرمہ میں قتال کرنا قطعاً جائز نہیں ہے' نبی ﷺ کو مختصر وقت کے لیے قتال کی اجازت دی گئی تھی' پھر بعد میں قیامت تک کے لیے اس میں قتال کو حرام قرار دے دیا گیا' لہٰذا اب کسی صورت میں بھی مکہ مکرمہ میں قتال کرنا درست نہیں' ہاں اگر خارجی دشمن حملہ آور ہو تو ارض مقدسہ کا دفاع کرنا ضروری ہے' حدود حرم میں حدود کا نفاذ مختلف فیہ مسئلہ ہے جس کی وضاحت آئندہ اوراق میں آئے گی۔

٢٨٧٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ وَيَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ: إِئْذَنْ لِي أَيُّهَا الْأَمِيرُ! أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ، سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ، حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ وَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا فَإِنْ تَرَخَّصَ أَحَدٌ لِقِتَالِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِيهَا فَقُولُوا لَهُ: إِنَّ

٢٨٧٩- حضرت ابو شریح ؓ نے (گورنر مدینہ) عمرو بن سعید سے کہا' جب وہ مکہ مکرمہ کی طرف لشکر بھیج رہا تھا: اے امیر! مجھے اجازت دو کہ میں تمھارے سامنے وہ بات بیان کروں جو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ سے اگلے دن ارشاد فرمائی تھی۔ میرے کانوں نے وہ بات سنی' میرے دل نے یاد رکھی اور میری آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ وہ بات فرما رہے تھے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی' پھر فرمایا: ''مکہ مکرمہ کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے لوگوں نے نہیں۔ جو آدمی اللہ تعالیٰ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتا ہے' اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ وہاں خون ریزی کرے' اور نہ وہاں کے کسی درخت کو کاٹے۔ اگر کوئی

٢٨٧٩- أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب لا يعضد شجر الحرم، ح: ١٨٣٢، ومسلم، الحج، باب تحريم مكة وتحريم صيدها وخلاها وشجرها ... الخ، ح: ١٣٥٤ عن قتيبة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٥٩.

اللهَ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِي فِيهَا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ».

شخص رسول اللہ ﷺ کی لڑائی کو حجت بنا کر خود رخصت حاصل کرے تو اسے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اجازت دی تھی' تمھیں اجازت نہیں دی ہے۔ اور مجھے بھی اس (فتح والے) دن میں تھوڑی دیر کے لیے اجازت دی گئی تھی۔ اب پھر یہ اسی طرح حرام ہو گیا ہے جس طرح اس سے پہلے تھا۔ ہر حاضر' غائب کو یہ باتیں پہنچا دے۔"

فوائد ومسائل: ① "عمرو بن سعید" یہ یزید کی طرف سے مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ نے یزید کی بیعت نہیں کی تھی بلکہ مدینہ منورہ سے نکل کر مکہ مکرمہ چلے گئے تھے تاکہ حکومت جبر نہ کر سکے۔ یزید نے عمرو بن سعید کو حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کے خلاف کارروائی کے لیے لکھا تھا۔ یہ ۶۱ یا ۶۳ ہجری کی بات ہے۔ ② "لوگوں نے نہیں" بعض اوقات لوگ بھی تو اپنے طور پر ہی کسی علاقے کی حرمت کے قائل ہو جاتے ہیں جیسے آج کل عوام الناس بعض پیروں کی گدیوں اور ان سے ملحقہ علاقوں کو حرم کی طرح سمجھتے ہیں اور کسی قسم کے تصرف کو گناہ سمجھتے ہیں' اسی لیے نفی فرمائی کہ مکہ مکرمہ کی حرمت منجانب اللہ ہے' اس میں لوگوں کا کوئی دخل نہیں' نیز یہ حرمت ازلی وابدی ہے' کسی ایک ملت یا شریعت کے ساتھ خاص نہیں۔ ③ "تھوڑی دیر کے لیے" حملے کے آغاز سے لے کر تسلط قائم ہونے تک۔ اور یہ وقت طلوع شمس سے عصر تک تھا۔ اس میں بھی رسول اللہ ﷺ کے لشکر نے ازخود کسی کو قتل نہیں کیا بلکہ جس نے مزاحمت کی' وہی قتل ہوا۔ یا ان چند مجرموں کو قتل کیا گیا جنھوں نے ناقابل معافی گناہوں کا ارتکاب کیا تھا۔ اور یہ شرعی حکم تھا۔ ④ "ہر حاضر غائب کو پہنچا دے" تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ نبی اکرم ﷺ نے حرم کی حرمت کو قائم رکھا ہے۔ ⑤ حلال وحرام کا اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے' کسی بشر کو اس میں دخل نہیں۔ رسولوں کا کام بھی احکام لوگوں تک پہنچانا ہے۔ اپنی طرف سے چیز حلال وحرام کرنے کا اختیار انھیں بھی نہیں ہے۔ ⑥ امراء کے شریعت کے خلاف دیے گئے اوامر کا انکار اور حق بات کی تبلیغ علمائے کرام کی ذمہ داری ہے۔

(المعجم ١١٢) - حُرْمَةُ الْحَرَمِ (التحفة ١١٢)

باب:۱۱۲- حرم کی حرمت کا بیان

٢٨٨٠- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ:

۲۸۸۰- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے

٢٨٨٠- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٣٨٦٠. * سحيم هو المدني، وبشر هو ابن شعيب بن أبي حمزة، وعمران هو البراد الحمصي.

حَدَّثَنَا بِشْرٌ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي سُحَيْمٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَغْزُو هٰذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک لشکر بیت اللہ پر حملہ کرنے آئے گا مگر اسے مقام بیداء پر دھنسا دیا جائے گا۔“

فوائد و مسائل: ① بیداء سے مراد ایسا بنجر اور بے آباد مقام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔ ② سابقہ زمانے میں بعض امراء کا حدود حرم میں جنگ و جدال کرنا درست نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی غلطیوں سے درگزر فرمائے نیز ان کا مقصد بیت اللہ کی حرمت کی پامالی اور اس پر حملے کا پروگرام نہیں تھا۔

٢٨٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ أَبُو حَاتِمٍ الرَّازِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ ابْنِ غِيَاثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ مِسْعَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَغَرِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا تَنْتَهِي الْبُعُوثُ عَنْ غَزْوِ هٰذَا الْبَيْتِ حَتّٰى يُخْسَفَ بِجَيْشٍ مِنْهُمْ».

۲۸۸۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”لشکر بیت اللہ پر حملہ کرنے سے باز نہیں آئیں گے حتی کہ ان میں سے ایک لشکر کو دھنسا دیا جائے گا۔“

٢٨٨٢- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْمِصِّيصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ سَابِقٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنِ الدَّالَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَخِيهِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ

۲۸۸۲- حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک لشکر حرم بیت اللہ کی طرف بھیجا جائے گا۔ جب وہ مقام بیداء (ایک چٹیل اور بنجر میدان) میں پہنچیں گے تو ان کے اول و آخر کو دھنسا دیا جائے گا اور ان کے درمیان والے بھی نہیں بچ سکیں گے۔“ میں نے عرض کیا: اگر ان میں کوئی مومن

٢٨٨١- [صحيح] أخرجه الحاكم: ٤/ ٤٣٠ من حديث أبي حاتم الرازي به، وقال: "غريب صحيح"، وقال الذهبي: "صحيح غريب"، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٦١، تفرد به حفص بن غياث كما في حلية الأولياء: ٧/ ٢٤٤، وللحديث شواهد.

٢٨٨٢- [إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٣٨٦٢، وقال: "غريب والذي قبله غريب". ● عبدالسلام هو ابن حرب، والدالاني هو أبوخالد، وهو ضعيف من جهة حفظه، ومدلس، وعنعن، والحديث الآتي يغني عنه.

حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُبْعَثُ جُنْدٌ إِلٰى هٰذَا الْحَرَمِ فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَلَمْ يَنْجُ أَوْسَطُهُمْ». قُلْتُ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيهِمْ مُؤْمِنُونَ قَالَ: «تَكُونُ لَهُمْ قُبُورًا».

بھی ہوں؟ آپ نے فرمایا: "یہ علاقہ ان کے لیے بھی (قیامت تک کے لیے) قبرستان بن جائے گا۔ (اور کافروں کے لیے عذاب)۔"

فوائد ومسائل: ① "درمیان والے بھی نہیں بچ سکیں گے۔" یعنی اول وآخر سے مراد سب کے سب ہیں نہ کہ دو کنارے۔ ② "قبرستان بن جائے گا۔" یعنی ہلاک تو مومن بھی ہو جائیں گے مگر انھیں عذاب نہیں ہوگا اور قیامت کے دن وہ ظاہراً بھی کافروں سے الگ کر لیے جائیں گے۔ ③ یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے جیسا کہ محقق کتاب نے بھی سنداً ضعیف قرار دیتے ہوئے مزید لکھا ہے کہ آئندہ آنے والی روایت اس سے کفایت کرتی ہے۔

٢٨٨٣- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ، سَمِعَ جَدَّهُ يَقُولُ: حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ: أَنَّهُ قَالَ ﷺ: «لَيَؤُمَّنَّ هٰذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ يَغْزُونَهُ حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِأَوْسَطِهِمْ فَيُنَادِي أَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمْ فَيُخْسَفُ بِهِمْ جَمِيعًا وَلَا يَنْجُو إِلَّا الشَّرِيدُ الَّذِي يُخْبِرُ عَنْهُمْ». فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَشْهَدُ عَلَيْكَ أَنَّكَ مَا كَذَبْتَ عَلٰى جَدِّكَ، وَأَشْهَدُ عَلٰى جَدِّكَ أَنَّهُ مَا كَذَبَ عَلٰى حَفْصَةَ، وَأَشْهَدُ عَلٰى حَفْصَةَ أَنَّهَا لَمْ تَكْذِبْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ.

٢٨٨٣- ام المومنین حضرت حفصہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک لشکر بیت اللہ پر حملہ کرنے آئے گا حتی کہ جب وہ مقام بیداء (ایک چٹیل میدان) میں ہوں گے تو ان کے درمیان والے دھنسا دیے جائیں گے۔ ان کے اول وآخر (گھبراہٹ میں) ایک دوسرے کو پکاریں گے تو ان سب کو دھنسا دیا جائے گا اور کوئی نہیں بچ سکے گا مگر اکا دکا شخص جو (وہاں سے) بھاگ کر ان کے بارے میں لوگوں کو بتائے گا۔" ایک شخص نے ان (راوی حدیث امیہ بن صفوان) سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے اپنے دادا پر جھوٹ نہیں بولا اور تمھارے دادا کی بابت گواہی دیتا ہوں کہ انھوں نے حضرت حفصہ ؓ پر جھوٹ نہیں بولا اور

٢٨٨٣_ أخرجه مسلم، الفتن، باب الخسف بالجيش الذي يؤم البيت، ح: ٢٨٨٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٦٣، وصححه الحاكم: ٤/٤٢٩، ٤٣٠، والذهبي.

حضرت حفصہ ؓ کی بابت گواہی دیتا ہوں کہ انھوں نے نبی ﷺ پر جھوٹ نہیں بولا۔

فائدہ: گویا حرم کی حرمت اللہ تعالیٰ قائم رکھے گا اور خدانخواستہ جب بیت اللہ کی حرمت قائم نہ رہے گی تو دنیا کا بھی خاتمہ کر دیا جائے گا۔

(المعجم ١١٣) - مَا يُقْتَلُ فِي الْحَرَمِ مِنَ الدَّوَابِّ (التحفة ١١٣)

باب:۱۱۳- حرم میں کون سے جانور قتل کیے جا سکتے ہیں؟

٢٨٨٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: اَلْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْفَأْرَةُ».

۲۸۸۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ موذی جانور حل اور حرم میں (ہر جگہ) قتل کیے جا سکتے ہیں: کوا' چیل' کاٹنے والا کتا' بچھو اور چوہا۔''

فائدہ: یہ مباحث پیچھے گزر چکے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ وہاں محرم کا ذکر تھا اور یہاں حرم کا ذکر ہے۔ گویا ان جانوروں کو محرم قتل کر سکتا ہے حل ہو یا حرم۔ اور حرم میں بھی انھیں قتل کیا جا سکتا ہے' خواہ قتل کرنے والا محرم ہو یا حلال۔ ان کے قتل کی وجوہات پیچھے بیان ہو چکی ہیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث نمبر:۲۸۳۲ تا ۲۸۳۸) ان کے قتل کے جواز کا مطلب یہ ہے کہ قاتل کو کوئی جزا یا فدیہ یا جرمانہ نہیں دینا پڑے گا۔

(المعجم ١١٤) - قَتْلُ الْحَيَّةِ فِي الْحَرَمِ (التحفة ١١٤)

باب:۱۱۴- حرم میں سانپ مارنا

٢٨٨٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ

۲۸۸۵- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جانور موذی ہیں' انھیں حل اور حرم میں (ہر جگہ) قتل کیا جا سکتا ہے: سانپ

٢٨٨٤_أخرجه مسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم، ح: ٦٨/١١٩٨ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٦٤.

٢٨٨٥_[صحيح] تقدم، ح: ٢٨٣٢، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٦٥.

الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ فَوَاسِقَ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: اَلْحَيَّةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْغُرَابُ الْأَبْقَعُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْفَأْرَةُ».

کاٹنے والا کتا' سفید پیٹ یا پشت والا کوا' چیل اور چوہا۔"

٢٨٨٦- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالْخَيْفِ مِنْ مِنًى حَتَّى نَزَلَتْ ﴿وَالْمُرْسَلَٰتِ عُرْفًا﴾ فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اقْتُلُوهَا» فَابْتَدَرْنَاهَا فَدَخَلَتْ فِي جُحْرِهَا».

۲۸۸۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں وادیٔ خیف کے مقام پر تھے کہ سورۂ والمرسلات اتری۔ ایک سانپ نکلا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اسے قتل کر دو۔" ہم اس کی طرف لپکے لیکن وہ اپنے بل میں داخل ہو گیا۔

فائدہ: خیف پہاڑ کے دامن کو کہتے ہیں۔ منیٰ کی مسجد کو مسجد خیف اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ اور یہ حرم میں داخل ہے لہٰذا سانپ کو حرم میں بھی قتل کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ ان سانپوں میں سے نہ ہو جن کے قتل سے روکا گیا ہے۔

٢٨٨٧- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَيْلَةَ عَرَفَةَ الَّتِي قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ إِذَا حِسُّ حَيَّةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اقْتُلُوهَا»،

۲۸۸۷- حضرت ابوعبیدہ کے والد (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ ہم عرفے کی رات، جو یوم عرفہ سے پہلے ہوتی ہے، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (منیٰ میں) تھے کہ اچانک آپ نے ایک سانپ کی آہٹ محسوس کی تو فرمایا: "اسے مار ڈالو۔" لیکن وہ اپنے بل میں گھس گیا۔ ہم نے بل میں لکڑی داخل کی اور بل کو

٢٨٨٦_ أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب، ح: ١٨٣٠، ومسلم، السلام، باب قتل الحيات وغيرها، ح: ٢٢٣٥ من حديث حفص به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٦٦.

٢٨٨٧_ [صحيح] أخرجه أحمد: ١/٣٨٥ من يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٦٧، وله شواهد، منها الحديث السابق.

فَدَخَلَتْ شَقَّ جُحْرٍ فَأَدْخَلْنَا عُودًا فَقَلَعْنَا بَعْضَ الْجُحْرِ فَأَخَذْنَا سَعَفَةً فَأَضْرَمْنَا فِيهَا نَارًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَقَاهَا اللهُ شَرَّكُمْ وَوَقَاكُمْ شَرَّهَا».

کچھ اکھاڑا' پھر اس میں کچھ خشک شاخیں (یا بھوسا) ڈال کر آگ لگا دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس کے شر سے بچالیا اور اسے تمھارے شر سے بچالیا۔''

فوائد و مسائل: ① ''لکڑی داخل کی'' تاکہ سانپ کو ٹٹولیں مگر وہ نہ ملا تو ہم نے بل کو جلا دیا۔ روایت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ سانپ کو آگ سے بھی نقصان نہ پہنچا۔ ② ''اسے تمھارے شر سے بچالیا'' یہاں شر کا لفظ سانپ کے لحاظ سے بولا گیا ہے۔

(المعجم ١١٥) - قَتْلُ الْوَزَغِ (التحفة ١١٥)

باب: ١١٥- چھپکلی کو قتل کرنا

٢٨٨٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ قَالَتْ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِقَتْلِ الْوَزَغِ.

٢٨٨٨- حضرت ام شریک ؓ بیان کرتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

٢٨٨٩- أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ وَيُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْوَزَغُ الْفُوَيْسِقُ».

٢٨٨٩- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھپکلی بھی فاسق جانور ہے۔''

٢٨٨٨ـ أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب: خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال، ح: ٣٣٠٧، ومسلم، السلام، باب استحباب قتل الوزغ، ح: ٢٢٣٧ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٦٨.

٢٨٨٩ـ أخرجه البخاري، ح: ٣٣٠٦، ومسلم، ح: ٢٢٣٩ من حديث ابن وهب عن يونس عن ابن شهاب، وأخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب، ح: ١٨٣١ من حديث مالك من حديث الزهري به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٦٩.

(المعجم ١١٦) - بَابُ قَتْلِ الْعَقْرَبِ (التحفة ١١٦)

باب:١١٦- بچھو کو قتل کرنا

٢٨٩٠- أَخْبَرَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ الرَّقِّيُّ الْقَطَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: اَلْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْفَأْرَةُ».

٢٨٩٠- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”پانچ (قسم کے) جانور فاسق ہیں۔ ان کو حل میں بھی قتل کیا جا سکتا ہے اور حرم میں بھی: کاٹنے والا کتا‘ کوا‘ چیل‘ بچھو اور چوہا۔“

(المعجم ١١٧) - قَتْلُ الْفَأْرَةِ فِي الْحَرَمِ (التحفة ١١٧)

باب:١١٧- حرم میں چوہے کو مارنا

٢٨٩١- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ. قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ: اَلْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْعَقْرَبُ».

٢٨٩١- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ (قسم کے) جانور فاسق ہیں جنھیں حرم میں بھی قتل کیا جا سکتا ہے: کوا‘ چیل‘ کاٹنے والا کتا‘ چوہا اور بچھو۔“

٢٨٩٢- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٢٨٩٢- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت حفصہ ؓ

٢٨٩٠_[صحيح] انظر الحديث الآتي، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٧٠.

٢٨٩١_أخرجه البخاري، جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب، ح: ١٨٢٩، ومسلم، الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل والحرم، ح: ١١٩٨/ ٧١ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٧١.

٢٨٩٢_أخرجه البخاري، ح: ١٨٢٨، ومسلم، ح: ١٢٠٠ (انظر الحديث السابق) من حديث ابن وهب به، وهو ◀◀

قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا حَرَجَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ: اَلْعَقْرَبُ، وَالْغُرَابُ، وَالْحِدَأَةُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ».

بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جانور ایسے ہیں جنھیں مار ڈالنے والے پر کوئی حرج نہیں: بچھو' کوا' چیل' چوہا اور کاٹنے والا کتا۔''

(المعجم ١١٨) - قَتْلُ الْحِدَأَةِ فِي الْحَرَمِ (التحفة ١١٨)

باب:١١٨-حرم میں چیل کو مارنا

٢٨٩٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ: اَلْحِدَأَةُ، وَالْغُرَابُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ» قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَذَكَرَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا أَنَّ مَعْمَرًا كَانَ يَذْكُرُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، وَعَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

٢٨٩٣- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ جانور فاسق ہیں' حل اور حرم (ہر جگہ) میں قتل کیے جا سکتے ہیں: چیل' کوا' چوہا' بچھو اور کاٹنے والا کتا۔''

عبدالرزاق ؒ فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نے بتایا کہ معمر اس روایت کو زہری عن سالم عن ابیہ کے طریق سے بھی بیان کرتے ہیں اور مذکورہ طریق سے بھی۔

(المعجم ١١٩) - قَتْلُ الْغُرَابِ فِي الْحَرَمِ (التحفة ١١٩)

باب:١١٩-حرم میں کوے کو مارنا

◆◆ في الكبرٰى، ح: ٣٨٧٢.

٢٨٩٣ـ أخرجه مسلم، ح: ١١٩٨/ ٧٠ (انظر الحديثين السابقين) من حديث عبدالرزاق، والبخاري، بدء الخلق، باب: إذا وقع الذباب في شراب أحدكم فليغمسه . . . الخ، ح: ٣٣١٤ من حديث معمر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٧٣.

٢٨٩٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ - وَهُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ: اَلْعَقْرَبُ، وَالْفَأْرَةُ، وَالْغُرَابُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ، وَالْحِدَأَةُ».

۲۸۹۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچ جانور فاسق ہیں جنھیں حرم میں بھی قتل کیا جا سکتا ہے: بچھو، چوہا، کوا، کاٹنے والا کتا اور چیل۔“

(المعجم ١٢٠) - اَلنَّهْيُ أَنْ يُنَفَّرَ صَيْدُ الْحَرَمِ (التحفة ١٢٠)

باب: ۱۲۰-حرم کے شکار کو بھگانے کی ممانعت

٢٨٩٥- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «هٰذِهِ مَكَّةُ حَرَّمَهَا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا لِأَحَدٍ بَعْدِي، وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَهِيَ سَاعَتِي هٰذِهِ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ» فَقَامَ الْعَبَّاسُ وَكَانَ رَجُلًا مُجَرَّبًا فَقَالَ: إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ لِبُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا فَقَالَ: «إِلَّا

۲۸۹۵- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ مکہ مکرمہ کو اللہ تعالیٰ نے اس دن ہی حرام قرار دے دیا تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین پیدا فرمائے۔ یہ نہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال ہوا نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا۔ میرے لیے بھی دن کے کچھ حصے ہی میں حلال ہوا۔ اور اب یہ پھر اللہ تعالیٰ کے حرام کرنے کے مطابق قیامت تک کے لیے حرام ہے۔ اس کی گھاس نہ کاٹی جائے۔ اس کے درخت نہ کاٹے جائیں۔ اس کے شکار کو نہ چھیڑا جائے۔ اس کی گمشدہ چیز کسی کے لیے حلال نہیں مگر جو اعلان کرتا رہے۔ حضرت عباس ؓ نے جو کہ ایک تجربہ کار شخص تھے کھڑے ہو کر کہا: مگر اذخر کیونکہ یہ ہمارے

٢٨٩٤ـ أخرجه مسلم، ح:٦٨/١١٩٨ (انظر الحديث المتقدم:٢٨٩١) من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٨٧٤.

٢٨٩٥ـ أخرجه البخاري، اللقطة، باب: كيف تعرف لقطة أهل مكة؟، ح:٢٤٣٣ من حديث عمرو بن دينار به معلقًا، وهو في الكبرٰى، ح:٣٨٧٥.

الْإِذْخِرَ».

گھروں اور قبروں کے کام آتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ''(ٹھیک ہے) مگر اذخر۔''

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ٢٨٧٧۔

(المعجم ١٢١) - اِسْتِقْبَالُ الْحَاجِّ (التحفة ١٢١)

باب:١٢١- حاجیوں کا استقبال کرنا

٢٨٩٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ زَنْجُويَه قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَابْنُ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ يَقُولُ:

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ
اَلْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلٰى تَأْوِيلِهِ
ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ
وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

قَالَ عُمَرُ: يَا ابْنَ رَوَاحَةَ! أَفِي حَرَمِ اللهِ وَبَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ ﷺ تَقُولُ هٰذَا الشِّعْرَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «خَلِّ عَنْهُ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَكَلَامُهُ أَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ وَقْعِ النَّبْلِ».

٢٨٩٦- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ عمرۃ القضاء کے موقع پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے یہ شعر پڑھتے جا رہے تھے: ''اے کافروں کی اولاد! آپ کا راستہ چھوڑ دو۔ آج ہم آپ کے حکم پر تمھیں ایسی ضرب لگائیں گے جو کھوپڑیوں کو گردنوں سے جدا کر دے گی اور دوست کو جگری دوست سے غافل کر دے گی۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اے ابن رواحہ! تم اللہ تعالیٰ کے حرم میں اور رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں یہ اشعار کہتے ہو؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''عمر! رہنے دو۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس کا کلام ان کے لیے تیروں کی بوچھاڑ سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① یہ حدیث اور اس کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں حدیث نمبر ٢٨٧٦۔ ② امام نسائی رحمہ اللہ شاید اس حدیث کو استقبال کے باب میں اس لیے لائے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ

٢٨٩٦_ [إسناده حسن] تقدم، ح: ٢٨٧٦، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٧٦.

کا آپ کے آگے آگے چلنا اور اشعار پڑھنا استقبال ہی کی ایک صورت ہے۔ یا ممکن ہے مکے کے لوگ آپ کے استقبال کو آئے ہوں جیسا کہ اشعار سے معلوم ہوتا ہے۔ ③ "آپ کا راستہ چھوڑ دو" ویسے آپ تو اس وقت عمرے کی نیت سے گئے تھے۔ گویا استقبال کے لحاظ سے حج اور عمرہ برابر ہیں۔

٢٨٩٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِي هَاشِمٍ قَالَ: فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهُ.

٢٨٩٧- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو بنی ہاشم کے نوجوانوں نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے ایک کو اپنے آگے اور ایک کو اپنے پیچھے (سواری پر) بٹھا لیا۔

فائدہ: ان نوجوانوں میں حضرت عباس ؓ کے دو بیٹے قثم اور فضل ؓ تھے جنھیں آپ نے اپنے آگے پیچھے سواری پر بٹھایا تھا۔

(المعجم ١٢٢) - تَرْكُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ (التحفة ١٢٢)

باب: ١٢٢- بیت اللہ کو دیکھتے وقت ہاتھ نہ اٹھانا

٢٨٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قَزَعَةَ الْبَاهِلِيَّ يُحَدِّثُ عَنِ الْمُهَاجِرِ الْمَكِّيِّ قَالَ: سُئِلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ الرَّجُلِ يَرَى الْبَيْتَ أَيَرْفَعُ يَدَيْهِ؟ قَالَ: مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا إِلَّا الْيَهُودَ، حَجَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَلَمْ نَكُنْ نَفْعَلُهُ.

٢٨٩٨- حضرت مہاجر مکی سے روایت ہے کہ حضرت جابر ؓ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو بیت اللہ کو دیکھتا ہے کیا وہ ہاتھ اٹھائے؟ وہ فرمانے لگے: میں تو نہیں سمجھتا کہ یہودیوں کے علاوہ کوئی شخص یہ کام کرتا ہو۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ ہم تو ایسے نہیں کرتے تھے۔

٢٨٩٧- أخرجه البخاري، العمرة، باب استقبال الحاج القادمين والثلاثة على الدابة، ح: ١٧٩٨ من حديث يزيد ابن زريع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٧٧.

٢٨٩٨- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في رفع اليد إذا رأى البيت، ح: ١٨٧٠ من حديث محمد بن جعفر به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٧٨ . * المهاجر المكي مجهول الحال، وثقه ابن حبان وحده، وضعف حديثه الثوري، وابن المبارك، وأحمد وغيرهم كما في التهذيب.

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ یہود بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے کیونکہ وہ تو بیت اللہ جاتے ہی نہیں تھے وہ تو بیت اللہ کے دشمن تھے۔ ممکن ہے اس کا مطلب یہ ہو کہ یہودی اپنی عبادت گاہوں یا بیت المقدس کو دیکھتے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں' ہمیں ان کے طریقے پر عمل نہیں کرنا چاہیے یا پھر یہ مطلب ہوگا کہ غیر موقع محل پر ہاتھ یہودی ہی اٹھاتے ہیں' ہمیں ایسے نہیں کرنا چاہیے۔ ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہودی بیت اللہ کو دیکھ کر تحقیراً ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس سے ان کا مقصود اسے گرانے کے ارادے کا اظہار ہوتا تھا۔ پہلا مفہوم راجح معلوم ہوتا ہے۔ بہر حال مذکورہ روایت ضعیف ہے۔ اس کے برعکس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً اس کا ثبوت ملتا ہے' اس لیے اگر کوئی بیت اللہ کو دیکھتے وقت دونوں ہاتھ بطور تعظیم اٹھا لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ أعلم. تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (مناسك الحج و العمرة للألباني' ص:۳۰)

(المعجم ۱۲۳) - اَلدُّعَاءُ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ (التحفة ۱۲۳)

باب:۱۲۳- بیت اللہ کو دیکھتے وقت دعا کرنا

۲۸۹۹- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوعَاصِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي يَزِيدَ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ طَارِقِ بْنِ عَلْقَمَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ أُمِّهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا جَاءَ مَكَانًا فِي دَارِ يَعْلَى اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَدَعَا.

۲۸۹۹- حضرت عبدالرحمن بن طارق کی والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب دار یعلیٰ کے مکان میں (ایک مخصوص جگہ پر) پہنچتے تو قبلے کی طرف منہ کرتے اور دعا کرتے۔

فوائد: یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ بیت اللہ کو دیکھ کر کوئی دعا پڑھنا کسی صحیح مرفوع حدیث میں وارد نہیں' لیکن اگر کوئی دعا کرنا چاہتا ہے تو کر بھی سکتا ہے۔ نبی ﷺ سے کوئی مخصوص دعا مروی نہیں۔ البتہ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایک دعا حسن سند سے منقول ہے۔ اس کے الفاظ درج ذیل ہیں: [اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ] (سنن البيهقي: ۵/۷۳) مذکورہ الفاظ کے ساتھ دعا کرنا بہتر ہے۔ واللہ أعلم. ملاحظہ ہو: (مناسك الحج و العمرة للألباني' ص:۲۰)

(المعجم ۱۲۴) - فَضْلُ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (التحفة ۱۲۴)

باب:۱۲۴- مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی فضیلت

۲۸۹۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب طواف الوداع، ح:۲۰۰۷ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح:۳۸۷۹. ● عبدالرحمٰن بن طارق وثقه ابن حبان وحده، فهو مستور.

٢٩٠٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِاللهِ الْجُهَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».

۲۹۰۰- حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میری مسجد (مسجد نبوی) میں ایک نماز پڑھنا دوسری مساجد میں ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے مگر مسجد حرام میں (اس سے بھی افضل ہے)۔“

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: لَا أَعْلَمُ أَحَدًا رَوٰى هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُمَرَ غَيْرَ مُوسَى الْجُهَنِيِّ وَخَالَفَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ وَغَيْرُهُ.

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی ﷫) بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ موسیٰ بن عبداللہ جہنی کے علاوہ کسی نے اس حدیث کو بواسطہ نافع' ابن عمر ﷠ سے بیان کیا ہو' بلکہ ابن جریج وغیرہ نے موسیٰ کی مخالفت کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① ابن جریج کی مخالفت یہ ہے کہ انھوں نے اسے ابن عمر ﷠ کی بجائے ام المومنین حضرت میمونہ ﷝ کی مسند بنایا ہے جیسا کہ آئندہ روایت میں ہے۔ ② امام نسائی ﷫ کا یہ فرمانا کہ ”میں نہیں جانتا.....“ محل نظر ہے۔ عبیداللہ اور ایوب نے موسیٰ کی متابعت کی ہے۔ انھوں نے بھی اس روایت کو ابن عمر ﷠ کی مسند بنایا ہے' اس لیے صحیح بات یہ ہے کہ یہ روایت ابن عمر ﷠ سے بھی مروی ہے اور میمونہ ﷝ سے بھی' اسی لیے امام مسلم ﷫ نے اپنی صحیح میں دونوں طریق سے یہ روایت نقل کی ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الحج' حدیث: ۱۳۹۵) ③ دوسری روایات میں وضاحت ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز عام مساجد کی ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔

٢٩٠١- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا وَقَالَ مُحَمَّدٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ:

۲۹۰۱- نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ حضرت میمونہ ﷝ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میری اس مسجد (مسجد نبوی) میں ایک نماز دوسری

٢٩٠٠- أخرجه مسلم، الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة والمدينة، ح: ١٣٩٥ من حديث موسى الجهني به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٨٠.

٢٩٠١- [صحيح] تقدم، ح: ٦٩٢، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٨١.

حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَعْبَدِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْكَعْبَةَ».

مساجد میں ہزار نماز سے بہتر ہے سوائے مسجد کعبہ کے۔ (کہ اسے مسجد نبوی سے بھی زیادہ فضیلت حاصل ہے۔)"

فائدہ: بیت اللہ سب سے قدیم مسجد ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تعمیر کیا گیا اور وہ تمام انبیاء ﷩ کا مرکز رہا ہے۔ صرف اسی کا حج اور عمرہ مشروع ہے لہٰذا وہ مسجد نبوی سے بھی افضل ہے۔ وہ قبلہ بھی ہے۔ اور یہ عظیم فضیلت ہے۔ مسجد نبوی کی فضیلت بھی محتاج وضاحت نہیں۔ مدینے میں یہ اسلام کی پہلی مسجد ہے جو اسلام کی پہلی دینی درس گاہ بھی تھی اور مسلمانوں کا سیاسی و عسکری مرکز بھی۔ خانۂ کعبہ کی طرح اس کے لیے بھی سفر قربت جائز و مستحب ہے۔ اور مسجد نبوی کی زیارت اور سفر میں روضۂ نبوی کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہو جاتا ہے جو ہر مسلمان کی دلی خواہش ہوتی ہے۔

۲۹۰۲- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ الْأَغَرَّ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَ الْأَغَرُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْكَعْبَةَ».

۲۹۰۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: "میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ہزار نماز سے افضل ہے' علاوہ کعبہ مشرفہ کے۔"

(المعجم ۱۲۵) - بِنَاءُ الْكَعْبَةِ (التحفة ۱۲۵)

باب:۱۲۵- تعمیر کعبہ کا بیان

۲۹۰۲ـ أخرجه مسلم، الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة والمدينة، ح: ۱۳۹٤/۵۰۷ من حديث أبي سلمة ابن عبدالرحمٰن، والبخاري، فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، ح: ۱۱۹۰ من حديث الأغر به، وهو في الكبرٰى، ح: ۳۸۸۲.

٢٩٠٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَخْبَرَ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ»؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ؟ قَالَ: «لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ»! فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ مَا أُرَى تَرْكَ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يَتِمَّ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

٢٩٠٣- حضرت عائشہ ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تجھے علم نہیں کہ جب تیری قوم (قریش) نے کعبے کی تعمیر کی تو حضرت ابراہیم ؑ کی بنیادوں سے کمی کر دی؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ اسے حضرت ابراہیم ؑ کی بنیادوں کے مطابق تعمیر نہیں فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''اگر تیری قوم کا زمانۂ کفر تازہ نہ ہوتا (تو میں تعمیر کر دیتا)۔'' حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ اگر حضرت عائشہ ؓ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو میرا خیال ہے کہ حطیم کی طرف سے دو کونوں کا استلام چھوڑنا اسی بنا پر ہوگا کہ بیت اللہ حضرت ابراہیم ؑ کی بنیادوں پر نہیں بنایا گیا۔

فوائد ومسائل: ① ''کعبہ'' تقریباً چوکور اور بلند عمارت کو کہا جاتا ہے۔ بیت اللہ بلند بھی ہے اور تقریباً مربع بھی اس لیے اس کا نام کعبہ پڑ گیا۔ ② ''کعبے کی تعمیر'' عام مورخین کے نزدیک یہ تعمیر بعثت سے صرف پانچ سال پہلے ہوئی اور عام لوگوں کے ساتھ آپ نے بھی اس کی تعمیر میں حصہ لیا بلکہ حجر اسود کی تنصیب آپ کے مبارک ہاتھوں ہی سے ہوئی اور قریش مکہ خون ریزی سے بچ گئے۔ ③ ''کمی کر دی'' کیونکہ ان کے پاس پاک اور حلال مال کی کمی تھی۔ پوری تعمیر زیادہ اخراجات کی متقاضی تھی اسی لیے انھوں نے شمالی جانب سے تقریباً ایک تہائی حصہ چھوڑ دیا۔ اس حصے کو حِجر یا حطیم کہا جاتا ہے۔ اس وقت اس حصے پر کندھوں تک دیوار بنی ہوئی ہے۔ اس حصے کے باہر رہنے کا فائدہ یہ ہوگیا کہ جو شخص بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنا چاہے وہ اس حصے

٢٩٠٣- أخرجه البخاري، الحج، باب فضل مكة وبنيانها ... الخ، ح: ١٥٨٣، ومسلم، الحج، باب نقض الكعبة وبنائها، ح: ١٣٣٣/ ٣٩٩ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٦٣، ٣٦٤، والكبرى، ح: ٣٨٨٣.

میں نماز پڑھ لے ورنہ ہر کسی کے لیے بیت اللہ کھولنا ناممکن ہے۔④ ''زمانہ کفر تازہ نہ ہوتا'' رسول اللہ ﷺ کو خطرہ تھا کہ اگر کعبے کو گرا کر تعمیر کیا گیا تو عرب میں ہر طرف شور مچ جائے گا کہ نئے نبی نے کعبہ ڈھا دیا ہے۔ تعمیر کو کوئی نہیں دیکھے گا' نیز وہ لوگ شاید اس بات پر یقین بھی نہ کرتے کہ واقعتاً یہ عمارت ناقص ہے' بلکہ وہ اسے ''ہر کہ آمد عمارت نو ساخت'' پر محمول کرتے۔ بعد میں خلفائے راشدین ؓ نے بھی تعمیر نو نہ کی۔ انھیں رسول اللہ ﷺ کی خواہش کا علم نہ ہو سکا' یا انھوں نے بھی اسے مصلحت کے خلاف ہی سمجھا۔ بعد میں حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ نے اپنے دور اقتدار میں کعبے کی عمارت رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے مطابق تیار کر دی مگر تھوڑے عرصے کے بعد ہی حجاج نے خلیفہ' عبدالملک کے حکم پر دوبارہ پہلی عمارت بحال کر دی۔ اور اب تک وہ اسی حالت پر قائم ہے اور ان شاء اللہ قرب قیامت تک رہے گی۔⑤ ''اگر حضرت عائشہ ؓ نے ......الخ'' اس جملے کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت ابن عمر ؓ کو حضرت عائشہ ؓ کے سماع میں شک ہے' بلکہ یہ کلام کا ایک انداز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ چونکہ حضرت عائشہ ؓ نے یہ بات نقل فرمائی ہے' لہٰذا بیت اللہ کے حطیم کی جانب والے دو کونوں کو نہ چھونے کی ایک معقول وجہ یہ بن سکتی ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کا یہ اندازہ ٹھیک ہے۔ چونکہ یہ دونوں کونے اپنی اصل جگہ پر نہیں' لہٰذا طواف کے دوران میں ان کونوں کو ہاتھ نہیں لگایا جاتا، جبکہ رکن یمانی کو ہاتھ لگایا جاتا ہے اور حجر اسود (جو عین مشرقی کونے میں ہے) کو منہ یا ہاتھ لگانا مسنون ہے۔ ہاتھ نہ لگ سکے تو اشارہ بھی کافی ہے۔⑥ فتنے اور فساد کے خطرے کے باعث کوئی مباح کام وقتی طور پر ترک کیا جا سکتا ہے۔ واللہ أعلم.

٢٩٠٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ [قَالَا]: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ فَبَنَيْتُهُ عَلَى أَسَاسِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَعَلْتُ لَهُ خَلْفًا فَإِنَّ قُرَيْشًا لَمَّا بَنَتِ الْبَيْتَ اسْتَقْصَرَتْ».

۲۹۰۴- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تیری قوم (قریش) کا دور کفر تازہ نہ ہوتا تو میں بیت اللہ کی عمارت کو توڑ کر اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کر دیتا اور اس کا ایک دروازہ پچھلی جانب بنا دیتا کیونکہ قریش نے جب بیت اللہ تعمیر کیا تو انھوں نے اس کی عمارت کو چھوٹا کر دیا تھا۔''

٢٩٠٤- أخرجه البخاري، الحج، باب فضل مكة وبنيانها ... الخ، ح: ١٥٨٥ تعليقًا، ومسلم، الحج، باب نقض الكعبة وبنائها، ح: ١٣٣٣ من حديث أبي معاوية به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٨٥.

فوائد و مسائل: ① ”دروازہ پچھلی جانب“ تاکہ لوگ ایک دروازے سے داخل ہوں اور دوسری طرف سے نکلتے رہیں اور رش نہ ہو۔ نبی ﷺ کی یہ خواہش بھی تھی کہ بیت اللہ کا دروازہ نیچے زمین کے برابر لگا دیا جائے تاکہ سیڑھی کی ضرورت نہ رہے مگر شاید یہ مصلحت کے خلاف تھا کہ عوام الناس بیت اللہ میں داخل ہوں' لہذا آپ کی ان خواہشات پر عمل درآمد نہ ہو سکا' ورنہ کعبہ کی بے احترامی اور شوروغل کا شدید خطرہ تھا۔ جو شخص کعبے میں داخل ہونے کا شوق رکھتا ہو' اس کے لیے حطیم والا کھلا حصہ موجود ہے وہاں وہ اپنی خواہش پوری کر سکتا ہے، جبکہ بیت اللہ کے مقفل ہونے کی وجہ سے اس کا رعب' احترام اور دبدبہ قائم و دائم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی قبر کو مقفل رکھنے کی بھی یہی وجہ ہے کہ اس کا احترام قائم رہے' شوروغل سے بچت رہے۔ علاوہ ازیں عوام' جن کی اکثریت فساد عقیدہ میں مبتلا ہے' مشرکانہ اعمال سے بھی محفوظ رہے۔ باقی رہا صلاۃ و سلام کا مسئلہ' اس کے لیے اندر جانا ضروری نہیں' باہر سے بھی ممکن ہے بلکہ دنیا کے بعید ترین گوشے سے بھی سلام و صلاۃ بھیجا جا سکتا ہے کیونکہ اسے پہنچانے کے لیے فرشتے مقرر ہیں اور وہی آپ کو صلاۃ و سلام پہنچاتے ہیں' آپ خود کہیں سے بھی نہیں سنتے' قریب سے' نہ بعید سے۔

٢٩٠٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ أَنَّ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَوْلَا أَنَّ قَوْمِي» وَفِي حَدِيثِ مُحَمَّدٍ: «قَوْمَكِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ» فَلَمَّا مَلَكَ ابْنُ الزُّبَيْرِ جَعَلَ لَهَا بَابَيْنِ.

٢٩٠٥- ام المومنین (حضرت عائشہ) ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میری یا تیری قوم کا دور جاہلیت قریب نہ ہوتا تو میں کعبے کو گرانے کا حکم دیتا اور اس کے دو دروازے بنا دیتا۔“ جب حضرت ابن زبیر ؓ کو اقتدار ملا تو انھوں نے اس کے دو دروازے بنا دیے۔

فائدہ: مگر حضرت ابن زبیر ؓ کی شہادت کے بعد حجاج نے دوبارہ پہلی حالت بحال کر دی جیسا کہ حدیث نمبر: ٢٩٠٣ میں ذکر ہے۔

٢٩٠٦- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

٢٩٠٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ

٢٩٠٥- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٨٨٤، وأخرجه البخاري، العلم، باب من ترك بعض الاختيار مخافة أن يقصر فهم بعض الناس . . . الخ، ح: ١٢٦ من حديث أبي إسحاق عن الأسود عن ابن الزبير عن عائشة به.

٢٩٠٦- أخرجه البخاري، الحج، باب فضل مكة وبنيانها . . . الخ، ح: ١٥٨٦ من حديث يزيد بن هارون به، وهو◄

مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَهَا: «يَا عَائِشَةُ! لَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَأَمَرْتُ بِالْبَيْتِ فَهُدِمَ فَأَدْخَلْتُ فِيهِ مَا أُخْرِجَ مِنْهُ وَأَلْزَقْتُهُ بِالْأَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهُ بَابَيْنِ: بَابًا شَرْقِيًّا، وَبَابًا غَرْبِيًّا، فَإِنَّهُمْ قَدْ عَجَزُوا عَنْ بِنَائِهِ فَبَلَغْتُ بِهِ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ». قَالَ: فَذٰلِكَ الَّذِي حَمَلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى هَدْمِهِ. قَالَ يَزِيدُ: وَقَدْ شَهِدْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حِينَ هَدَمَهُ وَبَنَاهُ وَأَدْخَلَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ وَقَدْ رَأَيْتُ أَسَاسَ إِبْرَاهِيمَ [عَلَيْهِ السَّلَامُ] حِجَارَةً كَأَسْنِمَةِ الْإِبِلِ مُتَلَاحِكَةً.

رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اے عائشہ! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تیری قوم کا دور جاہلیت ابھی قریب ہے تو میں کعبے کو گرانے کا حکم دیتا اور اس میں وہ حصہ بھی داخل کر دیتا جو اس سے نکال دیا گیا ہے۔ اور میں اس کا دروازہ زمین کے برابر لگا دیتا اور اس کے دو دروازے بنا دیتا: ایک مشرقی ایک مغربی کیونکہ قریش مکہ اس کی مکمل تعمیر سے عاجز آ گئے تھے (کہ ان کا حلال مال ختم ہو گیا تھا)۔ اور میں اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صحیح بنیادوں پر تعمیر کرتا۔“ حضرت عروہ نے کہا: یہی وجہ ہے جس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو آمادہ کیا کہ کعبے کو گرا کر (رسول اللہ ﷺ کی خواہش کے مطابق) تعمیر کریں۔ (راوی حدیث) یزید نے کہا: جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے کعبے کو گرایا اور پھر بنایا تو میں حاضر تھا۔ آپ نے اس میں حجر کا کچھ حصہ داخل کر دیا تھا نیز میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادیں بھی دیکھیں۔ وہ پتھر تھے اونٹوں کی کوہانوں جیسے جنھیں ایک دوسرے میں پھنسا دیا گیا تھا۔

فائدہ: ”حِجر کا کچھ حصہ“ گویا مکمل حِجر بیت اللہ کا حصہ نہیں۔ کچھ حصہ حقیقتاً باہر ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ دیوار اس پورے حصے کے اردگرد بنا دی گئی ہے۔ دیوار ہی کی وجہ سے اسے حجر کہتے ہیں۔ آج کل بھی حجر یا حطیم کی دیوار پر اس جگہ نشان لگا دیے گئے ہیں جہاں تک بیت اللہ کا حصہ ہے۔

٢٩٠٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۹۰۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

---

٤٤ في الكبرى، ح: ٣٨٨٦.

٢٩٠٧_ أخرجه البخاري، الحج، باب قول الله تعالى: "جعل الله الكعبة البيت الحرام .... الخ"، ح: ١٥٩١، ومسلم، الفتن، باب: لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل ... الخ، ح: ٢٩٠٩ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٨٧.

سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ».

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(قیامت کے قریب) دو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی بیت اللہ (کعبے) کو ڈھائے گا۔''

فائدہ: شاید یہ وہ وقت ہوگا جب زمین پر کوئی اللہ اللہ کرنے والا نہ رہے گا اور سب لوگ کافر و فاجر ہوں گے کیونکہ قیامت ایسے ہی لوگوں پر قائم ہوگی۔ کعبے کی (خاکم بدہن) تباہی اس دنیا کی تباہی کا لازم ہوگا۔ قرآن مجید میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے: ﴿جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ﴾ (المآئدہ ٥:٩٧) گویا بیت اللہ کی حرمت، زیارت اور حج دنیا کی بقا کا ذریعہ ہے۔

(المعجم ١٢٦) - دُخُولُ الْبَيْتِ (التحفة ١٢٦)

باب:١٢٦-بیت اللہ کے اندر داخل ہونے کا بیان

٢٩٠٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى الْكَعْبَةِ وَقَدْ دَخَلَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَبِلَالٌ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَأَجَافَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْبَابَ فَمَكَثُوا فِيهَا مَلِيًّا، ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكِبْتُ الدَّرَجَةَ وَدَخَلْتُ الْبَيْتَ فَقُلْتُ: أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالُوا: هٰهُنَا وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُمْ كَمْ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي الْبَيْتِ.

٢٩٠٨-حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ وہ کعبۂ مُشرّفہ کے پاس پہنچے تو نبی ﷺ، بلال اور اسامہ بن زید ؓ بیت اللہ کے اندر تشریف لے جا چکے تھے اور عثمان بن طلحہ (کعبے کے حاجب) نے (داخل ہو کر) دروازہ بند کر دیا تھا۔ وہ کچھ دیر تک اندر رہے پھر (عثمان بن طلحہ حاجب نے) دروازہ کھولا تو نبی ﷺ باہر تشریف لائے۔ میں سیڑھی پر چڑھ کر بیت اللہ میں داخل ہو گیا اور میں نے پوچھا: نبی ﷺ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ انھوں نے کہا: یہاں۔ البتہ میں ان سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ نبی ﷺ نے بیت اللہ میں کتنی رکعات پڑھی ہیں۔

فوائد و مسائل: ① یہ فتح مکہ کی بات ہے۔ عثمان بن طلحہ ؓ بیت اللہ کے چابی بردار تھے اس لیے انھیں بھی نبی ﷺ ساتھ لے گئے تا کہ لوگوں کو پتا چل جائے کہ آپ نے انھیں معزول نہیں فرمایا۔ اسامہ بن زید اور

٢٩٠٨-أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره . . . الخ، ح:١٣٢٩/ ٣٩٢ من حديث خالد بن الحارث به، وهو في الكبرى، ح:٣٨٨٨، وهو متفق عليه، من حديث نافع به، كما تقدم، ح:٧٥٠.

بلال رضی اللہ عنہ آپ کے خادم تھے۔ ② "یہاں" آئندہ حدیث میں وضاحت ہے کہ اگلی صف کے ستونوں کے درمیان نماز پڑھی۔ دائیں طرف دو ستون تھے اور بائیں طرف ایک اور پیچھے تین ستون تھے۔ اس وقت کعبے کی چھت چھ ستونوں پر قائم تھی۔ آج کل ستون نہیں ہیں' البتہ آپ کی نماز والی جگہ نشان زدہ ہے جو دروازے کے عین سامنے ہے۔ ③ "بھول گیا" حالانکہ آئندہ روایت میں تعداد کا بھی ذکر ہے۔ شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما بعد میں بھول گئے ہوں یا پہلے بھول گئے ہوں اور بعد میں یاد آ یا ہو۔ واللہ اعلم۔

٢٩٠٩- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْبَيْتَ وَمَعَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَبِلَالٌ فَأَجَافُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَمَكَثَ فِيهِ مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ خَرَجَ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ: كَانَ أَوَّلُ مَنْ لَقِيتُ بِلَالًا قُلْتُ: أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: مَا بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ.

٢٩٠٩- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ آپ کے ساتھ فضل بن عباس' اسامہ بن زید' عثمان بن طلحہ اور بلال رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ انھوں نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ آپ بیت اللہ میں ٹھہرے جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا' پھر باہر تشریف لائے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ملا۔ میں نے کہا: نبی ﷺ نے کہاں نماز پڑھی؟ انھوں نے فرمایا: (اگلی صف کے بائیں جانب والے) دو ستونوں کے درمیان۔

(المعجم ١٢٧) - مَوْضِعُ الصَّلَاةِ فِي الْبَيْتِ (التحفة ١٢٧)

باب:١٢٧- بیت اللہ میں (رسول اللہ ﷺ کے) نماز پڑھنے کی جگہ

٢٩١٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا السَّائِبُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْكَعْبَةَ وَدَنَا

٢٩١٠- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ ادھر آپ کے باہر نکلنے کا وقت قریب تھا۔ ادھر مجھے حاجت پیش آ گئی۔ میں قضائے حاجت کے لیے گیا اور پھر جلدی

٢٩٠٩- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح:٣٨٨٩، وأخرجه أحمد: ٢/٣ عن هشيم به باختلاف يسير.

٢٩١٠- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٦/١٢ عن يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٨٩٠.

خُرُوجَهُ وَوَجَدْتُ شَيْئًا فَذَهَبْتُ فَجِئْتُ سَرِيعًا فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَارِجًا، فَسَأَلْتُ بِلَالًا: أَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْكَعْبَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ.

جلدی واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لا چکے تھے۔ میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے کعبہ مشرفہ میں نماز پڑھی ہے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں (اگلی صف کے بائیں جانب والے) دو ستونوں کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی ہے۔

فائدہ: امام مالک رحمہ اللہ بیت اللہ میں کسی قسم کی نماز پڑھنے کے قائل نہیں مگر یہ حدیث ان کے خلاف دلیل ہے۔ (باقی تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ۲۹۰۸)

٢٩١١- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيْفُ ابْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ: أُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فِي مَنْزِلِهِ فَقِيلَ: هٰذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَدْ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَأَقْبَلْتُ فَأَجِدُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَدْ خَرَجَ وَأَجِدُ بِلَالًا عَلَى الْبَابِ قَائِمًا فَقُلْتُ: يَا بِلَالُ! أَصَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْكَعْبَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: أَيْنَ؟ قَالَ: مَا بَيْنَ هَاتَيْنِ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ.

۲۹۱۱- حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ گھر میں تھے کہ کسی نے آ کر کہا: رسول اللہ ﷺ کعبہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ (ابن عمر نے کہا:) میں آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لا چکے تھے اور بلال ابھی دروازے ہی پر کھڑے تھے۔ میں نے کہا: اے بلال! کیا رسول اللہ ﷺ نے کعبے میں نماز پڑھی ہے؟ وہ کہنے لگے: ہاں۔ میں نے کہا: کہاں؟ انھوں نے کہا: ان دو ستونوں کے درمیان دو رکعات پڑھیں، پھر آپ نے باہر تشریف لا کر کعبہ مشرفہ کے دروازے کے عین سامنے دو رکعتیں پڑھیں۔

٢٩١٢- أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَنْبِجِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

۲۹۱۲- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کعبے کے اندر تشریف لے گئے۔ آپ نے کعبے کے اطراف (کونوں) میں تسبیحات و

٢٩١١ـ أخرجه البخاري، التهجد، باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى، ح: ١١٦٧ من أبي نعيم به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٩١.

٢٩١٢ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٣٨٩٢. * شيخ حاجب هو عبدالمجيد بن عبدالعزيز بن أبي رواد.

قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْكَعْبَةَ فَسَبَّحَ فِي نَوَاحِيهَا وَكَبَّرَ وَلَمْ يُصَلِّ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: «هٰذِهِ الْقِبْلَةُ».

تکبیرات کہیں، نماز نہیں پڑھی، پھر آپ باہر تشریف لائے تو مقام ابراہیم کے پیچھے (کعبہ رخ ہو کر) دو رکعات پڑھیں، پھر فرمایا: "یہ قبلہ ہے۔"

فوائد و مسائل: ① حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح مسلم میں بھی ہے جس میں نماز کی نفی ہے۔ ممکن ہے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو کسی وجہ سے آپ کے نماز پڑھنے کا پتا نہ چلا ہو۔ لیکن مسند احمد (۲۰۴/۵ وسندہ صحیح) میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ آپ نے بیت اللہ میں نماز پڑھی ہے۔ ممکن ہے انھیں کسی معتبر شخص نے بتلایا ہو، اس لیے انھیں یقین آ گیا ہو۔ پہلی روایت ان کے اپنے علم کے مطابق ہے۔ اصولی طور پر نفی اور اثبات میں مقابلہ ہو تو اثبات کو ترجیح ہوتی ہے کیونکہ ممکن ہے نفی کرنے والے کو پتا نہ چلا ہو یا وہ بھول گیا ہو وغیرہ۔ ② "یہ قبلہ ہے" یعنی کعبہ قبلہ ہے۔ ③ یہ روایات فتح مکہ کے بارے میں ہیں مگر دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے۔ اور بعد میں افسوس کا بھی اظہار کیا تھا کہ کہیں لوگ اسے سنت نہ سمجھ لیں اور تنگی میں نہ پڑیں۔

(المعجم ١٢٨) - اَلْحِجْرُ (التحفة ١٢٨)

باب: ۱۲۸- حجر یا حطیم کا بیان

٢٩١٣- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ: قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَوْلَا أَنَّ النَّاسَ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ وَلَيْسَ عِنْدِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يُقَوِّينِي [عَلَى بِنَائِهِ]، لَكُنْتُ أَدْخَلْتُ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ خَمْسَةَ أَذْرُعٍ وَجَعَلْتُ لَهُ بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ وَبَابًا يَخْرُجُونَ مِنْهُ».

۲۹۱۳- حضرت (عبداللہ) ابن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر یہ بات نہ ہوتی کہ لوگوں (نومسلموں) کا دور کفر ابھی تازہ ہے اور میرے پاس اتنے اخراجات بھی نہیں جس سے میں بیت اللہ کی تعمیر اصل بنیادوں پر کر سکوں تو میں حجر میں سے پانچ ہاتھ بیت اللہ میں داخل کر دیتا اور اس کے دو دروازے بناتا۔ ایک سے لوگ داخل ہوں، دوسرے سے نکلیں۔"

٢٩١٣- أخرجه مسلم، الحج، باب نقض الكعبة وبنائها، ح:١٣٣٣/ ٤٠٢ عن هناد به، وهو في الكبرى، ح:٣٨٩٣. * ابن أبي سليمان اسمه عبدالملك.

فوائد و مسائل: ① حِجر کے معنی ہیں: وہ جگہ جس کے اردگرد دیوار بنا دی گئی ہو۔ بیت اللہ کی شمالی جانب تقریباً چار فٹ اونچی دیوار بنا دی گئی ہے۔ اسے حجر کہتے ہیں۔ اسی کو حطیم بھی کہا جاتا ہے۔ حطیم کے معنی ہیں: جدا کیا گیا کیونکہ یہ حصہ بیت اللہ سے جدا کیا گیا ہے' لہٰذا اسے حطیم بھی کہتے ہیں۔ ② ''اتنے اخراجات'' گویا کعبے کی تعمیر نو میں دو رکاوٹیں تھیں۔ بعد میں یہ دونوں رکاوٹیں ختم ہو گئیں مگر خلفائے راشدین ؓ نے کعبے کو جوں کا توں ہی رہنے دیا۔ ③ ''پانچ ہاتھ'' گویا حجر میں سے صرف پانچ ہاتھ جگہ بیت اللہ کی ہے۔ بعض روایات میں چھ اور سات ہاتھ کا ذکر بھی ہے۔ بہر حال یہ تمام روایات صحیح ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک پورا حجر بیت اللہ میں داخل ہے۔ لیکن یہ موقف درست نہیں۔ واللہ أعلم.

٢٩١٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الرِّبَاطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَمَّتِهِ صَفِيَّةَ [بِنْتِ] شَيْبَةَ قَالَتْ: حَدَّثَتْنَا عَائِشَةُ قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَا أَدْخُلُ الْبَيْتَ؟ قَالَ: «أُدْخُلِي الْحِجْرَ فَإِنَّهُ مِنَ الْبَيْتِ».

٢٩١٤-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں بیت اللہ کے اندر داخل نہ ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''حجر میں داخل ہو جاؤ۔ یہ بیت اللہ کا (اندرونی) حصہ ہی ہے۔''

فائدہ: ''حجر'' اگرچہ بیت اللہ کا (اندرونی) حصہ ہے مگر صرف حجر کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ بعض روایات کے مطابق اس میں کچھ بیرونی جگہ بھی شامل ہے' اس لیے بیت اللہ بھی سامنے ہونا چاہیے۔

(المعجم ١٢٩) - اَلصَّلَاةُ فِي الْحِجْرِ (التحفة ١٢٩)

باب:١٢٩-حجر میں نماز پڑھنا

٢٩١٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ:

٢٩١٥-حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں میری خواہش تھی کہ میں بیت اللہ میں داخل ہو کر نماز پڑھوں۔

٢٩١٤ـ أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج . . . الخ، ح:١٢١١/ ١٣٤ من حديث عبدالحميد به، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٩٤. ● اسم جد عبدالحميد: شيبة.

٢٩١٥ـ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الصلاة في الحجر، ح:٢٠٢٨، والترمذي، الحج، باب ماجاء في الصلاة في الحجر، ح:٨٧٦ من حديث عبدالعزيز الدراوردي به، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وهو في الكبرى، ح: ٣٨٩٥.

حَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ أَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَدْخُلَ الْبَيْتَ فَأُصَلِّيَ فِيهِ فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِيَدِي فَأَدْخَلَنِي الْحِجْرَ فَقَالَ: «إِذَا أَرَدْتِ دُخُولَ الْبَيْتِ فَصَلِّي هٰهُنَا فَإِنَّمَا هُوَ قِطْعَةٌ مِنَ الْبَيْتِ وَلٰكِنَّ قَوْمَكِ اقْتَصَرُوا حَيْثُ بَنَوْهُ».

رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے حجر میں داخل کر دیا اور فرمایا: ”جب تمھارا دل بیت اللہ میں داخل ہونے کو چاہے تو یہیں (حجر میں) نماز پڑھ لیا کرو۔ یہ بھی تو بیت اللہ ہی کا ایک حصہ ہے لیکن تیری قوم (قریش) نے جب بیت اللہ تعمیر کیا تو اسے چھوٹا کر دیا۔“

فائدہ: دیکھیے، حدیث نمبر: ۲۹۱۴۔

(المعجم ١٣٠) - اَلتَّكْبِيرُ فِي نَوَاحِي الْكَعْبَةِ (التحفة ١٣٠)

باب: ۱۳۰- کعبے کے کونوں میں تکبیریں کہنا

٢٩١٦- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمْ يُصَلِّ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْكَعْبَةِ وَلٰكِنَّهُ كَبَّرَ فِي نَوَاحِيهِ.

۲۹۱۶- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کعبے کے اندر نماز نہیں پڑھی بلکہ اس کے اطراف میں تکبیریں کہتے رہے۔

فائدہ: حضرت ابن عباس ؓ نے یہ بات حضرت اسامہ ؓ سے سن کر بیان فرمائی۔ حدیث نمبر: ۲۹۱۰ اور ۲۹۱۲ میں وضاحت ہو چکی ہے کہ حضرت اسامہ ؓ کو اس سلسلے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی ہے البتہ کعبے کے اطراف میں تکبیریں کہنا بہرصورت جائز بلکہ مستحب ہے۔

(المعجم ١٣١) - اَلذِّكْرُ وَالدُّعَاءُ فِي الْبَيْتِ (التحفة ١٣١)

باب: ۱۳۱- بیت اللہ کے اندر ذکر اور دعا کرنا

٢٩١٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۲۹۱۷- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے مروی ہے

٢٩١٦ــ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الصلاة في الكعبة، ح: ٨٧٤ عن قتيبة به، ومن حديث عمرو بن دينار عن ابن عمر عن بلال به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٩٦، وله طريق آخر عند البخاري، ح: ٣٩٨، ١٦٠١ وغيره. * حماد هو ابن زيد، وعمرو هو ابن دينار.

٢٩١٧ــ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢١٠ عن يحيى القطان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٩٧، وصححه ابن◄◄

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ دَخَلَ هُوَ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ الْبَيْتَ فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَجَافَ الْبَابَ وَالْبَيْتُ إِذْ ذَاكَ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ فَمَضَى، حَتَّى إِذَا كَانَ بَيْنَ الْأُسْطُوَانَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ بَابَ الْكَعْبَةِ جَلَسَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَسَأَلَهُ وَاسْتَغْفَرَهُ، ثُمَّ قَامَ حَتَّى أَتَى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ فَوَضَعَ وَجْهَهُ وَخَدَّهُ عَلَيْهِ وَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَسَأَلَهُ وَاسْتَغْفَرَهُ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى كُلِّ رُكْنٍ مِنْ أَرْكَانِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَقْبَلَهُ بِالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللهِ وَالْمَسْأَلَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ وَجْهِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: «هٰذِهِ الْقِبْلَةُ، هٰذِهِ الْقِبْلَةُ».

کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ میں داخل ہوئے تھے۔ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے دروازہ بند کر دیا۔ بیت اللہ ان دنوں چھ ستونوں پر قائم تھا۔ آپ (دروازے سے) سیدھے گئے حتی کہ جب ان دو ستونوں کے درمیان پہنچے جو بیت اللہ کے دروازے کے سامنے ہیں تو آپ بیٹھ گئے' اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے رہے' دعائیں کرتے رہے اور بخشش طلب فرماتے رہے' پھر آپ اٹھے اور کعبے کی پچھلی دیوار (دروازے والی) کے مقابل سامنے والی دیوار کی طرف گئے' اپنا چہرہ اور رخسار دیوار سے لگائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا فرمائی' اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں اور بخشش طلب فرماتے رہے' پھر کعبے کے تمام کونوں میں تشریف لے گئے اور ہر کونے میں تکبیر' تہلیل' تسبیح' ثنا' دعا اور استغفار فرماتے رہے' پھر باہر تشریف لائے اور کعبے کے دروازے کے عین سامنے دو رکعتیں پڑھیں' پھر فارغ ہوئے تو فرمایا: ''یہ قبلہ ہے' یہ قبلہ ہے۔''

فائدہ: ''بلال کو حکم دیا'' پیچھے گزر چکا ہے کہ حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے دروازہ بند کیا تھا۔ دراصل آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا ہوگا' پھر دونوں نے مل کر بند کر دیا ہوگا کیونکہ حضرت عثمان دربان تھے۔ یہ ان کا منصب تھا۔ ''چھ ستون'' ستونوں کی دو لائنیں تھیں۔ ہر لائن میں تین ستون تھے۔ باقی مباحث پیچھے گزر چکے ہیں۔ دیکھیے' حدیث نمبر: ۲۹۱۲'۲۹۱۳۔

(المعجم ١٣٢) - وَضْعُ الْوَجْهِ وَالصَّدْرِ عَلَى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ (التحفة ١٣٢)

باب:۱۳۲- کعبے کے دروازے کے سامنے والی دیوار کے ساتھ چہرہ اور سینہ لگانا

* خزيمة، ح: ٣٠٠٤، وله طريق آخر تقدم، ح: ٢٩١٢.

٢٩١٨- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْبَيْتَ فَجَلَسَ وَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ وَهَلَّلَ، ثُمَّ مَالَ إِلَى مَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْبَيْتِ فَوَضَعَ صَدْرَهُ عَلَيْهِ وَخَدَّهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ كَبَّرَ وَهَلَّلَ وَدَعَا، فَعَلَ ذٰلِكَ بِالْأَرْكَانِ كُلِّهَا، ثُمَّ خَرَجَ فَأَقْبَلَ عَلَى الْقِبْلَةِ وَهُوَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ: «هٰذِهِ الْقِبْلَةُ، هٰذِهِ الْقِبْلَةُ».

٢٩١٨-حضرت اسامہ بن زید ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیت اللہ کے اندر داخل ہوا۔ آپ بیٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور تکبیر و تہلیل کرتے رہے پھر آپ اپنے سامنے والی کعبے کی دیوار کی طرف جھکے اپنا سینہ رخسار اور ہاتھ اس پر لگائے پھر تکبیر اور تہلیل کرتے رہے۔ دعا مانگتے رہے اور یہ کام آپ نے تمام کونوں میں کیا' پھر باہر تشریف لائے۔ آپ ابھی دروازے پر تھے کہ قبلے کی طرف منہ کیا اور فرمایا: ''یہ قبلہ ہے' یہ قبلہ ہے۔''

فوائد و مسائل: ① ''تکبیر'' اللہ اکبر کہنا' ''تہلیل'' لا الٰہ الا اللہ کہنا اور ''تسبیح'' سبحان اللہ کہنا ہے۔ ② ''تمام کونوں میں کیا'' معلوم ہوا بیت اللہ کے کسی بھی کونے اور دیوار کے ساتھ چہرہ' سینہ' ہاتھ وغیرہ لگائے جاسکتے ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ احادیث میں حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کسی کونے کو چھونے کا ذکر نہیں تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان دو کے علاوہ کسی کونے یا دیوار کو چھونا منع ہے۔ خصوصاً جبکہ رسول اللہ ﷺ سے ملتزم اور بیت اللہ کے اندر دیوار اور کونوں کو چھونا بلکہ چمٹنا تک ثابت ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان دو کونوں کے علاوہ (نیز ملتزم کے علاوہ) کسی کونے یا دیوار کو چھونا سنت نہیں' لیکن اس سے جواز کی نفی نہیں ہوتی جیسے رات کو گیارہ رکعت مسنون ہیں مگر اس سے کم وبیش جائز ہیں' منع نہیں جبکہ انھیں سنت نہ سمجھا جائے' بہت سے حضرات ایسے مقامات پر غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ سنت نہیں تو جائز بھی نہیں' مگر یہ بات غلط ہے۔

(المعجم ١٣٣) - مَوْضِعُ الصَّلَاةِ مِنَ الْكَعْبَةِ (التحفة ١٣٣)

باب:۱۳۳- کعبے میں نماز کی جگہ

٢٩١٩- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أُسَامَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ

٢٩١٩- حضرت اسامہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ سے باہر تشریف لائے تو کعبے کے سامنے دو رکعات پڑھیں' پھر فرمایا: ''یہ قبلہ ہے۔''

٢٩١٨ـ [إسناده حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٩٨.

٢٩١٩ـ [إسناده حسن] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٨٩٩.

ﷺ مِنَ الْبَيْتِ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي قُبُلِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ قَالَ: «هٰذِهِ الْقِبْلَةُ».

فائدہ: "یہ قبلہ ہے" یعنی کعبہ قبلہ ہے جس طرف بھی ہو۔ دروازے کی طرف کھڑے ہو کر نماز پڑھنا کوئی ضروری نہیں۔ کعبے کی تمام جہات قبلہ ہیں۔ کعبہ سامنے نظر آ رہا ہو تو عین کعبہ قبلہ ہے اور اگر نظر نہ آتا ہو تو کعبے کی جہت قبلہ ہے۔ اس صورت میں تھوڑا بہت رخ بدل جانا نقصان دہ نہیں جب تک دوسری جہت شروع نہ ہو جائے، مثلاً: پاکستان میں مغرب کی جہت قبلہ ہے تو جب تک چہرہ شمال یا جنوب کو نہیں جاتا، اس وقت تک نماز جائز ہے کیونکہ یہ مجبوری ہے اور شریعت لوگوں کی مجبوریوں کی بہت رعایت رکھتی ہے۔

٢٩٢٠- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ النَّسَائِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ ابْنُ زَيْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْبَيْتَ فَدَعَا فِي نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي قُبُلِ الْكَعْبَةِ.

٢٩٢٠- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت اسامہ بن زید ؓ نے بتایا کہ نبی ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے تو اس کے تمام اطراف (چاروں کونوں) میں دعائیں کیں، مگر نماز نہیں پڑھی حتی کہ باہر تشریف لے آئے اور کعبے کے عین سامنے دو رکعتیں پڑھیں۔

فائدہ: کعبے سے باہر عین سامنے نماز پڑھنا تو متنازع فیہ بات نہیں، اختلاف کعبے کے اندر نماز پڑھنے کے بارے میں ہے اور وہ پیچھے بیان ہو چکا ہے۔ (دیکھیے، حدیث: ٢٩١٣)

٢٩٢١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنِي السَّائِبُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ

٢٩٢١- حضرت عبداللہ بن سائب حضرت ابن عباس ؓ کو پکڑ کر لے جاتے (کیونکہ وہ نابینا ہو گئے تھے) اور انھیں تیسرے حصے کے پاس کھڑا کر دیتے تھے جو اس

٢٩٢٠- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره ... الخ، ح: ١٣٣٠ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٠٠.

٢٩٢١- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الملتزم، ح: ١٩٠٠ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٠١. ● السائب بن عمر هو المخزومي، ومحمد بن عبدالله بن السائب مجهول كما في تقريب التهذيب وغيره.

السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ كَانَ يَقُودُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَيُقِيمُهُ عِنْدَ الشُّقَّةِ الثَّالِثَةِ مِمَّا يَلِي الرُّكْنَ الَّذِي يَلِي الْحَجَرَ مِمَّا يَلِي الْبَابَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَمَا أُنْبِئْتَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي هٰهُنَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيَتَقَدَّمُ فَيُصَلِّي.

رکن کے پاس ہے جو حجر اسود جو کہ دروازے کے قریب ہے، سے متصل ہے۔ (یعنی رکن یمانی کے پاس۔) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے: کیا تمھیں یہ نہیں بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ یہاں نماز پڑھا کرتے تھے؟ وہ کہتے تھے ہاں، پھر آپ (ابن عباس رضی اللہ عنہما) آگے بڑھتے اور نماز پڑھتے۔

فائدہ: "تیسرے حصے کے پاس" یعنی بیت اللہ کی مشرقی دیوار کا رکن یمانی والا حصہ۔ یہ دروازے کے سامنے والی جگہ بنتی ہے۔ باقی دیوار دو حصے ہے۔ ممکن ہے اس دور میں فرش یا دیوار پر حصوں کے نشان لگائے گئے ہوں۔ یا ممکن ہے وہ اندازہ لگاتے ہوں۔ واللہ أعلم. یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔

(المعجم ١٣٤) - ذِكْرُ الْفَضْلِ فِي الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ وَهُوَ مِنْ كِتَابِ الْمُجْتَبٰى مِنَ الْحَجِّ (التحفة ١٣٤)

باب: ۱۳۴- بیت اللہ کے طواف کی فضیلت (یہ صرف مجتبیٰ میں ہے)

٢٩٢٢- حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَحْمَدُ ابْنُ شُعَيْبٍ مِنْ لَفْظِهِ: أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ! مَا أَرَاكَ تَسْتَلِمُ إِلَّا هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ مَسْحَهُمَا يَحُطَّانِ الْخَطِيئَةَ» وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «مَنْ طَافَ سَبْعًا فَهُوَ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ».

۲۹۲۲- حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر سے منقول ہے کہ ایک شخص نے (حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے) کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! میں دیکھتا ہوں کہ آپ صرف ان دو کونوں (حجر اسود اور رکن یمانی) ہی کو چھوتے ہیں (کیا وجہ ہے؟) انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: "ان دو کونوں کو چھونے سے یقیناً گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔" نیز میں نے آپ کو فرماتے سنا: "جو شخص سات چکر لگائے، اسے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔"

٢٩٢٢- [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح:٣٩٥١. * حماد هو ابن زيد، وعطاء هو ابن السائب، وأبوعبدالرحمٰن هو عبدالله بن عمر بن الخطاب رضي الله عنهما، رواه الترمذي، ح:٩٥٩ من حديث عطاء بن السائب عن ابن عبيد بن عمير عن أبيه ... الخ، وصححه الحاكم: ١/ ٤٨٩، والذهبي من طريق جرير عن عطاء به، وطريق الترمذي راجع، والله أعلم.

فوائد ومسائل: ① "یہ صرف مجتبیٰ میں ہے" امام نسائی رحمہ اللہ نے "السنن الکبریٰ" کے نام سے ایک طویل کتاب لکھی ہے۔ اس کی طوالت کے پیش نظر اس کو مختصر کر کے "مجتبیٰ نسائی" مرتب کی گئی۔ مرتب کرنے والے کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام نسائی خود یا ان کے کوئی شاگرد؟ بعض ابواب ایسے ہیں جو صرف مجتبیٰ میں ہیں۔ سنن کبریٰ میں نہیں۔ گویا مجتبیٰ میں ان کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ باب بھی ان ابواب میں سے ہے۔ ② "دو رکن" اس سے مراد حجر اسود اور رکن یمانی ہیں۔ حجر اسود مشرقی کونہ اور رکن یمانی جنوبی کونہ ہے' چونکہ یہ دو کونے اصلی بنیادوں پر ہیں' اس لیے انھیں چھونا مسنون ہے۔

(المعجم ١٣٥) - اَلْكَلَامُ فِي الطَّوَافِ (التحفة ١٣٥)

باب: ۱۳۵-طواف میں کلام کرنا

٢٩٢٣- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ يَقُودُهُ إِنْسَانٌ بِخِزَامَةٍ فِي أَنْفِهِ، فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَقُودَهُ بِيَدِهِ.

۲۹۲۳- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کعبے کے طواف کے دوران میں ایک شخص کے پاس سے گزرے جس کی ناک میں نکیل ڈال کر ایک اور شخص اسے لے جا رہا تھا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے وہ نکیل (رسی) کاٹ دی اور فرمایا: "اسے ہاتھ سے پکڑ کر چلاؤ۔"

فوائد ومسائل: ① طواف عبادت ہے بلکہ اسے نماز بھی کہا گیا ہے کیونکہ طواف بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے مشروع کیا گیا ہے' لہٰذا اس میں فالتو کلام نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ کا ذکر اور دعا ہو' البتہ کوئی ضروری یا علمی بات کی جا سکتی ہے جیسا کہ اس حدیث میں ناواقف کو مسئلہ بتایا گیا ہے۔ ② "نکیل ڈال کر" نکیل ڈال کر چلنا چلانا بھی زہد اور عبادت کا ایک حصہ سمجھ لیا گیا تھا' مگر نکیل جانور کو ڈالی جاتی ہے' انسان کو نہیں کیونکہ وہ سننے' سمجھنے اور عمل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسے زبان سے سمجھایا جائے یا ہاتھ سے پکڑ کر چلایا جائے۔ انسانوں کے لیے جانوروں کی مشابہت فطرت انسانیہ کے خلاف ہے۔ اسلام جو کہ دین فطرت ہے' ایسے برے کام کو عبادت کے نام پر کیسے برداشت کر سکتا ہے؟ اس لیے آپ نے روکا۔

٢٩٢٣- أخرجه البخاري، الحج، باب الكلام في الطواف، ح: ١٦٢٠ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٥٣.

٢٩٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِرَجُلٍ يَقُودُهُ رَجُلٌ بِشَيْءٍ ذَكَرَهُ فِي نَذْرٍ فَتَنَاوَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَطَعَهُ فَقَالَ: «إِنَّهُ نَذْرٌ».

۲۹۲۴- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جسے ایک دوسرا آدمی کسی چیز سے چلا رہا تھا جس کی اس نے نذر مان رکھی تھی۔ نبی ﷺ نے اسے پکڑا اور توڑ دیا اور فرمایا: ”یہ (عجیب) نذر ہے!“

فائدہ: دور جاہلیت میں لوگ عجیب و غریب نذریں مانتے تھے جن سے کسی کو کوئی فائدہ نہ ہوتا تھا بلکہ وہ انسانی وقار کے خلاف ہوتی تھیں، مثلاً: پیدل حج کو جاؤں گا، دھوپ میں رہوں گا، سر پر اوڑھنی نہیں لوں گی، کسی سے کلام نہیں کروں گا، جوتا نہیں پہنوں گا، ننگا طواف کروں گا وغیرہ۔ ظاہر ہے یہ فضول کام ہیں بلکہ اپنے آپ کو عذاب میں ڈالنے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ان کاموں سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ ایسے کام اللہ تعالیٰ کی ناراضی کو دعوت دیتے ہیں، لہٰذا ایسی نذر پوری نہ کی جائے بلکہ کفارہ دے دیا جائے۔ (بعض ائمہ کے نزدیک) اس حدیث میں مذکور شخص نے بھی نذر مانی ہوگی کہ میں اپنی ناک میں نکیل ڈال کر طواف کروں گا۔ اس طرح وہ لوگوں کے لیے تماشا بن گیا تھا، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اظہار ناراضی فرمایا۔

(المعجم ١٣٦) - إِبَاحَةُ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ (التحفة ١٣٦)

باب: ۱۳۶- طواف میں (ضروری) بات چیت جائز ہے

٢٩٢٥- أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ؛ ح: وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ

۲۹۲۵- حضرت طاؤس ایک ایسے شخص سے بیان کرتے ہیں جنھوں نے نبی ﷺ سے فیض صحبت پایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بیت اللہ کا طواف نماز (کی طرح عبادت) ہے، لہٰذا اس میں کم ہی کوئی بات کرو۔“

٢٩٢٤- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٤٣.

٢٩٢٥- [إسناده صحيح موقوف] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٤٤، لكنه مرفوع، وأخرجه أحمد: ٣/ ٤١٤، ٤/ ٦٤، ٥/ ٣٧٧ بإسناد صحيح عن ابن جريج به مرفوعًا، وله شواهد عند الترمذي، ح: ٩٦٠ وغيره.

رَجُلٍ أَدْرَكَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ فَأَقِلُّوا مِنَ الْكَلَامِ»

اَللَّفْظُ لِيُوسُفَ خَالَفَهُ حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ.

یہ الفاظ یوسف (بن سعید) کے ہیں۔ حنظلہ بن ابوسفیان نے حسن بن مسلم کی مخالفت کی ہے۔

فوائد ومسائل: ① اختلاف یہ ہے کہ حسن بن مسلم نے اس روایت کو مرفوع بیان کیا جبکہ حنظلہ بن ابوسفیان نے موقوف۔ ② ''ایسے شخص سے'' آئندہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص حضرت عبداللہ بن عمر ؓ ہیں۔ ③ ''نماز کی طرح'' دونوں میں اللہ کا ذکر ہے نیز دونوں گناہوں کی معافی کا موجب ہیں۔ طواف بیت اللہ کا تحیہ (ادب) ہے جس طرح نماز تحیۃ المسجد ہے۔ ④ ''کم ہی بات کرو۔'' یعنی بات کرنا جائز تو ہے مگر بہت کم' یعنی مجبوری اور ضرورت کے وقت اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کبھی کبھی قلت عدم کے معنی میں بھی ہوتی ہے' یعنی کلام نہ کرو۔ مراد فالتو کلام ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ طواف بالکل نماز کی طرح نہیں ہے' بلکہ بعض احکام میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں جیسے نماز میں کلام نہیں کیا جا سکتا' لیکن طواف میں جائز ہے۔ اسی طرح طہارت کا مسئلہ ہے۔ نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ پوری نماز پڑھنی پڑے گی' لیکن طواف میں ایسا نہیں ہوگا' بلکہ وضو ٹوٹ جانے کی صورت میں وضو کر کے دوبارہ وہیں سے طواف کر لے جہاں سے اس نے چھوڑا تھا' یا طواف مکمل کر کے آخر میں وضو کر کے دو رکعت پڑھ لے۔ واللہ أعلم.

٢٩٢٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا [الشَّيْبَانِيُّ] عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ طَاوُسٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: «أَقِلُّوا الْكَلَامَ فِي الطَّوَافِ وَإِنَّمَا أَنْتُمْ فِي الصَّلَاةِ».

٢٩٢٦- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ طواف کے درمیان کلام کم کرو۔ (یوں سمجھو) تم نماز میں ہو۔

فائدہ: اس روایت میں صحابی کا نام ذکر کر دیا گیا ہے جبکہ اوپر والی روایت میں ابہام تھا۔

(المعجم ١٣٧) - إِبَاحَةُ الطَّوَافِ فِي كُلِّ الْأَوْقَاتِ (التحفة ١٣٧)

باب: ١٣٧- طواف کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے

٢٩٢٦- [صحيح موقوف] انفرد به المصنف.

٢٩٢٧- أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَابَاهُ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ! لَا تَمْنَعُنَّ أَحَدًا طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَصَلّٰى أَيَّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ».

۲۹۲۷- حضرت جبیر بن مطعم ؓ سے منقول ہے' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے عبد مناف کی اولاد! تم کسی کو بیت اللہ کے طواف اور نماز سے نہ روکو جس وقت بھی کوئی کرنا چاہے' دن ہو یا رات۔''

فوائد و مسائل: ① عبد مناف کی اولاد سے مراد رسول اللہ ﷺ کا اپنا خاندان ہے۔ ان کے ذمے بیت اللہ کی بہت سی خدمات تھیں۔ انھیں بیت اللہ کا متولی سمجھا جاتا تھا۔ ② اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ بیت اللہ میں طواف اور نماز کے لیے کوئی وقت مکروہ اور ممنوع نہیں۔ طواف کے بارے میں تو اتفاق ہے کہ یہ ہر وقت جائز ہے مگر نماز کے بارے میں اختلاف ہے۔ احناف کا خیال ہے کہ مکروہ اوقات میں بیت اللہ میں بھی نماز منع ہے' مثلاً: صبح کی نماز سے لے کر سورج اونچا آنے تک اور عصر کی نماز سے غروب شمس تک۔ امام شافعی ؒ نے طواف کی دو رکعتوں کو ہر وقت جائز قرار دیا ہے کیونکہ جب طواف ہر وقت جائز ہے تو اس کا تتمہ بھی ہر وقت جائز ہوگا۔ اور یہ معقول استدلال ہے۔ راجح بات یہی ہے کہ طواف کی طرح نماز بھی ہر وقت جائز ہے۔ یہ اجازت صرف طواف کی رکعتوں کے بارے میں نہیں بلکہ مطلقاً نفل نماز کے بارے میں ہے۔ ③ معلوم ہوا بیت اللہ کو کسی وقت بند نہیں کیا جا سکتا۔ نماز اور طواف کے لیے ہر وقت کھلا رہنا چاہیے۔ عام مساجد میں بھی یہی ہونا چاہیے بشرطیکہ کسی نقصان وغیرہ کا خطرہ نہ ہو ورنہ مجبوراً تالا لگایا جا سکتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ قیمتی چیزیں یا فالتو اشیاء اندر والے حصے میں ہوں تاکہ ضرورت کے وقت صرف اسے بند کرنا پڑے۔ ایک بیرونی حصہ نماز کے لیے ہر وقت کھلا رہے۔ مساجد اللہ کے گھر ہی رہنے چاہئیں نہ کہ لوگوں کے گھروں کی طرح مقفل' تاکہ نمازی کسی بھی وقت فرض یا نفل پڑھ سکیں' البتہ بیت اللہ کعبہ کو تالا لگایا جائے گا کیونکہ اس کے اندر عموماً نہ نماز پڑھی جاتی ہے اور نہ طواف کیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ باہر ہوتا ہے۔

(المعجم ١٣٨) - كَيْفَ طَوَافُ الْمَرِيضِ (التحفة ١٣٨)

باب: ۱۳۸- مریض کیسے طواف کرے؟

٢٩٢٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ

۲۹۲۸- حضرت ام سلمہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں

٢٩٢٧- [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٥٨٦، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٤٦.

٢٩٢٨- أخرجه البخاري، الصلاة، باب إدخال البعير في المسجد للعلة، ح: ٤٦٤، ومسلم، الحج، باب جواز◀

وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ إِنِّي أَشْتَكِي قَالَ: «طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ» فَطُفْتُ وَرَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ بِـ ﴿الطُّورِ وَكِتَابٍ مَسْطُورٍ﴾.

نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں بیمار ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”تم لوگوں کے اوپر اوپر سے (دور سے) سوار ہو کر طواف کر لو۔“ میں نے اس طرح طواف کیا تو رسول اللہ ﷺ اس وقت بیت اللہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور سورۂ طور کی تلاوت فرما رہے تھے۔

فوائد ومسائل: ① مریض سوار ہو کر طواف کر سکتا ہے بشرطیکہ سواری کعبے کے تقدس کے خلاف نہ ہو اور نمازیوں اور طواف کرنے والوں کے لیے اذیت کا سبب نہ ہو۔ ② دوران نماز مجبوری کی بنا پر طواف کیا جا سکتا ہے لیکن یہ طواف نمازیوں کے پیچھے رہ کر کیا جائے گا۔ (مزید تفصیل دیکھیے حدیث نمبر: ٢٩٢٦)

(المعجم ١٣٩) - طَوَافُ الرِّجَالِ مَعَ النِّسَاءِ (التحفة ١٣٩)

باب: ١٣٩- مردوں کا عورتوں کے ساتھ طواف کرنا

٢٩٢٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ! وَاللهِ! مَا طُفْتُ طَوَافَ الْخُرُوجِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَطُوفِي عَلَى بَعِيرِكِ مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ». عُرْوَةُ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ أُمِّ سَلَمَةَ.

٢٩٢٩- حضرت ام سلمہ ؓ فرماتی ہیں: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں نے طواف وداع نہیں کیا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب جماعت شروع ہو جائے تو تم اپنے اونٹ پر سوار ہو کر لوگوں کے اوپر اوپر سے طواف کر لینا۔“ عروہ نے یہ حضرت ام سلمہ ؓ سے نہیں سنا۔

الطواف على بعير وغيره... الخ، ح: ١٢٧٦ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٧٠، ٣٧١، والكبرى، ح: ٣٩٠٣.

٢٩٢٩- أخرجه البخاري، الحج، باب من صلى ركعتي الطواف خارجًا من المسجد، ح: ١٦٢٦ ب من حديث هشام به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٠٤.

فائدہ: مرد عورتیں طواف تو اکٹھے ہی کرتے ہیں مگر عورتیں ذرا دور دور رہیں۔ مردوں میں نہ پھنسیں۔ بھیڑ ہو تو حجر اسود اور رکن یمانی سے بھی دور رہیں، البتہ حج اور رمضان کے دنوں میں عورتوں کے لیے مردوں سے بالکل الگ تھلگ طواف ممکن نہیں کیونکہ بہت زیادہ رش ہوتا ہے، لہٰذا یہ مجبوری ہے۔ کوئی حرج نہیں کہ اکٹھے طواف کریں، تاہم حتی الامکان دور رہیں۔

٢٩٣٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّهَا قَدِمَتْ مَكَّةَ وَهِيَ مَرِيضَةٌ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «طُوفِي مِنْ وَرَاءِ الْمُصَلِّينَ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ» قَالَتْ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَهُوَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ يَقْرَأُ ﴿وَالطُّورِ﴾

٢٩٣٠- حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ وہ مکے میں آئیں تو بیمار تھیں۔ انھوں نے اس بات کا ذکر اللہ کے رسول ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا: ”تم سوار ہو کر نمازیوں کے اوپر اوپر سے طواف کر لینا۔“ میں نے (دوران طواف) رسول اللہ ﷺ کو کعبے کے پاس (نماز میں) سورۂ طور پڑھتے سنا۔

فوائد و مسائل: ① یہ صبح کی نماز تھی۔ ② حضرت ام سلمہ ؓ کو اوپر اوپر سے طواف کرنے کا حکم مردوں سے دور رہنے کی خاطر نہیں بلکہ ان کی بیماری کے پیش نظر دیا گیا تھا۔ باقی عورتوں نے مردوں کے ساتھ ہی طواف کیا تھا۔ اس جگہ کا تقدس ہی ایسا ہے کہ باوجود اکٹھے طواف کرنے کے ذہن ادھر ادھر نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ سینکڑوں سال اکٹھے طواف ہوتے ہوئے گزر چکے ہیں مگر کبھی کسی کو کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی حالانکہ حج کے دنوں میں طواف کے دوران میں مردوں اور عورتوں کا شدید ازدحام ہوتا ہے۔ سچ فرمایا باری تعالیٰ نے: ﴿فِيهِ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ إِبْرٰهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا﴾ (آل عمران ٣:٩٧) یقیناً دنیا ایسے عظیم الشان تقدس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

(المعجم ١٤٠) - اَلطَّوَافُ بِالْبَيْتِ عَلَى الرَّاحِلَةِ (التحفة ١٤٠)

باب: ١٤٠- سواری پر بیت اللہ کا طواف کرنا

٢٩٣١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ:

٢٩٣١- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ

٢٩٣٠- [صحيح] تقدم، ح: ٢٩٢٨، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٤٣.

٢٩٣١- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره . . . الخ، ح: ١٢٧٤ من حديث شعيب به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٢٣.

حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ - وَهُوَ ابْنُ إِسْحَاقَ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَوْلَ الْكَعْبَةِ عَلَى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهِ.

ﷺ نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر کعبے کے اردگرد طواف فرمایا اور آپ حجر اسود کو اپنی خم دار چھڑی کے ساتھ چھوتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① افضل تو یہی ہے کہ طواف پیدل کیا جائے۔ عذر کی صورت میں لوگ ویل چیئر پر بھی طواف کر لیتے ہیں' اس میں کوئی حرج نہیں' نیز کسی ماکول اللحم جانور جیسے اونٹ اور گھوڑے وغیرہ پر طواف کی ضرورت ہو تو جائز ہے' لیکن فی زمانہ اس قسم کے جانوروں پر بیت اللہ کا طواف منقول ہے نہ عملاً ممکن ہی۔ ہاں کسی دور میں اس قسم کی صورت ممکن ہو جائے تو شرعاً اس کے جواز میں کوئی اشکال نہیں' نیز رسول اللہ ﷺ کے لیے اس کی تخصیص کا دعویٰ درست نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ ؓ کو بھی اونٹ پر طواف کی اجازت دی تھی جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث میں گزرا ہے۔ واللہ أعلم. ② ''خم دار چھڑی سے چھوتے تھے'' اصل تو یہ ہے کہ حجر اسود کو ہونٹ لگائے جائیں۔ یہ ممکن نہ ہو تو ہاتھ لگا کر ہاتھ کو ہونٹوں پر رکھ لیا جائے۔ اگر ہاتھ لگانا بھی ممکن نہ ہو تو ہاتھ میں پکڑی ہوئی کوئی چیز جو پاک اور صاف ہو' حجر اسود پر لگائی جائے اور اسے چوما جائے' ورنہ صرف اشارہ کیا جائے۔

(المعجم ١٤١) - طَوَافُ مَنْ أَفْرَدَ الْحَجَّ (التحفة ١٤١)

باب:۱۴۱- حج افراد کرنے والے کا طواف (اسے حلال نہیں کرے گا)

٢٩٣٢- أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ - عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَيَانٌ أَنَّ وَبَرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ أَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَقَدْ أَحْرَمْتُ بِالْحَجِّ قَالَ: وَمَا يَمْنَعُكَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ عَبَّاسٍ يَنْهٰى عَنْ ذٰلِكَ وَأَنْتَ أَعْجَبُ إِلَيْنَا

۲۹۳۲- حضرت وبرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی کو حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے پوچھتے سنا کہ میں نے حج کا احرام باندھا تھا' تو کیا میں (افعال حج سے پہلے) طواف کر سکتا ہوں؟ انھوں نے فرمایا: تمھیں اس میں کیا رکاوٹ ہے؟ اس نے کہا: میں نے دیکھا ہے کہ حضرت ابن عباس ؓ اس سے منع فرماتے ہیں۔ ہمیں آپ پر ان سے زیادہ اعتماد ہے (لہٰذا آپ

٢٩٣٢_ أخرجه مسلم، الحج، باب ما يلزم من أحرم بالحج ثم قدم مكة من الطواف والسعي، ح: ١٢٣٣/ ١٨٨ من حديث بيان به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٠٥.

مِنْهُ قَالَ: رَأَيْنَا رَسُولَ اللهِ ﷺ أَحْرَمَ بِالْحَجِّ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

بتائیں)۔ انھوں نے فرمایا: ہم نے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ نے حج کا احرام باندھا' پھر مکہ مکرمہ آ کر آپ نے بیت اللہ کا طواف فرمایا اور صفا مروہ کے درمیان سعی فرمائی۔

فوائد ومسائل: ① مختلف فیہ مسئلہ یہ ہے کہ جس شخص نے میقات سے حج کا احرام باندھا ہو وہ مکہ مکرمہ پہنچ کر طواف کر سکتا ہے یا نہیں؟ حضرت ابن عباس ؓ کا خیال تھا کہ حاجی طواف قدوم نہیں کرے گا' اگر وہ مکہ مکرمہ پہنچ کر طواف اور سعی کر لے گا تو اس کا طواف اس کے حج کو عمرہ بنا دے گا' لہٰذا وہ طواف اور سعی کرنے کے بعد حلال ہو جائے اور حج کے دنوں میں حج کا نیا احرام باندھے اور حج کرے۔ اس طرح اس کا حج تمتع بن جائے گا اور اس کے لیے قربانی ذبح کرنی واجب ہوگی۔ ان کا یہ موقف صحیح نہیں تھا۔ ان کے برعکس جمہور کا موقف ہی راجح ہے کہ مفرد طواف قدوم کر سکتا ہے۔ بہر حال حج تمتع کے علاوہ' حج افراد اور حج قران بھی جائز ہیں۔ حج قران کی صورت میں حاجی مکہ جاتے ہی طواف وسعی کرنے کے باوجود حالت احرام ہی میں رہے گا تا آنکہ حج کے افعال سے فارغ ہو جائے۔ اس کے لیے قربانی لازم ہوگی۔ یہ طواف' طواف قدوم ہوگا۔ اس کا حج کا احرام قائم رہے گا۔ حج کے دنوں میں اسی احرام سے حج کرے اور یہ صرف حج ہوگا' قربانی واجب نہیں ہوگی۔ حج تمتع کرنے والا طواف وسعی کے بعد حلال ہو جائے گا اور پھر آٹھ ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھے گا۔ متمتع کے لیے بھی قربانی ضروری ہے۔ ② ہر مسلمان پر اتباع کتاب وسنت واجب ہے۔ اگر کوئی مفتی یا عالم کوئی ایسا فتویٰ صادر کرے جو قرآن وسنت کے خلاف ہو تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

(المعجم ١٤٢) - طَوَافُ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ (التحفة ١٤٢)

باب: ۱۴۲- عمرے کا احرام باندھنے والا طواف کے بعد حلال ہو جائے گا؟

٢٩٣٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ وَسَأَلْنَاهُ عَنْ رَجُلٍ قَدِمَ مُعْتَمِرًا فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ

۲۹۳۳- حضرت عمرو (بن دینار) بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت ابن عمر ؓ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو عمرے کے احرام سے آئے' پھر بیت اللہ کا طواف کرے لیکن صفا مروہ کے درمیان سعی نہ کرے تو

٢٩٣٣- أخرجه البخاري، الصلاة، باب قول الله تعالى: "واتخذوا من مقام إبراهيم مصلّى"، ح: ٣٩٥، ومسلم، الحج، باب بيان أن المحرم بعمرة لا يتحلل بالطواف قبل السعي ... الخ، ح: ١٢٣٤ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩١١. * عمرو هو ابن دينار.

الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَيَأْتِي أَهْلَهُ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَطَافَ سَبْعًا وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

کیا وہ اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ (مکہ مکرمہ) تشریف لائے تھے تو آپ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے' مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں پڑھیں اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی۔ اور تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ (کے طرز عمل) میں بہترین نمونہ ہے۔

فائدہ: حضرت ابن عمر ؓ کے جواب کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل کے مطابق عمرہ سعی کے بغیر پورا نہیں ہوتا' لہٰذا سعی سے پہلے احرام ختم نہیں ہو سکتا۔ سعی بھی واجب ہے۔ سعی کے بعد ہی احرام ختم ہوگا۔ چنانچہ جب تک صفا مروہ کی سعی نہ ہو جائے اس وقت تک بیوی سے جماع کرنا درست نہیں' البتہ صفا مروہ کی سعی کے بعد یہ کام جائز ہے۔ یہی بات صحیح ہے' نیز متفق علیہ ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

(المعجم ١٤٣) - كَيْفَ يَفْعَلُ مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَلَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ (التحفة ١٤٣)

باب:۱۴۳- جس شخص نے حج و عمرہ دونوں کا احرام باندھ رکھا ہو اور وہ قربانی ساتھ نہ لایا ہو' وہ کیا کرے؟

٢٩٣٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَخَرَجْنَا مَعَهُ فَلَمَّا بَلَغَ ذَا الْحُلَيْفَةِ صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيعًا فَأَهْلَلْنَا مَعَهُ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ وَطُفْنَا أَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَحِلُّوا فَهَابَ الْقَوْمُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَوْلَا أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ

۲۹۳۴- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ (حجۃ الوداع میں) رسول اللہ ﷺ (مدینے سے) چلے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ چلے۔ جب آپ ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے ظہر کی نماز پڑھی' پھر اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے۔ جب وہ آپ کو لے کر بیداء کے ٹیلے پر چڑھی تو آپ نے حج اور عمرے دونوں کی لبیک کہی۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ اسی طرح لبیک کہی۔ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور ہم نے طواف کر لیا' آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ حلال ہو جائیں۔ سب لوگ ڈر گئے (اور ہچکچائے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر میرے

٢٩٣٤- [صحيح] تقدم طرفه، ح: ٢٦٦٣، ٢٧٥٦، وسنده ضعيف، وهو حديث صحيح.

لَأَحْلَلْتُ» فَحَلَّ الْقَوْمُ حَتّٰى حَلُّوا إِلَى النِّسَاءِ وَلَمْ يَحِلَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَلَمْ يُقَصِّرْ إِلٰى يَوْمِ النَّحْرِ.

ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی حلال ہو جاتا۔" (یہ سن کر) سب حلال ہو گئے حتی کہ انھوں نے اپنی عورتوں (بیویوں) سے جماع کیا لیکن رسول اللہ ﷺ حلال نہیں ہوئے اور یوم نحر تک بال بھی نہیں کٹوائے۔

فائدہ: پیچھے کئی مقامات پر یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ سب صحابۂ کرام ﷺ کا احرام ایک جیسا نہ تھا۔ کسی کا احرام صرف عمرے کا تھا' کسی کا صرف حج کا۔ مکہ مکرمہ کے قریب رسول اللہ ﷺ نے سب کو عمرہ کرنے کا حکم دیا۔ جن کا حج کا احرام تھا' انھیں احرام کو عمرے میں تبدیل کرنے کا حکم دیا۔ لوگ عمرہ کر کے حلال ہو گئے۔ جن کے پاس قربانی کے جانور تھے' انھوں نے حج کے احرام میں عمرہ بھی داخل کر لیا۔ وہ عمرہ کرنے کے باوجود حلال نہ ہوئے۔

(المعجم ١٤٤) - طَوَافُ الْقِرَانِ (التحفة ١٤٤)

باب:١٤٤- قران کرنے والا کتنے طواف کرے گا؟

٢٩٣٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَطَافَ طَوَافًا وَاحِدًا وَقَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُهُ.

٢٩٣٥- حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر ﷺ نے حج اور عمرے کا اکٹھا احرام باندھا اور ایک طواف کیا' پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ: "ایک طواف کیا" اس سے فرض طواف مراد ہے ورنہ یہ بات قطعی ہے کہ آپ نے مکہ مکرمہ جاتے ہی ایک طواف کیا تھا' پھر دس ذوالحجہ کو بھی طواف کیا تھا۔ پہلا طواف' طواف قدوم بھی تھا اور طواف عمرہ بھی۔ دوسرا طواف فرض تھا۔ اسے طواف افاضہ بھی کہا جاتا ہے۔ امام شافعی اور محدثین اسی بات کے قائل ہیں۔ احناف قران والے کے لیے تین طواف اور دو سعی کے قائل ہیں۔ طواف عمرہ' سعی عمرہ' طواف قدوم' طواف زیارت' سعی حج۔ مگر رسول اللہ ﷺ سے صرف دو طواف اور ایک سعی ثابت ہے اور احناف کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کا حج قران تھا۔ بعض محققین نے حدیث مذکور میں ایک طواف سے سعی مراد لی ہے کیونکہ سعی آپ نے واقعتا ایک ہی کی تھی۔ احناف اس طواف سے طواف تحلل مراد لیتے ہیں' یعنی آپ حج اور عمرے سے طواف زیارت کے

٢٩٣٥- [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ١١ عن سفيان بن عيينة به مطولاً، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩١٣، وانظر الحديث الآتي.

بعد ہی حلال ہوئے تھے مگر اس تاویل کے باوجود احناف کا مسلک ثابت نہیں ہوتا کہ قارن تین طواف کرے۔ یہ بحث پیچھے بھی گزر چکی ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۲۷۴۷)

٢٩٣٦- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَأَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى وَإِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ وَعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: خَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ فَلَمَّا أَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ فَسَارَ قَلِيلًا فَخَشِيَ أَنْ يُصَدَّ عَنِ الْبَيْتِ فَقَالَ: إِنْ صُدِدْتُ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: وَاللهِ! مَا سَبِيلُ الْحَجِّ إِلَّا سَبِيلُ الْعُمْرَةِ أُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ مَعَ عُمْرَتِي حَجًّا، فَسَارَ حَتّٰى أَتٰى قُدَيْدًا فَاشْتَرٰى مِنْهَا هَدْيًا، ثُمَّ قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَلَ.

۲۹۳۶- حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ (مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لیے) نکلے۔ جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو عمرے کا احرام باندھا۔ تھوڑی دور چلے تو انھیں خطرہ ہوا کہ کہیں بیت اللہ سے روک نہ دیے جائیں، پھر فرمانے لگے: اگر مجھے روک دیا گیا تو میں ویسے ہی کروں گا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے (ایسے موقع پر) کیا تھا۔ پھر فرمانے لگے: واللہ! اس مسئلے میں حج اور عمرہ برابر ہی ہیں۔ میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج کا احرام بھی باندھ لیا ہے، پھر چلتے رہے حتی کہ جب مقام قدید میں پہنچے تو وہاں سے قربانی کا جانور خریدا، پھر مکے پہنچے تو بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث نمبر: ۲۷۴۷۔

٢٩٣٧- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ: أَخْبَرَنِي هَانِئُ بْنُ أَيُّوبَ عَنْ طَاوُسٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ

۲۹۳۷- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک طواف کیا تھا۔

٢٩٣٦_[إسناده صحيح] أخرجه الحميدي، ح:٦٧٩ عن سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرٰى، ح:٣٩١٤، وللحديث طرق عند مالك: ١/ ٣٦٠، والبخاري، ومسلم وغيرهم به.

٢٩٣٧_[إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح:٣٩١٠، وله طرق عند مسلم، ح:١٢١٥، وابن ماجه، ح:٢٩٧٢ وغيرهما.

عَبْدِاللّٰهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ طَوَافًا وَاحِدًا.

فائدہ: دیکھیے حدیث نمبر: ۲۹۳۵۔

(المعجم ١٤٥) - ذِكْرُ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ (التحفة ١٤٥)

باب: ۱۴۵- حجر اسود کا ذکر

٢٩٣٨- أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «اَلْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ».

۲۹۳۸- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”حجر اسود جنت سے ہے۔“

فائدہ: حجر اسود (سیاہ پتھر) کعبے کے مشرقی کونے میں نصب ہے۔ ظاہر الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ پتھر جنت سے لایا گیا ہے اور یہ کوئی بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ جنت کی کوئی چیز یہاں بھیج دے۔ بعض احادیث میں ہے کہ ابتداءً یہ پتھر دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا مگر لوگوں کی غلطیوں نے اسے سیاہ کر دیا۔ (صحیح الجامع الصغیر و زیادته، حدیث: ۳۱۲۹) رنگ بدل جانا تو اس کائنات میں اتنا عام ہے کہ اس کا انکار کرنا حماقت ہے۔ ”غلطیوں“ سے مراد گناہ ہیں یعنی اسے بوسہ دینے والوں اور ہاتھ لگانے والوں کے گناہوں سے سیاہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ﴾ (آل عمران ۳:۱۰۶) ”اس (قیامت کے) دن کچھ (نیک لوگوں کے) چہرے سفید ہوں گے اور کچھ (برے لوگوں کے) چہرے سیاہ۔“

(المعجم ١٤٦) - إِسْتِلَامُ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ (التحفة ١٤٦)

باب: ۱۴۶- حجر اسود کو چھونا

٢٩٣٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ

۲۹۳۹- حضرت سوید بن غفلہ سے منقول ہے کہ

٢٩٣٨- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في فضل الحجر الأسود والركن والمقام، ح: ٨٧٧ من حديث عطاء بن السائب به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩١٦، وللحديث شواهد كثيرة، راجع الترغيب والترهيب: ٢/ ١٩٤، ١٩٥ وغيره.

٢٩٣٩- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الأسود في الطواف، ح: ١٢٧١ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٢١.

قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِالْأَعْلَى، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ: أَنَّ عُمَرَ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَالْتَزَمَهُ وَقَالَ: رَأَيْتُ أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ بِكَ حَفِيًّا.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس سے چمٹ گئے۔ فرمانے لگے: میں نے حضرت ابوالقاسم (رسول اللہ ﷺ) کو دیکھا' تجھ سے بہت شفقت ومحبت فرماتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① حجر اسود پر ہونٹ لگانا مسنون ہے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسے ہاتھ لگانا' اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو ہاتھ میں پکڑی ہوئی کوئی پاک چیز اسے لگانا اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو صرف ہاتھ سے اشارہ کرنا بھی مسنون ہے۔ ② حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حجر اسود سے کلام کرنا صرف لوگوں کو سنانے کے لیے تھا' یا اپنے جذبات کے اظہار کے لیے' جیسے کوئی شخص اپنے کسی عزیز کی میت سے باتیں کرتا ہے یہ جاننے کے باوجود کہ یہ نہیں سن سکتا۔

(المعجم ١٤٧) - تَقْبِيلُ الْحَجَرِ (التحفة ١٤٧)

باب: ۱۴۷- حجر اسود کو بوسہ دینا

٢٩٤٠- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَجَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ فَقَالَ: إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ، ثُمَّ دَنَا مِنْهُ فَقَبَّلَهُ.

۲۹۴۰- حضرت عابس بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کے پاس آئے اور فرمایا: مجھے یقین ہے کہ تو ایک پتھر ہے اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا' پھر اس کے قریب ہوئے اور بوسہ دیا۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام کا مقصود یہ ہے کہ ہم حجر اسود کی پوجا نہیں کرتے' نہ اسے نفع نقصان کا مالک سمجھتے ہیں۔ ہم تو رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں اسے بوسہ دیتے ہیں۔ آپ نے یہ بات عوام الناس کا عقیدہ درست رکھنے کے لیے اور انھیں غلط فہمی سے بچانے کے لیے فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ کا حجر اسود کو بوسہ دینا اس کے "جنتی" ہونے کی وجہ سے تھا اور اس وجہ سے تھا کہ وہ گناہوں کو ساقط کرنے کا سبب ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ سے ان بزرگوں کے موقف کو تائید حاصل ہوتی ہے جن کا خیال ہے کہ جن چیزوں کو رسول اللہ ﷺ نے بوسہ نہیں دیا' انھیں بوسہ دینے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ویسے بھی حجر اسود کے علاوہ دوسری

٢٩٤٠- أخرجه البخاري، الحج، باب ما ذكر في الحجر الأسود، ح:١٥٩٧، ومسلم، الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الأسود في الطواف، ح:١٢٧٠/ ٢٥١ من حديث الأعمش به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٢٠.

چیزیں جنت سے نہیں آئیں۔ ③ امور دین میں شارع ﷺ کی اتباع واجب ہے چاہے ہمیں اس کام کی حکمت سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ ④ اگر عوام کا عقیدے کی خرابی میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو تو امام یا عالم کو اپنے ایسے عمل کی وضاحت کر دینی چاہیے۔

(المعجم ١٤٨) - كَيْفَ يُقَبِّلُ (التحفة ١٤٨)

باب:١٤٨- حجر اسود کو کس طرح بوسہ دیا جائے؟

٢٩٤١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنْ حَنْظَلَةَ قَالَ: رَأَيْتُ طَاوُسًا يَمُرُّ بِالرُّكْنِ فَإِنْ وَجَدَ عَلَيْهِ زِحَامًا مَرَّ وَلَمْ يُزَاحِمْ، وَإِنْ رَآهُ خَالِيًا قَبَّلَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

٢٩٤١- حضرت حنظلہ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت طاؤس کو حجر اسود کے پاس سے گزرتے دیکھا۔ اگر آپ وہاں بھیڑ محسوس فرماتے تو (اشارہ کر کے) گزر جاتے اور بھیڑ نہ کرتے۔ اگر جگہ خالی دیکھتے تو اسے تین بار بوسہ دیتے' پھر فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس ؓ کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔ اور حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب ؓ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے' پھر حضرت عمر ؓ نے فرمایا: (اے حجر اسود!) بلاشبہ تو ایک پتھر ہے۔ نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا' پھر حضرت عمر ؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے۔

فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دینا ضروری نہیں۔ اگر بھیڑ ہو تو دھکم پیل کی بجائے اشارہ کر کے گزر جائے۔ اگر آسانی سے بوسہ دے سکے تو بوسہ دے دے۔ یہ حج یا طواف کا رکن نہیں' لہٰذا بوسہ کے لیے مار دھاڑ کرنا یا دھکم پیل کرنا شریعت کے خلاف ہے۔ ایسا نہ ہو کہ انسان گناہوں کی معافی کی بجائے گناہوں کی گٹھڑی اٹھا کر رخصت ہو۔ ② یہ بھی معلوم ہوا کہ تین دفعہ بوسہ دینا مسنون ہے۔ مزید دیکھیے' حدیث: ٢٩٣٦ کا فائدہ نمبر: ١۔ ③ "تو ایک پتھر ہے" باوجود جنت میں سے ہونے کے بہر صورت ہے تو پتھر ہی'

٢٩٤١- [إسناده صحيح] أخرجه البزار في البحر الزخار: ١/ ٣٢٤، ٣٢٥، ح: ٢٠٨ من حديث الوليد بن مسلم به، وصرح بالسماع عنده، والحديث في الكبرى، ح: ٣٩٢٢.

معبود نہیں۔ آپ نے یہ اس لیے فرمایا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ تمام بت توڑ کر ایک بت باقی رکھ لیا۔ عوام الناس یا نومسلم حضرات ایسا گمان کر سکتے تھے۔ ⑥ "نفع دے سکتا ہے نہ نقصان" حدیث میں ہے کہ حجر اسود قیامت کے روز آئے گا۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے بولے گا اور جس جس نے بھی اسے حق کے ساتھ چھوا ہوگا ان کے حق میں گواہی دے گا۔ دیکھیے: (مناسك الحج والعمرة' للألباني' ص:۲۰) یہ بھی تو نفع ہی ہے؟ حالانکہ اس قسم کی گواہی تو دنیا کی ہر چیز دے گی' مثلاً: جہاں تک مؤذن کی آواز جاتی ہے' وہاں تک ہر جن وانس' حجر و شجر اس کے لیے گواہی دیں گے تو کیا ہر جن وانس' شجر و حجر نافع اور ضار بن گیا؟ ہرگز نہیں! یہ گواہی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں میں قوت گویائی پیدا فرمائے گا۔ اس کا نفع نقصان سے کیا تعلق ہے؟ یہ تو صرف گواہی دیں گے۔ نفع و نقصان اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے' ورنہ یہ چیزیں گواہی دینے ہی پر کیوں اکتفا کرتیں؟ بلکہ نفع نقصان دیتیں۔

(المعجم ۱۴۹) - كَيْفَ يَطُوفُ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ وَعَلَى أَيِّ شِقَّيْهِ يَأْخُذُ إِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ (التحفة ۱۴۹)

باب:۱۴۹- بیت اللہ کے پاس آتے ہی طواف کیسے کرے؟ اور حجر اسود کو چھونے کے بعد کس طرف چلے؟

۲۹۴۲- أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ وَاصِلِ ابْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ ثُمَّ مَضَى عَلَى يَمِينِهِ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا ثُمَّ أَتَى الْمَقَامَ فَقَالَ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَالْمَقَامُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ، ثُمَّ أَتَى الْبَيْتَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا.

۲۹۴۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مسجد میں داخل ہوئے اور حجر اسود کو بوسہ دیا' پھر دائیں طرف کو چلے۔ تین چکر دوڑ کر (کندھے ہلاتے ہوئے) چلے اور چار چکر آہستہ چلے' پھر مقام ابراہیم کے پاس آئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ (البقرة ۲:۱۲۵) "تم مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ" اور دو رکعات اس طرح پڑھیں کہ مقام ابراہیم آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا۔ دو رکعت پڑھنے کے بعد پھر بیت اللہ کے پاس گئے اور حجر اسود کو بوسہ دیا' پھر صفا کی طرف نکل گئے۔

۲۹۴۲۔ أخرجه مسلم، الحج، باب ماجاء أن عرفة كلها موقف، ح:۱۲۱۸/ ۱۵۰ من حديث يحيى بن آدم به، وهو في الكبرى، ح:۳۹۳۶.

فوائد و مسائل: ① بیت اللہ میں آتے ہوئے سب سے پہلے طواف کیا جاتا ہے اور طواف کی ابتدا حجرِ اسود سے ہوتی ہے۔ بوسہ یا ہاتھ لگ سکے تو اچھی بات ہے ورنہ حجرِ اسود کی طرف اشارہ کر کے طواف شروع کر دے۔ ہر چکر حجرِ اسود پر ختم ہوگا۔ ہر چکر کی ابتدا میں حجرِ اسود کو بوسہ دینا یا چھونا ہوگا ورنہ برابر سے اشارہ کر کے نیا چکر شروع کر دے۔ آخری چکر ختم کر کے پھر حجرِ اسود کے پاس آئے اور پھر دو رکعت تحیۃ الطواف ادا کرے' پھر حجرِ اسود کے پاس آئے' پھر حج یا عمرے کی صورت میں سعی کرے۔ عام طواف میں صفا مروہ کی سعی نہیں کی جاتی۔ عمرے کے طواف یا حج کے پہلے طواف میں رمل اور اضطباع بھی کیا جاتا ہے۔ رمل سے مراد پہلے تین چکروں میں بھاگنے کے انداز میں کندھے ہلا کر چلنا ہے اور اضطباع سے مراد دائیں کندھے کو ننگا کرنا ہے۔ اضطباع پورے طواف میں ہوگا' البتہ طواف سے پہلے یا بعد میں اضطباع نہیں ہوگا۔ مذکورہ دو طوافوں کے علاوہ کسی طواف میں رمل یا اضطباع نہیں ہوگا۔ ② "دائیں طرف کو چلے" حجرِ اسود کی دائیں طرف کیونکہ بیت اللہ کے دروازے کی دائیں طرف' حجرِ اسود والی جانب ہی بنتی ہے' یا اپنی دائیں طرف اگر منہ بیت اللہ کی طرف ہو۔ دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔

(المعجم ١٥٠) - كَمْ يَسْعٰى (التحفة ١٥٠)

باب: ١٥٠- کتنے چکروں میں تیز چلے؟

٢٩٤٣- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرْمُلُ الثَّلَاثَ وَيَمْشِي الْأَرْبَعَ وَيَزْعُمُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

٢٩٤٣- حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پہلے تین چکروں میں رمل کرتے تھے اور آخری چار چکروں میں آرام سے چلتے تھے اور وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

فائدہ: رمل سے مراد بھاگنے کے انداز میں چلنا ہے جس طرح پہلوان اکھاڑے میں فخر سے چلتا ہے۔ بازو بھاگنے کے انداز میں ہوں اور قدم قریب قریب رکھے جائیں۔ رمل کی ابتدا عمرۂ قضا میں ہوئی تھی۔ کفار مکہ نے کہا: مسلمانوں کو یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "انھیں ذرا قوت سے چل کر دکھاؤ۔" جس طرف کفار پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے (شمالی جانب) اس جانب مسلمان رمل کرتے' جب اوجھل ہو جاتے' یعنی جنوبی جانب پہنچ جاتے تو آہستہ ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ادا ایسی بھائی کہ اسے اللہ تعالیٰ نے حج اور عمرے کا جز بنا دیا' مگر صرف پہلے طواف اور تین چکروں میں تاکہ لوگوں کے لیے مشقت کا باعث نہ ہو۔

٢٩٤٣_أخرجه البخاري، الحج، باب من طاف بالبيت إذا قدم مكة ... الخ، ح: ١٦١٧، ومسلم، الحج، باب استحباب الرمل في الطواف في العمرة ... الخ، ح: ١٢٦١/ ٢٣٠ من حديث عبيدالله بن عمر به، بألفاظ مختلفة، والمعنى واحد، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٣٨.

(المعجم ١٥١) - كَمْ يَمْشِي (التحفة ١٥١)

باب: ١٥١- کتنے چکروں میں آہستہ چلے؟

٢٩٤٤- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ فَإِنَّهُ يَسْعَى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَيَمْشِي أَرْبَعًا ثُمَّ يُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

٢٩٤٤- حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حج اور عمرے میں پہلا طواف کرتے تو تین چکروں میں تیز چلتے اور چار چکروں میں آہستہ چلتے' پھر دو رکعتیں پڑھتے' پھر صفا اور مروہ کے درمیان چکر لگاتے۔

(المعجم ١٥٢) - اَلْخَبَبُ فِي الثَّلَاثَةِ مِنَ السَّبْعِ (التحفة ١٥٢)

باب: ١٥٢- سات میں سے تین چکروں میں کندھے ہلا کر تیز تیز چلنا

٢٩٤٥- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ أَوَّلَ مَا يَطُوفُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ.

٢٩٤٥- حضرت ابن عمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ پہنچتے تو طواف میں سب سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیتے۔ سات میں سے تین چکروں میں کندھے ہلا کر تیز چلتے۔

(المعجم ١٥٣) - اَلرَّمَلُ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ (التحفة ١٥٣)

باب: ١٥٣- حج اور عمرہ (دونوں) میں رمل کرنا

٢٩٤٦- أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ

٢٩٤٦- حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت

٢٩٤٤_ أخرجه البخاري، ح: ١٦١٦، ومسلم، ح: ١٢٦١/ ٢٣١ (انظر الحديث السابق) من حديث موسى به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٣٥، وأخرجه أبوداود، ح: ١٨٩٣ عن قتيبة به.

٢٩٤٥_ أخرجه مسلم، ح: ١٢٦١/ ٢٣٢ عن أحمد بن عمرو بن السرح (انظر الحديثين السابقين)، والبخاري، الحج، باب استلام الحجر الأسود حين يقدم مكة ... الخ، ح: ١٦٠٣ من حديث ابن وهب به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٣٦.

٢٩٤٦_ [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٩٣٧، وتقدم طرفه، ح: ٢٩٤٤.

ابْنَا عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ، عَنْ نَافِعٍ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَخُبُّ فِي طَوَافِهِ حِينَ يَقْدَمُ فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ ثَلَاثًا وَيَمْشِي أَرْبَعًا قَالَ: وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

عبداللہ بن عمر ؓ جب حج یا عمرے میں آتے تو اپنے (پہلے) طواف میں تین چکروں میں بھاگتے تھے اور چار چکروں میں چلتے تھے نیز انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

(المعجم ١٥٤) - اَلرَّمَلُ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ (التحفة ١٥٤)

باب:١٥٤- حجر اسود سے حجر اسود تک رمل کیا جائے گا

٢٩٤٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ إِلَى الْحَجَرِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ.

٢٩٤٧- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حجر اسود سے حجر اسود تک رمل فرمایا حتی کہ تین چکر پورے ہو گئے۔

فوائد و مسائل: ① ”حجر سے حجر تک“ یعنی پورے چکر میں رمل کرنا ہوگا۔ اگرچہ عمرۃ القضا میں جب رمل کی ابتدا ہوئی تھی رمل تین جانب کیا گیا تھا۔ جنوبی جانب چونکہ کفار سے اوجھل تھی، لہٰذا وہاں صحابہ رمل نہ کرتے تھے، پھر جب رمل کو شرعی حیثیت دے دی گئی تو اسے پہلے طواف کے پہلے تین مکمل چکروں میں مقرر کر دیا گیا۔ یہ تین چکروں میں کیا جائے گا مگر مکمل چکر میں۔ ② رمل مسنون ہے لہٰذا حتی الامکان رمل کرنا چاہیے البتہ اگر اس قدر رش ہو کہ رمل ممکن نہ ہو تو جہاں جگہ ملے رمل کر لے۔ جہاں جگہ نہ ملے وہاں مجبوری ہے۔ رمل کی قضا ہے نہ کوئی فدیہ۔ اگر کوئی بھول جائے یا اسے علم نہ ہو یا رش، کمزوری یا بیماری کی وجہ سے نہ کر سکے تو آخری تین چکروں میں یا کسی دوسرے طواف میں قضا نہ کی جائے گی اور نہ اس پر کوئی فدیہ ہی ہوگا۔

٢٩٤٧- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب الرمل في الطواف في العمرة ... الخ، ح: ١٢٦٣ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٦٤، والكبرٰى، ح: ٣٩٤٠.

(المعجم ١٥٥) - اَلْعِلَّةُ الَّتِي مِنْ أَجْلِهَا سَعَى النَّبِيُّ ﷺ بِالْبَيْتِ (التحفة ١٥٥)

باب:١٥٥- نبی ﷺ نے کس وجہ سے رمل فرمایا تھا؟

٢٩٤٨- أَخْبَرَنِي [مُحَمَّدُ] بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ مَكَّةَ قَالَ الْمُشْرِكُونَ: وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ وَلَقُوا مِنْهَا شَرًّا فَأَطْلَعَ اللهُ نَبِيَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى ذٰلِكَ فَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَرْمُلُوا وَأَنْ يَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ مِنْ نَاحِيَةِ الْحِجْرِ فَقَالُوا: لَهٰؤُلَاءِ أَجْلَدُ مِنْ كَذَا.

٢٩٤٨- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ جب نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ (عمرۃ القضاء میں) مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مشرکین کہنے لگے: انھیں یثرب کے بخار نے کمزور کر دیا ہے اور ان کی حالت بہت پتلی ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس بات کی اطلاع فرما دی تو آپ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ رمل کریں البتہ رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان آہستہ چلیں کیونکہ مشرکین حطیم کی جانب (شمالی جانب) تھے۔ تو مشرکین (انھیں رمل کرتے دیکھ کر) کہنے لگے: یہ تو بہت زیادہ قوی ہیں۔

✿ فوائد ومسائل: ① تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔ دیکھیے: حدیث: ٢٩٤٣۔ اس وقت تو رمل کی یہی وجہ تھی، بعد میں اللہ تعالیٰ کو صحابۂ کرام ؓ کی یہ ادا پسند آ گئی تو اسے مستقلاً حج اور عمرے کے طواف میں داخل کر دیا۔ ② رمل کا یہ انداز اگرچہ فخر اور تکبر کا انداز ہے اور اللہ تعالیٰ کو فخر وتکبر پسند نہیں لیکن کفار کے مقابلے میں میدان جنگ میں اکڑ کر چلنے والا مسلمان اللہ تعالیٰ کو بہت پیارا لگتا ہے۔ رمل بھی کافروں کو دکھانے بلکہ ڈرانے کے لیے تھا لہٰذا اس میں بھی اکڑ کر چلنا اللہ تعالیٰ کو پسند آیا۔ بعد میں یہ سنت جاری ہو گئی جس طرح صفا مروہ کے درمیان سعی اور منیٰ میں قربانی بھی حضرت ہاجرہ اور حضرت ابراہیم ؑ کی یادگار ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند آئیں اور حج اور عمرے کا حصہ بنا دی گئیں۔ ③ دشمنان اسلام سے نبرد آزما ہونے کے لیے اہل اسلام کو بھرپور تیاری رکھنی چاہیے اور ہر میدان میں ترقی کی اعلیٰ ترین منازل حاصل کرنی چاہئیں، وہ تعلیم کا میدان ہو یا جدید ٹیکنالوجی اور جدید اسلحے کا۔ اپنے دفاع کے لیے جسمانی تربیت اور جنگی مشقیں کرتے رہنا چاہیے۔ اور دشمن کو مرعوب رکھنے کے لیے ان صلاحیتوں کا گاہے گاہے اظہار کرتے رہنا بھی ضروری ہے تاکہ اس کا دماغ ٹھکانے رہے اور وہ

٢٩٤٨_ أخرجه البخاري، الحج، باب: كيف كان بدء الرمل؟، ح:١٦٠٢، ومسلم، الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين، ح:١٢٦٦ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح:٣٩٤٢.

کوئی حماقت کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

٢٩٤٩- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ. فَقَالَ الرَّجُلُ: أَرَأَيْتَ إِنْ زُحِمْتُ عَلَيْهِ أَوْ غُلِبْتُ عَلَيْهِ؟ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: اِجْعَلْ أَرَأَيْتَ بِالْيَمَنِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ.

٢٩٤٩- حضرت زبیر بن عدی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر ؓ سے حجر اسود کو چھونے کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے چھوتے اور بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا: فرمایئے اگر بہت بھیڑ ہو اور میں بے بس ہو جاؤں تو؟ حضرت ابن عمر ؓ نے فرمایا: اپنا ”فرمایئے“ یمن ہی میں رہنے دے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ حجر اسود کو چھوتے اور بوسہ دیتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① سوال کرنے والا شخص یمنی تھا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کے دوسرے جواب سے ظاہر ہوتا ہے۔ ② حضرت ابن عمر ؓ کا مقصود یہ ہے کہ سنت کی ادائیگی میں بساط بھر کوشش کرنی چاہیے۔ حیلے بہانوں سے اس سے فرار کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ ظاہر ہے ہر کام میں کچھ نہ کچھ محنت اور مشقت بلکہ تکلیف لازمی چیز ہے، لہٰذا اس سے گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ صبر اور حوصلے کے ساتھ لگے رہیں، مقصد میں کامیابی ہوگی۔ اس سلسلے میں جو وقت اور تکلیف صرف ہوں گے اس کا ثواب ملے گا، البتہ حجر اسود کی تقبیل کی خاطر کسی کو ایذا نہ پہنچائے، دھکم پیل نہ کرے بلکہ نرمی اور محنت سے مقصود حاصل کرے، ہاں اگر بغیر دھکم پیل یا مار دھاڑ کے تقبیل ممکن نہ ہو تو رہنے دے۔ یہ کوئی فرض نہیں جیسے کہ حدیث نمبر ٢٩٤١ میں مذکور ہے۔ ③ اس روایت کا متعلقہ باب سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ یہ روایت دراصل آئندہ باب سے متعلق ہے۔ یہ کسی ناسخ (ناقل) کے تصرف سے ہو گیا ہے۔

(المعجم ١٥٦) - اِسْتِلَامُ الرُّكْنَيْنِ فِي كُلِّ طَوَافٍ (التحفة ١٥٦)

باب: ١٥٦- ہر طواف میں حجر اسود اور رکن یمانی کو (اگر ممکن ہو) چھونا چاہیے

٢٩٥٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى

٢٩٥٠- حضرت ابن عمر ؓ سے منقول ہے کہ نبی

٢٩٤٩- أخرجه البخاري، الحج، باب تقبيل الحجر، ح:١٦١١ من حديث حماد بن زيد به، وأخرجه الترمذي، ح:٨٦١ عن قتيبة به.

٢٩٥٠- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، المناسك، باب استلام الأركان، ح:١٨٧٦ من حديث يحيى القطان به.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ وَالْحَجَرَ فِي كُلِّ طَوَافٍ.

ﷺ ہر طواف میں رکن یمانی اور حجر اسود کو چھوتے تھے۔

٢٩٥١- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَسْتَلِمُ إِلَّا الْحَجَرَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ.

٢٩٥١- حضرت ابن عمر ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کسی کونے کو نہیں چھوتے تھے۔

فوائد ومسائل: ① رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگایا جائے گا اور حجر اسود کو اگر ممکن ہو تو بوسہ بھی دیا جائے گا۔ ② ان دو کو چھونا سنت ہے باقی کونوں یا دیواروں کو چھونا سنت نہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث: ٢٩١٨ اور اس کے فوائد)

(المعجم ١٥٧) - مَسْحُ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَّيْنِ (التحفة ١٥٧)

باب: ١٥٧- دونوں یمنی کونوں کو ہاتھ لگانا

٢٩٥٢- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَّيْنِ.

٢٩٥٢- حضرت سالم کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر ؓ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں یمنی کونوں کے علاوہ بیت اللہ کے کسی حصے کو چھوتے نہیں دیکھا۔

فائدہ: یمن کعبہ مشرفہ کے جنوب میں ہے لہٰذا جنوب کی جانب دو کونوں کو یمنی کونے کہا جاتا ہے۔ ان

◄ وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٢٨.

٢٩٥١- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف ... الخ، ح: ٢٤٤/١٢٦٧ عن محمد بن المثنٰى به.

٢٩٥٢- أخرجه مسلم، ح: ١٢٦٧ (انظر الحديث السابق) عن قتيبة، والبخاري، الحج، باب من لم يستلم إلا الركنين اليمانيين، ح: ١٦٠٩ من حديث الليث بن سعد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٢٩.

میں سے ایک حجر اسود والا ہے۔ اس کے لیے تو یہی شناخت کافی ہے۔ دوسرے کونے کو جو حجر اسود سے بائیں طرف والا ہے رُکن یمانی کہا جاتا ہے۔ کبھی دونوں کو یمانی کہہ لیا جاتا ہے۔

(المعجم ١٥٨) - تَرْكُ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْآخَرَيْنِ (التحفة ١٥٨)

باب:١٥٨- دوسرے دو کونوں کو نہ چھونے کا بیان

٢٩٥٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَمَالِكٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَأَيْتُكَ لَا تَسْتَلِمُ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ قَالَ: لَمْ أَرَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُ إِلَّا هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ. مُخْتَصَرٌ.

٢٩٥٣- حضرت عبید بن جریج سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر ؓ سے کہا: میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ صرف ان دو یمنی کونوں (حجر اسود اور رُکن یمانی) ہی کو چھوتے ہیں۔ (کیا وجہ ہے؟) انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دو کونوں (رُکن یمانی اور حجر اسود) کے علاوہ کسی کونے کو چھوتے نہیں دیکھا۔ یہ روایت مختصر ہے۔

٢٩٥٤- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُ مِنْ أَرْكَانِ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ وَالَّذِي يَلِيهِ مِنْ نَحْوِ دُورِ الْجُمَحِيِّينَ.

٢٩٥٤- حضرت سالم کے والد (حضرت ابن عمر ؓ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے کونوں میں سے صرف دو کونوں ہی کو چھوتے تھے۔ ایک حجر اسود اور دوسرا اس کے ساتھ والا جو جُمَحیّین کے گھروں (محلے) کی طرف ہے۔

فائدہ: اس دوسرے سے مراد رکن یمانی ہی ہے۔ اس وقت اس کونے کی جانب جمحی قبیلہ رہائش پذیر تھا۔

٢٩٥٣- أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين ولا يمسح على النعلين، ح:١٦٦، ومسلم، ح:١١٨٧ من حديث مالك به، كما تقدم، ح:١١٧، وهو في الكبرى، ح:٣٩٣١.

٢٩٥٤- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين، ح:١٢٦٧/٢٤٣ عن أحمد بن عمرو بن السرح به، وهو في الكبرى، ح:٣٩٣٣.

٢٩٥٥- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُمَا الْيَمَانِيَّ وَالْحَجَرَ فِي شِدَّةٍ وَلَا رَخَاءٍ.

۲۹۵۵- حضرت عبداللہ (بن عمر) ﷠ سے مروی ہے کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دو کونے' حجر اسود اور رکن یمانی' چھوتے دیکھا ہے میں نے کبھی بھی' سختی ہو یا سہولت' ان دو کونوں کو چھونا ترک نہیں کیا۔

فائدہ: متعلقہ مسئلے کی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث نمبر: ۲۹۱۸ اور ۲۹۳۹۔

٢٩٥٦- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ الْحَجَرِ فِي رَخَاءٍ وَلَا شِدَّةٍ مُنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَلِمُهُ.

۲۹۵۶- حضرت ابن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجر اسود کو چھوتے دیکھا ہے' میں نے شدت ہو یا سہولت' کبھی اسے چھونا ترک نہیں کیا۔

(المعجم ١٥٩) - إِسْتِلَامُ الرُّكْنِ بِالْمِحْجَنِ (التحفة ١٥٩)

باب: ۱۵۹- حجر اسود کو چھڑی وغیرہ سے چھونا (بھی جائز ہے)

٢٩٥٧- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَافَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ

۲۹۵۷- حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر سوار ہو کر طواف فرمایا۔ آپ حجر اسود کو چھڑی کے ساتھ چھوتے تھے۔

٢٩٥٥- أخرجه مسلم، ح:١٢٦٨ (انظر الحديث السابق) عن عبيدالله بن سعيد، والبخاري، الحج، باب الرمل في الحج والعمرة، ح:١٦٠٦ من حديث يحيى القطان به . * عبيدالله هو ابن عمر.

٢٩٥٦- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد:٢/٣٣، ٤٠ من حديث أيوب السختياني به، وهو في الكبرٰى، ح:٣٩١٧.

٢٩٥٧- [صحيح] تقدم، ح:٧١٤، وهو في الكبرٰى، ح:٣٩٢٤.

عَلٰى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ.

فائدہ: پیچھے بھی حدیث حضرت عائشہ ؓ سے بیان ہوئی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (حدیث: ۲۹۲۶)

(المعجم ١٦٠) - اَلْإِشَارَةُ إِلَى الرُّكْنِ (التحفة ١٦٠)

باب: ۱۶۰-(مجبوری کی حالت میں) حجر اسود کی طرف اشارہ (بھی کافی ہے)

٢٩٥٨- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ فَإِذَا انْتَهٰى إِلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ.

۲۹۵۸- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (حجۃ الوداع میں) اپنی سواری پر بیٹھ کر بیت اللہ کا طواف فرما رہے تھے۔ جب حجر اسود کے پاس پہنچے تو اس کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔

فائدہ: سابقہ حدیث میں چھڑی سے چھونے کا ذکر ہے اور اس روایت میں اشارہ فرمانے کا۔ گویا کبھی چھڑی بھی نہ پہنچ سکتی تو حجر اسود کی طرف اس کے برابر آ کر اشارہ فرماتے۔ ہاتھ سے اشارہ کرے اور ساتھ تکبیر بھی کہے۔ حضرت ابن عمر ؓ آغاز تکبیر میں بسم اللہ بھی کہتے تھے یعنی بسم اللہ و اللہ اکبر کہتے تھے۔

(المعجم ١٦١) - قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ [الأعراف: ٣١] (التحفة ١٦١)

باب: ۱۶۱- اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''ہر مسجد میں جاتے وقت زینت اختیار کرو۔'' کی تفسیر

٢٩٥٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ [مُسْلِمًا] الْبَطِينَ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتِ

۲۹۵۹- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ (دور جاہلیت میں کبھی کبھار) کوئی عورت ننگی بیت اللہ کا طواف کرتی اور یوں کہتی: آج (بغرض طواف) میری کچھ یا پوری شرم گاہ ننگی ہوگی۔ اور (اگر ایسا ہو تو) میں کسی

٢٩٥٩- أخرجه مسلم، التفسير، باب في قوله تعالى: "خذوا زينتكم عند كل مسجد"، ح: ٣٠٢٨ عن محمد بن بشار به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٤٧. * محمد هو ابن جعفر، لقبه غندر، وسلمة هو ابن كهيل.

٢٩٥٨- أخرجه البخاري، الحج، باب من أشار إلى الركن إذا أتى عليه، ح: ١٦١٢ من حديث خالد الحذاء به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٢٦.

الْمَرْأَةُ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَهِيَ عُرْيَانَةٌ تَقُولُ: اَلْيَوْمَ يَبْدُو بَعْضُهُ أَوْ كُلُّهُ وَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَا أُحِلُّهُ قَالَ: فَنَزَلَتْ: ﴿يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ خُذُوا۟ زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ [الأعراف: ٣١].

کے لیے اس کی طرف نظر کرنا مباح قرار نہیں دیتی۔ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: تب یہ آیت اتری: ﴿يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ ...... عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ ''اے بنی آدم! ہر مسجد میں جاتے وقت زینت اختیار کرو (پورا لباس پہنا کرو)۔''

فوائد و مسائل: ① ننگے طواف کرنا یا تو بطور نذر ہوتا تھا یا اس تصور سے کہ ہم ان کپڑوں میں گناہ کرتے رہے ہیں، لہٰذا ان میں طواف مناسب نہیں، اس لیے وہ اپنے کپڑوں کے بجائے ساکنین حرم کے کپڑوں میں طواف کرتے تھے (کیونکہ وہ انھیں مقدس سمجھتے تھے)۔ اگر ان سے کپڑے نہ ملتے تو رات کے اندھیرے میں یا دوپہر کے وقت آنکھ بچا کر ننگے بدن طواف کر لیتے تھے۔ اور اس کے ساتھ وہ زبان سے مذکورہ بالا اعلان اشعار کی صورت میں کرتے تاکہ اگر کوئی اتفاقاً ادھر آ نکلے تو منہ دوسری طرف پھیر لے اور اس کی نظر نہ پڑے۔ ② ''ہر مسجد میں'' یعنی صرف طواف کے لیے ہی لباس پہننا ضروری نہیں بلکہ نماز میں بھی لباس پہننا فرض ہے۔ چونکہ مسجد نماز ہی کے لیے بنائی گئی ہے، اس لیے مسجد کے لفظ سے نماز کی طرف اشارہ ہے۔ ویسے بھی مسجد میں ننگا ہونا منع ہے کیونکہ یہ مسجد کے تقدس کے خلاف ہے۔ ③ اس آیت مبارکہ میں لباس کے لیے ''زینت'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ گویا عبادات کے دوران میں مکمل اور صاف ستھرا لباس پہننا چاہیے جو حقیقتاً زینت کا سبب ہو اور ساتر ہو، نہ کہ اعضائے مستورہ کی نمائش اور ترجمانی کرنے والا۔ ④ زینت کے لفظ سے یہ استدلال بھی کیا گیا ہے کہ نماز میں سر بھی ڈھانپا ہوا ہونا چاہیے کیونکہ لباس، زینت تب ہی بنے گا جب سر بھی ڈھانپا ہوا ہوگا۔ ویسے بھی رسول اللہ ﷺ عموماً سر کو ڈھانپ کر رکھتے تھے، اس لیے نمازی کی حالت میں سر کا ڈھانپنا سنت کے زیادہ قریب نہیں ہے بلکہ ہر وقت اور ہر جگہ ہی سر کو ڈھانپے رکھنا مسنون عمل ہے۔

٢٩٦٠- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ

٢٩٦٠- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر ؓ نے حجۃ الوداع سے قبل اس حج میں جس میں رسول اللہ ﷺ نے انھیں امیر حج مقرر فرمایا تھا، مجھے کچھ اور لوگوں کے ساتھ یہ اعلان کرنے کے لیے

٢٩٦٠_ أخرجه البخاري، الصلاة، باب ما يستر من العورة، ح: ٣٦٩ من حديث يعقوب بن إبراهيم بن سعد، ومسلم، الحج، باب لا يحج البيت مشرك ولا يطوف بالبيت عريان وبيان يوم الحج الأكبر، ح: ١٣٤٧ من حديث ابن شهاب الزهري به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٤٨. * صالح هو ابن كيسان.

بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ عَلَيْهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ : أَلَا لَا يَحُجُّ بَعْدَ هٰذَا الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

بھیجا کہ خبردار! اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرنے نہیں آئے گا اور نہ کوئی ننگا شخص بیت اللہ کا طواف کر سکے گا۔

فائدہ: یہ ۹ ہجری کی بات ہے۔ اگرچہ مکہ مکرمہ ۸ ہجری کے حج سے قبل فتح ہو چکا تھا مگر اس سال نہ تو رسول اللہ ﷺ نے خود حج کیا اور نہ کسی کو امیر حج مقرر فرمایا بلکہ آپ کی طرف سے مکہ مکرمہ کے گورنر حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں حج ہوا لیکن یہ حج سابقہ طریقے کے مطابق کیا گیا کیونکہ ابھی حج کے بارے میں اسلامی تعلیمات کی تفصیل نازل نہیں ہوئی تھی بلکہ بہت سے محققین کے قول کے مطابق حج کی فرضیت ہی ۹ ہجری میں نازل ہوئی۔ ۹ ہجری میں نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا۔ مسلمانوں نے ان کی سرکردگی میں اسلامی طریقے کے مطابق حج کیا مگر اس سال کافر بھی بڑی تعداد میں حج کرنے آئے تھے۔ انھوں نے اپنے طریقے کے مطابق حج کیا۔ نبی ﷺ کے حکم کے مطابق منیٰ میں جگہ جگہ اعلانات کر دیے گئے کہ آئندہ کوئی مشرک حج کرنے نہ آئے۔ ۱۰ ہجری میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس تشریف لے گئے۔ تقریباً تمام مسلمان بھی موجود تھے۔ آپ نے خالص اسلامی طریقے کے مطابق حج کروایا۔ اس سال کوئی مشرک موجود نہ تھا۔ یہ نبی ﷺ کی زندگی کا بھی آخری سال تھا۔ تین ماہ بعد آپ اپنے ”رفیق اعلیٰ“ سے جا ملے۔ فِدَاهُ نَفْسِي وَ رُوحِي وَ أَبِي وَ أُمِّي ﷺ.

٢٩٦١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مُحَرَّرِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جِئْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ حِينَ بَعَثَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ بِبَرَاءَةَ قَالَ: مَا كُنْتُمْ تُنَادُونَ؟ قَالَ: كُنَّا نُنَادِي إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ مُؤْمِنَةٌ، وَلَا يَطُوفُ

۲۹۶۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا جبکہ انھیں رسول اللہ ﷺ نے مکے والوں کی طرف سے براءت کا اعلان کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ شاگرد نے کہا: آپ کیا اعلان فرماتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہم اعلان کرتے تھے کہ مومن کے علاوہ کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ کوئی ننگا شخص بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکے گا۔ جس شخص کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلح کا کوئی

٢٩٦١- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٢/ ٢٩٩ عن محمد - هو ابن جعفر - به، وهو في الكبرى: ٣٩٤٩، وصححه ابن حبان (الإحسان): ٦/ ٤٩، ح: ٣٨٠٩، والحاكم: ٢/ ٣٣١، والذهبي.

بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، وَمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَهْدٌ فَأَجَلُهُ أَوْ أَمَدُهُ إِلَى أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ، فَإِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ فَإِنَّ اللهَ بَرِيءٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ، وَلَا يَحُجُّ بَعْدَ هٰذَا الْعَامِ مُشْرِكٌ، كُنْتُ أُنَادِي حَتَّى صَحِلَ صَوْتِي.

معاہدہ ہے تو اس کی مدت چار ماہ ہے۔ جب چار ماہ گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ مشرکین (کے ساتھ ہر قسم کے معاہدۂ صلح) سے لاتعلق ہوں گے اور کوئی مشرک اس سال کے بعد حج کرنے نہیں آئے گا۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) میں یہ اعلانات کرتا رہا حتی کہ میری آواز بیٹھ گئی۔

فوائد ومسائل: ① یہ حدیث سابقہ حدیث ہی کی تفصیل ہے۔ اس موقع پر امیر حج تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی تھے مگر "براءت کا اعلان" حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خصوصی ذمے داری تھی کیونکہ اس قبائلی دور میں عہد کے متعلق کوئی اعلان نبی ﷺ کا خاندانی شخص ہی کر سکتا تھا ورنہ مشرکین اسے معتبر نہ سمجھتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آپ کے ساتھ رشتے داری سے سب لوگ واقف تھے، لہٰذا اس اعلان کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا گیا۔ دیگر اعلانات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی سے کروائے، لہٰذا سابقہ حدیث اور اس حدیث میں کوئی اختلاف نہیں۔ ② "چار ماہ" ظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس اعلان سے چار ماہ شمار ہوں گے لیکن بعض محققین نے براءت کی آیت کے نزول سے چار ماہ شمار کیے ہیں، یعنی شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔ آیت کے آئندہ الفاظ ﴿فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ......﴾ (التوبة ٩:٥) اس کی تائید کرتے ہیں اور یہی بات صحیح ہے۔ ③ اس حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ہر عہد کی مدت چار ماہ مقرر فرمادی لیکن یہ بات درست نہیں۔ یا تو راوی کو غلطی لگی یا ضرورت سے زیادہ اختصار ہوگیا۔ دیگر احادیث میں وضاحت ہے کہ اعلان یوں تھا: "جس شخص کا اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ کوئی معاہدہ ہو چکا ہے تو وہ اپنی مقررہ مدت تک برقرار ہے اور جس کے ساتھ آپ کا کوئی عہد نہیں (یا جس کی مدت مقرر نہیں) وہ چار ماہ تک امن میں ہے۔" دیکھیے: (جامع الترمذي، باب ومن سورة التوبة، حديث:٣٠٩٢) مزید ملاحظہ ہو: (تفسیر ابن کثیر، سورۂ توبہ، آیت:٢، تحت الآية ﴿فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ﴾ یعنی اس کے بعد مشرکین سے عام لڑائی ہے۔ ویسے بھی یہ بعید ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی سے کیے ہوئے عہد کو یکطرفہ طور پر ختم کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ تو عہد کی بہت زیادہ پاسداری فرمانے والے تھے۔ ﷺ۔

(المعجم ١٦٢) - أَيْنَ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ (التحفة ١٦٢)

باب:١٦٢- طواف (کے بعد) والی دو رکعات کہاں پڑھے؟

٢٩٦٢- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ فَرَغَ مِنْ سُبُعِهِ جَاءَ حَاشِيَةَ الْمَطَافِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطَّوَّافِينَ أَحَدٌ.

٢٩٦٢- حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ ساتویں چکر سے فارغ ہوئے تو آپ طواف والی جگہ کے (باہر والے) کنارے کے پاس آ گئے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ (اس وقت) طواف کرنے والوں اور آپ کے درمیان کوئی شخص (بطور سترہ) نہ تھا۔

فوائد و مسائل: ① ''کنارے کے پاس'' تاکہ طواف کرنے والوں کو دقت نہ ہو اور وہ نماز میں خلل نہ ڈالیں۔ معلوم ہوا طواف کی دو رکعتیں اگر مقام ابراہیم کے قریب پڑھنی ممکن نہ ہوں تو طواف کرنے والوں سے باہر آ کر پڑھی جا سکیں۔ بعض لوگ مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھنے کے لیے طواف کرنے والوں کے درمیان ہی میں نماز شروع کر دیتے ہیں، اس سے فریقین کو پریشانی ہوتی ہے۔ طواف کرنے والوں کو طواف کرنے میں اور نمازی کو اپنی نماز کی ادائیگی میں، بلکہ بسا اوقات رش کی وجہ سے نماز قطع کرنے تک کی نوبت آ جاتی ہے، یہ درست نہیں بلکہ ایسی صورت میں دو رکعتیں مطاف سے باہر پڑھی جائیں۔ ② ''کوئی شخص نہ تھا'' ابوداود میں ہے کہ آپ کے سامنے کوئی سترہ نہ تھا۔ (سنن أبي داود، المناسك، حديث:٢٠١٦) اس سے استدلال کیا گیا ہے کہ مسجد حرام میں سترہ ضروری نہیں۔ لیکن یہ استدلال محل نظر ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا روایت اور یہ دونوں ضعیف ہیں۔ مسجد حرام ہو یا کوئی اور جگہ سترے کا اہتمام ضروری ہے جیسا کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل سے ثابت ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: زاد المعاد: ١/ ٣٠٥) البتہ اگر رش کی بنا پر اس کا اہتمام ممکن نہ ہو تو یہ اضطراری حالت ہے، لیکن کسی بھی صحیح حدیث سے اس کا عدم اہتمام ثابت نہیں۔ واللہ أعلم. اس مسئلے کی تفصیل پیچھے حدیث:٧٥٩ میں گزر چکی ہے۔

٢٩٦٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ: - يَعْنِي ابْنَ عُمَرَ -: قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ

٢٩٦٣- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (مکہ مکرمہ) تشریف لائے تو بیت اللہ کے سات چکر لگائے۔ مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا مروہ کے درمیان سات چکر لگائے۔ پھر

٢٩٦٢- [إسناده ضعيف] تقدم، ح: ٧٥٩، وهو في الكبرى: ٣٩٥٣.

٢٩٦٣- [صحيح] تقدم، ح: ٢٩٣٣.

الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [الأحزاب: ٢١].

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن کی آیت تلاوت فرمائی: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ......﴾ "تمھارے لیے رسول اللہ ﷺ (کے طرز عمل) میں بہترین نمونہ ہے۔"

فائدہ: آیت سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ طواف کی دو رکعتیں پڑھنا ضروری ہے۔ اسی لیے آیت میں مذکور حکم کی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے جب بھی طواف کیا تو اس کے بعد دو رکعتوں کا اہتمام فرمایا ہے' گویا آپ کا عمل آیت کے مجمل حکم کی تفصیل اور تفسیر ہے۔ دوسرا یہ معلوم ہوا کہ مقام ابراہیم کے پاس ہی ان رکعتوں کا پڑھنا مسنون ہے۔ آیت سے یہی ظاہر ہوتا ہے' ہاں اگر ازدحام ہی اس قدر ہو کہ وہاں نماز پڑھنا مشکل ہو تو پھر اس سے دور ہٹنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ١٦٣) - اَلْقَوْلُ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ (التحفة ١٦٣)

باب: ١٦٣- طواف کی دو رکعتوں کے بعد کیا کہا جائے؟

٢٩٦٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: طَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْبَيْتِ سَبْعًا، رَمَلَ مِنْهَا ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا، ثُمَّ قَامَ عِنْدَ الْمَقَامِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥] وَرَفَعَ صَوْتَهُ يُسْمِعُ النَّاسَ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَاسْتَلَمَ ثُمَّ ذَهَبَ فَقَالَ: «نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ». فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهَا حَتَّى بَدَا لَهُ الْبَيْتُ فَقَالَ ثَلَاثَ

٢٩٦٤- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے۔ ان میں سے (پہلے) تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکروں میں آرام سے چلے' پھر مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہوئے اور دو رکعات پڑھیں' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ "تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔" آپ نے لوگوں کو سنانے کے لیے یہ الفاظ بلند آواز سے ادا فرمائے' پھر آپ (حجر اسود کی طرف) گئے۔ اسے بوسہ دیا' پھر (صفا مروہ کی طرف) چلے اور فرمایا: "ہم اسی جگہ سے ابتدا کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے۔" تو آپ نے

٢٩٦٤- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، الحروف والقراءات: ١، ح: ٣٩٦٩، والترمذي، ح: ٨٥٦، ٨٦٢، وابن ماجه، ح: ١٠٠٨ من حديث جعفر به، وهو في الكبرى: ٣٩٦٧، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن الملقن في تحفة المحتاج: ١/ ١٧٥، ح: ٦١، وأصله في صحيح مسلم، ح: ١٢١٨ وغيره.

مَرَّاتٍ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ». فَكَبَّرَ اللهَ وَحَمِدَهُ ثُمَّ دَعَا بِمَا قُدِّرَ لَهُ، ثُمَّ نَزَلَ مَاشِيًا حَتَّى تَصَوَّبَتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ فَسَعَى حَتَّى صَعِدَتْ قَدَمَاهُ، ثُمَّ مَشَى حَتَّى أَتَى الْمَرْوَةَ فَصَعِدَ فِيهَا، ثُمَّ بَدَا لَهُ الْبَيْتُ فَقَالَ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ». قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ ذَكَرَ اللهَ وَسَبَّحَهُ وَحَمِدَهُ، ثُمَّ دَعَا عَلَيْهَا بِمَا شَاءَ اللهُ فَعَلَ هٰذَا حَتَّى فَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ.

کو صفا سے ابتدا کی۔ اس پر چڑھے حتی کہ آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا۔ آپ نے تین بار (یہ کلمات) پڑھے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ ...... شَيْءٍ قَدِيرٌ] ''اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' حکومت اور تعریف اسی کی ہے۔ وہی زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔'' پھر آپ نے تکبیریں کہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی' پھر آپ نے دعائیں فرمائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مقدر کی تھیں' پھر آپ چلتے ہوئے نیچے اترے حتی کہ جب آپ کے قدم مبارک نشیب میں جا گڑیں ہوئے تو آپ دوڑنے لگے حتی کہ (مروہ کی) چڑھائی شروع ہو گئی تو آپ آرام سے چلنے لگے حتی کہ مروہ پر پہنچ گئے۔ تو اس پر چڑھتے رہے' پھر جب بیت اللہ نظر آنے لگا تو آپ نے یہ کلمات ادا فرمائے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ ...... شَيْءٍ قَدِيرٌ] ''اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اور تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' آپ نے یہ (کلمات) تین بار پڑھے' پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور سبحان اللہ اور الحمد للہ پڑھتے رہے' پھر آپ نے اس پر دعائیں فرمائیں جو اللہ نے چاہیں' (پھر) اسی طرح کیا حتی کہ آپ (صفا مروہ کے) چکروں سے فارغ ہو گئے۔

فائدہ: امام نسائی رحمہ اللہ کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ طواف کی دو رکعتوں کے بعد مذکورہ بالا آیت پڑھنا مسنون ہے اگرچہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کا یہ آیت پڑھنا بطور استدلال تھا کہ اس سے مراد طواف کی دو رکعتیں ہیں۔ یہی صحیح ہے۔ اسی لیے علماء نے دو رکعتوں کے بعد اس آیت کے پڑھنے کو مسنون نہیں لکھا' نیز بعض

روایات میں منقول ہے کہ آپ نے یہ آیت دو رکعتوں سے پہلے پڑھی تھی۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الحج' حدیث:١٢١٨' و سنن النسائي' مناسك الحج' حديث:٢٩٦٥' ٢٩٦٦) یاد رہے صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے جاتے ہیں مگر صفا سے مروہ تک آنا ایک چکر شمار ہوتا ہے اور مروہ سے صفا پر آنا دوسرا چکر۔ اس طرح مروہ پر ساتواں چکر پورا ہوگا۔

٢٩٦٥- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَافَ سَبْعًا رَمَلَ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا، ثُمَّ قَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥] فَصَلَّى سَجْدَتَيْنِ وَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ، ثُمَّ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: «إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَابْدَؤُوا بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ».

٢٩٦٥- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (بیت اللہ کے گرد) سات چکر لگائے۔ تین میں کندھے ہلا کر تیز تیز چلے اور چار میں آرام سے چلے' پھر یہ آیت پڑھی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ "تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔" پھر آپ نے دو رکعات پڑھیں اور مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبے کے درمیان رکھا' پھر حجر اسود کو بوسہ دیا' پھر نکلے اور کہا: "صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ علامات ہیں۔ چنانچہ وہاں سے شروع کرو جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا ہے (یعنی سعی کا آغاز صفا سے کرو)۔"

(المعجم ١٦٤) - الْقِرَاءَةُ فِي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ (التحفة ١٦٤)

باب:١٦٤- طواف کی دو رکعتوں میں قراءت کیا ہوگی؟

٢٩٦٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارٍ الْحِمْصِيُّ عَنِ الْوَلِيدِ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمَّا انْتَهَى إِلَى مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ

٢٩٦٦- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مقام ابراہیم کے پاس پہنچے تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ "تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔" پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور (ان

٢٩٦٥- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

٢٩٦٦- [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى: ٣٩٥٤.

قَرَأَ ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِيمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥] فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَقَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا الْكَٰفِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ ثُمَّ عَادَ إِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا.

میں) سورۃ الفاتحہ (کے ساتھ) سورۂ ﴿قُلْ يَٰٓأَيُّهَا الْكَٰفِرُونَ﴾ اور سورہ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ پڑھیں پھر آپ حجر اسود کی طرف گئے۔ اسے بوسہ دیا' پھر کوہ صفا کی طرف نکل گئے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ طواف کی دو رکعتیں ہلکی ہونی چاہئیں۔ فجر اور مغرب کی سنتوں میں بھی یہی دو سورتیں پڑھنا منقول و مسنون ہے۔

(المعجم ١٦٥) - اَلشُّرْبُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ (التحفة ١٦٥)

باب: ١٦٥- زم زم کا پانی پینا

٢٩٦٧- أَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ وَمُغِيرَةُ؛ ح: وَأَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ شَرِبَ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ.

٢٩٦٧- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زم زم کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔

فوائد و مسائل: ① زم زم مبارک پانی ہے جو دنیا کے ہر پانی سے مختلف ہے۔ خوراک کا فائدہ بھی دیتا ہے اور شفا کا بھی' بلکہ جس نیت کے ساتھ جس مقصد کے لیے بھی پیا جائے' کفایت کرتا ہے۔ (سنن ابن ماجه' المناسك' حديث:٣٠٦٢ و مسند أحمد:٣/٣٥٧، ٣٧٢) لہٰذا اسے تبرک سمجھ کر پینا مسنون ہے' بلکہ واپس آتے ہوئے گھروں کو لانا بھی مسنون ہے جیسا کہ حضرت عائشہ ؓ سے مرفوعاً منقول ہے۔ دیکھیے: (جامع الترمذي' الحج' حديث:٩٦٣) ② بعض کا قول ہے کہ آپ کا کھڑے ہو کر پینا تو مجبوراً تھا کہ نیچے کیچڑ تھا' بیٹھنا ممکن نہیں تھا ورنہ کپڑے خراب ہوتے' لہٰذا اگر ایسی صورت حال ہو کہ بیٹھنے کی مناسب جگہ نہ ہو تو کھڑے ہو کر کھایا پیا جا سکتا ہے۔ بعض کا موقف ہے کہ کھڑے ہو کر پینا جائز ہے اور آپ کا مذکورہ عمل بیان جواز کے لیے

٢٩٦٧_أخرجه البخاري، الحج، باب ماجاء في زمزم، ح:١٦٣٧، ومسلم، الأشربة، باب في الشرب من زمزم قائمًا، ح:٢٠٢٧ من حديث عاصم الأحول به، ومسلم، ح:١١٩/٢٠٢٧ من حديث هشيم به، وهو في الكبرٰى:٣٩٥٦.

تھا' اس کے علاوہ دیگر احادیث میں کھڑے ہو کر پینے سے آپ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ تو حافظ ابن حجر اور دیگر ائمہ کے نزدیک ان احادیث میں مذکور نہی تنزیہ کے لیے ہے' یعنی بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پانی نہ پیا جائے۔ اور اگر پی بھی لیا جائے تو اس میں مطلقاً حرج والی بات نہیں ہے۔ یہی موقف دلائل کی رو سے مضبوط معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم. دیکھیے: (فتح الباري: ١٠/ ١٠٣، ١٠٥)

(المعجم ١٦٦) - اَلشُّرْبُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ قَائِمًا (التحفة ١٦٦)

باب:١٦٦- زم زم کا پانی کھڑے ہو کر پینا

٢٩٦٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَقَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ.

٢٩٦٨- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زم زم کا پانی پلایا۔ آپ نے قیام کی حالت میں پیا۔

فائدہ: حدیث بالا سے ثابت ہوا کہ زم زم کا پانی کھڑے ہو کر بھی پی لیا جائے تو جائز ہے جیسا کہ اباحت والی احادیث اس پر دلالت کناں ہیں' لیکن اسے اس معنی میں سنت قرار دینا کہ یہ مستحب ہے تو یہ اس سے ثابت نہیں ہوتا جیسا کہ مذکورہ باب میں تفصیل گزر چکی ہے۔

(المعجم ١٦٧) - ذِكْرُ خُرُوجِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الصَّفَا مِنَ الْبَابِ الَّذِي يَخْرُجُ مِنْهُ (التحفة ١٦٧)

باب:١٦٧- نبی ﷺ صفا پر جانے کے لیے اسی دروازے سے نکلے تھے جس سے (عام طور پر) نکلا جاتا تھا

٢٩٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَكَّةَ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا، ثُمَّ صَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ

٢٩٦٩- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو آپ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے' پھر مقام ابراہیم کی اوٹ میں دو رکعتیں پڑھیں' پھر اس دروازے سے کوہ صفا کے لیے نکلے جس سے (عموماً) نکلا جاتا تھا' پھر صفا اور مروہ

٢٩٦٨- [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى: ٣٩٥٧.

٢٩٦٩- أخرجه البخاري، الحج، باب من صلى ركعتي الطواف خلف المقام، ح: ١٦٢٧ من حديث شعبة، ومسلم، الحج، باب بيان أن المحرم بعمرة لا يتحلل بالطواف قبل السعي وأن المحرم بحج لا يتحلل بطواف القدوم وكذلك القارن، ح: ١٢٣٤ من حديث عمرو بن دينار به، وهو في الكبرٰى: ٣٩٥٨.

خَرَجَ إِلَى الصَّفَا مِنَ الْبَابِ الَّذِي يَخْرُجُ مِنْهُ فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

کے درمیان چکر لگائے۔

قَالَ شُعْبَةُ: وَأَخْبَرَنِي أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: سُنَّةٌ.

شعبہ نے کہا: مجھے ایوب نے بواسطہ عمرو بن دینار ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی ہے کہ یہ (صفا مروہ کے درمیان سعی) سنت ہے۔

فائدہ: "سنت ہے۔" یعنی اسلام کا رائج کردہ طریقہ ہے جس کی پابندی لازمی ہے۔ یہ سنت فرض کے مقابلے میں نہیں۔ (تفصیل آگے آرہی ہے۔)

(المعجم ١٦٨) - ذِكْرُ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ (التحفة ١٦٨)

باب: ١٦٨- صفا اور مروہ کا ذکر

٢٩٧٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى عَائِشَةَ: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ [البقرة: ١٥٨] قُلْتُ: مَا أُبَالِي أَنْ لَا أَطُوفَ بَيْنَهُمَا، فَقَالَتْ: بِئْسَمَا قُلْتَ! إِنَّمَا كَانَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ﴾ [البقرة: ١٥٨] الْآيَةَ. فَطَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَطُفْنَا مَعَهُ فَكَانَتْ سُنَّةً.

٢٩٧٠- حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ آیت پڑھی: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ "اس (حاجی اور معتمر) پر کوئی حرج نہیں کہ وہ صفا مروہ کے درمیان چکر لگائے۔" میں نے (اس آیت کی روشنی میں) کہا: مجھے تو کوئی پروا نہیں اگر میں ان کے درمیان چکر نہ لگاؤں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تو نے بہت غلط استدلال کیا۔ اصل بات یہ تھی کہ جاہلیت والے کچھ لوگ صفا اور مروہ کے درمیان چکر نہیں لگاتے تھے۔ جب اسلام (کا دور) آیا اور قرآن کی یہ آیت اتری: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ......﴾ "صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ نشانات ہیں...... الخ" تو

٢٩٧٠- أخرجه البخاري، التفسير، باب ﴿ومنوة الثالثة الأخرى﴾ ح: ٤٨٦١، ومسلم، الحج، باب بيان أن السعي بين الصفا والمروة ركن لا يصح الحج إلا به، ح: ١٢٧٧ من حديث سفيان بن عيينة به.

رسول اللہ ﷺ نے ان کے چکر لگائے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ چکر لگائے لہٰذا یہ سنت ہے۔

فوائد ومسائل: ① حضرت عروہ نے آیت کے ظاہری الفاظ سے یہ سمجھا کہ سعی کو ترک کرنا بھی جائز ہے اور یہ کوئی ضروری چیز نہیں لیکن شاید وہ آیت کے سیاق وسباق اور اس کے ابتدائی الفاظ ﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ (البقرة ٢:١٥٨) سے غافل رہے کیونکہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ شعائر ہیں تو ان سے روگردانی کیسے ممکن ہے؟ حضرت عائشہ ؓ جو اجتہادی صاحب بصیرت خاتون تھیں اور رسول اللہ ﷺ سے براہ راست فیض یافتہ تھیں، اس اہم نکتے سے کیسے غافل ہو سکتی تھیں، نیز کسی بھی آیت کا مفہوم رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل سے الگ کر کے نہیں سمجھا جا سکتا ورنہ گمراہی کا خدشہ ہے۔ جو کام رسول اللہ ﷺ نے تمام عمروں اور حج میں پابندی سے کیا اور صحابۂ کرام ؓ نے بھی ہر عمرہ وحج میں اسے پابندی سے کیا، وہ غیر ضروری کیسے ہو سکتا ہے؟ باقی رہا ﴿لَا جُنَاحَ﴾ "کوئی حرج نہیں" کا لفظ تو یہ دراصل ان لوگوں کو سمجھانے کے لیے ہے جو صفا اور مروہ کے طواف کو کافروں کے رسم ورواج پر محمول کرتے تھے کیونکہ ان دونوں پر انھوں نے بت رکھے ہوئے تھے لیکن کسی کی غلطی سے اصل حقیقت تو متروک نہیں ہو سکتی تھی، اس لیے حکم دیا گیا کہ بتوں سے پاک کر کے ان کا طواف کیا جائے کیونکہ ان کا طواف قدیم شرعی حکم ہے۔ ② "یہ سنت ہے" یہاں سنت فرض کے مقابلے میں نہیں کہ اس کا کرنا ضروری نہیں کیونکہ اسی مفہوم کا تو حضرت عائشہ ؓ رد فرما رہی ہیں، بلکہ یہاں سنت سے مراد نبی ﷺ کا جاری کردہ طریقہ ہے جس کی پابندی ضروری ہے۔ فرض، سنت، واجب وغیرہ کے موجودہ مفہوم بعد کی اصطلاحات ہیں۔ بعض روایات میں صراحت ہے کہ نبی ﷺ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر رہے تھے اور صحابۂ کرام ؓ سے فرما رہے تھے: [اِسْعَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَيْكُمُ السَّعْيَ] (مسند أحمد:٦/٤٢١) "تم سعی کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سعی کو تم پر فرض کر دیا ہے۔" اس لیے امام شافعی ؒ نے صفا مروہ کی سعی کو حج وعمرے کا رکن ٹھہرایا ہے۔ جس سے رہ جائے، وہ دوبارہ حج وعمرہ کرے، البتہ احناف اسے واجب قرار دیتے ہیں جسے قصداً تو نہیں چھوڑا جا سکتا اگر بھولے سے یا ناواقفیت سے رہ جائے، پھر قضا ممکن ہو تو قضا دے ورنہ ایک جانور قربان کرے، لیکن راجح بات یہی ہے کہ سعی بین الصفا والمروہ حج کا ایسا رکن ہے کہ اگر وہ رہ جائے تو اس کی تلافی ایک دم (جانور قربان کرنے) سے نہیں ہوگی بلکہ اسے حج دوبارہ کرنا پڑے گا۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (فقه السنة، للسيد سابق:٢/٢٦٣-٢٦٧)

٢٩٧١- أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ

٢٩٧١- حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

٢٩٧١_أخرجه البخاري، الحج، باب وجوب الصفا والمروة وجُعل من شعائر الله، ح:١٦٤٣ من حديث شعيب به، وهو في الكبرى، ح:٣٩٦٠، وانظر الحديث السابق.

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ شُعَيْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ [البقرة: ١٥٨] فَوَاللهِ! مَا عَلَى أَحَدٍ جُنَاحٌ أَنْ لَا يَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: بِئْسَمَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي! إِنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ لَوْ كَانَتْ كَمَا أَوَّلْتَهَا كَانَتْ: فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا، وَلٰكِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الْأَنْصَارِ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوا كَانُوا يُهِلُّونَ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَ عِنْدَ الْمُشَلَّلِ، وَكَانَ مَنْ أَهَلَّ لَهَا يَتَحَرَّجُ أَنْ يَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ أَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ ٱلصَّفَا وَٱلْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ ٱللَّهِ فَمَنْ حَجَّ ٱلْبَيْتَ أَوِ ٱعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ [البقرة: ١٥٨] ثُمَّ قَدْ سَنَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَتْرُكَ الطَّوَافَ بِهِمَا.

حضرت عائشہ ؓ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ ”اس (حاجی اور معتمر) پر کوئی حرج نہیں کہ وہ ان دونوں (صفا اور مروہ) کا طواف کرے“ کے بارے میں پوچھا کہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی صفا اور مروہ کا طواف نہ کرے تو اللہ کی قسم! اسے کوئی گناہ نہیں۔ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: اے بھانجے! تو نے بہت غلط بات کہی۔ اگر اس آیت کا مطلب یہ ہوتا جو تو بیان کرتا ہے تو آیت اس طرح ہوتی: ”(حج یا عمرے کرنے والا) اگر وہ صفا اور مروہ کا طواف نہ کرے تو اسے کوئی گناہ نہیں۔“ اصل میں بات یہ ہے کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ اسلام لانے سے پہلے منات بت کے نام پر احرام باندھتے تھے۔ اس کی وہ پوجا کرتے تھے۔ وہ مشلل کے مقام پر نصب تھا۔ جو لوگ اس بت کے نام پر احرام باندھتے تھے وہ صفا اور مروہ کے چکر لگانے کو گناہ سمجھتے تھے پھر (اسلام لانے کے بعد) انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ......﴾ ”صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ علامات میں سے ہیں لہٰذا جو شخص حج یا عمرے کا احرام باندھے تو کوئی حرج نہیں کہ وہ ان کے چکر لگائے۔“ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان چکر لگانا جاری فرما دیا چنانچہ اب کسی کو اجازت نہیں کہ وہ ان میں چکر لگانا چھوڑ دے۔

فائدہ: حضرت عائشہ ؓ کا استدلال کس قدر مضبوط ہے کہ اگر یہ طواف ضروری نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ صراحتاً بیان فرماتا کہ جو طواف نہ کرے اسے کوئی گناہ نہیں جبکہ آیت کے الفاظ یہ ہیں کہ جو طواف کرے اسے کوئی گناہ نہیں۔ گویا کچھ لوگ ان کے طواف میں گناہ محسوس کرتے تھے۔ ان کا وہم دور کرنے کے لیے یہ آیت اتری۔

اس آیت میں اس طواف کے وجوب واستحباب کی بحث نہیں بلکہ اس کا وجوب اس آیت کے ابتدائی حصے اور رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل اور فرامین سے معلوم ہوتا ہے۔ (دیکھیے' حدیث نمبر: ۲۹۷۰) صفا مروہ کے طواف میں گناہ محسوس کرنے والے دو گروہ تھے: ایک تو وہ جن کا ذکر اس حدیث میں ہوا ہے۔ دوسرے وہ جو جاہلیت میں صفا مروہ کا طواف کرتے تھے مگر اسلام لانے کے بعد انھوں نے اسے گناہ سمجھا۔ اس آیت نے ان دونوں قسم کے گروہوں کی غلط فہمی دور کر دی۔ اب سعی کرنا ضروری ہے جیسا کہ اس حدیث میں حضرت عائشہ ؓ کے آخری الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ امام شافعی' احمد اور دیگر محدثین ؒ سب سعی کو رکن سمجھتے ہیں کہ اس کے بغیر حج وعمرہ نہیں ہوگا۔ احناف کے مسلک کی تفصیل سابقہ حدیث میں دیکھیے۔

۲۹۷۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ حِينَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُرِيدُ الصَّفَا وَهُوَ يَقُولُ: «نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ».

۲۹۷۲- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا جب آپ مسجد سے نکل کر صفا مروہ کے طواف کے ارادے سے آرہے تھے: ”ہم اس مقام سے ابتدا کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا ہے۔“

فائدہ: اس وقت صفا مروہ مسجد سے باہر تھے۔ آج کل تو مسجد کی حدود کے اندر بلکہ بہت اندر آچکے ہیں۔ (باقی تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث: ۲۹۶۴)

۲۹۷۳- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرٌ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الصَّفَا وَقَالَ: «نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ» ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّ

۲۹۷۳- حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کوہ صفا کی طرف نکلے اور فرمایا: ”ہم اس پہاڑی سے ابتدا کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا ہے۔“ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللَّهِ﴾ ”بلاشبہ صفا

۲۹۷۲- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۸۸ من حديث مالك به، وهو في الموطأ: ۱/ ۳۷۲، والكبرى، ح: ۳۹۶۳.

۲۹۷۳- [إسناده صحيح] وهو في الكبرى، ح: ۳۹٦٢، وانظر الحديث السابق.

اَلصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللَّهِ﴾ [البقرة: ١٥٨]. ''اور مروہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ علامات میں سے ہیں۔''

فائدہ: ''صفا'' سے سعی کی ابتدا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

(المعجم ١٦٩) - مَوْضِعُ الْقِيَامِ عَلَى الصَّفَا (التحفة ١٦٩)

باب:١٦٩- کوہ صفا پر کھڑے ہونے کی جگہ

٢٩٧٤- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرٌ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَقِيَ عَلَى الصَّفَا حَتَّى إِذَا نَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ كَبَّرَ.

٢٩٧٤- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کوہ صفا پر چڑھے حتی کہ جب آپ کی نظر بیت اللہ پر پڑی تو آپ نے اللہ اکبر کہا۔

فائدہ: معلوم ہوا صفا اور مروہ پر اتنا چڑھے کہ بیت اللہ نظر آنے لگے پھر دعائیں اور تسبیحات وتکبیرات پڑھے، لیکن آج کل صفا یا مروہ پر چڑھ کر بیت اللہ کو دیکھنا آسان نہیں بلکہ تعمیرات کی وجہ سے مشکل ہو گیا ہے الا یہ کہ صفا کے بعض مخصوص مقامات سے ستونوں کے درمیان سے کوشش سے اسے دیکھا جا سکتا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے حدیث:٢٩٦٤)

(المعجم ١٧٠) - اَلتَّكْبِيرُ عَلَى الصَّفَا (التحفة ١٧٠)

باب:١٧٠- کوہ صفا پر (چڑھ کر) اللہ اکبر کہنا

٢٩٧٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ

٢٩٧٥- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کوہ صفا پر ٹھہرتے تو تین دفعہ اللہ اکبر کہتے، پھر یہ پڑھتے: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ......] ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اور تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر

٢٩٧٤- [إسناده صحيح] تقدم طرفه، ح: ٢٧١٣، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٦٤.

٢٩٧٥- [إسناده صحيح] وهو طرف من الحديث المتقدم برقم: ٢٩٧٢، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٦٥.

كَانَ إِذَا وَقَفَ عَلَى الصَّفَا يُكَبِّرُ ثَلَاثًا وَيَقُولُ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ». يَصْنَعُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَدْعُو وَيَصْنَعُ عَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

چیز پر خوب قادر ہے۔" یہ تین دفعہ پڑھتے اور دعا کرتے' پھر مروہ پر بھی ایسے ہی کرتے۔

(المعجم ١٧١) - اَلتَّهْلِيلُ عَلَى الصَّفَا (التحفة ١٧١)

باب:١٧١-کوہ صفا پر لا إله إلا الله پڑھنا

٢٩٧٦- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ وَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الصَّفَا يُهَلِّلُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُو بَيْنَ ذٰلِكَ.

٢٩٧٦-حضرت محمد باقر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ کے حج کے بارے میں سنا کہ آپ کوہ صفا پر کھڑے ہو کر (بار بار) لا إله إلا الله پڑھتے تھے اور اس ذکر کے دوران میں دعائیں بھی فرماتے تھے۔

(المعجم ١٧٢) - اَلذِّكْرُ وَالدُّعَاءُ عَلَى الصَّفَا (التحفة ١٧٢)

باب:١٧٢-کوہ صفا پر دعائیں اور دیگر ذکر اذکار کرنا

٢٩٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: طَافَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالْبَيْتِ سَبْعًا رَمَلَ فِيهَا ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا، ثُمَّ قَامَ عِنْدَ الْمَقَامِ فَصَلَّى

٢٩٧٧-حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے۔ ان میں سے تین چکروں میں کندھے ہلا کر تیز تیز چلے اور چار چکر آرام سے چلے' پھر مقام ابراہیم کے پاس آ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں پڑھیں اور یہ آیت پڑھی: ﴿وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى﴾ "تم

٢٩٧٦ـ [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٢٣ من حديث ابن جريج به، وانظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٦٦.

٢٩٧٧ـ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٩٦٤، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٦٧.

رَكْعَتَيْنِ وَقَرَأَ ﴿وَٱتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَٰهِـۧمَ مُصَلًّى﴾ [البقرة: ١٢٥] وَرَفَعَ صَوْتَهُ يُسْمِعُ النَّاسَ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَاسْتَلَمَ، ثُمَّ ذَهَبَ فَقَالَ: «نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللهُ بِهِ». فَبَدَأَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهَا حَتَّى بَدَا لَهُ الْبَيْتُ وَقَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ». وَكَبَّرَ اللهَ وَحَمِدَهُ ثُمَّ دَعَا بِمَا قُدِّرَ لَهُ، ثُمَّ نَزَلَ مَاشِيًا حَتّٰى تَصَوَّبَتْ قَدَمَاهُ، فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ فَسَعٰى حَتّٰى صَعِدَتْ قَدَمَاهُ ثُمَّ مَشٰى حَتّٰى أَتَى الْمَرْوَةَ فَصَعِدَ فِيهَا، ثُمَّ بَدَا لَهُ الْبَيْتُ قَالَ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ». قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ ذَكَرَ اللهَ وَسَبَّحَهُ وَحَمِدَهُ ثُمَّ دَعَا عَلَيْهَا بِمَا شَاءَ اللهُ فَعَلَ هٰذَا حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ.

مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔" یہ آیت آپ نے لوگوں کو سنانے کے لیے بلند آواز سے پڑھی۔ پھر دوبارہ حجر اسود کے پاس گئے اور اسے بوسہ دیا' پھر (باہر کو) چلے اور فرمایا: "ہم اس (پہاڑی) سے ابتدا کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے فرمایا ہے۔" اس کے بعد آپ پہلے صفا پر گئے۔ اس پر چڑھے حتی کہ آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا۔ آپ نے تین دفعہ فرمایا: [لا إله إلا الله......] "اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اسی کی ہے۔ تمام تعریفات اسی کے لیے ہیں۔ وہی زندہ کرتا اور موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔" پھر آپ اللہ اکبر اور الحمد للہ پڑھتے رہے' پھر آپ نے دعائیں فرمائیں جو آپ کے مقدر میں تھیں' پھر نیچے اترنے لگے حتی کہ جب آپ کے قدم مبارک نشیب میں جا گڑیں ہوئے تو آپ دوڑنے لگے حتی کہ آپ کے قدم (مروہ کی چڑھائی) چڑھنے لگے تو آپ نے پھر چلنا شروع کر دیا حتی کہ مروہ تک پہنچ گئے' پھر آپ اس پر چڑھے حتی کہ آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا تو آپ نے تین دفعہ یہ پڑھا: [لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ......] "اللہ کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اور تعریف اسی کو زیبا ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھنے والا ہے۔" پھر آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے رہے اور تسبیح و تحمید کرتے رہے' پھر جو اللہ تعالیٰ نے چاہا' دعائیں فرمائیں۔ سب چکروں میں اسی طرح کرتے رہے حتی کہ (صفا مروہ کے) طواف سے فارغ ہو گئے۔

(المعجم ١٧٣) - اَلطَّوَافُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَلَى الرَّاحِلَةِ (التحفة ١٧٣)

باب:۱۷۳- صفا اور مروہ کے درمیان سواری پر چکر لگانا

٢٩٧٨- أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْأَلُوهُ، إِنَّ النَّاسَ غَشُوهُ.

۲۹۷۸- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں بیت اللہ اور صفا مروہ کے طواف اپنی اونٹنی پر کیے تاکہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور آپ ان سے اونچے ہوں اور وہ آپ سے سوال کر سکیں کیونکہ لوگوں نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے پیش نظر طواف پیدل کرنے کی بجائے سواری پر کیا جا سکتا ہے جیسے بوڑھے اور بیمار قسم کے افراد۔ اسی طرح تعلیمی مقاصد وغیرہ کے لیے سواری استعمال کی جا سکتی ہے۔

(المعجم ١٧٤) - اَلْمَشْيُ بَيْنَهُمَا (التحفة ١٧٤)

باب:۱۷۴- صفا اور مروہ کے درمیان چلنا

٢٩٧٩- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ جُمْهَانَ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَمْشِي بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ: إِنْ أَمْشِ فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَمْشِي، وَإِنْ أَسْعَ فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْعَى.

۲۹۷۹- حضرت کثیر بن جمہان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو صفا اور مروہ کے درمیان چلتے دیکھا۔ (میں نے ان سے پوچھا) تو انھوں نے فرمایا: اگر میں چلتا ہوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو چلتے دیکھا ہے اور اگر میں دوڑوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوڑتے بھی دیکھا ہے۔

٢٩٧٨- أخرجه مسلم، الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره ... الخ، ح: ١٢٧٣ من حديث ابن جريج به.

٢٩٧٩- [حسن] أخرجه أبوداود، المناسك، باب أمر الصفا والمروة، ح: ١٩٠٤ من حديث عطاء به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٧١، وقال الترمذي، ح: ٨٦٤ "حسن صحيح"، وللحديث شواهد.

٢٩٨٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَذَكَرَ نَحْوَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: وَأَنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ.

۲۹۸۰- حضرت سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا' پھر انھوں نے مندرجہ بالا روایت کی طرح بیان کیا مگر (آخر میں) کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بوڑھا آدمی ہوں۔

فائدہ: صفا اور مروہ کے درمیان نشیبی جگہ میں دوڑنا سنت ہے' فرض نہیں۔ جو آدمی طاقت نہ رکھے یا رش کی بنا پر دوڑنا ممکن نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بوڑھے ہونے کی وجہ سے دوڑنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے' اس لیے وہ دوڑنے کی جگہ چلا کرتے تھے۔ آج کل دوڑنے کی جگہ کو سبز ٹیوبوں کی مدد سے واضح کر دیا گیا ہے۔ ابتدا میں دوڑنے کی مخصوص وجہ تھی مگر بعد میں اسے مستقلاً طواف کا حصہ بنا دیا گیا۔

(المعجم ١٧٥) - اَلرَّمَلُ بَيْنَهُمَا (التحفة ١٧٥)

باب:۱۷۵- صفا اور مروہ کے درمیان رمل کرنا

٢٩٨١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ يَسَارٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: سَأَلُوا ابْنَ عُمَرَ: هَلْ رَأَيْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَمَلَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ؟ فَقَالَ: كَانَ فِي جَمَاعَةٍ مِنَ النَّاسِ فَرَمَلُوا فَلَا أُرَاهُمْ رَمَلُوا إِلَّا بِرَمَلِهِ.

۲۹۸۱- امام زہری بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان رمل کرتے دیکھا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی ایک جماعت میں تھے اور وہ لوگ رمل کر رہے تھے۔ میرا خیال ہے وہ آپ کے رمل کرنے کی وجہ ہی سے رمل کر رہے تھے۔

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے' اس لیے اس سے باب والا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا' البتہ صرف میلین اخضرین بطن وادی کے دونوں کناروں پر لگے ہوئے سبز نشانات پر دوڑنا مسنون ہے۔

(المعجم ١٧٦) - اَلسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ (التحفة ١٧٦)

باب:۱۷۶- صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا

٢٩٨٠_[حسن] وهو في الكبرى، ح: ٣٩٧٠، وانظر الحديث السابق.

٢٩٨١_[إسناده ضعيف] وهو في الكبرى، ح: ٣٩٧٢ * الزهري لم يسمعه من ابن عمر رضي الله عنهما.

٢٩٨٢- أَخْبَرَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُ.

۲۹۸۲-حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ صفا ومروہ کے درمیان اس لیے دوڑے تھے کہ مشرکین کو اپنی قوت دکھائیں۔

فائدہ: یہ تفصیل طواف کے بیان میں گزر چکی ہے کہ ابتداءً طواف وسعی میں بھاگنا مشرکین کے سامنے اظہار قوت کے لیے تھا مگر بعد میں اللہ تعالیٰ کو مومنین کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ اسے مستقلاً طواف کا حصہ بنا دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں بھی دوڑ کر چکر لگائے‘ حالانکہ اس وقت کوئی مشرک موجود نہیں تھا‘ لہٰذا صفا اور مروہ کے درمیان نشیبی جگہ میں دوڑنا سنت ہے لیکن رہ جانے کی صورت میں قضا نہیں ہوگی۔

(المعجم ١٧٧) - اَلسَّعْيُ فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ (التحفة ١٧٧)

باب:۱۷۷-وادی کے پیٹ میں دوڑنا

٢٩٨٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ بُدَيْلٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنِ امْرَأَةٍ قَالَتْ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْعَى فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ وَيَقُولُ: «لَا يُقْطَعُ الْوَادِي إِلَّا شَدًّا».

۲۹۸۳-ایک صحابیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وادی کے پیٹ میں دوڑتے دیکھا ہے۔ آپ فرما رہے تھے: ”اس وادی کو ضرور دوڑ کر طے کیا جائے۔“

فائدہ: وادی کے پیٹ سے مراد صفا اور مروہ کے درمیان سبز روشنیوں کے مابین نشیبی جگہ ہے‘ یعنی دونوں پہاڑوں کی چڑھائی کے درمیان والی جگہ۔ بارش وغیرہ کی صورت میں اس جگہ پانی بہتا تھا‘ اس لیے اسے وادی یا مسیل کہا گیا۔ آج کل اسے مِیلَیْن اَخضَرَیْن کہا جاتا ہے۔

٢٩٨٢_ أخرجه البخاري، الحج، باب ماجاء في السعي بين الصفا والمروة، ح:١٦٤٩، ومسلم، الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين، ح:١٢٦٦/ ٢٤١ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٣٩٧٣.

٢٩٨٣_ [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب السعي بين الصفا والمروة، ح:٢٩٨٧ من حديث صفية به، وهو في الكبرى، ح:٣٩٧٤.

(المعجم ١٧٨) - مَوْضِعُ الْمَشْيِ (التحفة ١٧٨)

باب:۱۷۸- چلنے کی جگہ

٢٩٨٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا نَزَلَ مِنَ الصَّفَا مَشَى حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْوَادِي سَعَى حَتَّى يَخْرُجَ مِنْهُ.

۲۹۸۴- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صفا سے اترتے تھے تو آرام سے چلتے تھے حتی کہ جب آپ کے قدم وادی کے پیٹ میں نشیبی جگہ پہنچتے تو آپ دوڑنے لگتے حتی کہ وادی سے نکل جاتے۔

فائدہ: صفا اور مروہ کی چڑھائی اور اترائی آہستہ چل کر طے کی جائے گی جبکہ سبز روشنیوں کے درمیان والی نشیبی جگہ دوڑ کر۔ یہی مسنون ہے۔

(المعجم ١٧٩) - مَوْضِعُ الرَّمَلِ (التحفة ١٧٩)

باب:۱۷۹- کندھے ہلا کر تیز تیز چلنے کی جگہ

٢٩٨٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا تَصَوَّبَتْ قَدَمَا رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَطْنِ الْوَادِي رَمَلَ حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ.

۲۹۸۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک وادی کے پیٹ میں نشیبی جگہ میں اترتے تو کندھے ہلا کر تیز تیز چلتے حتی کہ وادی سے نکل جاتے۔

٢٩٨٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا

۲۹۸۶- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کوہ صفا سے اترے حتی کہ جب آپ

٢٩٨٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣/ ٣٨٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٧٤، ٣٧٥، والكبرى، ح: ٣٩٧٥.

٢٩٨٥- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٧٦.

٢٩٨٦- [إسناده صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٧٨.

جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرٌ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَزَلَ - يَعْنِي - عَنِ الصَّفَا حَتَّى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي الْوَادِي رَمَلَ حَتَّى إِذَا صَعِدَ مَشَى.

کے قدم مبارک وادی میں اترے تو آپ نے رمل کیا' حتی کہ جب چڑھنا شروع ہوئے تو پھر چلنے لگے۔

فائدہ: فوائد کے لیے دیکھیے' حدیث: ٢٩٨٣.

(المعجم ١٨٠) - مَوْضِعُ الْقِيَامِ عَلَى الْمَرْوَةِ (التحفة ١٨٠)

باب: ١٨٠- کوہ مروہ پر کھڑے ہونے کی جگہ

٢٩٨٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَتَى الْمَرْوَةَ فَصَعِدَ فِيهَا ثُمَّ بَدَا لَهُ الْبَيْتُ فَقَالَ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ ذَكَرَ اللهَ وَسَبَّحَهُ وَحَمِدَهُ، ثُمَّ دَعَا بِمَا شَاءَ اللهُ. فَعَلَ هٰذَا حَتَّى فَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ.

٢٩٨٧- حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مروہ کے پاس آئے اور اس پر چڑھے حتی کہ آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا تو آپ نے تین دفعہ یہ دعا پڑھی: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ ......] "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اور تعریف اسی کو زیبا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔" پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا' تسبیح وتحمید کی اور پھر جو اللہ نے چاہا آپ نے دعا کی۔ (پھر ہر دفعہ اسی طرح کرتے رہے) حتی کہ (صفا ومروہ کے) طواف (سعی) سے فارغ ہو گئے۔

فائدہ: کثرت تعمیرات کی وجہ سے اب مروہ سے بیت اللہ کا نظر آنا کافی دشوار ہو چکا ہے' لہٰذا مروہ پر پہنچ کر بیت اللہ کی طرف چہرہ کیا جائے اور مذکورہ اذکار کیے جائیں۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٨١) - اَلتَّكْبِيرُ عَلَيْهَا (التحفة ١٨١)

باب: ١٨١- مروہ پر تکبیریں کہنا

٢٩٨٨- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ:

٢٩٨٨- حضرت جابر ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ

٢٩٨٧_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٩٧٧.
٢٩٨٨_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٢٩٧٥، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٧٩.

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ ذَهَبَ إِلَى الصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهَا حَتَّى بَدَا لَهُ الْبَيْتُ، ثُمَّ وَحَّدَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ»، ثُمَّ مَشٰى حَتّٰى إِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ سَعٰى حَتّٰى إِذَا صَعِدَتْ قَدَمَاهُ مَشٰى حَتّٰى أَتَى الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَيْهَا كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا حَتّٰى قَضٰى طَوَافَهُ.

ﷺ کوہ صفا کی طرف گئے۔ اس پر چڑھے حتی کہ آپ کو بیت اللہ نظر آنے لگا' پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی توحید و تکبیر بیان کی اور کہا: [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ......] "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہی اور تعریف ہے۔ وہ زندگی اور موت دیتا ہے۔ اور ہر چیز پر خوب قدرت رکھتا ہے۔" پھر آپ واپس چلے حتی کہ جب آپ کے قدم نشیب میں پہنچے تو آپ دوڑنے لگے' یہاں تک کہ جب آپ کے قدم چڑھائی چڑھنے لگے' آپ آہستہ چلنے لگے حتی کہ مروہ پر پہنچے' پھر اس پر بھی آپ نے اسی طرح کیا جس طرح صفا پر کیا تھا (پھر اسی طرح کرتے رہے) حتی کہ آپ نے اپنے چکر پورے کر لیے۔

(المعجم ١٨٢) - كَمْ طَوَافُ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ (التحفة ١٨٢)

باب:١٨٢- قران اور تمتع کرنے والا صفا و مروہ کے کتنے طواف کرے گا؟

٢٩٨٩- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: لَمْ يَطُفِ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ إِلَّا طَوَافًا وَاحِدًا.

٢٩٨٩- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں نے صفا و مروہ کا صرف ایک دفعہ طواف کیا۔

فائدہ: یہاں طواف سے سعی مراد ہے۔ صرف حج کرنے والا متفقہ طور پر ایک ہی سعی کرے گا' چاہے طواف

٢٩٨٩_ أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وجوه الإحرام وأنه يجوز إفراد الحج والتمتع والقران . . . الخ، ح: ١٢١٥ من حديث يحيى القطان به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٨٠.

قدوم کے ساتھ کرے یا طواف زیارت کے ساتھ۔ طواف وداع میں سعی نہیں ہوتی۔ تمتع کرنے والے پر جمہور اہل علم کے نزدیک عمرے کی الگ سعی ہے اور حج کی الگ۔ گویا وہ دو دفعہ سعی کرے گا۔ صرف امام احمد کا ایک مختلف فیہ قول بیان کیا گیا ہے کہ متمتع کو بھی ایک سعی ہی کافی ہے۔ لیکن احادیث کی روشنی میں یہ موقف مرجوح ہے۔ اصل اختلاف قارن کے بارے میں ہے۔ احناف کے نزدیک قارن بھی دو دفعہ سعی کرے گا۔ ایک دفعہ عمرے میں اور دوسری دفعہ حج میں، مگر امام مالک، امام شافعی اور امام احمد ؒ قارن کے لیے ایک سعی ہی کافی سمجھتے ہیں جیسا کہ مذکورہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور یہی بات راجح ہے۔ واللہ أعلم.

(المعجم ١٨٣) - أَيْنَ يَقْصُرُ الْمُعْتَمِرُ؟ (التحفة ١٨٣)

باب:١٨٣-عمرہ کرنے والا بال کہاں کٹوائے؟

٢٩٩٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ: أَنَّهُ قَصَّرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِشْقَصٍ فِي عُمْرَتِهِ عَلَى الْمَرْوَةِ.

٢٩٩٠- حضرت معاویہ ؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے عمرے میں آپ کے بال مبارک مروہ پر ایک تیر کے ساتھ کاٹے تھے۔

فوائد و مسائل: ① یہ واقعہ جعرانہ کا ہو سکتا ہے کیونکہ یہ عمرہ ٨ ہجری میں فتح مکہ کے بعد ہوا۔ اس وقت حضرت معاویہ ؓ مسلمان ہو چکے تھے۔ عمرے کا اختتام چونکہ مروہ پر ہوتا ہے، لہٰذا حجامت بھی وہیں یا اس کے قرب و جوار میں بنوائی جائے گی اگرچہ شرعاً کوئی جگہ مقرر نہیں۔ ② ”تیر کے ساتھ“ لمبے بال تیر کے ساتھ کاٹے جا سکتے ہیں۔ بالوں کو کسی چیز پر رکھ کر اوپر سے تیر پھیر دیا جائے۔ موجودہ دور میں اس کے لیے نت نئے طریقے رائج ہیں۔ غرض اصل مقصود بالوں کا کتروانا یا منڈوانا ہے۔

٢٩٩١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ:

٢٩٩١- حضرت معاویہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بال مروہ پر ایک اعرابی کے تیر

٢٩٩٠- [صحيح] تقدم، ح:٢٧٣٨، وأخرجه مسلم، ح:١٢٤٦/ ٢١٠ من حديث يحيى القطان، والبخاري، ح:١٧٣٠ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح:٣٩٨١.

٢٩٩١- [صحيح] تقدم، ح:٢٧٣٨، وهو في الكبرى، ح:٣٩٨٢، وأخرجه أبوداود، المناسك، باب في الإقران، ح:١٨٠٣ عن محمد بن يحيى النعلي به.

أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصِ أَعْرَابِيٍّ.

سے کاٹے تھے۔

(المعجم ١٨٤) - كَيْفَ يُقَصِّرُ؟ (التحفة ١٨٤)

باب:١٨٤-بال کیسے کاٹے؟

٢٩٩٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: أَخَذْتُ مِنْ أَطْرَافِ شَعْرِ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِمِشْقَصٍ كَانَ مَعِي بَعْدَ مَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ. قَالَ قَيْسٌ: وَالنَّاسُ يُنْكِرُونَ هٰذَا عَلَى مُعَاوِيَةَ.

٢٩٩٢-حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بیت اللہ اور صفا ومروہ کے طواف سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ کے بالوں کے کنارے اپنے ایک تیر سے کاٹے تھے۔ اور یہ ذوالحجہ کے پہلے دہاکے کی بات ہے۔ راوی قیس نے کہا: علماء حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ کو درست نہیں سمجھتے۔

فوائد ومسائل: ① علماء کے انکار کا تعلق ذوالحجہ کے پہلے دہاکے سے ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حج والے عمرے کے علاوہ تمام عمرے ذوالقعدہ میں کیے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا آپ کی حجامت بنانا عمرۂ جعرانہ کی بات ہوسکتی ہے جو بالاتفاق ذوالقعدہ میں ہوا۔ ذوالحجہ میں تو آپ نے حج کیا ہے اور حج میں آپ نے منیٰ میں حجامت کروائی تھی کیونکہ حج میں حجامت کے لیے منیٰ مقرر ہے نہ مروہ نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ آپ نے حج میں تقصیر نہیں حلق کروایا تھا اس لیے "فی أيام العشر" کا اضافہ شاذ ہے کیونکہ ان الفاظ کو بیان کرنے میں قیس بن سعد متفرد ہے۔ یہ روایت طاؤس سے بھی مروی ہے۔ وہ یہ الفاظ ذکر نہیں کرتے' ان الفاظ کو بیان کرنے میں قیس کو غلطی لگی ہے۔ ② محقق کتاب نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے جبکہ فی نفسہ اس حدیث کی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ عطاء یہاں معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کر رہے ہیں جبکہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے ان کا سماع ثابت نہیں بلکہ انھوں نے اس روایت کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انھیں یہ

٢٩٩٢-[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٤/ ٩٢ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٨٣.
عطاء هو ابن أبي رباح.

روایت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے جیسا کہ مسند امام احمد: (۴/۹۵) میں اس کی صراحت ہے۔ اور اس کی سند متصل اور صحیح ہے لہٰذا یہ حدیث "في أيام العشر" کے اضافے کے بغیر صحیح لغیرہ ہے۔ شیخ رحمہ اللہ کا اس کی سند کو صحیح کہنا محل نظر ہے۔ واللہ اعلم. ③ "اپنے تیر سے" اصل میں تیر کسی اعرابی کا تھا۔ جب اس سے لے لیا تو وقتی طور پر ان کا بن گیا' اس لیے اپنا کہا۔

(المعجم ۱۸۵) - مَا يَفْعَلُ مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَأَهْدٰى (التحفة ۱۸۵)

باب:۱۸۵- جو شخص حج کا احرام باندھے اور قربانی کا جانور ساتھ لائے' وہ کیا کرے؟

۲۹۹۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ آدَمَ -، عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ - قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لَا نُرٰى إِلَّا الْحَجَّ قَالَتْ: فَلَمَّا أَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ: «مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُقِمْ عَلٰى إِحْرَامِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ».

۲۹۹۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم (حجۃ الوداع میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مکہ مکرمہ کو) نکلے۔ ہم (میں سے اکثر) صرف حج کی نیت رکھتے تھے۔ جب آپ نے بیت اللہ اور صفا مروہ کے طواف کر لیے تو آپ نے فرمایا: "جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور ہے وہ اپنے احرام پر قائم رہے اور جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں' وہ حلال ہو جائے۔"

فائدہ: پیچھے تفصیل گزر چکی ہے کہ قربانی والا شخص قربانی ذبح کرنے سے پہلے حلال نہیں ہو سکتا۔ جس کے پاس جانور نہ ہو' وہ اپنے احرام کے حساب سے حلال ہوگا۔ حج کا احرام ہو تو حج کرنے کے بعد حلال ہوگا۔ بعض حضرات کے نزدیک آپ کا ایسے صحابہ کو عمرہ کر کے حلال ہو جانے کا حکم صرف اس سال کے ساتھ خاص تھا تاکہ حج کے دنوں میں عمرے کو ناجائز سمجھنے کی عملاً تردید ہو جائے لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے' بلکہ یہ حکم ہمیشہ کے لیے ہے جیسا کہ اس سے متعلقہ احادیث سے بالکل واضح پتا چلتا ہے۔

(المعجم ۱۸٦) - مَا يَفْعَلُ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدٰى (التحفة ۱۸٦)

باب:۱۸٦- جو شخص عمرے کا احرام باندھے اور قربانی ساتھ لے جائے' وہ کیا کرے؟

۲۹۹۳- [إسناده صحيح] وأصله متفق عليه كما تقدم، ح: ۲۷٤۲، ۲۹۱.

٢٩٩٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَأَهْدَى فَلَا يَحِلَّ، وَمَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ». قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكُنْتُ مِمَّنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ.

۲۹۹۴- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں نکلے۔ہم میں سے کچھ نے حج کا احرام باندھا اور بعض نے عمرے کا۔ بعض قربانی کا جانور بھی ساتھ لائے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے عمرے کا احرام باندھا اور وہ قربانی نہیں لایا تو (عمرہ کرنے کے بعد) وہ حلال ہو جائے۔اور جس نے عمرے کا احرام باندھا اور وہ قربانی بھی ساتھ لایا ہے تو وہ (قربانی ذبح ہونے سے پہلے) حلال نہ ہو۔اور جس شخص نے حج کا احرام باندھا ہے وہ اپنا حج مکمل کرے۔“ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: میں نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔

فوائد ومسائل: ① حجۃ الوداع میں صحابہ کے احرام اور مابعد کے حالات کی تفصیل بحث متعلقہ ابواب میں گزر چکی ہے۔وہاں ملاحظہ کریں۔اس روایت میں کچھ اختصار ہے۔اسے سمجھنے کے لیے دوسری گزشتہ مشہور روایات کو دیکھا جائے گا۔② ”حج مکمل کرے“ یہ اس وقت ہے جب وہ قربانی کا جانور ساتھ لایا ہو۔صحابۂ کرام ؓ میں سے جن کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا، ایسے اشخاص کو آپ نے عمرہ کر کے حلال ہونے کا حکم دیا، خواہ ان کا احرام حج ہی کا تھا۔بہرحال اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر قربانی کا جانور ساتھ ہو تو جانور کے ذبح ہونے سے پہلے حلال نہیں ہو سکتا۔

٢٩٩٥- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ

۲۹۹۵- حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ فرماتی ہیں کہ ہم (حجۃ الوداع میں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کی لبیک کہتے ہوئے (مکہ کو) آئے۔جب ہم مکہ مکرمہ کے قریب ہوئے تو آپ نے فرمایا: ”جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ (عمرہ کر کے) حلال ہو

٢٩٩٤_[صحيح] تقدم، ح: ٢٧٦٥.

٢٩٩٥_أخرجه مسلم، الحج، باب ما يلزم من طاف بالبيت وسعى . . . الخ، ح: ١٢٣٦/ ١٩٢ من حديث أبي هشام المغيرة بن سلمة المخزومي به.

مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُقِمْ عَلَى إِحْرَامِهِ». قَالَتْ: وَكَانَ مَعَ الزُّبَيْرِ هَدْيٌ فَأَقَامَ عَلَى إِحْرَامِهِ وَلَمْ يَكُنْ مَعِي هَدْيٌ فَأَحْلَلْتُ فَلَبِسْتُ ثِيَابِي وَتَطَيَّبْتُ مِنْ طِيبِي، ثُمَّ جَلَسْتُ إِلَى الزُّبَيْرِ فَقَالَ: إِسْتَأْخِرِي عَنِّي فَقُلْتُ: أَتَخْشَى أَنْ أَثِبَ عَلَيْكَ.

جائے اور جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور ہے وہ اپنے احرام پر قائم رہے۔" حضرت اسماء ﷞ نے کہا: (میرے خاوند) حضرت زبیر ﷜ کے ساتھ قربانی کا جانور تھا' لہٰذا وہ اپنے احرام پر قائم رہے۔ میرے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا' اس لیے میں حلال ہو گئی۔ اور میں نے اپنے عام کپڑے پہن لیے اور خوشبو بھی لگائی' پھر میں حضرت زبیر ﷜ کے قریب ہو کر بیٹھی تو وہ کہنے لگے: مجھ سے دور ہو کر بیٹھو۔ میں نے (مذاق میں) کہا: کیا آپ کو خطرہ ہے کہ میں آپ پر زبردستی کود پڑوں گی؟

فائدہ: "دور ہو کر بیٹھو" کیونکہ احرام کے دوران میں صرف جماع ہی حرام نہیں بلکہ مقدمات جماع' مثلاً: شہوت سے ہاتھ لگانا اور بوسہ وغیرہ لینا بھی منع ہے۔ خوشبو وغیرہ کی موجودگی میں میلان طبعی چیز ہے' اس لیے دور رہنے کا حکم دیا۔ ﷜۔

(المعجم ١٨٧) - اَلْخُطْبَةُ قَبْلَ يَوْمِ التَّرْوِيَةِ (التحفة ١٨٧)

باب:١٨٧- یوم ترویہ (آٹھ ذوالحجہ) سے ایک دن قبل خطبہ

٢٩٩٦- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى أَبِي قُرَّةَ مُوسَى بْنِ طَارِقٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ رَجَعَ مِنْ عُمْرَةِ الْجِعِرَّانَةِ بَعَثَ أَبَا بَكْرٍ عَلَى الْحَجِّ فَأَقْبَلْنَا مَعَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ بِالْعَرْجِ ثُوِّبَ بِالصُّبْحِ، ثُمَّ اسْتَوَى لِيُكَبِّرَ فَسَمِعَ الرَّغْوَةَ خَلْفَ

٢٩٩٦- حضرت جابر ﷜ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب عمرۂ جعرانہ سے واپس تشریف لائے تو آپ نے حضرت ابوبکر ﷜ کو امیر حج بنا کر بھیجا۔ ہم بھی ان کے ساتھ گئے حتی کہ جب آپ عرج مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے تو صبح کی اقامت کہی گئی۔ آپ تکبیر تحریمہ کہنے کے لیے سیدھے ہوئے تو آپ نے اپنے پیچھے سے اونٹ کے بلبلانے کی آواز سنی۔ آپ تکبیر کہنے سے رک گئے اور کہنے لگے: یہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی جدعاء

٢٩٩٦- [إسناده ضعيف] أخرجه الدارمي: ١/ ٦٦، ٦٧، ح: ١٩٢ عن إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٨٤، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٧٤، وعلته عنعنة أبي الزبير، ح: ٥٩٤.

ظَهْرِهِ فَوَقَفَ عَلَى التَّكْبِيرِ فَقَالَ: هٰذِهِ رُغْوَةُ نَاقَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْجَدْعَاءِ، لَقَدْ بَدَا لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الْحَجِّ فَلَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَنُصَلِّيَ مَعَهُ، فَإِذَا عَلِيٌّ عَلَيْهَا فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: أَمِيرٌ أَمْ رَسُولٌ؟ قَالَ: لَا بَلْ رَسُولٌ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ بِبَرَآءَةَ أَقْرَأُهَا عَلَى النَّاسِ فِي مَوَاقِفِ الْحَجِّ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ يَوْمِ التَّرْوِيَةِ بِيَوْمٍ قَامَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ مَنَاسِكِهِمْ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَآءَةَ حَتّٰى خَتَمَهَا، ثُمَّ خَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ مَنَاسِكِهِمْ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَآءَةَ حَتّٰى خَتَمَهَا، ثُمَّ كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَأَفَضْنَا فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو بَكْرٍ خَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ إِفَاضَتِهِمْ وَعَنْ نَحْرِهِمْ وَعَنْ مَنَاسِكِهِمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ عَلَى النَّاسِ بَرَآءَةَ حَتّٰى خَتَمَهَا فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّفْرِ الْأَوَّلُ قَامَ أَبُو بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ كَيْفَ يَنْفِرُونَ وَكَيْفَ يَرْمُونَ فَعَلَّمَهُمْ مَنَاسِكَهُمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَأَ بَرَآءَةَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى خَتَمَهَا.

کی آواز ہے۔شاید رسول اللہ ﷺ کا خیال بھی حج کا ہو گیا ہے اور کہیں رسول اللہ ﷺ تشریف ہی نہ لے آئے ہوں (ایسی صورت میں) ہم آپ کے پیچھے ہی نماز پڑھیں گے لیکن (قافلہ آنے پر پتا چلا کہ) اس اونٹنی پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سوار تھے۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ امیر بن کر آئے ہیں یا قاصد ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں بلکہ قاصد ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے مجھے اعلان براءت کے لیے بھیجا ہے کہ میں وہ آیات (سورۂ براءت) حج (وعمرہ) کے وقوف کی جگہوں پر لوگوں کو پڑھ کر سنا دوں، پھر ہم مکہ آئے چنانچہ جب یوم ترویہ کو ایک دن رہ گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں سے خطاب فرمایا۔انھیں حج کے طریقے بتلائے حتی کہ جب وہ فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں کے سامنے براءت والی آیات آخر تک پڑھیں، پھر ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کو چلے حتی کہ جب عرفہ (نو ذوالحجہ) کا دن ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھے اور لوگوں سے خطاب فرمایا اور لوگوں کو حج کی عبادات کے طریقے بتلائے حتی کہ جب آپ فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور لوگوں کے سامنے براءت والی آیات آخر تک پڑھیں، پھر قربانیوں والا دن (دس ذوالحجہ) ہوا تو ہم نے طواف افاضہ کیا۔جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (طواف سے) واپس لوٹے تو لوگوں سے خطاب فرمایا اور انھیں مزدلفہ سے لوٹنے، قربانیاں کرنے اور دوسری عبادات حج کے طریقے بیان کیے۔جب وہ فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور لوگوں کے سامنے براءت والی آیات آخر

تک پڑھیں۔ جب منیٰ سے واپسی کا پہلا دن ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' لوگوں سے خطاب فرمایا اور انھیں بتایا کہ وہ کیسے واپس جائیں گے اور کیسے رمی کریں گے۔ اسی طرح انھیں مناسک حج کی تعلیم دی۔ جب وہ فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور لوگوں کے سامنے براءت والی آیات آخر تک پڑھیں۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: ابْنُ خُثَيْمٍ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيثِ وَإِنَّمَا أَخْرَجْتُ هٰذَا لِئَلَّا يُجْعَلَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ وَمَا كَتَبْنَاهُ إِلَّا عَنْ إِسْحَاقَ ابْنِ رَاهَوَيْهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ لَمْ يَتْرُكْ حَدِيثَ ابْنِ خُثَيْمٍ وَلَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَّا أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِينِيِّ قَالَ: ابْنُ خُثَيْمٍ مُنْكَرُ الْحَدِيثِ وَكَانَ عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ خُلِقَ لِلْحَدِيثِ.

ابوعبدالرحمن (امام نسائی) بیان کرتے ہیں: عبداللہ بن عثمان بن خثیم علم حدیث میں قوی نہیں۔ میں نے ان کی حدیث صرف اس لیے بیان کی ہے کہ کہیں ابن جریج عن ابی الزبیر کی سند کو صحیح نہ سمجھ لیا جائے۔ میں نے یہ حدیث (ابن خثیم کے واسطے والی) صرف اسحاق بن راہویہ بن ابراہیم سے لکھی ہے۔ ویسے یحییٰ بن سعید قطان اور عبدالرحمن بن مہدی نے ابن خثیم کی حدیث کو سرے سے متروک قرار نہیں دیا' البتہ علی بن مدینی نے فرمایا ہے کہ ابن خثیم کی حدیث منکر (ضعیف) ہوتی ہے۔ اور امام علی بن مدینی کا مرتبہ یہ ہے کہ گویا وہ صرف علم حدیث ہی کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① بعض محدثین نے یہ روایت ابن خثیم کے واسطے کے بغیر بیان کی ہے لیکن اس صورت میں یہ روایت منقطع بنتی ہے کیونکہ ابن جریج ابوالزبیر کا نام لے کر ایسی روایات بیان کر دیتے ہیں جو انھوں نے ان سے نہیں سنی ہوتی تھیں۔ اس بات پر تنبیہ کرنے کے لیے امام نسائی رحمہ اللہ نے یہ واسطے والی روایت بیان کی ہے۔ واسطے والا راوی ابن خثیم متکلم فیہ ہے۔ امام علی بن مدینی جیسے عظیم الشان امام نے ان کے ضعیف ہونے کی صراحت فرمائی ہے، لیکن بعض محققین نے اسے ابن خثیم کی بجائے صرف ابوزبیر کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔ بہر حال یہ روایت ضعیف ہے۔ واللہ أعلم. ② "امیر حج بنا کر بھیجا" یہ عمرۂ جعرانہ کے فوراً بعد کی بات نہیں بلکہ اگلے سال ۹ ہجری ذوالقعدہ کی بات ہے۔ ③ "عرج" مدینہ اور مکہ کے درمیان ایک بستی یا پہاڑ کا نام ہے۔ ④ "قاصد" حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجنے کی وجہ یہ تھی کہ براءت کا اعلان ایسا اہم اعلان تھا کہ یا تو

رسول اللہ ﷺ خود فرماتے یا آپ کا کوئی رشتے دار۔ ⑤ "براءت کی آیات" اس سے مراد سورۃ التوبہ کا ابتدائی رکوع ہے جس میں مشرکین کو خبردار کیا گیا ہے کہ اب عرب میں تمھارا کردار ختم ہو چکا ہے۔ چار ماہ بلکہ حرمت والے مہینوں کے اختتام تک سوچ سمجھ لو۔ مسلمان ہو جاؤ یا لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ یا عرب خالی کر دو۔ نتیجتاً سب لوگ مسلمان ہو گئے اور عرب شرک سے خالی ہو گیا۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے، حدیث: ٢٩٦٠، ٢٩٦١) ⑥ "یوم ترویہ" ذوالحجہ کی آٹھ تاریخ۔ یوم ترویہ سے ایک دن قبل خطبہ حج کا حصہ نہیں ہے۔ چونکہ یہ پہلا حج تھا' لوگ ناواقف تھے' اس لیے بار بار خطاب کی ضرورت پڑی۔ حج کا اصل خطبہ یوم عرفہ ہی میں ہے۔ باقی ضرورت پر موقوف ہیں۔ ⑦ یوم عرفہ سے مراد ٩ تاریخ' یوم نحر سے ١٠ تاریخ اور واپسی کے پہلے دن سے مراد ١٢ ذوالحجہ اور واپسی کے دوسرے دن سے مراد ١٣ تاریخ ہے۔ ١١، ١٢، ١٣ کو ایام تشریق کہتے ہیں۔

(المعجم ١٨٨) - اَلْمُتَمَتِّعُ مَتٰی يُهِلُّ بِالْحَجِّ؟ (التحفة ١٨٨)

باب: ١٨٨- حج تمتع کرنے والا احرام کب باندھے؟

٢٩٩٧- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِأَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَحِلُّوا وَاجْعَلُوهَا عُمْرَةً» فَضَاقَتْ بِذٰلِكَ صُدُورُنَا وَكَبُرَ عَلَيْنَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَحِلُّوا فَلَوْلَا الْهَدْيُ الَّذِي مَعِي لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي تَفْعَلُونَ». فَأَحْلَلْنَا حَتّٰى وَطِئْنَا النِّسَاءَ وَفَعَلْنَا مَا يَفْعَلُ الْحَلَالُ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَجَعَلْنَا مَكَّةَ بِظَهْرٍ لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ.

٢٩٩٧- حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذوالحجہ کی چار تاریخ کو (مکہ مکرمہ) پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "حلال ہو جاؤ اور حج کے احرام کو عمرے میں بدل لو۔" ہم اس سے بہت تنگ دل ہوئے اور یہ بات ہم پر بہت شاق گزری۔ یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: "اے لوگو! حلال ہو جاؤ' اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی اسی طرح کرتا جس طرح تم کرو گے۔" ہم حلال ہو گئے حتی کہ ہم نے عورتوں سے جماع کیا اور ہم نے وہ سب کام کیے جو ایک حلال شخص کرتا ہے' حتی کہ جب یوم ترویہ ہوا اور ہم مکے سے باہر نکلے تو ہم نے حج کی لبیک پکاری۔

فائدہ: تمتع کرنے والا یوم ترویہ یعنی آٹھ ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ سے احرام باندھے گا اور منیٰ کو روانہ ہو جائے گا۔ آٹھ تاریخ کو یوم ترویہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس دن لوگ منیٰ کو جاتے وقت اپنے اونٹوں کو خوب پانی پلا لیتے تھے

٢٩٩٧- [إسناده حسن] وهو في الكبرٰى، ح: ٣٩٨٥.

تاکہ آئندہ پانچ دنوں میں اونٹوں کو پانی پلانے کی ضرورت نہ رہے۔ عربی زبان میں پانی پلا کر سیر کرنے کو تروِیہ کہتے ہیں۔

(المعجم ١٨٩) - مَا ذُكِرَ فِي مِنًى (التحفة ١٨٩)

باب:١٨٩- منیٰ کی فضیلت کے بارے میں کیا ذکر کیا گیا ہے؟

٢٩٩٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّؤَلِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: عَدَلَ إِلَيَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا نَازِلٌ تَحْتَ سَرْحَةٍ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَقَالَ: مَا أَنْزَلَكَ تَحْتَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ؟ فَقُلْتُ: أَنْزَلَنِي ظِلُّهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «إِذَا كُنْتَ بَيْنَ الْأَخْشَبَيْنِ مِنْ مِنًى وَنَفَخَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ فَإِنَّ هُنَاكَ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ السُّرَّبَةُ» وَفِي حَدِيثِ الْحَارِثِ: يُقَالُ لَهُ السُّرَرُ بِهِ سَرْحَةٌ سُرَّ تَحْتَهَا سَبْعُونَ نَبِيًّا.

٢٩٩٨- حضرت عمران انصاری سے روایت ہے کہ میں مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک درخت کے نیچے اترا ہوا تھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ راستے سے ہٹ کر میرے پاس آئے اور فرمانے لگے: اس درخت کے نیچے کیوں اترے ہو؟ میں نے کہا: سائے کی خاطر۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ فرمانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو منیٰ کے دو پہاڑوں (اَخشَبَین) کے درمیان ہو“ اور آپ نے اپنا ہاتھ مشرق کی طرف بڑھایا ”تو وہاں ایک وادی ہے جسے سربہ ...... یا حارث (بن مسکین) کی حدیث کے مطابق، سرر ...... کہا جاتا ہے‘ اس وادی میں ایک درخت ہے جس کے نیچے ستر نبی پیدا ہوئے۔“

فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے‘ تاہم یہ تو واضح ہے کہ منیٰ بھی ایک متبرک مقام ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہاں کوئی درخت تلاش کر کے نمازیں پڑھی جائیں اور اسے مرجع خلائق قرار دیا جائے۔ کیا یہ کافی نہیں کہ وہاں حاجی لوگ چار پانچ دن ٹھہرتے ہیں‘ نمازیں پڑھتے ہیں‘ تکبیریں پڑھتے ہیں‘ قربانیاں کرتے ہیں وغیرہ؟ کیا یہ سب کچھ تعظیم کے لیے کافی نہیں؟ کیا ضروری ہے کہ ان سے بڑھ کر خودساختہ تعظیم کی

٢٩٩٨ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ٢/ ١٣٨ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٤٢٣، ٤٢٤، والكبرى، ح: ٣٩٨٦، وصححه ابن حبان، ح: ١٠٢٩، وله شاهد ضعيف في مسند أبي يعلى: ١٠/ ٨٧، ح: ٥٧٢٣. ﷺ محمد بن عمران لم يوثقه غير ابن حبان، وقال ابن عبدالبر في التمهيد: ١٣/ ١٢٦٤ "وحسبك بذكر مالك له في كتابه".

جائے؟ خصوصاً جب یہ خطرہ ہو کہ لوگ اس درخت کو "معبود" کی طرح سمجھنے لگیں گے۔ اسی بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت رضوان والا درخت کٹوا دیا تھا' جب لوگ جوق در جوق وہاں جا کر خصوصی نمازیں پڑھنے لگے تھے۔ دیکھیے: (فتح الباري' تحت حدیث: ۲۹۶۵) خطرہ تھا کہ کہیں لوگ اس درخت کو نفع و نقصان کا مالک ہی نہ سمجھنا شروع کر دیں جیسا کہ بہت سے "تبرکات صالحین" کے ساتھ ہوتا ہے۔

۲۹۹۹- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ: أَخْبَرَنَا سُوَيْدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ، ثِقَةٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الْأَعْرَجُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِنًى فَفَتَحَ اللهُ أَسْمَاعَنَا حَتّٰى إِنْ كُنَّا لَنَسْمَعُ مَا يَقُولُ وَنَحْنُ فِي مَنَازِلِنَا فَطَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ مَنَاسِكَهُمْ حَتّٰى بَلَغَ الْجِمَارَ فَقَالَ: بِحَصَى الْخَذْفِ، وَأَمَرَ الْمُهَاجِرِينَ أَنْ يَنْزِلُوا فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ وَأَمَرَ الْأَنْصَارَ أَنْ يَنْزِلُوا فِي مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ.

۲۹۹۹- حضرت عبدالرحمن بن معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں خطاب فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان کھول دیے حتی کہ ہم آپ کا ہر فرمان بخوبی سن رہے تھے' حالانکہ ہم اپنے اپنے خیموں میں تھے۔ نبی ﷺ لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دے رہے تھے حتی کہ رمی والی کنکریوں کی بات آئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ خذف کی کنکریوں جیسی چھوٹی ہیں۔ آپ نے مہاجرین کو حکم دیا کہ وہ مسجد (خیف) کی اگلی جانب اتریں اور انصار کو حکم دیا کہ وہ مسجد کی پچھلی جانب اتریں۔

فوائد و مسائل: ① "کان کھول دیے" یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ آپ کی آواز پورے منیٰ میں سنائی دے رہی تھی' حالانکہ منیٰ کئی مربع میل ہے۔ ② "کنکریوں کی بات آئی" اس جملے کا دوسرا ترجمہ یہ ہوگا "حتی کہ آپ جمروں کے قریب پہنچے اور آپ نے خذف والی کنکریوں سے جمرات کو رمی کیا۔" دونوں معنوں کی گنجائش ہے۔ ③ "خذف کی کنکریاں" یعنی چھوٹی چھوٹی جو کسی کو لگ بھی جائیں تو زخم ہو نہ چوٹ آئے۔ بچے ایسی کنکریوں کے ساتھ نشانہ بازی کی مشق کیا کرتے تھے۔ یہ دو انگلیوں کے درمیان پکڑ کر آسانی سے پھینکی جا سکتی ہیں۔

۲۹۹۹- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب ما يذكر الإمام في خطبته بمنى، ح: ۱۹۵۷ من حديث عبدالوارث به.

(المعجم ١٩٠) - أَيْنَ يُصَلِّي الْإِمَامُ الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ (التحفة ١٩٠)

باب:١٩٠-ترویے کے دن امام ظہر کی نماز کہاں پڑھے؟

٣٠٠٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ [قَالَا]: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ قَالَ: بِمِنًى، قُلْتُ: أَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ؟ قَالَ: بِالْأَبْطَحِ.

٣٠٠٠- حضرت عبدالعزیز بن رفیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ؓ سے پوچھا کہ مجھے کوئی ایسی چیز بتایئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سمجھی ہو۔ مجھے بتائیں کہ آپ نے ترویے کے دن ظہر کی نماز کہاں پڑھی تھی؟ انھوں نے فرمایا: منیٰ میں۔ میں نے کہا: واپسی (١٣ ذوالحجہ) کے دن عصر کی نماز کہاں پڑھی؟ فرمایا: ابطح میں۔

فوائد ومسائل: ① یوم ترویہ کے دن منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھنا سنت ہے لیکن یہ حج کا فرض نہیں کہ اس کے رہ جانے سے کوئی کفارہ لازم آتا ہو۔ سنت یہ ہے کہ یوم ترویہ کی ظہر سے یوم عرفہ کی صبح تک پانچ نمازیں منیٰ میں پڑھی جائیں لیکن اگر کوئی شخص براہ راست یوم عرفہ (٩ ذوالحجہ) منیٰ میں ٹھہرے بغیر عرفات پہنچ جائے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ② منیٰ سے واپسی کے موقع پر ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز ابطح (مکہ مکرمہ سے قریب باہر ایک میدان) میں پڑھنا اور وہاں رات کا کچھ حصہ گزارنا مستحب ہے۔ اس عمل کو تحصیب کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد خلفاء بھی یہاں پڑاؤ کرتے رہے ہیں اور جن صحابۂ کرام ؓ سے اس کی نفی منقول ہے تو اس سے اس کی سنیت یا استحباب کی نفی نہیں بلکہ اس کے لزوم ووجوب کی نفی مراد ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کے رہ جانے سے حج متاثر ہوتا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: (فتح الباري: ٣/٥٩١)

(المعجم ١٩١) - اَلْغُدُوُّ مِنْ مِنًى إِلٰى عَرَفَةَ (التحفة ١٩١)

باب:١٩١-منیٰ سے عرفات جانا

٣٠٠٠ـ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب نزول المحصب يوم النفر ... الخ، ح:١٣٠٩، والبخاري، الحج، باب: أين يصلي الظهر يوم التروية؟، ح:١٦٥٣ من حديث إسحاق الأزرق به، وهو في الكبرى، ح:٣٩٨٧.

٣٠٠١- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ فَمِنَّا الْمُلَبِّي وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ.

۳۰۰۱- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ سے عرفات گئے۔ کوئی لبیک کہتا تھا اور کوئی تکبیریں۔

٣٠٠٢- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: غَدَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَى عَرَفَاتٍ فَمِنَّا الْمُلَبِّي وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ.

۳۰۰۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات گئے۔ ہم میں سے کوئی لبیک کہتا تھا اور کوئی تکبیریں کہتا تھا۔

فائدہ: منیٰ سے ۹ ذوالحجہ کو طلوع شمس کے بعد عرفات کی طرف کوچ کیا جاتا ہے اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔ جاتے ہوئے لبیک کہنا بھی جائز ہے اور تکبیریں کہنا بھی، مگر اصل لبیک ہے، یعنی لبیک کثرت سے کہی جائے۔ درمیان میں تکبیریں بھی پڑھتے رہیں۔ لبیک کا سلسلہ یوم نحر کو جمرۂ عقبہ کی رمی تک جاری رہے گا۔

(المعجم ١٩٢) - اَلتَّكْبِيرُ فِي الْمَسِيرِ إِلَى عَرَفَةَ (التحفة ١٩٢)

باب:۱۹۲- عرفات جاتے ہوئے تکبیریں کہنا بھی جائز ہے

٣٠٠٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ - يَعْنِي أَبَا نُعَيْمٍ

۳۰۰۳- حضرت محمد بن ابوبکر ثقفی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا جبکہ ہم منیٰ سے

٣٠٠١ـ [صحيح] وهو في الكبرى، ح: ٣٩٨٩، وأخرجه مسلم، الحج، باب التلبية والتكبير في الذهاب من منى إلى عرفات في يوم عرفة، ح: ١٢٨٤/ ٢٧٢ من حديث يحيى بن سعيد عن عبدالله بن أبي سلمة عن عبدالله بن عبدالله ابن عمر عن أبيه به الخ، وهو الصواب، وانظر الحديث الآتي.

٣٠٠٢ـ [صحيح] أخرجه أحمد: ٢/ ٣ عن هشيم به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٩٠، وانظر الحديث السابق.

٣٠٠٣ـ أخرجه البخاري، العيدين، باب التكبير أيام منى وإذا غدا إلى عرفة، ح: ٩٧٠ عن أبي نعيم، ومسلم، الحج، باب التلبية والتكبير في الذهاب من منى إلى عرفات في يوم عرفة، ح: ١٢٨٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٣٧، والكبرى، ح: ٣٩٩١.

الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ وَنَحْنُ غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَاتٍ: مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي التَّلْبِيَةِ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي هٰذَا الْيَوْمِ؟ قَالَ: كَانَ الْمُلَبِّي يُلَبِّي فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ.

عرفات جا رہے تھے: تم اس دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کس طرح لبیک کہتے تھے؟ تو انھوں نے کہا: لبیک کہنے والا لبیک کہتا تھا' اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تھا۔ اور تکبیریں کہنے والا تکبیریں کہتا تھا' اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تھا۔

(المعجم ١٩٣) - اَلتَّلْبِيَةُ فِيهِ (التحفة ١٩٣)

باب:۱۹۳-اس دوران میں لبیک کہنا بھی جائز ہے

٣٠٠٤- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ - وَهُوَ الثَّقَفِيُّ - قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ غَدَاةَ عَرَفَةَ: مَا تَقُولُ فِي التَّلْبِيَةِ فِي هٰذَا الْيَوْمِ؟ قَالَ: سِرْتُ هٰذَا الْمَسِيرَ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَصْحَابِهِ وَكَانَ مِنْهُمُ الْمُهِلُّ وَمِنْهُمُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكِرُ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَلَى صَاحِبِهِ.

۳۰۰۴-حضرت محمد بن ابوبکر ثقفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرفے کے دن کی صبح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: اس دن لبیک کہنے کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ وہ فرمانے لگے: میں اس دن رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے ساتھ چلا۔ ان میں سے کوئی تکبیریں کہتا تھا اور کوئی لبیک پڑھتا تھا' لیکن کوئی ایک دوسرے پر اعتراض نہیں کرتا تھا۔

(المعجم ١٩٤) - مَا ذُكِرَ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ (التحفة ١٩٤)

باب:۱۹۴-یوم عرفہ کی فضیلت کے بارے میں جو ذکر کیا گیا ہے

٣٠٠٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِيهِ،

۳۰۰۵-حضرت طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا:

٣٠٠٤-[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٩٢.

٣٠٠٥-أخرجه مسلم، التفسير، ح: ٣٠١٧/٤ من حديث عبدالله بن إدريس، والبخاري، الإيمان، باب زيادة الإيمان ونقصانه ... الخ، ح: ٤٥ من حديث قيس بن مسلم به.

عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ: قَالَ يَهُودِيٌّ لِعُمَرَ: لَوْ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ لَاتَّخَذْنَاهُ عِيدًا ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ [المائدة: ٣] قَالَ عُمَرُ: قَدْ عَلِمْتُ الْيَوْمَ الَّذِي أُنْزِلَتْ فِيهِ وَاللَّيْلَةَ الَّتِي أُنْزِلَتْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِعَرَفَاتٍ.

اگر یہ آیت ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ ہم یہودیوں پر اترتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: مجھے اس دن کا بخوبی علم ہے جس دن یہ آیت اتری بلکہ اس رات کا بھی جس رات یہ اتری۔ وہ جمعے کی رات تھی اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں تھے۔

فوائد و مسائل: ① حضرت عمر ؓ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لیے تو یہ دن پہلے ہی سے عید تھا بلکہ دو وجوہ سے کیونکہ اس دن جمعہ بھی تھا اور حج بھی۔ جمعہ تو ہر ہفتے کی عید ہے اور یوم عرفہ سالانہ، یعنی ہم اس تاریخ کو بھی عید مناتے ہیں (یعنی ۹ ذوالحجہ کو) اور اس دن کو بھی، یعنی جمعۃ المبارک کو، لہٰذا ہمیں الگ طور پر اس آیت کے نزول کا جشن منانے کی ضرورت نہیں۔ ویسے بھی اسلام کا مزاج جشن منانے والا نہیں بلکہ عبادت کا ہے اور وہ پہلے سے ہو رہی ہے۔ ② "جمعے کی رات" ممکن ہے آنے والی رات کو قرب کی بنا پر جمعے کی رات کہہ دیا ہو ورنہ یہ آیت تو جمعے کے دن اتری ہے، ہاں رات قریب تھی، اس لیے نسبت کر دی۔ واللہ أعلم.

٣٠٠٦- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِ عَبْدًا أَوْ أَمَةً مِنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَإِنَّهُ لَيَدْنُو ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ وَيَقُولُ: مَا أَرَادَ هٰؤُلَاءِ؟».

٣٠٠٦- حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یوم عرفہ سے بڑھ کر کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ زیادہ غلام لونڈیاں آگ سے آزاد کرتا ہو۔ اس دن اللہ تعالیٰ مزید قریب آ جاتا ہے، پھر اپنے ان بندوں (حجاج کرام) کی بنا پر فرشتوں کے سامنے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے: میرے یہ بندے کیا چاہتے ہیں؟"

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: يُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ يُونُسُ بْنَ يُوسُفَ الَّذِي رَوَى عَنْهُ مَالِكٌ

ابو عبدالرحمٰن (امام نسائی ؒ) بیان کرتے ہیں کہ بہت ممکن ہے کہ (سند میں ابن المسیب کے شاگرد)

٣٠٠٦- أخرجه مسلم، الحج، باب فضل يوم عرفة، ح: ١٣٤٨ من حديث ابن وهب به. * مخرمة هو ابن بكير بن عبدالله بن الأشج.

وَاللّٰهُ تَعَالٰی أَعْلَمُ.

یونس سے مراد یونس بن یوسف ہوں جن سے امام مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ أعلم.

فوائد ومسائل: ① "غلام لونڈیاں" مراد عام مرد وعورت ہیں کیونکہ سب انسان اللہ تعالیٰ کے لیے غلام لونڈیاں ہی ہیں۔ ② "آگ سے آزاد" یعنی جن کے لیے گناہوں کی وجہ سے آگ مقدر تھی' اللہ تعالیٰ ان کے لیے معافی فرماتا ہے۔ نتیجتاً وہ قیامت کے دن آگ سے بچ جائیں گے۔ چونکہ معافی یوم عرفہ کو ہوتی ہے' اس لیے آزادی کی نسبت اس کی طرف کر دی ورنہ اصل آزادی تو قیامت کے دن ہوگی۔ ممکن ہے فوت شدگان کو بھی اللہ تعالیٰ اس دن عذاب قبر سے معافی اور آزادی عطا فرماتا ہو۔ ③ "مزید قریب" اللہ تعالیٰ اپنے افعال و صفات میں مختار ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ کے قریب آنے میں کوئی اشکال نہیں جیسے اس کی شان کو لائق ہے۔ بعض حضرات نے چند موہوم اور بے بنیاد اصولوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ کو اتنا مجبور و بے بس (معاذ اللہ) بنا رکھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ بھی کرنے کو ممنوع سمجھتے ہیں۔ ہمارا اللہ' گناہ گاروں کا رب اور بے بسوں کا رب' سب مخلوق کا رب اتنا بے بس اور مجبور نہیں ہو سکتا کہ نہ وہ کسی پر ترس کھا سکے' نہ کسی سے سرگوشی کر سکے' نہ کلام کر سکے' نہ خوش ہو سکے' نہ قریب آ سکے اور نہ عرش پر فروکش ہو سکے' لہٰذا تاویلات کی کوئی ضرورت نہیں' ہاں جب اللہ تعالیٰ قریب ہوگا تو رحمت الٰہی خواہ مخواہ قریب ہوگی۔ اس کا انکار نہیں۔

(المعجم ١٩٥) - اَلنَّهْيُ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ (التحفة ١٩٥)

باب: ١٩٥- عرفے کے دن (عرفہ میں) روزہ رکھنے کی ممانعت

٣٠٠٧- أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِيءُ - قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُلَيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ يَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَأَيَّامَ التَّشْرِيقِ عِيدُنَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ، وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ».

٣٠٠٧- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یوم عرفہ (۹ ذوالحجہ) یوم نحر (۱۰ ذوالحجہ) اور ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ) ہم مسلمانوں کے لیے عید کے دن ہیں اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔"

٣٠٠٧- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الصيام، باب صيام أيام التشريق، ح: ٢٤١٩ من حديث موسى بن عُلَي به، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٩٥، وقال الترمذي، ح: ٧٧٣ "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ٩٥٨، والحاكم: ١/ ٤٣٤، والذهبي، وللحديث شواهد، ﴿ عُلَي هو ابن رباح.

فوائد و مسائل: ① ان دنوں میں سے یوم عرفہ تو صرف حاجیوں کے لیے عید ہے کیونکہ وہ اس دن اکٹھے ہو کر عبادات حج ادا کرتے ہیں۔ باقی مسلمان اس دن کچھ نہیں کرتے' لہٰذا یہ ان کے لیے عید نہیں۔ وہ اس دن روزہ رکھ سکتے ہیں بلکہ مستحب اور افضل ہے' البتہ حاجی لوگ اس دن عرفے میں روزہ نہیں رکھ سکتے کیونکہ یہ ان کی عید ہے' نیز اس دن مشکل کام خود کرنے پڑتے ہیں۔ منیٰ سے عرفات کو جانا اور وہاں موسم کی شدت اور اجتماع کی مشقت برداشت کرنا دل گردے کا کام ہے' اس دن روزہ رکھنے سے انھیں تنگی پیش آنے کا غالب امکان ہے' لہٰذا ان کے لیے روزہ رکھنا منع ہے۔ دوسرے لوگ اپنے گھروں میں ہوتے ہیں۔ وہ اس دن روزہ رکھ سکتے ہیں۔ یہ ان کے لیے خصوصی ثواب کا کام ہوگا۔ بعد والے دن' یعنی یوم نحر اور ایام تشریق سب مسلمانوں کے لیے عید ہیں کیونکہ سب لوگ قربانیاں ذبح کرتے ہیں اور ان دنوں میں اللہ کی ضیافت سے متمتع ہوتے ہیں۔ یہ چار دن اور عید الفطر کا دن تمام اہل اسلام کے لیے کھانے پینے کے دن ہیں' لہٰذا ان تمام ایام میں روزہ رکھنا تمام مسلمانوں کے لیے ہر جگہ ممنوع ہے۔ ② ایام تشریق کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ان دنوں لوگ قربانی کا گوشت باریک بنا کر دھوپ میں سکھاتے تھے تاکہ خراب نہ ہو اور بعد میں کام آسکے۔ گوشت کو باریک کر کے دھوپ میں سکھانا عربی زبان میں ''تشریق'' کہلاتا ہے۔

(المعجم ١٩٦) - اَلرَّوَاحُ يَوْمَ عَرَفَةَ (التحفة ١٩٦)

باب:١٩٦- عرفے کے دن زوال کے فوراً بعد جلدی عرفات پہنچنا

٣٠٠٨- أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: أَخْبَرَنِي أَشْهَبُ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ إِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يُوسُفَ يَأْمُرُهُ أَنْ لَا يُخَالِفَ ابْنَ عُمَرَ فِي أَمْرِ الْحَجِّ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ جَاءَهُ ابْنُ عُمَرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَأَنَا مَعَهُ فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِهِ: أَيْنَ هٰذَا؟ فَخَرَجَ إِلَيْهِ الْحَجَّاجُ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ

٣٠٠٨- حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے (امیر حج) حجاج بن یوسف کو لکھا اور حکم دیا کہ حج کے مسائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مخالفت نہ کرے۔ جب عرفے کا دن ہوا تو سورج ڈھلنے کے وقت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حجاج کی طرف آئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے اس کے خیمے کے پاس آ کر بلند آواز سے کہا: کدھر ہے وہ؟ حجاج باہر نکلا۔ اس نے ایک زرد رنگ میں رنگی ہوئی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ کہنے لگا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا

٣٠٠٨- أخرجه البخاري، الحج، باب التهجير بالرواح يوم عرفة، ح:١٦٦٠ من حديث مالك به، وهو في الموطأ (يحيى): ١/ ٣٩٩، والكبرٰى، ح:٣٩٩٨.

فَقَالَ لَهُ: مَا لَكَ يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ؟ قَالَ: اَلرَّوَاحَ. إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ، فَقَالَ لَهُ: هٰذِهِ السَّاعَةَ! فَقَالَ لَهُ: نَعَمْ، قَالَ: أُفِيضُ عَلَيَّ مَاءً ثُمَّ أَخْرُجُ إِلَيْكَ، فَانْتَظَرَهُ حَتّٰى خَرَجَ فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي فَقُلْتُ: إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تُصِيبَ السُّنَّةَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوفَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى ابْنِ عُمَرَ كَيْمَا يَسْمَعَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ: صَدَقَ.

بات ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر تو سنت پر عمل کرنا چاہتا ہے تو (خطبے اور نماز کے لیے) چل۔ اس نے کہا: اس وقت؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: میں ذرا جسم پر پانی ڈال لوں پھر میں آپ کے پاس آتا ہوں۔ آپ اس کا انتظار کرنے لگے حتی کہ وہ نکلا اور میرے اور میرے والد (حضرت ابن عمر ؓ) کے درمیان چلنے لگا۔ میں نے کہا: اگر تم سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو تو خطبہ مختصر کرنا اور وقوف جلدی شروع کر دینا۔ وہ حضرت ابن عمر ؓ کی طرف دیکھنے لگا تاکہ ان سے بھی اس کی تصدیق سن لے۔ جب حضرت ابن عمر ؓ نے یہ دیکھا تو فرمایا: اس نے درست کہا ہے۔

فوائد ومسائل: ① یہ اس سال کی بات ہے جس سال حجاج نے حضرت ابن زبیر ؓ کو شہید کر کے مکے پر قبضہ کیا تھا۔ حج کے دن قریب تھے لہٰذا خلیفۂ وقت عبدالملک نے اسی کو امیر حج بنا دیا لیکن مسائل حج میں اسے حضرت ابن عمر ؓ کا پابند کر دیا۔ اور یہ چیز اسے ناگوار گزری۔ عبدالملک بہت عالم شخص تھا مگر حکومت نے اس کے علم کو دبا لیا۔ حجاج عبدالملک کا گورنر تھا مگر سخت ظالم اور صالحین کا بے ادب اور گستاخ۔ وہ بھی بڑا عالم تھا مگر ان خرابیوں نے اسے قیامت تک کے لیے مسلمانوں اور صالحین میں بدنام اور مبغوض بنا دیا۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا. ② ''اس وقت؟'' بنوامیہ کے اس دور کے گورنر ظہر کی نماز عموماً تاخیر سے پڑھتے تھے اس لیے اسے تعجب ہوا کہ زوال کے ساتھ ہی خطبہ اور نماز شروع کر دیے جائیں۔ ③ ''ابوعبدالرحمٰن'' یہ حضرت ابن عمر ؓ کی مشہور کنیت تھی۔ عربوں میں محترم شخص کو اس کی کنیت سے پکارا جاتا تھا۔ ④ خطبے کا مختصر ہونا عقل مندی ہے مگر یہ مطلب نہیں کہ نماز سے مختصر ہو بلکہ عام خطبوں سے مختصر ہونا مراد ہے کیونکہ خطبے اور نماز کے بعد عرفے میں وقوف شروع ہوتا ہے جس میں مغرب تک اذکار' دعائیں اور استغفار ہوتے ہیں' لہٰذا خطبہ مختصر ہونے سے وقوف جلدی شروع ہوگا جو کہ مستحب ہے۔ ⑤ حاکم وقت دین کے معاملے میں اہل علم کی رائے پر عمل کرے گا۔ ⑥ شاگرد استاد کی موجودگی میں فتویٰ دے سکتا ہے۔ ⑦ فاجر حاکم کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔

(المعجم ١٩٧) - اَلتَّلْبِيَةُ بِعَرَفَةَ (التحفة ٢٩٧)

باب:١٩٧-عرفات میں لبیک کہنا

٣٠٠٩- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَوْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ: مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟ قُلْتُ: يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ فَقَالَ: لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ! لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ.

٣٠٠٩-حضرت سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات میں تھا۔ وہ فرمانے لگے: کیا وجہ ہے کہ میں لوگوں کو لبیک پکارتے نہیں سنتا؟ میں نے کہا: وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ڈرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے خیمے سے نکلے اور بلند آواز سے پکارا: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ. تعجب ہے کہ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی سنت چھوڑ دی ہے۔

فائدہ: معلوم ہوتا ہے کہ عرفات میں لبیک کہنے میں اختلاف ہو گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قائل تھے۔ ان کے سیاسی مخالفین نے دینی مسائل میں بھی ان کی مخالفت شروع کر دی' حالانکہ سیاسی مخالفت کا اثر مذہب اور مسلک پر نہیں پڑنا چاہیے۔ خیر! لبیک رمی تک وقفے وقفے سے کہتے رہنا چاہیے۔ عرفات ہو یا مزدلفہ۔ یہ جمہور کا مسلک ہے۔ بعض فقہاء' مثلاً: حسن بصری کے نزدیک یوم عرفہ کی صبح کے بعد لبیک نہیں کہنا چاہیے۔ اور بعض کے نزدیک وقوف شروع ہونے کے بعد لبیک ختم کر دیا جائے۔ مسلک جمہور ہی تائید صحیح احادیث سے ہوتی ہے' لہٰذا وہی درست ہے' باقی سب اقوال قیاسی ہیں۔

(المعجم ١٩٨) - اَلْخُطْبَةُ بِعَرَفَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ (التحفة ١٩٨)

باب:١٩٨-عرفات میں خطبہ نماز سے پہلے ہونا چاہیے

٣٠١٠- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ

٣٠١٠-حضرت نبیط رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں نماز سے پہلے ایک سرخ اونٹ پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا۔

٣٠٠٩ـ [إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٣٩٩٣.

٣٠١٠ـ [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب الخطبة بعرفة، ح: ١٩١٦ من حديث سلمة به باختلاف السند، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٠٠ * سلمة رواه عن رجل من الحي ـ مجهول ـ عن أبيه كما في سنن أبي داود، وله شواهد عند أبي داود، ح: ١٩١٧ وغيره.

يَخْطُبُ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ.

فائدہ: یہ روایت شواہد کی بنا پر صحیح ہے اور مسئلہ متفق علیہ ہے کہ خطبہ پہلے ہوگا' پھر ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھی جائیں گی۔

(المعجم ١٩٩) - اَلْخُطْبَةُ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلَى النَّاقَةِ (التحفة ١٩٩)

باب:۱۹۹- عرفات کے دن خطبہ اونٹنی پر دیا جاسکتا ہے

٣٠١١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ.

۳۰۱۱- حضرت نبیط رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو عرفے کے دن سرخ اونٹ پر خطبہ ارشاد فرماتے دیکھا۔

فائدہ: مجمع زیادہ ہو تو آواز سب تک پہنچانے کے لیے کسی اونچی چیز پر چڑھ کر خطبہ دینا ضرورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع تقریباً پورے کا پورا اونٹ پر سوار ہو کر سرانجام دیا تھا تاکہ لوگ آپ کو دیکھ کر مناسک حج سیکھ سکیں۔ خطبے میں تو بدرجۂ اولیٰ اونٹ پر سوار ہونے کی ضرورت ہے۔

(المعجم ٢٠٠) - قَصْرُ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ (التحفة ٢٠٠)

باب:۲۰۰- عرفات میں خطبہ مختصر ہونا چاہیے

٣٠١٢- أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ جَاءَ إِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يُوسُفَ يَوْمَ عَرَفَةَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَأَنَا مَعَهُ فَقَالَ: اَلرَّوَاحَ. إِنْ كُنْتَ

۳۰۱۲- حضرت سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عرفے کے دن' جونہی سورج ڈھلا' حجاج بن یوسف کے پاس آئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہ فرمانے لگے: اگر تو سنت پر عمل کرنا چاہتا ہے تو ابھی (خطبے اور نماز کے لیے) چل۔ وہ کہنے لگا: اس وقت؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔ حضرت سالم نے

٣٠١١- [حسن] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٣٩٩٩.

٣٠١٢- [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٠٨، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٠٣.

تُرِيدُ السُّنَّةَ، فَقَالَ: هٰذِهِ السَّاعَةَ! قَالَ: نَعَمْ، قَالَ سَالِمٌ: فَقُلْتُ لِلْحَجَّاجِ: إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تُصِيبَ الْيَوْمَ السُّنَّةَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الصَّلَاةَ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ: صَدَقَ.

کہا: میں نے حجاج سے کہا: اگر تو آج سنت پر عمل کرنا چاہتا ہے تو خطبہ مختصر کرنا اور نماز جلد شروع کرنا۔ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے (بطور تصدیق) فرمایا: اس نے درست کہا۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے، روایت نمبر: ٣٠٠٨۔

(المعجم ٢٠١) - اَلْجَمْعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ (التحفة ٢٠١)

باب: ٢٠١- عرفات میں ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھنا

٣٠١٣- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا إِلَّا بِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ.

٣٠١٣- حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز اس کے وقت پر پڑھتے تھے مگر مزدلفہ اور عرفات میں (جمع کرتے تھے)۔

فائدہ: اس بات پر اتفاق ہے کہ عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کر کے ظہر کے وقت پڑھی جائیں گی۔ اسی طرح رات کو مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے مزدلفہ میں عشاء کے وقت پڑھی جائیں گی۔ عصر کو ظہر کے ساتھ پڑھنے کا مقصد وقوف میں سہولت ہوگا کیونکہ وقوف کے درمیان لوگوں کو دوبارہ وضو اور جماعت وغیرہ کی تکلیف دینا تنگی کا باعث ہوتا' نیز وقوف بھی سکون سے نہ ہو سکتا۔ ویسے بھی یہ سفر کی حالت ہے۔ سفر میں دو نمازیں ملا کر پڑھنا جائز ہے۔

(المعجم ٢٠٢) - بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الدُّعَاءِ بِعَرَفَةَ (التحفة ٢٠٢)

باب: ٢٠٢- عرفات میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

٣٠١٤- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٣٠١٤- حضرت اسامہ بن زید ؓ بیان کرتے ہیں

٣٠١٣ـ [صحيح] تقدم، ح: ٦٠٩، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٠٥.

٣٠١٤ـ [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٥/ ٢٠٩ عن هشيم به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٠٧، وصححه ابن خزيمة، ◄◄

عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: كُنْتُ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ بِعَرَفَاتٍ فَرَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُو فَمَالَتْ بِهِ نَاقَتُهُ فَسَقَطَ خِطَامُهَا فَتَنَاوَلَ الْخِطَامَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَهُ الْأُخْرَى.

کہ میں (دوران وقوف) عرفات میں نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ آپ ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے لگے۔ اتنے میں آپ کی اونٹنی ایک طرف کو مڑی تو مہار آپ کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپ نے ایک ہاتھ سے مہار پکڑ لی اور دوسرا ہاتھ (دعا کے لیے) اٹھائے رکھا۔

٣٠١٥- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ قُرَيْشٌ تَقِفُ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَسَائِرُ الْعَرَبِ تَقِفُ بِعَرَفَةَ فَأَمَرَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَقِفَ بِعَرَفَةَ ثُمَّ يَدْفَعَ مِنْهَا فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ [البقرة: ١٩٩].

٣٠١٥- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں: قریش مزدلفہ میں ٹھہر جاتے تھے۔ وہ اپنے آپ کو حُمس کہتے تھے۔ اور باقی عرب عرفات میں وقوف کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپ عرفے میں ٹھہریں پھر وہاں سے واپس لوٹیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾ ”تم بھی وہاں سے لوٹا کرو جہاں سے دوسرے لوگ لوٹتے ہیں۔“

فائدہ: قریش اپنے آپ کو باقی عرب سے ممتاز سمجھتے تھے کیونکہ وہ کعبے کے متولی تھے۔ کعبہ کو حمساء بھی کہا جاتا تھا اس لیے وہ اپنے آپ کو اس مناسبت سے حُمس کہتے تھے یعنی ہم کعبہ والے ہیں' لہٰذا ہم حج کے دوران میں حرم سے باہر نہیں جائیں گے۔ عرفات حرم سے باہر واقع ہے اور مزدلفہ حرم کے اندر' اس لیے وہ مزدلفہ ہی میں ٹھہر جاتے تھے۔ باقی حاجی عرفات جاتے اور وہاں سے وقوف کے بعد واپس لوٹتے۔ اسلام آیا تو اس نے مساوات کا حکم دیا کہ حج میں سب برابر ہیں۔

٣٠١٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ:

٣٠١٦- حضرت جبیر بن مطعم ؓ سے روایت ہے

ح: ٢٨٢٤، وتقدم أطرافه، ح: ٢٩١٧، ٢٩٩٨ وغيرهما.

٣٠١٥- أخرجه البخاري، التفسير، باب: "ثم أفيضوا من حيث أفاض الناس"، ح: ٤٥٢٠، ومسلم، الحج، باب في الوقوف وقوله تعالى: "ثم أفيضوا من حيث أفاض الناس"، ح: ١٢١٩ من حديث أبي معاوية الضرير به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠١٣.

٣٠١٦- أخرجه البخاري، الحج، باب الوقوف بعرفة، ح: ١٦٦٤، ومسلم، الحج، باب في الوقوف وقوله تعالى: "ثم أفيضوا . . . الخ"، ح: ١٢٢٠ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٠٩.

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَضْلَلْتُ بَعِيرًا لِي فَذَهَبْتُ أَطْلُبُهُ بِعَرَفَةَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَاقِفًا فَقُلْتُ: مَا شَأْنُ هٰذَا إِنَّمَا هٰذَا؟ مِنَ الْحُمْسِ.

کہ میرا ایک اونٹ گم ہو گیا۔ میں اسے تلاش کرنے کے لیے عرفہ پہنچ گیا۔ یہ عرفے کا دن تھا۔ میں نے نبی ﷺ کو وہاں وقوف کرتے دیکھا۔ میں نے (دل میں) کہا: آپ کا یہاں کیا کام؟ آپ تو حمس میں سے ہیں۔

فوائد و مسائل: ① انھوں نے اسی رسم جاہلیت کی بنا پر یہ بات کہی جس کا ذکر سابقہ حدیث میں ہوا۔ انھیں نئے حکم کا علم نہیں ہوگا۔ ② یاد رہے ان دو حدیثوں اور آئندہ احادیث کا مذکورہ باب سے کوئی تعلق نہیں، البتہ ان سے عرفات میں وقوف کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ احادیث الگ باب کے تحت تھیں جو لکھنے سے رہ گیا۔

٣٠١٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ أَنَّ يَزِيدَ بْنَ شَيْبَانَ قَالَ: كُنَّا وُقُوفًا بِعَرَفَةَ مَكَانًا بَعِيدًا مِنَ الْمَوْقِفِ فَأَتَاهُ ابْنُ مِرْبَعٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ: إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِلَيْكُمْ، يَقُولُ: «كُونُوا عَلٰى مَشَاعِرِكُمْ فَإِنَّكُمْ عَلٰى إِرْثٍ مِنْ إِرْثِ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ».

٣٠١٧- حضرت یزید بن شیبان بیان کرتے ہیں کہ ہم عرفات میں رسول اللہ ﷺ کی جائے وقوف سے بہت دور ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہمارے پاس حضرت ابن مربع انصاری ؓ آئے اور فرمایا: میں تمھاری طرف رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔ آپ فرما رہے ہیں کہ اپنی اپنی جگہوں پر ٹھہرے رہو۔ تم اپنے جد امجد حضرت ابراہیم ؑ کی وراثت پر قائم ہو۔

فائدہ: عرفات سارے کا سارا وقوف کی جگہ ہے۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے جبل رحمت کے قریب وقوف فرمایا تھا لیکن ہر شخص تو اس جگہ وقوف نہیں کر سکتا، لہٰذا جہاں کسی کو جگہ ملے وہیں ٹھہر جائے، ثواب میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

٣٠١٨- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٣٠١٨- حضرت محمد باقر ؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم

٣٠١٧_ [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ماجاء في الوقوف بعرفات والدعاء فيها، ح: ٨٨٣ عن قتيبة به، وقال: "حسن صحيح"، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠١٠، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨١٨، والحاكم: ٤٦٢/١، والذهبي. * سفيان بن عيينة صرح بالسماع عند الحميدي، ح: ٥٧٧.

٣٠١٨_ [إسناده صحيح] تقدم طرفه، ح: ٢٧١٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٠٨.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَحَدَّثَنَا أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ».

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کے پاس گئے اور ان سے نبی ﷺ کے حج کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ”عرفات سارے کا سارا وقوف کی جگہ ہے۔“

فائدہ: وادی عرنہ مستثنیٰ ہے۔ حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ خطبہ اور ظہر و عصر کی نمازیں وادی نمرہ میں ہوتی ہیں جو کہ عرفات سے باہر ہے، پھر وقوف عرفات میں شروع ہوتا ہے۔

(المعجم ٢٠٣) - فَرْضُ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ (التحفة ٢٠٣)

باب:٢٠٣-عرفات میں وقوف فرض ہے

٣٠١٩- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَتَاهُ نَاسٌ فَسَأَلُوهُ عَنِ الْحَجِّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اَلْحَجُّ عَرَفَةُ فَمَنْ أَدْرَكَ لَيْلَةَ عَرَفَةَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ مِنْ لَيْلَةِ جَمْعٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ».

٣٠١٩-حضرت عبدالرحمن بن یعمر ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھا کہ آپ کے پاس کچھ لوگ آئے اور آپ سے حج کے بارے میں سوالات کیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حج وقوف عرفہ کا نام ہے۔ جو شخص مزدلفہ میں گزاری جانے والی رات کی صبح طلوع ہونے سے پہلے عرفات (سے ہو کر مزدلفہ) آجائے اس کا حج پورا ہو گیا۔“

فائدہ: وقوف عرفات حج کا رکن اعظم ہے۔ اگر کوئی مجبور شخص سیدھا میقات سے عرفات پہنچ جائے، خواہ عرفہ کے دن یا اس سے اگلی رات یا طلوع فجر سے قبل یا طلوع فجر کے وقت اور چند لمحوں کا وقوف کر لے تو اس کا حج ہو جاتا ہے لیکن اگر اس سے بھی لیٹ ہو جائے تو اس کا حج نہیں ہوگا۔ فرض ہو تو دوبارہ کرنا ہوگا ورنہ معاف ہے۔ مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ دراصل وقوف عرفات ہی حج ہے، باقی تو سنن و واجبات ہیں جو عام

٣٠١٩- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب من أتى عرفة قبل الفجر ليلة جمع، ح:٣٠١٥ من حديث وكيع به، وصححه ابن خزيمة، ح:٢٨٢٢، والحاكم: ١/٢٧٨، ٤٦٣، ٤٦٤، ووافقه الذهبي. ● سفيان الثوري صرح بالسماع كما سيأتي، ح:٣٠٤٧، وأخرجه أبوداود، ح:١٩٤٩، والترمذي، ح:٨٨٩، ٨٩٠ من حديث سفيان الثوري به.

حالات میں تو ترک نہیں کی جاسکتیں مگر مجبور و معذور کے لیے کچھ گنجائش ہے۔ وقوف کی قضا وقت کے بعد نہیں ہو سکتی جبکہ دیگر سنن حج کی قضا وقت کے بعد بھی ہو سکتی ہے۔

٣٠٢٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَفَاضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عَرَفَاتٍ وَرِدْفُهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَجَالَتْ بِهِ النَّاقَةُ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ لَا تُجَاوِزَانِ رَأْسَهُ فَمَا زَالَ يَسِيرُ عَلَى هَيْئَتِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى جَمْعٍ.

٣٠٢٠- حضرت فضل بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپس لوٹے تو حضرت اسامہ بن زید ؓ آپ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے۔ آپ دونوں ہاتھ اٹھائے دعا فرما رہے تھے کہ آپ کی اونٹنی بدک گئی۔ آپ کے ہاتھ مبارک آپ کے سر سے اونچے نہیں ہوتے تھے۔ آپ اسی حالت میں چلتے رہے حتی کہ مزدلفہ پہنچ گئے۔

فائدہ: حج کا سارا سفر سکون سے ہونا چاہیے نہ کسی کو پکارا جائے نہ راستہ مانگا جائے اور نہ جانور کو تیز کیا جائے بلکہ جانور کو مارنا بھی منع ہے۔ دوران سفر دعا اور ذکر و اذکار پر توجہ دینی چاہیے۔

٣٠٢١- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ: أَفَاضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ وَأَنَا رَدِيفُهُ فَجَعَلَ يَكْبَحُ رَاحِلَتَهُ حَتَّى أَنَّ ذِفْرَاهَا لَيَكَادُ يُصِيبُ قَادِمَةَ الرَّحْلِ وَهُوَ يَقُولُ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ فِي

٣٠٢١- حضرت اسامہ بن زید ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفے سے واپس لوٹے تو میں آپ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا۔ آپ نے اپنی سواری کی مہار کھینچ رکھی تھی حتی کہ اس کے کان کی (جڑ اور) ہڈی پالان کی اگلی لکڑی کو لگ رہی تھی۔ آپ فرما رہے تھے: ”اے لوگو! اطمینان اور وقار اختیار کرو، اونٹوں کو تیز بھگانے سے نیکی حاصل نہیں ہوتی۔“

٣٠٢٠- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ١٨/٢٧٦، ح: ٦٩٨ من حديث عبدالملك به، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٢٥. * عطاء هو ابن أبي رباح، وعبدالله هو ابن المبارك.

٣٠٢١- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٥/٢٠١، ٢٠٧ من حديث حماد بن سلمة به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠١٤، وأخرجه مسلم، ح: ١٢٨٦ من حديث عطاء بن أبي رباح، والبخاري، ح: ١٥٤٣ من حديث ابن عباس به.

إِيضَاعِ الْإِبِلِ».

فائدہ: آپ نے سواری کی مہار اس لیے کھینچ رکھی تھی کہ سواری تیز نہ چلے اور لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ مجمع میں جانور بھگانا سنجیدگی اور وقار کے خلاف ہے البتہ کھلی جگہ ہو اور مزاحمت نہ ہو تو سواری کو تیز چلایا جاسکتا ہے۔

(المعجم ٢٠٤) - اَلْأَمْرُ بِالسَّكِينَةِ فِي الْإِفَاضَةِ مِنْ عَرَفَةَ (التحفة ٢٠٤)

باب:٢٠٤-عرفات سے واپسی کے وقت سکون واطمینان اختیار کرنے کا حکم

٣٠٢٢- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ - يَعْنِي ابْنَ أُمَيَّةَ -، عَنْ أَبِي غَطَفَانَ بْنِ طَرِيفٍ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: لَمَّا دَفَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَنَقَ نَاقَتَهُ حَتّٰى أَنَّ رَأْسَهَا لَيَمَسُّ وَاسِطَةَ رَحْلِهِ وَهُوَ يَقُولُ لِلنَّاسِ: «اَلسَّكِينَةَ السَّكِينَةَ»! عَشِيَّةَ عَرَفَةَ.

٣٠٢٢-حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ عرفات سے واپس لوٹ رہے تھے تو آپ نے اپنی اونٹنی کی مہار کھینچ رکھی تھی حتی کہ اس کا سر پالان کی درمیانی لکڑی کو لگتا تھا۔ آپ لوگوں سے فرما رہے تھے: ”سکون اختیار کرو سکون!“ یہ عرفے کے دن شام کی بات ہے۔

٣٠٢٣- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَكَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ فِي عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِينَ دَفَعُوا: «عَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ»! وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ حَتّٰى إِذَا دَخَلَ مُحَسِّرًا وَهُوَ مِنْ مِنًى قَالَ: «عَلَيْكُمْ

٣٠٢٣-حضرت فضل بن عباس ؓ سے، جو کہ آپ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے، روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (عرفہ سے مزدلفہ کی طرف) لوٹے تو عرفے کی شام اور مزدلفہ کی صبح لوگوں کو فرماتے رہے: ”سکون ووقار اختیار کرو۔“ خود آپ نے اپنی اونٹنی کی مہار کھینچ رکھی تھی حتی کہ جب آپ وادی محسر میں داخل ہوئے جو کہ منٰی کا حصہ ہے تو آپ نے فرمایا: ”رمی کے لیے خذف کی کنکریوں جیسی (چھوٹی چھوٹی) کنکریاں

٣٠٢٢-[إسناده صحيح] وهو في الكبرٰى، ح:٤٠١٥.

٣٠٢٣-أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب إدامة الحاج التلبية حتى يشرع . . . الخ، ح:١٢٨٢ عن قتيبة به.

بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِي يُرْمَى بِهِ»! فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

اٹھاتا۔" رسول اللہ ﷺ مسلسل لبیک کہتے رہے حتی کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کوری کرنا شروع کر دیا۔

٣٠٢٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: أَفَاضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَأَمَرَهُمْ بِالسَّكِينَةِ وَأَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَرْمُوا الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ.

۳۰۲۴-حضرت جابر ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے واپسی کا سفر کیا تو اطمینان و سکون سے چلتے رہے اور لوگوں کو سکون و اطمینان سے چلنے کا حکم دیا' البتہ وادیٔ محسر میں اپنی سواری کو تیز کر لیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ جمرۂ عقبہ (اور دوسرے جمرات) کو خذف کی کنکریوں جیسی کنکریوں سے رمی کریں۔

فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو محقق کتاب نے سنداً ضعیف کہا ہے اور مزید لکھا ہے کہ صحیح مسلم کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے' یعنی مذکورہ روایت محقق کتاب کے نزدیک بھی قابل عمل ہے جبکہ دیگر محققین نے غالباً اسی وجہ سے اسے صحیح کہا ہے۔ بنابریں مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد اور متابعات کی وجہ سے قابل عمل ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد: ٢٢/٣١٨، ٣١٩' وصحيح سنن أبي داود (مفصل) للألباني: ٦/١٨٩، ١٩٠) ② وادیٔ محسر مزدلفہ اور منیٰ کے درمیان ہے۔ یہ وہ وادی ہے جہاں ابرہہ کا لشکر تباہ و برباد ہوا تھا۔ گویا یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی جگہ ہے' اسی لیے رسول اللہ ﷺ اس وادی سے تیزی سے گزرے۔ ہر عذاب والی جگہ سے اسی طرح گزرنے کا حکم ہے' تیز روتے ہوئے یا رونی صورت بنائے ہوئے خاموشی سے گزرنا چاہیے۔ کنکریوں کے سلسلے میں دیکھیے' حدیث نمبر: ۲۹۹۹۔

٣٠٢٥- أَخْبَرَنِي أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ

۳۰۲۵-حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عرفات سے واپس چلے تو فرماتے تھے: "اے اللہ

٣٠٢٤- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب التعجيل من جمع، ح: ١٩٤٤، وابن ماجه، المناسك، باب الوقوف بجمع، ح: ٣٠٢٣ من حديث سفيان الثوري به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠١٦. * أبونعيم هو الفضل بن دكين، وتابعه يحيى بن سعيد القطان كما سيأتي، ح: ٣٠٥٥، أبوالزبير عنعن، وأخرجه مسلم، ح: ١٢٩٩ من حديث أبي الزبير أنه سمع جابر بن عبدالله به مختصرًا جدًا، وهو يغني عنه.

٣٠٢٥- [صحيح] أخرجه أحمد: ٣/٣٥٥ من حديث حماد بن زيد به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠١٧، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ [وَ]جَعَلَ يَقُولُ: «اَلسَّكِينَةَ عِبَادَ اللّٰهِ»! يَقُولُ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَأَشَارَ أَيُّوبُ بِبَاطِنِ كَفِّهِ إِلَى السَّمَاءِ.

کے بندو! سکون و اطمینان اختیار کرو۔" آپ اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ فرما رہے تھے۔ اور (راوی حدیث) ایوب نے اپنی ہتھیلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

(المعجم ٢٠٥) - كَيْفَ السَّيْرُ مِنْ عَرَفَةَ (التحفة ٢٠٥)

باب:٢٠٥-عرفات سے واپسی کے وقت چال کیسی ہونی چاہیے؟

٣٠٢٦- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مَسِيرِ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ: كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ - وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ -.

٣٠٢٦- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے حجۃ الوداع میں نبی ﷺ (کی سواری) کی چال کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا: درمیانی چال چلتے تھے۔ جب خالی جگہ پاتے تو سواری کو مزید تیز فرما دیتے۔

(المعجم ٢٠٦) - اَلنُّزُولُ بَعْدَ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ (التحفة ٢٠٦)

باب:٢٠٦-عرفات سے واپسی پر اترنا

٣٠٢٧- أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَيْثُ أَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ مَالَ إِلَى الشِّعْبِ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ أَتُصَلِّي الْمَغْرِبَ؟ قَالَ:

٣٠٢٧- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب عرفات سے واپس لوٹے تو (راستے میں) ایک گھاٹی کی طرف ہو لیے۔ میں نے عرض کیا: (اللہ کے رسول!) مغرب کی نماز پڑھیں گے؟ فرمایا: "(نہیں) نماز کی جگہ تو آگے (مزدلفہ میں) ہے۔"

٣٠٢٦_ أخرجه البخاري، المغازي، باب حجة الوداع، ح:٤٤١٣ من حديث يحيى القطان، ومسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة ... الخ، ح:١٢٨٦/٢٨٣ من حديث هشام بن عروة به، وهو في الكبرى، ح:٤٠١٩.

٣٠٢٧_ أخرجه مسلم، ح:١٢٨٠/٢٧٩ (انظر الحديث السابق) من حديث إبراهيم بن عقبة، والبخاري، الوضوء، باب إسباغ الوضوء، ح:١٣٩ من حديث كريب به، وهو في الكبرى، ح:٤٠٢١.

«اَلْمُصَلّٰى أَمَامَكَ».

فائدہ: آپ پیشاب کے لیے اترے تھے۔ باب کا مقصد بھی یہی ہے کہ کسی ضرورت کے لیے راستے میں ٹھہرا جا سکتا ہے ورنہ نمازیں تو مزدلفہ ہی میں ہوں گی۔

٣٠٢٨- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنْ أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَزَلَ الشِّعْبَ الَّذِي يَنْزِلُهُ الْأُمَرَاءُ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا خَفِيفًا فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! الصَّلَاةَ قَالَ: «اَلصَّلَاةُ أَمَامَكَ» فَلَمَّا أَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ لَمْ يَحُلَّ آخِرُ النَّاسِ حَتّٰى صَلّٰى.

٣٠٢٨- حضرت اسامہ بن زید ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ (عرفات سے واپسی کے دوران میں) اس گھاٹی میں اترے تھے جہاں (آج کل) امراء وحکام اترتے ہیں۔ آپ نے پیشاب کیا، پھر ہلکا سا وضو کیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! نماز پڑھیں گے؟ فرمایا: ''(نہیں) نماز تو آگے (مزدلفہ میں) جا کر پڑھیں گے۔'' جب ہم مزدلفہ میں آئے تو ابھی سب لوگوں نے اونٹوں سے سامان نہیں اتارے تھے کہ آپ نے مغرب کی نماز پڑھائی۔

فوائد ومسائل: ① گھاٹی میں اترنا کوئی سنت نہیں، نہ صحابہ اترے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا اترنا ضرورت کے لیے تھا۔ ② ''نماز پڑھیں گے؟'' یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں: ''اے اللہ کے رسول! نماز پڑھ لیں'' یا ''اے اللہ کے رسول! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔'' ③ ''سامان نہیں اتارے تھے'' یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ابھی سب لوگ مزدلفہ میں نہیں پہنچے تھے کہ آپ نے نماز پڑھا دی، مگر پہلے معنی زیادہ صحیح ہیں اور دوسری احادیث سے زیادہ مطابقت رکھتے ہیں۔ غور فرمائیں۔

(المعجم ٢٠٧) - اَلْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ (التحفة ٢٠٧)

باب: ٢٠٧- مزدلفہ میں دو نمازیں جمع کر کے پڑھنا

٣٠٢٩- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ يَحْيٰى، عَنْ عَدِيِّ ابْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي

٣٠٢٩- حضرت ابو ایوب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھا تھا۔

٣٠٢٨_[صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٢٠.

٣٠٢٩_[صحيح] تقدم، ح: ٦٠٦، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٢٤. * حماد هو ابن زيد، ويحيى هو ابن سعيد.

أَيُّوبَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ.

فائدہ: یہ مسئلہ بھی متفقہ ہے کہ مغرب کی نماز عرفات یا راستے میں نہیں پڑھی جائے گی بلکہ مزدلفہ میں پڑھی جائے گی' خواہ رات نصف ہو جائے' البتہ عرفات سے واپسی سورج غروب ہونے کے بعد ہو گی۔

۳۰۳۰- أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ: حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنْ دَاوُدَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ.

۳۰۳۰-حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھی تھیں۔

۳۰۳۱- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ لَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلَى إِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا.

۳۰۳۱-حضرت سالم کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں ایک اقامت کے ساتھ پڑھی تھیں۔ ان کے درمیان یا ان کے بعد آپ نے کوئی نوافل ادا نہیں کیے۔

فوائد ومسائل: ① ''ایک اقامت کے ساتھ'' احناف نے اسی کو اختیار کیا ہے بشرطیکہ عشاء کی نماز مغرب سے متصل پڑھ لی جائے اور اگر فاصلہ ہو جائے تو عشاء کے لیے الگ اقامت کہی جائے' البتہ عرفات میں ظہر وعصر دو اقامت سے پڑھی جائیں گی کیونکہ عصر اپنے وقت سے پہلے پڑھی جا رہی ہے۔ لیکن احناف کا یہ موقف صحیح نہیں' اس لیے کہ یہی روایت صحیح بخاری (حدیث نمبر ۱۶۷۳) میں بھی ہے' وہاں دونوں نمازوں کے لیے الگ الگ اقامت کی تصریح موجود ہے اور محدث کبیر شیخ البانی رحمہ اللہ نے انھیں الفاظ کو ''محفوظ'' قرار دیا ہے' اس لیے راجح اور صحیح موقف یہی ہے کہ دو نمازوں کو جمع کرنے کی صورت میں اقامت الگ الگ ہی کہی جائے گی۔ جمہور اہل

۳۰۳۰۔[صحیح] تقدم، ح: ٦٠٩.

۳۰۳۱۔[صحیح] تقدم، ح: ٦٦١.

علم کا مسلک بھی یہی ہے البتہ اذان ایک ہی ہوگی۔ ④ "نوافل ادا نہیں کیے" دو نمازیں جمع کر کے پڑھنے کی صورت میں نوافل نہیں پڑھے جائیں گے خواہ حج میں اکٹھی پڑھی جائیں یا عام سفر میں یا (مجبوراً) گھر میں۔ یہ متفقہ اصول ہے۔ نہ درمیان میں نہ آخر میں یعنی نہ پہلی نماز کے بعد نہ دوسری کے بعد۔ جمع تقدیم کی صورت ہو جیسے عرفات میں تھی یا جمع تاخیر کی جیسے مزدلفہ میں تھی۔

٣٠٣٢- أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: جَمَعَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا سَجْدَةٌ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ وَصَلَّى الْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ. وَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ يَجْمَعُ كَذٰلِكَ حَتّٰى لَحِقَ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ.

٣٠٣٢- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کیا۔ ان کے درمیان کوئی نوافل نہیں پڑھے۔ مغرب کی تین رکعات پڑھیں اور عشاء کی دو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح جمع کرتے تھے حتی کہ اللہ عزوجل سے جا ملے۔

٣٠٣٣- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلّٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِجَمْعٍ بِإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ.

٣٠٣٣- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں ایک اقامت کے ساتھ جمع کیا۔

فائدہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہی روایت صحیح بخاری میں "ہر نماز کے لیے الگ الگ اقامت" کے الفاظ کے ساتھ ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاري، الحج، حدیث: ١٦٧٣) اور یہی محفوظ ہے۔

٣٠٣٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ:

٣٠٣٤- حضرت کریب سے منقول ہے کہ میں

٣٠٣٢- أخرجه مسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة ... الخ، ح: ١٢٨٨ من حديث ابن وهب به.

٣٠٣٣- [صحيح] تقدم، ح: ٤٨٢، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٢٧. * سفيان هو الثوري، وسلمة هو ابن كهيل.

٣٠٣٤- أخرجه مسلم، الحج، باب الإفاضة من عرفات إلى المزدلفة ... الخ، ح: ٢٧٨/١٢٨٠، ٢٧٩ من حديث إبراهيم بن عقبة به باختلاف يسير.

أَخْبَرَنَا حِبَّانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ أَنَّ كُرَيْبًا قَالَ: سَأَلْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَكَانَ رِدْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَقُلْتُ: كَيْفَ فَعَلْتُمْ؟ قَالَ: أَقْبَلْنَا نَسِيرُ حَتَّى بَلَغْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَأَنَاخَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الْقَوْمِ فَأَنَاخُوا فِي مَنَازِلِهِمْ فَلَمْ يَحُلُّوا حَتَّى صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ، ثُمَّ حَلَّ النَّاسُ فَنَزَلُوا فَلَمَّا أَصْبَحْنَا انْطَلَقْتُ عَلَى رِجْلَيَّ فِي سُبَّاقِ قُرَيْشٍ وَرَدِفَهُ الْفَضْلُ.

نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیونکہ وہ عرفے کی شام (واپسی کے وقت) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے۔ میں نے کہا: تم نے کیسے کیا؟ انھوں نے فرمایا: ہم چلتے آئے حتی کہ مزدلفہ پہنچ گئے۔ آپ اترے اور مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر آپ نے لوگوں کو پیغام بھیجا تو انھوں نے اپنے اونٹوں کو اپنی قیام گاہوں میں بٹھایا' لیکن انھوں نے سامان نہیں اتارا حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی' پھر لوگوں نے اپنا سامان وغیرہ اتارا اور اپنی قیام گاہوں میں ٹھہرے۔ جب صبح ہوئی تو میں قریش کے جلد جانے والوں میں پیدل چل پڑا۔ اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے سواری پر بیٹھ گئے۔

(المعجم ٢٠٨) - تَقْدِيمُ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ إِلَى مَنَازِلِهِمْ بِمُزْدَلِفَةَ (التحفة ٢٠٨)

باب:٢٠٨- مزدلفہ سے عورتوں اور بچوں کو صبح سے پہلے ہی ان کی منیٰ والی قیام گاہوں میں بھیج دینا

٣٠٣٥- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ.

٣٠٣٥- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنھیں نبی ﷺ نے مزدلفہ کی رات اپنے کمزوروں (یعنی عورتوں' بچوں' بوڑھوں' مریضوں وغیرہ) کے ساتھ پہلے بھیجا تھا۔

٣٠٣٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ

٣٠٣٦- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

٣٠٣٥- أخرجه البخاري، الحج، باب من قدم ضعفة أهله بليل ... الخ، ح:١٦٧٨، ومسلم، الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة ... الخ، ح:١٢٩٣ من حديث سفيان بن عيينة به، وهو في الكبرى، ح:٤٠٣٥.

٣٠٣٦- أخرجه مسلم، ح:٣٠٢/١٢٩٣ من حديث سفيان بن عيينة به، انظر الحديث السابق، وهو في الكبرى،◀◀

قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ فِيمَنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ.

کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنھیں نبی ﷺ نے مزدلفہ کی رات اپنے کمزوروں یعنی عورتوں اور بچوں میں پہلے ہی بھیج دیا تھا۔

فوائد و مسائل: ① صاحب ذخیرۃ العقبیٰ لکھتے ہیں کہ اکثر نسخوں میں ترجمۃ الباب ایسے ہی ہے لیکن یہ درست نہیں۔ صحیح ترجمۃ الباب یہ ہے: [تَقْدِيمُ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ إِلَى مِنًى مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ] امام نسائی ؒ کی سنن کبریٰ میں اس طرح ہے۔ اس کا مفہوم درج ذیل ہے: ”مزدلفہ سے منیٰ کی طرف عورتوں اور بچوں کو روانہ کر دینا۔“ ملاحظہ فرمایئے: (شرح النسائي للأتيوبي: ٢٥/١٩١) ② مزدلفہ سے منیٰ کو روانگی صبح کی نماز کی ادائیگی کے بعد کچھ ذکر اذکار کر کے سورج طلوع ہونے سے کچھ قبل ہونی چاہیے مگر ضعیف عورتیں اور بچے چونکہ رش میں تکلیف محسوس کریں گے اس لیے انھیں طلوع فجر سے پہلے آدھی رات کے بعد کسی وقت بھی بھیجا جا سکتا ہے مگر وہ رمی سورج طلوع ہونے کے بعد ہی کریں گے البتہ باقی لوگوں سے پہلے کر لیں گے۔ ③ دین کے معاملات میں ہر ایک کو اس کی بساط کے مطابق مکلف ٹھہرایا گیا ہے۔ دینی اعمال سے مقصود لوگوں کو مشقت و تکلیف میں مبتلا کرنا نہیں بلکہ اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ اور وہ ہر کوئی اپنی طاقت کے مطابق بجا لائے گا۔ شریعت نے معذورین کے اعذار کا لحاظ رکھا ہے۔ یہ شریعت محمدیہ کا امتیاز ہے۔ وللہ الحمد.

٣٠٣٧- أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَعَفَّانُ وَسُلَيْمَانُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُشَاشٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ ضَعَفَةَ بَنِي هَاشِمٍ أَنْ يَنْفِرُوا مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ.

٣٠٣٧- حضرت فضل بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بنی ہاشم کے کمزوروں (عورتوں اور بچوں) کو حکم دیا تھا کہ وہ مزدلفہ سے رات ہی کو چل پڑیں۔

٣٠٣٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ أَنَّ أُمَّ

٣٠٣٨- حضرت ام حبیبہ ؓ نے بتایا کہ نبی ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں رات کے اندھیرے میں مزدلفہ سے منیٰ کو چلی جاؤں۔

◀ ح: ٣٠٣٦، وسيأتي، ح: ٣٠٥١. ۞ عمرو هو ابن دينار، وعطاء هو ابن أبي رباح.

٣٠٣٧- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢١٢ من حديث عطاء بن أبي رباح به، وأبويعلى، ح: ٦٧٣٤.

٣٠٣٨- أخرجه مسلم، ح: ١٢٩٢ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، انظر الحديث المتقدم: ٣٠٣٥.

حَبِيبَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهَا أَنْ تُغَلِّسَ مِنْ جَمْعٍ إِلَى مِنًى.

٣٠٣٩- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ: كُنَّا نُغَلِّسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى.

۳۰۳۹- حضرت ام حبیبہ ؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں رات کے اندھیرے میں مزدلفہ سے منیٰ کو چلے جایا کرتے تھے۔

(المعجم ٢٠٩) - اَلرُّخْصَةُ لِلنِّسَاءِ فِي الْإِفَاضَةِ مِنْ جَمْعٍ قَبْلَ الصُّبْحِ (التحفة ٢٠٩)

باب:۲۰۹-عورتوں کو اجازت ہے کہ وہ مزدلفہ سے طلوع فجر سے پہلے چل پڑیں

٣٠٤٠- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَنْصُورٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّمَا أَذِنَ النَّبِيُّ ﷺ لِسَوْدَةَ فِي الْإِفَاضَةِ قَبْلَ الصُّبْحِ مِنْ جَمْعٍ لِأَنَّهَا كَانَتِ امْرَأَةً ثَبِطَةً.

۳۰۴۰- حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت سودہ ؓ کو مزدلفہ سے فجر طلوع ہونے سے قبل چل پڑنے کی اجازت اس لیے دی تھی کہ وہ بھاری جسم والی سست رفتار عورت تھیں۔

فائدہ: حضرت سودہ ؓ وہ پہلی معزز خاتون تھیں جن سے رسول اللہ ﷺ نے اپنی پہلی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ ؓ کی وفات کے بعد نکاح کیا۔ وہ لمبے قد کاٹھ کی عورت تھیں لیکن حجۃ الوداع کے موقع پر وہ کبرسنی کی وجہ سے بوجھل ہو چکی تھیں اور تیز نہ چل سکتی تھیں' اس لیے رسول اللہ ﷺ نے انھیں چند دیگر خواتین اور بچوں کے ساتھ مزدلفہ سے جلدی چل پڑنے کی اجازت دے دی تھی تاکہ وہ بروقت پہنچ سکیں' البتہ انھیں یہ تاکید فرما دی تھی کہ طلوع شمس سے پہلے رمی نہ کریں۔ اس قسم کے ضعیف حضرات کے لیے یہ رخصت اب بھی برقرار ہے۔

٣٠٣٩- [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣٠٤٠- أخرجه البخاري، ح: ١٦٨٠، ومسلم (انظر الحديث الآتي: ٣٠٥٢) من حديث عبدالرحمن بن القاسم به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٣٢.

(المعجم ۲۱۰) - اَلْوَقْتُ الَّذِي يُصَلّٰى فِيهِ الصُّبْحُ بِالْمُزْدَلِفَةِ (التحفة ۲۱۰)

باب:۲۱۰-مزدلفہ میں صبح کی نماز کس وقت پڑھی جائے؟

۳۰۴۱- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلّٰى صَلَاةً قَطُّ إِلَّا لِمِيقَاتِهَا إِلَّا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ صَلَّاهُمَا بِجَمْعٍ وَصَلَاةَ الْفَجْرِ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا.

۳۰۴۱-حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو بے وقت نماز پڑھتے نہیں دیکھا مگر مغرب وعشاء کی نمازیں جو آپ نے مزدلفہ میں (بہت رات گئے) پڑھیں اور اسی رات فجر کی نماز بھی آپ نے وقت (معتاد) سے پہلے پڑھی۔

فوائد ومسائل: ① حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ نفی عام حالات کے اعتبار سے ہے ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ سفر میں نمازوں کا جمع کرنا آپ سے صحیح احادیث سے قطعاً ثابت ہے۔ اسی طرح حج میں عرفہ کے دن عصر کو ظہر کے ساتھ پڑھنا بھی متفقہ مسئلہ ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ کسی مخصوص پس منظر میں ارشاد فرمائے ہوں جس کی تعیین مشکل ہے‘ الا یہ کہ دو نمازوں سے مراد یوم عرفہ کی عصر اور مغرب ہوں اور بے وقت پڑھنے کا مطلب یہ ہو کہ انھیں حکماً مقدم یا مؤخر پڑھنا لازم کر دیا گیا ہو کیونکہ یوم عرفہ کی عصر کو ظہر کے وقت میں ظہر کے ساتھ ملا کر پڑھنا لازم ہے اور مغرب کو اپنے وقت سے مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھنا لازم ہے‘ جبکہ سفر وغیرہ میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنے کی رخصت ہے‘ لازم نہیں۔ ② ”صبح کی نماز“ اس سے ظاہر الفاظ مراد نہیں کیونکہ کسی کے نزدیک بھی مزدلفہ میں صبح کی نماز طلوع فجر سے پہلے ادا کرنا جائز نہیں‘ اس لیے ترجمے میں لفظ ”معتاد“ کا اضافہ کیا گیا ہے‘ یعنی عموماً رسول اللہ ﷺ طلوع فجر اور نماز صبح کی ادائیگی میں کچھ وقفہ فرماتے تھے تاکہ لوگ جمع ہو جائیں۔ مزدلفہ میں لوگ پہلے سے موجود اور تیار تھے‘ لہٰذا جونہی فجر طلوع ہوئی‘ آپ نے کوئی وقفہ یا فاصلہ کیے بغیر فوراً نماز پڑھائی تاکہ بعد میں ذکر اور وقوف کے لیے زیادہ وقت مل سکے۔ سابقہ معمول کی نسبت یہ نماز بہت جلد ادا کی گئی تھی‘ اس لیے مبالغے کے طور پر اسے وقت سے پہلے کہا گیا۔ ③ بعض احناف نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ نماز صبح اسفار میں پڑھنی چاہیے کیونکہ مزدلفہ میں آپ نے نماز صبح غلس میں پڑھی تھی۔ اور بقول ابن مسعود رضی اللہ عنہ باقی دنوں میں اس وقت نہ پڑھتے تھے۔ گویا اسفار میں پڑھتے تھے۔ یہ بات درست نہیں۔ اس روایت کی صحیح توجیہ اوپر بیان ہو گئی ہے۔ باقی رہا رسول اللہ

۳۰۴۱۔[صحیح] تقدم، ح: ۶۰۹.

ﷺ کا عموماً صبح کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھنا تو بہت سی صحیح روایات سے قطعاً ثابت ہے۔ کیا صریح الفاظ کے مقابلے میں اس قسم کی مبہم روایت بلکہ اس کے مفہوم سے استدلال درست ہو سکتا ہے؟ ہاں اسفار (روشنی) میں نماز منع نہیں مگر رسول اللہ ﷺ غلس ہی میں پڑھا کرتے تھے لہٰذا یہی افضل ہے۔ (تفصیلی بحث کتاب المواقیت کے ابتدائیے میں ملاحظہ فرمائیں۔)

(المعجم ۲۱۱) - فِيمَنْ لَمْ يُدْرِكْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ الْإِمَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ (التحفة ۲۱۱)

باب:۲۱۱- جو شخص مزدلفہ میں صبح کی نماز امام کے ساتھ نہ پا سکے؟

۳۰۴۲- أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ وَدَاوُدَ وَزَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَاقِفًا بِالْمُزْدَلِفَةِ فَقَالَ: «مَنْ صَلّٰى مَعَنَا صَلَاتَنَا هٰذِهِ هٰهُنَا ثُمَّ أَقَامَ مَعَنَا وَقَدْ وَقَفَ قَبْلَ ذٰلِكَ بِعَرَفَةَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ».

۳۰۴۲- حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مزدلفہ میں وقوف فرماتے (ٹھہرے) دیکھا۔ آپ نے فرمایا: ”جس شخص نے یہ نماز (نماز فجر) اس جگہ ہمارے ساتھ پڑھی‘ پھر ہمارے ساتھ ٹھہرا رہا اور وہ اس سے قبل دن یا رات کسی وقت عرفات میں وقوف کر چکا ہو تو اس کا حج پورا ہو گیا۔“

فوائد و مسائل: ① فجر کی نماز کی ادائیگی کے بعد جبل قزح کے قریب جا کر یا مزدلفہ میں کسی بھی جگہ ذکر اذکار کرنا وقوف کہلاتا ہے۔ یہ وقوف سورج طلوع ہونے سے کچھ پہلے تک جاری رہے گا۔ سورج طلوع ہونے سے قبل ہی منیٰ کی طرف چل پڑنا مسنون ہے۔ (صحيح البخاري‘ الحج‘ حديث: ۱۶۸۴) ② روایت کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص عرفات سے واپسی میں اتنا لیٹ ہو جائے کہ مزدلفہ میں امام حج کے ساتھ شریک نہ ہو سکے‘ اس کا حج نہیں ہوگا۔ البتہ جو شخص عرفات میں وقوف کر چکا ہو اور وہ صبح سے پہلے مزدلفہ آ گیا ہو مگر نیند وغیرہ کی وجہ سے نماز اور وقوف سے لیٹ ہو گیا ہو‘ اس کا حج پورا ہو جائے گا۔ گویا صبح کی نماز مزدلفہ میں پڑھنا ضروری ہے‘ جماعت کے ساتھ ہو یا الگ۔ یاد رہے! صحیح قول کے مطابق صبح کی نماز مزدلفہ میں ادا کرنا حج کے ارکان میں سے ایک رکن ہے جس کے فوت ہونے سے حج نہیں ہوتا۔ مزید تفصیل

۳۰۴۲۔ [صحيح] أخرجه الترمذي، الحج، باب ما جاء فيمن أدرك الإمام بجمع فقد أدرك الحج، ح: ۸۹۱ من حديث سفيان بن عيينة به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة: ۴/ ۲۵۶، ح: ۲۸۲۱، وابن حبان، ح: ۱۰۱۰، والحاكم: ۱/ ۴۶۳، والذهبي. * سعيد بن عبدالرحمٰن هو ابن حسان القرشي أبوعبيدالله المخزومي المكي، وإسماعيل هو ابن أبي خالد، وداود هو ابن أبي هند، وزكريا هو ابن أبي زائدة.

کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الفقهية الميسّرة' لحسين العودة: ۳۹۱/۴)

٣٠٤٣- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ أَدْرَكَ جَمْعًا مَعَ الْإِمَامِ وَالنَّاسِ حَتَّى يُفِيضَ مِنْهَا فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ وَمَنْ لَمْ يُدْرِكْ مَعَ النَّاسِ وَالْإِمَامِ فَلَمْ يُدْرِكْ».

۳۰۴۳- حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے امام اور لوگوں کے ساتھ مزدلفے کا وقوف پالیا اور پھر وہ منیٰ کو گیا تو اس نے حج پالیا (بشرطیکہ وہ اس سے پہلے عرفات سے ہو آیا ہو)۔ اور جس شخص نے لوگوں اور امام کے ساتھ یہ وقوف نہ پایا (یعنی اتنا لیٹ ہو گیا) تو اس کا حج نہیں ہوا۔“

٣٠٤٤- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ: حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِجَمْعٍ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! إِنِّي أَقْبَلْتُ مِنْ جَبَلَيْ طَيِّءٍ لَمْ أَدَعْ جَبَلًا إِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِي مِنْ حَجٍّ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ صَلَّى هٰذِهِ الصَّلَاةَ مَعَنَا وَقَدْ وَقَفَ قَبْلَ ذٰلِكَ بِعَرَفَةَ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضَى تَفَثَهُ».

۳۰۴۴- حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس مزدلفہ آیا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں بنو طے کے دو پہاڑوں سے آیا ہوں۔ میں نے کسی ٹیلے یا پہاڑ کو نہیں چھوڑا مگر اس پر وقوف کیا ہے تو کیا میرا حج ہو گیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے یہ نماز (فجر کی) ہمارے ساتھ پڑھی جبکہ وہ اس سے پہلے رات یا دن کے کسی حصے میں عرفات میں وقوف کر چکا ہو تو اس کا حج پورا ہو گیا اور اس نے اپنا میل کچیل دور کر لیا۔“

فوائد و مسائل: ① شاید حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ کو بروقت رسول اللہ ﷺ کے اعلان حج کا پتا نہ چلا ہو' بعد میں پتا چلا تو چل پڑے۔ چونکہ تاخیر ہو چکی تھی' لہٰذا سیدھے عرفات آئے اور وہاں سے مزدلفہ پہنچے۔ ② ”کسی ٹیلے یا پہاڑ“ یعنی جس کے بارے میں گمان تھا کہ یہاں ٹھہرنا بھی حج کا حصہ ہے کیونکہ حج پہلے سے عربوں میں معروف تھا اور وہ حج کیا کرتے تھے۔ اور وقوف عرفات متفق علیہ مسئلہ تھا' ورنہ یہ مطلب نہیں کہ بنو طے کے علاقے سے شروع ہو کر مزدلفے تک وہ ہر پہاڑ پر وقوف کرتے آئے تھے۔ یہ تو (عملاً) ناممکن بات ہے۔ ③ اگر کوئی شخص مزدلفہ میں رات کو نہ آ سکے اور وقوف نہ کر سکے تو بعض علماء کے نزدیک اس کا حج نہیں

٣٠٤٣- [صحيح] انظر الحديث السابق.

٣٠٤٤- [صحيح] انظر الحديثين السابقين.

ہوگا۔ لیکن درست یہ ہے کہ مزدلفہ میں وقوف' وجوب کی حیثیت رکھتا ہے' جیسا کہ بعض محققین کا موقف ہے۔ اور ادھر کم از کم نماز فجر ادا کرنا شرط کی حیثیت جیسا کہ عروہ بن مضرس کی دوسری صریح حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ اس میں وقوف عرفات اور پھر مزدلفہ میں نماز فجر پانے کے ساتھ اتمام حج کو مقید کیا گیا ہے جو نماز فجر کی مزدلفہ میں رکنیت کی دلیل ہے۔ جمہور کے نزدیک وقوف واجب ہے لیکن دم سے اس کی تلافی ہو جائے گی' مگر حدیث کے ظاہر الفاظ اس کے خلاف ہیں۔ جمہور کا خیال ہے کہ یہاں نفی جنس کی نہیں بلکہ کمال کی ہے۔ لیکن بلا دلیل اس نفی کو کمال پر محمول کرنا اصول کے خلاف ہے۔ واللہ أعلم۔ ⓸ "میل کچیل دور کر لیا" یعنی وہ رمی وغیرہ کے بعد مقریب حلال ہو جائے گا' پھر وہ حجامت وغیرہ کروائے گا اور اچھی طرح نہائے دھوئے گا۔

٣٠٤٥- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِي السَّفَرِ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ مُضَرِّسِ بْنِ أَوْسِ ابْنِ حَارِثَةَ بْنِ لَامٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِجَمْعٍ فَقُلْتُ: هَلْ لِي مِنْ حَجٍّ؟ فَقَالَ: مَنْ صَلَّى هٰذِهِ الصَّلَاةَ مَعَنَا وَوَقَفَ هٰذَا الْمَوْقِفَ حَتّٰى يُفِيضَ وَأَفَاضَ قَبْلَ ذٰلِكَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضٰى تَفَثَهُ.

٣٠٤٥- حضرت عروہ بن مضرس بن اوس بن حارثہ بن لام ﷜ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس مزدلفہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: کیا میرا حج ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "جس نے یہ نماز (نماز فجر) ہمارے ساتھ (مزدلفہ میں) پڑھی اور ہمارے ساتھ یہ وقوف (وقوف مزدلفہ) کیا حتی کہ منیٰ کو جائے اور اس سے پہلے وہ رات یا دن کو کسی وقت عرفات سے ہو آیا ہو تو اس کا حج پورا ہو گیا اور اس نے اپنا میل کچیل دور کر لیا۔"

٣٠٤٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ مُضَرِّسٍ الطَّائِيُّ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ: أَتَيْتُكَ مِنْ جَبَلَيْ طَيِّءٍ أَكْلَلْتُ مَطِيَّتِي وَأَتْعَبْتُ نَفْسِي مَا بَقِيَ مِنْ حَبْلٍ إِلَّا وَقَفْتُ

٣٠٤٦- حضرت عروہ بن مضرس طائی ﷜ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ کے پاس بنو طے کے پہاڑوں سے آیا ہوں۔ میں نے اپنی سواری کو تھکا دیا ہے اور اپنے آپ کو بھی مشقت میں ڈالا ہے۔ جو بھی ٹیلہ یا پہاڑ آیا' میں نے اس پر وقوف کیا ہے' تو کیا میرا حج ہو گیا؟

٣٠٤٥- [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٤٢.

٣٠٤٦- [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٤٢.

عَلَيْهِ فَهَلْ لِي مِنْ حَجٍّ؟ فَقَالَ: «مَنْ صَلَّى صَلَاةَ الْغَدَاةِ هٰهُنَا مَعَنَا وَقَدْ أَتَى عَرَفَةَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَقَدْ قَضَى تَفَثَهُ وَتَمَّ حَجُّهُ».

آپ نے فرمایا: ”جس شخص نے صبح کی نماز یہاں (مزدلفہ میں) ہمارے ساتھ پڑھ لی جبکہ وہ اس سے پہلے عرفات سے ہو آیا ہو تو اس نے اپنا میل کچیل دور کر لیا اور اس کا حج پورا ہو گیا۔“

٣٠٤٧- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَعْمَرَ الدِّيلِيَّ قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِعَرَفَةَ وَأَتَاهُ نَاسٌ مِنْ نَجْدٍ فَأَمَرُوا رَجُلًا فَسَأَلَهُ عَنِ الْحَجِّ فَقَالَ: «اَلْحَجُّ عَرَفَةُ مَنْ جَاءَ لَيْلَةَ جَمْعٍ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَقَدْ أَدْرَكَ حَجَّهُ، أَيَّامُ مِنًى ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ، وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ» ثُمَّ أَرْدَفَ رَجُلًا فَجَعَلَ يُنَادِي بِهَا فِي النَّاسِ.

٣٠٤٧- حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس عرفے میں موجود تھا جبکہ آپ کے پاس نجد والوں میں سے کچھ لوگ آئے۔ انھوں نے ایک آدمی سے کہا تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے حج کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا: ”حج وقوف عرفہ کا نام ہے۔ جو شخص (عرفہ سے ہو کر) صبح کی نماز سے پہلے مزدلفہ میں آ گیا‘ اس نے حج پا لیا۔ منیٰ کے دن تین ہیں: جو شخص دو دن ٹھہر کر جلدی آ جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو شخص تیسرے دن بھی ٹھہرا رہا‘ اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔“ پھر آپ نے اپنے پیچھے ایک آدمی بٹھایا جو لوگوں میں یہ اعلان کرتا تھا۔

فوائد ومسائل: ① ”منیٰ کے دن تین ہیں“ ویسے تو چار دن ہیں مگر چونکہ یوم نحر میں دوسرے کام بھی ہوتے ہیں‘ اس لیے اسے شمار نہیں فرمایا۔ ١١، ١٢، ١٣ منیٰ کے دن ہیں۔ ان ایام میں تینوں جمروں کو کنکریاں ماری جاتی ہیں لیکن اگر کوئی شخص ١٢ تاریخ کو رمی کر کے منیٰ سے چلا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اسے ١٣ تاریخ کی رمی معاف ہے‘ لیکن اگر کوئی شخص ٹھہرا رہے تو اسے ١٣ تاریخ کی رمی بھی کرنی پڑے گی۔ ② ”اس پر بھی کوئی گناہ نہیں“ بلکہ ثواب ہوگا۔ گناہ کی نفی پہلے جملے کی مناسبت سے ہے‘ ورنہ ٹھہرنا گناہ کا احتمال نہیں رکھتا‘ البتہ جلدی چلے جانے میں گناہ کا احتمال ہو سکتا تھا۔

٣٠٤٨- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٣٠٤٨- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی

٣٠٤٧- [صحيح] تقدم، ح: ٣٠١٩.

٣٠٤٨- أخرجه مسلم، الحج، باب ماجاء أن عرفة كلها موقف، ح: ١٤٩/١٢١٨ من حديث جعفر بن محمد به.

قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: أَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ فَحَدَّثَنَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «اَلْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ».

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مزدلفہ سارے کا سارا وقوف کی جگہ ہے۔“

فائدہ: ممکن نہیں کہ سب لوگ اس جگہ ٹھہریں جہاں رسول اللہ ﷺ ٹھہرے تھے جبکہ حجاج کی تعداد ہر سال بڑھ رہی ہے۔

(المعجم ٢١٢) - اَلتَّلْبِيَةُ بِالْمُزْدَلِفَةِ (التحفة ٢١٢)

باب:٢١٢- مزدلفہ میں لبیک کہنا

٣٠٤٩- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي حَدِيثِهِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ كَثِيرٍ - وَهُوَ ابْنُ مُدْرِكٍ -، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَنَحْنُ بِجَمْعٍ: سَمِعْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ يَقُولُ فِي هٰذَا الْمَكَانِ: «لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ! لَبَّيْكَ».

٣٠٤٩- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ ہم مزدلفہ میں تھے کہ حضرت ابن مسعود ؓ نے فرمایا: میں نے اس شخصیت کو جس پر سورۂ بقرہ اتاری گئی اس جگہ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ پکارتے سنا۔

(المعجم ٢١٣) - وَقْتُ الْإِفَاضَةِ مِنْ جَمْعٍ (التحفة ٢١٣)

باب:٢١٣- مزدلفہ سے (منیٰ کی طرف) واپسی کا وقت

٣٠٥٠- أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ:

٣٠٥٠- حضرت عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر ؓ مزدلفہ میں فرما رہے تھے: جاہلیت والے سورج طلوع ہونے سے پہلے مزدلفہ

٣٠٤٩ـ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب إدامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي جمرة العقبة يوم النحر، ح:١٢٨٣ من حديث أبي الأحوص به، وهو في الكبرى، ح:٤٠٥٣.

٣٠٥٠ـ أخرجه البخاري، الحج، باب: متى يدفع من جمع، ح:١٦٨٤ من حديث شعبة به، وهو في الكبرى، ح:٤٠٥٤.

سَمِعْتُهُ يَقُولُ: شَهِدْتُ عُمَرَ بِجَمْعٍ فَقَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا لَا يُفِيضُونَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُولُونَ: أَشْرِقْ ثَبِيرُ وَإِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَالَفَهُمْ ثُمَّ أَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

سے نہیں چلتے تھے بلکہ کہتے تھے: اے ثبیر! روشن ہو۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت فرمائی، پھر وہ طلوع شمس سے پہلے ہی چل پڑے۔

فائدہ: "اے ثبیر! روشن ہو" ثبیر ایک پہاڑ کا نام ہے جو مزدلفہ کی حدود ہی میں واقع ہے۔ ظاہر ہے سورج طلوع ہو تو اس کی روشنی سب سے پہلے پہاڑ ہی پر پڑتی ہے۔ پہاڑ کے روشن ہونے سے سورج کے طلوع ہونے کا پتا چل جاتا ہے۔ اہل جاہلیت کا مقصد یہ تھا کہ پہاڑ روشن ہوگا، یعنی سورج طلوع ہوگا تو پھر چلیں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ سورج طلوع ہونے سے پہلے چل پڑے، اور یہی سنت ہے اگرچہ مزدلفہ میں سورج طلوع ہونے سے حج کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا کیونکہ رش میں ایسا ممکن ہے۔

(المعجم ٢١٤) - اَلرُّخْصَةُ لِلضَّعَفَةِ أَنْ يُصَلُّوا يَوْمَ النَّحْرِ الصُّبْحَ بِمِنًى (التحفة ٢١٤)

باب: ٢١٤- کمزور عورتوں اور بچوں کو اجازت ہے کہ وہ یوم نحر کو صبح کی نماز منیٰ میں آ پڑھیں

٣٠٥١- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ أَشْهَبَ أَنَّ دَاوُدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُمْ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ حَدَّثَهُمْ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي ضَعَفَةِ أَهْلِهِ فَصَلَّيْنَا الصُّبْحَ بِمِنًى وَرَمَيْنَا الْجَمْرَةَ.

٣٠٥١- حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کمزور عورتوں اور بچوں میں (رات ہی کو) بھیج دیا تھا۔ ہم نے صبح کی نماز منیٰ میں پڑھی اور جمرہ (عقبہ) کو کنکریاں ماریں۔

فائدہ: اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ صبح کی نماز مزدلفہ میں پڑھنا یا بعد میں وقوف کرنا حج کے ارکان میں شامل نہیں۔ اس کے بغیر بھی حج ہو سکتا ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ عورتوں کو رات کے وقت منیٰ جانے کی اجازت نہ دیتے۔ لیکن یہ استدلال محل نظر ہے کیونکہ یہ رخصت صرف ان لوگوں کے لیے ہے جن کا ذکر

٣٠٥١- [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٣٦، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٥٥.

حدیث میں ہو چکا ہے' لہٰذا اس حدیث سے مزدلفہ میں نماز فجر ادا کرنے کی عدم رکنیت کی دلیل پکڑنا درست نہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے نماز میں قیام رکن کی حیثیت رکھتا ہے لیکن ضعیف شخص جو اس کا متحمل نہیں وہ اس رکن سے مستثنیٰ ہے۔ اسی طرح مزدلفہ میں نماز فجر کی ادائیگی کا مسئلہ ہے۔ واللہ اعلم.

۳۰۵۲- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَدِدْتُ أَنِّي اسْتَأْذَنْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَمَا اسْتَأْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ بِمِنًى قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسُ وَكَانَتْ سَوْدَةُ امْرَأَةً ثَقِيلَةً ثَبِطَةً فَاسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَذِنَ لَهَا فَصَلَّتِ الْفَجْرَ بِمِنًى وَرَمَتْ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسُ.

۳۰۵۲- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ کاش میں رسول اللہ ﷺ سے (مزدلفہ سے رات کو منیٰ چلے جانے کی) اجازت طلب کرتی' جیسے حضرت سودہ ؓ نے اجازت طلب کر لی تھی اور میں بھی فجر کی نماز لوگوں کے آنے سے پہلے منیٰ میں پڑھ لیتی۔ حضرت سودہ ؓ بوجھل اور سست رفتار خاتون تھیں۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کر لی تھی اور آپ نے انھیں اجازت دے دی تھی۔ تو انھوں نے فجر کی نماز منیٰ میں پڑھی اور لوگوں کے آنے سے پہلے پہلے رمی کر لی تھی۔

فائدہ: اگرچہ یہ اجازت ہر معذور شخص کو حاصل ہے کیونکہ شریعت کسی مخصوص دور یا اشخاص کے لیے نہیں' مگر حضرت عائشہ ؓ نے مناسب سمجھا کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا تھا' ساری عمر اسی طرح کرتی رہیں' خواہ اس میں مشقت اور تکلیف بھی ہو۔ یہ ان کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کا عظیم ثبوت ہے' لیکن معذور شخص رخصت پر عمل کر سکتا ہے۔

۳۰۵۳- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ مَوْلًى لِأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَهُ

۳۰۵۳- حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ کے ایک مولیٰ (آزاد کردہ غلام) سے روایت ہے کہ میں حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ کے ساتھ رات کے اندھیرے ہی میں منیٰ آ گیا تو میں نے ان سے کہا کہ ہم منیٰ میں

۳۰۵۲۔ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء وغيرهن من مزدلفة ... الخ، ح: ۱۲۹۰/ ۲۹۵ من حديث عبدالله بن عمر به، وانظر، ح: ۳۰٤۰.

۳۰۵۳۔ [صحيح] وهو في الموطأ (يحيى): ۱/ ۳۹۱ * مولى لأسماء هو عبدالله بن كيسان كما في التقريب.

قَالَ: جِئْتُ مَعَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ مِنًى بِغَلَسٍ، فَقُلْتُ لَهَا: لَقَدْ جِئْنَا مِنًى بِغَلَسٍ، فَقَالَتْ: قَدْ كُنَّا نَصْنَعُ هٰذَا مَعَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ.

اندھیرے ہی میں آ گئے ہیں۔ وہ فرمانے لگیں: ہم اس شخصیت کے ہوتے ہوئے ایسا کیا کرتے تھے جو تجھ (اور ہم) سے بہت افضل تھی۔

٣٠٥٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَأَنَا جَالِسٌ مَعَهُ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسِيرُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ دَفَعَ؟ قَالَ: كَانَ يُسَيِّرُ نَاقَتَهُ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ.

٣٠٥٤- حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا' جبکہ میں بھی ان کے پاس بیٹھا تھا کہ رسول اللہ ﷺ جب حجۃ الوداع میں واپس چلے تو آپ کی رفتار کیسی تھی؟ انھوں نے فرمایا: آپ اپنی اونٹنی کو درمیانی چال سے چلا رہے تھے' البتہ جب خالی جگہ پاتے تو (مزید) تیز فرما دیتے۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث نمبر: ٣٠٢١۔

(المعجم ٢١٥) - اَلْإِيضَاعُ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ (التحفة ٢١٥)

باب: ٢١٥- وادی محسر میں سواری کو تیزی کے ساتھ گزارنا

٣٠٥٥- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ.

٣٠٥٥- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وادی محسر میں اونٹنی کو بہت تیز کر دیا تھا۔

فائدہ: تفصیل کے لیے دیکھیے' حدیث نمبر: ٣٠٢٣۔

٣٠٥٦- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَارُونَ

٣٠٥٦- حضرت محمد باقر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ہم

٣٠٥٤_[صحيح] تقدم، ح: ٣٠٢٦.

٣٠٥٥_[صحيح] تقدم طرفه، ح: ٣٠٢٤، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٥٩.

٣٠٥٦_[إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٨٦٤ من حديث حاتم به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٦٠، وأصله في صحيح مسلم، ح: ١٢١٨.

قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ دَفَعَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَأَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ الْعَبَّاسِ حَتَّى أَتَى مُحَسِّرًا حَرَّكَ قَلِيلًا، ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوُسْطَى الَّتِي تُخْرِجُكَ عَلَى الْجَمْرَةِ الْكُبْرَى حَتَّى أَتَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمَى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا - حَصَى الْخَذْفِ - رَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي.

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کے پاس گئے اور میں نے ان سے کہا: ہمیں نبی ﷺ کے حج کے بارے میں بیان فرمایئے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ مزدلفہ سے سورج طلوع ہونے سے پہلے چل پڑے اور آپ نے حضرت فضل بن عباس ؓ کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھالیا حتی کہ جب وادی محسر میں پہنچے تو سواری کو کچھ تیز کر دیا۔ پھر اس درمیانی راستے سے چلے جو تجھے بڑے جمرے (جمرۂ عقبہ) پر جا پہنچاتا ہے حتی کہ آپ اس جمرے کے پاس پہنچے جو "شجرہ" کے پاس ہے۔ پھر آپ نے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ اللہ أکبر کہتے تھے۔ اور وہ کنکریاں خذف کی کنکریوں جیسی (چھوٹی چھوٹی) تھیں۔ آپ نے یہ رمی وادی کے نشیب کی طرف سے کی تھی۔

(المعجم ٢١٦) - اَلتَّلْبِيَةُ فِي السَّيْرِ (التحفة ٢١٦)

باب:٢١٦-(مزدلفہ سے منیٰ کو) چلتے وقت لبیک کہنا

٣٠٥٧- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيبٍ -، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ جُرَيْجٍ وَعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمَى الْجَمْرَةَ.

٣٠٥٧- حضرت فضل بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے سوار تھا (یعنی مزدلفہ سے منیٰ تک)۔ آپ لبیک کہتے رہے حتی کہ آپ نے جمرے کی رمی شروع کی۔

٣٠٥٧- أخرجه البخاري، باب التلبية والتكبير غداة النحر حتى يرمي الجمرة ... الخ، ح: ١٦٨٥، ومسلم، الحج، باب استحباب إدامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي جمرة العقبة يوم النحر، ح: ١٢٨١/ ٢٦٧ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٦١.

٣٠٥٨- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَبّٰى حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ.

٣٠٥٨- حضرت ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ لبیک پڑھتے رہے حتی کہ آپ نے جمرے کو رمی کی۔

فائدہ: جمہور اہل علم کے قول کے مطابق جمرۂ عقبہ کی رمی تک لبیک کہنا چاہیے، یعنی پہلی کنکری کے ساتھ ہی لبیک روک دیا جائے اور تکبیر شروع کر دی جائے۔ ان کی دلیل مذکورہ حدیث ہے۔ امام احمد اور بعض اصحاب شافعی ؒ کا موقف یہ ہے کہ رمی مکمل ہونے تک تلبیہ پکارا جائے، جونہی آخری کنکری ماری جائے، تلبیہ بند کر دیا جائے۔ از روئے دلیل یہی موقف راجح ہے۔ جمہور کی دلیل میں ابہام ہے، جبکہ مؤخر الذکر موقف کے حاملین کی دلیل صریح اور دوٹوک ہے۔ ابن خزیمہ میں بواسطہ ابن عباس فضل بن عباس ؓ سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں: [أَفَضْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ عَرَفَاتٍ، فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ قَطَعَ التَّلْبِيَةَ مَعَ آخِرِ حَصَاةٍ] "میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہی عرفات سے واپس لوٹا، آپ بدستور جمرۂ عقبہ کی رمی تک تلبیہ پکارتے رہے، آپ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے، پھر آپ ﷺ نے آخری کنکری کے ساتھ تلبیہ موقوف کر دیا ہے۔" اس کے بعد امام ابن خزیمہ ؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور دیگر مبہم روایات کی تفسیر کرتی ہے اور آپ ﷺ کے قول "حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ" سے مراد یہ ہے کہ یہاں تک کہ آپ نے رمی کی تکمیل فرمائی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: (فتح الباري: ٣/٥٣٣) بہر حال آخری کنکری مارنے تک تلبیہ کہنے کی ممکنہ صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہہ کر ساتھ تلبیہ بھی پکار لیا جائے۔ اگر صرف تکبیر ہی پر اکتفا کیا جائے اور اس وقت تلبیہ نہ بھی کہا جائے تو جائز ہے۔ واللہ أعلم۔

(المعجم ٢١٧) - اِلْتِقَاطُ الْحَصٰى (التحفة ٢١٧)

باب: ٢١٧- کنکریاں چننا

٣٠٥٩- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

٣٠٥٩- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے

٣٠٥٨- [صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٣٤٤ عن عبدالرحمٰن بن مهدي به، وأخرجه ابن ماجه، ح: ٣٠٣٩ من حديث أيوب عن سعيد بن جبير به، وسنده حسن، وله شواهد عند البخاري، ح: ١٦٨٥، ومسلم، ح: ١٢٨٠ وغيرهما. ● سفيان هو الثوري، وحبيب هو ابن أبي ثابت.

٣٠٥٩- [إسناده صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب قدر حصى الرمي، ح: ٣٠٢٩ من حديث عوف الأعرابي به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٦٣، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٨٦٧، وابن حبان، ح: ١٠١١، ◀

الدَّوْرَقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ ﷺ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ: «هَاتِ الْقُطْ لِي» فَلَقَطْتُ لَهُ حَصَيَاتٍ هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ فَلَمَّا وَضَعْتُهُنَّ فِي يَدِهِ قَالَ: «بِأَمْثَالِ هٰؤُلَاءِ! وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ».

کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے جمرۂ عقبہ کی رمی والی صبح (١٠ ذوالحجہ) کو جبکہ آپ اپنی سواری پر سوار تھے فرمایا: "میرے لیے کنکریاں چنو۔" میں نے (چھوٹی چھوٹی) کنکریاں چنیں جو خذف کی کنکریوں جیسی تھیں۔ جب میں نے وہ آپ کے ہاتھ میں رکھیں تو آپ نے فرمایا: "اس قسم کی کنکریوں سے رمی کرنی چاہیے۔ دین میں غلو (حد سے بڑھ جانے) سے بچو کیونکہ تم سے پہلی قوموں کو دین میں غلو نے ہلاک کیا۔"

فوائد ومسائل: ① پہلے دن کی رمی کی کنکریوں کی تعداد سات ہے۔ یہ کنکریاں کہیں سے بھی اٹھائی جا سکتی ہیں' البتہ یہ کہنا کہ جمرات کے پاس سے نہیں اٹھائی جا سکتیں بے دلیل موقف ہے' نیز مزدلفہ ہی سے کنکریاں اٹھانے کو مستحب قرار دینا بھی محل نظر ہے۔ ② کنکریاں چھوٹی چھوٹی ہونی چاہئیں جو عموماً بچے نشانہ بازی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ جن سے کوئی جانور شکار نہیں کیا جا سکتا' البتہ آنکھ وغیرہ کو زخمی کر سکتی ہیں کیونکہ آنکھ نازک عضو ہے۔ رمی کے لیے چھوٹی کنکریاں اس لیے ضروری ہیں کہ اگر کسی کو لگ جائیں تو نقصان نہ ہو۔ تقریباً چنے کے دانے کے برابر ہوں۔ ③ "غلو" یعنی مقررہ حد سے بڑھ جانا۔ مذکورہ بالا مسئلے میں غلو یہ ہے کہ بڑے بڑے ڈھیلے مارے جائیں جس سے کوئی زخمی ہو سکتا ہے۔ ④ "ہلاک کیا" یعنی گمراہ کیا جو عذاب کا سبب ہے اور یہی اصل ہلاکت ہے۔

(المعجم ٢١٨) - مِنْ أَيْنَ يَلْتَقِطُ الْحَصٰى (التحفة ٢١٨)

باب:٢١٨- کنکریاں کہاں سے چنے؟

٣٠٦٠- أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ، عَنْ عَبْدِ

٣٠٦٠- حضرت فضل بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو عرفات سے شام کو چلتے وقت اور مزدلفہ کی صبح فرمایا: "سکون و اطمینان

والحاكم: ١/ ٤٦٦، والذهبي.

٣٠٦٠- [صحيح] تقدم، ح: ٣٠٢٣، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٦٤.

سامنے آیا۔ انھوں نے اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ زمین میں دھنس گیا۔ پھر دوسرے جمرے کے پاس رونما ہوا' انھوں نے پھر اسے سات کنکریاں ماریں' حتی کہ وہ زمین میں دھنس گیا' پھر وہ تیسرے جمرے کے پاس ان کے سامنے آ گیا' انھوں نے پھر اسے سات کنکریاں ماردیں یہاں تک کہ وہ دھنس گیا۔ راوی حدیث ابن عباس ﷜ فرماتے ہیں: (اب تم گویا) شیطان کو پتھر مارتے ہو اور اپنے باپ ابراہیم ﷤ کی ملت کی پیروی کرتے ہو۔ دیکھیے: (مسند أحمد: ۱/ ۲۹۷، ۲۹۸ وصحیح الترغیب والترہیب' للألباني' رقم الحدیث: ۱۱۵۲) ② محرم خیمے یا چھتری وغیرہ کا سایہ حاصل کرسکتا ہے۔

٣٠٦٣- أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيْمَنُ بْنُ نَابِلٍ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْمِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ صَهْبَاءَ لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا إِلَيْكَ إِلَيْكَ.

۳۰۶۳- حضرت قدامہ بن عبداللہ ﷜ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو قربانیوں والے دن اپنی بھورے رنگ کی اونٹنی پر سوار جمرۂ عقبہ کو رمی کرتے دیکھا۔ نہ سواریوں کو مارا جارہا تھا' نہ انھیں بھگایا جارہا تھا اور نہ ہٹو بچو کا شور تھا۔

فوائد ومسائل: ① یہ نبیٔ اکرم ﷺ کے حسن اخلاق کی بڑی شاندار مثال ہے جسے موجودہ حکمران پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ آج کل کے حکمرانوں کی جلسہ گاہوں اور اجتماع گاہوں میں دھکم پیل اور شور شرابا دیدنی ہوتا ہے۔ کوئی ان کے قریب پھٹکنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ صرف یہی نہیں بلکہ جس راستے سے انھوں نے گزرنا ہو وہاں اور اس کے اردگرد دیگر راستوں پر ٹریفک گھنٹوں بلاک رہتی ہے۔ ہر چھوٹا بڑا اس سے متاثر ہوتا ہے اور نظام زندگی معطل ہو کر رہ جاتا ہے۔ ٹریفک میں پھنسی ایمبولینسیں ہوٹر بجا کر اپنی بے بسی پر نوحہ کناں ہوتی ہیں کہ شاید ہمارے حکمرانوں کو کچھ احساس ہو' مگر حکمران' جو اپنے آپ کو انسانوں سے بالاتر کوئی اور مخلوق سمجھتے ہیں اور اس ملک اور اس کی ہر ایک چیز کو اپنی جاگیر سمجھتے ہیں' ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ اللہ ہدایت نصیب فرمائے۔ ② رمی جمرات کے وقت دھکم پیل سے لوگوں کو ایذا نہیں دینی چاہیے بلکہ حسن ادب' لحاظ' برداشت' درگزر اور نظم و ضبط کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

٣٠٦٤- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ:

۳۰۶۴- حضرت جابر بن عبداللہ ﷜ بیان کرتے

٣٠٦٣_ [إسناده حسن] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب رمي الجمار راكبًا، ح: ٣٠٣٥ من حديث وكيع به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٦٧، وصححه ابن خزيمة: ٤/ ٢٧٨، ح: ٢٨٧٨، وقال الترمذي، ح: ٩٠٣ "حسن صحيح".

٣٠٦٤_ أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب رمي جمرة العقبة يوم النحر راكبًا . . . الخ، ح: ١٢٩٧ من حديث ◄◄

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوالزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْمِي الْجَمْرَةَ وَهُوَ عَلَى بَعِيرِهِ وَهُوَ يَقُولُ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! خُذُوا مَنَاسِكَكُمْ فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ عَامِي هٰذَا».

ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اونٹ پر سوار جمرہ کو رمی کرتے دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے: ”اے لوگو! مجھ سے حج کی عبادات کے طریقے سیکھ لو۔ شاید میں اس سال کے بعد حج نہ کرسکوں۔“

فائدہ: ”شاید“ دراصل آپ کو بہت سے قرائن کی بنا پر معلوم ہو چکا تھا کہ یہ میری دنیوی زندگی کا آخری سال ہے اور اسے آپ نے اشارات وکنایات میں لوگوں پر ظاہر بھی کر دیا تھا۔ مندرجہ بالا جملہ بھی اسی بات کا اظہار ہے۔ حج نہ کر سکنے کا مطلب بھی وفات ہی ہے۔ ”شاید“ کا لفظ پیغمبرانہ شان ہے کہ باوجود یقین کے امکان ظاہر کیا کیونکہ ایسے معاملات بہرصورت اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہیں۔ صرف تین ماہ بعد پیارے رسول اللہ ﷺ اپنے مولا ورفیق اعلیٰ کو پیارے ہو گئے۔ فِدَاهُ نَفْسِي وَ رُوحِي وَ أَبِي وَ أُمِّي ﷺ.

(المعجم ۲۲۱) - وَقْتُ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ (التحفة ۲۲۱)

باب:۲۲۱- نحر کے دن جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارنے کا وقت

۳۰۶۵- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الثَّقَفِيُّ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: رَمَى رَسُولُ اللهِ ﷺ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَرَمَى بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ.

۳۰۶۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی والے دن چاشت کے وقت (دن چڑھے) رمی کی اور یوم نحر کے بعد جب سورج ڈھلتا اس وقت رمی کرتے۔

فوائد ومسائل: ① ”یوم نحر“ ۱۰ ذوالحجہ کو کہا جاتا ہے۔ اگرچہ قربانی مابعد دنوں میں بھی کی جا سکتی ہے مگر قربانی کا دن ۱۰ ذوالحجہ ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک سو اونٹ یوم نحر ہی کو قربان کر دیے تھے۔ ② یوم نحر رمی کا وقت

◀◀ ابن جريج به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٦٨.

۳۰۶۵_ أخرجه مسلم، الحج، باب بيان وقت استحباب الرمي، ح: ١٢٩٩/ ٣١٤ من حديث ابن إدريس به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٦٩.

طلوع شمس سے شروع ہوتا ہے، جب بھی موقع ملے حتی کہ دن کو نہ کر سکے تو رات کو کرے۔ باقی دنوں میں رمی کا وقت زوال شمس سے شروع ہوتا ہے، نیز باقی دنوں میں سب جمروں کو رمی کی جاتی ہے۔

(المعجم ٢٢٢) - اَلنَّهْيُ عَنْ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ (التحفة ٢٢٢)

باب: ۲۲۲- جمرۂ عقبہ کو سورج طلوع ہونے سے پہلے رمی کرنے کی ممانعت

٣٠٦٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِىءُ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أُغَيْلِمَةَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَى حُمُرَاتٍ يَلْطَحُ أَفْخَاذَنَا وَيَقُولُ: «أُبَيْنِيَّ! لَا تَرْمُوا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ».

۳۰۶۶- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں یعنی خاندان عبدالمطلب کے بچوں کو رسول اللہ ﷺ نے گدھوں پر سوار کر کے (صبح سے پہلے ہی) بھیج دیا تھا۔ آپ ہماری رانوں کو تھپتھپاتے تھے اور فرماتے تھے: ”اے میرے بیٹو! سورج طلوع ہونے سے پہلے جمرۂ عقبہ کو رمی نہ کرنا۔“

فائدہ: محقق کتاب نے اس روایت کو انقطاع کی وجہ سے ضعیف کہا ہے۔ حسن عرنی ابن عباس ؓ سے بیان کر رہا ہے جبکہ اس کا ابن عباس ؓ سے سماع ثابت نہیں ہے لیکن یہ روایت دیگر طرق سے آئی ہے جو کہ متصل ہیں، مثلاً: ترمذی میں یہ روایت مقسم عن ابن عباس کے واسطے سے مروی ہے۔ دیکھیے: (حدیث: ۸۹۳) اور عطاء نے مقسم کی متابعت بھی کی ہے، لہٰذا یہ روایت دیگر طرق سے صحیح ثابت ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ۲۶/۴۱-۴۵)

٣٠٦٧- أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ

۳۰۶۷- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں (عورتوں اور بچوں) کو صبح سے پہلے ہی بھیج دیا تھا۔ اور آپ نے انھیں

٣٠٦٦- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، المناسك، باب التعجيل من جمع، ح: ١٩٤٠ من حديث سفيان الثوري به، وصرح بالسماع عنده، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٧٠ * والحسن العرني ثقة، أرسل عن ابن عباس (تقريب)، وللحديث شواهد ضعيفة عند الطحاوي (مشكل الآثار: ٤/ ٣٨٢-٣٨٤ وغيره).

٣٠٦٧- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، ح: ١٩٤١ (انظر الحديث السابق) من حديث حبيب بن أبي ثابت به، وعنعن، والحديث في الكبرى، ح: ٤٠٧١.

عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدَّمَ أَهْلَهُ وَأَمَرَهُمْ أَنْ لَا يَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ.

حکم دیا تھا کہ جب تک سورج طلوع نہ ہو وہ جمرے کو رمی نہ کریں۔

فائدہ: محقق کتاب نے اس روایت کو حبیب بن ابی ثابت کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف کہا ہے لیکن یہاں ان کا عنعنہ مضر نہیں کیونکہ اس کی تائید متعدد صحیح طرق سے ہوتی ہے' لہٰذا یہ روایت صحیح ہے۔ واللہ أعلم. مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي:٢٦/٤١-٤٥)

(المعجم ٢٢٣) - اَلرُّخْصَةُ فِي ذٰلِكَ لِلنِّسَاءِ (التحفة ٢٢٣)

باب: ٢٢٣- اس مسئلے (طلوع شمس سے قبل رمی کرنے) میں عورتوں کو رخصت ہے

٣٠٦٨- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ خَالَتِهَا عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَمَرَ إِحْدَى نِسَائِهِ أَنْ تَنْفِرَ مِنْ جَمْعٍ لَيْلَةَ جَمْعٍ فَتَأْتِيَ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَتَرْمِيَهَا وَتُصْبِحَ فِي مَنْزِلِهَا - وَكَانَ عَطَاءٌ يَفْعَلُهُ حَتَّى مَاتَ.

٣٠٦٨- ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک زوجۂ محترمہ کو اجازت دی تھی کہ وہ مزدلفہ سے رات ہی کو چلی جائے اور جا کر جمرۂ عقبہ کو رمی کرے اور صبح کے وقت اپنے (منیٰ والے) خیمے میں پہنچ جائے۔ راوئ حدیث حضرت عطاء بھی اپنی وفات تک اسی طرح کرتے رہے۔

فائدہ: امام نسائی ؒ مختلف روایات میں تطبیق دینا چاہتے ہیں۔ بہت سی روایات میں صراحتاً حکم ہے کہ طلوع شمس سے قبل رمی نہ کی جائے اس روایت میں آپ نے اجازت دی ہے۔ گویا عورتوں کو طلوع شمس سے قبل رمی کی اجازت ہے کیونکہ وہ کمزور ہوتی ہیں' مزاحمت نہیں کر سکتیں۔ بعض نے صرف آپ کی زوجۂ محترمہ کے لیے خصوصی اجازت کا قول ذکر کیا ہے۔ جو علماء طلوع شمس سے قبل بھی رمی کے قائل ہیں ان کی مضبوط ترین ایک دلیل حضرت اسماء ؓ کی حدیث بھی ہے' جس میں ان کے چاند غروب ہونے کے بعد جلد نکلنے کا ذکر ہے۔ نماز فجر سے قبل انھوں نے رمی کی اور پھر فجر کی نماز پڑھی۔ (صحيح البخاري' الحج' حديث:١٦٧٩) لیکن بعض محققین کے نزدیک یہ دلیل محل نظر ہے کیونکہ یہ عمل ان کی ذاتی رائے یا اجتہاد کے پیش نظر تھا۔ حدیث میں یہ تصریح نہیں کہ رمی بھی رسول اللہ ﷺ کی اجازت ہی سے کی گئی تھی' لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا طلوع شمس سے قبل

٣٠٦٨_[إسناده حسن] وهو في الكبرى، ح: ٤٠٧٢.

ہر کسی کو رمی کرنے سے روکنا، نیز یہ کہ آپ کا عمل بھی یہی تھا کہ آپ نے رمی طلوع شمس کے بعد ہی کی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ رمی طلوع شمس کے بعد ہی کرنی چاہیے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک بجائے ترجیح کے تطبیق زیادہ مناسب ہے۔ ان کے نزدیک طلوع شمس کے بعد رمی مستحب اور اس سے قبل جائز ہے۔ وہ حدیث میں وارد نہی کو نہی تنزیہ پر محمول کرتے ہیں۔ دلائل کی رو سے یہی موقف راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ أعلم۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (فتح الباري: ٣/٥٢٨، ٥٢٩، و ذخيرة العقبى شرح سنن النسائي: ٢٦/٤١-٤٥)

(المعجم ٢٢٤) - اَلرَّمْيُ بَعْدَ الْمَسَاءِ (التحفة ٢٢٤)

باب: ٢٢٤- شام کے بعد رمی کرنا

٣٠٦٩- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسْئَلُ أَيَّامَ مِنًى فَيَقُولُ: «لَا حَرَجَ» فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ قَالَ: «لَا حَرَجَ» فَقَالَ رَجُلٌ: رَمَيْتُ بَعْدَ مَا أَمْسَيْتُ، قَالَ: «لَا حَرَجَ».

٣٠٦٩- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے منیٰ کے دنوں میں مختلف سوالات کیے جاتے تھے تو آپ فرماتے تھے: ”کوئی حرج نہیں۔“ چنانچہ ایک آدمی نے پوچھا: میں نے قربانی ذبح کرنے سے قبل سر منڈا لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں۔“ ایک آدمی نے کہا: میں نے شام ہونے کے بعد رمی کی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں۔“

فوائد ومسائل: ① رمی کا وقت تو دن ہے مگر دن میں رمی نہ ہو سکے تو رات کو کرنی پڑے گی، لیکن ایسا کسی مجبوری ہی کی بنا پر ہو سکتا ہے۔ یوم نحر کو چار کام بالترتیب کیے جاتے ہیں: رمی، قربانی، حجامت اور طواف وداع۔ البتہ اگر ترتیب میں فرق پڑ جائے تو اس روایت کی رو سے کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ ترتیب سنت ہے، فرض نہیں۔ اگرچہ جہالت یا غلطی سے ترتیب قائم نہ رہے تو وہ معذور ہے۔ اس پر کوئی تاوان نہیں۔ بعض فقہاء نے اس روایت کو گناہ کی نفی پر محمول کیا ہے اور بے ترتیبی کی صورت میں وہ جانور ذبح کرنے کے قائل ہیں، مگر کسی مرفوع روایت سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ جمہور اہل علم کسی تاوان کے قائل نہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اگر قارن یا متمتع قربانی ذبح کرنے سے قبل حجامت بنوا لے تو اسے بطور سزا جانور ذبح کرنا ہوگا۔ ﴿وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ﴾ (البقرة ٢:١٩٦) لیکن اس سے مراد تو یہ ہے کہ عمداً ایسے نہیں کرنا چاہیے

٣٠٦٩- أخرجه البخاري، الحج، باب إذا رمى بعد ما أمسى أو حلق ... الخ، ح: ١٧٣٥ من حديث يزيد بن زريع به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٧٣.

جیسا کہ ”وَلَا تَخْلِفُوْا“ سے اشارہ ملتا ہے۔ وگرنہ سہواً یا لاعلمی کی وجہ سے ایسے ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان عالی سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ شارع ہیں اور قرآن کی غرض کو یقیناً جانتے تھے۔ ⑨ نبی اکرم ﷺ نے کما حقہ دین کے احکام پہنچائے اور صحابۂ کرام ؓ نے اس قدر اہتمام اور لگن سے سیکھے کہ سیکھنے کا حق ادا کر دیا۔

(المعجم ٢٢٥) - رَمْيُ الرُّعَاءِ (التحفة ٢٢٥)

باب: ٢٢٥- چرواہوں کی رمی کا بیان

٣٠٧٠- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ ابْنِ عَدِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلرُّعَاءِ أَنْ يَرْمُوا يَوْمًا وَيَدَعُوا يَوْمًا.

٣٠٧٠- حضرت عدی ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چرواہوں کو رخصت دی ہے کہ وہ ایک دن رمی کر لیں اور ایک دن چھوڑ لیں۔

فائدہ: چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اس دن کی رمی اگلے دن کریں، مثلاً: ١٠ تاریخ کو رمی کرنے کے بعد وہ چلے جائیں، پھر چاہیں تو گیارہ تاریخ کو دو دن کی رمی اکٹھی کر لیں۔ چاہیں تو ١١ تاریخ کو نہ آئیں، ١٢ تاریخ کو دو دن کی رمی اکٹھی کر لیں۔ گویا ان کے لیے منیٰ میں رات گزارنا بھی ضروری نہیں۔

٣٠٧١- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِلرُّعَاءِ فِي الْبَيْتُوتَةِ

٣٠٧١- حضرت عاصم بن عدی ؓ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے چرواہوں کو (منیٰ سے) باہر رات گزارنے کی اجازت دی ہے، نیز وہ یوم نحر کو رمی کریں اور بعد والے دو دنوں کی رمی ان میں سے کسی ایک دن اکٹھی ادا کر لیں۔

٣٠٧٠- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في رمي الجمار، ح: ١٩٧٦، والترمذي، ح: ٩٥٤ وغيرهما من حديث سفيان بن عيينة به، وصرح بالسماع، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٧٤.

٣٠٧١- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، ح: ١٩٧٥، والترمذي، الحج، باب ماجاء في الرخصة للرعاء أن يرموا يومًا ويدعوا يومًا، ح: ٩٥٥ من حديث مالك به، وهو في الموطأ(يحيى): ١/ ٤٠٨، والكبرى، ح: ٤٠٧٥، وقال الترمذي: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ٢٩٧٥، وابن حبان، ح: ١٠١٥، وابن الجارود، ح: ٤٧٨، والحاكم: ١/ ٤٧٨ و٣/ ٤٢٠، ووافقه الذهبي.

يَرْمُونَ يَوْمَ النَّحْرِ وَالْيَوْمَيْنِ اللَّذَيْنِ بَعْدَهُ يَجْمَعُونَهُمَا فِي أَحَدِهِمَا.

(المعجم ٢٢٦) - اَلْمَكَانُ الَّذِي تُرْمٰى مِنْهُ جَمْرَةُ الْعَقَبَةِ (التحفة ٢٢٦)

باب:۲۲۶- وہ جگہ جہاں سے جمرۂ عقبہ کو رمی کی جائے گی

٣٠٧٢- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ أَبِي مُحَيَّاةٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ - يَعْنِي ابْنَ يَزِيدَ - قَالَ: قِيلَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ إِنَّ نَاسًا يَرْمُونَ الْجَمْرَةَ مِنْ فَوْقِ الْعَقَبَةِ قَالَ: فَرَمٰى عَبْدُاللهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ قَالَ: مِنْ هٰهُنَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ! رَمَى الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

۳۰۷۲- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کچھ لوگ جمرے کو گھاٹی کے اوپر سے رمی کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وادی کے نشیب سے رمی کی اور فرمایا: قسم اس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اس جگہ سے رمی کی تھی اس شخصیت نے جن پر سورۂ بقرہ اتاری گئی۔

فوائد ومسائل: ① رمی کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں طرف بیت اللہ ہو اور دائیں طرف منیٰ اور منہ جمرے کی طرف ہو۔ اس طرح رمی کرنے والا نشیب میں کھڑا ہوگا۔ یہ مستحب ہے مگر رش کی صورت میں چونکہ سب لوگ اس طرح رمی نہیں کر سکتے، لہٰذا جس طرف سے بھی رمی ہو جائے کوئی حرج نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں کوئی حکم نہیں دیا، البتہ جس طرح آپ نے کی وہ مستحب ہے۔ ② "اس شخصیت نے" مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ سورۂ بقرہ کا خصوصی ذکر اس لیے کیا کہ اس میں حج کے کافی مسائل ہیں۔ ③ بات کو مؤکد کرنے کے لیے مطالبے کے بغیر بھی قسم کھانا جائز ہے۔ ④ صحابۂ کرام نے رسول اللہ ﷺ کا ہر عمل کما حقہ محفوظ کیا۔ اور وہ بحمد اللہ، ہو بہو اسی شکل میں ہم تک پہنچا جس طرح انھوں نے پہنچایا...... رضی اللہ عنہم......

٣٠٧٣- أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ وَمَالِكُ بْنُ الْخَلِيلِ قَالَا: حَدَّثَنَا

۳۰۷۳- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمرے کو سات

٣٠٧٣ـ [صحيح] انظر الحديث السابق، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٧٧.

٣٠٧٢ـ أخرجه مسلم، الحج، باب رمي جمرة العقبة من بطن الوادي ... الخ، ح: ١٢٩٦ من حديث أبي المحياة، والبخاري، الحج، باب رمي الجمار من بطن الوادي، ح: ١٧٤٧ من حديث عبدالرحمٰن بن يزيد به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٧٦.

ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ وَمَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ يَزِيدَ قَالَ: رَمٰى عَبْدُ اللهِ الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ جَعَلَ الْبَيْتَ عَنْ يَسَارِهِ وَعَرَفَةَ عَنْ يَمِينِهِ وَقَالَ: هٰهُنَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

کنکریاں ماریں۔ بیت اللہ کو اپنی بائیں جانب اور عرفے کو اپنی دائیں جانب کیا اور فرمایا: یہ ہے اس شخصیت کی رمی کی جگہ جن پر سورۂ بقرہ اتاری گئی۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: مَا أَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مَنْصُورٍ غَيْرَ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

ابوعبدالرحمٰن (امام نسائی رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ ابن ابی عدی کے علاوہ کسی راوی نے اس حدیث میں منصور کا ذکر کیا ہو۔ واللہ تعالٰی أعلم.

۳۰۷۴- أَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى عَنْ هُشَيْمٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ قَالَ: هٰهُنَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ! مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ.

۳۰۷۴- حضرت عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا' انھوں نے وادی کے پیٹ سے جمرۂ عقبہ کو رمی کی' پھر فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! یہ اس شخصیت کے رمی کرنے کی جگہ ہے جن پر سورۂ بقرہ اتاری گئی۔

۳۰۷۵- أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ: سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُولُ: لَا تَقُولُوا سُورَةُ الْبَقَرَةِ قُولُوا السُّورَةُ الَّتِي يُذْكَرُ فِيهَا الْبَقَرَةُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ عَبْدِ اللهِ حِينَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ

۳۰۷۵- حضرت اعمش سے روایت ہے کہ میں نے حجاج کو یہ کہتے سنا کہ سورۂ بقرہ نہ کہو بلکہ یوں کہو: وہ سورت جس میں گائے کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں نے یہ بات حضرت ابراہیم نخعی سے ذکر کی۔ وہ فرمانے لگے: مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن یزید نے بیان کیا کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب انھوں نے جمرہ عقبہ کو رمی کی۔ آپ وادی کے پیٹ میں

۳۰۷۴_[صحيح] انظر الحديثين السابقين، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٧٨.

۳۰۷۵_[صحيح] تقدم، ح: ۳۰۷۲، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٧٩.

فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِيَ وَاسْتَعْرَضَهَا - يَعْنِي الْجَمْرَةَ - فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَكَبَّرَ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ فَقُلْتُ: إِنَّ أُنَاسًا يَصْعَدُونَ الْجَبَلَ فَقَالَ: هٰهُنَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ! رَأَيْتُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ رَمٰى.

کھڑے ہوئے اور جمرے کی طرف منہ کیا۔ پھر اسے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہا۔ میں نے کہا: کچھ لوگ پہاڑ پر چڑھ کر رمی کرتے ہیں۔ فرمانے لگے: قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! اس جگہ میں نے اس شخصیت کو رمی کرتے دیکھا جن پر سورۂ بقرہ اتاری گئی۔

فائدہ: حجاج کا یہ قول غیر ضروری تکلف ہے۔ سورۂ بقرہ نام بن چکا ہے' لہٰذا اس کا لفظی ترجمہ نہیں کریں گے۔ ناموں میں اختصار ملحوظ ہوتا ہے ورنہ سورۂ بقرہ کے معنی بھی یہی ہیں کہ جس سورت میں گائے کا ذکر ہے۔ حجاج نے لفظی ترجمے (گائے کی سورت) کی رو سے اسے سوء ادب خیال کیا لیکن یہ درست نہیں۔

٣٠٧٦- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيمِ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ وَذَكَرَ آخَرَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ.

٣٠٧٦- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرے کو خذف کی کنکریوں جیسی (چھوٹی چھوٹی) کنکریاں ماریں۔

٣٠٧٧- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَرْمِي الْجِمَارَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ.

٣٠٧٧- حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ جمروں کو خذف کی (چھوٹی چھوٹی) کنکریوں جیسی کنکریوں کے ساتھ رمی کرتے تھے۔

(المعجم ٢٢٧) - عَدَدُ الْحَصَى الَّتِي يُرْمٰى بِهَا الْجِمَارُ (التحفة ٢٢٧)

باب: ٢٢٧- جمروں کو کتنی کنکریاں ماری جائیں گی؟

٣٠٧٦- [صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح:٢٨٧٥ من حديث عبدالرحيم بن سليمان به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٠٨٠، وانظر الحديث الآتي.

٣٠٧٧- أخرجه مسلم، الحج، باب استحباب كون حصى الجمار بقدر حصى الخذف، ح:١٢٩٩ من حديث ابن جريج به، وهو في الكبرٰى، ح:٤٠٨١.

٣٠٧٨- أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ فَقُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الشَّجَرَةِ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِنْهَا - حَصَى الْخَذْفِ - رَمَى مِنْ بَطْنِ الْوَادِي ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ.

٣٠٧٨- حضرت محمد باقر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ میں نے عرض کیا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے حج کے بارے میں بتایئے۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس جمرے کو جو درخت کے پاس ہے سات کنکریاں ماریں۔ آپ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے۔ کنکریاں خذف کی کنکریوں جیسی تھیں اور آپ نے یہ رمی وادی کے پیٹ سے کی تھی، پھر آپ قربان گاہ کی طرف گئے اور قربانی کی۔

٣٠٧٩- أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى الْبَلْخِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ قَالَ: قَالَ مُجَاهِدٌ: قَالَ سَعْدٌ: رَجَعْنَا فِي الْحَجَّةِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَبَعْضُنَا يَقُولُ: رَمَيْتُ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ، وَبَعْضُنَا يَقُولُ: رَمَيْتُ بِسِتٍّ، فَلَمْ يَعِبْ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ.

٣٠٧٩- حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم حجۃ الوداع میں نبی ﷺ کے ساتھ لوٹے تو ہم میں سے کچھ لوگ کہہ رہے تھے: ہم نے سات کنکریاں ماری ہیں اور بعض کہہ رہے تھے: ہم نے چھ کنکریاں ماری ہیں، تاہم کسی نے ایک دوسرے پر عیب نہیں لگایا۔

٣٠٨٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مِجْلَزٍ يَقُولُ:

٣٠٨٠- حضرت ابومجلز بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جمروں کے بارے میں پوچھا تو وہ فرمانے لگے: میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ

٣٠٧٨_ [إسناده صحيح] تقدم، ح: ٣٠٥٦، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٨٢.

٣٠٧٩_ [حسن] أخرجه أحمد: ١/ ١٦٨ من حديث عبدالله بن أبي نجيح به، وصرح بالسماع في مسند سعد بن أبي وقاص لأحمد بن إبراهيم الدورقي، ح: ١٣٣، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٨٣، وأورده الضياء في المختارة. ● مجاهد لم يدرك سعد بن أبي وقاص، وللحديث شواهد معنوية.

٣٠٨٠_ [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، المناسك، باب في رمي الجمار، ح: ١٩٧٧ من حديث خالد بن الحارث به، وهو في الكبرٰى، ح: ٤٠٨٤.

سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجِمَارِ فَقَالَ: مَا أَدْرِي رَمَاهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ بِسِتٍّ أَوْ بِسَبْعٍ.

ﷺ نے انھیں سات سات کنکریاں ماریں یا چھ چھ۔

فائدہ: کنکریاں تو سات ہی ماری جاتی ہیں جیسا کہ احادیث میں صراحتاً ذکر ہے۔ ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر غلطی یا بھول چوک سے چھ کنکریاں ہی ماری جائیں یا رش وغیرہ کی بنا پر ایک آدھ کنکری رہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ شریعت نے بہت سے مسائل میں اکثر کو کل کا حکم دیا ہے البتہ جان بوجھ کر کمی بیشی جائز نہیں۔

(المعجم ٢٢٨) - اَلتَّكْبِيرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ (التحفة ٢٢٨)

باب:٢٢٨- ہر کنکری مارتے وقت اللہ أکبر کہنا

٣٠٨١- أَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَخِيهِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتَّى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ.

٣٠٨١- حضرت فضل بن عباس ؓ سے مروی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا۔ آپ لبیک کہتے رہے حتی کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو رمی شروع کر دی۔ آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے۔

فائدہ: جب قول و فعل دونوں مل جائیں تو اثر انگیزی اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے اسی لیے شریعت نے تقریباً تمام عبادات میں فعل کے ساتھ ساتھ قول کو بھی لازم رکھا ہے۔ حج میں بھی احرام کے ساتھ لبیک کہنا، طواف میں ذکر و دعا کرنا، رمی کے ساتھ تکبیرات کہنا وغیرہ اسی اصول کی بنا پر ہے۔

(المعجم ٢٢٩) - قَطْعُ الْمُحْرِمِ التَّلْبِيَةَ إِذَا رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ (التحفة ٢٢٩)

باب:٢٢٩- محرم جب جمرۂ عقبہ کو رمی کرے تو لبیک کہنا بند کر دے

٣٠٨٢- أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ

٣٠٨٢- حضرت فضل بن عباس ؓ سے منقول ہے

٣٠٨١_ [إسناده صحيح] أخرجه ابن خزيمة، ح: ٢٨٨١، ٢٨٨٧ من حديث هارون بن إسحاق به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٨٥. * حفص هو ابن غياث، وصرح بالسماع عند البيهقي: ٥/ ١٣٧.

٣٠٨٢_ [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب متى يقطع الحاج التلبية، ح: ٣٠٤٠ عن هناد به، وهو في ◄◄

أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ خُصَيْفٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ الْفَضْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُنْتُ رِدْفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَمَا زِلْتُ أَسْمَعُهُ يُلَبِّي حَتَّى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَلَمَّا رَمٰى قَطَعَ التَّلْبِيَةَ.

کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں آپ کو مسلسل لبیک پکارتے سنتا رہا حتی کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو رمی شروع کی۔ جب رمی شروع کی تو لبیک کہنا بند کر دیا۔

فائدہ: رمی آخری فعل ہے جو محرم حج کے دوران میں کرتا ہے۔ اس کے بعد اس کا احرام ختم ہو جاتا ہے لہٰذا لبیک کا وقت بھی رمی تک ہی ہے۔ صحیح صریح حدیث کی روشنی میں راجح یہی ہے کہ رمی کی آخری کنکری کے ساتھ ہی تلبیہ موقوف کر دیا جائے۔ یہ امام احمد اور بعض اصحاب شافعی کا موقف ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: فائدہ حدیث نمبر: ۳۰۵۸۔

۳۰۸۳- أَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ عَنْ مُجَاهِدٍ وَعَامِرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الْفَضْلَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَأَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ.

۳۰۸۳- حضرت فضل ؓ نے خبر دی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا۔ آپ لبیک فرماتے رہے حتی کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو رمی شروع کی۔

۳۰۸٤- أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ أَصْرَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزَرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ: أَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ.

۳۰۸۴- حضرت فضل بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا۔ آپ لبیک پکارتے رہے حتی کہ آپ نے جمرۂ عقبہ کو رمی کی۔

الكبرى، ح: ٤٠٨٦ * خصيف لم يفرد به، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق والآتي برقم، ح: ٣٠٨٤.

۳۰۸۳_[صحيح] انظر الحديث الآتي والسابق، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٨٧.

۳۰۸٤_[إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ١/ ٢١٤ من حديث عبدالكريم به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٨٨.

(المعجم ٢٣٠) - اَلدُّعَاءُ بَعْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ (التحفة ٢٣٠)

باب:٢٣٠-جمروں کو رمی کرنے کے بعد دعا کرنا

٣٠٨٥- أَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِي تَلِي الْمَنْحَرَ - مَنْحَرَ مِنًى - رَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ، ثُمَّ تَقَدَّمَ أَمَامَهَا فَوَقَفَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو يُطِيلُ الْوُقُوفَ، ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الثَّانِيَةَ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ، ثُمَّ يَنْحَدِرُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَقِفُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو، ثُمَّ يَأْتِي الْجَمْرَةَ الَّتِي عِنْدَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا.

٣٠٨٥-امام زہری سے مروی ہے کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اس جمرے کو رمی کرتے جو منیٰ کی قربان گاہ کے قریب ہے تو آپ اسے سات کنکریاں مارتے۔ جب بھی کوئی کنکری مارتے' اللہ اکبر کہتے' پھر آگے بڑھتے اور قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے۔ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے اور بڑی دیر تک کھڑے رہتے' پھر دوسرے جمرے کے پاس آتے اور اسے سات کنکریاں مارتے۔ جب بھی کوئی کنکری مارتے' اللہ اکبر کہتے' پھر بائیں طرف کو نیچے اترتے اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے۔ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا لیتے اور دعا کرتے' پھر اس جمرے کے پاس آتے جو گھاٹی کے پاس ہے اور اسے سات کنکریاں مارتے' پھر اس کے پاس (دعا کے لیے) نہیں ٹھہرتے تھے۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ: سَمِعْتُ سَالِمًا يُحَدِّثُ بِهٰذَا عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ.

امام زہری بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت سالم سے سنی' انھوں نے اپنے باپ (عبداللہ بن عمر ؓ) سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ اور حضرت ابن عمر ؓ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

فوائد و مسائل: ① ہر جمرے کی رمی کے بعد دعا نہیں کی جاتی بلکہ اس رمی کے بعد دعا کی جاتی ہے جس کے بعد اور رمی ہو۔ گویا جمرۂ عقبہ کو رمی کرنے کے بعد دعا نہیں کی جاتی' خواہ کوئی بھی دن ہو کیونکہ اس کے بعد اور رمی

٣٠٨٥- أخرجه البخاري، الحج، باب: إذا رمى الجمرتين يقوم مستقبل القبلة ويسهل، ح: ١٧٥١، ١٧٥٢ من حديث يونس بن يزيد به، وهو في الكبرى، ح: ٤٠٨٩.

نہیں ہوتی' البتہ پہلے دو جمروں میں سے ہر ایک کو رمی کرنے کے بعد دو جمروں کے درمیان قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعا کی جائے گی اور ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔ ⑦ بعض احادیث میں جو وادی کے پیٹ یا نشیب وغیرہ کا ذکر ہے' وہ اس دور میں تھا' بعد میں بھی رہا' مگر آج کل تو جمرات کے اردگرد ہر طرف جگہ ہموار ہے' کوئی نشیب و فراز نہیں۔ جمرات کو ستون نما بنا دیا گیا ہے بلکہ آج کل انھیں لمبی دیوار کی شکل دے دی گئی ہے۔ ہر طرف وسیع اور ہموار پختہ سڑکیں پھیلا دی گئی ہیں تاکہ رش پر قابو پایا جا سکے۔ یہ سب حاجیوں کی سہولت کے لیے کیا گیا ہے۔

(المعجم ٢٣١) - بَابُ مَا يَحِلُّ لِلْمُحْرِمِ بَعْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ (التحفة ٢٣١)

باب:٢٣١- جمروں کو رمی کرنے کے بعد محرم کے لیے کیا کچھ حلال ہو جاتا ہے؟

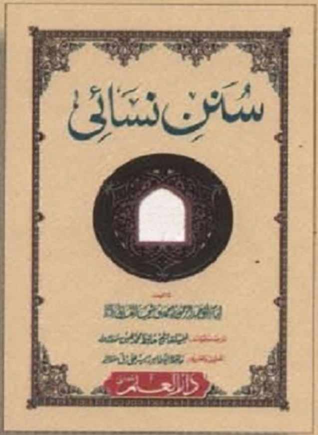
٣٠٨٦- أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ كُهَيْلٍ، عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ. قِيلَ: وَالطِّيبُ؟ قَالَ: أَمَّا أَنَا فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَتَضَمَّخُ بِالْمِسْكِ أَفَطِيبٌ هُوَ؟

٣٠٨٦- حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب محرم جمرۂ عقبہ کو رمی کر لے تو اس کے لیے عورتوں کے علاوہ ہر چیز حلال ہو جاتی ہے۔ ان سے پوچھا گیا: خوشبو؟ فرمایا: میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے کستوری لگا رکھی تھی۔ کیا یہ خوشبو نہیں؟

فائدہ: یہ ١٠ ذوالحجہ کی بات ہے۔ مزدلفہ سے منیٰ آتے ہی صرف جمرۂ عقبہ کو رمی کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر حاجی کے پاس قربانی کا جانور ہے تو اسے ذبح کیا جائے۔ احرام ختم ہے۔ اب وہ حجامت کروائے' نہائے دھوئے' خوشبو لگائے' سلے ہوئے کپڑے پہنے حتی کہ طواف زیارت (فرض طواف) بھی احرام کے بغیر کرے گا' البتہ طواف زیارت سے پہلے بیوی سے جماع حرام ہے۔ جب طواف زیارت کر لے تو اب اس کے لیے بیوی بھی حلال ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یوم نحر اور ایام تشریق کو کھانے پینے اور ذکر اللہ کے دن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم' الصیام' حدیث:١١٤١)

٣٠٨٦- [صحيح] أخرجه ابن ماجه، المناسك، باب ما يحل للرجل إذا رمى جمرة العقبة، ح:٣٠٤١ من حديث يحيى بن سعيد القطان به، وهو في الكبرى، ح:٤٠٩٠، وانظر، ح:٣٠٦٦ لعلته، وله شواهد عند مسلم، ح:١١٨٩ وغيره.

QURAN LEARNING & RESEARCH FOUNDATION • HYD. INDIA •



DARUL ILM
PUBLISHERS & DISTRIBUTORS
242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel,: (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
fax :(+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

₹2100/-